صحیح بخاری

امیر المؤمنین فی الحدیث سید الفقہاء

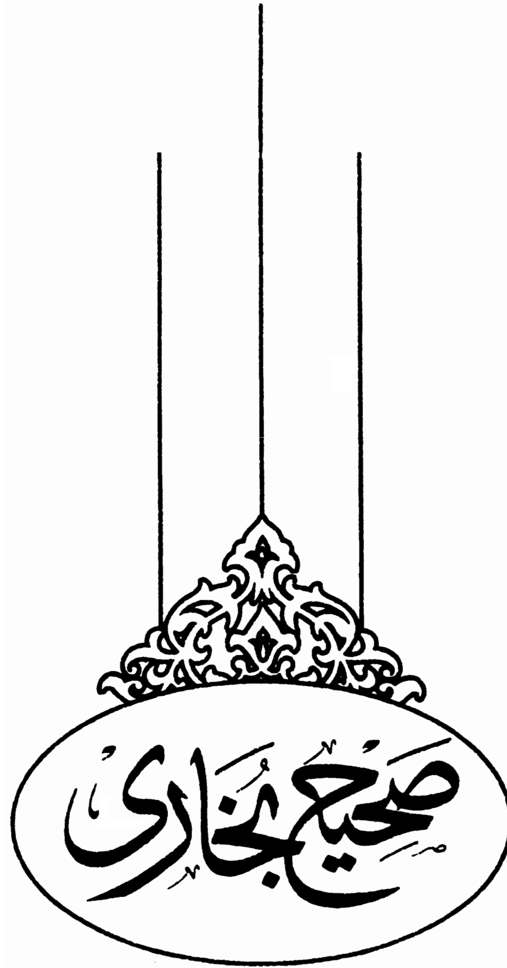
محدث الامۃ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

قال قال رسول اللہ ﷺ انما الاعمال بالنیات


صحیح بخاری

مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح بخاری

جلد چہارم

امیر المؤمنین فی الحدیث سید الفقہاء

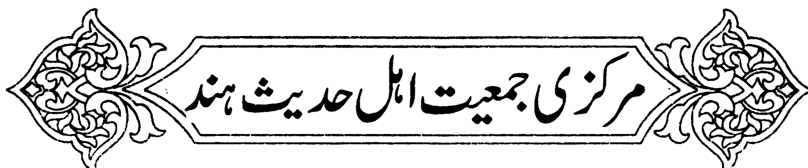
حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ







نام کتاب : صحیح بخاری شریف

مترجم : حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ

ناشر : مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

سن اشاعت : ۲۰۰۴ء

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

قیمت :

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوڑی تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام ۱۱۶۴، اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

فہرست مضامین

فہرست تشریحی مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دسواں پارہ

٥- بَابُ تَقْوِيمِ الأَشْيَاءِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ

باب مشترک چیزوں کی انصاف کے ساتھ ٹھیک قیمت لگا کر اسے شریکوں میں بانٹنا

باب کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں قال ابن بطال لا خلاف بین العلماء ان قسمة العروض وسائر الامتعة بعد التقویم جائز وانما اختلفوا فی قسمتها بغیر تقویم فاجازه الاکثر اذا کان علی سبیل التراضی الخ (فتح الباری) یعنی جملہ سامان واسباب کا جب ٹھیک طور پر اندازہ کر لیا جائے تو اس کی تقسیم جملہ علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ہاں بغیر اندازہ کئے تقسیم میں اختلاف ہے۔ جب باہمی طور پر کسی کو اعتراض نہ ہو اور سب راضی ہوں تو اکثر کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔

کتاب الشرکتہ کے اس باب سے یہ دسواں پارہ شروع ہو رہا ہے جس میں شرکت سے متعلق بقایا مسائل بیان کئے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک قلم کو لغزش سے بچائے اور خیریت کے ساتھ اس پارے کی بھی تکمیل کرائے آمین۔

٢٤٩١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ عَبْدٍ - أَوْ شِرْكًا، أَوْ قَالَ نَصِيبًا - وَكَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ، وَإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)). وَقَالَ: لاَ أَدْرِي قَوْلُهُ: ((عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)) قَوْلٌ مِنْ نَافِعٍ، أَوْ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [أطرافه في: ٢٥٠٣، ٢٥٢١، ٢٥٢٢، ٢٥٢٣، ٢٥٢٤، ٢٥٢٥].

(٢٤٩١) ہم سے عمران بن میسرہ ابو الحسن بصری نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے' کہا ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک (ساجھے کے) غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس کے پاس سارے غلام کی قیمت کے موافق مال ہو تو وہ پورا آزاد ہو جائے گا۔ اگر اتنا مال نہ ہو تو بس جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا۔ ایوب نے کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں کہ روایت کا یہ آخری حصہ "غلام کا وہی حصہ آزاد ہو گا جو اس نے آزاد کیا ہے"۔ یہ نافع کا اپنا قول ہے یا نبی کریم ﷺ کی حدیث میں داخل ہے۔

تشریح: یعنی سارے غلام کی غلامی کی حالت میں قیمت لگائیں گے یعنی جو حصہ آزاد ہوا اگر وہ بھی آزاد نہ ہوتا تو اس کی قیمت کیا ہوتی اگر اتنا مال نہ ہو تو بس جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا۔

عینی نے اس مسئلہ میں چودہ مذہب بیان کئے ہیں۔ لیکن امام احمد اور شافعی اور اسحاق نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے اور

حضرت امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں دوسرے شریک کو اختیار رہے گا خواہ اپنا حصہ بھی آزاد کر دے خواہ غلام سے محنت مشقت کرا کر اپنے حصہ کے دام وصول کرے خواہ اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اپنے حصے کی قیمت اس سے بھر لے۔ پہلی اور دوسری صورت میں غلام کا ترکہ دونوں کو ملے گا اور تیسری صورت میں صرف آزاد کرنے والے کو۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ غلام کی ٹھیک ٹھیک قیمت لگا کر اس کے جملہ مالکوں پر اسے تقسیم کر دیا جائے۔

٢٤٩٢- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عُرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهِ فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ)).

(۲۴۹۲) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو سعید بن ابی عروبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے' انہیں نضر بن انس نے' انہیں بشیر بن نہیک نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کہا جائے کہ (اپنی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کر ادا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

[أطرافه في: ٢٥٠٤، ٢٥٢٦، ٢٥٢٧].

تشریح: یعنی ایسی تکلیف نہ دیں جس کا وہ تحمل نہ کر سکے جب وہ باقی حصوں کی قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ ابن بطال نے کہا شرکاء میں تقسیم کرتے وقت ان کی قطع نزاع کے لئے قرعہ ڈالنا سنت ہے اور تمام فقہاء اس کے قائل ہیں۔ صرف کوفہ کے بعض فقہاء نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ قرعہ ازلام کی طرح ہے جس کی ممانعت قرآن میں وارد ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر میں جاتے وقت اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ آج کل تو قرعہ اس قدر عام ہے کہ سفر حج کے لئے بھی حاجیوں کے نام قرعہ اندازی سے چھانٹے جاتے ہیں۔

٦- بَابُ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ؟ وَالاسْتِهَامِ فِيْهِ

باب تقسیم میں قرعہ ڈال کر حصے کر لینا

٢٤٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُوْدِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِيْنَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ

(۲۴۹۳) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے زکریا نے' کہا میں نے عامر بن شعبہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔ جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا

أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوقَهُم، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَن فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيْعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوا وَنَجَوا جَمِيْعًا)).
[طرفه في: ٢٦٨٦].

اور بعض کو نیچے کا۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے' انہیں (دریا سے) پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کرلیں۔ تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو کشتی والے تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑلیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔

تشریح اس حدیث میں جہاز کشتی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ اندازی کا ذکر کیا گیا۔ اسی سے مقصود باب ثابت ہوا ہے۔ یوں یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ خاص طور پر نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا کیوں ضروری ہے؟ اسی سوال پر اس میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ دنیا کی مثال ایک کشتی کی سی ہے۔ جس میں سوار ہونے والے افراد میں سے ایک فرد کی غلطی جو کشتی سے متعلق ہو سارے افراد ہی کو لے ڈوب سکتی ہے۔ قرآن مجید میں یہی مضمون اس طور پر بیان ہوا۔ ﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ﴾ (الانفال: ۲۵) یعنی فتنہ سے بچنے کی کوشش کرو جو اگر وقوع میں آگیا تو وہ خاص ظالموں ہی پر نہیں پڑیگا بلکہ ان کے ساتھ بہت سے بے گناہ بھی پس جائیں گے۔ جیسے حدیث ہذا میں بطور مثال نیچے والوں کا ذکر کیا گیا کہ اگر اوپر والے نیچے والوں کو کشتی کے نیچے سوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے تو نتیجہ یہ کہ نیچے والا حصہ پانی سے بھر جائے گا۔ اور نیچے والوں کے ساتھ اوپر والے بھی ڈوبیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (آل عمران: ۱۰۴) یعنی اے مسلمانو! تم میں سے ایک جماعت ایسی مقرر ہونی چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتی رہے اور برائیوں سے روکتی رہے۔ آیت ہذا کی بنا پر جملہ اہل اسلام پر فرض ہے کہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ایک جماعت خاص مقرر کریں۔

الحمدللہ حکومت سعودیہ میں یہ محکمہ اسی نام سے قائم ہے اور پوری مملکت میں اس کی شاخیں ہیں جو یہ فرض انجام دے رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اجتماعی طور پر ہر جگہ مسلمان ایسے ادارے قائم کرکے عوام کی فلاح و بہبود کا کام انجام دیا کریں۔

خلاصہ یہ کہ تقسیم کے لئے قرعہ اندازی ایک بہترین طریقہ ہے جس میں شرکاء میں سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ ومطابقة الحديث للترجمة غير خفية وفيه وجوب الصبر على اذى الجار اذا خشي وقوع ما هوا شد ضررا وانه ليس لصاحب السفل ان يحدث على صاحب العلو ما يضربه وانه ان احدث عليه ضرر الزمه اصلاحه وان لصاحب العلو منعه من الضرر وفيه جواز قسمة العقار المتفاوت بالقرعة قال ابن بطال والعلماء متفقون على القول بالقرعة الا الكوفيين فانهم قالوا لا معنى لها لانها تشبه الازلام التي نهى الله عنها (قسطلانی) حدیث کی باب سے مطابقت ظاہر ہے اور اس سے پڑوسی کی تکلیف پر صبر کرنا بطور وجوب ثابت ہوا۔ جب عدم صبر کی صورت میں اس سے بھی کسی بڑی مصیبت کے آنے کا خطرہ ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نیچے والے کے لئے جائز نہیں کہ اوپر والے کے لئے کوئی ضرر کا کام کرے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھے تو اس کو اس کی درستگی واجب ہے اور اوپر والے کو حق ہے کہ وہ ایسے ضرر کے کام سے اس کو روکے اور سامان و اسباب متفرقہ کا قرعہ اندازی سے تقسیم کرنا بھی ثابت ہوا۔ ابن بطال نے کہا علماء کا قرعہ کے جواز پر اتفاق ہے سوائے اہل کوفہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی ان تیروں کے مشابہ ہی ہے جو کفار مکہ بطور فال نکالا کرتے تھے۔ اس لئے یہ جائز نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازلام سے منع کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل کوفہ کا یہ قیاس باطل ہے۔

ازلام اور قرعہ اندازی میں بہت فرق ہے اور جب قرعہ کا ثبوت صحیح حدیث سے موجود ہے تو اس کو ازلام سے تشبیہ دینا صحیح نہیں ہے۔

٧- بَابُ شَرِكَةِ الْيَتِيمِ وَأَهْلِ الْمِيْرَاثِ

باب یتیم کا دوسرے وارثوں کے ساتھ شریک ہونا

اتفقوا على انه لا تجوز المشاركة في مال اليتيم الا ان كان لليتيم في ذلك مصلحة راجحة (فتح) یعنی اس پر اتفاق ہے کہ یتیم کے مال میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر یتیم کے مفاد کے لئے کوئی مصلحت راجح ہو تو جائز ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کھا رہے ہیں۔ لہٰذا معاملہ بہت ہی نازک ہے۔

٢٤٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيّ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا .. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا - إِلَى قوله - وَرُبَاعَ﴾ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي، هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلاَّ أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ. قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوا رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾، وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ أَنَّهُ يُتْلَى

(٢٤٩٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ عامری اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے (سورۂ نساء میں) اس آیت کو پوچھا "اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ کرنے کا ڈر ہو تو جو عورتیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ" انہوں نے کہا میرے بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی (محافظ رشتہ دار جیسے چچیرا بھائی پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی) کی پرورش میں ہو اور ترکے کے مال میں اس کی ساجھی ہو اور وہ اس کی مالداری اور خوبصورتی پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کر لینا چاہے لیکن پورا مہر انصاف سے جتنا اس کو اور جگہ ملتا وہ نہ دے' تو اسے اس سے منع کر دیا گیا کہ ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح کرے۔ البتہ اگر ان کے ساتھ ان کے ولی انصاف کر سکیں اور ان کی حسب حیثیت بہتر سے بہتر طرز عمل مہر کے بارے میں اختیار کریں (تو اس صورت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے) اور ان سے یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ان کے سوا جو بھی عورت انہیں پسند ہو ان سے وہ نکاح کر سکتے ہیں۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا۔ پھر لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد (ایسی لڑکیوں سے نکاح کی اجازت کے بارے میں) مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الآيَةُ الأُوْلَى الَّتِي قَالَ فِيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ : وَقَوْلُ اللهِ فِي الآيَةِ الأُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنكِحُوهُنَّ﴾ يَعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيمَتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلاَّ بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ)).

[أطرافه في : ٢٧٦٣، ٤٥٧٣، ٤٥٧٤، ٤٦٠٠، ٥٠٦٤، ٥٠٩٢، ٥٠٩٨، ٥١٢٨، ٥١٣١، ٥١٤٠، ٦٩٦٥].

کی "اور آپ سے عورتوں کے بارے میں یہ لوگ سوال کرتے ہیں"۔ آگے فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔ یہ جو اس آیت میں ہے اور جو قرآن میں تم پر پڑھا جاتا ہے اس سے مراد پہلی آیت ہے۔ یعنی "اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ ہو سکنے کا ڈر ہو تو دوسری عورتیں جو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس سے یہ غرض ہے کہ جو یتیم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال اور جمال کم رکھتی ہو اس سے تو تم نفرت کرتے ہو' اس لئے جس یتیم لڑکی کے مال اور جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں جب انصاف کے ساتھ ان کا پورا مہر دینا کرو۔

٨- بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الأَرَضِينَ وَغَيْرِهَا

باب زمین مکان وغیرہ میں شرکت کا بیان

٢٤٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلاَ شُفْعَةَ)). [راجع: ٢٢١٣]

(٢٤٩٥) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ایسے اموال (زمین جائیداد وغیرہ) میں دیا تھا جن کی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب اس کی حد بندی ہو جائے اور راستے بھی بدل دیئے جائیں تو پھر شفعہ کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا۔

قسطلانی نے کہا' اس سے یہ نکلتا ہے کہ شفعہ غیر منقولہ جائداد میں ہے کہ منقولہ میں۔ اس کی بحث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

٩- بَابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّوْرَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلاَ شُفْعَةٌ

باب جب شریک لوگ گھروں وغیرہ کو تقسیم کر لیں تو اب اس سے پھر نہیں سکتے اور نہ ان کو شفعہ کا حق رہے گا

ترجمہ باب اس طرح نکلتا ہے کہ جب شفعہ کا حق تقسیم کے بعد نہ رہا تو معلوم ہوا کہ تقسیم بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر تقسیم باطل ہو جائے تو جائداد پھر مشترک ہو جائے گی اور شرکاء کو شفعہ کا حق پیدا ہو گا۔

٢٤٩٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلاَ شُفْعَةَ)). [راجع: ٢٢١٣]

(٢٤٩٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ہر اس جائداد میں شفعہ کا حق دیا تھا جس کی شرکاء میں ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن اگر حد بندی ہو جائے اور راستے الگ ہو جائیں تو پھر شفعہ کا حق باقی نہیں رہتا۔

١٠- بَابُ الإِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ

باب سونے' چاندی اور ان تمام چیزوں میں شرکت جن میں بیع صرف ہوتی ہے

بیع صرف کا بیان اوپر گزر چکا ہے یعنی سونے چاندی اور نقد کی بیع بعوض سونے چاندی اور نقد کے۔

٢٤٩٧، ٢٤٩٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ - يَعْنِي ابْنَ الأَسْوَدِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ: اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيكٌ لِي شَيْئًا يَدًا بِيَدٍ وَنَسِيئَةً، فَجَاءَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوهُ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَذَرُوهُ)). [راجع: ٢٠٦٠، ٢٠٦١]

(٩٨'٢٤٩٧) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے عثمان نے جو اسود کے بیٹے ہیں' کہا کہ مجھے سلیمان بن ابی مسلم نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے ابو المنہال سے بیع صرف نقد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے کوئی چیز (سونے اور چاندی کی) خریدی نقد پر بھی اور ادھار پر بھی۔ پھر ہمارے یہاں براء بن عازب رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ بیع کی تھی اور ہم نے اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جو نقد ہو وہ لے لو اور جو ادھار ہو اسے چھوڑ دو۔

١١- بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب مسلمان کا مشرکین اور ذمیوں کے ساتھ مل کر کھیتی کرنا

تشریح باب کی حدیث سے ذمی کی شرکت کا جواز کھیتی میں نکلتا ہے اور جب کھیتی میں شرکت جائز ہوئی تو اور چیزوں میں بھی جائز ہو گی۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ واحتج الجمهور بمعاملة النبى صلى الله عليه وسلم يهود خيبر واذا جاز فى المزارعة جاز

فی غیرھا وبمشروعیة اخذ الجزیة منھم مع ان فی اموالھم ما فیھا یعنی اس کے جواز پر جمہور علماء نے نبی کریم ﷺ کے یہود خیبر سے معاملہ کرنے سے دلیل پکڑی ہے اور ان سے جزیہ لینے کی مشروعیت پر بھی حالانکہ ان کے اموال کا حال معلوم ہے کہ ان میں سود بیاج وغیرہ ناجائز آمدنی بھی ان کے یہاں ہوتی تھی۔ پھر بھی ان سے جزیہ میں ان کا مال حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا۔

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)).

[راجع: ٢٢٨٥]

(۲۴۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بنت اسماء نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دے دی تھی کہ وہ اس میں محنت کریں اور بوئیں جوتیں۔ پیداوار کا آدھا حصہ انہیں ملا کرے گا۔

اسلام معاشرتی تمدنی امور میں مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسری غیر مسلم قوموں سے مل کر اپنے معاشی مسائل حل کر سکتے ہیں نہ صرف کھیتی کیاری بلکہ جملہ دنیاوی امور سب اس اجازت میں شامل ہیں' اسی طرح مسلمانوں کو بہت سے دینی و دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

٢٢- بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيهَا

باب بکریوں کا انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا

٢٥٠٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهِ أَنْتَ)). [راجع: ٢٣٠٠]

(۲۵۰۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دی تھیں کہ قربانی کے لئے ان کو صحابہ میں تقسیم کر دیں۔ پھر ایک سال کا بکری کا بچہ بچ گیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے عقبہ سے فرمایا تو اس کی قربانی کر لے۔

١٣- بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

باب اناج وغیرہ میں شرکت کا بیان

وَيُذْكَرُ أَنَّ رَجُلاً سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهُ آخَرُ، فَرَأَى عُمَرُ أَنَّ لَهُ شَرِكَةً.

اور منقول ہے کہ ایک شخص نے کوئی چیز چکائی' دوسرے نے اس کو آنکھ سے اشارہ کیا' تب اس نے مول لے لیا' اس سے حضرت عمر بنی اللہ نے یہ سمجھ لیا کہ وہ شریک ہے۔

٢٥٠١، ٢٥٠٢- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ

(۲۵۰۱'۲) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی' کہا مجھے سعید بن ابی ایوب نے خبر دی' انہیں زہرہ بن معبد نے' انہیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے'

عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ - وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَايِعْهُ، فَقَالَ: هُوَ صَغِيرٌ. فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ - وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُولَانِ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ)). [طرفه في : ٧٢٠١].

[طرفه في : ٦٣٥٣].

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا۔ ان کی والدہ زینب بنت حمیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس سے بیعت لے لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ابھی بچہ ہے۔ پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ انہیں اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہاں وہ غلہ خریدتے۔ پھر عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ان سے ملتے تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس اناج میں شریک کر لو۔ کیونکہ آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ہشام انہیں بھی شریک کر لیتے اور کبھی پورا ایک اونٹ (معہ غلہ) نفع میں پیدا کر لیتے اور اس کو گھر بھیج دیتے۔

تشریح: بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کبھی ایک اونٹ کے لادنے کے موافق اناج پیدا کرتے۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ ہم کو بھی اس اناج میں شریک کر لو۔ طعام سے کھانے کے غلہ جات گندم' چاول' وغیرہ مراد ہیں۔ شرکت میں ان کا کاروبار کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث ہذا میں عبداللہ بن ہشام ایک صحابی کا ذکر ہے جن کے لئے آنحضرت ﷺ نے بچپن میں دعا فرمائی تھیں اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ نے ان کو بہت کچھ نوازا تھا۔ ان کے دادا جب غلہ وغیرہ خریدنے بازار جاتے تو ان کو ساتھ لے لیتے تاکہ حضورؐ کی دعاؤں کی برکت شامل حال رہے۔ بعض دفعہ راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر مل جاتے تو وہ بھی درخواست کرتے کہ ہم کو بھی اس تجارت میں شریک کر لیجئے تاکہ دعائے نبوی کی برکتوں سے ہم بھی فائدہ حاصل کریں۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ یہ سب بہت کچھ نفع کما کر واپس لوٹتے۔

اس حدیث پر حافظ صاحب فرماتے ہیں: وفی الحدیث مسح راس الصغیر و ترک مبایعة من لم یبلغ و الدخول فی السوق لطلب المعاش وطلب البرکة حیث کانت والرد علی من زعم ان السعة من الحلال مذمومة و توفر دواعی الصحابة علی احضار اولادھم عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم لالتماس برکته وعلم من اعلام نبوته صلی اللہ علیہ وسلم لاجابة دعائه فی عبداللہ بن ھشام یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا' کہ چھوٹے بچوں کے سر پر دست شفقت پھیرنا سنت نبوی ہے اور نابالغ بچے سے بیعت نہ لینا بھی ثابت ہوا اور طلب معاش کے لئے بازار جانے کی مشروعیت بھی ثابت ہوئی اور برکت طلب کرنا بھی ثابت ہوا وہ جہاں سے بھی حاصل ہو اور ان لوگوں کی تردید بھی ہوئی جو رزق حلال کی کوشش کو مذموم جانتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بیشتر صحابہ کرام برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی اولاد کو آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا کرتے تھے تاکہ آپ کی دعائیں ان بچوں کے شامل حال ہوں۔ اور حضرت عبداللہ بن ہشام کے حق میں دعائے نبوی کی جو برکات حاصل ہوئیں یہ سب آنحضرت ﷺ کی صداقت کی نشانیوں میں سے اہم نشانیاں ہیں۔

ایسا ہی واقعہ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کا ہے جو بازار میں جاتے اور کبھی تو چالیس چالیس ہزار کا نفع کما کر بازار سے واپس لوٹتے۔ جو سب

کچھ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی برکت تھی۔ آپ نے ایک دفعہ ان کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا تھا اور یہ اس ایک دینار کی دو قربانیاں خرید کر لائے اور راستے ہی میں ان میں سے ایک کو فروخت کر کے دینار واپس حاصل کر لیا۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں قربانی کا جانور پیش کیا اور نفع میں حاصل ہونے والا دینار بھی اور ساتھ میں تفصیلی واقعہ سنایا۔ جسے سن کر آنحضرت ﷺ بے حد خوش ہوئے اور ان کے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: ومطابقة الحدیث للترجمة فی قوله اشرکنا لکونهما طلبا منه الاشتراک فی الطعام الذی اشتراه فاجابهما الی ذلک وهم من الصحابة ولم ینقل عن غیرهم مایخالف ذلک فیکون حجة والجمهور علی صحة الشرکة فی کل ما یتملک (قسطلانی)؛ یعنی حدیث کی باب میں مطابقت لفظ اشرکنا سے ہے۔ ان ہر دو بزرگ صحابیوں نے ان سے اس خرید کردہ غلہ میں شرکت کا سوال کیا اور انہوں نے ہر دو کی اس درخواست کو قبول کیا۔ وہ سب اصحاب نبوی تھے اور کسی سے بھی اس کی مخالفت منقول نہیں ہوئی۔ پس یہ حجت ہے اور جمہور ہر اس چیز میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں جو چیز ملکیت میں آ سکتی ہے۔

١٤- بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيْقِ

باب غلام لونڈی میں شرکت کا بیان

٢٥٠٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدْرَ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيْمَةَ عَدْلٍ وَيُعْطَى شُرَكَاؤُهُ حِصَّتُهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيْلُ الْمُعْتَقِ)). [راجع: ٢٤٩١]

(۲۵۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ساجھے کے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر غلام کی۔ انصاف کے موافق۔ قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو تو وہ سارا غلام آزاد کرا دے۔ اس طرح دوسرے ساجھیوں کو ان کے حصے کی قیمت ادا کر دی جائے اور اس آزاد کئے ہوئے غلام کا پیچھا چھوڑ دیا جائے۔

٢٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُعْتِقَ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلاَّ يُسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٤٩٢]

(۲۵۰۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے نضر بن انس نے، ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی (ساجھے کے) غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ ورنہ باقی حصوں کو آزاد کرانے کے لئے اس سے محنت مزدوری کرائی جائے۔ لیکن اس سلسلے میں اس پر کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

١٥ - بَابُ الاشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي

باب قربانی کے جانوروں اور اونٹوں میں شرکت اور اگر کوئی مکہ کو قربانی بھیج چکے پھر اس میں کسی کو شریک کر لے

هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى

۲۰۰۵، ۲۰۰٦- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ. وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ لاَ يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ. فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً، وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا. فَفَشَتْ فِي ذَلِكَ الْقَالَةُ. قَالَ عَطَاءٌ: فَقَالَ جَابِرٌ فَيَرُوحُ أَحَدُنَا إِلَى مِنًى وَذَكَرُهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا - فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ - فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: ((بَلَغَنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا، وَاللهِ لأَنَا أَبَرُّ وَأَتْقَى للهِ مِنْهُمْ، وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْ لاَ أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لأَحْلَلْتُ)). فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هِيَ لَنَا أَوْ لِلأَبَدِ؟ فَقَالَ: ((لاَ، بَلْ لِلأَبَدِ)). قَالَ: وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَقُولُ: لَبَّيْكَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَالَ الآخَرُ: لَبَّيْكَ بِحَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ)).

[راجع: ۱۰۸۵، ۱۵۵۷]

تو جائز ہے

(۲۵۰۵'۲۵۰٦) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' انہیں عبدالملک بن جریج نے خبردی' انہیں عطاء نے اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے اور (ابن جریج اسی حدیث کی دوسری روایت) طاؤس سے کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو حج کا تلبیہ کہتے ہوئے جس کے ساتھ کوئی اور چیز (عمرہ) نہ ملاتے ہوئے (مکہ میں) داخل ہوئے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو آپ کے حکم سے ہم نے اپنے حج کو عمرہ کر ڈالا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ (عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حج کے احرام تک) ہماری بیویاں ہمارے لئے حلال رہیں گی۔ اس پر لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ عطاء نے بیان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کچھ لوگ کہنے لگے کیا ہم میں سے کوئی منیٰ اس طرح جائے کہ منی اس کے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ جابر نے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے زیادہ نیک اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اگر مجھے وہ بات پہلے ہی معلوم ہوتی جو اب معلوم ہوئی ہے تو میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ اس پر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حکم (حج کے ایام میں عمرہ) خاص ہمارے ہی لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (یمن سے) آئے۔ اب عطاء اور طاؤس میں سے ایک تو یوں کہتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احرام کے وقت یوں کہا تھا۔ لبیک بما اهل به رسول الله ﷺ اور دوسرا یوں کہتا ہے کہ انہوں نے لبیک بحجۃ رسول اللہ ﷺ کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں (جیسا بھی انہوں نے باندھا

ہے) اور انہیں اپنی قربانی میں شریک کر لیا۔

اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ سند میں ابن جریج کا اس حدیث کو عطاء اور طاؤس دونوں سے سننا مذکور ہے۔ حافظ نے کہا میرے نزدیک تو طاؤس سے روایت منقطع ہے کیونکہ ابن جریج نے مجاہد اور عکرمہ سے نہیں سنا اور طاؤس ان ہی کے ہم عصر ہیں' البتہ عطاء سے سنا ہے کیونکہ عطاء ان لوگوں کے دس برس بعد ہوئے تھے۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مدینہ سے قربانی کے لئے ۶۳ اونٹ لئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے ۳۷ اونٹ لائے۔ جملہ سو اونٹ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان اونٹوں میں شریک کر لیا۔

١٦- بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ فِي الْقَسْمِ

٢٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَ إِبِلاً، فَعَجِلَ الْقَومُ فَأَغْلُوا بِهَا الْقُدُورَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ. ثُمَّ إِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَومِ إِلاَّ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: قَالَ جَدِّي: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَرْجُو - وَ نَخَافُ - أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ: ((اعْجَلْ، أَوْ أَرِنِي. مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)).

باب تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھنا

(۲۵۰۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو وکیع نے خبر دی' انہیں سفیان ثوری نے' انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے' انہیں عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ کے مقام ذوالحلیفہ میں تھے۔ (غنیمت میں) ہمیں بکریاں اور اونٹ ملے تھے۔ بعض لوگوں نے جلدی کی اور (جانور ذبح کر کے) گوشت کو ہانڈیوں میں چڑھا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے حکم سے گوشت کی ہانڈیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر (آپ نے تقسیم میں) دس بکریوں کا ایک اونٹ کے برابر حصہ رکھا۔ ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ قوم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی۔ ایک شخص نے اونٹ کو تیر مار کر روک لیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح وحشت ہوتی ہے۔ اس لئے جب تم ان کو نہ پکڑ سکو تو تم ان کے ساتھ ایسا کیا کرو۔ عبایہ نے بیان کیا کہ میرے دادا نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمیں امید ہے یا خطرہ ہے کہ کہیں کل دشمن سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے اور چھری ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ کیا دھار دار لکڑی سے ہم ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' لیکن ذبح کرنے میں جلدی کرو۔ جو چیز خون بہا دے (اسی سے کاٹ ڈالو) اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ اور ناخن اور دانت سے ذبح نہ کرو۔ اس کی وجہ میں بتلاؤں۔ سنو دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں

[راجع: ۲٤۸۸]
ہیں۔

راوی کو شبہ ہے کہ آپ نے لفظ اعجل فرمایا' یا لفظ ارن فرمایا۔ خطابی نے کہا کہ لفظ ارن اصل میں اء رن تھا جو ارن یا رن سے ہے اور جس کے معنی بھی اعجل یعنی جلدی کرنے کے ہیں۔

۴۸- کتاب الرھن

کتاب رہن کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح رہن کے معنی ثبوت یا رکنا اور اصطلاح شرع میں رہن کہتے ہیں قرض کے بدل کوئی چیز رکھوا دینے کو مضبوطی کے لئے کہ اگر قرض ادا نہ ہو تو مرتہن اس چیز سے اپنا قرض وصول کر لے۔ جو شخص رہن کی چیز کا مالک ہو اس کو راہن اور جس کے پاس رکھا جائے اس کو مرتہن اور اس چیز کو مرہون کہتے ہیں۔

رہن کے لغوی معنی گروی رکھنا' روک رکھنا' اقامت کرنا' ہمیشہ رہنا۔ مصدر ارھان کے معنی گروی کرنا۔ قرآن مجید کی آیت ﴿ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴾ (المدثر: ۳۸) میں گروی مراد ہے۔ یعنی ہر نفس اپنے اعمال کے بدلے میں اپنے آپ کو گروی کر چکا ہے۔ حدیث نبوی کل غلام رھینۃ بعقیقتہ میں بھی گروی مراد ہے یعنی ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ہاتھ میں گروی ہے۔ بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ ہوا اور وہ مر گیا تو وہ اپنے والدین کی سفارش نہیں کرے گا۔ بعض نے عقیقہ ہونے تک بچے کا بالوں کی گندگی وغیرہ میں مبتلا رہنا مراد لیا ہے۔

مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے مطابق رہن کے جواز کے لئے آیت قرآنی سے استشہاد فرمایا۔ پھر سفر کی خصوصیت کا شبہ پیدا ہو رہا تھا کہ رہن صرف سفر سے متعلق ہے' اس لئے لفظ "حضر" کا بھی اضافہ فرما کر اس شبہ کو رد کیا اور حضر میں رہن کا ثبوت حدیث نبوی سے پیش فرمایا جو کہ آگے مذکور ہے۔ جس میں یہودی کے ہاں آپ نے اپنی زرہ مبارک گروی رکھی۔ اس کا نام ابو شحم تھا اور یہ بنو ظفر سے تعلق رکھتا تھا جو قبیلہ خزرج کی ایک شاخ کا نام ہے۔

۱- بَابُ فِي الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى

باب آدمی اپنی بستی میں ہو اور گروی رکھے

اور اللہ پاک نے سورۂ بقرہ میں فرمایا

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا

اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ

﴿فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ [البقرة: ٢٨٣] **ملے تو ہاتھ گروی رکھ لو**

یہ باب لا کر حضرت امام بخاریؒ نے یہ بتلایا کہ قرآن شریف میں جو یہ قید ہے ﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ ﴾ (البقرة: ٢٨٣) یہ قید اتفاقی ہے اس لئے کہ اکثر سفر میں گروی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضر میں گروی رکھنا درست نہیں۔

٢٥٠٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : وَلَقَدْ رَهَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دِرْعَهُ بِشَعِيْرٍ، وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ. وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَا أَصْبَحَ لآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ إِلاَّ صَاعٌ وَلاَ أَمْسٰى، وَإِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ أَبْيَاتٍ)). [راجع: ٢٠٦٩]

(٢٥٠٨) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ جو کے بدلے گروی رکھی تھی۔ ایک دن میں خود آپ کے پاس جو کی روٹی اور باسی چربی لے کر حاضر ہوا تھا۔ میں نے خود آپ سے سنا تھا' آپ فرما رہے تھے کہ آل محمد (ﷺ) پر کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں آئی کہ ایک صاع سے زیادہ کچھ اور موجود رہا ہو' حالانکہ آپؐ کے نو گھر تھے۔

تشریح یہ آپؐ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا' دوسرے مومنین کو تسلی دینے کے لئے نہ کہ بطور شکوہ اور شکایت کے۔ اہل اللہ تو فقر اور فاقہ پر ایسی خوشی کرتے ہیں جو غنا اور تونگری پر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں فقر اور فاقہ اور دکھ اور بیماری خالص محبوب یعنی خداوند کریم کی مراد ہے اور غنا اور تونگری میں بندے کی مراد بھی شریک ہوتی ہے۔

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے منقول ہے۔ جب وہ اپنے گھر میں جاتے اور والدہ سے پوچھتے کچھ کھانے کو ہے ؟ وہ کہتی "بابا نظام الدین ما امروز مہمان خدائیم" تو بے حد خوشی کرتے اور جس دن وہ کہتی کہ "ہاں ! کھانا حاضر ہے" تو کچھ خوشی نہ ہوتی۔ (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں: وفی الحدیث جواز معاملة الکفار فیما لم یتحقق تحریم عین المتعامل فیه وعدم الاعتبار بفساد معتقدهم ومعاملاتهم فیما بینهم واستنبط منه جواز معاملة من اکثر ماله حرام وفیه جواز بیع السلاح ورهنه واجارته وغیر ذلک من الکافر مالم یکن حربیا وفیه ثبوت املاک اهل الذمة فی ایدیهم وجواز الشراء بالثمن الموجل واتخاذ الدروع والعدد وغیرها من آلات الحرب وانه غیر قادح فی التوکل وان قینة آلة الحرب لا تدل علی تحبیسها قاله ابن المنیر وان اکثر قوت ذلک العصر الشعیر قاله الداودی وان القول قول المرتهن فی قیمة المرهون مع یمینه حکاه ابن التین وفیه ماکان علیه النبی صلی الله علیه وسلم من التواضع والزهد فی الدنیا والتقلل منها مع قدرته علیها والکرم الذی افضی به الی عدم الادخار حتی احتاج الی رهن درعه والصبر علی ضیق العیش والقناعة بالیسیر و فضیلة لازواجه لصبرهن معه علی ذلک وفیه غیر ذلک مما مضی ویاتی۔

قال العلماء الحکمة فی عدوله صلی الله علیه وسلم عن معاملة میاسیرا الصحابة الی معاملة الیهود اما لبیان الجواز اولانهم لم یکن عندهم اذ ذاک طعام فاضل عن حاجة غیرهم اوخشی انهم لا یاخذون منه ثمنا او عوضا فلم یرد التضییق علیهم فانه لا یبعد ان یکون فیهم اذ ذاک من یقدر علی ذلک واکثر منه فلعله لم یطلعهم علی ذلک وانما اطلع علیه من لم یکن موسرا به ممن نقل ذلک والله اعلم (فتح الباری)

یعنی اس حدیث سے کفار کے ساتھ ایسی چیزوں میں جن کی حرمت متحقق نہ ہو' معاملہ کرنے کا جواز ثابت ہوا اس بارے میں

ان کے معتقدات اور باہمی معاملات کے بگاڑ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس سے ان کے ساتھ بھی معاملہ کا جواز ثابت ہوا جن کے مال کا اکثر حصہ حرام سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا رہن رکھنا و بیچنا بھی ثابت ہوا جب تک وہ حربی نہ ہو اور اس سے ذمیوں کے املاک کا بھی ثبوت ہوا جو ان کے قابو میں ہوں اور اس سے ادھار قیمت پر خرید کرنا بھی ثابت ہوا اور وزرہ وغیرہ آلات حرب کا تیار کرنا بھی ثابت ہوا' اور یہ کہ اس قسم کی تیاریاں توکل کے منافی نہیں ہیں اور یہ کہ آلات حرب کا ذخیرہ جمع کرنا ان کے روکنے پر دلالت نہیں کرتا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس زمانہ میں زیادہ تر کھانے میں جو کا رواج تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شئے مرہونہ کے بارے میں قسم کے ساتھ مرتہن کا قول ہی معتبر مانا جائے گا اور اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کا زہد و توکل بھی بدرجہء اتم ثابت ہوا۔ حالانکہ آپ کو ہر قسم کی آسانیاں بہم تھیں۔ ان کے باوجود آپؐ نے دنیا میں ہمیشہ کمی ہی کو محبوب رکھا اور آپ کا کرم و سخا اور عدم ذخیرہ اندوزی بھی ثابت ہوا۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو مجبوراً اپنی زرہ کو رہن رکھنا ضروری ہوا اور آپ کا صبر بھی ثابت ہوا جو آپ تنگی معاش میں فرمایا کرتے تھے اور کم سے کم پر آپ کا قناعت کرنا بھی ثابت ہوا اور آپ کی بیویوں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی جو وہ آپ کے ساتھ کرتی تھیں اور اس بارے میں کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے بجائے یہودیوں سے ادھار کا معاملہ کیوں فرمایا؟ علماء نے ایک حکمت بیان کی ہے کہ آپ نے یہ معاملہ جواز کے اظہار کے لئے فرمایا' یا اس لئے کہ ان دنوں صحابہ کرام کے پاس فاضل غلہ نہ تھا۔ لہٰذا مجبوراً یہود سے آپ کو معاملہ کرنا پڑا۔ یا اس لئے بھی کہ آپ جانتے تھے کہ صحابہ کرام بجائے ادھار معاملہ کرنے کے بلا قیمت ہی وہ غلہ آپ کے گھر بھیج دیں گے اور خواہ مخواہ ان کو تنگ ہونا پڑے گا' اس لئے خاموشی سے آپ نے یہود سے ہی کام چلا لیا۔

٢- بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ

٢٥٠٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: ((تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيْلَ فِي السَّلَفِ، فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ)). [راجع: ٢٠٦٨]

باب زرہ کو گروی رکھنا

(٢٥٠٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ ہم نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قرض میں رہن اور ضامن کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سے اسود نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ایک مقررہ مدت کے قرض پر اور اپنی زرہ اس کے ہاں گروی رکھی تھی۔

٣- بَابُ رَهْنِ السِّلاَحِ

٢٥١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ)).

باب ہتھیار گروی رکھنا

(٢٥١٠) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف (یہودی اسلام کا پکا دشمن) کا کام کون تمام کرتا ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دے رکھی ہے۔

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا. فَأَتَاهُ فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ. فَقَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللأْمَةَ - قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلاَحَ - فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخْبَرُوهُ)).

[أطرافه في: ٢٠٣٢، ٣٠٣١، ٤٠٣٧].

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں (یہ خدمت انجام دوں گا) چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ ایک یا دو وسق غلہ قرض لینے کے ارادے سے آیا ہوں۔ کعب نے کہا لیکن تمہیں اپنی بیویوں کو میرے یہاں گروی رکھنا ہو گا۔ محمد بن مسلمہ اور اسکے ساتھیوں نے کہا کہ ہم اپنی بیویوں کو تمہارے پاس کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں جب کہ تم سارے عرب میں خوبصورت ہو۔ اس نے کہا کہ پھر اپنی اولاد گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی اولاد کس طرح رہن رکھ سکتے ہیں اسی پر انہیں گالی دی جایا کرے گی کہ ایک، دو وسق غلے کے لئے رہن رکھ دیئے گئے تھے تو ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہو گی۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے یہاں رہن رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد لفظ "لامہ" سے ہتھیار ہیں۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے (چلے آئے اور رات میں اسکے یہاں پہنچ کر) اسے قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی۔

تشریح کعب بن اشرف مدینہ کا سرمایہ دار یہودی تھا۔ اسلام آنے سے اس کو اپنے سرمایہ دارانہ وقار کے لئے ایک بڑا دھچکا محسوس ہوا اور یہ شب و روز اسلام کی بیخ کنی کے لئے تدابیر سوچتا رہتا تھا۔ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے ان کا نوحہ کر کے کفار مکہ کو نبی کریم ﷺ سے لڑنے کے لئے ابھارتا رہتا اور آپ کی شان میں ہجو اور تنقیص کے اشعار گھڑتا۔ اس ناپاک مشن پر وہ ایک دفعہ جنگ بدر کے بعد مکہ بھی گیا تھا۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اس کی ناشائستہ حرکات سے تنگ آ کر اس کا مسئلہ مجمع صحابہ میں رکھا۔ جس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ انہوں نے آپ سے اجازت لی کہ میں اس کے پاس جا کر آپ کے باب میں جو کچھ مناسب ہو گا' اس کے سامنے کہوں گا۔ اس کی اجازت دیجئے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس پہنچے اور یہ باتیں ہوئیں جو کہ یہاں مذکور ہیں۔ آخر اس یہودی نے ہتھیاروں کے رہن کو منظور کیا۔ پھر محمد بن مسلمہؓ کعب کے رضاعی بھائی ابو نائلہ کو ساتھ لیکر رات کو اس کے پاس گئے۔ اس نے قلعہ کے اندر بلا لیا اور جب ان کے پاس جانے لگا تو اس کی عورت نے منع کیا' وہ بولا کوئی غیر نہیں ہے۔ محمد بن مسلمہ ہے اور میرا بھائی ابو نائلہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ ہے۔ اور بھی دو یا تین شخص تھے۔ ابو عبس بن جبر' حارث بن اوس' عباد بن بشر۔

محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ میں کعب کے بال سونگھنے کے بہانے اس کا سر تھاموں گا۔ تم اس وقت جب دیکھو کہ میں سر کو مضبوط تھامے ہوا ہوں' اس کا سر تلوار سے قلم کر دینا۔ پھر محمد بن مسلمہؓ نے جب کعب آیا' یہی کہا کہ اے کعب! میں نے تمہارے سر جیسی خوشبو تمام عمر میں نہیں سونگھی۔ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس ایک عورت ہے جو عرب کی ساری عورتوں سے زیادہ معطر اور خوشبودار رہتی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر سونگھنے کی اجازت مانگی اور کعب کے سر کو مضبوط تھام کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے تلوار سے سر اڑا دیا اور لوٹ کر دربار رسالت میں یہ بشارت پیش کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ان مجاہدین اسلام کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ انصاری ہے اور یہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہیں۔ کعب بن اشرف کے قتل کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ اس نے اپنا عہد توڑ دیا تھا۔ اس طور پر وہ ملک کا غدار بن گیا اور بار بار غداری کی حرکات کرتا رہا۔ لہذا اس کی آخری سزا یہی تھی جو اسے دی گئی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے ہاں ہتھیار رہن رکھنے کا ذکر فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٤- بَابُ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ

وَقَالَ مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا، وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا. وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

باب گروی جانور پر سواری کرنا اس کا دودھ پینا درست ہے

اور مغیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابراہیم نخعی نے کہ گم ہونے والے جانور پر (اگر وہ کسی کو مل جائے تو) اس پر چارہ دینے کے بدلے سواری کی جائے (اگر وہ سواری کا جانور ہے) اور (چارے کے مطابق) اس کا دودھ بھی دوہا جائے۔ (اگر وہ دودھ دینے کے قابل ہے) ایسے ہی گروی جانور پر بھی۔

٢٥١١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ، وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا)). [طرفه في : ٢٥١٢].

(۲۵۱۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروی جانور پر اس کا خرچ نکالنے کے لئے سواری کی جائے' دودھ والا جانور گروی ہو تو اس کا دودھ پیا جائے۔

٢٥١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَةِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ)).

[راجع: ٢٥١١]

(۲۵۱۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں زکریا نے خبر دی' انہیں شعبی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے۔ اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروی ہو تو خرچ کے بدل اس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پئے وہی اس کا خرچ اٹھائے۔

تشریح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ' امام ابن قیم اور اصحاب حدیث کا مذہب یہی ہے کہ مرتہن شے مرہونہ سے نفع اٹھا سکتا ہے۔ جب اس کی درستی اور اصلاح اور خبر گیری کرتا رہے۔ گو مالک نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور جمہور فقہاء نے اس کے خلاف کہا ہے کہ مرتہن کو شے مرہونہ سے کوئی فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ اہلحدیث کے مذہب پر مرتہن کو مکان مرہونہ بعوض اس کی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے رہنا' اسی طرح غلام لونڈی سے بعوض ان کے نان اور پارچہ کے خدمت لینا درست ہو گا۔ جمہور فقہاء اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ جس قرض سے کچھ فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔ اہلحدیث کہتے ہیں اول تو یہ حدیث ضعیف ہے' اس

صحیح حدیث کے معارضہ کے لائق نہیں۔ دوسرے اس حدیث میں مراد وہ قرضہ ہے جو بلا گروی کے بطور قرض حسنہ ہو۔ طحاوی نے اپنے مذہب کی تائید کے لئے اس حدیث میں یہ تاویل کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ راہن اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پئے اور وہی اس کا دانہ چارہ کرے۔

اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ مرہونہ جانور مرتہن کے قبضہ میں اور حراست میں رہتا ہے نہ کہ راہن کے۔ اس کے علاوہ حماد بن سلمہ نے اپنی جامع میں حماد بن ابی سلیمان سے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں' روایت کی' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' اس میں صاف یوں ہے کہ جب کوئی بکری رہن کرے تو مرتہن بقدر اس کے دانے چارے کے اس کا دودھ پئے۔ اگر دودھ اسکے دانے چارے کے خرچ کے بعد بچ رہے تو اسکا لینا درست نہیں وہ ربوا ہے۔ (از مولانا وحید الزماں مرحوم)

٥- بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ

باب یہود وغیرہ کے پاس کوئی چیز گروی رکھنا

٢٥١٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ)). [راجع: ٢٠٦٨]

(٢٥١٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مدت ٹھہرا کر ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

یہودی کا نام ابو الشحم تھا۔ آپؐ نے اس یہودی سے جو کے تیس صاع قرض لئے تھے اور جو زرہ گروی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔ بعضوں نے کہا آپؐ نے وفات سے پہلے یہ زرہ چھڑا لی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی وفات تک وہ گروی رہی۔ (وحیدی)

٦- بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوِهِ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

باب راہن اور مرتہن میں اگر کسی بات میں اختلاف ہو جائے یا ان کی طرح دوسرے لوگوں میں تو گواہی پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے' ورنہ (منکر) مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی

٢٥١٤- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

[طرفاه في : ٢٦٦٨، ٤٥٥٢].

(٢٥١٤) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں (دو عورتوں کے مقدمہ میں) لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا کہ (اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے) تو مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی۔

تشریح: یہ اختلاف خواہ اصل رہن میں ہو یا مقدار شے مرہونہ میں مثلاً مرتہن کہے تو نے زمین درختوں سمیت گروی رکھی تھی اور راہن کہے میں نے صرف زمین گروی رکھی تھی تو مرتہن ایک زیادت کا مدعی ہوا' اس کو گواہ لانا چاہئے۔ اگر گواہ نہ لائے تو راہن کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ شافعیہ کہتے ہیں رہن میں جب گواہ نہ ہوں تو ہر صورت میں راہن کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ (وحیدی)

٢٥١٥، ٢٥١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: ((قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالاً وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذَلِكَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً - فَقَرَأَ إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [آل عمران : ٧٧].

ثُمَّ إِنَّ الأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ : فَحَدَّثْنَاهُ، قَالَ : فَقَالَ : صَدَقَ، لَفِيَّ وَاللهِ أُنْزِلَتْ، كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِي بِئْرٍ، فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((شَاهِدُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ)). قُلْتُ: إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلاَ يُبَالِي. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالاً وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ. ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً - إِلَى - وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾)).

[راجع: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

(٢٥١٦'٢٥١٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابو وائل نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص جان بوجھ کر اس نیت سے جھوٹی قسم کھائے کہ اس طرح دوسرے کے مال پر اپنی ملکیت جمائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو گا۔ اس ارشاد کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) یہ آیت نازل فرمائی "وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ دنیا کی تھوڑی پونجی خریدتے ہیں" آخر آیت تک انہوں نے تلاوت کی۔ ابو وائل نے کہا' اس کے بعد اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ ہمارے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ ابو عبدالرحمن (ابو مسعود رضی اللہ عنہ) نے تم سے کون سی حدیث بیان کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حدیث بالا ان کے سامنے پیش کردی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ بیان کیا ہے۔ میرا ایک (یہودی) شخص سے کنویں کے معاملے میں جھگڑا ہوا تھا۔ ہم اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گواہ لاؤ ورنہ دوسرے فریق سے قسم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا پھر یہ تو قسم کھالے گا اور (جھوٹ بولنے پر) اسے کچھ پرواہ نہ ہو گی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر کسی کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ اس کے بعد انہوں نے وہی آیت پڑھی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی پونجی خریدتے ہیں"۔ آیت ﴿ولهم عذاب اليم﴾ تک

اس حدیث سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ مدعیٰ علیہ اگر جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کر جائے تو وہ عنداللہ بہت ہی بڑا مجرم گنہگار ملعون قرار پائے گا اگرچہ قانوناً وہ عدالت سے جھوٹی قسم کھا کر ڈگری حاصل کر چکا ہے مگر اللہ کے نزدیک وہ آگ کے انگارے اپنے پیٹ میں داخل کر رہا ہے۔ پس مدعیٰ علیہ کا فرض ہے کہ وہ بہت ہی سوچ سمجھ کر قسم کھائے اور دنیاوی عدالت کے فیصلے کو آخری فیصلہ نہ سمجھے کہ اللہ کی عدالت عالیہ کا معاملہ بہت سخت ہے۔

۴۹- كتاب العتق

کتاب غلاموں کی آزادی کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١- بَابُ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ قَوْلِهِ تَعالَى :

باب غلام آزاد کرنے کا ثواب

﴿فَكُّ رَقَبَةٍ. أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ. يَتِيماً ذَا مَقْرَبَةٍ﴾ [البلد : ١٣-١٥].

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بلد میں) فرمایا۔
"کسی گردن کو آزاد کرنا یا بھوک کے دنوں میں کسی قرابت دار یتیم بچے کو کھانا کھلانا"

تشریح ہر چند ہر یتیم کو بھوک کے وقت کھانا کھلانا ثواب ہے مگر یتیم بچہ اگر رشتہ دار ہو تو اس کی پرورش کرنے میں دگنا ثواب ہے۔ آیت قرآنی میں کسی غلام کو آزاد کرنا یا غریب یتیم کو بھوک کے وقت کھانا کھلانا ہر دو کام ایک ہی درجہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ دور حاضرہ میں عہد عتیق کی غلامی کا دور ختم ہو گیا۔ پھر بھی آج معاشی اقتصادی غلامی موجود ہے جس میں ایک عالم گرفتار ہے۔ اس لئے اب بھی کسی قرض دار کا قرض ادا کرا دینا۔ کسی ناحق شکنجہ میں پھنسے ہوئے انسان کو آزاد کرا دینا اور یتیم مسکینوں کی خبر لینا بڑے بھاری کار ثواب ہیں۔ جگہ جگہ کے فسادات میں کتنے مسلم بچے لاوارث یتیم ہو رہے ہیں۔ کتنے امیر امراء مساکین و فقراء کی صفوں میں آ رہے ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں احمد آباد، چائے باسہ، چکردھر پور، پھر بھیونڈی اور جل گاؤں کے حالات سامنے ہیں۔ ایسے مصیبت زدہ مسلمانوں کی مدد کرنا اور ان کو زندگی کے لئے سہارا دینا وقت کا بڑا بھاری کار خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سب کو امن و امان عطا کرے۔ آمین۔ لفظ "مسغبة" سغب یسغب سغوبا سے جاع بھوک کے معنی میں ہے۔

٢٥١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ حَدَّثَنِي

(۲۵۱۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے واقد بن محمد نے

وَاقِدُ بْنُ مُحمدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)). قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ: فَانطَلَقْتُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلاَفِ دِرْهَمٍ - أَوْ أَلْفَ دِيْنَارٍ - فَأَعْتَقَهُ)).

[طرفه في: ٦٧١٥].

بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے علی بن حسین کے ساتھی سعید بن مرجانہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ سعید بن مرجانہ نے بیان کیا کہ پھر میں علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں گیا (اور ان سے حدیث بیان کی) وہ اپنے ایک غلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار قیمت دے رہے تھے اور آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن مرجانہ سے یہ حدیث سن کر اس پر فوراً عمل کر دکھایا اور اپنا ایک ایسا قیمتی غلام آزاد کر دیا جس کی قیمت کے دس ہزار درہم مل رہے تھے۔ جس کا نام مطرف تھا۔ مگر حضرت زین العابدین نے روپے کی طرف نہ دیکھا اور ایک عظیم نیکی کی طرف دیکھا۔ اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ انسان پروری اور ہمدردی کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اولیاء اللہ یا عباد الرحمٰن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

٢- بَابُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ

باب کیسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

٢٥١٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ)). قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغلاها ثَمنًا، وأَنفَسُها عندَ أَهلِها)). قلتُ: فَإِنْ لَمْ أَفعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِينُ ضَانِعًا، أَو تَصنَعُ لأَخْرَقَ)). قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ)).

(٢٥١٨) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو مراوح نے اور ان سے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا اور کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت زیادہ پسند ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا؟ آپ نے فرمایا' کہ پھر کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکا؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔

قیمتی غلام اچھا بہترین ماہر کاریگر خواہ کسی بھی مفید فن کا ماہر ہو ایسا غلام مالک کی نظر میں اس لئے پیارا ہوتا ہے کہ وہ روزانہ اچھی کمائی کر لیتا ہے۔ ایسے کو آزاد کرنا بڑا کار ثواب ہے یا پھر ایسے انسان کی مدد کرنا جو بے ہنر ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہو: اللھم ایدالاسلام والمسلمین. آمین حدیث میں صانع کا لفظ بمعنی کاریگر ہے کوئی بھی حلال پیشہ کرنے والا مراد ہے۔ بعضوں نے لفظ ضاعا روایت کیا ہے ضاد معجمہ سے تو اس کے معنے یہ ہونگے جو کوئی تباہ حال ہو یعنی فقر و فاقہ میں مبتلا ہو کر ہلاک و برباد ہو رہا ہو)

٣- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعِتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوْ الآيَاتِ

باب سورج گرہن اور دوسری نشانیوں کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے

٢٥١٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعِتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ)). [راجع: ٨٦]

تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامٍ.

(٢٥١٩) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مدینی نے بھی عبدالعزیز دراوردی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ہشام سے۔

٢٥٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَثَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ)). [راجع: ٨٦]

(٢٥٢٠) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عثام نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمیں سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

چاند سورج کا گرہن آثار قدرت میں سے ہے۔ جن سے اللہ پاک اپنے بندوں کو ڈراتا اور بتلاتا ہے کہ یہ سارا عالم ایک نہ ایک دن اسی طرح تہ و بالا ہونے والا ہے۔ ایسے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا جو بہت بڑی نیکی ہے اور نوع انسانی کی بڑی خدمت جس کا صلہ یہ کہ اللہ پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ الحمدللہ اسلام کی اسی پاک تعلیم کا ثمرہ ہے کہ آج دنیا سے ایسی غلامی تقریباً ناپید ہو چکی ہے' نیکیوں کی ترغیب کے سلسلہ میں قرآن پاک و احادیث نبوی کا ایک بڑا حصہ غلام آزاد کرانے کی ترغیبات سے بھرپور ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں انسانی آزادی کی کس قدر قدر و قیمت ہے اور انسانی غلامی کتنی مذموم شئے ہے۔ تعجب ہے ان مغرب زدہ ذہنوں پر جو اسلام پر رجعت پسندی کا الزام لگاتے اور اسلام کو انسانی ترقی و آزادی کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو انصاف کی آنکھوں سے تعلیمات اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

٤ - بَابُ إِذَا أُعْتِقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ،

باب اگر مشترک غلام یا لونڈی

أَوْ أَمَةٍ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ

٢٥٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُعْتَقُ)). [راجع: ٢٤٩١]

کو آزاد کردے

(۲۵۲۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو ساجھیوں کے درمیان ساجھے کے غلام کو اگر کسی ایک ساجھی نے آزاد کیا تو اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو باقی حصوں کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا۔ پھر (اسی کی طرف سے) پورے غلام کو آزاد کردیا جائے گا۔

٢٥٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُم وَعَتَقَ عَلَيْهِ، وإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)). [راجع: ٢٤٩١]

(۲۵۲۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کردیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور باقی ساجھیوں کو ان کے حصے کی قیمت (اسی کے مال سے) دے کر غلام کو اسی کی طرف سے آزاد کردیا جائے گا۔ ورنہ غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا وہ ہو چکا۔ باقی حصوں کی آزادی کے لئے غلام کو خود کوشش کرکے قیمت ادا کرنی ہوگی۔

٢٥٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ، فَأُعْتِقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ)). [راجع: ٢٤٩١]

(۲۵۲۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام کے اپنے حصے کو آزاد کیا اور اس کے پاس غلام کی پوری قیمت ادا کرنے کے لئے مال بھی ہے تو پورا غلام اسے آزاد کرانا لازم ہے لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے پورے غلام کی صحیح قیمت ادا کی جاسکے۔ تو پھر غلام کا جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ . . اخْتَصَرَهُ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے بشر نے بیان کیا اور ان سے عبیداللہ نے اختصار کے ساتھ۔

٢٥٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ. قَالَ نَافِعٌ : وَإِلاَّ فَقَدَ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ. قَالَ أَيُّوبُ: لاَ أَدْرِي أَشَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ، أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ)).

(۲۵۲۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی (ساجھے کے) غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ یا (آپ ﷺ نے) یہ الفاظ فرمائے شرکا له فی عبد (شک راوی حدیث ایوب سختیانی کو ہوا) اور اس کے پاس اتنا مال بھی تھا جس سے پورے غلام کی مناسب قیمت ادا کی جا سکتی تھی تو وہ غلام پوری طرح آزاد سمجھا جائے گا۔ (باقی حصوں کی قیمت اس کو دینی ہو گی) نافع نے بیان کیا ورنہ اس کا جو حصہ آزاد ہو گیا بس وہ آزاد ہو گیا۔ ایوب نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں یہ (آخری ٹکڑا) خود نافع نے اپنی طرف سے کہا تھا یا یہ بھی حدیث میں شامل ہے۔

یعنی یہ عبارت والا فقد عتق منه ما عتق حدیث میں داخل ہے یا نافع کا قول ہے۔ مگر اور راویوں نے جیسے عبیداللہ اور مالک وغیرہ ہیں' اس فقرے کو حدیث میں داخل کیا ہے اور وہی راجح ہے۔

٢٥٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي فِي الْعَبْدِ أَوِ الأَمَةِ يَكُونُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَيُعْتِقَ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْهُ يَقُولُ: قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلِّهِ إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ يُقَوَّمُ مِنْ مَالِهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصِبَاؤُهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ، يُخْبِرُ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)). وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرِيَةُ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.. مُخْتَصَرًا.

(۲۵۲۵) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غلام یا باندی کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ اگر وہ کئی ساجھیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اس شخص پر پورے غلام کے آزاد کرانے کی ذمہ داری ہو گی لیکن یہ اس صورت میں جب شخص مذکور کے پاس اتنا مال ہو جس سے پورے غلام کی قیمت ادا کی جا سکے۔ غلام کی مناسب قیمت لگا کر دوسرے ساجھیوں کو ان کے حصوں کے مطابق ادائیگی کر دی جائے گی اور غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فتویٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔ اور لیث بن ابی ذئب' ابن اسحاق' جویریہ' یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن امیہ بھی نافع سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں' وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر طور پر۔

٥- بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ، عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ

باب اگر کسی شخص نے ساجھے کے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور وہ نادار ہے تو دوسرے ساجھے والوں کے لئے اس سے محنت مزدوری کرائی جائے گی جیسے مکاتب سے کراتے ہیں' اس پر سختی نہیں کی جائے۔

تشریح یعنی خواہ مخواہ اس پر جبر نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے محنت نہ ہو سکے تو جتنا آزاد ہوا اتنا آزاد' باقی حصہ غلام رہے گا۔ یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دونوں الفاظ میں تطبیق دی' یعنی بعض روایتوں میں یوں آیا ہے۔ والا فقد عتق منه ما عتق اور بعضوں میں یوں آیا ہے استسعی غیر مشقوق علیه امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلی صورت جب ہے کہ غلام محنت مشقت کے قابل نہ ہو اور آزاد کرنے والا نادار ہو اور دوسری صورت جب ہے کہ وہ محنت مشقت اور کمائی کے قابل ہو۔

ایک دور وہ بھی تھا کہ کسی ایک غلام کو کئی آدمی مل کر خرید لیا کرتے تھے۔ اب اگر ان ساجھیوں میں سے کوئی شخص اس غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرنا چاہتا تو اس کے لئے اسلام نے یہ حکم صادر کیا کہ پہلے اس غلام کی صحیح قیمت تجویز کی جائے۔ پھر اپنا حصہ آزاد کرنے والا اگر مالدار ہے تو باقی حصہ داروں کو تخمینہ کے مطابق ان کے حصوں کی قیمتیں ادا کر دے اس صورت میں وہ غلام مکمل آزاد ہو گیا۔ اگر وہ شخص مالدار نہیں ہے تو پھر صرف اسی کا حصہ آزاد ہوا ہے۔ باقی حصص غلام خود محنت مزدوری کر کے ادا کرے۔ اسی صورت میں وہ پوری آزادی حاصل کر سکے گا۔

اس حدیث کو حضرت امام بخاریؒ نے مختلف طرق سے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔
اس روشن حقیقت کے ہوتے ہوئے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیات و احادیث سے مسائل کے استنباط کرنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں کچھ ایسے متعصب قسم کے لوگ بھی ہیں جو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو غیر فقیہ قرار دیتے ہیں جو ان کے تعصب اور کور باطنی کا کھلا ثبوت ہے۔

حضرت مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو غیر فقیہ قرار دینا انتہائی کور باطنی کا ثبوت ہے مگر جو لوگ بڑی دلیری سے صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک کو غیر فقیہ قرار دے کر رائے اور قیاس کے خلاف ان کی صحیح احادیث رد کر دینے کا فتویٰ دے دیتے ہیں' ان کے لئے حضرت امام الدنیا فی الحدیث امام بخاریؒ کے لئے ایسا کہنا کچھ بعید از قیاس نہیں ہے۔

٢٥٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ عَبْدٍ.. ح)). [راجع: ٢٤٩٢]

(٢٥٢٦) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' کہا میں نے قتادہ سے سنا' کہا کہ مجھ سے نضر بن انس بن مالک نے بیان کیا' ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جس نے کسی غلام کا ایک حصہ آزاد کیا۔

٢٥٢٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

(٢٥٢٧) (دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن

بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا - أَوْ شَقِيْصًا - فِي مَمْلُوكٍ فَخَلاَصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلاَّ قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٤٩٢]
تَابَعَهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ . . اخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ.

زریع نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے ان سے نضر بن انس نے' ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ساجھے کے غلام کا اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی پوری آزادی اسی کے ذمہ ہے۔ بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو۔ ورنہ غلام کی قیمت لگائی جائے گی اور (اس سے اپنے بقیہ حصوں کی قیمت ادا کرنے کی) کوشش کے لئے کہا جائے گا۔ لیکن اس پر کوئی سختی نہ کی جائے گی۔ سعید کے ساتھ اس حدیث کو حجاج بن حجاج اور ابان اور موسیٰ بن خلف نے بھی قتادہ سے روایت کیا۔ شعبہ نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

٦- بَابُ الْخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعِتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِهِ،

باب اگر بھول چوک کر کسی کی زبان سے عتاق (آزادی) یا طلاق یا اور کوئی ایسی ہی چیز نکل جائے

ولا عِتَاقَةَ إِلاَّ لِوَجْهِ اللهِ تَعَالَى
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى)).
وَلاَ نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِىءِ.

اور آزادی صرف خدا کی رضا مندی کیلئے کی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہر انسان کو اسکی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے" اور بھولنے والے اور غلطی سے کوئی کام کر بیٹھنے والے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔

٢٥٢٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ)).

(٢٥٢٨) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے زرارہ بن اوفیٰ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک وہ انہیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔

[طرفاه في: ٥٢٦٩، ٦٦٦٤].

تشریح: اس حدیث سے باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ جب وسوسے اور دل کے خیال پر مؤاخذہ نہ ہوا تو جو چیز خالی زبان سے بھول چوک کر نکل جائیں ان پر بطریق اولیٰ مؤاخذہ نہ ہو گا۔ یا وسوسے اور دل کے خیال پر مؤاخذہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ دل پر آن کر گزر جاتا ہے جمتا نہیں۔ اسی طرح جو کلام زبان سے گزر جائے قصد نہ کیا جائے تو اس کا حکم بھی وسوسے کی طرح ہو گا کیونکہ دل اور زبان دونوں انسانی اعضاء ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے۔

٢٥٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوَى: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). [راجع: ١]

(٢٥٢٩) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے' ان سے علقمہ بن وقاص لیثی نے' کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو' وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو گی یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے تو یہ ہجرت محض اسی کے لئے ہو گی جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ جب ہر کام کے درست ہونے کیلئے نیت شرط ہوئی تو اگر کسی شخص کی طلاق کی نیت نہ تھی لیکن بے اختیار کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے یہ نکل گیا انت طالق تو طلاق نہ پڑے گی (وحیدی)

مترجم کہتا ہے کہ یہ دل کی بات اور نیت کا معاملہ ہے۔ صاحب معاملہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بارے میں خود اپنے دل سے فیصلہ کرے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر کرے اور پھر خود ہی اپنے بارے میں فتویٰ لے کہ وہ ایسی مطلقہ کو واپس لا سکتا ہے یا نہیں۔ جو لوگ بحالت ہوش و حواس اپنی عورتوں کو صاف طور پر طلاق دیتے ہیں' بعد میں حیلے بہانے کر کے واپس لانا چاہتے ہیں۔ ان کو جان لینا چاہئے کہ حلال ہونے کے باوجود طلاق عنداللہ نہایت ہی مبغوض ہے۔

٧- بَابُ إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى الْعِتْقَ، الإِشْهَادُ فِي الْعِتْقِ

باب ایک شخص نے آزاد کرنے کی نیت سے اپنے غلام سے کہہ دیا کہ وہ اللہ کے لئے ہے (تو وہ آزاد ہو گیا) اور آزادی کے ثبوت کے لئے گواہ (ضروری ہیں)

٢٥٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيْدُ الإِسْلَامَ - وَمَعَهُ غُلَامُهُ - ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ، فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَبُوهُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

(٢٥٣٠) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' ان سے محمد بن بشر نے' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب وہ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے (مدینہ کے لئے) نکلے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا۔ (راستے میں) وہ دونوں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ پھر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (مدینہ پہنچنے کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان کا غلام بھی اچانک آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا' ابو ہریرہ! یہ لو تمہارا غلام بھی آ گیا۔

هَذَا غُلاَمُكَ قَدْ أَتَاكَ))، فَقَالَ: أَمَّا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ. قَالَ فَهُوَ حِيْنَ يَقُولُ:يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

[أطرافه في : ٢٥٣١، ٢٥٣٢، ٣٥٣٢، ٤٣٩٣].

ابو ہریرہ بنائیۃ نے کہا' حضور! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ غلام اب آزاد ہے۔ راوی نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر یہ شعر کہے تھے

ہے پیاری گو کٹھن ہے اور لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات

تشریح: حالانکہ آزادی کے لئے گواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے اس کو اس لئے بیان کیا کہ باب کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ بنائیۃ نے آنحضرت ﷺ کو گواہ کر کے اپنے غلام کو آزاد کیا تھا۔ بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ غلام کو یوں کہنا "وہ اللہ کا ہے" اس وقت آزاد ہو گا جب کہنے والے کی نیت آزاد کرنے کی ہو اگر کچھ اور مطلب مراد رکھے تو وہ آزاد نہ ہو گا۔ آزاد کرنے کے لئے بعضے الفاظ تو صریح ہیں جیسے کہ وہ آزاد ہے یا میں نے تجھ کو آزاد کر دیا۔ بعضے کنایہ ہیں جیسے وہ اللہ کا ہے یعنی اب میری ملک اس پر نہیں رہی' وہ اللہ کی ملک ہو گیا۔

٢٥٣١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : ((لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ فِي الطَّرِيْقِ: يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَاعَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ قَالَ: وَأَبَقَ مِنِّي غُلاَمٌ لِي فِي الطَّرِيْقِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ، فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلاَمُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هَذَا غُلاَمُكَ)). فَقُلْتُ : هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ، فَأَعْتَقْتُهُ)). لَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ ((حُرٌّ)).

[راجع: ٢٥٣٠]

(٢٥٣١) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ بنائیۃ نے کہ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آتے ہوئے راستے میں یہ شعر کہا تھا

ہے پیاری گو کٹھن ہے اور لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات

انہوں نے بیان کیا کہ راستے میں میرا غلام مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ پھر جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام پر قائم رہنے کیلئے میں نے آپؐ سے بیعت کر لی۔ میں ابھی آپ کے پاس بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' ابو ہریرہ! یہ دیکھ تیرا غلام بھی آ گیا۔ میں نے کہا' حضور وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ پھر میں نے اسے آزاد کر دیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابو کریب نے (اپنی روایت میں) ابو اسامہ سے یہ لفظ نہیں روایت کیا کہ وہ آزاد ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر ابو ہریرہؓ کے غلام نے کہا تھا۔ بعض نے اسے ابو مرثد غنوی کا بتلایا ہے۔ ابو اسامہ کی روایت میں اتنا ہی ہے کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ ابو کریب والی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔

٢٥٣٢- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: ((لَمَّا أَقْبَلَ أَبُوهُرَيْرَةَ

(٢٥٣٢) ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آ رہے تھے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا'

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - وَمَعَهُ غُلاَمُهُ - وَهُوَ يَطْلُبُ الإِسْلاَمَ، فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ . - بِهَذَا وَقَالَ - أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ لله)).[راجع: ٢٥٣٠]

آپ اسلام کے ارادے سے آ رہے تھے۔ اچانک راستے میں وہ غلام بھول کر الگ ہو گیا۔ (پھر یہی حدیث بیان کی) اس میں یوں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نیت آزاد کرنے ہی کی تھی' اس لئے انہوں نے یہ لفظ استعمال کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ پر گواہ بنایا' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

٨- بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ

باب ام ولد کا بیان

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے

تشریح ام ولد وہ لونڈی ہے جو اپنے مالک کو جنے۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور ہمارے امام احمد اور اسحاق بھی اسی طرف گئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا وہ آزاد نہیں ہوتی اور اس کی بیع جائز ہے۔ ترجیح قول اول ہی کو حاصل ہے۔ قیامت کی نشانی والی حدیث امام بخاریؒ اس لئے لائے تاکہ اشارہ ہو کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں اور ام ولد کا بکنا یا اس کا اپنی اولاد کی ملک میں رہنا قیامت کی نشانی ہے۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں' وقد اختلف السلف والخلف فی عتق ام الولد وفی جواز بیعها فالثابت عن عمر عدم جواز بیعها الخ یعنی سلف اور خلف کا ام ولد کی آزادی اور اس کی بیع کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا عدم جواز ثابت ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ عہد رسالت میں پھر عہد صدیقی میں ام ولد کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں کچھ مصالح کی بنا پر ان کی بیع کو ممنوع قرار دیدیا۔ اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اس لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ وقتی فیصلہ ایک اجماعی مسئلہ بن گیا ہے۔

قال الطیبی هذا من اقوی الدلائل علی بطلان بیع امهات الاولاد وذلک ان الصحابة لو لم یعلموا ان الحق مع عمر لم یتابعوه علیه ولم یسکتوا عنه (حاشیه بخاری ج : ١/ ص: ٣٤٤) یعنی طیبی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اولاد والی لونڈی کا بیچنا باطل ہے۔ اگر صحابہ کرام یہ نہ جانتے کہ حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے تو وہ نہ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے اور نہ اس فیصلہ پر خاموش رہتے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہی حق تھا۔

الفاظ حدیث ان تلدالامة ربها کے ذیل شارحین لکھتے ہیں۔ الرب لغة السید والمالک والمربی والمنعم والمراد ههنا المولی معناه اتساع الاسلام واستیلاء اهله علی الترک واتخاذهم سراری واذا استولد الجاریة کان الولد بمنزلة ربها لانه ولد سیدها ولانه فی الحسب کابیه اولان الاماء یلدن الملوک فتصیر الامام من جملة الرعایا او هو کنایة عن عقوق الاولاد بان یعامل الولد امه معاملة السید امته الخ (شرح بخاری) یعنی رب لغت میں سید اور مالک اور مربی اور منعم کو کہا جاتا ہے یہاں مولا مراد ہے۔ یعنی یہ کہ اسلام بہت وسیع ہو جائے گا اور مسلمان ترکوں پر غالب آ کر ان کو غلام بنا لیں گے اور جب لونڈی بچہ جنے تو گویا اس نے خود اپنے مالک کو جنم دیا۔ اسلئے کہ وہ اسکے مالک کا بچہ ہے یا وہ حسب میں اپنے باپ کے مانند ہے یا یہ کہ لونڈیاں بادشاہوں کو جنیں گی پس امام بھی رعایا میں ہو جائیں گے۔ یا

اس جملہ میں اولاد کی نافرمانیوں پر اشارہ ہے کہ اولاد اپنی ماں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے گی جیسا کہ ایک لونڈی کے ساتھ اس کا آقا برتاؤ کرتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ لونڈیوں کی اولاد بادشاہ بن جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٢٥٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَنَّ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يَقْبِضَ إِلَيهِ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ قَالَ عُتْبَةُ : إِنَّهُ ابْنِي. فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدٌ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ بِعَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا ابْنُ أَخِي، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ. فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَخِي، ابْنُ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيْهِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ)). مِمَّا رَأَى مِنْ شُبْهِهِ بِعُتْبَةَ. وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ٢٠٥٣]

(۲۵۳۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کے بچے کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ لڑکا میرا ہے۔ پھر جب فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم ﷺ (مکہ) تشریف لائے' تو سعدؓ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو لے لیا اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' عبد بن زمعہ بھی ساتھ تھے۔ سعدؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ انہیں کا لڑکا ہے۔ لیکن عبد بن زمعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے۔ جو زمعہ (میرے والد) کی باندی کا لڑکا ہے۔ انہیں کے "فراش" پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو واقعی وہ عتبہ کی صورت پر تھا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا' اے عبد بن زمعہ! یہ تمہاری پرورش میں رہے گا۔ کیونکہ بچہ تمہارے والد ہی کے "فراش" میں پیدا ہوا ہے۔ آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ "اے سودہ بنت زمعہ! (رضی اللہ عنہا ام المؤمنین) اس سے پردہ کیا کر" یہ ہدایت آپ نے اس لئے کی تھی کہ بچے میں عتبہ کی شباہت دیکھ لی تھی سودہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔

اس حدیث میں ام ولد کا ذکر ہے۔ یہاں یہ حدیث لانے کا یہی مطلب ہے۔

٩- بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب مدبر کی بیع کا بیان

مدبر وہ غلام جس کے لئے آقا کا فیصلہ ہو کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ حضرت امام بخاریؒ کا رجحان اور حدیث کا مفہوم یہی بتلاتا ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ اس بارے میں امام قسطلانی نے چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں وقال النووی الصحیح ان الحدیث علی ظاهره وانه یجوز بیع المدبر بکل حال ما لم یمت السید (قسطلانی) یعنی نووی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ

حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور ہر حال میں مدبر کی بیع جائز ہے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔

٢٥٣٤- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَبَاعَهُ. قَالَ جَابِرٌ: مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلَ)). [راجع: ٢١٤١]

(۲۵۳۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص نے اپنی موت کے بعد اپنے غلام کی آزادی کے لئے کہا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس غلام کو بلایا اور اسے بیچ دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر وہ غلام اپنی آزادی کے پہلے ہی سال مر گیا تھا۔

تشریح: اس کا نام یعقوب تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آٹھ سو درہم پر یا سات سو یا نو سو پر نعیم کے ہاتھ اس کو بیچ ڈالا۔ امام شافعی اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور مالکیہ کا مذہب ہے کہ اگر مولیٰ مدیون ہو اور دوسری کوئی ایسی جائداد نہ ہو جس سے قرض ادا ہو سکے تو مدبر بیچا جائے گا ورنہ نہیں۔ حنفیہ نے ممانعت بیع پر جن حدیثوں سے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں اور صحیح حدیث سے مدبر کی بیع کا جواز نکلتا ہے مولیٰ کی حیات میں (وحیدی)

حدیث ہذا سے مالکیہ کے مسلک کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں جس غلام کا ذکر ہے اس کی صورت تقریباً ایسی ہی تھی۔ بہرحال مدبر کو اس کا آقا اپنی حیات میں اگر چاہے تو بیچ بھی سکتا ہے کیونکہ اس کی آزادی موت کے ساتھ مشروط ہے۔ موت سے قبل اس پر جملہ احکام بیع و شراء لاگو رہیں گے واللہ اعلم۔

١٠- بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

باب ولاء (غلام لونڈی کا ترکہ) بیچنا یا ہبہ کرنا

تشریح: يعني ولاء المعتق وهو ما اذا مات المعتق ورثة معتقة او ورثة معتقه كانت العرب تبيعه وتهبه فنهى عنه الشارع لان الولاء كالنسب فلا يزول بازالة وفقهاء الحجاز والعراق مجمعون على انه لا يجوز بيع الولاء وهبته (حاشيه بخاری) یعنی ولاء کا معنی غلام یا لونڈی کا ترکہ جب وہ مرجائے تو اس کا آزاد کرنے والا اس کا وارث بنے۔ عرب میں غلام اور آقا کے اس تعلق کو بیع کرنے یا ہبہ کرنے کا رواج تھا۔ شارع نے اس سے منع کر دیا۔ اس لئے کہ ولاء نسب کی طرح ہے جو کسی طور بھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اس پر تمام فقہاء عراق اور حجاز کا اتفاق ہے۔

٢٥٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ)). [أطرافه في: ٦٧٥٦].

(۲۵۳۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن دینار نے خبر دی' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

کیونکہ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اس غلام پر حاصل ہوتا ہے جس کو وہ آزاد کرے۔ ایسے حقوق کی بیع نہیں ہو سکتی۔ معلوم نہیں مرتے وقت اس غلام کے پاس کچھ مال وغیرہ رہتا ہے یا نہیں۔

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

(۲۵۳۶) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے

حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ، فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْتِقِيْهَا، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ)). فَأَعْتَقْتُهَا، فَدَعَاهَا النَّبِيُّ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهُ. فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا)).

[راجع: ٤٥٦]

بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہ کو میں نے خریدا تو ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی (کہ آزادی کے بعد وہ انہیں کے حق میں قائم رہے گی) میں نے رسول کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم انہیں آزاد کردو' ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو قیمت دے کر کسی غلام کو آزاد کردے۔ پھر میں نے انہیں آزاد کردیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے شوہر کے سلسلے میں انہیں اختیار دیا۔ بریرہ نے کہا کہ اگر وہ مجھے فلاں فلاں چیز بھی دیں تب بھی میں اسکے پاس نہ رہوں گی۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر سے جدا ہو گئیں۔

اس کے خاوند کا نام مغیث تھا۔ وہ غلام تھا۔ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو اپنے خاوند کی نسبت جو غلام ہو اختیار ہوتا ہے خواہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر دے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مغیث آزاد تھا مگر قسطلانی نے اس کے غلام ہونے کو صحیح کہا ہے۔ یہ مغیث بریرہ کی جدائی پر روتا پھرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے بھی بریرہ رضی اللہ عنہا سے سفارش فرمائی کہ مغیث کا نکاح باقی رکھے مگر بریرہ نے کسی طرح اس کے نکاح میں رہنا منظور نہیں کیا۔

١١- بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمُّهُ هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا؟

باب اگر کسی مسلمان کا مشرک بھائی یا چچا قید ہو کر آئے تو کیا (انکو چھڑانے کیلئے) اس کی طرف سے فدیہ دیا جاسکتا ہے؟

وَقَالَ أَنَسٌ: ((قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيْلاً)) وَكَانَ عَلِيٌّ لَهُ نَصِيْبٌ فِي تِلْكَ الْغَنِيْمَةِ الَّتِي أَصَابَ مِنْ أَخِيْهِ عَقِيْلٍ وَعَمِّهِ عَبَّاسٍ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے (جنگ بدر کے بعد قید سے آزاد ہونے کے لئے) اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیلؓ کا بھی حالانکہ اس غنیمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ تھا جو ان کے بھائی عقیل اور چچا عباس رضی اللہ عنہ سے ملی تھی۔

تشریح یہ عبارت لا کر امام بخاریؒ نے حنفیہ کے قول کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ آدمی اگر اپنے محرم کا مالک ہو جائے تو مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ جنگ بدر میں عباسؓ اور عقیلؓ قید ہوئے تھے اور علیؓ کو ان پر ملک کا ایک حصہ حاصل ہوا تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر مگر ان کی آزادی کا حکم نہیں دیا گیا۔ حنفیہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب تک لوٹ کا مال تقسیم نہ ہو اس پر ملک حاصل نہیں ہوتی۔ (وحیدی)

حضرت امام بخاریؒ کا منشائے باب یہ ہے کہ ذی رحم محرم صرف ملکیت میں آجانے سے فوراً آزاد نہیں ہو جاتا کیونکہ جنگ بدر میں حضرت علیؓ اور خود رسول کریم ﷺ کے ہاتھوں آپ کے محترم چچا حضرت عباسؓ لگے اور حضرت عقیلؓ جو ابھی ہر دو مسلمان نہیں ہوئے تھے اور یہ اسلامی حکومت کے قیدی تھے۔ جن کو بعد میں فدیہ ہی لیکر آزاد کیا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ آدمی اگر کسی اپنے ہی محرم غیر مسلم کا مالک ہو جائے تو بھی وہ بغیر آزاد کئے آزادی نہیں پا سکتا۔ یہی باب کا مقصد ہے۔ زرکشی فرماتے ہیں: مراده ان العم وابن العم ونحوهما من ذوی الرحم لا یعتقان علی من ملکهما من ذوی رحمهما لان النبی صلی الله علیه وسلم قد ملک عمه العباس وابن عمه

عقیل بالغنیمة التی له فیهما نصیب و کذالک علی ولم یعتقا علیهما خلاصہ مطلب وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٣٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: لَنَا فَلْنَتْرُكْ لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ، فَقَالَ: لاَ تَدَعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا)).

(٢٥٣٧) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے موسیٰ نے' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور اجازت چاہی اور آکر عرض کیا کہ آپ ہمیں اس کی اجازت دیدیجئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ معاف کردیں آپ نے فرمایا کہ نہیں ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

[طرفاه في : ٣٠٤٨، ٤٠١٨].

تشریح حضرت عباس کے والد عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ انصار میں سے تھیں' بنی نجار کے قبیلے کی۔ اس لئے ان کو اپنا بھانجا کہا۔ سبحان اللہ! انصار کا ادب! یوں نہیں عرض کیا' اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے چچا کو فدیہ معاف کر دیں۔ کیونکہ ایسا کہنے سے گویا آنحضرت ﷺ پر احسان رکھنا ہوتا۔ آنحضرت ﷺ خوب جانتے تھے کہ حضرت عباس مالدار ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ ایک روپیہ بھی ان کو نہ چھوڑو۔ ایسا عدل و انصاف کہ اپنے سگے چچا تک کو بھی کوئی رعایت نہ کی پیغمبری کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ سمجھدار آدمی کو پیغمبری کے ثبوت کے لئے کسی بڑے معجزے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی ایک ایک خصلت ہزار ہزار معجزوں کے برابر تھی۔ انصاف ایسا' عدل ایسا' سخاوت ایسی' شجاعت ایسی' صبر ایسا' استقلال ایسا کہ سارا ملک مخالف ہر کوئی جان کا دشمن' مگر علانیہ توحید کا وعظ فرماتے رہے' بتوں کی ہجو کرتے رہے۔ آخر میں عربوں ایسے سخت لوگوں کی کایا پلٹ دی' ہزاروں برس کی عادت بت پرستی کی چھڑا کر ان ہی کے ہاتھوں ان کے بتوں کو تڑوایا۔ پھر آج تیرہ سو برس گزر چکے' آپ کا دین شرقاً و غرباً پھیل رہا ہے۔ کیا کوئی جھوٹا آدمی ایسا کر سکتا ہے یا جھوٹے آدمی کا نام نیک اس طرح پر قائم رہ سکتا ہے۔ (وحیدی)

عینی فرماتے ہیں واختلف فی علة المنع فقیل انه کان مشرکا وقیل منعهم خشیةً ان یقع فی قلوب بعض المسلمین شئی یعنی آپ ﷺ نے کیوں منع فرمایا اس کی علت میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس لئے کہ اس وقت حضرت عباس مشرک تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے اسلئے منع فرمایا کہ کسی مسلمان کے دل میں کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو کہ آپؐ نے اپنے چچا کے ساتھ ناروا رعایت کا برتاؤ کیا۔

١٢- بَابُ عِتْقِ الْمُشْرِكِ — باب مشرک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

حضرت امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ خواہ وہ غلام مشرک کافر ہی کیوں نہ ہو' اس کو آزاد کرنا بھی نیکی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو مسائل انسانی مفاد عامہ سے متعلق ہیں ان میں اسلام نے مذہبی تعصب سے بالا ہو کر محض انسانی نقطہ نظر سے دیکھا ہے۔ یہی اسلام کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے' کاش! مغرب زدہ لوگ اسلام کا بغور مطالعہ کر کے حقیقت حق سے واقفیت حاصل کریں۔

٢٥٣٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(٢٥٣٨) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ حکیم بن حزام نے اپنے کفر کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو

أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ، وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيْرٍ. فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ. قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا - يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا - قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ)).

اونٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیئے تھے۔ پھر جب اسلام لائے تو سو اونٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کئے۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' یارسول اللہ! بعض ان نیک اعمال کے متعلق آپ کا فتویٰ کیا ہے جنہیں میں بہ نیت ثواب کفر کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ (ہشام بن عروہ نے کہا کہ اتحنث بھا کے معنی تبرر بھا کے ہیں) انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا "جو نیکیاں تم پہلے کر چکے ہو' وہ سب قائم رہیں گی"۔

[راجع: ١٤٣٦]

تشریح یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے مسلمان بندوں پر حالانکہ کافر کی کوئی نیکی مقبول نہیں اور آخرت میں اس کو ثواب نہیں ملنے کا۔ مگر جو کافر مسلمان ہو جائے اس کے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قائم رہیں گی۔ اب جن علماء نے اس حدیث کے خلاف رائے لگائی ہے ان سے یہ کہنا چاہئے کہ آخرت کا حال پیغمبر صاحب تم سے زیادہ جانتے تھے۔ جب اللہ ایک فضل کرتا ہے تو تم کیوں اس کے فضل کو روکتے ہو۔ ﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (النساء: ۵۴) (وحیدی)

حضرت حکیم بن حزام بنائیہ وہ جلیل القدر بزرگ سخی تر صحابی ہیں جنہوں نے قبل اسلام سو غلام آزاد کئے اور سو اونٹ لوگوں کی سواری کیلئے دیئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کو دولت اسلام سے نوازا تو ان کو خیال آیا کہ کیوں نہ اسلام میں بھی ایسے ہی نیک کام کئے جائیں۔ چنانچہ مسلمان ہونے کے بعد پھر سو اونٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کئے۔ کہتے ہیں کہ یہ سو اونٹ ہر دو زمانوں میں انہوں نے حاجیوں کی سواری کے لئے پیش کئے تھے۔ پھر ان کو مکہ شریف میں قربان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بشارت دی کہ اسلام لانے کے بعد ان کی عہد کفر کی بھی جملہ نیکیاں ثابت رہیں گی اور اللہ پاک سب کا ثواب عظیم ان کو عطا کرے گا۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا کہ مشرک کافر بھی اگر کوئی غلام آزاد کرے تو اس کا یہ نیک عمل صحیح قرار دیا جائے گا۔ غیر مسلم جو نیکیاں کرتے ہیں ان کو دنیا میں ان کی جزا مل جاتی ہے ﴿ وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ (الشوریٰ: ۲۰) یعنی آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

١٣ - بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ وباعَ وجامَعَ وفَدى وسَبِي الذُّرِّيَة رَقيقًا فوَهبَ

باب اگر عربوں پر جہاد ہو اور کوئی ان کو غلام بنائے پھر ہبہ کرے یا عربی لونڈی سے جماع کرے یا فدیہ لے یہ سب باتیں درست ہیں یا بچوں کو قید کرے

وقولهِ تعالى: ﴿ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً عَبْدًا مَمْلُوكًا لاَ يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ، وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا، هَلْ يَسْتَوُونَ؟ الْحَمْدُ للهِ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لاَ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ایک مملوک غلام کی مثال بیان کی ہے جو بے بس ہو اور ایک وہ شخص جسے ہم نے اپنی طرف سے روزی دی ہو' وہ اس میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتا ہو کیا یہ دونوں شخص برابر ہیں (ہرگز نہیں) تمام تعریف اللہ کے لئے ہے

يَعْلَمُونَ﴾ [النحل : ٧٥]. مگر اکثر لوگ جانتے نہیں

کہ حمد کی حقیقت کیا ہے اور غیر اللہ جو اپنے لئے حمد کا دعویدار ہو وہ کس قدر احمق اور بے عقل ہے۔

٢٥٣٩، ٢٥٤٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ : أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ: ((إِنَّ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا السَّبْيَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ)) - وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَاؤُونَا تَائِبِيْنَ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ: طَيَّبْنَا ذَلِكَ. قَالَ: ((إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ. فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

(۲۵۳۹٬۴۰) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا کہ مجھے لیث نے خبر دی' انہیں عقیل نے' انہیں ابن شہاب نے کہ عروہ نے ذکر کیا کہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ جب ہوازن قبیلہ کے بھیجے ہوئے لوگ (مسلمان ہو کر) آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر ان سے ملاقات فرمائی' پھر ان لوگوں نے آپؐ کے سامنے درخواست کی کہ ان کے اموال اور قیدی واپس کر دیئے جائیں۔ آپؐ کھڑے ہوئے (خطبہ سنایا) آپؐ نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ساتھ جو لوگ ہیں۔ (میں اکیلا ہوتا تو تم کو واپس کر دیتا) اور بات وہی مجھے پسند ہے جو سچ ہو۔ اس لئے دو چیزوں میں سے ایک ہی تمہیں اختیار کرنی ہو گی' یا اپنا مال واپس لے لو' یا اپنے قیدیوں کو چھڑا لو' اسی لئے میں نے ان کی تقسیم میں بھی دیر کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے طائف سے لوٹتے ہوئے (جعرانہ میں) ہوازن والوں کا وہاں پر کئی راتوں تک انتظار کیا تھا۔ جب ان لوگوں پر یہ بات پوری طرح ظاہر ہو گئی کہ نبی کریم ﷺ دو چیزوں (مال اور قیدی) میں سے صرف ایک ہی کو واپس فرما سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے آدمی ہی واپس کر دیجئے جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا' اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق کرنے کے بعد فرمایا' اما بعد! یہ تمہارے بھائی ہمارے پاس نادم ہو کر آئے ہیں اور میرا بھی خیال یہ ہے کہ ان کے آدمی جو ہماری قید میں ہیں' انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے ان کے آدمیوں کو واپس کرے وہ ایسا کر لے اور جو شخص اپنے حصے کو چھوڑنا نہ چاہے (اور اس شرط پر اپنے قیدیوں کو آزاد کرنے کے لئے تیار ہو کہ ان قیدیوں کے بدلے میں) ہم اسے اس کے بعد سب سے پہلی غنیمت میں سے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا اس کے (اس) حصے کا بدلہ اس کے حوالہ کر دیں گے تو وہ ایسا کر لے۔ لوگ اس پر بول پڑے کہ

فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ. وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَادَيْتُ نَفْسِي، وَفَادَيْتُ عَقِيلاً)).

[راجع: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

ہم اپنی خوشی سے قیدیوں کو واپس کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا' لیکن ہم پر یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ کس نے ہمیں اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ اس لئے سب لوگ (اپنے خیموں میں) واپس جائیں اور سب کے چودھری آ کر ان کی رائے سے ہمیں آگاہ کریں۔ چنانچہ سب لوگ چلے آئے اور ان کے سرداروں نے (ان سے گفتگو کی) پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی کہ سب نے اپنی خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ یہی وہ خبر ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے سلسلے میں معلوم ہوئی ہے۔ (زہری نے کہا) اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے (جب بحرین سے مال آیا) کہا تھا کہ (بدر کے موقع پر) میں نے اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل رضی اللہ عنہ کا بھی۔

تشریح یہ طویل حدیث حضرت امام بخاریؒ کئی جگہ لائے ہیں اور اس سے آپ نے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے۔ حضرت امام نے باب منعقدہ کے ذیل آیت قرآنی کو نقل فرمایا جس سے آپ نے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ آیت میں یہ قید نہیں ہے کہ وہ غلام عرب کا نہ ہو عجمی ہو بلکہ عربی اور عجمی دونوں کو شامل ہے۔

حدیث میں قبیلہ عربی ہوازن کے قیدیوں کا ذکر ہے جو جنگ ہوازن میں کامیابی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔ اس سے بھی مقصد باب ثابت ہوا کہ لونڈی غلام بوقت مناسب عربوں کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ جب آپؐ اس جنگ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو آپؐ نے اندازہ فرمالیا تھا کہ قبیلہ ہوازن والے جلد ہی اسلام قبول کر کے اپنے قیدیوں کا مطالبہ کرنے آئیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ابھی آپ واپس ہی ہوئے تھے کہ وفد ہوازن اپنے ایسے ہی مطالبات لے کر حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے ان کے مطالبات میں سے صرف قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ منظور فرمالیا مگر اس شرط کے ساتھ کہ دیگر جملہ مسلمان بھی اس پر تیار ہو جائیں۔ چنانچہ جملہ اہل اسلام ان غلاموں کو واپس کرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر یہ لوگ شمار میں بہت تھے اس لئے ان میں سے ہر ایک کی رضامندی فرداً فرداً معلوم کرنی ضروری تھی۔ آپ نے یہ حکم دیا کہ تم جاؤ اور اپنے اپنے چودھریوں سے جو کچھ تم کو منظور ہو وہ بیان کرو' ہم ان سے پوچھ لیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے جملہ مردوں عورتوں کو واپس کرا دیا۔

بحرین کے مال کی آمد پر آنحضرت ﷺ نے تقسیم کے لئے اعلان عام فرما دیا تھا' اس وقت حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس مال کی درخواست کے ساتھ کہا تھا کہ میں اس کا بہت زیادہ مستحق ہوں' کیونکہ بدر کے موقع پر میں نہ صرف اپنا بلکہ حضرت عقیلؓ کا بھی زر فدیہ ادا کر کے خالی ہاتھ ہو چکا ہوں۔ اس پر آپؐ نے ان کو اجازت دی تھی کہ وہ جس قدر روپیہ خود آپ اٹھا سکیں لے جائیں۔ اسی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی کہ عربوں کو بھی بحالت مقررہ غلام بنایا جا سکتا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت عباسؓ اور حضرت عقیلؓ جیسے اشراف قریش کو بھی دور غلامی سے گزرنا پڑا۔ کاش یہ معزز حضرات شروع ہی میں اسلام سے مشرف ہو جاتے۔ مگر سچ ہے ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (القصص: ۵۶)

٢٥٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ

(۲۵۴۱) ہم سے علی بن حسن نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: ((كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ، فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ. حَدَّثَنِي بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ)).

دی' کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نافع رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو المصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بالکل غافل تھے اور ان کے مویشی پانی پی رہے تھے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا' عورتوں بچوں کو قید کر لیا گیا۔ انہیں قیدیوں میں جویریہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) بھی تھیں۔ (نافعؒ نے لکھا تھا کہ) یہ حدیث مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی تھی' وہ خود بھی اسلامی فوج کے ہمراہ تھے۔

حضرت جویریہؓ حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کا باپ بنی مصطلق کا سردار تھا۔ کہتے ہیں پہلے یہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے ان کو مکاتب کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بدل کتابت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور آپؐ کے نکاح کر لینے کی وجہ سے لوگوں نے بنی مصطلق کے کل قیدیوں کو آزاد کر دیا' اس خیال سے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار ہو گئے۔ (وحیدی)

بنو مصطلق عرب قبیلہ تھا جسے غلام بنایا گیا تھا۔ اسی سے باب کی مطابقت ثابت ہوئی کہ عربوں کو بھی لونڈی غلام بنایا جا سکتا ہے اگر وہ کافر ہوں اور اسلامی حکومت کے مقابلہ پر لڑنے کو آئیں۔

٢٥٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا؛ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ وَهِيَ كَائِنَةٌ)).

[راجع: ٢٢٢٩]

(۲۵۴۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے' انہیں محمد بن یحییٰ بن حبان نے' ان سے ابن محیریز نے کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان سے ایک سوال کیا' آپ نے جواب میں کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ اس غزوے میں ہمیں (قبیلہ بنی مصطلق کے) عرب قیدی ہاتھ آئے۔ (راستے ہی میں) ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورت سے الگ رہنا ہم کو مشکل ہو گیا۔ ہم نے چاہا کہ عزل کر لیں۔ جب رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا' تم عزل کر سکتے ہو' اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن جن روحوں کی بھی قیامت تک کے لئے پیدائش مقدر ہو چکی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہیں گی۔ (لہٰذا تمہارا عزل کرنا بیکار ہے)

تشریح عزل کہتے ہیں انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینے کو تاکہ رحم میں منی نہ پہنچے اور عورت کو حمل نہ رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا' اسی لئے ارشاد ہوا کہ تمہارے عزل کرنے سے مقدر الٰہی کے مطابق پیدا ہونے والے بچے کی پیدائش رک نہیں سکتی۔ عزل کو عام طور پر مکروہ سمجھا گیا' کیونکہ اس میں قطع اور تقلیل نسل ہے۔ بحالات موجودہ جو فیملی پلاننگ کے نام سے تقلیل نسل کے پروگرام چلائے جا رہے ہیں' شریعت اسلامی سے اس کا علی الاطلاق جواز ڈھونڈنا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ قطع نسل

ہی کی ایک صورت ہے۔

٢٥٤٣- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لاَ أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ . ح)). وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . ح وَعَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((مَا زلتُ أُحِبُّ بني تَميمٍ منذُ ثلاثٍ سَمعتُ من رسولِ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ)) قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَومِنَا)). وَكَانَ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ)).

[طرفه في : ٤٣٦٦].

(۲۵۴۳) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے عمارہ بن قعقاع' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا ہوں۔ (دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا) مجھ سے ابن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر بن عبدالحمید نے خبر دی' انہیں مغیرہ نے' انہیں حارث نے' انہیں ابو زرعہ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے' (تیسری سند) اور مغیرہ نے عمارہ سے روایت کی' انہوں نے ابو زرعہ سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تین باتوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ رسول کریمؐ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہونگے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکوٰۃ (وصول ہو کر آئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوۃ ہے۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

تشریح حدیث ہذا میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی عورت کے آزاد کرنے کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ یہ عورت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا معزز ترین خاندانی عورت ہے اسے آزاد کر دو۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا کہ عربوں کو بھی غلام لونڈی بنایا جا سکتا ہے۔ اس عورت کا تعلق بنو تمیم سے تھا اور بنو تمیم کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو اپنی قوم قرار دیا' کیونکہ یہ ایک عظیم عرب قبیلہ تھا جو تمیم بن مرہ کی طرف منسوب تھا۔ جس کا نسب نامہ یوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ تمیم بن مرہ بن اد بن طانحہ بن الیاس بن مضر۔ یہاں پہنچ کر یہ نسب نامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

اس قبیلہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں دجال کے مقابلہ پر یہ قبیلہ بہت سخت ہو گا جو لڑائی میں سختی کے ساتھ دجال کا مقابلہ کرے گا۔ ایک مرتبہ بنو تمیم کی زکوٰۃ وصول ہو کر دربار رسالت میں پہنچی تو آپ نے از راہ کرم فرمایا کہ یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت کفر بھی اس خاندان کی اس قدر عزت افزائی فرمائی کہ اس سے تعلق رکھنے والی ایک لونڈی خاتون کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ یہ اولاد اسماعیل سے ہے۔

اس حدیث سے نسبی شرافت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسلام نے نسبی شرافت میں غلو سے منع فرمایا ہے اور حد اعتدال میں

نسبی شرافت کو آپ نے قائم رکھا ہے جیسا کہ اس حدیث سے پیچھے مذکور شدہ واقعات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر اپنے آپ کو عبدالمطلب کا فرزند ہونے پر اظہار فخر فرمایا تھا۔ معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے کے غیر مسلم آباء و اجداد پر ایک مناسب حد تک فخر کیا جا سکتا ہے لیکن اگر یہی فخر باعث گھمنڈ و غرور بن جائے کہ دوسرے لوگ نگاہ میں حقیر نظر آئیں تو اس حالت میں خاندانی فخر کفر کا شیوہ ہے جو مسلمان کے لئے ہرگز لائق نہیں۔ فتح مکہ پر آنحضرت ﷺ نے قریش کی اس نخوت کے خلاف اظہار ناراضگی فرما کر قریش کو آگاہ فرمایا تھا کہ کلکم بنو آدم و آدم من تراب تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔

١٤- بَابُ فضلِ مَنْ أَدَّبَ جارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا

باب جو شخص اپنی لونڈی کو ادب اور علم سکھائے' اس کی فضیلت کا بیان

٢٥٤٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ)). [راجع: ٩٧]

(۲۵۴۴) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا' انہوں نے مطرف سے' انہوں نے شعبی سے' انہوں نے ابوبردہ سے' انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی پرورش کرے اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے' پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

الحمدللہ کہ حرم کعبہ مکۃ المکرمہ میں یکم محرم ۱۳۹۰ھ سے اس پارے کے متن کا لفظ لفظ پڑھنا' پھر ترجمہ لکھنا شروع کیا تھا' ساتھ ہی رب کعبہ سے دعائیں بھی کرتا رہا کہ وہ اس عظیم خدمت کے لئے صحیح فہم عطا کرے۔ آج ۱۱ محرم ۹۰ھ کو بعونہ تعالیٰ اس حدیث تک پہنچ گیا ہوں۔ پارہ ۹' ۱۰ کے متن کو کعبہ شریف و مدینۃ المنورہ میں بیٹھ کر پڑھنے کی نذر بھی مانی تھی۔ اللہ کا بے حد شکر ہے کہ یہاں تک کامیابی ہو رہی ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ بقایا کو بھی پورا کرائے اور قلم میں طاقت اور دماغ میں قوت عطا فرمائے' آمین ثم آمین۔

١٥- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْعَبِيْدُ إِخْوَانُكُم فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ "غلام تمہارے بھائی ہیں پس ان کو بھی تم اسی میں سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو"

وَقَوله تَعَالَى: ﴿وَاعْبُدُوا اللهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ، وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، إِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ مَنْ كَانَ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار پڑوسیوں اور غیر پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ (اچھا سلوک کرو) بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جو تکبر کرنے اور اکڑنے والا اور گھمنڈ غرور

مُخْتَالاً فَخُورًا﴾ [النساء: ٣٦].

کرنے والا ہو"۔ (آیت میں) ذی القربیٰ سے مراد رشتہ دار ہیں' جنب سے غیر یعنی اجنبی اور الجار الجنب سے مراد سفر کا ساتھی ہے۔

تشریح حضرت امام نے مقصد باب ثابت فرمانے کے لئے آیت قرآنی کو نقل فرمایا جس میں ترجمۃ الباب لفظ ﴿ وما ملکت ایمانکم ﴾ سے نکلتا ہے جس سے لونڈی غلام مراد ہیں۔ ان کے ساتھ احسان سلوک کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ دوسرے قرابت داروں اور یتامیٰ و مساکین کے ساتھ ضروری ہے۔ عہد رسالت پناہ وہ دور تھا جس میں انسانوں کو لونڈی غلام بنا کر جانوروں کی طرح خریدا اور بیچا جاتا تھا اور دنیا کے کسی قانون اور مذہب میں اس کی روک ٹوک نہ تھی۔ ان حالات میں پیغمبر اسلام علیہ الف الف صلوٰۃ و سلام نے اپنی حسن تدبیر کے ساتھ اس رسم کو ختم کرنے کا طریقہ اپنایا اور اس بارے میں ایسی پاکیزہ ہدایات پیش کیں کہ عام مسلمان اپنے غلاموں کو انسانیت کا درجہ دیتے۔ لہٰذا ان کو اپنے بھائی بند سمجھنے لگ گئے۔ ان کے ساتھ ہر ممکن سلوک احسان ایمان کا خاصہ بتلایا گیا جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ یہ رسم بد انسانی دنیا سے تقریباً ختم ہو گئی۔ یہ اسی پاکیزہ تعلیم کا اثر تھا۔ یہ ضرور ہے کہ اب غلامی کی اور بد ترین صورتیں وجود میں آ گئی ہیں۔

٢٥٤٥- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الأَحْدَبُ قَالَ: سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلاَمِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلاً فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)). [راجع: ٣٠]

(٢٥٤٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ہم سے واصل بن حیان نے جو کبڑے تھے' بیان کیا' کہا کہ میں نے معرور بن سوید سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میری ایک صاحب (یعنی بلال رضی اللہ عنہ سے) سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے میری شکایت کی' آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا' تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لئے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔

تاکہ وہ آسانی سے اس خدمت کو انجام دے سکیں۔

روایت میں مذکور غلام سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بھائیوں میں سے کوئی تھے جیسے مسلم کی روایت میں ہے۔ غلام کو ساتھ کھلانے کا حکم استحباباً ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو ساتھ ہی کھلاتے اور اپنے ہی جیسا کپڑا پہناتے تھے۔ آیات باب میں ذی القربیٰ سے رشتہ دار مراد ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس کو علی بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور جنب سے بعضوں نے

یہودی اور نصرانی مراد رکھا ہے۔ یہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نکالا۔ اور جار الجنب کی جو تفسیر امام بخاریؒ نے کی ہے وہ مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ اس حدیث سے ان معاندین اسلام کی بھی تردید ہوتی ہے جو اسلام پر غلامی کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ رسم غلامی کی جڑوں کو اسلام ہی نے کھوکھلا کیا ہے۔

١٦- بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَنَصَحَ سَيِّدَهُ

باب جب غلام اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے آقا کی خیر خواہی بھی تو اس کے ثواب کا بیان

٢٥٤٦- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)).

[طرفه في : ٢٥٥٠].

(٢٥٤٦) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے امام مالک سے' انہوں نے نافع سے' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دو گنا ثواب ملتا ہے۔

تشریح: آنحضرت ﷺ نے جہاں مالکوں کو اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی وہاں لونڈی غلاموں کو بھی احسن طریق پر سمجھایا کہ وہ اسلامی فرائض کی ادائیگی کے بعد اپنا اہم فریضہ اپنے مالکوں کی خیر خواہی ان کو نفع رسانی سمجھیں۔ مالک اور آقا کے بھی حقوق ہیں۔ ان کے ساتھ وفاداری کے ساتھ زندگی گزاریں۔ ان کے لئے ضرر رسانی کا کبھی تصور بھی نہ کریں۔ وہ ایسا کریں گے تو ان کو دوگنا ثواب ملے گا۔ فرائض اسلامی کی ادائیگی کا ثواب اور اپنے مالک کی خدمت کا ثواب' اسی دوگنے ثواب کا تصور تھا جس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے وہ تمنا ظاہر فرمائی جو اگلی روایت میں مذکور ہے۔

٢٥٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ)).

[راجع: ٩٧]

(٢٥٤٧) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی صالح سے' انہوں نے شعبی سے' انہوں نے ابو بردہ سے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی کے پاس بھی کوئی باندی ہو اور وہ اسے پورے حسن و خوبی کے ساتھ ادب سکھائے' پھر آزاد کرکے اس سے شادی کر لے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے بھی تو اسے بھی دوگنا ثواب ملتا ہے۔

اسلامی شریعت میں عورت مرد سب کو تعلیم دینا چاہئے یہاں تک کہ لونڈی غلاموں کو بھی علم حاصل کرانا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔ مگر علم وہ جس سے شرافت اور انسانیت پیدا ہو' نہ آج کے علوم مروجہ جو انسان نما حیوانوں میں اضافہ کراتے ہیں۔ العلم قال اللہ قال رسولہ قال الصحابۃ ھم اولو العرفان یعنی حقیقی علم وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پھر آپ کے صحابہ نے پیش فرمایا)

٢٥٤٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

(٢٥٤٨) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ)).

نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' انہوں نے زہری سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا' غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو اور نیکو کار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد' حج اور والدہ کی خدمت (کی روک) نہ ہوتی تو میں پسند کرتا کہ غلام رہ کر مروں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ غلام پر جہاد فرض نہیں ہے' اسی طرح حج۔ اور وہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے جہاد اور حج کے لئے جا بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح اپنی ماں کی خدمت بھی آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں آزادی کی نسبت کسی کا غلام رہنا زیادہ پسند کرتا۔ قال ابن بطال هو من قول ابی هریرة وکذلک قاله الداودی وغیره انه مدرج فی الحدیث وقد صرح بالا دراج الاسماعیلی من طریق آخر عن عبدالله بن المبارک بلفظ والذی نفس ابی هریرة بیده الخ وصرح مسلم ایضا بذلک (حاشیة بخاری) یعنی یہ قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے صراحتاً یہ آیا ہے اور مسلم میں بھی یہ صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم

٢٥٤٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعِمَّا لأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ)).

(٢٥٤٩) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' انہوں نے اعمش سے' ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کتنا اچھا ہے کسی کا وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت تمام حسن و خوبی کے ساتھ بجائے اور اپنے مالک کی خیر خواہی بھی کرتا رہے۔

١٧- بَابُ كِرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ، وَقَوْلِهِ عَبْدِي أَوْ أَمَتِي

باب غلام پر دست درازی کرنا اور یوں کہنا کہ یہ میرا غلام ہے یا لونڈی مکروہ ہے

حافظ نے کہا کہ کراہیت تنزیہی مراد ہے۔ کیونکہ غلام سے اپنے کو اعلیٰ سمجھنا ایک طرح کا تکبر ہے۔ غلام بھی ہماری طرح خدا کا بندہ ہے۔ آدمی اپنے تئیں جانور سے بھی بد تر سمجھے غلام تو آدمی ہے اور ہماری طرح آدم کی اولاد ہے اور غلام لونڈی اس وجہ سے کہنا مکروہ ہے کہ کوئی اس سے حقیقی معنی نہ سمجھے۔ کیونکہ حقیقی بندگی تو سوائے خدا کے اور کسی کے لئے نہیں ہو سکتی (وحیدی)
آگے مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ نے آیات قرآنی نقل کی ہیں جن سے لفظ غلام' لونڈی اور سید کے الفاظ استعمال کرنے کا جواز ثابت کیا ہے۔ یہ سب مجازی معانی میں ہیں۔ لفظ عبد' مملوک اور سید آیات قرآنی و احادیث نبوی میں ملتے ہیں جیسا کہ یہاں منقول ہیں' ان سے ان الفاظ کا مجازی معانی میں استعمال ثابت ہوا۔ قال ابن بطال جاز ان یقول الرجل عبدی او امتی بقوله تعالی والصالحین من عبادکم وامائکم وانما نهی عنه علی سبیل الغلظة لا علی سبیل التحریم وکره ذلک لاشتراک اللفظ اذ یقال عبدالله و امة الله فعلی هذا لا ینبغی التسمیة بنحو عبدالرسول و عبدالنبی ونحو ذلک مما یضاف العبد فیه الی غیر الله تعالی (حاشیة بخاری شریف)

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾، وَقَالَ: ﴿عَبْدًا مَمْلُوكًا﴾. ﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ وَقَالَ: ﴿مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ)). وَ﴿اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ﴾: سَيِّدِكَ. و((مَنْ سَيِّدُكُمْ؟)).

اور سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اور تمہارے غلاموں اور تمہاری باندیوں میں جو نیک بخت ہیں"۔ اور (سورۂ نحل میں فرمایا) "مملوک غلام" نیز (سورۂ یوسف میں فرمایا) اور دونوں (حضرت یوسف اور زلیخا) نے اپنے آقا (عزیز مصر) کو دروازے پر پایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نساء میں) فرمایا "تمہاری مسلمان باندیوں میں سے"۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اپنے سردار کے لینے کے لئے اٹھو (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں فرمایا' (یوسف ؑ نے اپنے جیل خانہ کے ساتھی سے کہا تھا کہ) اپنے سردار (حاکم) کے یہاں میرا ذکر کر دینا"۔ اور نبی کریم ﷺ نے (بنو سلمہ سے دریافت فرمایا تھا کہ) تمہارا سردار کون ہے؟

٢٥٥٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)).

[راجع: ٢٥٤٦]

(۲۵۵۰) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے کہا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت تمام حسن و خوبی کے ساتھ بجالائے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

روایت میں لفظ عبد اور سید استعمال ہوئے ہیں یہی مقصود باب ہے۔

٢٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ)).

[راجع: ٩٧]

(۲۵۵۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' انہوں نے برید بن عبداللہ سے' وہ ابو بردہ سے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ غلام جو اپنے رب کی عبادت احسن طریق کے ساتھ بجالائے اور اپنے آقا کے جو اس پر خیر خواہی اور فرمان برداری (کے حقوق ہیں) انہیں بھی ادا کرتا رہے' تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

یہ اس لئے کہ اس نے دو فرض ادا کئے۔ ایک اللہ کی عبادت کا فرض ادا کیا۔ دوسرے اپنے آقا کی اطاعت کی جو شرعاً اس پر فرض تھی اس لئے اس کو دوگنا ثواب حاصل ہوا (فتح)

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

(۲۵۵۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق

الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّىءْ رَبَّكَ، إسْقِي رَبَّكَ. وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي مَوْلاَيَ. وَلاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي، أَمَتِي. وَلْيَقُلْ: فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلاَمِي)).

نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام بن منبہ نے' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ کوئی شخص (کسی غلام یا کسی بھی شخص سے) یہ نہ کہے "اپنے رب (مراد آقا) کو کھانا کھلا' اپنے رب کو وضو کرا۔ اپنے رب کو پانی پلا"۔ بلکہ صرف میرے سردار میرے آقا کے الفاظ کہنا چاہئے۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے۔ "میرا بندہ' میری بندی' بلکہ یوں کہنا چاہئے میرا چھوکرا' میری چھوکری' میرا غلام۔

تشریح: رب کا لفظ کہنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح بندہ بندی کا تاکہ شرک کا شبہ نہ ہو' گو ایسا کہنا مکروہ ہے حرام نہیں جیسے قرآن میں ہے ﴿ اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ﴾ (یوسف: ۴۲) بعضوں نے کہا پکارتے وقت اس طرح پکارنا منع ہے۔ غرض مجازی معنی جب مراد لیا جائے غایت درجہ یہ فعل مکروہ ہو گا اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے عبدالنبی یا عبدالحسین ایسے ناموں کا رکھنا مکروہ سمجھا ہے اور ایسے ناموں کا رکھنا شرک اس معنی پر کہا ہے کہ ان میں شرک کا ایہام یا شائبہ ہے۔ اگر حقیقی معنی مراد ہو تو بے شک شرک ہے۔ اگر مجازی معنی مراد ہو تو شرک نہ ہو گا مگر کراہیت میں شک نہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسے نام نہ رکھے جائیں۔ کیونکہ جہاں شرک کا وہم ہو وہاں سے بہرحال پرہیز بہتر ہے۔ خاص طور پر لفظ "عبد" ایسا ہے جس کی اضافت لفظ اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ اسماء الحسنیٰ ہی کی طرف مناسب ہے۔ توحید و سنت کے پیروکاروں کے لئے لازم ہے کہ وہ غیراللہ کی طرف ہرگز اپنی عبدیت کو منسوب نہ کریں۔ ﴿ ایاک نعبد ﴾ کا یہی تقاضا ہے۔ واللہ ہو الموافق۔

٢٥٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ، فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيْمَتَهُ يَقُومُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ وَأُعْتِقَ مِنْ مَالِهِ، وَإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

(۲۵۵۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' انہوں نے نافع سے' وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا' اور اس کے پاس اتنا مال بھی ہو جس سے غلام کی واجبی قیمت ادا کی جا سکے تو اسی کے مال سے پورا غلام آزاد کیا جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہو گیا ہو گیا۔

صرف وہی حصہ اس کی طرف سے آزاد ہو رہے گا۔ اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں عبد کا لفظ غلام کے لئے آیا ہے۔ پس مجازاً غلام پر عبد بولا جا سکتا ہے۔

٢٥٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ:

(۲۵۵۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس

فَالأَمِيْرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْؤُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُ. أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ۸۹۳]

لوگوں کا واقعی امیر ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ دوسرے ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ تیسری عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ چوتھا غلام اپنے آقا (سید) کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ ہو گی۔

اس روایت میں بھی غلام کے لئے لفظ عبد اور آقا کے لئے لفظ سید کا استعمال ہوا ہے۔ اس طرح مجازی معنوں میں ان الفاظ کا استعمال کرنا درست ہے۔ حضرت امامؒ کا یہی مقصد ہے جس کے تحت یہاں آپ یہ جملہ روایات لائے ہیں۔ ان الفاظ کا استعمال منع بھی ہے جب حقیقی معانی مراد لئے جائیں۔ اور یہ اس میں تطبیق ہے۔

۲۵۵۵، ۲۵۵۶- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ فَبِيْعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)). [راجع: ۲۱۵۲، ۲۱۴۵]

(۲۵۵۵'۵۶) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا زہری سے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا' کہا میں نے ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب باندی زنا کرائے تو اسے (بطور حد شرعی) کوڑے لگاؤ پھر اگر کرائے تو کوڑے لگاؤ اور اب بھی اگر کرائے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ تیسری یا چوتھی بار میں (آپ نے فرمایا کہ) پھر اسے بیچ دو' خواہ قیمت میں ایک رسی ہی ملے۔

تشریح اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں لونڈی کے لئے امۃ کا لفظ فرمایا ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ اس حدیث کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ جب لونڈی زنا کرائے تو اس پر دست درازی منع نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دینا ضروری ہے۔ آخر میں یہ راوی کا شک ہے کہ آپ نے تیسری بار میں بیچنے کا حکم فرمایا یا چوتھی بار میں۔

ان جملہ روایات کے نقل کرنے سے حضرت امامؒ نے ثابت فرمایا کہ مالکوں کو غلاموں اور لونڈیوں پر بڑائی نہ جتانی چاہئے۔ انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں۔ شرافت اور بڑائی کی بنیاد ایمان اور تقویٰ ہے۔ حقیقی آقا حاکم مالک سب کا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ دنیاوی مالک آقا سب مجازی ہیں۔ آج ہیں اور کل نہیں۔ جن آیات اور احادیث میں ایسے الفاظ آقاؤں یا غلاموں کے لئے مستعمل ہوئے ہیں وہاں مجازی معانی مراد ہیں۔

۱۸- بَابُ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ

باب جب کسی کا خادم کھانا لے کر آئے؟

٢٥٥٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسهُ معهُ فلْيُناوِلْهُ لُقمةً أَو لُقمَتَينِ، أَو أُكْلَةً أَو أُكلَتَينِ، فإنّه وليَ عِلاجَه)). [طرفه في : ٥٤٦٠].

(٢٥٥٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے محمد بن زیاد نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ جب کسی کا غلام کھانا لائے اور وہ اسے اپنے ساتھ (کھلانے کے لئے) نہ بٹھا سکے تو اسے ایک یا دو نوالے ضرور کھلا دے یا (آپ نے لقمة او لقمتین کے بدل اکلة او اکلتین فرمایا (یعنی ایک یا دو لقمے) کیونکہ اسی نے اس کو تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔

لفظ خادم میں غلام' نوکر چاکر' شاگرد سب داخل ہو سکتے ہیں۔

١٩- باب العبدُ راعٍ في مالِ سيِّدهِ. ونَسَبَ النبيُّ ﷺ المالَ إلى السيِّد

باب غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور نبی کریم ﷺ نے (غلام کے) مال کو اس کے آقا کی طرف منسوب کیا ہے

مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد باب یہ ہے کہ مجازی معانی میں غلام لونڈی اپنے مالکوں کو سید کے لفظ سے یاد کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں حدیث میں الفاظ الخادم فی مال سیدہ راع میں بولا گیا ہے۔ یہ حدیث جامع الصحیح میں کئی جگہ نقل کی گئی ہے اور مجتہد مطلق نے اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے جیسا کہ اپنے اپنے مقام پر بیان ہو گا۔ ان معاندین حاسدین پر افسوس جو ایسے مجتہد کامل کی درایت سے انکار کر کے خود اپنے کور باطنی کا ثبوت دیتے ہیں۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: فَالإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). قَالَ : فَسَمِعْتُ هَؤُلاَءِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَحْسِبُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

(٢٥٥٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ امام حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر کے معاملات کا افسر ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی افسر ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے سید کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ باتیں سنی ہیں اور مجھے خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ غرض تم

فَكُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ۸۹۳]

میں سے ہر فرد حاکم ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

۲۰- بَابُ إِذَا ضَرَبَ العبدَ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ

باب اگر کوئی غلام لونڈی کو مارے تو چہرے پر نہ مارے

۲۵۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)).

(۲۵۵۹) ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن فلاں (ابن سمعان) نے خبر دی' انہیں سعید مقبری نے' انہیں ان کے باپ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے' نبی کریم ﷺ سے۔

(دوسری سند اور امام بخاری نے کہا) اور ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی ہمام سے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب کوئی کسی سے جھگڑا کرے تو چہرے (پر مارنے) سے پرہیز کرے

مار پیٹ میں چہرے پر مارنے سے پرہیز صرف غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ یہاں چونکہ غلاموں کا بیان ہو رہا تھا اس لئے عنوان میں اسی کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ بلکہ چہرے پر مارنے سے پرہیز کا حکم تمام انسانوں بلکہ جانوروں تک کے لئے ہے۔

حضرت امام نے روایت میں ایک راوی کا نام نہیں لیا۔ صرف ابن فلاں سے یاد کیا ہے اور وہ ابن سمعان ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اسے امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے جھوٹا کہا ہے اور امام بخاری نے اس کی روایت اس مقام کے سوا اور کہیں اس کتاب میں نہیں نکالی اور یہاں بھی بطور متابعت کے ہے۔ کیونکہ امام مالک اور عبدالرزاق کی روایت بھی بیان کی۔

تشریح مسلم کی روایت میں صاف اذا ضرب ہے اور اس حدیث میں گو خادم کو مارنے کی صراحت نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے ادب المفرد میں نکالا اس میں یوں ہے۔ اذا ضرب خادمه یعنی جب کوئی تم میں سے اپنے خادم کو مارے۔ حافظ نے کہا یہ عام ہے خواہ کسی حد میں مارے یا تعزیر میں ہر حال میں منہ پر نہ مارنا چاہئے۔ اس کی وجہ مسلم کی روایت میں یوں مذکور ہے۔ کیونکہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر بنایا یعنی مار کھانے والے شخص کی صورت پر۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا (وحیدی) ویسے چہرے پر مارنا ادب اور اخلاق کے بھی سراسر خلاف ہے۔ اگر مارنا ہی ہو تو جسم کے دیگر اعضاء موجود ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں قال النووی قال العلماء انما نهى عن ضرب الوجه لانه لطيف يجمع المحاسن واكثر ما يقع الادراك باعضائه فيخشى من ضربه ان تبطل او تشوه كلها او بعضها والشين فيها فاحش لظهور ها وبروزها بل لا يسلم اذا ضربه من شين والتعليل المذكور احسن لكن ثبت عند مسلم تعليل اخر فانه اخرج الحديث من طريق ابى ايوب المراغى عن ابى هريرة وزاد فان الله خلق آدم

على صورة واختلف في الضمير على من يعود فالاكثر على انه يعود على المضروب لما تقدم من الامر باكرام وجهه ولولا ان المراد التعليل بذلك لم يكن لهذه الجملة ارتباط بما قبلها وقال القرطبي اعاد بعضهم الضمير على الله متمسكا بما ورد في بعض طرقه ان الله خلق ادم على صورة الرحمٰن الى اخره (فتح الباری)

خلاصہ مطلب یہ کہ علماء نے کہا ہے چہرے پر مارنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ یہ عضو لطیف ہے جو جملہ محاسن کا مجموعہ ہے اور اکثر ادراک کا وقوع چہرے کے اعضاء ہی سے ہوتا ہے۔ پس اس پر مارنے سے خطرہ ہے کہ اس میں کئی ایک نقائص و عیوب پیدا ہو جائیں' پس یہ علت بہتر ہے جن کی بنا پر چہرے پر مارنا منع کیا گیا ہے۔ لیکن امام مسلم کے نزدیک ایک اور علت ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو ابو ایوب مراغی کی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے جس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے اگرچہ ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ ضمیر مضروب ہی کی طرف لوٹتی ہے۔ اس لئے کہ پہلے چہرے کے اکرام کا حکم ہو چکا ہے۔ اگر یہ تعلیل مراد نہ لی جائے تو اس جملہ کا ماقبل سے کوئی ربط باقی نہیں رہ جاتا۔ قرطبی نے کہا کہ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے دلیل میں بعض طرق کی اس عبارت کو پیش کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ نے آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ قرآن کی نص صریح لیس کمثلہ شئی دلیل ہے کہ اللہ پاک کو اور اس کے چہرے کو کسی سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی واللہ اعلم بالصواب۔

اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ اللہ پاک اپنی ذات اور جملہ صفات میں وحدہ لا شریک لہ ہے اور اس بارے میں کرید کرنا بدعت ہے۔ جیسا کہ استواء علی العرش کے متعلق سلف کا عقیدہ ہے وباللہ التوفیق۔

۵۰-کتاب المکاتب

کتاب مکاتب کے مسائل کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زبر اور زیر ہر دو کے ساتھ منقول ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الكتابة وبالكسر من تقع منه یعنی زبر کے ساتھ جس کے لئے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا جن کا واقعہ اگلی روایات میں مذکور ہے۔

لفظ مکاتب باب مفاعلہ سے مفعول کا صیغہ ہے یعنی وہ غلام لونڈی جس سے اس کے آقا کے ساتھ شرائط مقررہ کے ساتھ آزادی کا

معاہدہ لکھ دیا گیا ہو۔

١- بَابُ الْمكاتَبُ وَنجومُهُ فِي كلِّ سَنَةٍ نجمٌ

باب جس نے اپنے لونڈی غلام کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائی اس کا گناہ

اس باب میں حضرت امام بخاریؒ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی' شاید انہوں نے باب قائم کر لینے کے بعد حدیث لکھنا چاہی ہو گی مگر اس کا موقع نہ ملا اور کتاب الحدود میں انہوں نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائے اس کو قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے۔ بعض نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

باب مکاتب اور اس کی قسطوں کا بیان' ہر سال میں ایک قسط کی ادائیگی لازم ہو گی۔

عرب میں تمام معاملات تاروں کے طلوع پر ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ حساب نہیں جانتے تھے۔ وہ یوں کہتے کہ جب فلاں تارا نکلے تو یہ معاملہ یوں ہو گا۔ اسی وجہ سے قسط کو نجم کہنے لگے۔ نجم تارے کو کہتے ہیں۔ بدل کتابت میں خواہ سالانہ قسطیں ہوں یا ماہانہ ہر طرح سے جائز ہے۔

خَيْرًا. وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي آتَاكُمْ﴾ [النور:٣٣]. وَقَالَ رَوحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ قُلْتُ لِعَطَاء: أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالاً أَنْ أُكَاتِبَهُ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلاَّ وَاجِبًا. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قُلْتُ لِعَطَاء: تَأْثُرُهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ : لاَ. ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَن سِيْرِيْنَ سَأَلَ أَنَسًا الْمكَاتَبَةَ- وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ - فَأَبَى، فَانْطَلَقَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: كَاتِبْه، فَأَبَى، فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ فَكَاتَبَهُ)).

اور سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو بھی مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہیں۔ ان کو مکاتب کر دو' اگر ان کے اندر تم کوئی خیر پاؤ۔ (کہ وہ وعدہ پورا کر سکیں گے) اور انہیں اللہ کے اس مال میں سے مدد بھی دو جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔" روح بن عبادہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا کہ میں نے عطاء بن ابی رباحؒ سے پوچھا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے غلام کے پاس مال ہے اور وہ مکاتب بننا چاہتا ہے تو کیا مجھ پر واجب ہو جائے گا کہ میں اس سے مکاتبت کر لوں؟ انہوں نے کہا کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ (ایسی حالت میں کتابت کا معاملہ) واجب ہو جائے گا۔ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے پوچھا' کیا آپ اس سلسلے میں کسی سے روایت بھی بیان کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (پھر انہیں یاد آیا) اور مجھے انہوں نے خبر دی کہ موسیٰ بن انس نے انہیں خبر دی کہ سیرین (ابن سیرینؒ کے والد) نے انس رضی اللہ عنہ سے مکاتب ہونے کی درخواست کی (یہ انسؓ کے غلام تھے) جو مالدار بھی تھے۔ لیکن حضرت انسؓ نے انکار کیا' اس پر سیرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (انسؓ سے) فرمایا کہ کتابت کا معاملہ کر لے۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درے سے مارا' اور یہ آیت پڑھی کہ "غلاموں میں اگر خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو۔" چنانچہ انسؓ نے کتابت کا معاملہ کرلیا۔

٢٥٦٠- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّ بَرِيْرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِي خَمْسِ سِنِيْنَ؛ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ - وَنَفِسَتْ فِيْهَا - أَرَأَيْتِ إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً أَيَبِيْعُكِ أَهْلُكِ فَأُعْتِقَكِ فَيَكُوْنَ وَلاَؤُكِ لِي؟ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: لاَ، إِلاَّ أَنْ يَكُوْنَ لَنَا الْوَلاَءُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا)) فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ؟ شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ)). [راجع: ٤٥٦]

(۲۵۶۰) لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اپنے مکاتبت کے معاملہ میں ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا کو پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال کے اندر پانچ قسطوں میں ادا کرنی تھی۔ عائشہؓ نے کہا' انہیں خود بریرہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کرانے میں دلچسپی ہو گئی تھی' کہ یہ بتاؤ' اگر میں انہیں ایک ہی مرتبہ (چاندی کے یہ پانچ اوقیہ) ادا کردوں تو کیا تمہارے مالک تمہیں میرے ہاتھ بیچ دیں گے؟ پھر میں تمہیں آزاد کردوں گی اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے ہاں گئیں اور ان کے آگے یہ صورت رکھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ صورت اس وقت منظور کر سکتے ہیں کہ رشتہ ولاء ہمارے ساتھ رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو خرید کر بریرہؓ کو آزاد کر دے' ولاء تو اس کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی جڑ بنیاد کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسی شرط لگائے جس کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی زیادہ حق اور زیادہ مضبوط ہے۔

تشریح اس تفصیلی مدلل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام لونڈی اگر اپنے آقاؤں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہیں اور ان میں اتنی اہلیت بھی ہو کہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کو باحسن طریق پورا کریں گے تو آقاؤں کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ معاملہ کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ آیت کریمہ ﴿ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ﴾ (النور: ۳۳) (اگر تم ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو) میں خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ کمائی کے لائق اور ایماندار ہوں' محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کر دیں' لوگوں

کے سامنے بھیک مانگتے نہ پھریں۔ ﴿ وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ ﴾ (النور : ۳۳) (اور اپنے مال میں سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے ان کی کچھ مدد بھی کرو) سے مراد یہ کہ اپنے پاس ان کو بطور امداد کچھ دو' تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں یا بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دو۔

روح کے اثر کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں اور عبدالرزاق اور شافعی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عطاء نے واجب قرار دیا کہ بشرط مذکور آقا غلام کی مکاتبت قبول کر لے۔ امام ابن حزم اور ظاہریہ کے نزدیک اگر غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو مالک پر مکاتبت کر دینا واجب ہے۔ کیونکہ قرآن میں ﴿ فکاتبوهم ﴾ امر کے لئے ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ مگر جمہور یہاں امر کو بطور استحباب قرار دیتے ہیں۔ حضرت عطاء نے جب اپنا خیال ظاہر کیا تو عمرو بن دینار نے ان سے سوال کیا کہ وجوب کا قول آپ نے کسی صحابی سے سنا ہے یا اپنے قیاس اور رائے سے ایسا کہتے ہو۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطا سے یہ پوچھا لیکن حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن جریج نے عطاء سے یہ پوچھا۔ جیسے عبدالرزاق اور شافعی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں قال عمرو بن دینار جملہ معترضہ ہو گا۔ اور نسفی کی روایت میں یوں ہے وقالہ عمرو بن دینار یعنی عمرو بن دینار بھی وجوب کے قائل ہوئے ہیں اور ترجمہ یوں ہو گا "اور عمرو بن دینار نے بھی اس کو واجب کہا ہے" ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا یہ تم کسی سے روایت کرتے ہو؟

حضرت سیرین جن کا قول آگے مذکور ہے' یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور یہ محمد کے والد ہیں' جو محمد بن سیرین سے مشہور ہیں۔ تابعی' فقیہ اور ماہر علم تعبیر رؤیا ہیں۔ اس روایت کو عبدالرزاق اور طبری نے وصل کیا ہے۔

آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے اور عمل بھی ظاہر ہے کہ وہ بشرط مذکور مکاتبت کو واجب کہتے تھے۔ جیسے ابن حزم اور ظاہریہ کا قول ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں ادا کرنی مقرر ہوئی تھی اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ بعض علماء نے کہا کہ آیت کریمہ ﴿ وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ ﴾ (النور : ۳۳) سے مکاتب کو مال زکوٰۃ میں سے بھی امداد دی جا سکتی ہے۔ دور حاضرہ میں ناحق مصائب قید میں گرفتار ہو جانے والے مسلمان مرد عورت بھی حق رکھتے ہیں کہ ان کی آزادی کے لئے ان طریقوں سے مدد دی جائے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج سے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بصرہ میں قیام کیا۔ وہاں لوگوں کو ۹۱ھ تک علوم دین سکھاتے رہے۔ عمر سو سال کے لگ بھگ پائی۔ ان کی اولاد کا بھی شمار سو کے قریب ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

٢- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ، وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فِيهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب مکاتب سے کونسی شرطیں کرنا درست ہیں اور جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو (وہ شرط باطل ہے)

اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔

٢٥٦١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ

(۲۵۶۱) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا ابن شہاب سے' انہوں نے عروہ سے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا. قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ : ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيْرَةُ لأَهْلِهَا فَأَبَوا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لَنَا. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِـمَنْ أَعْتَقَ)).
قَالَ: ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ)). [راجع: ٤٥٦]

دی کہ بریرہؓ ان کے پاس اپنے معاملہ مکاتبت میں مدد لینے آئیں' ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس جا' اگر وہ یہ پسند کریں کہ تیرے معاملہ مکاتبت کی پوری رقم میں ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ (حضرت عائشہؓ) تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اختیار ہے' لیکن تمہاری ولاء تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خرید کر انہیں آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا' خواہ وہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگا لے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

ابن خزیمہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب سے اس کا عدم جواز یا عدم وجوب ثابت ہو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شرط اللہ کی کتاب میں مذکور نہ ہو اس کا لگانا باطل ہے۔ کیونکہ کبھی بیع میں کفالت کی شرط ہوتی ہے۔ کبھی ثمن میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اس قسم کے روپے ہوں یا اتنی مدت میں دیئے جائیں یہ شرطیں صحیح ہیں' گو اللہ کی کتاب میں ان کا ذکر نہ ہو کیونکہ یہ شرطیں مشروع ہیں۔

٢٥٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْـمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).
[راجع: ٢١٥٦]

(٢٥٦٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی نافع سے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک باندی خرید کر اسے آزاد کرنا چاہا' اس باندی کے مالکوں نے کہا کہ اس شرط پر ہم معاملہ کر سکتے ہیں کہ ولاء ہمارے ساتھ قائم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا کہ ان کی اس شرط کی وجہ سے تم نہ رکو' ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

حدیث بریرہؓ سے بہت سے فوائد نکلتے ہیں۔ بعض متاخرین نے ان کو چار سو تک پہنچا دیا ہے جس میں اکثر تکلف ہے کچھ فوائد حافظ نے فتح الباری میں بھی ذکر فرمائے ہیں۔ ان کو وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

٣- بَابُ إِسْتِعَانَةِ الْمُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ

٢٥٦٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِي. فَقَالَتْ عَائِشَةُ : إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلاَؤُكِ لِي. فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا، فَأَبَوا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَبَوا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ الْوَلاَءُ لَهُمْ. فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((خُذِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلاَءَ، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ فَأَيُّمَا شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، فَقَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ. مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلاَنُ وَلِيَ الْوَلاَءُ إِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

[راجع: ٤٥٦]

باب اگر مکاتب دوسروں سے مدد چاہے اور لوگوں سے سوال کرے تو کیسا ہے؟

(٢٥٦٣) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا ہشام بن عروہ سے' وہ اپنے والد سے' ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کا معاملہ کیا ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ مجھے ادا کرنا پڑے گا۔ آپ بھی میری مدد کریں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں انہیں (یہ ساری رقم) ایک ہی مرتبہ دے دوں اور پھر تمہیں آزاد کر دوں' تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ لیکن تمہاری ولاء میرے ساتھ ہو جائے گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئیں تو انہوں نے اس صورت سے انکار کیا۔ (واپس آکر) انہوں نے بتایا کہ میں نے آپ کی یہ صورت ان کے سامنے رکھی تھی لیکن وہ اسے صرف اس صورت میں قبول کرنے کو تیار ہیں کہ ولاء ان کے ساتھ قائم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا میں نے آپ کو مطلع کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تو انہیں لے کر آزاد کر دے اور انہیں ولاء کی شرط لگانے دے۔ ولاء تو بہرحال اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' تم میں سے کچھ لوگوں کو یہ کیا ہو گیا ہے کہ (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو بھی شرط ایسی ہو جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ خواہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگالی جائیں۔ اللہ کا فیصلہ ہی حق ہے اور اللہ کی شرط ہی مضبوط ہے کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں' اے فلاں! آزاد تم کرو اور ولاء میرے ساتھ قائم رہے گی۔ ولاء تو صرف اسی کے ساتھ قائم ہو گی جو آزاد کرے۔

نو اوقیہ کا ذکر راوی کا وہم ہے۔ صحیح یہی ہے کہ پانچ اوقیہ پر معاملہ ہوا تھا۔ ممکن ہے شروع میں نو کا ذکر ہوا اور راوی نے اسی کو نقل کر دیا ہو۔ یہ مضمون پیچھے مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ویمکن الجمع بان التسع اصل والخمس کانت بقیت علیها وبهذا اجزم القرطبی والمحب الطبری الخ یعنی اس طرح جمع ممکن ہے کہ اصل میں معاملہ نو پر ہوا ہو اور پانچ باقی رہ گئے ہوں۔ قرطبی اور محب طبری نے اسی تطبیق پر جزم کیا ہے۔

٤- بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ.

باب جب مکاتب اپنے تئیں بیچ ڈالنے پر راضی ہو

گو وہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہوا ہو' اگر عاجز ہو گیا ہو تو وہ غلام ہو جاتا ہے اس کا بیچ ڈالنا سب کے نزدیک درست ہو جاتا ہے۔ امام احمد کا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک جب تک وہ عاجز نہ ہو اس کی بیع درست نہیں ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ. وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ : مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ وَإِنْ جَنَى مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مکاتب پر جب تک کچھ بھی مطالبہ باقی ہے وہ غلام ہی رہے گا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا' جب تک ایک درہم بھی باقی ہے (مکاتب آزاد نہیں ہو گا) اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکاتب پر جب تک کچھ بھی مطالبہ باقی ہے وہ اپنی زندگی موت اور جرم (سب) میں غلام ہی مانا جائے گا۔

٢٥٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ. فَذَكَرَتْ بَرِيْرَةُ ذَلِكَ لأَهْلِهَا فَقَالُوا: إِلاَّ أَنْ يَكُونَ الْوَلاَءُ لَنَا. قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى: فَزَعَمَتْ عُمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٤٥٦]

(۲۵۶۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی یحییٰ بن سعید سے' وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ بریرہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد لینے آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اگر تمہارے مالک یہ صورت پسند کریں کہ میں (مکاتبت کی ساری رقم) انہیں ایک ہی مرتبہ ادا کر دوں اور پھر تمہیں آزاد کر دوں تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریرہؓ نے اس کا ذکر اپنے مالک سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (ہمیں اس صورت میں یہ منظور ہے کہ) تیری ولاء ہمارے ہی ساتھ قائم رہے۔ مالک نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے بیان کیا کہ عمرہ کو یقین تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ تیرے اہل چاہیں تو میں تیری قیمت ایک دفعہ ہی ادا کر دوں' یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو مول لینا چاہا۔ تو معلوم ہوا کہ مکاتب کی بیع ہو سکتی ہے۔

٥- بَابُ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِي

باب اگر مکاتب کسی شخص سے کہے مجھ کو خرید کر آزاد کر دو

وأعتِقْنِي، فَاشْتَراهُ لِذَلِكَ

۲۵٦۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ أَيْمَنُ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: كُنْتُ لِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ، وَإِنَّهُمْ بَاعُونِي مِنِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍو، فَأَعْتَقَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُو عُتْبَةَ الْوَلاَءَ، فَقَالَتْ: دَخَلَتْ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ: اشْتَرِيْنِي وَأَعْتِقِيْنِي، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: لاَ يَبِيْعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلاَئِي، فَقَالَتْ: لاَ حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ. فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ- أَوْ بَلَغَهُ - فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا، فَقَالَ: ((اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا وَدَعِيْهِمْ يَشْتَرِطُوْنَ مَا شَاؤُوا))، فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا، وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلاَءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَإِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ)).

اور وہ اسی غرض سے اسے خرید لے

(۲۵٦۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ ایمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں پہلے عتبہ بن ابی لہب کا غلام تھا۔ ان کا جب انتقال ہوا تو ان کی اولاد میری وارث ہوئی۔ ان لوگوں نے مجھے عبداللہ ابن ابی عمرو کو بیچ دیا اور ابن ابی عمرو نے مجھے آزاد کر دیا۔ لیکن (بیچتے وقت) عتبہ کے وارثوں نے ولاء کی شرط اپنے لئے لگالی تھی (تو کیا یہ شرط صحیح ہے؟) اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بریرہؓ میرے یہاں آئی تھیں اور انہوں نے کتابت کا معاملہ کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ خرید کر آزاد کر دیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ میں ایسا کر دوں گی (لیکن مالکوں سے بات چیت کے بعد) انہوں نے بتایا کہ وہ مجھے بیچنے پر صرف اس شرط کے ساتھ راضی ہیں کہ ولاء انہیں کے ساتھ قائم رہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنایا (عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ) آپ کو اس کی اطلاع ملی۔ اسلئے آپؐ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا' انہوں نے صورت حال کی آپ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دے اور مالکوں کو جو بھی شرط چاہیں لگانے دو۔ چنانچہ عائشہؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ مالکوں نے چونکہ ولاء کی شرط رکھی تھی اسلئے نبی کریم ﷺ نے (صحابہ کرامؓ کے ایک مجمع سے) خطاب فرمایا' ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ (اور جو آزاد نہ کریں) اگرچہ وہ سو شرطیں بھی لگالیں (ولاء پھر بھی ان کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتی)

تشریح حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ ابو لہب کے بیٹے تھے۔ رسول کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی' یہ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے کو خریدنے اور آزاد کر دینے کی درخواست کی تھی اسی سے مضمون باب ثابت ہوا۔

الحمدللہ کہ کعبہ شریف میں ۵ اپریل (۱۹۷۰ء) کو یہاں تک متن بخاری شریف کے پڑھنے سے فارغ ہوا۔ ساتھ ہی دعا کی کہ اللہ پاک خدمت بخاری شریف میں کامیابی بخشے اور ان سب دوستوں بزرگوں کے حق میں اسے بطور صدقہ جاریہ قبول کرے جو اس عظیم

خدمت میں خادم کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرما رہے ہیں۔ جزاهم الله احسن الجزاء فی الدنیا والاخرة۔ آمین
سند میں ایمنؒ کا نام آیا ہے۔ حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ هو ايمن الحبشی المکی نزيل المدينة والد عبدالواحد وهو غير ايمن بن نايل الحبشی المکی نزيل عسقلان وکلاهما من التابعين وليس لوالد عبدالواحد فی البخاری سوی خمسة احاديث هذا واخران عن عائشة وحديثان عن جابر وکلها متابعة ولم يروعنه غير ولده عبدالواحد (فتح الباری)

٥١-كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها

کتاب ہبہ کے مسائل کا بیان

اور اسکی فضیلت اور اسکی ترغیب دلانا

بسم الله الرحمن الرحيم

ہبہ بلا عوض کسی شخص کو کوئی مال یا حق دے دینا۔ صدقہ بھی اسی طرح ہے مگر وہ محتاج کے لئے بہ نیت ثواب ہوتا ہے۔ ہبہ میں محتاج کی شرط نہیں ہے۔ لفظ ھبة وھب یھب کا مصدر ہے لفظ وہاب بھی اسی سے ہے جس کے معنی بہت ہی نعمتیں بخشنے والا۔ یہ لفظ اسماء الحسنٰی میں داخل ہے: حافظ صاحب فرماتے ہیں والهبة بكسر الهاء وتخفيف الباء الموحدة تطلق بالمعنى الاعم على انواع الابراء وهو هبة الدين ممن هو عليه والصدقه وهى هبة ما يتمحض به طلب ثواب الاخرة والهدية وهى ما يكرم به الموهوب له (الى اخره) وضيع المصنف محمول على المعنى الاعم لانه ادخل فيها الهدايا (فتح البارى) یعنی لفظ ہبہ مختلف قسم کے نیک سلوک کرنے پر بولا جاتا ہے اور وہ دراصل مقروض پر سے قرض کا ہبہ کر دینا ہے اور لفظ صدقہ وہ ہبہ ہے جس سے محض ثواب آخرت مطلوب ہو اور ہدیہ وہ جو کسی کو اس کے اکرام کے طور پر دیا جائے۔ حضرت امام بخاریؒ نے اسے عام معانی میں مراد لیا ہے اس لئے ہدایا کو بھی داخل فرمالیا ہے۔

١- بَابٌ

٢٥٦٦- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

[طرفه في: ٦٠١٧].

باب

(٢٥٦٦) ہم سے عاصم بن علی ابو الحسین نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے مسلمان عورتو! ہرگز کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کے لئے (معمولی ہدیہ کو بھی) حقیر نہ سمجھے' خواہ بکری کے کھر کا ہی کیوں نہ ہو۔

جس پر بہت ہی ذرا سا گوشت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمسائی کا حصہ خوشی سے قبول کرے' اس کے لینے سے ناک بھوں نہ چڑھائے۔ نہ زبان سے کوئی ایسی بات نکالے جس سے اس کی حقارت نکلے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے دل کو رنج ہو گا اور کسی مسلمان کا دل دکھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اپنے پڑوس والوں کو تحفہ تحائف پیش کرنا سنت ہے گو وہ کم قیمت ہی کیوں نہ ہو۔ روایت میں بکری کے کھر کا ذکر ہے جو بیکار جان کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر ہدیہ کی کم قیمتی کے ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا۔

٢٥٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنَ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ : ((ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلاَلِ ثُمَّ الْهِلاَلِ ثُمَّ الْهِلاَلِ، ثَلاَثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نَارٌ. فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ، مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ :الأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ. إِلاَّ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ جِيْرَانٌ مِنَ الأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَا)). [طرفاه في: ٦٤٥٨، ٦٤٥٩].

(٢٥٦٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے یزید بن رومان سے' وہ عروہ سے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ نے عروہ سے کہا' میرے بھانجے! آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں (یہ حال تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے' پھر دوسرا دیکھتے' پھر تیسرا دیکھتے' اسی طرح دو دو مہینے گزر جاتے اور رسول کریم ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لئے) آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے پوچھا' خالہ اماں! پھر آپ لوگ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ صرف دو کالی چیزوں کھجور اور پانی پر۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند انصاری پڑوسی تھے۔ جن کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بھی ان کا دودھ تحفہ کے طور پر پہنچایا کرتے تھے۔ آپؐ اسے ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔

دودھ بطور تحفہ بھیجنا اس سے ثابت ہوا۔ دو مہینے میں تین چاند اس طرح دیکھتیں کہ پہلا چاند مہینے کے شروع ہونے پر دیکھا' پھر دوسرا چاند اس کے ختم پر تیسرا چاند دوسرے مہینے کے ختم پر۔ کالی چیزوں میں پانی کو بھی شامل کر دیا' حالانکہ پانی کالا نہیں ہوتا۔ لیکن عرب لوگ تثنیہ ایک چیز کے نام سے کر دیتے ہیں۔ جیسے شمسین قمرین چاند سورج دونوں کو کہتے ہیں۔ اس طرح ابیضین دودھ اور پانی دونوں کو کہہ دیتے ہیں اور صرف دودھ ابیض یعنی سفید ہوتا ہے۔ پانی کا تو کوئی رنگ ہی نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے دودھ کا بطور تحفہ و ہدیہ و ہبہ پیش کرنا ثابت ہوا۔ فوائد کے لحاظ سے یہ بہت ہی بڑا ہبہ ہے جو ایک انسان دوسرے انسان کو پیش کرتا ہے۔

٢- بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْهِبَةِ

باب تھوڑی چیز ہبہ کرنا

٢٥٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ

(٢٥٦٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا شعبہ سے' وہ سلیمان سے' وہ ابو حازم سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اگر مجھے بازو اور پائے (کے گوشت) پر بھی دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں

دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ))۔

گا اور مجھے بازو یا پائے (کے گوشت) کا تحفہ بھیجا جائے تو اسے بھی قبول کر لوں گا۔

[طرفه في: ٥١٧٨].

تحفہ کتنا بھی تھوڑا ہو قابل قدر ہے اور دعوت میں کچھ بھی پیش کیا جائے' دعوت بہر حال قابل قبول ہے۔ ان عملوں سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے جو اسلام کا اصلی منشاء ہے۔ اس سے گوشت کا بطور ہبہ و تحفہ و ہدیہ پیش کرنا ثابت ہوا۔ حضرت امامؒ کے نزدیک لفظ ہبہ ان سب پر بولا جا سکتا ہے۔

٣۔بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا

باب جو شخص اپنے دوستوں سے کوئی چیز بطور تحفہ مانگے

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا))۔

ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگانا (اس سے ترجمہ باب ثابت ہوا)

٢٥٦٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا غُلاَمٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا، ((مُرِي عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ))، فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا، فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا. فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ. قَالَ ﷺ: ((أَرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ)، فَجَاءُوا بِهِ، فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ))۔ [راجع: ٣٧٧]

(٢٥٦٩) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہاجرہ عورت کے پاس (اپنا آدمی) بھیجا۔ ان کا ایک غلام بڑھئی تھا۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ اپنے غلام سے ہمارے لئے لکڑیوں کا ایک منبر بنانے کے لئے کہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا۔ وہ غابہ سے جا کر جھاؤ کاٹ لایا اور اسی کا ایک منبر بنا دیا۔ جب وہ منبر بنا چکے تو اس عورت نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ منبر بن کر تیار ہے۔ آپ ﷺ نے کہلوایا کہ اسے میرے پاس بھجوا دیں۔ جب لوگ اسے لائے تو آنحضرت ﷺ نے خود اسے اٹھایا اور جہاں تم اسے دیکھ رہے ہو۔ وہیں آپؐ نے اسے رکھا۔

تشریح رسول کریم ﷺ نے بطور ہدیہ خود ایک انصاری عورت سے فرمائش کی کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے ایک منبر بنوا دیں۔ چنانچہ تعمیل کی گئی اور غابہ کے جھاؤ کی لکڑیوں سے منبر تیار کر کے پیش کر دیا گیا۔ جب یہ پہلے دن استعمال کیا گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کھجور کے تنے کا سہارا چھوڑ دیا جس پر آپ ٹیک دے کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہی تنا تھا جو آپؐ کی جدائی کے غم میں سبک سبک کر (سسک سسک کر) رونے لگا تھا۔ جب آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تب وہ خاموش ہوا۔ مہاجر کا لفظ ابو غسان راوی کا وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ عورت انصاری تھی۔ اس سے لکڑی کا منبر سنت ہونا ثابت ہوا جو بیشتر اہلحدیث مساجد میں دیکھا جا سکتا ہے۔

٢٥٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ

(٢٥٧٠) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا ابو حازم سے' وہ عبداللہ بن ابی قتادہ سلمی سے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ مکہ کے راستے میں ایک جگہ

عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ - وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَازِلٌ أَمَامَنَا- وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا - وَأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِي - فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِي بِهِ، وَأَحَبُّوا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ، فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ، فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ، ثُمَّ رَكِبْتُ، وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقَالُوا: لاَ وَاللهِ لاَ نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ، فَغَضِبْتُ، فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا، ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ، فَوَقَعُوا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ. ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ، فَرُحْنَا - وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيَ - فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى نَفَدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ)). فَحَدَّثَنِي بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ. [راجع: ۱۸۲۱]

میں رسول اللہ ﷺ کے چند ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ ہم سے آگے قیام فرما تھے۔ (حجۃ الوداع کے موقع پر) اور لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے لیکن میرا احرام نہیں تھا میرے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا۔ میں اس وقت اپنی جوتی گانٹھنے میں مشغول تھا۔ ان لوگوں نے مجھ کو کچھ خبر نہیں دی لیکن ان کی خواہش یہی تھی کہ کسی طرح میں گورخر کو دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے جو نظر اٹھائی تو گورخر دکھائی دیا۔ میں فوراً گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر زین کس کر سوار ہو گیا' مگر اتفاق سے (جلدی میں) کوڑا اور نیزہ دونوں بھول گیا۔ اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ مجھے کوڑا اور نیزہ اٹھادیں۔ انہوں نے کہا' ہرگز نہیں قسم اللہ کی' ہم تمہاری (شکار میں) کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتے۔ (کیونکہ ہم سب لوگ حالت احرام میں ہیں) مجھے اس پر غصہ آیا اور میں نے خود ہی اتر کر دونوں چیزیں لے لیں۔ پھر سوار ہو کر گورخر پر حملہ کیا اور اس کو شکار کر لایا۔ وہ مر بھی چکا تھا۔ اب لوگوں نے کہا کہ اسے کھانا چاہئے۔ لیکن پھر احرام کی حالت میں اسے کھانے (کے جواز) پر شبہ ہوا۔ (لیکن بعض لوگوں نے شبہ نہیں کیا اور گوشت کھایا) پھر ہم آگے بڑھے اور میں نے اس گورخر کا ایک بازو چھپا رکھا تھا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو اس کے متعلق آپ سے سوال کیا' (آپ نے محرم کے لئے شکار کے گوشت کھانے کا فتویٰ دیا) اور دریافت فرمایا کہ کیا اس میں اسے کچھ بچا ہوا گوشت تمہارے پاس موجود بھی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! اور وہی بازو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اسے تناول فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو گیا۔ آپ بھی اس وقت احرام سے تھے (ابو حازم نے کہا کہ) مجھ سے یہی حدیث زید بن اسلم نے بیان کی' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو قتادہؓ نے۔

ساتھیوں نے امداد سے انکار اس لئے کیا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور احرام کی حالت میں نہ شکار کرنا درست ہے نہ شکار میں مدد کرنا۔ آنحضرت ﷺ نے اس گوشت میں تحفہ کی خود خواہش فرمائی۔ اسی سے مقصد باب حاصل ہوا۔ ابو قتادہ سلمیؓ نے تیر بسم اللہ پڑھ کر چلایا ہو گا۔ پس وہ شکار حلال ہوا۔ دوست احباب میں تحفے تحائف لینے دینے بلکہ بعض دفعہ باہمی طور پر خود فرمائش کر دینے کا

عام دستور ہے' اسی کا جواز یہاں سے ثابت ہوا۔

٤- بَابُ مَنِ اسْتَسْقَى

باب پانی (یا دودھ) مانگنا

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اسْقِنِي)).

اور سہل بن سعد ساعدی نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا "مجھے پانی پلاؤ" (اس سے اپنے ساتھیوں سے پانی مانگنا ثابت ہوا)

تشریح: سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ انصاری ہیں اور ابو عباس ان کی کنیت ہے۔ ان کا نام حزن تھا' لیکن رسول کریم ﷺ نے اس کو سہل سے بدل دیا۔ وفات نبوی کے وقت ان کی عمر پندرہ سال کی تھی' انہوں نے مدینہ میں ۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ سب سے آخری صحابی ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ ان سے ان کے بیٹے عباس اور زہری اور ابو حازم روایت کرتے ہیں۔

٢٥٧١- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو طُوَالَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي دَارِنَا هَذِهِ فَاسْتَسْقَى، فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا، ثُمَّ شُبْتُه مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هَذِهِ، فَأَعْطَيْتُهُ، وَأَبُوبَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تُجَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ. فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ: هَذَا أَبُوبَكْرٍ، فَأَعْطَى الأَعْرَابِيَّ ثُمَّ قَالَ: ((الأَيْمَنُونَ الأَيْمَنُونَ، أَلاَ فَيَمِّنُوا)). قَالَ أَنَسٌ: فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ. ثَلاَثَ مَرَّاتٍ)). [راجع: ٣٢٥٢]

(۲۵۷۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے' کہا کہ مجھ سے ابو طوالہ نے جن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھا' کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم ﷺ ہمارے اسی گھر میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی' اسے ہم نے دوہا۔ پھر میں نے اس میں اسی کنویں کا پانی ملا کر آپ کی خدمت میں (لسی بنا کر) پیش کیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے تھے اور ایک دیہاتی آپ کے دائیں طرف تھا۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو (پیالے میں کچھ دودھ بچ گیا تھا اس لئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن آپ نے اسے دیہاتی کو عطا فرمایا (کیونکہ وہ دائیں طرف تھا) پھر آپ نے فرمایا' دائیں طرف بیٹھنے والے' دائیں طرف بیٹھنے والے ہی حق رکھتے ہیں۔ پس خبردار دائیں طرف ہی سے شروع کیا کرو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی سنت ہے' یہی سنت ہے۔ تین مرتبہ (آپ نے اس بات کو دہرایا)

تشریح: مقصد باب اور خلاصہ حدیث واردہ یہ ہے کہ ہر انسان کے لئے اس کی مجلس زندگی میں دوست احباب کے ساتھ بے تکلفی کے بہت سے مواقع آجاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ اس بارے میں تنگ نظر نہیں ہے' اس نے ایسے مواقع کے لئے ہر ممکن سہولتیں دی ہیں جو معیوب نہیں ہیں۔ مثلاً اپنے دوست احباب سے پانی پلانے کی فرمائش کرنا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لا کر پانی طلب فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی مزاج رسالت کے قدر داں تھے انہوں نے پانی اور دودھ ملا کر لسی بنا کر پیش کر دیا۔ آداب مجلس کا یہاں دوسرا واقعہ وہ پیش آیا جو روایت میں مذکور ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سنت رسول کے اظہار اور اس کی اہمیت بتلانے کے لئے تین بار یہ لفظ دہرائے۔ واقعہ یہی ہے کہ سنت رسول کی بڑی اہمیت ہے خواہ وہ سنت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ فدائیان رسول کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ہر کام میں سنت رسول کو سامنے رکھیں' اسی میں دارین کی بھلائی

ہے۔

٥- بَابُ قَبُولِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ.

وَقَبِلَ النَّبِيُّ ﷺ من أَبِي قَتَادَةَ عَضُدَ الصَّيْدِ

باب شکار کا تحفہ قبول کرنا

اور نبی کریم ﷺ نے شکار کے بازو کا تحفہ ابو قتادہ سے قبول فرمایا تھا (اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا)

٢٥٧٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا، فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِوَرِكِهَا - أَوْ فَخِذَيْهَا قَالَ: ((فَخِذَيْهَا لاَ شَكَّ فِيهِ)) - فَقَبِلَهُ. قُلْتُ: وَأَكَلَ مِنْهُ؟ قَالَ وَأَكَلَ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: قَبِلَهُ)). [طرفاه في: ٥٤٨٩، ٥٥٣٥].

(٢٥٧٢) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ مرالظہران نامی جگہ میں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ لوگ (اس کے پیچھے) دوڑے اور اسے تھکا دیا اور میں نے قریب پہنچ کر اسے پکڑ لیا۔ پھر ابو طلحہؓ کے یہاں لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے پیچھے کا یا دونوں رانوں کا گوشت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ (شعبہ نے بعد میں یقین کے ساتھ) کہا کہ دونوں رانیں انہوں نے بھیجی تھیں' اس میں کوئی شک نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے قبول فرمایا تھا میں نے پوچھا اور اس میں سے آپ نے کچھ تناول بھی فرمایا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں! کچھ تناول بھی فرمایا تھا۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ آپ نے وہ ہدیہ قبول فرمالیا تھا۔

٢٥٧٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، حِمَارًا وَحْشِيًّا - وَهُوَ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ - فَرَدَّ عَلَيْهِ. فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: ((أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلاَّ أَنَّا حُرُمٌ)).

[راجع: ١٨٢٥]

(٢٥٧٣) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا ابن شہاب سے' وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے' وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ صعب بن جثامہؓ سے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گورخر کا تحفہ پیش کیا تھا۔ آپؐ اس وقت مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے (راوی کو شبہ ہے) آپؐ نے ان کا تحفہ واپس کر دیا۔ پھر ان کے چہرے پر (رنج کے آثار) دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ تحفہ صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

تشریح انما قبل الصید من ابی قتادۃ وردہ علی الصعب مع انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الحالین محرما لان المحرم لا یملک الصید ویملک مذبوح الحلال لانہ کقطعۃ لحم لم یبق فی حکم الصید (عینی) آنحضرت ﷺ نے ابو قتادہؓ کا شکار قبول فرمالیا اور صعب بن جثامہؓ کا واپس فرمادیا۔ حالانکہ آپ ہر دو حالتوں میں محرم تھے۔ اس کی وجہ یہ کہ محرم شکار محض کو ملکیت میں نہیں لے

سکتا اور حلال ذبیحہ کو ملکیت میں لے سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ گوشت کے ٹکڑے کی مانند ہے جو شکار کے حکم میں باقی نہیں رہا۔ پس صعب بن جثامہؓ کا پیش کردہ گوشت شکار محض تھا اور آپ محرم تھے لہٰذا آپؐ نے اسے واپس فرما دیا۔ (ﷺ)

٧- بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ

باب ہدیہ کا قبول کرنا

٢٥٧٤- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِهَا - أَوْ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ- مَرْضَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

[أطرافه في: ٢٥٨٠، ٢٥٨١، ٣٧٧٥].

(۲۵۷۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) تحائف بھیجنے کے لئے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اپنے ہدایا سے یا اس خاص دن کے انتظار سے (راوی کو شک ہے) لوگ آنحضرت ﷺ کی خوشی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

خدمت نبوی میں تحفہ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں پیش کرنا ہر دو امور رسول کریم ﷺ کی خوشی کا باعث تھے۔ راوی کے بیان کا یہی مطلب ہے۔

٢٥٧٥- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ - خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ - إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الأَضُبَّ تَقَذُّرًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

(۲۵۷۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جعفر بن ایاس نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کی خالہ ام حفیدؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر' گھی اور گوہ (ساہنہ) کے تحائف بھیجے۔ آنحضرت ﷺ نے پنیر اور گھی میں سے تو تناول فرمایا لیکن گوہ پسند نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (اسی) دسترخوان پر (گوہ (ساہنہ) کو بھی) کھایا گیا اور اگر وہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ کے دسترخوان پر کیوں کھائی جاتی۔

[أطرافه في: ٥٣٨٩، ٥٤٠٢، ٧٣٥٨].

تشریح: آنحضرت ﷺ نے گوہ (ساہنہ) کا ہدیہ قبول تو فرما لیا' مگر خود نہیں کھایا' کیونکہ آپ کو یہ مرغوب نہ تھا۔ ہاں آپ کے دسترخوان پر اسے صحابہ کرامؓ نے کھایا جو اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے مگر طبعی کراہیت سے کوئی اسے نہ کھائے تو وہ گنہگار نہ ہو گا' ہاں اسے حرام کہنا غلط ہے۔

المحدث الکبیر حضرت الاستاذ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وذکر ابن خالویہ ان الضب یعیش سبعمائة سنه وانه لا یشرب الماء ویبول فی کل اربعین یوما قطرة ولا یسقط له سن ویقال بل اسنانه قطعة واحدة وحکی غیرہ ان اکل لحمه یذهب العطش یعنی ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے کہ گوہ (ساہنہ) سات سو سال تک زندہ رہتی ہے اور وہ پانی نہیں پیتی اور چالیس دن میں صرف

ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کے دانت نہیں گرتے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ کی شکل میں ہوتے ہیں اور بعض کا ایسا بھی کہنا ہے کہ اس کا گوشت پیاس کو بجھا دیتا ہے۔

آگے حضرت مولانا فرماتے ہیں وقال النووي اجمع المسلمون علی ان الضب حلال ليس بمكروه یعنی مسلمانوں کا اجماع ہے کہ گوہ (ساہنہ) حلال ہے مکروہ نہیں ہے۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب اسے مکروہ کہتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ قول نصوص صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہے۔ ترمذی کی روایت عن ابن عمر میں صاف موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا آكله ولا احرمه نہ میں اسے کھاتا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ اس حدیث کے ذیل حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ وقد اختلف اهل العلم في اكل الضب فرخص فيه بعض اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم وكرهه بعضهم ويروى عن ابن عباس انه قال اكل الضب على مائدة رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم تقذرا یعنی گوہ (ساہنہ) کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ پس اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے بعض نے اس کے لئے رخصت دی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے اہل علم نے بھی اور بعض نے اسے مکروہ کہا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے دسترخوان پر گوہ (ساہنہ) کا گوشت کھایا گیا۔ مگر آپ نے طبعی کراہیت کی بنا پر نہیں کھایا۔

حضرت مولانا مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں۔ وهو قول الجمهور وهو الراجح المعول عليه یعنی جمہور کا قول حلت ہی کے لئے ہے اور یہی قول راجح ہے جس پر فتویٰ دیا گیا ہے اور اس مسلک پر حضرت مولانا مرحوم نے آٹھ احادیث و آثار نقل فرمائے ہیں اور مکروہ کہنے والوں کے دلائل پر بطریق احسن تبصرہ فرمایا ہے۔ تفصیل کیلئے تحفۃ الاحوذی جلد: ۳/ ص: ۴۳، ۴۷ کا مطالعہ کیا جانا ضروری ہے۔

۲۵۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: ((أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟)) فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لأَصْحَابِهِ: ((كُلُوا))، وَلَمْ يَأْكُلْ. وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ ﷺ، فَأَكَلَ مَعَهُمْ)).

(۲۵۷۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا انہوں نے محمد بن زیاد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپؐ دریافت فرماتے یہ تحفہ ہے یا صدقہ ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپؐ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ' آپ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپؐ خود بھی ہاتھ بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ اسے کھاتے۔

صدقے کو اس لئے نہ کھاتے کہ یہ آپ کے لئے اور آپ کی آل کے لئے حلال نہیں اور اس میں بہت سے مصالح آپؐ کے پیش نظر تھے جن کی بنا پر آپؐ نے اموال صدقات کو اپنے اور اپنی آل کے لئے کھانا ناجائز قرار دیا۔

۲۵۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: تُصُدِّقَ عَلَى

(۲۵۷۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے بطور صدقہ کے دیا

بَرِيْرَةَ، قَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ١٤٩٥]

ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لئے (جب ان کے یہاں سے پہنچا تو) ہدیہ ہے۔

محتاج مسکین جب صدقہ یا زکوٰۃ کا مالک بن چکا تو اب وہ مختار ہے جسے چاہے کھلائے جس کو چاہے دے۔ امیر یا غریب کو اس کا تحفہ قبول کرنا جائز ہوگا۔

٢٥٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ، وَأَنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلاَءَهَا، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ، فَقِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَذَا تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). وَخُيِّرَتْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ؟ قَالَ شُعْبَةُ: سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَنْ زَوْجِهَا، قَالَ: لاَ أَدْرِي أَحُرٌّ أَمْ عَبْدٌ)).

[راجع: ٤٥٦]

(۲۵۷۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا عبدالرحمٰن بن قاسم سے' شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن سے سنی تھی اور انہوں نے قاسم سے روایت کی' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے بریرہؓ کو (آزاد کرنے کیلئے) خریدنا چاہا۔ لیکن ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط اپنے لئے لگائی۔ جب اس کا ذکر رسول کریم ﷺ سے ہوا' تو آپؐ نے فرمایا' تو انہیں خرید کر آزاد کر دے' ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ اور بریرہؓ کے یہاں (صدقہ کا) گوشت آیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اچھا یہ وہی ہے جو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے۔ یہ ان کیلئے تو صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے (چونکہ ان کے گھر سے بطور ہدیہ ملا ہے) ہدیہ ہے اور (آزادی کے بعد بریرہ کو) اختیار دیا گیا تھا (کہ اگر چاہیں تو اپنے نکاح کو فسخ کر سکتی ہیں) عبدالرحمٰن نے پوچھا بریرہؓ کے خاوند (حضرت مغیثؓ) غلام تھے یا آزاد؟ شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن سے ان کے خاوند کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں وہ غلام تھے یا آزاد۔

٢٥٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَتْ: لاَ، إِلاَّ شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ

(۲۵۷۹) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو خالد بن عبداللہ نے خبر دی' انہیں خالد حذاء نے حفصہ بنت سیرین سے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا' کیا کوئی چیز (کھانے کی) تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا کہ ام عطیہؓ کے یہاں جو آپ نے صدقہ کی بکری بھیجی تھی' اس کا گوشت انہوں نے بھیجا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ: ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)). [راجع: ١٤٤٦]

وہ اپنی جگہ پہنچ چکی۔

یعنی اس کا کھانا اب ہمارے لئے جائز ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ صدقہ زکوۃ وغیرہ جب کسی مستحق شخص کو دے دیا جائے' تو وہ اب جس طرح چاہے اسے استعمال کر سکتا ہے۔ وہ چاہے کسی امیر غریب کو کھلا بھی سکتا ہے۔ بطور تحفہ بھی دے سکتا ہے۔ اب وہ اس کا ذاتی مال ہو گیا' وہ اس کا مالک بن گیا۔ اس کو خرچ کرنے میں اتنی ہی آزادی ہے جتنی کہ مالک کو ہوتی ہے۔ غریب آدمی کی دلجوئی کے لئے اس کا ہدیہ قبول کر لینا اور بھی موجب ثواب ہے۔

٨- بَابُ مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ وَتَحَرَّى بَعْضَ نِسَائِهِ دُوْنَ بَعْضٍ

باب اپنے کسی دوست کو خاص اس دن تحفہ بھیجنا جب وہ اپنی ایک خاص بیوی کے پاس ہو

٢٥٨٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يومِي. وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّ صَوَاحِبِي اجْتَمَعْنَ، فَذَكَرَتْ لَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا)). [راجع: ٢٥٧٤]

(٢٥٨٠) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ہشام سے' ان سے ان کے والد نے' ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگ تحائف بھیجنے کے لئے میری باری کا انتظار کیا کرتے تھے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میری سوکنیں (امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن) جمع تھیں اس وقت انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ (بطور شکایت لوگوں کی اس روش کا) ذکر کیا۔ تو آپ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

اس لئے کہ صحابہ ؓ اپنی مرضی کے مختار تھے' آپ ؐ کے مزاج شناس تھے' وہ از خود ایسا کرتے تھے پھر انہیں روکا کیونکر جا سکتا تھا۔

٢٥٨١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ: فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ، وَالْحِزْبُ الآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَائِشَةَ، فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَخَّرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ

(٢٥٨١) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس نے' ان سے سلیمان نے ہشام بن عروہ سے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی دو ٹکڑیاں تھیں۔ ایک میں عائشہ' حفصہ' صفیہ اور سودہ اور دوسری میں ام سلمہ اور بقیہ تمام ازواج مطہرات تھیں۔ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائشہ ؓ کے ساتھ محبت کا علم تھا' اس لئے جب کسی کے پاس کوئی تحفہ ہوتا اور وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تو انتظار کرتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائشہ ؓ کے گھر کی باری ہوتی تو تحفہ دینے والے صاحب اپنا تحفہ آپ ؐ کی خدمت میں بھیجتے۔ اس پر ام سلمہ ؓ کی جماعت کی ازواج مطہرات نے آپس میں مشورہ کیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ. فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِي رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ نِسَائِهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: فَكَلِّمِيهِ، قَالَتْ: فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا. فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا. فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِيهِ حَتَّى يُكَلِّمَكِ. فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا: ((لاَ تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلاَّ عَائِشَةَ)). قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى اللهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ. ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ. فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ: ((يَا بُنَيَّةُ، أَلاَ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟)) قَالَتْ: بَلَى. فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ، فَقُلْنَ ارْجِعِي إِلَيْهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ. فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا، حَتَّى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيَنْظُرُ إِلَى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ، قَالَ: فَتَكَلَّمَتْ

سے بات کریں تاکہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جسے آپؐ کے یہاں تحفہ بھیجنا ہو وہ جہاں بھی آپؐ ہوں وہیں بھیجا کرے۔ چنانچہ ان ازواج کے مشورہ کے مطابق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا لیکن آپؐ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ان خواتین نے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا کہ مجھے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے کہا کہ پھر ایک مرتبہ کہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر جب آپ کی باری آئی تو دوبارہ انہوں نے آپؐ سے عرض کیا۔ اس مرتبہ بھی آپؐ نے جواب نہیں دیا۔ جب ازواج نے پوچھا تو انہوں نے پھر وہی بتایا کہ آپؐ نے مجھے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ ازواج نے اس مرتبہ ان سے کہا کہ آپؐ کو اس مسئلہ پر بلواؤ تو سہی۔ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے پھر کہا۔ آپؐ نے اس مرتبہ فرمایا۔ عائشہؓ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا اپنی بیویوں میں سے کسی کے کپڑے میں بھی مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپؐ کے اس ارشاد پر انہوں نے عرض کیا' آپ کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر ان ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ کہلوایا کہ آپ کی ازواج ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں اللہ کیلئے آپ سے انصاف چاہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپؐ سے بات چیت کی۔ آپؐ نے فرمایا' میری بیٹی! کیا تم وہ پسند نہیں کرتی جو میں پسند کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں' اس کے بعد وہ واپس آگئیں اور ازواج کو اطلاع دی۔ انہوں نے ان سے پھر دوبارہ خدمت نبوی میں جانے کیلئے کہا۔ لیکن آپ نے دوبارہ جانے سے انکار کیا تو انہوں نے زینب بنت جحشؓ کو بھیجا۔ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے سخت گفتگو کی اور کہا کہ آپ کی ازواج ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے خدا کے لئے انصاف مانگتی ہیں اور ان کی آواز اونچی ہو گئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے (ان کے منہ پر) انہیں بھی برا بھلا کہا۔ رسول

عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلَى زَيْنَبَ حَتّٰى أَسْكَتَتْهَا. قَالَتْ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى عَائِشَةَ وَقَالَ: ((إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ)). قَالَ الْبُخَارِيُّ: الْكَلَامُ الأَخِيرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ يُذْكَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. وَقَالَ أَبُو مَرْوَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ : ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ)). وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ: ((قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَتْ فَاطِمَةُ)).

اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کچھ بولتی ہیں یا نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بول پڑیں اور زینب رضی اللہ عنہا کی باتوں کا جواب دینے لگیں اور آخر انہیں خاموش کر دیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابوبکر کی بیٹی ہے امام بخاریؒ نے کہا کہ آخر کلام فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے متعلق ہشام بن عروہ نے ایک اور شخص سے بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے زہری سے روایت کی اور انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے اور ابو مروان نے بیان کیا ہشام سے اور انہوں نے عروہ سے کہ لوگ تحائف بھیجنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے اور ہشام کی ایک روایت قریش کے ایک صاحب اور ایک دوسرے صاحب سے جو غلاموں میں سے تھے، بھی ہے۔ وہ زہری سے نقل کرتے ہیں اور وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب فاطمہؓ نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو میں اس وقت آپؐ ہی کی خدمت میں موجود تھی۔

تشریح ہوا یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بعض بیویاں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں جمع ہوئیں اور یہ کہا کہ تم آنحضرت ﷺ سے عرض کرو کہ آپ اپنے صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہدیے اور تحائف بھیجنے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ آنحضرت ﷺ فلاں بیوی کے گھر تشریف لے جائیں تو ہم تحائف بھیجیں، بلکہ بلا قید آپ کسی بیوی کے پاس ہوں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کے معروضہ پر کچھ التفات نہیں فرمایا۔ وجہ التفات نہ فرمانے کی یہ تھی کہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی درخواست معقول نہ تھی۔ تحفہ بھیجنے والے کی مرضی جب چاہے بھیجے، اس کو جبراً کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا کہ فلاں وقت بھیجے فلاں وقت نہ بھیجے۔ اس طویل حدیث میں اسی واقعہ کی تفصیل مذکور ہے اور حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

جہاں تک بیویوں کے حقوق واجبہ کا تعلق تھا آنحضرت ﷺ نے سب کے لئے ایک ایک رات کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی اور اسی کے مطابق عمل درآمد ہو رہا تھا۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کچھ خصوصی اوصاف حسنہ تھے اور آپ انہی کی وجہ سے ان سے زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے تحائف بھیجنے والے بعض صحابہؓ نے یہ سوچا کہ جب حضور ﷺ عائشہؓ کی باری میں ان کے ہاں آیا کریں اس وقت ہدیہ تحفہ بھیجا کریں گے۔ اس پر دوسری ازواج مطہرات نے آپؐ کی خدمت میں درخواست کی کہ صحابہؓ کو اس خصوصیت سے روک دیں۔ مطالبہ درست نہ تھا لہٰذا آپؐ نے اس پر کوئی توجہ نہ فرمائی حتیٰ کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو درمیان میں لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی! کیا تم ان کو دوست نہیں رکھتی جن کو میں دوست رکھتا ہوں۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہاں حضور بے شک میں بھی جسے آپ دوست رکھتے ہیں اس کو دوست رکھتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ ہمیشہ حضرت عائشہؓ کو دوست رکھتی رہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مناقب عائشہؓ میں فرماتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ دنیا و آخرت میں رسول کریم ﷺ کی بیوی ہیں۔ خدا کی پھٹکار ہو ان بد زبان بے لگام نالائق لوگوں پر جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان

والا شان میں زبان درازی کریں۔ ہداہم اللہ الی صراط مستقیم' آمین۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں زیادہ علم و فضل رکھتے تھے ویسے ہی ان کی صاحبزادی بھی عورتوں میں عالمہ اور فاضلہ اور مقررہ تھیں۔ ہزاروں اشعار ان کو برزبان یاد تھے۔ فصاحت اور بلاغت میں کوئی ان کا مثیل نہ تھا وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اور سب سے بڑی فضیلت یہ کہ سرکار رسالت نے ان کو بہت سی خصوصیات کی بنا پر اپنی خاص رفیقہ حیات قرار دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا خاص اکرام کیا۔ وکفی بہ فضلا

حضرت امام بخاریؒ اس طویل حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ باب کا مضمون اس سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی خاص دوست کو تحفے تحائف اس کی خاص بیوی کی باری میں پیش کر سکتا ہے۔

الحمدللہ اپریل ۱۹۷۰ھ کی پانچ تاریخ تک کعبہ شریف مکۃ المکرمہ میں یہ پارہ اس حدیث تک پڑھا گیا اور احادیث نبویہ کے لفظ لفظ پر غور و فکر کر کے اللہ سے کعبہ میں دعا کی گئی کہ وہ مجھے اس کے سمجھنے اور تحقیق حق کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ و مختصر جامع شرح لکھنے کی توفیق عطا کرے اور اس باقیات الصالحات کا ثواب عظیم میرے مرحوم بھائی حاجی محمد علی عرف بلاری پیارو قریشی بنگلور کے حق میں بھی قبول کرے جن کی طرف سے حج بدل کرنے کے سلسلے میں مجھ کو زیارت حرمین شریفین کی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ ﴿ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ﴾

۹- بَابُ لاَ مَا يُرَدُّ مِنَ الْـهَدِيَّةِ

باب جو تحفہ واپس نہ کیا جانا چاہیئے

شاید حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تحفہ کی تین چیزیں نہ پھیری جائیں۔ تکیہ' تیل اور دودھ۔ ترمذی نے کہا تیل سے خوشبو مراد ہے۔ دوسری حدیث ابو ہریرہ میں بھی یہی ہے کہ خوشبو کو نہ رد کیا جائے۔ فدائیان سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

۲۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِي طِيْبًا، قَالَ: كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لاَ يَرُدُّ الطِّيْبَ. قَالَ: وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيْبَ)). [طرفه في: ۵۹۲۹].

(۲۵۸۲) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عزرہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا' عزرہ نے کہا کہ میں ثمامہ بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے خوشبو عنایت فرمائی اور بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو واپسی نہیں کرتے تھے۔ ثمامہؒ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کا گمان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

۱۰- بَابُ مَنْ رَأَى الْـهِبَةَ الغَائِبَةَ جَائِزَةً

باب جن کے نزدیک غائب چیز کا ہبہ کرنا درست ہے

یعنی جو چیز ہبہ کے وقت حاضر نہ ہو' باب کی حدیث سے یہ مطلب اس طرح سے نکالا کہ قیدی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

حاضر نہ تھے۔ مگر آپ نے ہوازن فتح کرنے والوں کو ہبہ کر دیئے۔ بعضوں نے کہا ہبہ غائب سے مراد یہ ہے کہ موہوب لہ غائب ہو جیسے ہوازن کے لوگ اس وقت حاضر نہ تھے لیکن آپ نے ان کے قیدی ان کو ہبہ کر دیئے۔

٢٥٨٣، ٢٥٨٤- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَاؤُونَا تَائِبِيْنَ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا)). فَقَالَ النَّاسُ : طَيَّبْنَا لَكَ)). [راجع: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

(٢٥٨٣'٨٤) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' ان سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا ابن شہاب سے' ان سے عروہ نے ذکر کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم نے انہیں خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور اللہ کی شان کے مطابق ثناء کے بعد آپ نے فرمایا امابعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے (قیدیوں کو) واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے اور جو یہ چاہے کہ انہیں ان کا حصہ ملے (تو وہ بھی واپس کر دے) اور ہمیں اللہ تعالیٰ (اس کے بعد) سب سے پہلی جو غنیمت دے گا' اس میں سے ہم اسے معاوضہ دیدیں گے۔ لوگوں نے کہا ہم آپ اپنی خوشی سے (ان کے قیدی واپس کر کے) آپ کا ارشاد تسلیم کرتے ہیں۔

تشریح مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے' زہری و قریشی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ ہجرت نبوی کے دو سال بعد مکہ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ذی الحجہ ٨ھ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ وفات نبوی کے وقت ان کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حدیث کی سماعت کی اور ان کو یاد رکھا۔ بڑے فقیہ اور صاحب فضل اور دیندار تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ بعد شہادت مکہ میں منتقل ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ انہوں نے یزید کی بیعت کو پسند نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی مکہ ہی میں رہے جب تک کہ یزید نے لشکر بھیجا اور مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ ہی میں موجود تھے۔ چنانچہ اس محاصرہ میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی منجنیق سے پھینکا ہوا ایک پتھر لگا۔ یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اس پتھر سے ان کی شہادت واقع ہوئی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ٦٤ھ کی چاند رات کو ہوا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

١١- بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ

باب ہبہ کا معاوضہ (بدلہ) ادا کرنا

٢٥٨٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا)). لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَمُحَاضِرٌ: ((عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ

(٢٥٨٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرمالیا کرتے۔ لیکن اس کا بدلہ بھی دیدیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو وکیع اور محاضر نے بھی روایت کیا' مگر انہوں نے اس کو ہشام سے' انہوں نے اپنے باپ

عَنْ عَائِشَةَ)). سے انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے کے الفاظ نہیں کہے۔

تشریح: حدیث کے آخر میں راوی کے الفاظ لم یذکر وکیع و محاضر عن هشام عن ابیه عن عائشة کا مطلب یہ کہ وکیع اور محاضر ہر دو راویوں نے اس حدیث کو ہشام سے' انہوں نے اپنے باپ سے' انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے وصل نہیں کیا' بلکہ مرسلاً ہشام سے روایت کیا۔ ترمذی اور بزار نے کہا اس حدیث کو صرف عیسیٰ بن یونس نے وصل کیا۔ حافظ نے کہا وکیع کی روایت کو تو ابن ابی شیبہ نے نکالا' اور محاضر کی روایت مجھ کو نہیں ملی۔ بعضے مالکیہ نے اس حدیث سے ہبہ کا بدلہ کرنا واجب رکھا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں مستحب ہے۔ قسطلانی نے کہا ہبہ بالمعاوضہ اگر معین اور معلوم معاوضہ کے بدل ہو تو بیع کی طرح درست ہو گا اور اگر معاوضہ مجہول ہو تو ہبہ صحیح نہ ہو گا۔

١٢- بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ

باب اپنے لڑکے کو کچھ ہبہ کرنا

وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الآخَرَ مِثْلَهُ، وَلاَ يُشْهَدُ عَلَيْهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ)). وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ؟ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ يَتَعَدَّي)).
وَاشْتَرَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ((اصْنَعْ بِهِ مَاشِئْتَ))

اور اپنے بعض لڑکوں کو اگر کوئی چیز ہبہ میں دی تو جب تک انصاف کے ساتھ تمام لڑکوں کو برابر نہ دے' یہ ہبہ جائز نہیں ہو گا اور ایسے ظلم کے ہبہ پر گواہ ہونا بھی درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عطایا کے سلسلہ میں اپنی اولاد کے درمیان انصاف کیا کرو' اور کیا باپ اپنا عطیہ واپس بھی لے سکتا ہے ؟ اور باپ اپنے لڑکے کے مال میں سے دستور کے مطابق جبکہ ظلم کا ارادہ نہ ہو لے سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عمر ؓ سے ایک اونٹ خریدا' اور پھر اسے آپ نے عبداللہ بن عمر ؓ کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس کا جو چاہے کر۔

تشریح: اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ ہبہ میں رجوع جائز نہیں۔ مگر باپ جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے' اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے۔ کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے عطیہ یا ہبہ میں رجوع کرے مگر والد جو اپنی اولاد کو دے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک قرابت دار مانع رجوع ہبہ ہے۔

٢٥٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلاَمًا. فَقَالَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟)) قَالَ: لاَ، قَالَ: ((فَارْجِعْهُ)).

(٢٥٨٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابن شہاب سے' وہ حمید بن عبدالرحمٰن اور محمد بن نعمان بن بشیر سے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ ؐ نے دریافت فرمایا' کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' تو آپ نے فرمایا کہ پھر (ان سے بھی) واپس لے لے۔

[طرفاه في: ٢٥٨٧، ٢٦٥٠].

تشریح معلوم ہوا کہ اولاد کے لئے ہبہ یا عطیہ کے سلسلے میں انصاف ضروری ہے جو دیا جائے سب کو برابر برابر دیا جائے' ورنہ ظلم ہو گا۔ والد کے لئے ثابت ہوا کہ وہ اولاد سے اپنا عطیہ واپس بھی لے سکتا ہے اور اولاد کے مال میں سے ضرورت کے وقت دستور کے موافق کھا بھی سکتا ہے۔ ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے۔ آپ نے فرمایا' میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے کہ اولاد میں عدل کرنا واجب ہے اور ایک کو دوسرے سے زیادہ دینا حرام ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ نعمان کے باپ نے اس کو باغ دیا تھا اور اکثر روایتوں میں غلام مذکور ہے۔ حافظ نے کہا' طاؤس اور ثوری اور اسحاق بھی امام احمد کے ساتھ متفق ہیں۔ بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسا ہبہ ہی باطل ہے اور امام احمد صحیح کہتے ہیں پر رجوع واجب جانتے ہیں اور جمہور کا قول یہ ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں عدل اور انصاف کرنا مستحب ہے۔ اگر کسی اولاد کو زیادہ دے تو ہبہ صحیح ہو گا لیکن مکروہ ہو گا' حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں (وحیدی)

حافظ ابن حجر نے یہاں عمل الخلیفتین کو نقل کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں مساوات کا حکم استحباب کے لئے ہے۔ مؤطا میں سند صحیح کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض وفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا' انی کنت نحلت نحلا فلو کنت اخترتیه لکان لک وانما هو الیوم للوارث یعنی میں نے تجھ کو کچھ بطور بخشش دینا چاہا تھا' اگر تم اس کو قبول کر لیتیں تو وہ تمہارا ہو جاتا اور اب تو وہ وارثوں ہی میں تقسیم ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ طحاوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عاصم کو کچھ بطور بخشش دیا تھا۔ مانعین نے ان کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخین کے ان اقدامات پر ان کے دیگر بچے سب راضی تھے۔ اس صورت میں جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ بہرحال بہتر و اولیٰ مساوات ہی ہے۔

١٣- بَابُ الإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ

٢٥٨٧- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: ((سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ، لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ إِبْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: ((أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ ((فَاتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ)). قَالَ: فَرَجَعَ، فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ)). [راجع: ٢٥٨٦]

باب ہبہ کے اوپر گواہ کرنا

(٢٥٨٧) ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا حصین سے' وہ عامر سے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا' تو عمرہ بنت رواحہؓ (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنا لوں' آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں' اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔

اس واقعہ سے ہبہ کے اوپر گواہ کرنا ثابت ہوا۔ نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ پر گواہ بنانا چاہا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

١٤- بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

باب خاوند کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے خاوند کو کچھ ہبہ کر دینا

قَالَ إِبْرَاهِيمُ : جَائِزَةٌ. قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لاَ يَرْجِعَانِ . وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)). وَقَالَ الزُّهْرِيُّ - فِيْمَنْ قَالَ لاِمْرَأَتِهِ - هَبِي لِي بَعْضَ صَدَاقِكِ أَوْ كُلَّهِ. ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ إِلاَّ يَسِيْرًا حَتَّى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيْهِ - قَالَ: يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ خَلَبَهَا، وَإِنْ كَانَتْ أَعْطَتْهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ خَدِيْعَةٌ جَازَ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا﴾ [النساء : ٤].

ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ دونوں اپنا ہبہ واپس نہیں لے سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے مرض کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنے کی اپنی دوسری بیویوں سے اجازت مانگی تھی (اور ازواج مطہرات نے اپنی اپنی باری ہبہ کر دی تھی) اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ اپنا ہبہ واپس لینے والا شخص اس کتے کی طرح ہے جو اپنی ہی قے چاٹتا ہے۔ زہری نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنا کچھ مہر یا سارا مہر مجھے ہبہ کر دے۔ (اور اس نے کر دیا) اس کے تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور بیوی نے (اپنے مہر کا ہبہ) واپس مانگا تو زہری نے کہا کہ اگر شوہر نے محض دھوکہ کے لئے ایسا کیا تھا تو اسے مہر واپس کرنا ہو گا۔ لیکن اگر بیوی نے اپنی خوشی سے مہر ہبہ کیا' اور شوہر نے بھی کسی قسم کا دھوکہ اس سلسلے میں اسے نہیں دیا' تو یہ صورت جائز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اگر تمہاری بیویاں دل سے اور خوش ہو کر تمہیں اپنے مہر کا کچھ حصہ دے دیں (تو لے سکتے ہو)

یعنی اگر خاوند بیوی کو ہبہ کرے یا بیوی خاوند کو دونوں صورتوں میں ہبہ نافذ ہو گا اور رجوع جائز نہیں۔ ابراہیم نخعی اور عمر بن عبدالعزیز ان ہر دو کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ دوسری ازواج مطہرات نے اپنی اپنی باری کا حق آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا۔

٢٥٨٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: ((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلاَهُ الأَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ :

(٢٥٨٨) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' جب رسول کریم ﷺ کی بیماری بڑھی اور تکلیف شدید ہو گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت چاہی اور آپ کو بیویوں نے اجازت دے دی تو آپ اس طرح تشریف لائے کہ دونوں قدم زمین پر رگڑ کھا رہے تھے۔ آپ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان تھے۔ عبیداللہ نے بیان

فَذَكَرْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقَالَ لِيْ: وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ : هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)). [راجع: ١٩٨]

کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن کا نام نہیں لیا' جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مرض الوفات تھا۔ آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔ اس موقع پر جملہ ازواج مطہرات نے اپنی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔

٢٥٨٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)).

(٢٥٨٩) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

[أطرافه في : ٢٦٢١، ٢٦٢٢، ٦٩٧٥].

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے اور ہبہ میں رجوع ناجائز رکھا ہے۔ صرف باپ کو اس ہبہ میں رجوع جائز رکھا ہے جو وہ اپنی اولاد کو کرے۔ بدلیل دوسری حدیث کے جو اوپر گزر چکی اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اگر اجنبی شخص کو کچھ ہبہ کرے تو اس میں رجوع جائز رکھا ہے جب تک وہ شے موہوب اپنے حال پر باقی ہو اور اس کا عوض نہ ملا ہو۔

١٥- بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا، وَعِتْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ، فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيْهَةً

باب اگر عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کو کچھ ہبہ کرے یا غلام لونڈی آزاد کرے اور ہبہ کے وقت اس کا خاوند موجود ہو' تو ہبہ جائز ہے

فَإِذَا كَانَتْ سَفِيْهَةً لَمْ يَجُزْ.قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلاَ تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾ [النساء: ٥]

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عورت بے عقل نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ بے عقل ہو گی تو جائز نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دو"۔

اگر اس عورت کا خاوند ہبہ کے وقت موجود نہ ہو' مر گیا ہو یا عورت نے نکاح ہی نہ کیا ہو تب تو بالاتفاق ہبہ درست ہے' عورت اگر دیوانی ہے تو ہبہ جائز نہ ہو گا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کا ہبہ جب اس کا خاوند موجود ہو بغیر خاوند کی اجازت کے صحیح نہ ہو گا گو وہ عقل والی ہو۔ مگر تہائی مال تک نافذ ہو گا وصیت کی طرح۔

٢٥٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

(٢٥٩٠) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے' ان سے عباد بن عبداللہ نے اور ان سے اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لِيْ مَالٌ إِلاَّ مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَأَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: ((تَصَدَّقِيْ، وَلاَ تُوعِيْ فَيُوعَى عَلَيْكِ)).
[راجع: ١٤٣٤]

میرے پاس صرف وہی مال ہے جو (میرے شوہر) زبیر نے میرے پاس رکھا ہوا ہے تو کیا میں اس میں سے صدقہ کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا' صدقہ کرو' جوڑ کے نہ رکھو' کہیں تم سے بھی۔ (اللہ کی طرف سے نہ) روک لیا جائے۔

٢٥٩١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَنْفِقِيْ، وَلاَ تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ، وَلاَ تُوعِيْ فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ)). [راجع: ١٤٣٤]

(۲۵۹۱) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خرچ کیا کر' گنانہ کر' تاکہ تمہیں بھی گن کے نہ ملے۔ اور جوڑ کے نہ رکھو' تاکہ تم سے بھی اللہ تعالیٰ (اپنی نعمتوں کو) نہ چھپالے۔

یعنی اللہ پاک بھی تیرے اوپر کشائش نہیں کرے گا اور زیادہ روزی نہیں دے گا۔ اگر خیرات کرے گی' صدقہ دے گی تو اللہ پاک اور زیادہ دے گا۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ خاوند والی عورت کا ہبہ صحیح ہے۔ کیونکہ ہبہ اور صدقے کا ایک ہی حکم ہے۔

٢٥٩٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي؟ قَالَ: ((أَوَفَعَلْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لأَجْرِكِ)). وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ: ((إِنَّ مَيْمُونَةَ أَعْتَقَتْ . .)) [طرفه في: ٢٥٩٤].

(۲۵۹۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' ان سے لیث نے' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے بکیر نے' ان سے ابن عباس کے غلام کریب نے اور انہیں (ام المؤمنین) حضرت میمونہ بنت حارثؓ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک لونڈی نبی کریم ﷺ سے اجازت لئے بغیر آزاد کر دی۔ پھر جس دن نبی کریم ﷺ کی باری آپ کے گھر آنے کی تھی' انہوں نے خدمت نبوی میں عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم بھی ہوا' میں نے ایک لونڈی آزاد کر دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا' اچھا تم نے آزاد کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر اس کے بجائے تم نے اپنے ننھیال والوں کو دی ہوتی تو تمہیں اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا۔ اس حدیث کو بکیر بن مضر نے عمرو بن حارث سے' انہوں نے بکیر سے' انہوں نے کریب سے روایت کیا کہ میمونہؓ نے اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ اخیر تک۔

٢٥٩٣- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ

(۲۵۹۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی زہری سے' وہ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

[أطرافه في: ٢٦٣٧، ٢٦٦١، ٢٦٨٨، ٢٨٧٩، ٤٠٢٥، ٤١٤١، ٤٦٩٠، ٤٧٤٩، ٤٧٥٠، ٤٧٥٧، ٥٢١٢، ٦٦٦٢، ٦٦٧٩، ٧٣٦٩، ٧٣٧٠، ٧٥٠٠، ٧٥٤٥].

عروہ سے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ اندازی کرتے اور جن کا حصہ نکل آتا انہیں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اپنی تمام ازواج کے لئے ایک ایک دن اور رات کی باری مقرر کردی تھی' البتہ (آخر میں) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما نے اپنی باری عائشہؓ کو دے دی تھی' اس سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی رضا حاصل کرنی تھی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی کافی تھی' اور ان کو رسول کریم ﷺ کی خوشنودی بھی مقصود تھی' اس لئے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی' مقصد باب یہ کہ اس قسم کا ہبہ جو باہمی رضامندی سے ہو جائز و درست ہے۔

١٦- بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ؟

باب ہدیہ کا اولین حقدار کون ہے؟

٢٥٩٤- وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا، فَقَالَ لَهَا: ((وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لأَجْرِكِ)). [راجع: ٢٥٩٢]

(٢٥٩٤) اور بکر بن مضر نے عمرو بن حارث سے' انہوں نے بکیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ کے غلام کریب سے (بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی آزاد کی تو رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے ننھیال والوں کو دی جاتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

معلوم ہوا کہ تحائف کے اولین حقدار عزیز و اقرباء اور رشتہ دار ہیں۔

٢٥٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)).

[راجع: ٢٢٥٩]

(٢٥٩٥) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ابو عمران جونی سے' ان سے بنو تیم بن مرہ کے ایک صاحب طلحہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم! میری دو پڑوسی ہیں' تو مجھے کس کے گھر ہدیہ بھیجنا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تم سے قریب ہو۔

یہ اشارہ اس طرف ہے کہ رشتہ داروں کے بعد اس پڑوس کا حق ہے جس کا دروازہ زیادہ قریب ہے۔ فرمایا کہ آپس میں تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھے گی۔

١٧- بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: ((كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَدِيَّةً، وَالْيَومَ رِشْوَةً)).

٢٥٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - يُخْبِرُ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالأَبْوَاءِ - أَوْ بِوَدَّانَ - وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ، قَالَ صَعْبٌ: فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِي رَدَّهُ هَدِيَّتِي قَالَ: ((لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ، وَلَكِنَّا حُرُمٌ)).

[راجع: ١٨٢٥]

باب جس نے کسی عذر سے ہدیہ قبول نہیں کیا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ ہدیہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہدیہ تھا' لیکن آج کل تو رشوت ہے۔

(۲۵۹٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ ان کا بیان تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گور خر ہدیہ کیا تھا۔ آپ اس وقت مقام ابواء یا ودان میں تھے اور محرم تھے۔ آپ نے وہ گور خر واپس کر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد جب آپ نے میرے چہرے پر (ناراضی کا اثر) ہدیہ کی واپسی کی وجہ سے دیکھا' تو فرمایا کہ ہدیہ واپس کرنا مناسب تو نہ تھا' لیکن بات یہ ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

گویا کسی وجہ کی بنا پر ہدیہ واپس بھی کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وجہ معقول اور شرعی ہو۔ وہ ہدیہ بھی ناجائز ہے جو کسی ناجائز مقصد کے حصول کے لئے بطور رشوت پیش کیا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ارشاد کا یہی مقصد ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ فان کان لمعصیة فلا یحل وهو الرشوة وان کان لطاعت فیستحب وان کان لجائز فجائز ان کا مطلب بھی وہی ہے جو مذکور ہوا کہ رشوت کسی گناہ کے لئے ہو تو وہ حلال نہیں ہے اور اگر جائز کام کے لئے ہے تو وہ مستحب ہے۔

٢٥٩٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ : هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ

(۲۵۹۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا زہری سے' وہ عروہ بن زبیر سے' وہ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہ قبیلہ ازد کے ایک صحابی کو جنہیں ابن اتبیہ کہتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وصول کرنے کے لئے عامل بنایا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو کہا کہ یہ تم لوگوں کا ہے (یعنی بیت المال کا) اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے والد یا اپنی والدہ

لِي. قَالَ: ((فَهَلاَّ جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيْهِ - أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ - فَيَنْظُرُ يُهْدَى لَهُ أَمْ لاَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلاَّ جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْبَقَرَةٌ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ - ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ - اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ. ثَلاَثًا)). [راجع: ۹۲۵]

کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ دیکھتا وہاں بھی انہیں ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس (مال زکوٰۃ) میں سے اگر کوئی شخص کچھ بھی (ناجائز) لے لے گا تو قیامت کے دن اسے وہ اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر اونٹ ہے تو وہ اپنی آواز نکالتا ہو آئے گا' گائے ہے تو وہ اپنی اور اگر بکری ہے تو وہ اپنی آواز نکالتی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی بھی دیکھ لی (اور فرمایا) اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ تین مرتبہ (آپؐ نے یہی فرمایا)

اس سے ناجائز ہدیہ کی مذمت ثابت ہوئی۔ حاکم عامل جو لوگوں سے ڈالیاں وصول کرتے ہیں وہ بھی رشوت میں داخل ہیں۔ ایسے ناجائز مال حاصل کرنے والوں کو قیامت کے دن ایسے عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

١٨- بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ

باب اگر ہبہ یا ہبہ کا وعدہ کر کے کوئی مر جائے اور وہ چیز موہوب لہ (جس کو ہبہ کی گئی اس) کو نہ پہنچی ہو۔

وَقَالَ عُبَيْدَةُ: إِنْ مَاتَا وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدَى لَهُ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِي أَهْدَى. وَقَالَ الْحَسَنُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدَى لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ.

اور عبیدہ بن عمر سلمانی نے کہا اگر ہبہ کرنے والا مر جائے اور موہوب پر موہوب لہ کا قبضہ ہو گیا' وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو وہ موہوب لہ کے وارثوں کا ہو گا اور اگر موہوب لہ کا قبضہ ہونے سے پیشتر واہب مر جائے تو وہ واہب کے وارثوں کو ملے گا۔ اور امام حسن بصری نے کہا کہ فریقین میں سے خواہ کسی کا بھی پہلے انتقال ہو جائے' ہبہ موہوب لہ کے ورثاء کو ملے گا۔ جب موہوب لہ کا وکیل اس پر قبضہ کر چکا ہو۔

٢٥٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا (ثَلاَثًا)))، فَلَمْ يَقْدَمْ حَتَّى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَمَرَ أَبُوبَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ أَوْدَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

(۲۵۹۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن المنکدر نے بیان کیا' انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا' اگر بحرین کا مال (جزیہ کا) آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ مال دوں گا۔ لیکن بحرین سے مال آنے سے پہلے ہی آپؐ وفات فرما گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک منادی سے یہ اعلان کرنے کے لئے کہا کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپؐ پر اس کا کوئی قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں آپ کے یہاں گیا اور کہا کہ نبی کریم

وَعَدَنِي فَحَثَى لِي ثَلاثًا)). [راجع: ٢٢٩٦]

ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ تو انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے دیئے۔

حضرت امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ گویا آنحضرت ﷺ نے جابر کو مشروط طور پر بحرین کے مال آنے پر تین لپ مال ہبہ فرما دیا' مگر نہ مال آیا اور نہ آپ پورا کر سکے۔ بعد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا وعدہ پورا فرمایا۔ اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔

١٩- بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ

باب غلام لونڈی اور سامان پر کیونکر قبضہ ہوتا ہے

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ، فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ.

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے تو اسے خریدا' پھر فرمایا کہ عبداللہ یہ اونٹ تو لے لے۔

٢٥٩٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: ((قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ : يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: خَبَأْنَا هَذَا لَكَ. قَالَ : فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ)).

[أطرافه في : ٢٦٥٧، ٣١٢٧، ٥٨٠٠، ٥٨٦٢، ٦١٣٢].

(٢٥٩٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا ابن ابی ملیکہ سے اور وہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ رضی اللہ عنہ کو اس میں سے ایک بھی نہیں دی۔ انہوں نے (مجھ سے) کہا' بیٹے چلو' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلیں۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کرو کہ میں آپ کا منتظر کھڑا ہوا ہوں' چنانچہ میں اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ کو بلا لایا۔ آپ اس وقت انہیں قباؤں میں سے ایک قبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھی تھی' لو اب یہ تمہاری ہے۔ مسور نے بیان کیا کہ (میرے والد) مخرمہ رضی اللہ عنہ نے قبا کی طرف دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' مخرمہ! خوش ہوا یا نہیں؟

تشریح بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ والد نے کہا اب مخرمہ راضی ہوا۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ جب آپ نے وہ اچکن مخرمہؓ کو دی تو ان کا قبضہ پورا ہو گیا۔ جمہور کے نزدیک ہبہ میں جب تک موہوب لہ کا قبضہ نہ ہو اس کی ملک پوری نہیں ہوتی اور مالکیہ کے نزدیک صرف عقد سے ہبہ تمام ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر موہوب لہ اس وقت تک قبضہ نہ کرے کہ واہب کسی اور کو وہ چیز ہبہ کر دے تو ہبہ باطل ہو جائے گا (وحیدی)

٢٠- بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الآخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ

باب اگر کوئی ہبہ کرے اور موہوب لہ اس پر قبضہ کر لے لیکن زبان سے قبول نہ کرے

مطلب یہ کہ ہبہ میں زبان سے ایجاب قبول کرنا ضروری نہیں اور شافعیہ نے اس کو شرط رکھا ہے۔ البتہ صدقہ میں زبان سے ایجاب و قبول کسی نے ضرور نہیں رکھا۔

٢٦٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ، فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ. قَالَ: ((أَتَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: ((فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)). قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا. قَالَ: ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

[راجع: ١٩٣٦]

(۲۶۰۰) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا زہری سے' وہ حمید بن عبدالرحمٰن سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا' کیا بات ہوئی؟ عرض کیا کہ رمضان میں میں نے اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا' تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟ کہا کہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا' کیا دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا' کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے سکتے ہو؟ اس پر بھی جواب تھا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک انصاری عرق لائے۔ (عرق کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ایک ٹوکرا ہوتا تھا جس میں کھجور رکھی جاتی تھی) آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسے لے جا اور صدقہ کر دے انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر صدقہ کر دوں؟ اور اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ سارے مدینے میں ہم سے زیادہ محتاج اور کوئی گھرانہ نہیں ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا پھر جا' اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔

٢١- بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلَى رَجُلٍ

باب اگر کوئی اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے

قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ: هُوَ جَائِزٌ. وَوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ لِرَجُلٍ دَيْنَهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ)). فَقَالَ جَابِرٌ: ((قُتِلَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ غُرَمَاءَهُ أَنْ يَقْبَلُوا تَمْرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي)).

شعبہ نے کہا اور ان سے حکم نے کہ یہ جائز ہے اور حسن بن علی علیہما السلام نے ایک شخص کو اپنا قرض معاف کر دیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اگر کسی کا دوسرے شخص پر کوئی حق ہے تو اسے ادا کرنا چاہئے یا معاف کرا لے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ وہ میرے باغ کی (صرف موجودہ) کھجور (اپنے قرض کے بدلے میں) قبول کر لیں اور میرے والد پر (جو قرض باقی رہ جائے اسے) معاف کر دیں۔

تشریح فرمان نبوی جو یہاں منقول ہے اس سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ حق قرض کو بھی شامل ہے جب اس کو معاف کرانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قرض کا معاف کرنا درست ہے۔ خواہ خود وہ قرضدار کو معاف کر دے یا دوسرے شخص کو وہ قرض

دے ڈالے کہ تم وصول کر لو اور اپنے کام میں لاؤ۔ مالکیہ کے نزدیک غیر شخص کو بھی دین کا ہبہ درست ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ البتہ مدیون کو دین کا ہبہ کرنا سب کے نزدیک درست ہے۔

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نواسے اور جنت کے پھول ہیں' جنت کے تمام جوانوں کے سردار' ۳ھ رمضان المبارک کی پندرہویں تاریخ کو پیدا ہوئے' وفات ۵۰ھ میں واقع ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ ان سے ان کے بیٹے حسن بن حسن اور ابو ہریرہ اور بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

جب ان کے والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ میں شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی جن کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد خلافت کا کام پندرہویں جمادی الاول ۴۱ھ میں کیا گیا۔ ان کے اور فضائل کتاب المناقب میں آئیں گے۔

٢٦٠١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: ((أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَلَّمْتُهُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوا، فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ، وَلَكِنْ قَالَ: سَأَغْدُو عَلَيْكَ. فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ، فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ، فَجَدَدْتُهَا، فَقَضَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ. ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعُمَرَ: ((اسْمَعْ - وَهُوَ جَالِسٌ - يَا عُمَرُ)). فَقَالَ: أَلاَ يَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ؟ وَاللهِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ؟)).

[راجع: ٢١٢٧]

(۲۶۰۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا ابن شہاب سے' وہ ابن کعب بن مالک سے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ احد کی لڑائی میں ان کے باپ شہید ہو گئے (اور قرض چھوڑ گئے) قرض خواہوں نے تقاضے میں بڑی شدت کی' تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس سلسلے میں گفتگو کی' آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کی کھجور لے لیں (جو بھی ہوں) اور میرے والد کو (جو باقی رہ جائے وہ قرض) معاف کر دیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر آپ نے میرا باغ انہیں نہیں دیا اور نہ ان کے لئے پھل تڑوائے۔ بلکہ فرمایا کہ کل صبح میں تمہارے یہاں آؤں گا۔ صبح کے وقت آپ تشریف لائے اور کھجور کے درختوں میں ٹہلتے رہے اور برکت کی دعا فرماتے رہے پھر میں نے پھل توڑ کر قرض خواہوں کے سارے قرض ادا کر دیئے اور میرے پاس کھجور بچ بھی گئی۔ اس کے بعد میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا' عمر! سن رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' ہمیں تو پہلے سے معلوم ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قسم خدا کی! اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

عینی نے کہا اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جابر کے قرض خواہوں سے یہ سفارش

فرمائی کہ باغ میں جتنا میوہ نکلے وہ اپنے قرض کے بدلے لے لو اور جو قرضہ باقی رہے وہ معاف کر دو گویا باقی دین کا جابر کو ہبہ ہوا۔

٢٢- بَابُ هِبَةِ الواحِدِ لِلْجَمَاعَةِ

باب ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرے تو کیسا ہے؟

وَقَالَتْ أَسْمَاءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ أَبِي عَتِيقٍ: وَرِثْتُ عَنْ أُخْتِي عَائِشَةَ بِالْغَابَةِ، وَقَدْ أَعْطَانِي بِهِ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ، فَهُوَ لَكُمَا.

اور اسماء بنت ابی بکرؓ نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق سے کہا کہ میری بہن عائشہؓ سے وراثت میں مجھے غابہ (کی زمین) ملی تھی۔ معاویہؓ نے مجھے اس کا ایک لاکھ (درہم) دیا لیکن میں نے اسے نہیں بیچا' یہی تم دونوں کو ہدیہ ہے۔

یعنی مشاع کا ہبہ جائز ہے مثلاً ایک غلام یا ایک گھر چار آدمیوں کو ہبہ کیا۔ ہر ایک کا اس میں حصہ ہے۔ حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے' وہ کہتے ہیں جو چیز تقسیم کے قابل نہ ہو جیسے چکی یا حمام اس کا تو بطور مشاع ہبہ جائز ہے اور جو چیز تقسیم کے قابل ہو' جیسے گھر وغیرہ اس کا ہبہ بطور مشاع کے درست نہیں (وحیدی)

باب کا مطلب حضرت اسماءؓ کے اس طرز عمل سے نکلتا ہے کہ انہوں نے اپنی جائداد بطور مشاع کے دونوں کو ہبہ کر دی۔ قاسم بن محمد حضرت اسماء کے بھتیجے تھے اور عبداللہ بھتیجے کے بیٹے' غابہ مدینہ کے متصل ایک گاؤں تھا۔ جہاں حضرت عائشہؓ کی کچھ زمین تھی۔ حضرت اسماء نے ہر دو کو زمین ہبہ فرمائی۔ اسی سے ترجمۃ الباب نکلا۔

٢٦٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلاَمٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلاَمِ: إِنْ أَذِنْتَ لِي أَعْطَيْتُ هَؤُلاَءِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدًا. فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ)). [راجع: ٢٣٥١]

(٢٦٠٢) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' وہ ابو حازم سے' وہ سہل بن سعدؓ سے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پینے کو کچھ لایا' (دودھ یا پانی) آپ نے اسے نوش فرمایا' آپکے دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا تھا اور بڑے بوڑھے لوگ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے اس بچے سے فرمایا کہ اگر تو اجازت دے (تو بچا ہوا پانی) میں ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ لیکن اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپکے جوٹھے میں سے ملنے والے کسی حصہ کا میں ایثار نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے پیالہ جھٹکے کے ساتھ اسی کی طرف بڑھا دیا۔

حافظ نے کہا' چونکہ آنحضرت ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرمایا کہ وہ اپنا حصہ بوڑھوں کو ہبہ کر دیں اور بوڑھے کئی تھے اور ان کا حصہ مشاع تھا' اس لئے مشاع کو ہبہ کا جواز نکلا اور ثابت ہوا کہ ایک چیز کئی اشخاص کو مشترک طور پر ہبہ کی جا سکتی ہے۔

٢٣-بَابُ الْهِبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ

باب جو چیز قبضہ میں ہو یا نہ ہو اور جو چیز بٹ گئی ہو اور جو نہ بٹی ہو' اس کے ہبہ کا بیان

وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ.

اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے قبیلہ ہوازن کو ان کی تمام غنیمت ہبہ کر دی' حالانکہ اس کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

٢٦٠٣- قال ثَابتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَضَانِي وَزَادَنِي)) [راجع: ٤٤٣]

(۲۶۰۳) اور ثابت بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے محارب نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (سفر سے لوٹ کر) مسجد میں حاضر ہوا تو آپؐ نے (میرے اونٹ کی قیمت) ادا کی اور کچھ زیادہ بھی دیا۔

تشریح: جو چیز قبضہ میں ہو اس کا ہبہ تو بالاتفاق درست ہے اور جو چیز قبضے میں نہ ہو اس کا ہبہ اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے اس کا جواز اسی طرح اس مال کے ہبہ کا جواز جو تقسیم نہ ہوا ہو' باب کی حدیث سے نکالا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے لوٹ کا مال جو ابھی مسلمانوں کے قبضے میں نہیں آیا تھا' نہ تقسیم ہوا تھا' ہوازن کے لوگوں کو ہبہ کر دیا۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قبضہ تو ہو گیا تھا کیونکہ یہ اموال مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے 'گو تقسیم نہ ہوئے تھے۔

ثابت بن محمد کا قول مذکور بقول بعض تعلیق نہیں ہے۔ کیونکہ بعض نسخوں میں یوں ہی حدثنا ثابت یعنی امام بخاری کہتے ہیں ہم سے ثابت نے بیان کیا۔

دوسری روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ شاید حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ ہے کہ وہ اونٹ بھی آپؐ نے مجھ کو ہبہ کر دیا تو قبضہ سے پہلے ہبہ ثابت ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کو جو سونا یا چاندی قیمت سے زیادہ دلوایا اسے جابر رضی اللہ عنہ نے بطور تبرک ہمیشہ اپنے پاس رکھا اور خرچ نہ کیا۔ یہاں تک کہ یوم الحرۃ آیا۔ یہ لڑائی ۶۳ھ میں ہوئی۔ جب یزیدی فوج نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا۔ حرہ مدینہ کا ایک میدان ہے وہاں یہ لڑائی ہوئی تھی۔ اسی جنگ میں ظالموں نے حضرت جابرؓ سے اس تبرک نبوی کو چھین لیا۔ آج کل بھی جگہ جگہ بہت سی چیزیں لوگوں نے تبرکات نبوی کے نام سے رکھی ہوئی ہیں۔ کہیں آپؐ کے موئے مبارک بتلائے جاتے ہیں اور کہیں قدم مبارک کے نشان وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ سب بے سند چیزیں ہیں اور ان کے بارے میں خطرہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر یہ افتراء ہوں اور ایسے مفتری اپنے آپ کو زندہ دوزخی بنالیں۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے اوپر کوئی افتراء باندھا وہ زندہ دوزخی ہے۔

٢٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بَعِيْرًا فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). فَوَزَنَ)). قَالَ شُعْبَةُ : أُرَاهُ ((فَوَزَنَ لِي فَأَرْجَحَ، فَمَا زَالَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ)).[راجع: ٤٤٣]

(۲۶۰۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' محارب بن دثار سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سفر میں ایک اونٹ بیچا تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ' پھر آپ نے وزن کیا۔ شعبہ نے بیان کیا' میرا خیال ہے کہ (جابرؓ نے کہا) میرے لئے وزن کیا (آپ کے حکم سے حضرت بلالؓ نے) اور (اس پلڑے کو جس میں سکہ تھا) جھکا دیا۔ (تاکہ مجھے زیادہ ملے) اس میں سے کچھ تھوڑا سا میرے پاس جب سے محفوظ تھا۔ لیکن شام والے (اموی لشکر) یوم حرہ کے موقع پر مجھ سے چھین کر لے گئے۔

تشریح: حضرت مجتہد اعظم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب ثابت فرمانے کے لئے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کا معاملہ پیش کیا ہے کہ اسلامی لشکر کے قبضہ میں آنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں پھر ہوازن والوں کو ہبہ فرما دیا تھا۔ دوسرا واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے جن سے آنحضرت ﷺ نے اونٹ خریدا' پھر مدینہ واپس آ کر اس کی قیمت ادا فرمائی اور ساتھ ہی مزید آپ نے اور بھی بطور بخشش ہبہ فرمایا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

٢٦٠٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلاَمٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلاَمِ: ((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلاَءِ؟)) فَقَالَ الْغُلاَمُ : لاَ وَاللهِ، لاَ أُوْثِرُ بِنَصِيْبِي مِنْكَ أَحَدًا. فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ)). [راجع: ٢٣٥١]

(٢٦٠٥) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے ابو حازم سے' وہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ پینے کو لایا گیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک بچہ تھا اور قوم کے بڑے لوگ بائیں طرف تھے۔ آپ نے بچے سے فرمایا کہ کیا تمہاری طرف سے اس کی اجازت ہے کہ میں بچا ہوا پانی ان بزرگوں کو دے دوں؟ تو اس بچے نے کہا کہ نہیں قسم اللہ کی! میں آپ سے ملنے والے اپنے حصہ کا ہرگز ایثار نہیں کر سکتا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مشروب ان کی طرف جھٹکے کیساتھ بڑھا دیا۔

تشریح: اگرچہ حق اس لڑکے ہی کا تھا مگر آنحضرت ﷺ کی سفارش قبول نہ کی جس پر آپ نے جھٹکے کے ساتھ اسے وہ پیالہ دے دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں والحق کما قال ابن بطال انه صلی الله علیه وسلم سال الغلام ان یھب نصیبه للاشیاخ وکان نصیبه منه مشاعا غیر متمیز فدل علی صحة ھبة المشاع والله اعلم (فتح) یعنی حق یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ وہ اپنا حصہ بڑے لوگوں کو ہبہ کر دے' اس کا وہ حصہ ابھی تک مشترک تھا۔ اسی سے مشاع کے ہبہ کرنے کی صحت ثابت ہوئی۔

٢٦٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنَ جَبَلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ دَيْنٌ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً)). وَقَالَ: ((اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَأَعْطُوهَا إِيَّاهُ))، فَقَالُوا: إِنَّا لاَ نَجِدُ سِنًّا إِلاَّ سِنًّا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ سِنِّهِ. قَالَ: ((اشْتَرُوهَا فَأَعْطُوهَا إِيَّاهُ، فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً)). [راجع: ٢٣٠٥]

(٢٦٠٦) ہم سے عبداللہ بن عثمان بن جبلہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی شعبہ سے' ان سے سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا (اس نے سختی کے ساتھ تقاضا کیا) تو صحابہ اس کی طرف بڑھے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو' حق والے کو کچھ نہ کچھ کہنے کی گنجائش ہوتی ہی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک اونٹ اسی کے اونٹ کی عمر کا خرید کر اسے دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس سے اچھی عمر کا ہی اونٹ مل رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسی کو خرید کر دے دو کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرض کے ادا کرنے میں سب سے اچھا ہو۔

بعضوں نے کہا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو وکیل کیا تھا۔ انہوں

نے اونٹ خریدا' تو ان کا قبضہ آنحضرت ﷺ کا قبضہ تھا اس لئے قبضہ سے پہلے یہ ہبہ نہ ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ ابو رافع صرف خریدنے کے لئے وکیل ہوئے تھے نہ ہبہ کے لئے' تو ان کا قبضہ ہبہ کے احکام میں آنحضرت ﷺ کا قبضہ نہ تھا۔ پس امام بخاریؒ کا مطلب حدیث سے نکل آیا اور غیر مقبوض کا ہبہ ثابت ہوا (وحیدی)

٢٤- بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ

٢٦٠٧، ٢٦٠٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ: ((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ)) - وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنْ طَائِفٍ - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا. فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلاَءِ جَاؤُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ: طَيَّبْنَا يَا رَسُولَ اللهِ لَهُمْ. فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا

باب اگر کئی شخص کئی شخصوں کو ہبہ کریں

(٢٦٠٧، ٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' ان سے لیث نے' کہا ہم سے عقیل نے ابن شہاب سے' وہ عروہ سے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں جب ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے اموال اور قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں تو آپ نے ان سے فرمایا میرے ساتھ جتنی بڑی جماعت ہے اسے بھی تم دیکھ رہے ہو اور سب سے زیادہ سچی بات ہی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسلئے تم لوگ ان دو چیزوں میں سے ایک ہی لے سکتے ہو' یا اپنے قیدی لے لو یا اپنا مال۔ میں نے تو تمہارا پہلے ہی انتظار کیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ طائف سے واپسی پر تقریباً دس دن تک (مقام جعرانہ میں) ان لوگوں کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر جب ان لوگوں کے سامنے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ان کی صرف ایک ہی چیز واپس فرما سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں ہی کو (واپس لینا) پسند کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کو خطاب کیا' آپ نے اللہ کی اسکی شان کے مطابق تعریف بیان کی اور فرمایا' اما بعد! یہ تمہارے بھائی ہمارے پاس اب توبہ کر کے آئے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ انہیں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ اس لئے جو صاحب اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہیں وہ ایسا کر لیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہوں کہ اپنے حصے کو نہ چھوڑیں بلکہ ہم انہیں اسکے بدلے میں سب سے پہلی غنیمت کے مال میں سے معاوضہ دیں' تو وہ بھی (اپنے موجودہ قیدیوں کو) واپس کر دیں۔ سب صحابہ نے اس پر کہا' یا رسول اللہ! ہم اپنی خوشی سے انہیں واپس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لیکن واضح طور پر اس وقت یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون اپنی خوشی سے دینے

عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ)). ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا)). وَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ. هٰذَا آخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ. يَعْنِي فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا.

کیلئے تیار ہے اور کون نہیں۔ اس لئے سب لوگ (اپنے خیموں میں) واپس جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا معاملہ لا کر پیش کریں۔ چنانچہ سب لوگ واپس ہو گئے اور نمائندوں نے ان سے گفتگو کی اور واپس ہو کر آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ تمام لوگوں نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہمیں یہی بات معلوم ہوئی ہے۔ یہ زہری کا آخری قول تھا۔ یعنی یہ کہ "قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہمیں یہی بات معلوم ہوئی ہے"

باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ صحابہ نے جو متعدد لوگ تھے' ہوازن کے لوگوں کو جو متعدد تھے' قیدیوں کا ہبہ کیا۔

٢٥- بَابُ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ أَحَقُّ

باب اگر کسی کو کچھ ہدیہ دیا جائے اس کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو اب اس کو دیا جائے جو زیادہ حقدار ہے

اس سے مقصود اس قول کا ابطال ہے الهدایا مشترک ایک بزرگ کے سامنے یہ قول بیان کیا گیا انہوں نے کہا' تنہا خوشترک۔
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو یہ منقول ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی اس ہدیہ میں شریک ہوں گے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

٢٦٠٩- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًّا، فَجَاءَ صَاحِبُهُ يَتَقَاضَاهُ؛ فَقَالُوا لَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً، ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ وَقَالَ: أَفْضَلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)). [راجع: ٢٣٠٥]

(٢٦٠٩) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی شعبہ سے' انہیں سلمہ بن کہیل نے' انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خاص عمر کا اونٹ قرض لیا' قرض خواہ تقاضا کرنے آیا (اور نازیبا گفتگو کی) تو آپ نے فرمایا کہ حق والے کو کہنے کا حق ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس سے اچھی عمر کا اونٹ اسے دلا دیا اور فرمایا کہ تم میں افضل وہ ہے جو ادا کرنے میں سب سے بہتر ہو۔

باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اس زیادتی میں دوسرے لوگ جو وہاں بیٹھے تھے شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اسی کو ملی جس کا اونٹ آپ پر قرض تھا۔

٢٦١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ عَلَى بَكْرٍ لِعُمَرَ صَعْبٍ، فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَيَقُولُ أَبُوهُ: يَا عَبْدَ

(٢٦١٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا عمرو سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے۔ وہ اونٹ آنحضرت ﷺ سے بھی آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔ اس لئے ان کے والد (عمر رضی اللہ عنہ) کو تنبیہ کرنی پڑتی تھی کہ اے عبداللہ! نبی کریم ﷺ

اللهِ لاَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِعْنِيهِ))، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ لَكَ، فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ، فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ)).

سے آگے کسی کو نہ ہونا چاہئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کہ عمر! اسے مجھے بیچ دے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ تو آپ ہی کا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے خرید لیا۔ پھر فرمایا' عبداللہ! یہ اب تیرا ہے۔ جس طرح تو چاہے اسے استعمال کر۔

[راجع: ٢١١٥]

مطابقت ظاہر ہے کہ عبداللہ کے ساتھ والے اس اونٹ میں شریک نہیں ہوئے' حضرت امام بخاریؒ نے اپنی دور رس نظر بصیرت سے اس امر کو ثابت فرمایا ہے کہ مجلس میں خواہ کتنے ہی لوگ بیٹھے ہوں' ہدیہ صرف اس کو دیا جائے گا جو اس کا مستحق ہے۔ اسی باریک بینی نے حضرت امام کو یہ مقام عطا فرمایا کہ فن حدیث کی گہرائیوں تک پہنچنا یہ صرف آپ کا حصہ تھا جس کی وجہ سے وہ امیر المؤمنین فی الحدیث سے مشہور ہوئے۔ اب آپ کے اس خدا داد منصب سے کوئی حسد کرتا ہے یا عناد' اس سے انکار کرتا ہے تو وہ کرتا رہے۔ حدیث نبوی کی برکت سے اللہ تعالی نے آپ کو غیر فانی قبولیت دی جو تاقیام دنیا قائم رہے گی۔ ان شاء اللہ

٢٦- بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهُ، فَهُوَ جَائِزٌ

باب اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور دوسرا شخص وہ اونٹ اس کو ہبہ کردے تو درست ہے

٢٦١١- وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: ((بِعنِيهِ))، فَابْتَاعَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ)). [راجع: ٢١١٥]

(٢٦١١) اور حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیچ دے چنانچہ آپ نے اسے خرید لیا اور پھر فرمایا عبداللہ! تو یہ اونٹ لے جا۔ (میں نے یہ تجھ کو بخش دیا)

حضرت عبداللہ اونٹ پر سوار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی حالت میں اسے خرید لیا اور پھر از راہ نوازش عبداللہ کو اسی حالت میں اسے ہبہ فرما دیا' اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

٢٧- بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا

باب ایسے کپڑے کا تحفہ جس کا پہننا مکروہ ہو

کراہت عام ہے تنزیہی ہو یا تحریمی اہلحدیث حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔

٢٦١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً سِيَرَاء عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا

(٢٦١٢) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے نافع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ (بک رہا) ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' کہ کیا اچھا ہو تا اگر آپ اسے خرید لیتے اور جمعہ کے دن اور وفود کی ملاقات کے مواقع پر اسے زیب تن فرمالیا

يَومَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ. قَالَ : إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ. ثُمَّ جَاءَتْ حُلَلٌ، فَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ: أَكْسَوْتَنِيهَا وَقُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدَ مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا)). فَكَسَا عُمَرُ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا)). [راجع: ٨٨٦]

کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اسے وہی لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ کچھ دنوں بعد آنحضرت ﷺ کے یہاں بہت سے (ریشمی) حلے آئے اور آپ نے ایک حلہ ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی عنایت فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ آپ یہ مجھے پہننے کے لئے عنایت فرما رہے ہیں حالانکہ آپ خود عطارد کے حلوں کے بارے میں جو کچھ فرمانا تھا' فرما چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا' جو مکے میں رہتا تھا۔

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بنی تمیم کا بھیجا ہوا ایک شخص تھا۔ پہلا جوڑا جس کے خریدنے کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی تھی' وہی لایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ریشمی حلے کا ہدیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش فرمایا جس کا خود استعمال کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے جائز نہ تھا۔ تفصیل معلوم کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے وہ حلہ اپنے ایک غیر مسلم سگے بھائی کو دے دیا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا اور یہ بھی کہ اپنے عزیز اگر غیر مسلم یا بد دین ہیں تب بھی ان کے ساتھ ہر ممکن احسان سلوک کرنا چاہئے کیونکہ یہ انسانیت کا تقاضا ہے اور مقام انسانیت بہرحال ارفع و اعلیٰ ہے۔

٢٦١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا، فَقَالَ: مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟)) فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ. قَالَ: تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلاَنٍ، أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ)).

(٢٦١٣) ہم سے ابو جعفر محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے نافع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے' لیکن اندر نہیں گئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا (کہ آپؐ گھر میں تشریف نہیں لائے) علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر جب آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر دھاری دار پردہ لٹکا دیکھا تھا (اس لئے واپس چلا آیا) آپؐ نے فرمایا کہ مجھے دنیا (کی آرائش و زیبائش) سے کیا سروکار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر ان سے آپ کی گفتگو کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھے جس طرح کا چاہیں اس سلسلے میں حکم فرمائیں۔ (آنحضرت ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو) آپؐ نے فرمایا کہ فلاں گھر میں اسے بھجوا دیں۔ انہیں اس کی ضرورت ہے۔

دروازہ پر کپڑا بطور پردہ لٹکانا ناجائز نہ تھا' مگر محض زیب و زینت کے لئے کپڑا لٹکانا یہ خانوادہ نبوت کے لئے اس لئے مناسب نہیں تھا کہ الفقر فخری ان کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ نے جو اپنے لئے پسند فرمایا اس کے لئے حضرت فاطمہؓ کو ہدایت فرمائی اور ایک موقع پر آیت

کریمہ وللاخرۃ خیر لک من الاولی (الضحیٰ: ۴) کی روشنی میں ارشاد ہوا کہ میرے لئے میری آل کے لئے دنیاوی تعیش اور ترفع لائق نہیں' اللہ نے ہمارے لئے' سب کچھ آخرت میں تیار فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہ۔ الزہرا رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری بیٹی ہیں' ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ۔ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ دنیا و آخرت میں تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ رمضان ۲ھ میں ان کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا اور ذی الحجہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ ان کے بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تین صاحبزادے حضرت حسن و حضرت حسین حضرت محسن رضی اللہ عنہم اور زینب' ام کلثوم اور رقیہ تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ وفات نبوی کے چھ ماہ بعد مدینہ طیبہ ہی میں بعمر ۲۸ سال انتقال فرمایا۔ حضرت علیؓ نے ان کو غسل دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ شب میں دفن کی گئیں۔ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ میں نے کسی کو ان سے زیادہ سچا نہیں پایا۔ انہوں نے فرمایا جبکہ ان دونوں کے درمیان کسی بات میں کبیدگی تھی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی سے پوچھ لیجئے کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتی ہیں۔ مزید مناقب اپنے مقام میں آئیں گے۔ (رضی اللہ عنہا)

۴ اپریل ۱۹۷۰ء میں اس حدیث تک کعبہ شریف مکۃ المکرمہ میں بغور و فکر متن بخاری شریف پارہ دس کو پڑھا گیا۔ اللہ پاک قلم کو لغزش سے بچائے اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کا صحیح ترجمہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تشریحات میں بھی اللہ پاک فہم و فراست نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

٢٦١٤- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ، فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي)).[طرفاه في: ٥٣٦٦، ٥٨٤٠].

(۲۶۱۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھے عبدالملک بن میسرہ نے خبر دی' کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے پہن لیا۔ لیکن جب غصے کے آثار روئے مبارک پر دیکھے تو اسے اپنی عورتوں میں پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔

ابو صالح کی روایت میں یوں ہے فاطموں کو بانٹ دیا' یعنی فاطمہ زہراءؓ اور فاطمہ بنت اسد کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور فاطمہ بنت شیبہ یا بنت عتبہ بن ربیعہ کو جو عقیل بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔

٢٨- بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

باب مشرکین کا ہدیہ قبول کر لینا

وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِسَارَةَ، فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ فَقَالَ: أَعْطُوهَا آجَرَ)). وَأُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ. وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: ((أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو وہ ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں ایک کافر بادشاہ یا (یہ کہا کہ) ظالم بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ نے کہا کہ انہیں (ابراہیم علیہ السلام کو) آجر (ہاجرہؑ) کو دے دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (خیبر کے یہودیوں کی طرف سے دشمنی میں) ہدیہ کے طور پر بکری کا ایسا

ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ)).

گوشت پیش کیا گیا تھا جس میں زہر تھا۔ ابو حمید نے بیان کیا کہ ایلہ کے حاکم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سفید خچر اور چادر ہدیہ کے طور بھیجی تھی اور نبی کریم ﷺ نے اسے لکھوایا کہ وہ اپنی قوم کے حاکم کی حیثیت سے باقی رہے۔ (کیونکہ اس نے جزیہ دینا منظور کرلیا تھا)

تشریح دومۃ الجندل ایک شہر کا نام تھا تبوک کے قریب۔ وہاں کا بادشاہ اکیدر بن عبدالملک بن عبدالجن نصرانی تھا۔ حضرت خالد بن ولید اسے گرفتار کر کے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے آزاد فرما دیا کیونکہ وہ جزیہ دینے پر راضی ہو گیا تھا۔ اس نے ہدیہ مذکور آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔

کہتے ہیں حضرت سارہ بہت خوبصورت تھیں۔ ان کے حسن و جمال کی تعریف سن کر بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا۔ بعض لوگوں نے اس کا نام عمرو بن امرء القیس بتلایا ہے۔ حضرت ہاجرہ اس کی بیٹی تھی۔ بادشاہ نے حضرت سارہ کی کرامت دیکھ کر چاہا کہ اس کی بیٹی اس مبارک خاندان میں داخل ہو کر برکتوں سے حصہ پائے۔ حضرت ہاجرہ کو لونڈی باندی کہنا غلط ہے جس کا تفصیلی بیان پیچھے گزر چکا ہے۔

ایلہ نامی مقام مذکورہ مکہ سے مصر جاتے ہوئے سمندر کے کنارے ایک بندرگاہ تھی وہاں کے عیسائی حاکم کا نام یوحنا بن اوبہ تھا۔ ان روایات کے نقل کرنے سے حضرت امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مشرکین و کفار کے ہدایا کو قبول کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ان روایات سے ظاہر ہے۔

٢٦١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيْرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا)). [طرفاه في: ٢٦١٦، ٣٢٤٨].

(۲۶۱۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا' ان سے شیبان نے بیان کیا قتادہ سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دبیز قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپؐ نے فرمایا (تمہیں اس پر حیرت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے' جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

٢٦١٦- وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ: ((إِنَّ أُكَيْدِرَ دُوْمَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ٢٦١٥]

(۲۶۱۶) سعید نے بیان کیا قتادہ سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ دومہ (تبوک کے قریب ایک مقام) کے اکیدر (نصرانی) نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔

جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

٢٦١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ

(۲۶۱۷) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم

بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيءَ بِهَا، فَقِيْلَ: أَلاَ نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: ((لاَ)). فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

ﷺ کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی' آپؐ نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے) پھر جب اسے لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے تالو میں محسوس کیا۔

تشریح اثر سے مراد اس زہر کا رنگ ہے یا اور کوئی تغیر جو آپؐ کے تالوئے مبارک میں ہوا ہو گا۔ کہتے ہیں بشر بن براء ایک صحابی نے بھی ذرا سا گوشت اس میں سے کھا لیا تھا وہ مر گئے۔ جب تک وہ مرے نہ تھے آپ نے صحابہ کو اس عورت کے قتل سے منع فرمایا۔ چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ یہ بھی آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ جب بشرؓ مر گئے تو ان کے قصاص میں وہ عورت بھی ماری گئی۔ معلوم ہوا زہر خورانی سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو زہر کھلانے والے کو قصاصاً قتل کر سکتے ہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات کے قریب ارشاد فرمایا اے عائشہ! جو کھانا میں نے خیبر میں کھا لیا تھا' یعنی یہی زہر آلود گوشت' اس نے اب اثر کیا اور میری شاہ رگ کاٹ دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت بھی عطا فرمائی (وحیدی)

اس واقعہ سے ان غالی مبتدعین کی بھی تردید ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ کو مطلقاً عالم الغیب کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف اللہ نے آپ سے اعلان کرایا ہے ﴿ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) یعنی میں غیب جاننے والا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی کوئی تکلیف مجھ کو نہ پہنچ سکتی۔ پس جو لوگ عقیدہ بالا رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہی میں گرفتار ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

۲۶۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاَثِيْنَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ أَوْ قَالَ: أَمْ هِبَةً؟)) قَالَ: لاَ، بَلْ بَيْعٌ. فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى. وَايْمُ اللهِ مَا

(۲۶۱۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تیس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا کسی کے ساتھ کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی کے ساتھ تقریباً ایک صاع کھانا (آٹا) تھا۔ وہ آٹا گوندھا گیا۔ پھر ایک لمبا تڑنگا مشرک پریشان بال بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ بیچنے کے لئے ہیں۔ یا کسی کا عطیہ ہے یا آپ نے (عطیہ کی بجائے) ہبہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ نہیں بیچنے کے لئے ہیں۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کے لئے کہا۔ قسم خدا کی ایک سو تیس اصحاب میں

الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةَ إِلَّا وَقَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سِوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، فَجَعَلَ مِنْهَا قِصْعَتَيْنِ، فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، فَفَضَلَتِ الْقِصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ. أَوْ كَمَا قَالَ)). [راجع: ٢٢١٦]

سے ہر ایک کو اس کلیجی میں سے کاٹ کے دیا۔ جو موجود تھے انہیں تو آپ نے فوراً ہی دے دیا اور جو اس وقت موجود نہیں تھے ان کا حصہ محفوظ رکھ لیا۔ پھر بکری کے گوشت کو دو بڑی قابوں میں رکھا گیا اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جو کچھ قابوں میں بچ گیا تھا اسے اونٹ پر رکھ کر ہم واپس لائے۔ او کما قال

اس سے بھی کسی کافر مشرک کا ہدیہ قبول کرنا یا اس سے کوئی چیز خریدنا ناجائز ثابت ہوا اور آنحضرت ﷺ کا ایک عظیم معجزہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کی دعا سے وہ قلیل گوشت سب کے لئے کافی ہو گیا۔

٢٩- بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ

باب مشرکوں کو ہدیہ دینا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ﴾ [الممتحنه : ٨]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جو لوگ تم سے دین کے بارے میں لڑے نہیں اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے انہوں نے نکالا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے معاملہ میں انصاف کرنے سے تمہیں نہیں روکتا۔"

اس آیت سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ مشرکوں اور کافروں سے دنیاوی اخلاق اور سلوک منع نہیں ہے۔

٢٦١٩- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَى عُمَرُ حُلَّةً عَلَى رَجُلٍ تُبَاعُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ))، فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهَا بِحُلَلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ، فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا)). فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ

(٢٦١٩) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص کے یہاں ایک ریشمی جوڑا بک رہا ہے۔ تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ یہ جوڑا خرید لیجئے تاکہ جمعہ کے دن اور جب کوئی وفد آئے تو آپ اسے پہنا کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے ریشمی جوڑے آئے اور آپ نے اُن میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے کس طرح پہن سکتا ہوں جبکہ آپ خود ہی اس کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمانا تھا' فرما چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا بلکہ اس لئے دیا کہ تم اسے بیچ دو یا کسی (غیر مسلم) کو پہنا دو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکے میں اپنے ایک بھائی کے گھر بھیج دیا جو ابھی اسلام

يُسْلَمَ))۔ [راجع: ۸۸۶]

نہیں لایا تھا۔

معلوم ہوا کہ مشرکین کو ہدیہ دیا بھی جا سکتا ہے۔ اسلام نے دنیاوی معاملات میں اپنوں اور غیروں کے ساتھ ہمیشہ روا داری و اشتراک باہمی کا ثبوت دیا ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ سے عیاں ہے کہ مسلمان جس ملک میں گئے' تمدن اور معاشرت میں وہاں کی قوموں میں خلط ملط ہو گئے۔ جس زمین پر جا کر بسے اس کو گل و گلزار بنا دیا۔ کاش! معاندین اسلام ان حقائق پر غور کریں۔

۲۶۲۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ))۔

(۲۶۲۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا ہشام سے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبدالعزیٰ) جو مشرکہ تھیں' میرے یہاں آئیں۔ میں نے آپؐ سے پوچھا' میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہش مند ہیں' تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

[أطرافه في : ۳۱۸۳، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹]۔

اس کا بیٹا حارث بن مدرک بھی ساتھ آیا تھا۔ مگر اس کا نام صحابہ میں نہیں ہے۔ شاید وہ کفر ہی پر مرا۔ یہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اسی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانے میں طلاق دے دی تھی اور وہ اب بھی غیر مسلمہ تھی جو مدینہ میں اپنی بیٹی اسماءؓ کو دیکھنے آئی اور میوے اور گھی وغیرہ کے تحفے ساتھ لائی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی اور احسن برتاؤ کا حکم دیا تھا۔ اس سے اسلام کی اس روش پر روشنی پڑتی ہے جو وہ غیر مسلم مردوں عورتوں کے ساتھ برتاؤ پیش کرتا ہے۔

۳۰- بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ وَصَدَقَتِهِ

باب کسی کے لئے حلال نہیں کہ اپنا دیا ہوا ہدیہ یا صدقہ واپس لے لے

۲۶۲۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ))۔

(۲۶۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام اور شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا سعید بن مسیب سے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کا چاٹنے والا۔

[راجع: ۲۵۸۹]

ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ ہبہ اور صدقہ میں رجوع حرام ہے لیکن دوسری حدیث کی رو سے وہ ہبہ مستثنیٰ ہے جو باپ اپنی اولاد کو کرے' اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا یہی فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے رجوع کو مکروہ کہا ہے حرام نہیں۔

٢٦٢٢- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الَّذِيْ يَعُوْدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ)).

[راجع: ٢٥٨٩]

(۲۶۲۲) ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا عکرمہ سے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کو بری مثال نہ اختیار کرنی چاہئے۔ اس شخص کی سی جو اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لے لے' وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے خود چاٹتا ہے۔

٢٦٢٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لاَ تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ)). [راجع: ١٤٩٠]

(۲۶۲۳) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا زید بن اسلم سے' ان سے ان کے باپ نے کہ انہوں نے عمر بن خطابؓ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے (ایک شخص کو) دیا۔ جسے میں نے وہ گھوڑا دیا تھا۔ اس نے اسے دبلا کر دیا۔ اس لئے میرا ارادہ ہوا کہ اس سے اپنا وہ گھوڑا خرید لوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ شخص وہ گھوڑا سستے داموں پر بیچ دے گا۔ لیکن جب میں نے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو' خواہ تمہیں وہ ایک ہی درہم میں کیوں نہ دے۔ کیونکہ اپنے صدقہ کو واپس لینے والا شخص اس کتے کی طرح ہے جو اپنی ہی قے خود چاٹتا ہے۔

اس گھوڑے کا نام ورد تھا۔ یہ تمیم داری نے آنحضرت ﷺ کو تحفہ گزرانا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اسے حضرت عمرؓ کو بخش دیا تھا۔

٣١ - بَابٌ

باب

یہ باب گویا پہلے باب کی فصل ہے اور اس باب میں جو حدیث بیان کی اس کی مناسبت اگلے باب سے یہ ہے کہ صہیب کے بیٹوں نے جب آنحضرت ﷺ کا ہبہ بیان کیا' تو مروان نے یہ نہ پوچھا کہ آپ نے رجوع کیا تھا یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع نہیں۔

٢٦٢٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: ((أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى بَنِي جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَعْطَى ذَلِكَ صُهَيْبًا،

(۲۶۲۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ابن جدعان کے غلام بنو صہیب نے دعویٰ کیا کہ دو مکان اور ایک حجرہ نبی کریم ﷺ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔ (جو وراثت میں انہیں ملنا چاہئے) خلیفہ مروان بن حکم نے پوچھا کہ تمہارے حق میں اس دعویٰ پر گواہ کون

فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمَا عَلَى ذَلِكَ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ. فَدَعَاهُ، فَشَهِدَ لأَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً، فَقَضَى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ)).

ہے؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ مروان نے آپ کو بلایا تو آپ نے گواہی دی کہ وہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو دو مکان اور ایک حجرہ دیا تھا۔ مروان نے آپ کی گواہی پر فیصلہ ان کے حق میں کر دیا۔

صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت پر گو حاکم کو اطمینان ہو سکتا تھا۔ مگر شرعاً ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں ہے۔ گو وہ کتنا ہی معتبر ہو۔ مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت لی ہو گی اور مدعیوں سے قسم' ایک گواہ اور ایک مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز ہے۔ اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا یہی قول ہے' حنفیہ اس کو جائز نہیں رکھتے۔

٣٢- بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى

"عمریٰ اور رقبیٰ کے بارے میں روایات"

أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى: جَعَلْتَهَا لَهُ. ﴿اسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا.

(اگر کسی نے کہا کہ) میں نے عمر بھر کے لئے تمہیں یہ مکان دے دیا تو اسے عمریٰ کہتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ اس کی عمر بھر کے لئے) مکان میں نے اس کی ملکیت میں دے دیا۔ قرآنی لفظ ﴿استعمر کم فیھا﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تمہیں زمین میں بسایا۔

٢٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْعُمْرَى أَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ)).

(٢٦٢٥) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' ان سے شیبان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کا ہو جاتا ہے جسے ہبہ کیا گیا ہو۔

تشریح عمریٰ کسی شخص کو مثلاً عمر بھر رہنے کے لئے مکان دینا۔ رقبیٰ یہ ہے مثلاً کسی کو ایک مکان دے اس شرط پر کہ اگر دینے والا پہلے مر جائے تو مکان اس کا ہو گیا اور اگر لینے والا پہلے مر جائے تو مکان پھر دینے والے کا ہو جائے گا۔ اس میں ہر ایک دوسرے کی موت کو تکتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کا نام رقبیٰ ہوا۔ یہ دونوں عقد جاہلیت کے زمانے میں مروج تھے۔ جمہور علماء کے نزدیک دونوں صحیح ہیں اور امام ابو حنیفہ نے رقبیٰ کو منع رکھا ہے۔ اور جمہور علماء کے نزدیک عمریٰ لینے والے کا ملک ہو جاتا ہے اور دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیث اس باب میں بیان کی۔ اس میں صرف عمریٰ کا ذکر ہے رقبیٰ کا نہیں۔ اور شائد انہوں نے دونوں کو ایک سمجھا (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ والعمریٰ بضم المھملة وسکون المیم مع القصر وحکی ضم المیم مع ضم اولہ وحکی فتح اولہ مع السکون ماخوذ من العمر والرقبی بوزنھا من المراقبة لانھم کانوا یفعلون ذلک فی الجاھلیة فیعطی الرجل الدار ویقول لہ اعمرتک ایاھا ای ربحتھا لک مدة عمرک فقیل لھا عمریٰ لذلک و کذا قیل لھا رقبی لان کلامنھما یرقب متی یموت الاخر لترجع الیہ وکذا ورثتہ فیقومون مقامہ فی ذلک ھذا اصلھا لغة واما شرعا فالجمھور علی ان العمری اذا وقعت کانت ملکا للاخذ ولا ترجع الی الاول الا ان صرح باشتراط ذلک وذھب الجمھور الی صحة العمری (فتح الباری)

خلاصہ یہ کہ لفظ عمریٰ عمر سے ماخوذ ہے اور رقبیٰ مراقبہ سے۔ اس لئے کہ جاہلیت میں دستور تھا کوئی آدمی بطور عطیہ کسی کو اپنا گھر اس شرط پر دے دیتا کہ یہ گھر صرف تیری مدت عمر تک کے لئے میں تجھے بخشش کرتا ہوں اسی لئے اسے عمریٰ کہا گیا اور رقبیٰ اس لئے

کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا کہ کب وہ موہوب لہ انتقال کرے اور کب گھر واہب کو واپس ملے۔ اسی طرح اس کے وارث منتظر رہتے۔ یہ لغوی طور پر ہے۔ شرعاً یہ کہ جمہور کے نزدیک کہ عمریٰ جب واقع ہو جائے تو وہ لینے والے کی ملکیت بن جاتا ہے اور اول کی طرف نہیں واپس ہو سکتا۔ مگر اس صورت میں کہ دینے والا صراحت کے ساتھ واپسی کی شرط لگا دے اور جمہور کے نزدیک عمریٰ صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔

٢٦٢٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرَى جَائِزَةٌ)). وَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. نَحْوَهُ.

(۲۶۲۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے نضر بن انس نے بیان کیا' ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمریٰ جائز ہے اور عطاء نے کہا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا۔

کسی کو کوئی چیز صرف اس کی عمر تک بخش دینا اسی کو عمریٰ کہا گیا ہے۔

٣٣- بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ

باب جس نے کسی سے گھوڑا عاریتاً لیا

٢٦٢٧- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

[أطرافه في : ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٥٣، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢].

(۲۶۲۷) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' قتادہ سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ مدینے پر (دشمن کے حملے کا) خوف تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک گھوڑا جس کا نام مندوب تھا مستعار لیا' پھر آپؐ اس پر سوار ہوئے (صحابہ بھی ساتھ تھے) پھر جب واپس ہوئے تو فرمایا' ہمیں تو کوئی خطرہ کی چیز نظر نہ آئی' البتہ یہ گھوڑا ہم نے سمندر کی طرح (تیز دوڑتا) پایا۔

تشریح دریا کی طرح تیز اور بے تکان جاتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ آپ ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے آپ کے گلے میں تلوار پڑی تھی۔ آپ اکیلے اسی طرف تشریف لے گئے جدھر سے مدینہ والوں نے آواز سنی تھی۔ سبحان اللہ! آنحضرت ﷺ کی شجاعت اس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اکیلے تنہا دشمن کی خبر لینے کو تشریف لے گئے۔ سخاوت ایسی کہ کسی مانگنے والے کا سوال رد نہ کرتے۔ شرم اور حیا اور مروت ایسی کہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ۔ عفت ایسی کہ کبھی بدکاری کے پاس تک نہ پھٹکے۔ حسن اور جمال ایسا کہ سارے عرب میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا۔ نفاست اور نظافت ایسی کہ جدھر سے نکل جاتے۔ در و دیوار معطر ہو جاتے۔ حسن خلق ایسا کہ دس برس تک حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت میں رہے کبھی ان کو جھڑکا تک نہیں۔ عدل اور انصاف ایسا کہ اپنے سگے چچا کی بھی کوئی رعایت

نہ کی۔ فرمایا اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا ڈالوں' عبادت اور ریاضت ایسی کہ نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے۔ بے طمعی ایسی کہ لاکھ روپے آئے' سب مسجد نبوی میں ڈلوا دیئے اور اسی وقت بٹوا دیئے۔ صبر و قناعت ایسی کہ دو دو مہینے تک چولہا گرم نہ ہوتا۔ جو کی سوکھی روٹی اور کھجور پر اکتفاء کرتے۔ کبھی دو دو تین تین فاقے ہوتے۔ ننگے بوریے پر لیٹتے۔ بدن پر نشان پڑ جاتا مگر اللہ کے شکر گزار اور خوش و خرم رہتے۔ حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ کیا ان سب امور کے بعد کوئی احمق سے احمق بھی آپ کی نبوت اور پیغمبری میں شک کر سکتا ہے؟ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

٣٤- بَابُ الإِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ

٢٦٢٨- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا قَالَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ : ارْفَعْ بَصرَكَ إِلَى جَارِيَتِي انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهَى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ. وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلاَّ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ)).

باب شب عروسی میں دلہن کے لئے کوئی چیز عاریتاً لینا

(٢٦٢٨) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ قطر (یمن کا ایک دبیز کھردرا کپڑا) کی قمیص قیمتی پانچ درہم کی پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے (مجھ سے) فرمایا۔ ذرا نظر اٹھا کے میری اس لونڈی کو تو دیکھ اسے گھر میں بھی یہ کپڑے پہننے سے انکار ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس اسی کی ایک قمیص تھی۔ جب کوئی لڑکی دلہن بنائی جاتی تو میرے یہاں آدمی بھیج کر وہ قمیص عاریتاً منگا لیتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتانا چاہتی ہیں کہ اب ہمارے گھروں میں جس طرح کے کپڑے پہننے سے ہماری باندیوں کو انکار ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارے ایسے کپڑے لوگ شادیوں میں استعمال کے لئے عاریتاً لے جایا کرتے تھے۔ اس سے کپڑوں کا عاریتاً لے جانا ثابت ہوا۔

٣٥- بَابُ فَضْلِ الْمَنِيْحَةِ

٢٦٢٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الْمَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ منحة، وَالشَّاة الصفيُّ تَغْدُو بِإِنَاءٍ وَتَرُوحُ بِإِنَاءٍ)). حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: ((نِعْمَ

باب تحفہ منیحہ کی فضیلت کے بارے میں

(٢٦٢٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا ہی عمدہ ہے ہدیہ اس دودھ دینے والی اونٹنی کا جس نے ابھی حال ہی میں بچہ جنا ہو اور دودھ دینے والی بکری کا جو صبح و شام اپنے دودھ سے برتن بھر دیتی ہے۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف اور اسماعیل نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا کہ (دودھ دینے والی اونٹنی

الصَّدَقَةُ. .)). [طرفه في: ٥٦٠٨]. کا) صدقہ کیا ہی عمدہ ہے۔

تشریح منیحہ عربوں کی اصطلاح میں دودھ دینے والی اونٹنی یا کسی بھی ایسے جانوروں کو کہتے تھے جو کسی دوسرے کو کوئی تحفہ کے طور پر دودھ پینے کے واسطے دے دے۔

منیحہ اور صدقہ میں فرق ہے۔ منیحہ حسن معاملت اور صلہ رحمی کے باب سے تعلق رکھتا ہے اور صدقہ کا مفہوم بہت عام ہے۔ ہر میٹھی بات کو بھی صدقہ کہا گیا ہے اور ہر مناسب اور اچھے طرز عمل کو بھی۔ اس لحاظ سے منیحہ اور صدقہ میں عموم خصوص مطلق کا فرق ہے۔ ہر منیحہ صدقہ بھی ہے مگر ہر صدقہ منیحہ نہیں ہے۔ **فافهم۔**

المحدث الکبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں۔ قال فی القاموس منحة کمنعه وضربه اعطاه والاسم المنحة بالکسر ومنحة الناقة جعل له وبرها ولبنها وولدها وهی المنحة والمنیحة انتهی وقال الحافظ فی الفتح المنیحة بالنون والمهملة وزن عظیمة هی فی الاصل العطیة قال ابو عبیدة المنیحة عندالعرب علی وجهین احدهما ان یعطی الرجل صاحبه صلة فتکون له والاخران یعطیه ناقة اوشاة ینتفع بحلبها ووبرها زمنا ثم یردها وقال القزاز قیل لا تکون المنیحة الاناقة اوشاة والاول اعرف انتهی (تحفة الاحوذی' ج: ۳/ ص: ۱۳۳)

خلاصہ یہ کہ لفظ منحہ اور منیحہ اصل میں عطیہ بخشش پر بولا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ منیحہ عرب کے نزدیک دو طریق پر ہے۔ اول تو یہ کہ کوئی اپنے ساتھی کو بطور صلہ رحمی بخش دے' وہ اس کا ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ کوئی کسی کو اونٹنی یا بکری اس شرط پر دے کہ وہ اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے اور ایک عرصہ بعد اسے واپس کر دے۔ قزاز نے کہا کہ لفظ منیحہ صرف اونٹنی یا بکری کے عطیہ پر بولا جاتا ہے۔ مگر اول معنی ہی زیادہ مشہور و معروف ہیں)۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ يَعْنِي شَيْئًا، وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَهْلَ الأَرْضِ وَالْعَقَارِ، فَقَاسَمَهُمُ الأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَؤُونَةَ. وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِذَاقًا، فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلاَتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ

(۲۶۳۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی یونس سے' انہوں نے ابن شہاب سے' وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا۔ انصار زمین اور جائداد والے تھے۔ انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے اور اس کے بدلے مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم جو عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو کھجور کا ایک باغ ہدیہ دے دیا تھا۔ لیکن آپ نے وہ باغ اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں' عنایت فرما دیا۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم جب خیبر کے یہودیوں کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے تحائف واپس کر دیئے جو انہوں

أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى الأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمْ -الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ- مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُمِّهِ عَذَاقَهَا، وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ)). وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ : ((مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهِ)).

نے پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا باغ بھی واپس کر دیا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بجائے اپنے باغ میں سے (کچھ درخت) عنایت فرما دیئے۔ احمد بن شبیب نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں یونس نے اسی طرح البتہ (اپنی روایت میں بجائے مکانہن من حائطہ کے) مکانہن من خالصہ بیان کیا۔

[أطرافه في: ۳۱۲۸، ۴۰۳۰، ۴۱۲۰، ۳۱۲۰].

تشریح یعنی بجائے من حائطہ کے اس روایت میں من خالصہ ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص اپنی زمین میں سے چند کھجور کے درخت آنحضرت ﷺ کو دیا کرتا تھا۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائدادیں آپ کو ملیں تو آپ نے اس شخص کے درخت پھیر دیئے۔ انسؓ نے کہا میرے عزیزوں نے مجھ سے کہا تو آنحضرت ﷺ کے پاس جا اور جو درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیئے تھے وہ سب کے سب یا ان میں سے کچھ واپس مانگ۔ آنحضرت ﷺ نے وہ درخت ام ایمن اپنی آیا کو دے دیئے تھے۔ میں جب آپؐ کے پاس آیا تو آپ نے وہ درخت مجھ کو دے دیئے۔ ام ایمن آئیں اور میرے گلے پڑ گئیں' کہنے لگیں وہ درخت تو میں تجھ کو کبھی نہیں دوں گی۔ آنحضرت ﷺ ان کو سمجھانے لگے۔ ام ایمن تو ان کے بدلے اتنے اتنے درخت لے لے۔ وہ کہتی رہیں میں ہرگز نہ لوں گی قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے دس گنے درخت ان کے بدل دینا قبول کئے (وحیدی)

۲۶۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((أَرْبَعُونَ خَصْلَةً - أَعْلاَهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ - مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُودِهَا إِلاَّ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ)). قَالَ حَسَّانُ: فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِ - مِنْ رَدِّ السَّلاَمِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَإِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهِ - فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ

(۲۶۳۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا حسان بن عطیہ سے' ان سے ابو کبشہ سلولی نے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' چالیس خصلتیں جن میں سب سے اعلیٰ وارفع دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے۔ ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک خصلت پر بھی عامل ہو گا ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا کہ دودھ دینے والی بکری کے ہدیہ کو چھوڑ کر ہم نے سلام کا جواب دینا چھینکنے والے کا جواب دینا اور تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینے وغیرہ کا شمار کیا' تو سب پندرہ خصلتیں بھی ہم شمار نہ کر سکے۔

عَشْرَةَ خَصْلَةً.

آنحضرت ﷺ نے ان خصلتوں کو کسی مصلحت سے مبہم رکھا۔ شاید یہ غرض ہو کہ ان کے سوا اور دوسری نیک خصلتوں میں لوگ سستی نہ کرنے لگیں۔ مترجم کہتا ہے کہ ایسی عمدہ خصلتیں جن پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ متفرق احادیث میں چالیس بلکہ زیادہ بھی مذکور موجود ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ کو ان سب کا مجموعی طور پر علم نہ ہو سکا۔ تفصیل مزید کے لئے کتاب شعب الایمان امام بیہقی کا مطالعہ مفید ہو گا۔

٢٦٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِيْنَ، فَقَالُوا: نُوَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ)).

(۲۶۳۲) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عطاء نے بیان کیا' ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے بہت سے اصحاب کے پاس فالتو زمین بھی تھی' انہوں نے کہا تھا کہ تہائی یا چوتھائی یا نصف کی بٹائی پر ہم کیوں نہ اسے دے دیا کریں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بونی چاہئے یا پھر کسی اپنے بھائی کو ہدیہ کر دینی چاہئے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر زمین اپنے پاس ہی رکھے رہے۔

٢٦٣٣- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيْدٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيْدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

(۲۶۳۳) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے اوزاعی نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان نے کیا' ان سے عطاء بن یزید نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ہجرت کے لئے پوچھا۔ آپ نے فرمایا' خدا تم پر رحم کرے۔ ہجرت کا تو بڑا ہی دشوار معاملہ ہے۔ تمہارے پاس اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا' اور اس کا صدقہ (زکوٰۃ) بھی ادا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا' اس میں سے کچھ ہدیہ بھی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا' تو تم اسے پانی پلانے کے لئے گھاٹ پر لے جانے والے دن دوہتے ہو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ سمندروں کے پار بھی اگر تم عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔

ایک دیہاتی نے دیگر مہاجرین کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں رہنا چاہا آپؐ جانتے تھے کہ اس سے ہجرت نہ نبھ سکے گی۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اپنے ملک میں رہ کر نیک کام کرتا رہ' یہی کافی ہے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے جبکہ ہجرت فرض نہیں رہی تھی۔

٢٦٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا، فَقَالَ: ((لِمَنْ هَذِهِ؟)) فَقَالُوا: اكْتَرَاهَا فُلَانٌ. فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ لَهُ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا)). [راجع: ٢٣٣٠]

(٢٦٣٤) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے طاؤس نے بیان کیا کہ مجھ سے ان میں سب سے زیادہ اس (مخابرہ) کے جاننے والے نے بیان کیا' ان کی مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تھی کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایسے کھیت کی طرف تشریف لے گئے جس کی کھیتی لہلہا رہی تھی' آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ صحابہؓ نے بتلایا کہ فلاں نے اسے کرایہ پر لیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ہدیتاً دے دیتا تو اس سے بہتر تھا کہ اس پر ایک مقررہ اجرت وصول کرتا۔

مطلب آنحضرت ﷺ کا یہ تھا کہ اگر زمین بیکار پڑی ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو مفت زراعت کے لئے دے دے۔ اس کا کرایہ لینے سے یہ امر افضل ہے اور کرایہ لینے سے آپ نے منع نہیں فرمایا۔ دوسری روایت میں عمرو نے طاؤس سے کہا' کاش! تم بٹائی کرنا چھوڑ دو' کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ انہوں نے کہا عمرو! میں تو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہوں اور صحابہ میں جو سب سے زیادہ علم رکھتے تھے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما' انہوں نے مجھ سے بیان کیا' آخر تک۔ یہ نہ بھولنا چاہئے کہ عہد نبوی نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں انسانی' تمدنی' معاشرتی ترقی کا ابتدائی دور تھا۔ اس دور میں غیرآباد زمینوں کو آباد کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ ان ہی مقاصد کے پیش نظر پیغمبر اسلام علیہ الف الف صلوٰۃ و سلام نے زمین کو آباد کرنے کے سلسلہ میں ہر ممکن آسانی و سہولت کو مدنظر رکھا اور اس کو زیادہ عوامی بنانے کی رغبت دلائی' مگر بعد کے زمانوں میں جاگیرداری نظام نے زمیندار اور کاشتکار دو طبقے پیدا کر دیئے جن کے نتائج بد کی سنگین سزائیں آج تک یہ دونوں گروہ باہمی کش مکش کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔ کاش اسلامی نظام دنیا میں برپا ہو' جس کی برکت سے نوع انسانی کو ان مصائب سے نجات مل سکے۔ آمین۔

٣٦- بَابُ إِذَا قَالَ : أَخْدَمْتُكَ هَذِهِ الْجَارِيَةَ عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: هَذِهِ عَارِيَةٌ. وَإِنْ قَالَ: كَسَوْتُكَ هَذَا الثَّوبَ فَهَذِهِ هِبَةٌ.

باب عام دستور کے مطابق کسی نے کسی شخص سے کہا کہ یہ لڑکی میں نے تمہاری خدمت کے لئے دے دی تو جائز ہے

بعض لوگوں نے کہا کہ لڑکی عاریتاً ہوگی اور اگر یہ کہا کہ میں نے تمہیں یہ کپڑا پہننے کے لئے دیا تو کپڑا ہبہ سمجھا جائے گا۔

مقصود امام بخاریؒ کا حنفیہ پر رد کرنا ہے کہ لونڈی میں تو وہ کلام خاص عاریت پر محمول ہو گا اور کپڑے میں ہبہ پر۔ یہ ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص ہے۔ بعضوں نے کہا وان قال کسوتک هذا الثوب یہ الگ کلام ہے۔ بعض الناس کا مقولہ نہیں ہے۔

٢٦٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ،

(٢٦٣٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سارہؑ کے ساتھ ہجرت کی تو انہیں بادشاہ نے آجر کو (یعنی ہاجرہ کو) عطیہ میں

فَأَعْطَوْهَا آجرَ، فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ: أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ، وَأَخْدَمَ وَلِيْدَةً؟)) وَقَالَ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ)). [راجع: ۲۲۱۷]

دے دیا۔ پھر وہ واپس ہوئیں اور ابراہیم سے کہا' دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک لڑکی خدمت کیلئے بھی دے دی۔ ابن سیرین نے کہا' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ بادشاہ نے ہاجرہ کو ان کی خدمت کیلئے دے دیا تھا۔

۳۷- بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرَى وَالصَّدَقَةِ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيْهَا.

باب جب کوئی کسی شخص کو گھوڑا سواری کے لئے ہدیہ کر دے تو وہ عمریٰ اور صدقہ کی طرح ہوتا ہے (کہ اسے واپس نہیں لیا جا سکتا) لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ واپس لیا جا سکتا ہے۔

۲۶۳۶- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((لاَ تَشْتَرِهِ وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)). [راجع: ۱٤۹۰]

(۲۶۳۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' کہا کہ میں نے مالک سے سنا' انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے ایک شخص کو دے دیا تھا' پھر میں نے دیکھا کہ وہ اسے بیچ رہا ہے۔ اسلئے میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ اسے واپس میں ہی خرید لوں؟ آپ نے فرمایا اس گھوڑے کو نہ خرید' اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ لو

وہ جس کو دیا اس کی ملک ہو چکا اب اس میں رجوع جائز نہیں۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۵۲- كِتَابُ الشَّهَادَاتِ

کتاب گواہوں کے متعلق مسائل کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى

باب گواہیوں کا پیش کرنا

الْـمُدَّعِي — مدعی کے ذمہ ہے

مدعی وہ شخص جو کسی حق یا شے کا دوسرے پر دعویٰ کرے۔ مدعیٰ علیہ جس پر دعویٰ کیا جائے۔ بار ثبوت شرعاً بھی مدعی پر ہے اور عقل اور قیاس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ، وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ، وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللهُ، فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللهَ رَبَّهُ وَلاَ يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهاً أَوْ ضَعِيْفًا أَولاَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُملَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ، وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، وَلاَ يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا، وَلاَ تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبوهُ صَغِيْرًا أَوْ كَبِيْرًا إِلَى أَجَلِهِ، ذٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى أَنْ لاَ تَرْتَابُوا، إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ لاَ تَكْتُبُوهَا، وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ، وَلاَ يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلاَ شَهِيْدٌ، وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ، وَيُعَلِّمُكُمُ اللهُ، وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة: ۲۸۲].

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ ”اے ایمان والو! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کسی مدت مقررہ تک کے لئے کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لازم ہے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا ٹھیک صحیح لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ لکھ دے اور چاہئے کہ وہ شخص لکھوائے جس کے ذمے حق واجب ہے اور چاہئے کہ وہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتا رہے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ جس کے ذمے حق واجب ہے کم عقل ہو یا یہ کہ کمزور ہو اور اس قابل نہ ہو کہ وہ خود لکھوا سکے تو لازم ہے کہ اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھوا دے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہو' ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ تاکہ ان دو عورتوں میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اگر کوئی ایک ان دونوں میں سے بھول جائے اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور اس (معاملے) کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' اس کی میعاد تک لکھنے سے اکتا نہ جاؤ' یہ کتابت اللہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ انصاف سے نزدیک ہے اور گواہی کو درست تر رکھنے والی ہے اور زیادہ لائق اس کے کہ تم شبہ میں نہ پڑو' بجز اس کے کہ کوئی سودا ہاتھوں ہاتھ ہو جسے تم باہم لیتے دیتے ہی رہتے ہو۔ سو تم پر اس میں کوئی الزام نہیں کہ تم اسے نہ لکھو اور جب خرید و فروخت کرتے ہو تب بھی گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب اور گواہ کو نقصان نہ دیا جائے اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہارے حق میں ایک گناہ ہو گا اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بہت جاننے والا ہے“۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن کر رہو۔ چاہے تمہارے یا

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّها الَّذِيْنَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَكُنْ

غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا، فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ [النساء: ١٣٥].

(تمہارے) والدین اور عزیزوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ وہ امیر ہو یا مفلس' اللہ (بہرحال) دونوں سے زیادہ حق دار ہے۔ تو خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ (حق سے) ہٹ جاؤ اور اگر تم کجی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے' تو جو کچھ تم کر رہے ہو' اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔

تشریح اسلامیات کا ادنیٰ ترین طالب علم بھی جان سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ بنی نوع انسان کو اجتماعی طور پر ایک بہترین تنظیم کے ساتھ وابستہ کرنا ہے۔ ایسی تنظیم جو امور اخروی کے ساتھ ساتھ امور دنیاوی کو بھی احسن طریق پر انجام دینے کی ضامن ہو۔ اسی تنظیم کا دوسرا نام اسلامی شہریت ہے۔ جس میں ایک انسان کو دیوانی' فوجداری' اخلاقی' سیاسی' اجتماعی' انفرادی بہت سے مسائل سے سابقہ پڑتا ہے۔ بعض دفعہ اس کو مدعی بننا اور بعض دفعہ مدعی علیہ کی حیثیت سے عدالت کے کٹہرہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ بعض اوقات وہ گواہوں کی جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ ان جملہ مراحل زندگی کے پیش نظر ضروری تھا کہ مدنیت کے اور بہت سے مسائل کے ساتھ ساتھ شہادات یعنی گواہیوں کے مسائل بھی کتاب و سنت کی روشنی میں بتلائے جائیں۔ اسی لئے مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع الصحیح میں اور بہت سے مدنی (شہری) مسائل کے ساتھ مسائل شہادات کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھا اور کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی وہ وضاحت پیش فرمائی جس سے مذہب اسلام کی جامعیت اور سیاست پر بہت کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سلسلہ میں مجتہد مطلق نے اول آیات قرآنی کو نقل فرمایا' جن سے واضح کیا کہ ایک مرد مومن کے لئے جس طرح نماز روزہ کی ادائیگی اسلامی مذہبی فرائض ہیں' اسی طرح معاملات میں ہمہ وقت عدل و انصاف کی راہ اختیار کرنا اور امانت و دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا بھی اسلامی فرائض ہی میں داخل ہے۔ یوں تو آیات قرآنی میں بہت کچھ بتلایا گیا ہے مگر ان امور پر زیادہ توجہ دلائی گئی ہے کہ باہمی لین دین کے معاملات کو زبانی نہ رکھا کرو بلکہ ان کو بھی کھاتہ پر لانا ضروری ہے اور گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے مردوں میں سے دو گواہ کافی ہوں گے۔ ایک مرد ہے تو دوسرے گواہ کی جگہ دو عورتوں کو بھی گواہ رکھا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ گواہ مقرر کرنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اب اسی امر کی وہ جملہ تفصیلات ہیں جو آگے مختلف احادیث کی روشنی میں بیان ہوں گی۔

حضرت امامؒ نے شروع میں جو آیات قرآنی نقل کی ہیں' ان ہی سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں آیتوں میں گواہی دینے اور گواہ بنانے کا ذکر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہ کرنے کی ضرورت اسی شخص کو ہوتی ہے جس کا قول قسم کے ساتھ مقبول نہ ہو تو اس سے یہ نکلا کہ مدعی کو گواہ پیش کرنا ضروری ہے۔ امام بخاری کو اس باب میں وہ مشہور حدیث بیان کرنی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ مدعی پر گواہ ہیں اور منکر پر قسم ہے۔ اور شاید انہوں نے اس حدیث کے لکھنے کا اس باب میں قصد کیا ہو گا مگر موقع نہ ملا یا صرف آیتوں پر اکتفا مناسب سمجھی۔ (وحیدی)

٢- بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ: لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا

باب اگر ایک شخص دوسرے کے نیک عادات و عمدہ خصائل بیان کرنے کے لئے اگر صرف یہ کہے کہ ہم تو اس کے متعلق اچھا ہی جانتے ہیں یا یہ کہے کہ میں اس کے متعلق صرف اچھی ہی بات جانتا ہوں

تعدیل اور تزکیہ کے معنی کسی شخص کو نیک اور سچا اور مقبول الشہادۃ بتلانا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ الفاظ تعدیل کے لئے کافی نہیں ہیں۔ جب تک صاف یوں نہ کہے کہ وہ اچھا شخص ہے اور عادل ہے۔

اسلام نے مقدمات میں بنیادی طور پر گواہوں کے عادل اور نیک چلن ہونے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ مقدمات میں فیصلے کی بنیاد گواہ ہی ہوتے ہیں۔ گواہوں کی تعدیل کے لئے ایک تو یہی راستہ ہے کہ حاکم کی عدالت میں کوئی معتمد آدمی اس گواہ کی عدالت اور نیک چلنی کی گواہی دے۔ دوسرا یہ کہ حکومت کے خفیہ آدمی اس گواہ کے متعلق پوری معلومات حاصل کر کے حکومت کو مطلع کریں۔ گواہی میں جھوٹ بولنے والوں کی برائیوں میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

٢٦٣٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوبَانُ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا - حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ: أَهْلُكَ وَلاَ نَعْلَمُ إِلاَّ خَيْرًا. وَقَالَتْ بَرِيْرَةُ: إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ يَعْذُرُنَا فِي رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَ اللهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا)).

[راجع: ٢٥٩٣]

(٢٦٣٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا' کہا ہم سے ثوبان نے بیان کیا اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عروہ' ابن مسیب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق خبر دی اور ان کی باہم ایک کی بات دوسرے کی بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جب ان پر تہمت لگانے والوں نے تہمت لگائی تو رسول اللہ ﷺ نے علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اپنے سے جدا کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلایا' کیونکہ آپ پر اب تک (اس سلسلے میں) وحی نہیں آئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا کہ آپ کی زوجہ مطہرہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) میں ہم سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتے۔ اور بریرہ رضی اللہ عنہا (ان کی خادمہ) نے کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جانتی جس سے ان پر عیب لگایا جاسکے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نو عمر لڑکی ہیں کہ آٹا گوندھتی اور پھر جاکے سو رہتی ہے اور بکری آکر اسے کھالیتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے (تہمت کے جھوٹ ثابت ہونے کے بعد) فرمایا کہ ایسے شخص کی طرف سے کون عذر خواہی کرے گا جو میری بیوی کے بارے میں بھی مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ قسم اللہ کی! میں نے اپنے گھر میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا اور لوگ ایک ایسے شخص کا نام لیتے ہیں جس کے متعلق بھی مجھے خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔

تشریح: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ اسلامی تاریخ کا ایک مشہور ترین حادثہ ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے اکابر صحابہ کو بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر اس بارے میں سورۂ نور نازل ہوئی اور اللہ پاک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی ظاہر کرنے کے سلسلے میں کئی شاندار بیانات دیئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے مطلب باب اس سے نکالا کہ حضرت اسامہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعدیل ان لفظوں میں بیان کی جو مقصد باب ہیں۔

اس الزام کا بانی عبداللہ بن ابی منافق مردود تھا جو اسلام سے دل میں سخت کینہ رکھتا تھا۔ الزام ایک نہایت ہی پاک دامن صحابی

صفوان بن معطل کے ساتھ لگایا تھا جو نہایت نیک صالح اور مرد عفیف تھا۔ یہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ حدیث افک کی اور تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

۳- بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِىءِ، وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ

قال : وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ: السَّمْعُ شَهَادَةٌ. وَقَالَ الْحَسَنُ: لَمْ يُشْهِدُوْنِي عَلٰى شَيْءٍ، وَإِنِّي سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

باب جو اپنے تئیں چھپا کر گواہ بنا ہو اس کی گواہی درست

ہے اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ جھوٹے بے ایمان کے ساتھ ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ شعبی' ابن سیرین' عطاء اور قتادہ نے کہا کہ جو کوئی کسی سے کوئی بات سنے تو اس پر گواہی دے سکتا ہے گو وہ اس کو گواہ نہ بنائے اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے اس طرح کہنا چاہئے کہ اگرچہ ان لوگوں نے مجھے گواہ نہیں بنایا لیکن میں نے اس اس طرح سے سنا ہے۔

تشریح: باب ہذا کے ذیل میں شروع میں عمرو بن حریث کا نام آیا ہے یہ کمسن صحابہ میں سے تھے۔ ان کے باپ بھی صحابی تھے۔ بخاری شریف میں ان کا ذکر صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس اثر کو امام بیہقی نے وصل کیا۔ جملہ کذالک یفعل بالکاذب الفاجر (جو شخص جھوٹا بے ایمان ہو اس کے لئے یہی تدبیر کریں گے) یعنی جو جھوٹا بے ایمان آدمی لوگوں کے سامنے کسی کا حق تسلیم کرنے سے ڈرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ اس پر گواہ بن جائیں اور تنہائی میں اقرار کرتا ہے تو اس کا اقرار چھپ کر سن سکتے ہیں۔

آگے حدیث میں ابن صیاد کا ذکر آیا ہے۔ جس کا نام صاف تھا۔ وہ یہودی لڑکا تھا اور عوام کو گمراہ کرنے اور اسلام سے بدظن کرنے کے لئے خود جھوٹی باتیں بطور الہام بنا بنا کر لوگوں کو سناتا رہتا تھا۔ اس میں دجال کے بہت سے خصائل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مکر و فریب معلوم کرنے کے لئے درختوں کی آڑ میں اسے دیکھنے گئے۔ یہیں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ایسے موقع پر چھپ کر کسی کی باتیں سننا درست ہے اور جب سننا درست ہوا تو اس پر گواہی دے سکتا ہے۔

۲۶۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ. وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِي قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ. فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ

(۲۶۳۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے کہ سالم نے بیان کیا' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر کھجور کے اس باغ کی طرف تشریف لے گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو آپ درختوں کی آڑ میں چھپ کر چلنے لگے۔ آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھنے نہ پائے اور اس سے پہلے آپ اس کی باتیں سن سکیں۔ ابن صیاد ایک روئیں دار چادر میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا کہ آپ درخت کی آڑ لئے چلے آ رہے ہیں تو وہ کہنے لگی اے صاف! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ رہے ہیں۔ ابن

يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ، هَذَا مُحَمَّدٌ. فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)).

[راجع: ١٣٥٥]

صیاد ہوشیار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اگر اسے اپنے حال پر رہنے دیتی تو بات ظاہر ہو جاتی۔

ابن صیاد مدینہ میں ایک یہودی لڑکا تھا جو بڑ مارا کرتا تھا کہ مجھ پر بھی وحی اترتی ہے۔ حالانکہ اس پر شیطان سوار تھا۔ اکثر نیم بے ہوشی میں رہتا تھا اور دیوانگی کی باتیں کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ چاہا چھپ کر اس کی بڑ کو سنیں اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ یہی واقعہ یہاں مذکور ہے۔ اور اسی سے حضرت امام نے ترجمۃ الباب کو ثابت فرمایا ہے۔

٢٦٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلاَقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ. فَقَالَ: ((أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لاَ، حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)). وَأَبُوبَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلاَ تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ)).

[أطرافه في: ٥٢٦٠، ٥٢٦١، ٥٢٦٥، ٥٣١٧، ٥٧٩٢، ٥٨٢٥، ٦٠٨٤].

(٢٦٣٩) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا زہری سے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کی نکاح میں تھی۔ پھر مجھے انہوں نے طلاق دے دی اور قطعی طلاق دے دی۔ پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ لیکن ان کے پاس تو (شرمگاہ) اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کیا تو رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ لیکن تو اس وقت تک ان سے اب شادی نہیں کر سکتی جب تک تو عبدالرحمن بن زبیر کا مزا نہ چکھ لے اور وہ تمہارا مزا نہ چکھ لیں۔ اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں موجود تھے اور خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ دروازے پر اپنے لئے (اندر آنے کی) اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا' ابو بکر! کیا اس عورت کو نہیں دیکھتے نبی کریم ﷺ کے سامنے کس طرح کی باتیں زور زور سے کہہ رہی ہے۔

امام بخاری نے یہیں سے یہ نکالا کہ چھپ کر گواہ بننا درست ہے۔ کیونکہ خالد دروازے کے باہر تھے۔ عورت کے سامنے نہ تھے۔ باوجود اس کے خالد نے ایک قول کی نسبت اس عورت کی طرف کی اور آنحضرت ﷺ نے خالد پر اعتراض نہیں کیا۔ عبدالرحمن بن زبیر صاحب اولاد تھے مگر اس وقت شاید وہ مریض ہوں.... اسی وجہ سے اس عورت نے اس کو کپڑے کی گانٹھ سے تعبیر کیا جس میں کچھ بھی حرکت نہیں ہوتی' یعنی وہ جماع نہیں کر سکتے۔ مگر حضرت ابن زبیر نے عورت کے اس بیان کی تردید کی تھی۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جب تک مطلقہ عورت از خود کسی دوسرے مرد کے نکاح میں جا کر اس سے جماع نہ کرائے اور وہ خود اس کو طلاق نہ دے دے وہ پہلے خاوند کے نکاح میں دوبارہ نہیں جا سکتی۔ فرضی حلالہ کرانے والوں پر لعنت آئی ہے

جیسا کہ فقہائے حنفیہ کے ہاں رواج ہے کہ وہ تین طلاق والی عورت کو فرضی حلالہ کرانے کا فتویٰ دیا کرتے ہیں' جو باعث لعنت ہے۔

٤- بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شُهُودٌ بِشَيْءٍ فَقَالَ آخَرُونَ: مَا عَلِمْنَا بِذَلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ

باب جب ایک یا کئی گواہ کسی معاملے کے اثبات میں گواہی دیں اور دوسرے لوگ یہ کہہ دیں کہ ہمیں اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں تو فیصلہ اسی کے قول کے مطابق ہو گا جس نے اثبات میں گواہی دی ہے

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ : هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلاَلٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ. وَقَالَ الْفَضْلُ: لَمْ يُصَلِّ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلاَلٍ. كَذَلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ لِفُلاَنٍ عَلَى فُلاَنٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَشَهِدَ آخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ ، يُقْضَى بِالزِّيَادَةِ.

حمیدی نے کہا کہ یہ ایسا ہے جیسے بلال رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے اور فضل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ نے (کعبہ کے اندر) نماز نہیں پڑھی۔ تو تمام لوگوں نے بلال رضی اللہ عنہ کی گواہی کو تسلیم کر لیا۔ اسی طرح اگر دو گواہوں نے اس کی گواہی دی کہ فلاں شخص کے فلاں پر ایک ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ ڈیڑھ ہزار درہم ہیں تو فیصلہ زیادہ کی گواہی دینے والوں کے قول کے مطابق ہو گا۔

حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ میں نے آپ ﷺ کو کعبہ میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ان کو اس بارے میں علم نہ تھا۔ حضرت بلال کی شہادت تھی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اکثریت بھی ان کے ساتھ تھی۔ لہٰذا ان ہی کی بات کو مانا گیا۔

٢٦٤٠- حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: ((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ. فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي، وَلاَ أَخْبَرْتِنِي. فَأَرْسَلَ إِلَى آلِ أَبِي إِهَابٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا. فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ؟)) فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ)).

(۲۶۴۰) ہم سے حبان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ پھر ایک خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ عقبہ کو بھی میں نے دودھ پلایا ہے اور اسے بھی جس سے اس نے شادی کی ہے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ آپ نے مجھے دودھ پلایا ہے اور آپ نے مجھے پہلے اس سلسلے میں کچھ بتایا بھی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے آل ابو اہاب کے یہاں آدمی بھیجا کہ ان سے اس کے متعلق پوچھے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے دودھ پلایا ہے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ اب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا' اب کیا ہو سکتا ہے جبکہ کہا جا چکا۔ چنانچہ آپ نے

[راجع: ٨٨] دونوں میں جدائی کرادی اور اس کا نکاح دوسرے شخص سے کرادیا۔

ترجمہ باب اس طرح ثابت ہوا کہ عقبہ اور اس کی اہلیہ کے عزیز کا بیان نفی میں تھا اور دودھ پلانے والی عورت کا بیان اثبات میں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی عورت کی گواہی قبول فرمائی۔ معلوم ہوا کہ گواہی میں اثبات نفی پر مقدم ہے۔

٥- بَابُ الشُّهَدَاءِ الْعُدُولِ

باب گواہ عادل معتبر ہونے ضروری ہیں

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ -و- ﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ [الطلاق: ٢ والبقرة: ٢٨٢]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا کہ "اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ بنا لو"۔ اور (اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ) "گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرو"۔

٢٦٤١- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ، اللهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيْرَتِهِ. وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ)).

(٢٦٤١) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے' کہا کہ مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عتبہ نے اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مؤاخذہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم صرف انہیں امور میں مؤاخذہ کریں گے جو تمہارے عمل سے ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے۔ اس لئے جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا' ہم اسے امن دیں گے اور اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اس کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے خواہ وہ یہی کہتا رہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ان بے وقوفوں کا رد ہوا جو ایک بدکار فاسق کو درویش اور ولی سمجھیں۔ اور یہ دعویٰ کریں کہ ظاہری اعمال سے کیا ہوتا ہے' دل اچھا ہونا چاہیے۔ کہو' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا تو تم بچارے کس باغ کی مولی ہو۔ دل کا حال بجز اللہ کریم کے کوئی نہیں جانتا۔ پیغمبر صاحب کو بھی اس کا علم وحی یعنی اللہ کے بتلانے سے ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاعدہ بیان کیا کہ ظاہر کی رو سے جس کے اعمال شرع کے موافق ہوں اس کو اچھا سمجھو اور جس کے اعمال شرع کے خلاف ہوں ان کو برا سمجھو۔ اب اگر اس کا دل بالفرض اچھا بھی ہو گا جب بھی ہم اس کے برا سمجھنے میں کوئی مؤاخذہ وار نہ ہوں گے کیونکہ ہم نے شریعت کے قاعدے پر عمل کیا۔ البتہ ہم اگر اس کو اچھا سمجھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ (وحیدی)

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ فاسق بدکار کی بات نہ مانی جائے گی یعنی اس کی شہادت مقبول نہ ہو گی۔ معلوم ہوا کہ شاہد کے لئے عدالت ضروری ہے۔ عدالت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان آزاد' عاقل' بالغ' نیک ہو' تو کافر یا غلام یا مجنون یا نابالغ یا فاسق کی گواہی مقبول نہ ہو گی (وحیدی)

یہ بھی مقصد ہے کہ عادل گواہ کے ظاہری حالات کا درست ہونا ضروری ہے ورنہ اس کو عادل نہ مانا جائے گا۔ اسلام کا فتویٰ ظاہری حالت پر ہے۔ باطن اللہ کے حوالہ ہے۔ اس میں ان نام نہاد صوفیوں کی بھی تردید ہے جن کا ظاہر سراسر خلاف شرع ہوتا ہے اور باطن میں وہ ایماندار عاشق خدا و رسول بنتے ہیں۔ ایسے مکار نام نہاد صوفیوں نے ایک خلقت کو گمراہ کر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض تو اتنے بے حیا واقع ہوئے ہیں کہ نماز روزہ کی کھلے لفظوں تحقیر کرتے ہیں' علماء کی برائیاں کرتے ہیں' شریعت اور طریقت کو الگ الگ بتلا تے ہیں۔ ایسے لوگ سراسر گمراہ ہیں۔ ہرگز ہرگز قابل قبولیت نہیں ہیں بلکہ وہ خود گمراہ اور مخلوق کے گمراہ کرنے والے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے کہ کل حقیقة لا یشھد له الشرع فھو زندقة ہروہ حقیقت جس کی شہادت شریعت سے نہ ملے وہ بد دینی اور بے ایمانی اور زندیقیت ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا من سیات اعمالنا

٦- بَابُ تَعْدِيْلُ كَمْ يَجُوزُ؟

باب کسی گواہ کو عادل ثابت کرنے کے لئے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ، فَأَثْنَوا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)). ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأَثْنَوا عَلَيْهَا شَرًّا - أَوْ قَالَ : غَيْرَ ذَلِكَ- فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)). فَقِيْلَ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ لِهَذَا وَجَبَتْ وَلِهَذَا وَجَبَتْ. قَالَ: ((شَهَادَةُ الْقَوْمِ. الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الأَرْضِ)). [راجع: ١٣٦٧]

(۲۶۴۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ثابت سے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کی تعریف کی' آپؐ نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی' یا اس کے سوا اور الفاظ (اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے) کہے (راوی کو شبہ ہے) آپ ﷺ نے اس پر بھی فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ عرض کیا گیا' یا رسول اللہ! آپ نے اس جنازہ کے متعلق بھی فرمایا کہ واجب ہو گئی اور پہلے جنازے پر بھی یہی فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والی قوم کی گواہی (بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے) یہ لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ: ((أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوتًا ذَرِيْعًا، فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيرًا، فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ. ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ خَيراً فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ

(۲۶۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا ابو الاسود سے کہ میں مدینہ آیا تو یہاں وبا پھیلی ہوئی تھی' لوگ بڑی تیزی سے مر رہے تھے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس میت کی تعریف کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گزرا لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے بھی یہی کہا کہ واجب ہو

مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِي شَراً فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنِ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ)). قُلْنَا: وَثَلاثَةٌ؟ قَالَ: ((وَثَلاثَةٌ)). قُلْنَا وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ)). ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ)). [راجع: ١٣٦٨]

گئی۔ میں نے پوچھا امیر المؤمنین! کیا چیز واجب ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسی طرح کہا ہے جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی اچھائی کی گواہی دے دیں اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اور اگر تین دیں؟ آپ نے فرمایا کہ تین پر بھی۔ ہم نے پوچھا اور اگر دو آدمی گواہی دیں؟ فرمایا' دو پر بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ تعدیل اور تزکیہ کے لئے کم سے کم دو شخصوں کی گواہی ضروری ہے۔ امام مالک اور شافعی کا یہی قول ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک کی بھی گواہی کافی ہے (قسطلانی)

حدیث کا مطلب یہ کہ جس کی مسلمانوں نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ جس کا مطلب رائے عامہ کی تصویب ہے۔ سچ ہے ؎ آوازۂ خلق کو نقارۂ خدا کہتے ہیں۔ مجتہد مطلق امام بخاری کا ان روایات کے لانے کا مقصد یہ ہے کہ تعدیل و تزکیہ میں رائے عامہ کا کافی دخل ہے۔

٧- بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الأَنْسَابِ، وَالرَّضَاعِ الْمُسْتَفِيْضِ ، وَالْمَوتِ الْقَدِيْمِ

باب نسب اور رضاعت میں جو مشہور ہو' اسی طرح پرانی موت پر گواہی کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ)). وَالتَّثَبُّتِ فِيْهِ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ (ابو لہب کی باندی) نے دودھ پلایا تھا۔ اور رضاعت میں احتیاط کرنا۔

تشریح: یعنی جب تک رضاعت اچھی طرح ثابت نہ ہو سنی سنائی بات پر عمل نہ کرنا۔ مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف جو آگے اس کتاب میں مذکور ہے کہ سوچ سمجھ کر کسی کو اپنا رضاعی بھائی قرار دو۔ منعقدہ باب کے جملہ مضامین سے مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ ان چیزوں میں صرف بر بنائے شہرت شہادت دینا درست ہے گو گواہ نے اپنی آنکھ سے ان واقعات کو نہ دیکھا ہو۔ پرانی موت سے مراد یہ ہے کہ اس کو چالیس یا پچاس برس گزر چکے ہوں۔

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَقَالَ: أَتَحْتَجِبِيْنَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ؟ فَقُلْتُ: وَكَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي بِلَبَنِ أَخِي. فَقَالَتْ: سَأَلْتُ عَنْ

(٢٦٤٤) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم کو حکم نے خبر دی' انہیں عراک بن مالک نے' انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد) افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (گھر میں آنے کی) اجازت چاہی تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ وہ بولے کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا (دودھ کا) چچا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میرے بھائی (وائل) کی عورت نے آپ کو میرے

ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقَ أَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ)).

[أطرافه في: ٤٧٩٦، ٥١٠٣، ٥١١١، ٥٢٢٩، ٦١٥٦].

بھائی ہی کا دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ افلح نے سچ کہا ہے۔ انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دیا کرو (ان سے پردہ نہیں ہے)

رضاعت میں صرف اکیلے افلح کی گواہی کو تسلیم کیا گیا' باب کا یہی مقصد ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ گواہ کو پرکھنا بھی ضروری ہے۔

٢٦٤٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ: ((لاَ تَحِلُّ لِي ، يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، هِيَ بِنْتُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)). [طرفه في: ٥١٠٠].

(۲۶۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا جابر بن زید سے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے حمزہؓ کی صاحبزادی کے باب میں فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہو سکتیں' جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ یہ تو میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہیں۔

رشتہ میں بھی رضاعت کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

تشریح حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپؐ کے چچا تھے۔ ہر دو کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ اس لئے جس وقت آنحضرت ﷺ دودھ پیتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھی دودھ پینے کا وہی زمانہ تھا۔ اور دونوں حضرات نے ابو لہب کی باندی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی جن کا نام امامہ یا عمارہ بتایا جاتا ہے' کے متعلق یہ حدیث آپ نے اسی بنیاد پر بیان کی تھی۔ قسطلانی نے کہا' ان میں سے چار رشتے مستثنیٰ ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں' لیکن رضاع سے حرام نہیں ہوتے۔ ان کا ذکر کتاب النکاح میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٢٦٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، - قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُرَاهُ فُلاَنًا، لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ - فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ.

(۲۶۴۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی عبداللہ بن ابی بکر سے' وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجۂ مطہرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم ان کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی کی آواز سنی جو (ام المومنین) حفصہؓ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا' یارسول اللہ! میرا خیال ہے یہ حفصہؓ کے دودھ کے چچا ہیں۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! یہ صحابی آپ کے گھر میں (جس میں حفصہؓ رہتی ہیں) آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہوں

قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُرَاهُ فُلاَنًا، لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فُلاَنٌ حَيًّا- لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِنَّ الرَّضَاعَةَ يَحْرُمُ مِنْهَا مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلاَدَةِ)).

نے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا' میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب' حفصہ کے رضاعی چچا ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے بھی اپنے ایک رضاعی چچا کے متعلق پوچھا کہ اگر فلاں زندہ ہوتے تو کیا وہ بے حجاب میرے پاس آسکتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

[طرفاه في: ۳۱۰۵، ۵۰۹۹].

الحمدللہ کہ ۸ اپریل ۷۰ء میں حرم نبوی مدینہ المنورہ میں اس پارنے کے متن کی قرأت غور و فکر کے ساتھ یہاں سے شروع کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ پاک اپنے پیارے نبی ﷺ کے پیارے پیارے ارشادات کے سمجھنے اور ان کا بہترین اردو ترجمہ مع تشریح کرنے کی توفیق بخشے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے لئے اور میرے جملہ متعلقین و مخلصین کے لئے قبول فرما کر ذریعہ سعادت دارین بنائے اور حاجی مرحوم بلاری پیارو قریشی بنگلوری کو جنت نصیب کرے جن کے حج بدل کے سلسلہ میں مجھ کو مدینہ منورہ کی یہ حاضری نصیب ہوئی۔ اللهم اغفرله وارحمه واكرم نزله ووسع مدخله امين يا رب العٰلمين

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي رَجُلٌ وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةَ مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ: أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَنْظُرْنَ مَنْ أَخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ)). تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

(۲۶۴۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں اشعث بن ابو شعثاء نے' انہیں ان کے والد نے' انہیں مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (گھر میں) تشریف لائے تو میرے یہاں ایک صاحب (ان کے رضاعی بھائی) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا' عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ ذرا دیکھ بھال کر چلو' کون تمہارا رضاعی بھائی ہے۔ کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو۔ محمد بن کثیر کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان ثوری سے روایت کیا ہے۔

[طرفه في : ۵۱۰۲].

بچے کا اسی زمانہ میں کسی عورت کے دودھ پینے کا اعتبار ہے جبکہ بچے کی زندگی کے لئے وہ ضروری ہو یعنی مدت رضاعت جو دو سال کی ہے۔ اگر اس کے اندر دو بچے کسی ماں کا دودھ پئیں تو اس کا اعتبار ہو گا اور دونوں میں حرمت ثابت ہو گی ورنہ حرمت ثابت نہیں ہو گی۔ مدت رضاعت حولین کاملین خود قرآن مجید سے ثابت ہے یعنی پورے دو سال' اس سے زیادہ دودھ پلانا غلط ہو گا۔ حنفیہ کے نزدیک یہ مدت تین ماہ اور زائد تک ہے جواز روئے قرآن مجید صحیح نہیں ہے۔

٨- بَابُ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب زنا کی تہمت لگانے والے اور چور اور حرام کار کی گواہی کا بیان

تشریح غرض امام بخاری کی باب اور تفصیلات ذیل سے یہ ہے کہ قاذف اگر توبہ کرے تو آئندہ اس کی گواہی مقبول ہو گی۔ آیت یہی نکلتا ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ توبہ کرنے سے وہ فاسق نہیں رہتا' لیکن اس کی گواہی کبھی مقبول نہ ہو گی۔ بعضوں نے کہا اگر اس کو حد لگ گئی تو گواہی قبول ہو گی حد سے پہلے مقبول نہ ہو گی۔

تفصیلات مذکورہ میں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے۔ مذکورہ تینوں شخصوں نے ان کی نسبت بیان کیا کہ انہوں نے ام جمیل ایک عورت سے زنا کیا ہے لیکن چوتھے گواہ زیاد نے یہ بیان کیا کہ میں نے دونوں کو ایک چادر میں دیکھا' مغیرہ کی سانس چڑھ رہی تھی' اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کو حد قذف لگائی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قاذف کی گواہی قبول نہیں کرتے تھے۔ لیکن نکاح میں قاذف کی شہادت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نکاح کا معاملہ بھی کچھ غیر اہم نہیں ہے۔ ایک مرد مسلمان کے لئے عمر بھر بلکہ اولاد در اولاد حلال حرام کا سوال ہے۔ لیکن امام صاحب قاذف کی گواہی نکاح میں قبول مانتے ہیں اسی طرح رمضان کے چاند میں بھی قاذف کی شہادت کے قائل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان کا پہلا قول کہ قاذف کی شہادت قابل قبول نہیں وہ قول غلط ہے۔ جس کی غلطی خود ان ہی کے دیگر اقوال صحیحہ سے ہو رہی ہے۔ اس باب میں مسلک سلف ہی صحیح اور واجب التسلیم ہے کہ قاذف کی شہادت مقبول ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور اکثر سلف کا قول یہ ہے کہ قاذف جب تک اپنے تیئں جھٹلائے نہیں اس کی توبہ صحیح نہ ہو گی۔ اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ جب وہ نیک کام زیادہ کرنے لگے تو ہم سمجھ جائیں گے کہ اس نے توبہ کی اب اپنے تیئں جھٹلانا ضروری نہیں۔ حضرت امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کی روایت غزوہ تبوک میں مذکور ہو گی۔ ان سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ قاذف کو سزا ہو جانا بھی یہی توبہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو اور کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کو سزا دینے کے بعد توبہ کی تکلیف نہیں دی۔

الفاظ ترجمۃ الباب وقال بعض الناس کے تحت حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ هذا منقول عن الحنفية واحتجوا في رد شهادة المحدود باحاديث قال الحفاظ لا يصح منها شئي الخ یعنی یہاں حنفیہ مراد ہیں جن سے یہ منقول ہے کہ قاذف کی شہادت جائز نہیں اگرچہ اس نے توبہ کر لی ہو اس بارے میں انہوں نے چند احادیث سے استدلال کیا ہے' مگر حفاظ حدیث کا کہنا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حدیث جو وہ اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ ان میں زیادہ مشہور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی ہے۔ جس کے لفظ یہ ہیں۔ لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا محدود في الاسلام اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کے مثل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے لا یصح یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور ابو زرعہ نے اسے منکر کہا ہے۔

﴿وَلاَ تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا، وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. إِلاَّ الَّذِيْنَ تَابُوا﴾ [النور: ٤-٥] وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيْرَةِ، ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وَقَالَ: مَنْ تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ. وَأَجَازَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارِبُ بْنُ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا' ایسے تہمت لگانے والوں کی گواہی کبھی نہ مانو' یہی لوگ تو بدکار ہیں' مگر جو توبہ کر لیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ' شبل بن معبد (ان کے ماں جائے بھائی) اور نافع بن حارث کو حد لگائی مغیرہ پر تہمت رکھنے کی وجہ سے۔ پھر ان سے توبہ کرائی اور کہا جو کوئی توبہ کر لے اس کی گواہی قبول ہو گی۔ اور عبداللہ بن عتبہ اور عمر بن عبدالعزیز اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور مجاہد اور شعبی اور عکرمہ اور زہری اور محارب بن دثار اور شریح اور معاویہ بن قرہ نے بھی توبہ کے بعد اس کی گواہی کو جائز رکھا ہے اور ابو الزناد

دِثَارٍ وَشُرَيْحٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ. وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ: الأَمْرُ عِنْدَنَا بِالْمَدِينَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ قَوْلِهِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ: إِذَا أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ وَقُبِلَتْ شَهَادَتُهُ. وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ، وَإِنِ اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لاَ تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَإِنْ تَابَ. ثُمَّ قَالَ:لاَ يَجُوزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ، فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُودَيْنِ جَازَ، وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ. وَأَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُودِ وَالْعَبْدِ وَالأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلاَلِ رَمَضَانَ. وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ.
وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ ﷺ الزَّانِيَ سَنَةً، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَلاَمِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتَّى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً.

نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ طیبہ میں تو یہ حکم ہے جب قاذف اپنے قول سے پھر جائے اور استغفار کرے تو اس کی گواہی قبول ہو گی اور شعبی اور قتادہ نے کہا جب وہ اپنے تئیں جھٹلائے اور اس کو حد پڑ جائے تو اس کی گواہی قبول ہو گی۔ اور سفیان ثوری نے کہا جب غلام کو حد قذف پڑے اسکے بعد وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی قبول ہو گی۔ اور جس کو حد قذف پڑی ہو اگر وہ قاضی بنایا جائے تو اس کا فیصلہ نافذ ہو گا۔ اور بعض لوگ (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں قاذف کی گواہی قبول نہ ہو گی گو وہ توبہ کر لے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بغیر دو گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر حد قذف پڑے ہوئے گواہوں کی گواہی سے نکاح کیا تو نکاح درست ہو گا۔ اگر دو غلاموں کی گواہی سے کیا تو درست نہ ہو گا اور ان ہی لوگوں نے حد قذف پڑے ہوئے لوگوں کی اور لونڈی غلام کی گواہی رمضان کے چاند کیلئے درست رکھی ہے۔![1] اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ قاذف کی توبہ کیونکر معلوم ہو گی اور آنحضرت ﷺ نے تو زانی کو ایک سال کے لئے اخراج کیا اور آپؐ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں سے منع کر دیا کوئی بات نہ کرے۔ پچاس راتیں اسی طرح گزریں۔

![1] (حالانکہ یہ بھی ایک قسم کی گواہی ہے۔ تو جب محدود فی القذف کی گواہی حنفیہ نے ناجائز رکھی ہے تو اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں)

٢٦٤٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: ((أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهَا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ، وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[أطرافه في : ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٣٧٣٣،

(٢٦٤٨) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا اور ان سے یونس نے اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ایک عورت نے فتح مکہ پر چوری کر لی تھی۔ پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا اور آپ کے حکم کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے اچھی طرح توبہ کر لی اور شادی کر لی۔ اس کے بعد وہ آتی تھیں تو میں ان کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتی تھی۔

٤٣٠٤، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨، ٦٨٠٠].

تشریح یہ عورت مخزومی قریش کے اشراف میں سے تھی۔ اس نے آنحضرت ﷺ کے گھر سے ایک چادر چرائی تھی جیسے کہ ابن ماجہ کی روایت میں اس کی صراحت مذکور ہے اور ابن سعد کی روایت میں زیور چرانا مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ ہر دو چیزیں چرائی ہوں۔ باب کا مطلب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول فحسنت توبتها سے نکلتا ہے۔ طحاوی نے کہا چور کی شہادت بالاجماع مقبول ہے جب وہ توبہ کر لے۔ باب کا مطلب یہ تھا کہ قاذف کی توبہ کیونکر مقبول ہو گی لیکن حدیث میں چور کی توبہ مذکور ہے تو امام بخاری نے قاذف کو چور پر قیاس کیا۔

٢٦٤٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ)). [راجع: ٢٣١٤]

(۲۶۴۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا عقیل سے' وہ ابن شہاب سے' ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ان لوگوں کے لئے جو شادی شدہ نہ ہوں اور زنا کریں۔ یہ حکم دیا تھا کہ انہیں سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے۔

حضرت امام بخاری کا مقصد اس روایت کے لانے سے یہ ہے کہ جب حدیث میں غیر محصن کی سزا یہی مذکور ہوئی کہ سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے جلا وطن کرو اور توبہ کا علیحدہ ذکر نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک سال تک بے وطن رہنا یہی توبہ ہے۔ س کے بعد اس کی شہادت قبول ہو گی۔

٩- بَابُ لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ

باب اگر ظلم کی بات پر لوگ گواہ بنانا چاہیں تو گواہ نہ بنے

٢٦٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِي مِنْ مَالِهِ، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِي، فَقَالَتْ: لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلاَمٌ فَأَتَى بِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهَذَا. قَالَ: ((أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأُرَاهُ قَالَ : ((لاَ

(۲۶۵۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو ابو حیان تیمی (یحییٰ بن سعید) نے' انہیں شعبی نے' اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میری ماں نے میرے باپ سے مجھے ایک چیز ہبہ دینے کیلئے کہا (پہلے تو انہوں نے انکار کیا کیونکہ دوسری بیوی کے بھی اولاد تھی) پھر راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز ہبہ کر دی۔ لیکن ماں نے کہا کہ جب تک آپ نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ نہ بنائیں میں اس پر راضی نہ ہوں گی۔ چنانچہ والد میرا ہاتھ پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں ابھی نو عمر تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس لڑکے کی ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ایک چیز اسے ہبہ کرنے کیلئے کہہ رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا'

تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ)). وَقَالَ أَبُو حَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ: ((لاَ أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ)).

[راجع: ٢٥٨٦]

اس کے علاوہ اور بھی تمہارے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں' ہیں۔ نعمانؓ ! نے بیان کیا' میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا تو مجھ کو ظلم کی بات پر گواہ نہ بنا۔ اور ابو حریز نے شعبی سے یہ نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا۔

گواہ پر اگر یہ ظاہر ہے کہ یہ ظلم ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے حق میں ہرگز گواہی نہ دے ورنہ وہ بھی اس گناہ میں شریک ہو جائے گا۔

٢٦٥١- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُونَهُمْ - قَالَ عِمْرَانُ: لاَ أَدْرِي أَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلاَ يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ)).

(٢٦٥١) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ میں نے زہدم بن مضربؒ سے سنا کہ میں نے عمران بن حصین ؓ سے سنا اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ (تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بھی بعد آئیں گے (تبع تابعین) عمران نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آنحضرت ﷺ نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو چور ہوں گے' جن میں دیانت کا نام نہ ہو گا۔ ان سے گواہی دینے کے لئے نہیں کہا جائے گا۔ لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے' مٹاپا ان میں عام ہو گا۔

[أطرافه في: ٣٦٥٠، ٦٤٢٨، ٦٦٩٥].

تشریح مطلب یہ ہے کہ نہ گواہی میں ان کو باک ہو گا نہ قسم کھانے میں' جلدی کے مارے کبھی گواہی پہلے ادا کریں گے پھر قسم کھائیں گے۔ کبھی قسم پہلے کھالیں گے پھر گواہی دیں گے۔

حدیث کے جملہ ویشھدون ولا یستشھدون پر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ ویعارضه ما رواه مسلم من حدیث زید بن خالد مرفوعا الا اخبر کم بخیر الشھداء الذی یاتی بالشھادة قبل ان یسالھا واختلف العلماء فی ترجیحھما فجنح ابن عبدالبر الی ترجیح حدیث زید بن خالد لکونه من روایة اھل المدینة فقدمه علی روایة اھل العراق وبالغ فزعم ان حدیث عمران ھذا لا اصل له وجنح غیره الی ترجیح حدیث عمران لاتفاق صاحبی الصحیح علیه وانفراد مسلم باخراج حدیث زید بن خالد وذھب اخرون الی الجمع بینھما الخ (فتح)

یعنی ویشھدون ولا یستشھدون سے زید بن خالد کی حدیث مرفوع معارض ہے' جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو بہترین گواہوں کی خبر نہ دوں؟ وہ وہ لوگ ہوں گے کہ وہ طلبی سے پہلے ہی خود گواہی دے دیں..... ہر دو احادیث کی ترجیح میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر نے حدیث زید بن خالد (مسلم) کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ اہل مدینہ کی روایت ہے۔ اور حدیث مذکور اہل عراق کی روایت سے ہے۔ پس اہل عراق پر اہل مدینہ کو ترجیح حاصل ہے۔ انہوں نے یہاں تک

مبالغہ کیا کہ حدیث عمران مذکورہ کو کہہ دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں (حالانکہ ان کا ایسا کہنا بھی صحیح نہیں ہے) دوسرے علماء نے حدیث عمران کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس پر ہر دو اماموں امام بخاری و امام مسلم کا اتفاق ہے۔ اور حدیث زید بن خالد کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ تیسرا گروہ علماء وہ ہے جو ان ہر دو احادیث میں تطبیق دینے کا قائل ہے۔

پہلی تطبیق یہ دی گئی ہے کہ حدیث زید میں ایسے شخص کی گواہی مراد ہے جسے کسی انسان کا حق معلوم ہے اور وہ انسان خود اس سے لاعلم ہے' پس وہ پہلے ہی جا کر اس صاحب حق کے حق میں گواہی دے کر اس کا حق ثابت کر دیتا ہے۔ یا یہ کہ اس شہادت کا کوئی اور عالم زندہ نہ ہو پس وہ اس شہادت کے مستحقین ورثہ کو خود مطلع کر دے اور گواہی دے کر ان کو معلوم کرا دے۔ اس جواب کو اکثر علماء نے پسند کیا ہے۔ اور بھی کئی توجیہات کی گئی ہیں جو فتح الباری میں مذکور ہیں۔ پس بہتر یہی ہے کہ ایسے تعارضات کو مناسب تطبیق سے اٹھایا جائے نہ کہ کسی صحیح حدیث کا انکار کیا جائے۔

٢٦٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. ثُمَّ يَجِيْءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ)). قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: ((وَكَانُوا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ)).

(٢٦٥٢) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی منصور سے' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' انہیں عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں' پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہمارے بڑے بزرگ شہادت اور عہد کا لفظ زبان سے نکالنے پر ہمیں مارتے تھے۔

[أطرافه في: ٣٦٥١، ٦٤٢٩، ٦٦٥٨].

مطلب یہ کہ اشهد بالله یا علی عهد الله ایسی باتوں کے منہ سے نکالنے پر ہمارے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے تاکہ قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے۔ موقع بے موقع قسم کھانے کی عادت بہتر نہیں ہے قسم میں احتیاط لازمی ہے۔

١٠- بَابُ مَا قِيْلَ فِي شَهَادَةِ الزُّوْرِ

باب جھوٹی گواہی دینا بڑا گناہ ہے

لِقَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالَّذِيْنَ لاَ يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ ، وَكِتْمَانِ ﴿وَلاَ تَكْتُمُو الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فرقان میں) فرمایا بہشت کا بالاخانہ ان کو ملے گا جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اسی طرح گواہی کو چھپانا بھی گناہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ) گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جس شخص نے گواہی کو چھپایا تو اس کے دل میں کھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۂ نساء میں کہ) اگر تم پیچ دار بناؤ گے اپنی زبانوں کو (جھوٹی) گواہی دے کر۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ قال تلوی لسانک بغیر الحق وهی اللجلجة فلا تقیم الشهادة علی وجهها یعنی مراد یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو حق بات سے پھیر کر توڑ موڑ کر بولے کہ جس سے گواہی صحیح طور پر ادا نہ ہو سکے۔ شارع علیہ السلام کا

مقصد یہ ہے کہ جہاں حق اور صداقت کی گواہی کا موقع ہو وہاں کھل کر صاف صاف لفظوں میں گواہی کا فرض ادا کرنا چاہئے۔ کنایہ استعارہ اشارہ وغیرہ ایسے مواقع پر درست نہیں ہیں۔

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ وَهَبَ بْنَ جَرِيرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)). تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَأَبُو عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

(۲۶۵۳) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' کہا ہم نے وہب بن جریر اور عبدالملک بن ابراہیم سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا۔ اس روایت کی متابعت غندر' ابو عامر' بہز اور عبدالصمد نے شعبہ سے کی ہے۔

[طرفاه في: ٥٩٧٧، ٦٨٧١].

تشریح کبیرہ گناہ اور بھی بہت ہیں۔ یہاں روایت کے لانے سے حضرت امام کا مقصد جھوٹی گواہی کی مذمت کرنا ہے کہ یہ بھی کبیرہ گناہوں میں داخل ہے جس کی مذمت میں اور بھی بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بلکہ جھوٹ بولنے' جھوٹی گواہی دینے کو اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے یعنی بہت ہی بڑا کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ (ثَلاَثًا؟) قَالُوا: بَلَى يَارَسُولَ اللهِ. قَالَ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ -: أَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ)). قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا : لَيْتَهُ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ .

(۲۶۵۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریری نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں ؟ تین بار آپؐ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا' ہاں یارسول اللہ ! آپؐ نے فرمایا' اللہ کا کسی کو شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا' ہاں اور جھوٹی گواہی بھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔ اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے جریری نے بیان کیا' اور ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔

[أطرافه في: ٥٩٧٦، ٦٢٧٣، ٦٢٧٤، ٦٩١٩].

آپ کو بار بار یہ فرمانے میں تکلیف ہو رہی تھی' صحابہ نے شفقت کی راہ سے یہ چاہا کہ آپ بار بار فرمانے کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ خاموش ہو رہیں جبکہ آپ کئی بار فرما چکے ہیں۔ علماء نے گناہوں کو صغیرہ اور کبیرہ دو قسموں میں تقسیم کیا ہے' جس کے لئے دلائل بہت

ہیں۔ کچھ کا ایسا خیال ہے کہ صغیرہ گناہ کوئی نہیں' گناہ سب ہی کبیرہ ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ انکار الفرق بین الکبیرۃ والصغیرۃ لا یلیق بالفقیہ یعنی دین کی سمجھ رکھنے والوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کے فرق کا انکار کریں۔ آپؐ نے جھوٹی گواہی کو بار بار اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اور بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ' آپ کا مقصد تھا کہ مسلمان ہرگز اس کا ارتکاب نہ کریں۔

١١- بَابُ شَهَادَةِ الأَعْمَى وَأَمْرِهِ وَنِكَاحِهِ وَإِنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ

وَقَبُولِهِ فِي التَّأْذِيْنِ وَغَيْرِهِ . وَمَا يُعْرَفُ بِالأَصْوَاتِ. وَأَجَازَ شَهَادَتَهُ قَاسِمٌ وَالْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: تَجُوزُ شَهَادَتُهُ إِذَا كَانَ عَاقِلاً. وَقَالَ الْحَكَمُ: رُبَّ شَيْءٍ تَجُوزُ فِيْهِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ أَكُنْتَ تَرُدُّهُ؟ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ رَجُلاً، إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ. وَيَسْأَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيْلَ لَهُ طَلَعَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَعَرَفَتْ صَوْتِي، قَالَتْ سُلَيْمَانُ؟ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوكٌ مَا بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ. وَأَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُنْتَقِبَةٍ.

باب اندھے آدمی کی گواہی اور اس کے معاملہ کا بیان

اور اس کا اپنا نکاح کرنا یا کیس دوسرے کا نکاح کرانا' یا اس کی خرید و فروخت یا اس کی اذان وغیرہ جیسے امامت اور اقامت بھی اندھے کی درست ہے اسی طرح اندھے کی گواہی ان تمام امور میں جو آواز سے سمجھے جاسکتے ہوں۔ قاسم' حسن بصری' ابن سیرین' زہری اور عطاء نے بھی اندھے کی گواہی جائز رکھی ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ اگر وہ ذہین اور سمجھدار ہے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ حکم نے کہا کہ بہت سی چیزوں میں اس کی گواہی جائز ہو سکتی ہے۔ زہری نے کہا اچھا بتاؤ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کسی معاملہ میں گواہی دیں تو تم اسے رد کر سکتے ہو؟ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ (جب نابینا ہو گئے تھے تو) سورج غروب ہونے کے وقت ایک شخص کو بھیجتے (تاکہ آبادی سے باہر جا کر دیکھ آئیں کہ سورج پوری طرح غروب ہو گیا یا نہیں اور جب وہ آکر غروب ہونے کی خبر دیتے تو) آپ افطار کرتے تھے۔ اسی طرح آپ طلوع فجر کے متعلق پوچھتے اور جب آپ سے کہا جاتا کہ ہاں فجر طلوع ہو گئی تو دو رکعت (سنت فجر) نماز پڑھتے۔ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کے لئے میں نے ان سے اجازت چاہی تو انہوں نے میری آواز پہچان لی اور کہا سلیمان اندر آجاؤ۔ کیونکہ تم غلام ہو۔ جب تک تم پر (مال کتابت میں سے) کچھ بھی باقی رہ جائے گا۔ سمرہ بن جندبؓ نے نقاب پوش عورت کی گواہی جائز قرار دی تھی۔

تشریح آثار مذکورہ میں سے قاسم کے اثر کو سعید بن منصور نے اور حسن اور ابن سیرین اور زہری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء کے اثر کو اثرم نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا مالکیہ کا یہی مذہب ہے کہ اندھے کی گواہی قول میں اور بہرے کی گواہی فعل میں درست ہے۔ اور گواہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ آنکھوں والا اور کانوں والا ہو۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا' اس آدمی کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اس اثر سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اندھا اپنے معاملات میں دوسرے آدمی پر اعتماد کر سکتا ہے حالانکہ وہ اس کی صورت نہیں دیکھتا۔ سلیمان بن یسار مذکور حضرت عائشہؓ کے غلام تھے اور حضرت عائشہؓ غلام

سے پردہ کرنا ضروری نہیں جانتی تھیں خواہ اپنا غلام ہو یا کسی اور کا۔ سلیمان بن یسار مکاتب تھے۔ ان کا بدل کتابت ابھی ادا نہیں ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب تک بدل کتابت میں سے ایک پیسہ بھی تجھ پر باقی ہے تو غلام ہی سمجھا جائے گا۔ نقاب ڈالنے والی عورت کا نام معلوم نہیں ہوا۔ (وحیدی)

٢٦٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا)). وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ: ((تَهَجَّدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِي، فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَصَوْتُ عَبَّادٍ هَذَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا)).

(٢٦٥٥) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے باپ نے' اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے مجھے انہوں نے اس وقت فلاں اور فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں فلاں فلاں سورتوں میں سے بھول گیا تھا۔ عباد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں عائشہؓ سے یہ زیادتی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی۔ اس وقت آپؐ نے عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا' اے اللہ! عباد پر رحم فرما۔

[أطرافه في: ٥٠٣٧، ٥٠٣٨، ٥٠٤٢، ٦٣٣٥].

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن یزید یا عباد کی صورت نہیں دیکھی۔ صرف آواز سنی اور اس پر اعتماد کیا' تو معلوم ہوا کہ اندھا آدمی بھی آواز سن کر شہادت دے سکتا ہے۔ اگر اس کی آواز پہچانتا ہو۔ امام زہری یہی بتلا رہے ہیں کہ نابینا کی گواہی قبول ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ نابینا ہونے کی وجہ سے کوئی ان کی گواہی قبول نہ کرے۔

٢٦٥٦- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ - أَوْ قَالَ: حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ - ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ)) وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلاً أَعْمَى

(٢٦٥٦) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی سالم بن عبد اللہ سے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں۔ اس لئے تم لوگ سحری کھا پی سکتے ہو یہاں تک کہ (فجر کے لئے) دوسری اذان پکاری جائے۔ یا (یہ فرمایا) یہاں تک کہ عبد اللہ ابن ام مکتومؓ کی اذان سن لو۔ عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے اور جب تک ان سے کہا نہ جاتا صبح ہو گئی ہے' وہ اذان نہیں دیتے

لا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ النَّاسُ: أَصْبَحْتَ. تھے۔

[راجع: ٦١٧]

اس حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ لوگ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان پر اعتماد کرتے' کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ حالانکہ وہ نابینا تھے۔ اس سے بھی نابینا کی گواہی کا اثبات مقصود ہے اور ان لوگوں کی تردید جو نابینا کی گواہی قبول نہ کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

٢٦٥٧- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُما قَالَ: ((قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ. فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا. فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ. فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ. خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ، خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)). [راجع: ٢٥٩٩]

(٢٦٥٧) ہم سے زیاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن وردان نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' عبداللہ بن ابی ملیکہ سے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے یہاں چند قبائیں آئیں تو مجھ سے میرے باپ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ ممکن ہے آپ ان میں سے کوئی مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ میرے والد (حضور اکرم ﷺ کے گھر پہنچ کر) دروازے پر کھڑے ہو گئے اور باتیں کرنے لگے۔ آپؐ نے ان کی آواز پہچان لی اور باہر تشریف لائے' آپ کے پاس ایک قبا بھی تھی' آپ اس کی خوبیاں بیان کرنے لگے: اور فرمایا کہ میں نے یہ تمہارے ہی لئے الگ کر رکھی تھی' صرف تمہارے ہی لئے۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں فان فیه انه اعتمد علی صوته قبل ان یری شخصه یعنی اس حدیث سے مسئلہ یوں ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کی صرف آواز سنتے ہی ان پر اعتماد کر لیا اور آپؐ باہر تشریف لے آئے تو معلوم ہوا کہ اندھا آدمی بھی آواز سنے تو شہادت دے سکتا ہے اگر اس کی آواز پہچانتا ہو۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی غرباء پروری بھی ظاہر ہے کہ آپ غریبوں کا کس حد تک خیال فرماتے تھے۔ ﷺ۔

١٢- بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

باب عورتوں کی گواہی کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ﴾ [البقرة: ٢٨٢]

اور (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ "اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی میں پیش کرو)

٢٦٥٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ

(٢٦٥٨) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے زید نے خبر دی' انہیں عیاض بن عبداللہ نے اور انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھے کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہی تو ان کی عقل

شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلَى. قَالَ: فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا)). [راجع: ٣٠٤]

کا نقصان ہے۔

تشریح جب تو اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا۔ تمام حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کی خلقت بہ نسبت مرد کے ضعیف ہے۔ اس کے قویٰ دماغیہ بھی جسمانی قویٰ کے طرح مرد سے کمزور ہیں۔ اب اگر شاذونادر کوئی عورت ایسی نکل آئی کہ جس کی جسمانی یا دماغی طاقت مردوں سے زیادہ ہو تو اس سے اکثری فطری قاعدے میں کوئی خلل نہیں آ سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیم سے مرد اور عورت کے قویٰ دماغی میں اس طرح ریاضت اور کسرت سے قوائے جسمانی میں ترقی ہو سکتی ہے۔ مگر کسی حال میں عورت کی صنف کی فضیلت مرد کے صنف پر ثابت نہیں ہوئی۔ اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ تعلیم اور ریاضت سے عورتیں مردوں پر فضیلت حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ اس لئے کہ بحث نوع ذکور اور نوع نسواں میں ہے نہ کسی خاص شخص مذکر یا مؤنث میں۔ قسطلانی نے کہا کہ رمضان کے چاند کی روایت میں ایک شخص کی شہادت کافی ہے اور اموال کے دعاوی میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ ہو سکتا ہے اسی طرح اموال اور حقوق میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پر بھی اور حدود' نکاح اور قصاص میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے (وحیدی)

حضرت امام شافعیؒ نے اپنی محترمہ والدہ کا واقعہ بیان کیا کہ وہ مکہ شریف کی ایک عدالت میں ایک عورت کے ساتھ پیش ہوئیں۔ تو حاکم نے امتحان کے طور پر ان کو جدا جدا کرنا چاہا۔ فوراً انھوں نے کہا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى ﴾ (البقرة: ٢٨٢) ان دو گواہ عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور یہ جدائی کی صورت میں ناممکن ہے۔ حاکم نے آپ کے استدلال کو تسلیم کیا۔

١٣- بَابُ شَهَادَةِ الإِمَاءِ وَالْعَبِيْدِ

باب باندیوں اور غلاموں کی گواہی کا بیان

وَقَالَ أَنَسٌ : شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلاً. وَأَجَازَهُ شُرَيْحٌ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى. وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: شَهَادَته جَائِزَةٌ إِلاَّ الْعَبْدِ لِسَيِّدِهِ. وَأَجَازَهُ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ. وَقَالَ شُرَيْحٌ: كُلُّكُمْ بَنُو عَبِيْدٍ وَإِمَاءٍ.

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام اگر عادل ہے تو اس کی گواہی جائز ہے' شریح اور زرارہ بن اوفیٰ نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ اس کی گواہی جائز ہے' سوا اس صورت کے جب غلام اپنے مالک کے حق میں گواہی دے۔ (کیونکہ اس میں مالک کی طرفداری کا احتمال ہے) حسن اور ابراہیم نے معمولی چیزوں میں غلام کی گواہی کی اجازت دی ہے۔ قاضی شریح نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص غلاموں اور باندیوں کی اولاد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تم سب اللہ کے لونڈی غلام ہو اور اللہ ہی کے لونڈی غلاموں کی اولاد ہو' اس لئے کسی کو کسی پر فخر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبل نے اسی کے موافق حکم دیا ہے کہ لونڈی غلام کی جب وہ عادل اور ثقہ ہوں' گواہی مقبول ہے۔ مگر ائمہ ثلاثہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ حضرت امام بخاریؒ لونڈی غلاموں کی شہادت جب وہ عادل ثقہ ہوں ثابت فرما رہے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں نقل کردہ آثار سے آپ کا مدعا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

٢٦٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ

(٢٦٥٩) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے' وہ ابن ابی ملیکہ سے' ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) امام

الْحَارِثِ ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ، قَالَ فَجَاءَتْ أَمَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَعْرَضَ عَنِّي، قَالَ: فَتَنَحَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: ((وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْكُمَا. فَنَهَاهُ عَنْهَا)). [راجع: ۸۸]

بخاری نے کہا اور ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا' کہا کہ مجھ سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' یا (یہ کہا کہ) میں نے یہ حدیث ان سے سنی کہ انہوں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ایک سیاہ رنگ والی باندی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا' تو آپؐ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا پس میں جدا ہو گیا۔ میں نے پھر آپ کے سامنے جا کر اس کا ذکر کیا' تو آپؐ نے فرمایا' اب (نکاح) کیسے (باقی رہ سکتا ہے) جبکہ تمہیں اس عورت نے بتا دیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ چنانچہ آپ نے انہیں ام یحییٰ کو اپنے ساتھ رکھنے سے منع فرما دیا۔

اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایک لونڈی کی شہادت آنحضرت ﷺ نے قبول فرمائی اور اس کی بنا پر ایک صحابی عقبہ بن حارثؓ اور ان کی عورت میں جدائی کرا دی' معلوم ہوا کہ لونڈی غلاموں کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے' جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں ان کا قول درست نہیں۔

۱٤- بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

باب دودھ کی ماں کی گواہی کا بیان

۲٦٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ؟ دَعْهَا عَنْكَ. أَوْ نَحْوَهُ)). [راجع: ۸۸]

(۲٦٦۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا عمر بن سعید سے' وہ ابن ابی ملیکہ سے' ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ اس لئے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں بتا دیا گیا (کہ ایک ہی عورت تم دونوں کی دودھ کی ماں ہے) تو پھر اب اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اپنی بیوی کو اپنے سے جدا کر دے یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔

معلوم ہوا کہ رضاع کے بارے میں ایک ہی عورت مرضعہ کی شہادت کافی ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے' اس سے مرضعہ کی شہادت کا بھی اثبات ہوا۔

۱۵- بَابُ تَعْدِيْلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا

باب عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے کی اچھی عادتوں کے بارے میں گواہی دینا

٢٦٦١- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَأَفْهَمَنِي بَعْضَهُ أَحْمَدُ - قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِنْهُ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا- وَبَعْضُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتُ لَهُ اقْتِصَاصًا - وَوَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ، وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا. زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ. فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيْهِ. فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ، فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي، فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ.

(٢٦٦١) ہم سے ابو ربیع سلیمان بن داوٗد نے بیان کیا' امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کے بعض مطالب مجھ کو امام احمد بن یونس نے سمجھائے۔ کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر' سعید بن مسیب' علقمہ بن وقاص لیثی اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ قصہ بیان کیا' جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی لیکن اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس سے بری قرار دیا۔ زہری نے بیان کیا (کہ زہری سے بیان کرنے والے' جن کا سند میں زہری کے بعد ذکر ہے) تمام راویوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا تھا' بعض راویوں کو بعض دوسرے راویوں سے حدیث زیادہ یاد تھی اور وہ بیان بھی زیادہ بہتر طریقہ پر کر سکتے تھے۔ بہرحال ان سب راویوں سے میں نے یہ حدیث پوری طرح محفوظ کر لی تھی جسے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے تھے۔ ان راویوں میں ہر ایک کی روایت سے دوسرے راوی کی تصدیق ہوتی تھی۔ ان کا بیان تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کا پانسہ نکلتا' سفر میں وہی آپ کے ساتھ جاتی۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقع ۔ جس میں آپ بھی شرکت کر رہے تھے' آپؐ نے قرعہ ڈلوایا اور میرا نام نکلا۔ اب میں آپ کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ خیر میں ایک ہودج میں سوار رہتی' اسی میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا جاتا تھا۔ اس طرح ہم چلتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات آپ نے کوچ کا اعلان کروایا۔ میں یہ حکم سنتے ہی اٹھی اور لشکر سے آگے بڑھ گئی۔ جب حاجت سے فارغ ہوئی تو کجاوے کے پاس آ گئی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو میرا ظفار کے کالے نگینوں کا ہار موجود نہیں تھا۔ اس لئے میں ، وہاں دوبارہ پہنچی (جہاں قضاء حاجت کے لئے گئی تھی)

فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيْهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذَا ذٰلِكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِيْنَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْـهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيْهِ أَحَدٌ، فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَـيَّ. فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْـمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِيْ، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْـحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الإِفْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ. فَقَدِمْنَا الْـمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُونَ مِن قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ، وَيَرِيْبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لاَ أَرَى مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِيْنَ أَمْرَضُ، إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ: ((كَيْفَ تِيْكُمْ؟)) لاَ

اور میں نے ہار کو تلاش کیا۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ اس عرصے میں وہ اصحاب جو مجھے سوار کراتے تھے' آئے اور میرا ہودج اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ وہ یہی سمجھے کہ میں اس میں بیٹھی ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں' بھاری بھر کم نہیں۔ گوشت ان میں زیادہ نہیں رہتا تھا کیونکہ بہت معمولی غذا کھاتی تھیں۔ اس لئے ان لوگوں نے جب ہودج کو اٹھایا تو انہیں اس کے بوجھ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ میں یوں بھی نو عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ اصحاب نے اونٹ کو ہانک دیا اور خود بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ جب لشکر روانہ ہو چکا تو مجھے اپنا ہار ملا اور میں پڑاؤ کی جگہ آئی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے میں اس جگہ گئی جہاں پہلے میرا قیام تھا۔ میرا خیال تھا کہ جب وہ لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو یہیں لوٹ کے آئیں گے۔ (اپنی جگہ پہنچ کر) میں یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ثم زکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے (جو لشکریوں کی گری پڑی چیزوں کو اٹھا کر انہیں ان کے مالک تک پہنچانے کی خدمت کے لئے مقرر تھے) وہ میری طرف سے گزرے تو ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ نظر پڑا اس لئے اور قریب پہنچے۔ پردہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ ان کے اناللہ پڑھنے سے میں بیدار ہو گئی۔ آخر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں کو موڑ دیا (تاکہ بلا کسی مدد کے میں خود سوار ہو سکوں) چنانچہ میں سوار ہو گئی' اب وہ اونٹ پر مجھے بٹھائے ہوئے خود اس کے آگے آگے چلنے لگے۔ اسی طرح ہم جب لشکر کے قریب پہنچے تو لوگ بھری دوپہر میں آرام کے لئے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ (اتنی ہی بات تھی جس کی بنیاد پر) جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور تہمت کے معاملے میں پیش پیش عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔ پھر ہم مدینہ میں آ گئے اور میں ایک مہینے تک بیمار رہی۔ تہمت لگانے والوں کی باتوں کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ اپنی اس بیماری کے دوران مجھے اس سے بھی بڑا شبہ ہوتا تھا کہ ان دنوں رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف و کرم بھی میں نہیں دیکھتی

أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا، لاَ نَخْرُجُ إِلاَّ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ أَوْ فِي التَّنَزُّهِ. فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُهْمٍ نَمْشِي، فَعَثَرَتْ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ. فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: يَا هَنْتَاهُ، أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا: فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ، فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي. فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((كَيْفَ تِيكُمْ؟)) فَقُلْتُ: ائْذَنْ لِي إِلَى أَبَوَيَّ - قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا - فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُ أَبَوَيَّ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ، فَوَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلاَّ أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ: فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ. ثُمَّ أَصْبَحْتُ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ

تھی جن کا مشاہدہ اپنی پچھلی بیماریوں میں کر چکی تھی۔ پس آپ گھر میں جب آتے تو سلام کرتے اور صرف اتنا دریافت فرما لیتے' مزاج کیسا ہے؟ جو باتیں تہمت لگانے والے پھیلا رہے تھے ان میں سے کوئی بات مجھے معلوم نہیں تھی۔ جب میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی تو (ایک رات) میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ یہ ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی' ہم یہاں صرف رات ہی میں آتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ابھی ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ میدان میں جانے کے سلسلے میں (قضاء حاجت کے لئے) ہمارا طرز عمل قدیم عرب کی طرح تھا' میں اور ام مسطح بنت ابی رہم چل رہے تھے کہ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور ان کی زبان سے نکل گیا' مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا' بری بات آپ نے اپنی زبان سے نکالی' ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں آپ' جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگیں' اے! جو کچھ ان سب نے کہا ہے وہ آپ نے نہیں سنا' پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی ساری باتیں سنائیں اور ان باتوں کو سن کر میری بیماری اور بڑھ گئی۔ میں جب اپنے گھر واپس ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور دریافت فرمایا' مزاج کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے والدین کے یہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تحقیق کروں گی۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں جب گھر آئی تو میں نے اپنی والدہ (ام رومان) سے ان باتوں کے متعلق پوچھا' جو لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا' بیٹی اس طرح کی باتوں کی پروا نہ کر' خدا کی قسم! شاید ہی ایسا ہو کہ تجھ جیسی حسین و خوبصورت عورت کسی مرد کے گھر میں ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں' پھر بھی اس طرح کی باتیں نہ پھیلائی جایا کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! (سوکنوں کا کیا ذکر) وہ تو دوسرے لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ رات میں نے وہیں گزاری' صبح تک میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند آئی۔ صبح ہوئی تو رسول

أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ، فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللهِ إِلَّا خَيْرًا. وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ. فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((يَا بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يُرِيبُكِ؟)) فَقَالَتْ بَرِيرَةُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِينِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ يَعْذُرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي، فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)). فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا وَاللهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ. فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ - وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ - فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ، وَاللهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ. فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ

اللہ ﷺ نے اپنی بیوی کو جدا کرنے کے سلسلے میں مشورہ کرنے کے لئے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلوایا۔ کیونکہ وحی (اس سلسلے میں) اب تک نہیں آئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی بیویوں سے آپ کی محبت کا علم تھا۔ اس لئے اسی کے مطابق مشورہ دیا اور کہا' آپ کی بیوی یارسول اللہ ! واللہ' ہم ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے' عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں۔ باندی سے بھی آپ دریافت فرمالیجئے' وہ سچی بات بیان کریں گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا (جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص خادمہ تھی) اور دریافت فرمایا' بریرہ! کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تمہیں شبہ ہوا ہو۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس کا عیب میں ان پر لگا سکوں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نو عمر لڑکی ہیں آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں پھر بکری آتی ہے اور کھا لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ نے فرمایا' ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت اور تکلیف دہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ کی قسم' اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی چیز مجھے معلوم نہیں۔ پھر نام بھی اس معاملے میں انہوں نے ایک ایسے آدمی کا لیا ہے جس کے متعلق بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے۔ (یہ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ ! واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تہمت لگانے کا آپ نے اشارہ فرمایا ہے) اوس قبیلہ سے ہو گا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے (کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ خود قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر وہ خزرج کا آدمی ہوا' تو آپ ہمیں حکم دیں' جو بھی آپ کا حکم

فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ، وَاللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ. فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا، وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ. فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ. وَبَكَيْتُ يَوْمِي لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، فَأَصْبَحَ عِندِي أَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتَّى أَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ. قَالَتْ: فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي إِذِ اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمِ قِيْلَ فِيَّ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي شَيْءٌ. قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ)) فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، وَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. قَالَ: وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيْبِي عَنِّي رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْمَا قَالَ. قَالَتْ: وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ

ہو گا ہم تعمیل کریں گے۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے اب تک بہت صالح تھے۔ لیکن اس وقت (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بات پر) حمیت سے غصہ ہو گئے تھے اور (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے) کہنے لگے خدا کے دوام و بقا کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو' نہ تم اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تمہارے اندر اس کی طاقت ہے۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی) اور کہا' خدا کی قسم! ہم اسے قتل کر دیں گے (اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا) کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تم بھی منافق ہو۔ کیونکہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہو۔ اس پر اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جو ابھی تک منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ منبر سے اترے اور لوگوں کو نرم کیا۔ اب سب لوگ خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن بھی روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ پھر میرے پاس میرے ماں باپ آئے۔ میں دو راتوں اور ایک دن سے برابر روتی رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرے دل کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ماں باپ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری عورت نے اجازت چاہی اور میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم سب اسی طرح تھے کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے میرے متعلق وہ باتیں کہی جا رہی تھیں جو کبھی نہیں کہی گئیں تھیں۔ اس دن سے میرے پاس آپ نہیں بیٹھے تھے۔ آپؐ ایک مہینے تک انتظار کرتے رہے تھے۔ لیکن میرے معاملے میں کوئی وحی آپ پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپؐ نے تشہد پڑھی اور فرمایا' عائشہ! تمہارے متعلق مجھے یہ یہ باتیں معلوم ہوئیں۔ اگر تم اس معاملے میں بری ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری برأت ظاہر کر دے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے

لاَ أَقْرَأُ كَثِيْرًا مِنَ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ: إِنِّي وَا للهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيْئَةٌ - وَا للهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَبَرِيْئَةٌ - لاَ تُصَدِّقُوْنِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ -وَا للهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيْئَةٌ - لَتُصَدِّقُنِّي. وَا للهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلاً إِلاَّ أَبَا يُوسُفَ إِذْ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَا للهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ﴾. ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّئَنِيَ ا للهُ. وَلَكِنْ وَا للهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيًا، وَلأَنَا أَحْقَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُوْلُ ا للهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا تُبَرِّئُنِي، فَوَ ا للهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهُ وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ. فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ ا للهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي: ((يَا عَائِشَةُ احْمَدِي ا للهَ، فَقَدْ بَرَّأَكِ ا للهُ)). قَالَتْ لِي أُمِّي: قُوْمِي إِلَى رَسُوْلِ ا للهِ ﷺ. فَقُلْتُ: لاَ وَا للهِ لاَ أَقُوْمُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُ إِلاَّ ا للهَ. فَأَنْزَلَ ا للهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ [النور: ١١] الآيات. فَلَمَّا أَنْزَلَ ا للهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي

مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جونہی آپؐ نے اپنی گفتگو ختم کی' میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ اب ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق کہئے۔ لیکن انہوں نے کہا' قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہئے۔ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا' اس کے متعلق آنحضور ﷺ سے آپ ہی کچھ کہئے' انہوں نے بھی یہی فرما دیا کہ قسم اللہ کی! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کیا کہنا چاہئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نو عمر لڑکی تھی۔ قرآن مجھے زیادہ یاد نہیں تھا۔ میں نے کہا اللہ گواہ ہے' مجھے معلوم ہوا کہ آپ لوگوں نے بھی لوگوں کی افواہ سنی ہیں اور آپ لوگوں کے دلوں میں وہ بات بیٹھ گئی ہے اور اس کی تصدیق بھی آپ لوگ کر چکے ہیں' اس لئے اب اگر میں کہوں کہ میں (اس بہتان سے) بری ہوں' اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی اس سے بری ہوں تو آپ لوگ میری اس معاملے میں تصدیق نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں (گناہ کو) اپنے ذمہ لے لوں' حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں' تو آپ لوگ میری بات کی تصدیق کر دیں گے۔ قسم اللہ کی! میں اس وقت اپنی اور آپ لوگوں کی کوئی مثال یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے سوا نہیں پاتی کہ انہوں نے بھی فرمایا تھا "پس صبر جمیل" صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس معاملے میں میرا مدد گار اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس کے بعد بستر پر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور مجھے امید تھی کہ خود اللہ تعالیٰ میری برأت کرے گا۔ لیکن میرا یہ خیال کبھی نہ تھا کہ میرے متعلق وحی نازل ہو گی۔ میری اپنی نظر میں حیثیت اس سے بہت معمولی تھی کہ قرآن مجید میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہو۔ ہاں مجھے اتنی اُمید ضرور تھی کہ آپ کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ مجھے بری فرما دے گا۔

قَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ - وَاللهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ - إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ بَلَى وَاللهِ، إِنِّي لأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِيْ، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ: ((يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ؟ مَا رَأَيْتِ؟)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلاَّ خَيْرًا. قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي، فَعَصَمَهَا اللهُ بِالْوَرَعِ)).

قَالَ: وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ. قَالَ : وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ.

[راجع: ٢٥٩٣]

اللہ گواہ ہے کہ ابھی آپ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ اس وقت گھر میں موجود کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور (شدت وحی سے) آپ جس طرح پسینے پسینے ہو جایا کرتے تھے وہی کیفیت آپ کی اب بھی تھی۔ پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح آپ کے جسم مبارک سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ ہنس رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا' وہ یہ تھا اے عائشہ! اللہ کی حمد بیان کر کہ اس نے تمہیں بری قرار دے دیا ہے۔ میری والدہ نے کہا بیٹی جا' رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑی ہو جا۔ میں نے کہا' نہیں قسم اللہ کی میں آپ کے پاس جا کر کھڑی نہ ہوں گی اور میں تو صرف اللہ کی حمد و ثنا کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی "جن لوگوں نے تہمت تراشی کی ہے۔ وہ تم ہی میں سے کچھ لوگ ہیں۔" جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیت نازل فرمائی' تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات قرابت کی وجہ سے خود ہی اٹھاتے تھے کہا کہ قسم اللہ کی اب میں مسطح پر کبھی کوئی چیز خرچ نہیں کروں گا کہ وہ بھی عائشہ پر تہمت لگانے میں شریک تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "تم میں سے صاحب فضل و صاحب مال لوگ قسم نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غفور رحیم تک"۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم! بس میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو جو آپ پہلے دیا کرتے تھے وہ پھر دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا ام المؤمنین) سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم (عائشہؓ کے متعلق) کیا جانتی ہو؟ اور کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں (کہ جو چیز میں نے دیکھی ہو یا نہ سنی ہو وہ آپ سے بیان کرنے لگوں) خدا گواہ ہے کہ میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہی میری برابر کی تھیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کی وجہ

سے بچالیا۔ ابو الربیع نے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے عروہ نے' ان سے عائشہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اسی حدیث کی طرح۔ ابو الربیع نے (دوسری سند میں) بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن سعید نے اور ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر نے اسی حدیث کی طرح۔

تشریح: مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ طویل حدیث مذکورہ عنوان کے تحت اس لئے لائے ہیں کہ اس میں بریرہ رضی اللہ عنہا کی گواہی کا ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا اور انہوں نے آپ کے خصائل و اخلاق پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اسی طرح حدیث میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی گواہی کا بھی ذکر ہے۔

واقعہ افک اسلامی تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ محدثین کرام نے اس سے بہت سے مسائل کا استخراج کیا ہے۔ خود حضرت امام بخاریؒ اس حدیث کو کئی جگہ لائے ہیں اور مختلف مسائل اس سے نکالتے ہیں۔ واقعہ کی تفصیلات خود حدیث میں موجود ہیں۔ شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت رنج پہنچا کہ آپ کی شان نبوت پر ایک دھبہ لگ رہا تھا۔ مگر تحقیق حق کے بعد آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کو اس الزام میں سنگین سزا دینی چاہی کیونکہ اس الزام کا تراشنے والا اور اس کو ہوا دینے والا وہی بد بخت تھا۔ حضرت عائشہؓ نے جب اس الزام کا ذکر سنا تو روتے روتے ان کا برا حال ہو گیا بلکہ بخار بھی چڑھ آیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان نے آپ کو بہت سمجھایا بجھایا۔ مگر آپ کے رنج میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ آپ کا کھانا پینا' سونا سب ختم ہو رہا تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی اطمینان کے لئے اسامہ بن زیدؓ سے مشورہ لیا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کی برأت پر شہادت دی' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق آپ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا تو' تو انہوں نے بھی صاف صاف آپ کی معصومیت پر گواہی دی اور حضرت عائشہؓ کی برات میں سورۂ نور نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿ بھتان عظیم ﴾ قرار دیا۔

سبحان اللہ! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضل و شرف کا کیا ٹھکانا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل ہوا' جو قیامت تک پڑھا جایا کرے گا۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں شرف خاص سے نوازا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی گود میں آپ کے گھر میں انتقال فرمایا' پھر وہی گھر قیامت تک کے لئے اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ میں تبدیل ہو گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حافظ صاحب فرماتے ہیں والغرض منه سواله صلى الله عليه وسلم بريرة عن حال عائشة وجوابها ببرائتها واعتماد النبى صلى الله عليه وسلم على قولها حتى خطب فاستعذر من عبدالله بن ابى وكذلك سواله من زينب بنت جحش عن حال عائشة وجوابها ببراتها ايضا وقول عائشة فى حق زينب هى التى كانت تسامينى فعصمها الله بالورع ففى ذلك مراد الترجمة (فتح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہؓ کے متعلق بریرہ سے پوچھنا اور ان کا حضرت عائشہؓ کی پاکیزگی کے متعلق بیان دینا اور انکے بیان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد کر لینا' یہی مقصود باب ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے بارے میں خطبہ دیا اور اسکے متعلق مسلمانوں سے اپیل فرمائی۔ ایسا ہی حضرت زینبؓ سے حضرت عائشہؓ کے متعلق پوچھنا اور ان کا حضرت عائشہؓ کی برأت میں جواب دینا جس کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ بھی میری سوکن تھی' مگر اللہ پاک نے اس کی پرہیز گاری کی وجہ سے ان کو غلط بیانی سے بچایا' اسی سے ترجمۃ الباب کا اثبات ہوا۔

حضرت سعد بن عبادہ کی خفگی محض اس غلط فہمی پر تھی کہ سعد بن معاذ قبیلہ اوس سے پرانی عداوت کی بنا پر ایسا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نہایت صالح آدمی تھے مگر غلط فہمی نے ان کی حمیت کو جگا دیا تھا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

١٦- بَابٌ إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلاً كَفَاهُ

وَقَالَ أَبُو جَمِيْلَةَ: وَجَدْتُ مَنْبُوذًا فَلَمَّا رَآنِي عُمَرُ قَالَ: عَسَى الْغُوَيْرُ أَبْؤُسًا، كَأَنَّهُ يَتَّهِمُنِي. قَالَ عَرِيْفِي: أَنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ. قَالَ: كَذَلِكَ، اذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

باب جب ایک مرد دوسرے مرد کو اچھا کہے تو یہ کافی ہے

اور ابو جمیلہ نے کہا کہ میں نے ایک لڑکا راستے میں پڑا ہوا پایا۔ جب مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا' ایسا نہ ہو یہ غار آفت کا غار ہو' گویا انہوں نے مجھ پر برا گمان کیا' لیکن میرے قبیلہ کے سردار نے کہا کہ یہ صالح آدمی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی بات ہے تو پھر اس بچے کو لے جا' اس کا نفقہ ہمارے (بیت المال کے) ذمے رہے گا۔

تشریح یعنی ایک شخص کا تزکیہ کافی ہے اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک کم سے کم دو شخص تزکیہ کے لئے ضروری ہیں۔ غار کی مثال عرب میں اس موقع پر کہی جاتی ہے جہاں ظاہر میں سلامتی کی امید ہو اور درپردہ اس میں ہلاکت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ کچھ لوگ جان بچانے کو ایک غار میں جا کر چھپے' وہ غار ان پر گر پڑا تھا یا دشمن نے وہیں آ کر ان کو آ لیا۔ جب سے یہ مثل جاری ہو گئی۔ حضرت عمرؓ یہ سمجھ گئے کہ اس نے حرامکاری نہ کی ہو اور یہ لڑکا اس کا نطفہ ہو مگر ایک شخص کی گواہی پر آپ کا دل صاف ہو گیا اور آپ نے اس بچے کا بیت المال سے وظیفہ جاری کر دیا۔

تعدیل کا مطلب یہ کہ کسی آدمی کی عمدہ عادات و خصائل اور اس کی صداقت اور سنجیدگی پر گواہی دینا' اصطلاح محدثین میں تعدیل کا یہی مطلب ہے کہ کسی راوی کی ثقاہت ثابت کرنا۔

٢٦٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلاَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((وَيْلَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ (مِرَارًا). ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسَبُ فُلاَنًا. وَاللهُ حَسِيْبُهُ. وَلاَ أُزَكِّيْ عَلَى اللهِ أَحَدًا. أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا. إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ)). [طرفاه في: ٦٠٦١، ٦١٦٢].

(٢٦٦٢) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی' کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی' تو آپؐ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی' کئی مرتبہ (آپؐ نے اسی طرح فرمایا) پھر فرمایا کہ اگر کسی کے لئے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں' آگے اللہ خوب جانتا ہے' میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔

١٧- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الإِطْنَابِ فِي

باب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے جو جانتا ہو بس

الْمَدْحِ، وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَم

وہی کہے

٢٦٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ، رَجُلاً يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ: ((أَهْلَكْتُمْ - أَوْ قَطَعْتُمْ - ظَهْرَ الرَّجُل)). [طرفه في: ٦٠٦٠].

(۲۶۶۳) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص دوسرے کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ اس کی پشت توڑ دی۔

چونکہ گواہ کی تعدیل اور تزکیہ کا بیان ہو رہا ہے لہٰذا یہ بتلا دیا گیا کہ کسی کی تعریف میں حد سے گزر جانا اور کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا شرعاً یہ بھی مذموم ہے کہ اس سے سننے والے کے دل میں عجب و خود پسندی اور کبر پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ لہٰذا تعریف میں مبالغہ ہرگز نہ ہو اور تعریف کسی کے منہ پر نہ کی جائے اور اس کی بابت جس قدر معلومات ہوں بس ان پر اضافہ نہ ہو کہ سلامتی اسی میں ہے۔

١٨- بَابُ بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ

باب بچوں کا بالغ ہونا اور ان کی شہادت کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا بَلَغَ الأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا﴾ [النور: ٥٩]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ
"جب تمہارے بچے احتلام کی عمر کو پہنچ جائیں تو پھر انہیں (گھروں میں داخل ہوتے وقت) اجازت لینی چاہئے۔

وَقَالَ مُغِيْرَةُ: احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتَي عَشْرَةَ سَنَةً. وَبُلُوغُ النِّسَاءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاللاَّئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ - إِلَى قَوْلِهِ - أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق : ٤]. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: أَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً.

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں احتلام کی عمر کو پہنچا تو میں بارہ سال کا تھا اور لڑکیوں کا بلوغ حیض سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ "عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں" اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ ان یضعن حملھن ﴾ تک۔ حسن بن صالح نے کہا کہ میں نے اپنی ایک پڑوسن کو دیکھا کہ وہ اکیس سال کی عمر میں دادی بن چکی تھیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد باب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی عمر پندرہ سال کو پہنچ جائے تو وہ بالغ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی قبول ہو گی۔ یوں بچے بارہ سال کی عمر میں بھی بالغ ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اتفاقی امر ہے۔ عورتوں کے لئے حیض آ جانا بلوغت کی دلیل ہے۔ وقد اجمع العلماء علی ان الحیض بلوغ فی حق النساء (فتح) یعنی علماء کا اجماع ہے کہ عورتوں کا بلوغ ان کا حائضہ ہونا ہی ہے)

٢٦٦٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ

(۲۶۶۴) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے

قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي)) قَالَ نَافِعٌ: فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ، وَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ. [طرفه في : ٤٠٩٧].

نافع نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جنگ پر جانے کے لئے) پیش ہوئے تو انہیں اجازت نہیں ملی' اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی۔ پھر غزوہ خندق کے موقع پر پیش ہوئے تو اجازت مل گئی۔ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ نافع نے بیان کیا کہ جب میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے یہاں ان کی خلافت کے زمانے میں گیا تو میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان (پندرہ سال ہی کی) حد ہے۔ پھر انہوں نے اپنے حاکموں کو لکھا کہ جس بچے کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے (اس کا فوجی وظیفہ) بیت المال سے مقرر کر دیں۔

معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر ہونے پر بچے پر شرعی احکام جاری ہو جاتے ہیں اور اس عمر میں وہ گواہی کے قابل ہو سکتا ہے۔

٢٦٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)). [راجع: ٨٥٨]

(٢٦٦٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ شرعی واجبات انسان پر اس کے بالغ ہونے ہی پر نافذ ہوتے ہیں۔ شہادت بھی ایک شرعی امر ہے جس کے لئے بالغ ہونا ضروری ہے۔ بلوغت کی آخر حد پندرہ سال ہے جیسا کہ پچھلی روایت میں مذکور ہوا۔ اس سے امام بخاری نے یہ بھی نکالا کہ احتلام ہونے سے مرد جوان ہو جاتا ہے گو اس کی عمر پندرہ سال کو نہ پہنچی ہو۔

١٩- بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ : هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَبْلَ الْيَمِيْنِ

باب مدعیٰ علیہ کو قسم دلانے سے پہلے حاکم کا مدعی سے یہ پوچھنا تیرے پاس گواہ ہیں؟

٢٦٦٦، ٢٦٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ - وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ - لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ

(٢٦٦٦'٦٧) ہم سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی اور انہیں اعمش نے' انہیں شقیق نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے کوئی ایسی قسم کھائی' جس میں وہ جھوٹا تھا' کسی مسلمان کا مال چھیننے کے لئے' تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو گا۔

امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). قَالَ: فَقَالَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: فِيَّ وَاللهِ كَانَ ذَلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: ((احْلِفْ)). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِي. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً﴾ [آل عمران: ٧٧] إِلَى آخرِ الآيَةِ)).

انہوں نے بیان کیا کہ اس پر اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا گواہ ہے' یہ حدیث میرے ہی متعلق آنحضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ میرا ایک یہودی سے ایک زمین کا جھگڑا تھا۔ یہودی میرے حق کا انکار کر رہا تھا۔ اس لئے میں اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا (کیونکہ میں مدعی تھا) کہ گواہی پیش کرنا تمہارے ہی ذمہ ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' گواہ تو میرے پاس کوئی بھی نہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ پھر تم قسم کھاؤ۔ اشعث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بول پڑا' یا رسول اللہ! پھر تو یہ قسم کھالے گا اور میرا مال' ہضم کر جائے گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اسی واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں سے معمولی پونجی خریدتے ہیں آخر آیت تک"

[راجع: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

عدالت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مدعی سے گواہ طلب کرے۔ اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ علیہ سے قسم لے' اگر مدعیٰ علیہ جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ سخت گنہگار ہوگا' مگر عدالت میں بہت لوگ جھوٹ سے بچنا ضروری نہیں جانتے حالانکہ جھوٹی گواہی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایسے ہی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرنا اکبرا لکبائر یعنی بہت ہی بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

٢٠- بَابُ الْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ فِي الأَمْوَالِ وَالْحُدُودِ

باب دیوانی اور فوجداری دونوں مقدموں میں مدعیٰ علیہ سے قسم لینا

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ)) وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ كَلَّمَنِي أَبُو الزِّنَادِ فِي شَهَادَةِ الشَّاهِدِ وَيَمِينِ الْمُدَّعِي، فَقُلْتُ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ. فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى﴾ [البقرة: ٢٨٢] قُلْتُ: إِذَا كَانَ يُكْتَفَى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِينِ الْمُدَّعِي فَمَا

اور نبی کریم ﷺ نے (مدعی سے) فرمایا کہ تم اپنے دو گواہ پیش کرو ورنہ مدعیٰ علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ قتیبہ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے (کوفہ کے قاضی) ابن شبرمہ نے بیان کیا کہ (مدینہ کے قاضی) ابو الزناد نے مجھ سے مدعی کی قسم کے ساتھ صرف ایک گواہ کی گواہی کے (نافذ ہو جانے کے) بارے میں گفتگو کی تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو' پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں' جن گواہوں سے کہ تم مطمئن ہو' تاکہ اگر کوئی ایک ان دو میں سے بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے"۔ میں نے کہا کہ اگر مدعی کی قسم کے ساتھ صرف ایک گواہ کی گواہی کافی ہوتی تو پھر یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی

تَحْتَاجُ أَنْ تُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْأُخْرَى.

کہ اگر ایک بھول جائے۔ تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ دوسری عورت کے یاد دلانے سے فائدہ ہی کیا ہے؟

تشریح: ابو الزناد جن کا اوپر ذکر ہوا مدینہ کے قاضی اور امام مالک کے استاد ہیں۔ اہل مدینہ اور امام شافعی اور احمد اور اہلحدیث سب اس کے قائل ہیں کہ اگر مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کر دیں گے۔ مدعی کی قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گی اور یہ امر حدیث صحیح سے ثابت ہے جس کو امام مسلم نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کیا اور اصحاب سنن نے اس کو ابو ہریرہ اور جابر سے نکالا۔ ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

ابن شبرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔ اہل کوفہ جیسے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسے جائز نہیں کہتے اور صحیح حدیث کے برخلاف آیت قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ آیت قرآن حدیث کے برخلاف نہیں ہو سکتی اور قرآن کا جاننے والا اور سمجھنے والا آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی نہ تھا (وحیدی)

آیت سے ابن شبرمہ نے جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں معاملہ کرنے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ معاملہ کرتے وقت دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو گواہ کر لیں۔ دو عورتیں اس لئے رکھی ہیں کہ وہ ناقص العقل اور ناقص الحفظ ہوتی ہیں۔ ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور یہ ظاہر ہے کہ مدعی سے جو قسم لی جاتی ہے وہ اسی وقت جب نصاب شہادت کا پورا نہ ہو' اگر ایک مرد اور دو عورتیں یا دو مرد موجود ہوں تب مدعی سے قسم لینے کی ضرورت نہیں۔

امام شافعی نے فرمایا' یمین مع الشاہد کی حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ حدیث میں بیان ہے اس امر کا جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کے پیغمبر کے حکم پر چلیں اور جس چیز سے آپ نے منع فرمایا ہے اس سے باز رہیں۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں قرآن میں تو یہ ذکر ہے کہ اپنے پاؤں وضو میں دھوؤ' پھر حنفیہ موزوں پر مسح کیوں جائز کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں یہ ذکر ہے کہ اگر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو اور حنفیہ اس کے برخلاف ایک ضعیف حدیث کی رو سے نبیذ تمر سے وضو کیوں جائز سمجھتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ نبیذ تمر کی ضعیف اور مجہول حدیث ضعیف قرار دے کر اس سے کتاب اللہ پر زیادت جائز سمجھتے ہیں اور یمین مع الشاہد کی صحیح اور مشہور حدیث کو رد کرتے ہیں۔ وہل ہذا لا ظلم عظیم منہ (وحیدی)

حدیث ہذا کے ذیل مرحوم لکھتے ہیں یعنی جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں۔ بیہقی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً یوں نکالا البینة علی من ادعی والیمین علی من انکر معلوم ہوا کہ مدعیٰ علیہ پر ہر حال میں قسم کھانا لازم ہو گا۔ جب مدعی کے پاس شہادت نہ ہو' خواہ مدعی اور مدعیٰ علیہ میں اختلاط اور ربط ہو یا نہ ہو۔ امام شافعی اور اہلحدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے' لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ سے اسی وقت قسم لی جائے گی۔ جب اس میں اور مدعی میں ارتباط اور معاملات ہوں۔ ورنہ ہر شخص شریف آدمیوں کو قسم کھلانے کے لئے جھوٹے دعوے ان پر کرے گا (وحیدی)

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

(٢٦٦٨) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لکھا تھا "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ کے لئے قسم کھانے کا فیصلہ کیا تھا۔"

[راجع: ٢٥١٤]

٢٦٦٩، ٢٦٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالاً لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذَلِكَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ - إِلَى - عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾. ثُمَّ إِنَّ الأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ: صَدَقَ، لَفِيَّ أُنْزِلَتْ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي شَيْءٍ، فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ. فَقُلْتُ: إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلاَ يُبَالِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالاً - وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ - لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذَلِكَ. ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ)). [راجع: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

(۲۶۶۹٬ ۷۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا منصور سے' ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ عبداللہ بنائیں نے کہا کہ جو شخص (جھوٹی) قسم کسی کا مال حاصل کرنے کے لئے کھائے گا تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اللہ پاک اس پر غضبناک ہو گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے (اس حدیث کی) تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑی پونجی خریدتے ہیں۔ عذاب الیم" تک۔ پھر اشعث بن قیسؓ ہماری طرف تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود بنائیں) تم سے کون سی حدیث بیان کر رہے تھے۔ ہم نے ان کی یہی حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے صحیح بیان کی' یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرا ایک شخص سے جھگڑا تھا۔ ہم اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ یا تم دو گواہ لاؤ' ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ (گواہ میرے پاس نہیں ہیں لیکن اگر فیصلہ اس کی قسم پر ہوا) پھر تو یہ ضرور ہی قسم کھالے گا اور کوئی پروا نہ کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص بھی کسی کا مال لینے کے لئے (جھوٹی) قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا۔ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی تھی' پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت کی۔

تشریح بعض حنفیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ یمین مع الشاہد پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور یہ استدلال فاسد ہے کہ یمین مع الشاہدین کی شق میں داخل ہے تو مطلب یہ ہے کہ دو گواہ لا اس طرح سے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک قسم ورنہ مدعیٰ علیہ سے قسم لے۔ یہ حنفیہ اتنا غور نہیں کرتے کہ اللہ اور پیغمبر کے کلام کو باہم ملانا بہتر ہے یا ان میں مخالفت ڈالنا' ایک پر عمل کرنا' ایک کو ترک کرنا۔ (وحیدی)

الحمدللہ کہ حرم نبوی مدینۃ المنورہ میں ۹ اپریل ۷۰ء کو حضورؐ کے مواجہ شریف میں بیٹھ کر یہاں تک متن کو بغور پڑھا گیا۔

٢١- بَابُ إِذَا ادَّعَى أَوْ قَذَفَ فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ

باب اگر کسی نے کوئی دعویٰ کیا یا (اپنی عورت پر) زنا کا جرم لگایا اور گواہ لانے کے لئے مہلت چاہی تو مہلت دی جائے گی

جیسے حساب دیکھنے کے لئے مہلت دی جائے گی۔ اگر مہلت کے بعد ایک گواہ لایا اور دوسرا گواہ حاضر کرنے کے لئے اور مہلت چاہے تو پھر مہلت دی جائے گی۔

۲۶۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْبَيِّنَةَ ، أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلاً يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((الْبَيِّنَةَ وَإِلاَّ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ. فَذَكَرَ حَدِيْثَ اللِّعَانِ)).

(۲۶۷۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پر گواہ لا ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص اگر اپنی عورت پر کسی دوسرے کو دیکھے گا تو گواہ ڈھونڈنے دوڑے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی فرماتے رہے کہ گواہ لا ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ پھر لعان کی حدیث کا ذکر کیا۔

[طرفاه في : ۴۷۴۷، ۵۳۰۷].

تشریح مطلب یہ ہے کہ دعویٰ کرنے یا کسی پر تہمت لگانے کے بعد اگر مدعی کے پاس فوری طور پر گواہ نہ ہوں تو اتنا اس امر کی مہلت دی جائے گی کہ وہ گواہ تلاش کر کے عدالت میں پیش کرے۔ ہلال بن امیہ کے سامنے اس کا اپنا چشم دید واقعہ تھا اور خود اپنی بیوی کا معاملہ تھا' دوسری طرف ارشاد رسول پاک ﷺ کہ شرعی قانون کے تحت چار گواہ پیش کرو' اس نے حیران و پریشان ہو کر یہ بات کہی جو حدیث میں مذکور ہے۔ آخر اللہ پاک نے اس مشکل کا حل لعان کی صورت میں خود ہی پیش فرمایا اور رسول کریم ﷺ نے لعان کے متعلق مفصل حدیث ارشاد فرمائی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احادیث نبوی کا اصل ماخذ قرآن کریم ہی ہے' اس حقیقت کے پیش نظر قرآن مجید متن ہے اور حدیث نبوی اس کی شرح ہے جو لوگ محض قرآن مجید پر عمل کرنے کا نعرہ بلند کرتے اور احادیث نبوی کی تکذیب کرتے ہیں یہ شیطانی فریب میں گرفتار اور گمراہی کے عمیق غار میں گر چکے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہلاکت' تباہی' گمراہی اور دوزخ ہے۔ خدا کی مار ان لوگوں پر جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں تضاد ثابت کریں۔ قرآن پر ایمان کا دعویٰ کریں اور حدیث کا انکار کریں۔ ﴿ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ (التوبہ: ۳۰)

انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو فتنہ انکار حدیث کے بانی وہ لوگ ہیں جنہوں نے احادیث نبوی کو ظنیات کے درجہ میں رکھ کر ان کی اہمیت کو گرا دیا۔ حدیث نبوی جو بسند صحیح ثابت ہو اسکو محض ظن کہہ دینا بہت بڑی جرأت ہے اللہ ان فقہاء پر رحم کرے جو اس تخفیف حدیث کے مرتکب ہوئے جنہوں نے فتنہ انکار حدیث کا دروازہ کھول دیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو صراط مستقیم نصیب کرے۔ آمین۔

۲۲- بَابُ الْيَمِيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب عصر کی نماز کے بعد (جھوٹی) قسم کھانا اور زیادہ گناہ ہے

۲۶۷۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ

(۲۶۷۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن

حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيْقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلاً لاَ يُبَايِعُهُ إِلاَّ لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفَى لَهُ وَإِلاَّ لَمْ يَفِ لَهُ. وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلاً بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا)). [راجع: ٢٣٥٨]

عبدالحمید نے بیان کیا اعمش سے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ انہیں سخت دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جو سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی لئے جا رہا ہے اور کسی مسافر کو (جسے پانی کی ضرورت ہو) نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی (خلیفۃ المسلمین) سے بیعت کرے اور صرف دنیا کے لئے بیعت کرے کہ جس سے اس نے بیعت کی اگر وہ اس کا مقصد پورا کر دے تو یہ بھی وفاداری سے کام لے' ورنہ اس کے ساتھ بیعت و عہد کے خلاف کرے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا بھاؤ کرے اور اللہ کی قسم کھالے کہ اسے اس کا اتنا اتنا روپیہ مل رہا تھا اور خریدار اس سامان کو (اس کی قسم کی وجہ سے) لے لے۔ حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔

تینوں گناہ جو یہاں مذکور ہوئے اخلاقی اعتبار سے بھی بہت ہی برے ہیں کہ ان کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ حضرت امام بخاریؒ مذکورہ تیسرے شخص کی وجہ سے یہاں اس حدیث کو لائے۔ تجارت میں جھوٹ بول کر مال فروخت کرنا ہر وقت ہی گناہ ہے مگر عصر کے بعد ایسی قسم کھانا اور بھی بدتر گناہ ہے کہ دن کے اس آخری حصہ میں بھی وہ جھوٹ بولنے سے باز نہ رہ سکا۔

٢٣- بَابُ يَحْلِفُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلاَ يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ

باب مدعیٰ علیہ پر جہاں قسم کھانے کا حکم دیا جائے وہیں قسم کھالے یہ ضروری نہیں کہ کسی دوسری جگہ پر جا کر قسم کھائے

قَضَى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي، فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ، وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ)) فَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ.

اور مروان بن حکم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ایک مقدمے کا فیصلہ منبر پر بیٹھے ہوئے کیا اور (مدعیٰ علیہ ہونے کی وجہ سے) ان سے کہا کہ آپ میری جگہ آ کر قسم کھائیں۔ لیکن زید رضی اللہ عنہ اپنی ہی جگہ سے قسم کھانے لگے اور منبر کے پاس جا کر قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ مروان کو اس پر تعجب ہوا۔ اور نبی کریم ﷺ نے (اشعث بن قیس سے) فرمایا تھا کہ دو گواہ لاؤ ورنہ اس (یہودی) کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ آپؐ نے کسی خاص جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔

مثلاً مدعی کہے کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ' تو مدعیٰ علیہ پر ایسا کرنا لازم نہیں۔ حنفیہ کا یہی قول ہے اور حنابلہ بھی اس کے قائل

ہیں اور شافعیہ کے نزدیک اگر قاضی مناسب سمجھے تو ایسا حکم دے سکتا ہے گو مدعی اس کی خواہش نہ کرے۔ مروان کے واقعہ کو امام مالکؒ نے موطا میں وصل کیا ہے۔ زید بن ثابت اور عبداللہ بن مطیع میں ایک مکان کی بابت جھگڑا تھا۔ مروان اس وقت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے زید کو منبر پر جا کر قسم کھانے کا حکم دیا۔ زید نے انکار کیا اور زید کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے' مروان کی رائے پر عمل کرنے سے۔ لیکن حضرت عثمان سے بھی مروان کی رائے کے مطابق منقول ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے' امام شافعی نے کہا مصحف پر قسم دلانے میں قباحت نہیں (وحیدی)

اشعث بن قیس اور یہودی کا مقدمہ گذشتہ سے پیوستہ حدیث میں گزر چکا ہے' یہاں اسی طرف اشارہ ہے اگر کچھ اہمیت ہوتی تو آنحضرت ﷺ یہودی سے تورات ہاتھ میں لے کر قسم کھانے کا حکم فرماتے یا ان کے گرجا میں قسم کھانے کا حکم دیتے۔ مگر شرعاً ان کی قسم کے بارے میں کوئی ضرورت نہیں۔

۲۶۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالاً لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). [راجع: ۲۳۵۶]

(۲۶۷۳) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا اعمش سے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص قسم اس لئے کھاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ کسی کا مال (ناجائز طور پر) ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ پاک اس پر غضبناک ہو گا۔

قسم میں تاکید و تغلیظ کسی خاص مکان جیسے مسجد وغیرہ یا کسی خاص وقت جیسے عصر یا جمعہ کے دن وغیرہ سے نہیں پیدا ہوتی۔ جہاں عدالت ہے اور قانون شریعت کے اعتبار سے مدعیٰ علیہ پر قسم واجب ہوئی ہے' اس سے قسم اسی وقت اور وہیں لی جائے۔ قسم لینے کے لئے نہ کسی خاص وقت کا انتظار کیا جائے اور نہ کسی مقدس جگہ اسے لے جایا جائے۔ اس لئے کہ مکان و زمان سے اصل قسم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہی بتلانا چاہتے ہیں۔

۲۴- بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ

باب جب چند آدمی ہوں اور ہر ایک قسم کھانے میں جلدی کرے تو پہلے کس سے قسم لی جائے

۲۶۷۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ)).

(۲۶۷۴) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے چند آدمیوں سے قسم کھانے کے لئے کہا (ایک ایسے مقدمے میں جس کے یہ لوگ مدعیٰ علیہ تھے) قسم کے لئے سب ایک ساتھ آگے بڑھے۔ تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ قسم کھانے کے لئے ان میں باہم پانسہ ڈالا جائے کہ پہلے کون قسم کھائے۔

ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ دو شخصوں نے ایک چیز کا دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا' قرعہ ڈالو اور جس کا نام نکلے وہ قسم کھالے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ پیش

کئے۔ آپؐ نے آدھوں آدھ اونٹ دونوں کو دلا دیا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے قرعہ کا حکم دیا اور جس کا نام قرعہ میں نکلا اس کو دلا دیا۔

٢٥- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:
﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾.

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ آل عمران میں فرمان کہ "جو لوگ اللہ کو درمیان میں دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مول لیتے ہیں"۔ (آخر آیت تک)

٢٦٧٥- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ أَبُو إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: ((أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهَا. فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾)) [آل عمران : ٧٧]. وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: ((النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ)).
[راجع: ٢٠٨٨]

(٢٦٧٥) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی' انہیں عوام نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابو اسمٰعیل سکسکی نے بیان کیا اور انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ایک شخص نے اپنا سامان دکھا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اسے اس سامان کا اتنا روپیہ مل رہا تھا' حالانکہ اتنا نہیں مل رہا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں"۔ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گاہکوں کو پھانسنے کے لئے قیمت بڑھانے والا سود خود کی طرح خائن ہے۔

قاضی کے سامنے عدالت میں جھوٹ بولنے والوں کی مذمت پر جو جھوٹی قسم کھا کر غلط بیانی کریں حضرت امام بخاری نے خاص استدلال فرمایا ہے۔ یوں جھوٹ بولنا ہر جگہ ہی منع ہے۔

٢٦٧٦، ٢٦٧٧- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ - أَوْ قَالَ أَخِيْهِ - لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). وَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ الآيَةَ. فَلَقِيَنِي الأَشْعَثُ فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللهِ

(٢٦٧٦'٢٦٧٧) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا شعبہ سے' ان سے سلیمان نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم اس لئے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی کا مال لے سکے' یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ اپنے بھائی کا مال لے سکے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تصدیق میں قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی کہ "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی (جھوٹی) قسموں کے ذریعہ معمولی پونجی حاصل کرتے ہیں"۔ الخ پھر مجھ سے اشعث رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آج تم لوگوں سے کیا حدیث بیان کی تھی۔

الْيَومَ؟ قُلْتُ: كَذَا وَكَذَا. قَالَ: فِيَّ أُنزِلَتْ. [راجع: ٢٣٥٦،٢٣٥٧]

میں نے ان سے بیان کر دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت میرے ہی واقعے کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔

عدالت غیب داں نہیں ہوتی۔ کوئی شخص غلط بیانی کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر فیصلہ اپنے حق میں کرا لے' حالانکہ وہ ناحق پر ہے تو ایسا شخص عنداللہ ملعون ہے' وہ اپنے پیٹ میں آگ کا انگارہ کھا رہا ہے۔ قیامت کے دن وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گا۔ اس کو یہ حقیقت خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ جو لوگ قاضی کے فیصلہ کو ظاہر و باطن ہر حال میں نافذ کہتے ہیں' ان کی غلط بیانی کی طرف بھی یہ اشارہ ہے۔

٢٦- بَابُ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟

قَالَ تَعَالَى : ﴿يَحْلِفُونَ بِاللهِ لَكُمْ﴾ وَقَولُهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿ثُمَّ جَاؤُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ إِحْسَانًا وَتَوفِيْقًا﴾. يُقَالُ: بِاللهِ وَتَاللهِ وَوَاللهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللهِ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ)) وَلاَ يَحْلِفُ بِغَيْرِ اللهِ.

باب کیونکر قسم لی جائے

سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ لوگ آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں' تم کو راضی کرنے کے لئے" اور سورۂ نساء میں "پھر تیرے پاس اللہ کی قسم کھاتے آتے ہیں کہ ہماری نیت تو بھلائی اور ملاپ کی تھی" قسم میں یوں کہا جائے باللہ 'تاللہ' واللہ (اللہ کی قسم) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اور وہ شخص جو اللہ کی قسم عصر کے بعد کھاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائیں۔

بعض نسخوں میں اور دو آیتیں بھی مذکور ہیں ﴿ وَيَحْلِفُونَ بِاللهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ ﴾ (التوبہ : ٥٦) اور ﴿ فَيُقْسِمٰنِ بِاللهِ لَشَهَادَتُنَآ أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا ﴾ (المائدۃ : ١٠٧) ۔ اور آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قسم میں تغلیظ یعنی سختی ضروری نہیں صرف اللہ کی قسم کافی ہے۔ عرب میں باللہ' تاللہ' واللہ یہ تینوں کلمے قسم میں کہے جاتے ہیں۔ مضمون باب میں آخری جملہ ولا یحلف بغیر اللہ یہ حضرت امام بخاری کا کلام ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔

٢٦٧٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَومِ وَاللَّيْلَةِ))، فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ : ((لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ)). فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَصِيَامُ رَمَضَانَ))، قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: ((لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ)). قَالَ: ((وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ

(٢٦٧٨) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ان کے چچا ابو سہیل نے' ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (ضمام بن ثعلبہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام کے متعلق پوچھنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' دن اور رات میں پانچ نمازیں ادا کرنا۔ اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ نماز اور ضروری ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں' یہ دوسری بات ہے کہ تم نفل پڑھو۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اور رمضان کے روزے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ (روزے) واجب ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں' سوا اس کے جو تم اپنے طور پر نفل رکھو۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ الزَّكَاةَ)). قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ)) فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لاَ أَزِيْدُ عَلَى هَذَا وَلاَ أَنْقُصَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)). [راجع: ٤٦]

زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا تو انہوں نے پوچھا' کیا (جو فرض زکوٰۃ آپ نے بتائی ہے) اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی خیرات واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں' سوا اس کے جو تم خود اپنی طرف سے نفل دو۔ اس کے بعد وہ صاحب یہ کہتے ہوئے جانے لگے کہ اللہ گواہ ہے نہ میں ان میں کوئی زیادتی کروں گا اور نہ کوئی کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہوا۔

یعنی جنت میں جائے گا۔ باب کا مطلب اس سے نکلا کہ اس نے قسم میں لفظ واللہ استعمال کیا۔ قسم کھانے میں یہی کافی ہے۔ واللہ' باللہ' تاللہ یہ سب قسمیہ الفاظ ہیں۔

٢٦٧٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ : ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)).

(٢٦٧٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے جویریہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے' ورنہ خاموش رہے۔

[أطرافه في: ٣٨٣٦، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ٦٦٤٨].

اس میں اشارہ ہے کہ عدالت میں قسم وہی معتبر ہو گی جو اللہ کے نام پر کھائی جائے۔ غیر اللہ کی قسم ناقابل اعتبار بلکہ گناہ ہو گی۔ دوسری روایت میں ہے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی' اس نے شرک کیا۔ پس قسم سچی کھانی چاہئے اور وہ صرف اللہ کے نام پاک کی قسم ہو ورنہ خاموش رہنا بہتر ہے۔

٢٧- بَابُ مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِيْنِ

باب جس مدعی نے (مدعیٰ علیہ کی) قسم کھالینے کے بعد گواہ پیش کئے

تو اس کے گواہ قبول ہوں گے' اہل کوفہ اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر مدعی کو اپنے گواہوں کا علم نہ تھا اور اس نے مدعیٰ علیہ سے قسم لے لی' پھر گواہوں کا علم ہوا تو گواہ قبول ہوں گے اور جو گواہوں کا علم ہوتے ہوئے اس نے گواہ پیش نہیں کئے اور قسم لے لی تو اب گواہ منظور نہ ہوں گے۔ (وحیدی)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ)). وَقَالَ طَاوُسٌ وَإِبْرَاهِيْمُ: الْبَيِّنَةُ الْعَادِلَةُ أَحَقُّ مِنَ الْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ممکن ہے کہ (مدعی اور مدعیٰ علیہ میں کوئی) ایک دوسرے سے بہتر طریقہ پر اپنا مقدمہ پیش کر سکتا ہو۔ طاؤس' ابراہیم اور شریح رحمہم اللہ نے کہا کہ عادل گواہ جھوٹی قسم کے مقابلے میں قبول کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

٢٦٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

(٢٦٨٠) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا امام مالک سے' ان

مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، فَلاَ يَأْخُذْهَا)). [راجع: ۲٤٥٨]

سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے' ان سے زینب نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' تم لوگ میرے یہاں اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے (قوت بیانیہ بڑھ کر رکھتا ہے) پھر میں اس کو اگر اس کے بھائی کا حق (غلطی سے) دلا دوں' تو وہ (حلال نہ سمجھے) اس کو نہ لے' میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔

تشریح اس حدیث میں امام مالک اور شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا حکم ظاہراً نافذ ہوتا ہے نہ کہ باطنا' یعنی قاضی اگر غلطی سے کوئی فیصلہ کر دے تو جس کے موافق فیصلہ کرے عنداللہ اس کیلئے وہ شے درست نہ ہو گی اور حنفیہ کا رد ہوا جن کے نزدیک قاضی کی قضا ظاہراً اور باطنا دونوں طرح نافذ ہو جاتی ہیں۔ حدیث سے بھی یہی نکلا کہ پیغمبر صاحبؑ کو بھی دھوکا ہو جانا ممکن تھا اور آپ کو علم غیب نہ تھا اور جب آپ سے جو سارے جہاں سے افضل تھے غلطی ہو جانا ممکن ہوا تو اور کسی قاضی یا مجتہد یا امام یا عالم کی کیا حقیقت اور کیا ہستی ہے اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو کسی مجتہد یا پیر کو خطا سے معصوم سمجھے۔ (وحیدی)

۲۸- بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ

باب جس نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا

وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾. وَقَضَى ابْنُ الأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ وَعَنْ سَمُرَةَ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ قَالَ: وَعَدَنِي فَوَفَى لِي)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: رَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيْثِ ابْنِ أَشْوَعَ.

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے اس کو پورا کر دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے کیا ہے کہ وہ وعدے کے سچے تھے۔ اور سعید بن الاشوع نے وعدہ پورا کرنے کے لئے حکم دیا تھا۔ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا' اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ اپنے ایک داماد (ابوالعاص) کا ذکر فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا' ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ اسحاق بن ابراہیم کو میں نے دیکھا کہ وہ وعدہ پورا کرنے کے وجوب پر ابن اشوع کی حدیث سے دلیل لیتے تھے۔

امام بخاری اور بعض علماء کا یہی قول ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہئے' اگر کوئی نہ کرے تو قاضی پورا کرائے گا۔ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ وعدہ پورا کرنا مستحب ہے اور اخلاقاً ضروری ہے۔ پر قاضی جبراً اسے پورا نہیں کرا سکتا۔ ازروئے درایت امام بخاری ہی کا قول صحیح ہے کہ عدالت فیصلہ کرتے وقت ایک حکم جاری کرتی ہے گویا مدعیٰ علیہ سے وعدہ لیتی ہے کہ وہ عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے گویا اس پر عمل درآمد کرنے کا وعدہ کر رہا ہے۔ اب گھر جا کر وہ اس حکم پر عمل نہ کرے اور مدعی کو کورا جواب دے تو عدالت پولیس کے ذریعہ اپنے فیصلہ کا نفاذ کرائے گی۔ حضرت امام کا یہی منشا ہے اور دنیا کا یہی قانون ہے۔ اسی مقصد سے حضرت امام بخاری نے کئی احادیث اور آثار نقل کر دیئے ہیں۔ اگر عدالتی حکم کو کوئی شخص جاری نہ ہونے دے اور تسلیم کے وعدہ سے پھر جائے اور عدالت

کچھ نہ کر سکے تو یہ محض ایک تماشہ بن کر رہ جائے گا۔

٢٦٨١- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوسُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ: ((سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ، قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ)). [راجع: ٧]

(٢٦٨١) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ انہیں ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے ان سے کہا تھا کہ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ و سلم) تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ تمہیں نماز' سچائی' عفت' عہد کے پورا کرنے اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور یہ نبی کی صفات ہیں۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود مجتہد مطلق ہیں۔ جامع الصحیح میں جگہ جگہ آپ نے اپنے خدا داد اجتہادی ملکہ سے کام لیا ہے۔ آپ کے سامنے یہ نہیں ہوتا کہ ان کو کس مسلک کی موافقت کرنی ہے اور کس کی تردید۔ ان کے سامنے صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہوتی ہے۔ ان ہی کے تحت وہ مسائل و احکام پیش کرتے ہیں۔ وہ کسی مجتہد و امام کے مسلک کے مخالف ہوں یا موافق حضرت امام کو قطعاً یہ پرواہ نہیں ہوتی۔ پھر موجودہ دیو بندی ناشران بخاری کا کئی جگہ یہ لکھنا کہ یہاں امام بخاری نے فلاں امام کا مسلک اختیار کیا ہے بالکل غلط اور حضرت امام کی شان اجتہاد میں تنقیص ہے۔ اس جگہ بھی صاحب تفہیم البخاری نے ایسا ہی الزام دہرایا ہے۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وعدہ کرنے کا حکم بھی قضا کے تحت آ سکتا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غالباً اس باب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اختیار کیا ہے۔ (تفہیم البخاری' پ: ١٠/ ص: ١١٧)

سچ ہے المرا یقیس علی نفسہ مقلدین کا چونکہ یہی رویہ ہے وہ مجتہد مطلق امام بخاری کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ حضرت امام خود مجتہد مطلق ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

٢٦٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ)). [راجع: ٣٣]

(٢٦٨٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کہی تو جھوٹ کہی' امانت دی گئی تو اس نے اس میں خیانت کی اور وعدہ کیا تو اسے پورا نہیں کیا۔

٢٦٨٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

(٢٦٨٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہمیں ہشام نے خبر دی' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' انہیں عمرو بن دینار نے خبر دی'

عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ، أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا: قَالَ جَابِرٌ: فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا- فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالَ جَابِرٌ: فَعَدَّ فِي يَدِي خَمْسَمِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَمِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَمِائَةٍ)). [راجع: ٢٢٩٦]

انہیں محمد بن علی نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس (بحرین کے عامل) علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مال آیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ جس کسی کا بھی نبی کریم ﷺ پر کوئی قرض ہو' یا آنحضرت ﷺ کا اس سے وعدہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپؐ اتنا اتنا مال مجھے عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ بڑھائے اور میرے ہاتھ پر پانچ سو پھر پانچ سو اور پھر پانچ سو گن دیئے۔

گویا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی کو پورا کر دکھایا' اس سے بھی یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ وعدہ کو پورا کرنا ہی ہو گا خواہ بذریعہ عدالت ہی ہو۔

٢٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الأَفْطَسِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: ((سَأَلَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ: أَيَّ الأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى؟ قُلْتُ: لاَ أَدْرِي حَتَّى أَقْدَمَ عَلَى حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلَهُ. فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: قَضَى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ فَعَلَ)).

(٢٦٨٤) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم کو سعید بن سلیمان نے خبر دی' ان سے مروان بن شجاع نے بیان کیا' ان سے سالم افطس نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ حیرہ کے یہودی نے مجھ سے پوچھا' موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے مہر کے ادا کرنے میں) کون سی مدت پوری کی تھی؟ (یعنی آٹھ سال کی یا دس سال کی' جن کا قرآن میں ذکر ہے) میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں' ہاں! عرب کے بڑے عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ لوں (تو پھر تمہیں بتا دوں گا) چنانچہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے بڑی مدت پوری کی (دس سال کی) جو دونوں مدتوں میں بہتر تھی۔ رسول اللہ ﷺ بھی جب کسی سے وعدہ کرتے تو پورا کرتے تھے۔

تشریح ان جملہ احادیث سے حضرت امام نے وعدہ پورا کرنے کا وجوب ثابت کیا' خصوصاً جو وعدہ عدالت میں کیا جائے وہ نہ پورا کرے تو اس سے جبراً اسے پورا کرایا جائے گا۔ ورنہ عدالت ایک تماشہ بن کر رہ جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آٹھ سال اور دس سال کی مدتیں رکھی گئی تھیں۔ حضرت شعیبؑ نے ان سے فرمایا تھا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں۔ بشرطیکہ تم آٹھ برس میری نوکری کرو اور اگر دس برس پورا کرو تو یہ تمہارا احسان ہو گا۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ کہ اللہ کے رسول وعدہ خلاف ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا

ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ سعید نے کہا' پھر وہ یہودی مجھ سے ملا تو میں نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا وہ اسے بتلا دیا۔ وہ کہنے لگا ابن عباس رضی اللہ عنہما بے شک عالم ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور آپ نے یہ حضرت جبرائیل ؑ سے پوچھا تھا۔ جبرائیل نے اللہ پاک سے جس کے جواب میں اللہ پاک نے فرمایا تھا کہ موسیٰ ؑ نے وہ میعاد پوری کی جو زیادہ لمبی اور زیادہ بہتر تھی۔

٢٩- بَابُ لاَ يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا

باب مشرکوں کی گواہی قبول نہ ہو گی

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لاَ تَجُوزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾ [المائدة : ١٤].

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: ﴿آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾ الآيَةَ)).

اور شعبی نے کہا کہ دوسرے دین والوں کی گواہی ایک سے دوسرے کے خلاف لینی جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ "ہم نے ان میں باہم دشمنی اور بغض کو ہوا دے دی ہے"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اہل کتاب کی (ان کی مذہبی روایات میں) نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہہ لیا کرو کہ اللہ پر اور جو کچھ اس نے نازل کیا سب پر ہم ایمان لائے۔ الآیۃ

مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر نہ مسلمانوں پر قبول ہو گی۔ حنفیہ کے نزدیک مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر قبول ہو گی۔ اگرچہ ان کے مذہب مختلف ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو چار یہودیوں کی شہادت پر رجم کیا تھا۔

٢٦٨٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ أَحْدَثُ الأَخْبَارِ بِاللهِ تَقْرَأُونَهُ لَمْ يُشَبْ؟ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا: ﴿هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلاً﴾ [البقرة : ٧٩] أَفَلاَ يَنْهَاكُمْ بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَاءَلَتِهِمْ لاَ وَاللهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلاً قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ

(٢٦٨٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا یونس سے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' اے مسلمانو! اہل کتاب سے تم کیوں سوالات کرتے ہو۔ حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بعد میں نازل ہوئی ہے۔ تم اسے پڑھتے ہو اور اس میں کسی قسم کی آمیزش بھی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہے کہ اہل کتاب نے اس کتاب کو بدل دیا' جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی تھی اور خود ہی اس میں تغیر کر دیا اور پھر کہنے لگے یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کا مقصد اس سے صرف یہ تھا کہ اس طرح تھوڑی پونجی (دنیا کی) حاصل کر سکیں۔ پس کیا جو علم (قرآن) تمہارے پاس آیا ہے وہ تم کو ان (اہل کتاب) سے پوچھنے کو نہیں روکتا۔ اللہ کی قسم! ہم نے ان کے کسی آدمی کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان آیات کے متعلق تم سے پوچھتا ہو جو تم پر

الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ)). (تمہارے نبی کے ذریعہ) نازل کی گئی ہیں۔

[أطرافه في : ٧٣٦٣، ٧٥٢٢، ٧٥٢٣].

تشریح اسلام نے ثقہ عادل گواہ کے لئے جو شرائط رکھی ہیں۔ ایک غیر مسلم کا ان کے معیار پر اترنا ناممکن ہے۔ اس لئے علی العموم اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ حضرت امام بخاریؒ اسی مسلک کے دلائل بیان فرما رہے ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ امام وقت حاکم مجاز کسی غیر مسلم کی گواہی اس بنا پر قبول کرے کہ بعض دوسرے مستند قرائن سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہو۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خود چار یہودیوں کی گواہی پر ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو زنا کے جرم میں سنگساری کا حکم دیا تھا۔ بہرحال قاعدہ کلیہ وہی ہے جو حضرت امام نے بیان فرمایا ہے۔

٣٠- بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُشْكِلَاتِ

وَقَوْلِهِ: ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ [آل عمران : ٤٤]. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اقْتَرَعُوا فَجَرَتِ الأَقْلَامُ مَعَ الجِرْيَةِ، وَعَالَ قَلَمُ زَكَرِيَّاءَ الجِرية فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ. وَقَوْلِهِ: ﴿فَسَاهَمَ﴾ أَقْرَعَ ﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾ مِنَ الْمَسْهُومِينَ [الصافات : ١٤١]. وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: ((عَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ)).

باب مشکلات کے وقت قرعہ اندازی کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "جب وہ اپنی قلمیں ڈالنے لگے (قرعہ اندازی کے لئے تاکہ) فیصلہ کر سکیں کہ مریم کی کفالت کون کرے"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا) کہ جب سب لوگوں نے (نہر اردن میں) اپنے اپنے قلم ڈالے' تو تمام قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گئے۔ لیکن زکریا علیہ السلام کا قلم اس بہاؤ میں اوپر آ گیا۔ اس لئے انہوں نے ہی مریم علیہا السلام کی تربیت اپنے ذمہ لی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد فساهم کے معنے ہیں پس انہوں نے قرعہ ڈالا۔ ﴿فکان من المدحضین﴾ (میں مدحضین کے معنی ہیں) ﴿من المسهومین﴾ (یعنی قرعہ انہیں کے نام پر نکلا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے (کسی مقدمہ میں مدعیٰ علیہ ہونے کی بنا پر) کچھ لوگوں سے قسم کھانے کے لئے فرمایا' تو وہ سب (ایک ساتھ) آگے بڑھے۔ اس لئے آپ نے ان میں قرعہ ڈالنے کے لئے حکم فرمایا تاکہ فیصلہ ہو کہ سب سے پہلے قسم کون آدمی کھائے۔

جمہور علماء کے نزدیک قطع نزاع کے لئے قرعہ ڈالنا جائز اور مشروع ہے۔ ابن منذر نے حضرت امام ابو حنیفہ سے بھی اس کا جواز نقل کیا ہے۔ پس آیات اور حدیث سے قرعہ اندازی کا ثبوت ہوا۔ اب اگر کوئی قرعہ اندازی کا انکار کرے تو وہ خود غلطی میں مبتلا ہے۔

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ

(٢٦٨٦) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے' کہا کہ ہم سے شعبی نے بیان کیا' انہوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود میں سستی برتنے والے اور اس میں

النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّونَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهِ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: مَا لَكَ؟ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ))۔

مبتلا ہو جانے والے کی مثال ایک ایسی قوم کی سی ہے جس نے ایک کشتی (پر سفر کرنے کیلئے جگہ کے بارے میں) قرعہ اندازی کی۔ پھر نتیجے میں کچھ لوگ نیچے سوار ہوئے اور کچھ اوپر۔ نیچے کے لوگ پانی لے کر اوپر کی منزل سے گزرتے تھے اور اس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس خیال سے نیچے والا ایک آدمی کلہاڑی سے کشتی کا نیچے کا حصہ کاٹنے لگا۔ (تاکہ نیچے ہی سے سمندر کا پانی لے لیا کرے) اب اوپر والے آئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ تم لوگوں کو (میرے اوپر آنے جانے سے) تکلیف ہوتی تھی اور میرے لئے بھی پانی ضروری تھا۔ اب اگر انہوں نے نیچے والے کا ہاتھ پکڑ لیا تو انہیں بھی نجات دی اور خود بھی نجات پائی۔ لیکن اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا' تو انہیں بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہو گئے۔

اس سے قرعہ اندازی کا ثبوت ہوا۔ حضرت امام کا اس حدیث کو یہاں لانے کا یہی مقصد ہے اور اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید شدید بھی ظاہر ہوئی کہ برائی کو روکنا ضروری ہے ورنہ اس کی لپیٹ میں سب ہی آ سکتے ہیں۔ طاقت ہو تو برائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ ورنہ زبان سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں اس سے سخت نفرت کی جائے اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ الحمدللہ حکومت عربیہ سعودیہ میں دیکھا کہ محکمہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر سرکاری سطح پر قائم ہے اور ساری مملکت میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں' جو اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ اللہ پاک ہر جگہ کے مسلمانوں کو یہ توفیق بخشے کہ وہ اسی طرح اجتماعی طور پر بنی نوع انسان کی یہ اعلیٰ ترین خدمت انجام دیں اور انسانوں کی بھلائی و فلاح کو اپنی زندگی کا لازمہ بنا لیں۔ آمین یا رب العالمین۔

٢٦٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَنَا سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى حِينَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ، حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي ثِيَابِهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ

(٢٦٨٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے' ان سے خارجہ بن زید انصاری نے بیان کیا کہ ان کی رشتہ دار ایک عورت ام علاء نامی نے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت بھی کی تھی' انہیں خبر دی کہ انصار نے مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھہرانے کے لئے پانسے ڈالے تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا قیام ہمارے حصے میں آیا۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے گھر ٹھہرے اور کچھ مدت بعد وہ بیمار پڑ گئے۔ ہم نے ان کی تیمارداری کی مگر کچھ دن بعد ان کی وفات ہو گئی۔ جب ہم انہیں کفن دے چکے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا' ابو السائب! (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں' میری گواہی ہے کہ اللہ

اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ. فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ؟)) فَقُلْتُ: لاَ أَدْرِيْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللهِ الْيَقِينُ، وَإِنِّي لأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللهِ مَا أَدْرِي - وَأَنَا رَسُولُ اللهِ- مَا يُفْعَلُ بِهِ)). قَالَتْ: فَوَاللهِ لاَ أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا، وَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ. قَالَتْ: فَنِمْتُ فَأُرِيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)). [راجع: ۱۲۴۳]

تعالیٰ نے اپنے یہاں تمہاری ضرور عزت اور بڑائی کی ہو گی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت اور بڑائی کی ہو گی۔ میں نے عرض کیا' میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں' مجھے یہ بات کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہوئی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا' عثمان کا جہاں تک معاملہ ہے' تو اللہ گواہ ہے کہ ان کی وفات ہو چکی اور میں ان کے بارے میں اللہ سے خیر ہی کی امید رکھتا ہوں' لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ہونے کے باوجود مجھے بھی یہ علم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ ام علاء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں' اللہ کی قسم! اب اس کے بعد میں کسی شخص کی پاکی کبھی بیان نہیں کروں گی۔ اس سے مجھے رنج بھی ہوا (کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے میں نے ایک ایسی بات کہی جس کا مجھے حقیقی علم نہیں تھا) انہوں نے کہا (ایک دن) میں سو رہی تھی' میں نے خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ دیکھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل (نیک) تھا۔

تشریح کسی بھی بزرگ کے لئے قطعی جنتی ہونے کا حکم لگانا یہ منصب صرف اللہ اور رسول ہی کو حاصل ہے اور کسی کو بھی حق نہیں کہ کسی کو مطلق جنتی کہہ سکے۔ روایت میں قسم کے لئے لفظ واللہ بار بار آیا ہے اسی غرض سے امام بخاری اس کو یہاں لائے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے۔ میرا حال کیا ہونا ہے اور عثمان کا حال کیا ہونا ہے۔ یہ موافق ہے اس آیت کے جو سورۂ احقاف میں ہے۔ ﴿ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ﴾ (الاحقاف : ۹) یعنی میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہو گا اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ حدیث میں قرعہ اندازی کا ذکر ہے' باب کے مطابق یہ بھی ایک توجیہ ہے۔

پادریوں کا یہ اعتراض کہ تمہارے پیغمبر کو جب اپنی نجات کا علم نہ تھا تو دوسروں کی نجات وہ کیسے کرا سکتے ہیں۔ محض لغو اعتراض ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ سچے پیغمبر نہ ہوتے تو ضرور اپنی تعلی کے لئے یوں فرماتے کہ میں ایسا کروں گا ویسا کروں گا' مجھے سب اختیار ہے۔ سچے راست باز ہمیشہ انکساری سامنے رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر آپ نے ایسا فرمایا۔

۲۶۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ

(۲۶۸۸) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی زہری سے' انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے اور جن کا نام نکل آتا' انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ اپنی ہر بیوی

سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ. وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا. غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ اللهِ ﷺ)). [راجع: ۲۵۹۳]

کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر کر دی تھی۔ البتہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی عمر کے آخری دور میں) اپنی باری آپ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کو رضا حاصل ہو۔ (اس سے بھی قرعہ اندازی ثابت ہوئی)

۲۶۸۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلاَّ أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لاَسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لأَتَوهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). [راجع: ۶۱۵]

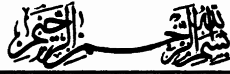
(۲۶۸۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوبکر کے غلام سمی نے بیان کیا' ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر لوگوں کو معلوم ہو تا کہ اذان اور صف اول میں کتنا ثواب ہے اور پھر (انہیں اس کے حاصل کرنے کے لئے) قرعہ اندازی کرنی پڑتی' تو وہ قرعہ اندازی بھی کرتے اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز سویرے پڑھنے میں کتنا ثواب ہے تو لوگ ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگیں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی کتنی فضیلتیں ہیں تو اگر گھٹنوں کے بل آنا پڑتا تو پھر بھی آتے۔

ان جملہ احادیث سے حضرت امام نے قرعہ اندازی کا جواز نکالا اور بتلایا کہ بہت سے معاملات ایسے بھی سامنے آجاتے ہیں کہ ان کے فیصلہ کے لئے بہتر طریقہ قرعہ اندازی ہی ہوتا ہے۔ پس اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ بعض لوگ قرعہ اندازی کو جائز نہیں کہتے' یہ ان کی عقل کا قصور ہے۔

حدیث ہذا سے اذان پکارنے اور صف اول میں کھڑے ہونے کی بھی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی اور نماز سویرے اول وقت پڑھنے کی بھی جیسا کہ جماعت اہلحدیث کا عمل ہے کہ فجر' ظہر' عصر' مغرب اول وقت ادا کرنا ان کا معمول ہے۔ خاص طور پر عصر و فجر میں تاخیر کرنا عنداللہ محبوب نہیں ہے۔ عصر اول وقت ایک مثل سایہ ہو جانے پر اور فجر غلس میں اول وقت پڑھنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طرز عمل تھا۔ جو آج تک حرمین شریفین میں معمول ہے۔ وباللہ التوفیق)

۵۳- كتاب الصلح

کتاب مسائل صلح کے بیان میں



١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِصْلاَحِ بَيْنَ النَّاسِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لاَ خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلاَّ مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلاَحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء : ١١٤].

وَخُرُوجِ الإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ.

باب لوگوں میں صلح کرانے کا ثواب

اور سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "ان کی اکثر کانا پھونسیوں میں خیر نہیں' سوا ان (سرگوشیوں) کے جو صدقہ یا اچھی بات کی طرف لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے ہوں یا لوگوں کے درمیان صلح کرائیں اور جو شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو جلد ہی ہم اسے اجر عظیم دیں گے اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ امام خود اپنے اصحاب کے ساتھ مختلف مقامات پر جا کر لوگوں میں صلح کرائے۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے صلح کی فضیلت میں اسی آیت پر اقتصار کیا' شاید ان کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں اپنی شرط پر نہیں ملی۔ امام احمدؒ نے ابو الدرداء سے مرفوعاً نکالا کہ میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں جو روزے اور نماز اور صدقے سے افضل ہے' وہ کیا ہے آپس میں ملاپ کر دینا۔ آپس میں فساد نیکیوں کو میٹ دیتا ہے۔ صلح کے مقابلے پر فساد جھگڑا جس کی قرآن مجید نے شدت سے برائی کی ہے اور بار بار بتلایا ہے کہ اللہ پاک جھگڑے فساد کو دوست نہیں رکھتا۔ وہ بہرحال صلح' امن' ملاپ کو دوست رکھتا ہے۔

٢٦٩٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : ((أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُنَاسٍ مِنْ

(٢٦٩٠) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا' ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قباء کے) بنو عمرو بن عوف میں آپس میں کچھ تکرار ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے کئی اصحاب کو ساتھ لے کر ان کے یہاں ان میں صلح کرانے کے لئے گئے اور نماز کا

أَصْحَابه يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حُبِسَ، وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ. فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوبَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ حَتَّى أَكْثَرُوا، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَرَاءَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ يُصَلِّي كَمَا هُوَ، فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ، إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ. يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ؟)) فَقَالَ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ٦٨٤]

وقت ہو گیا' لیکن آپ تشریف نہ لا سکے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اذان دی' ابھی تک چونکہ آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے تھے۔ اس لئے وہ (آنحضرت ﷺ ہی کی ہدایت کے مطابق) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ حضور ﷺ وہیں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے' کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ (نماز کے درمیان) نبی کریم ﷺ صفوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آپہنچے۔ لوگ بار بار ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے۔ مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے (مگر جب بار بار ایسا ہوا تو) آپ متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے پیچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے انہیں حکم دیا کہ جس طرح وہ نماز پڑھا رہے ہیں' اسے جاری رکھیں۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کی اور الٹے پاؤں پیچھے آگئے اور صف میں مل گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ہدایت کی کہ لوگو! جب نماز میں کوئی بات پیش آتی ہے تو تم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگتے ہو۔ ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ (مردوں کو) جس کی نماز میں کوئی بات پیش آئے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہئے' کیونکہ یہ لفظ جو بھی سنے گا وہ متوجہ ہو جائے گا۔ اے ابوبکر! جب میں نے اشارہ بھی کر دیا تھا تو پھر آپ لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ انہوں نے عرض کیا' ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے یہ بات مناسب نہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے۔

یہ حدیث پیچھے بھی گزر چکی ہے۔ یہاں حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں آپ کے بمقام قباء بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے جانے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ صلح کو اتنی اہمیت ہے کہ اس کے لئے بڑی سے بڑی شخصیت بھی پیش قدمی کر سکتی ہے۔ بھلا رسول کریم ﷺ سے افضل' بہتر اور بڑا کون ہو گا۔ آپ خود اس پاک مقصد کے لئے

قبا تشریف لے گئے۔ (ﷺ)

یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں نادانی سے کچھ لغزش ہو جائے تو وہ بہرحال قابل معافی ہے۔ مگر امام کو چاہئے کہ غلطی کرنے والوں کو آئندہ کے لئے ہدایت کر دے۔

٢٦٩١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ. فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ - وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ - فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ. فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَشَتَمَا، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالأَيْدِيْ وَالنِّعَالِ، فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ [الحجرات:٩].

(٢٦٩١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور ان سے انس بڑاٹھ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا' اگر آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ عبداللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص ان صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھاپائی' چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ "اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو"۔

تشریح عبداللہ بن ابی خزرج کا سردار تھا' مدینہ والے اس کو بادشاہ بنانے کو تھے' آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ امر ملتوی رہا۔ لوگوں نے آپ کو یہ رائے دی کہ آپ اس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اس کی دلجوئی ہو گی اور بہت سے لوگ اسلام قبول کریں گے۔ پیغمبر مغرور نہیں ہوتے' آپ بلا تکلف تشریف لے گئے۔ مگر اس مردود نے جو اپنے آپ کو بہت نفیس مزاج سمجھتا تھا' آپ کے گدھے کو بدبودار سمجھا اور یہ گستاخانہ کلام کیا جو اس کے خبث باطنی کی دلیل تھا۔ ایک انصاری صحابی نے اس کو منہ توڑ جواب دیا۔ جسے سن کر اس منافق کے خاندان کے کچھ لوگ طیش میں آ گئے اور قریب تھا کہ باہم جنگ بپا ہو جائے' آنحضرت ﷺ نے ہر دو فریق میں صلح کرا دی' آیت میں مسلمانوں میں صلح کرانے کا ذکر ہے۔ یہ ہر دو گروہ مسلمان ہی تھے۔ کتاب الصلح میں اس لئے اس حدیث کو حضرت امامؒ نے درج کیا کہ آپس کی صلح صفائی کے لئے آنحضرت ﷺ کی سخت ترین تاکیدات ہیں اور یہ عمل عنداللہ بہت ہی اجر و ثواب کا موجب ہے۔ آیت مذکورہ فی الباب میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آیت تو مسلمانوں کے بارے میں ہے اور عبداللہ بن ابی کے ساتھی تو اس وقت تک کافر تھے۔ قسطلانی نے کہا ابن عباس بڑاٹھ کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ساتھی بھی مسلمان ہو چکے تھے' آیت میں لفظ "مومنین" خود اس امر پر دلیل ہے۔

اہل اسلام کا باہمی قتل و قتال اتنا برا ہے کہ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ اللھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا بعض متعصب مقلد علماء نے اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلمانوں کے خلاف عوام میں اس قدر تعصب پھیلا رکھا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو بالکل اجنبیت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے علماء کو خدا نیک سمجھ عطا کرے' آمین۔ خاص طور پر اہلحدیث سے بغض و عناد اہل بدعت کی نشانی ہے جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی نے تحریر فرمایا ہے۔

٢- بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

٢٦٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا)).

باب دو آدمیوں میں میل ملاپ کرانے کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے

(٢٦٩٢) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا صالح بن کیسان سے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبردی کہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ نے انہیں خبردی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

تشریح مثلاً دو آدمیوں میں رنج ہو اور یہ ملاپ کرانے کی نیت سے کہے کہ وہ تو آپ کے خیر خواہ ہیں یا آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا ایسے جھوٹ کی رخصت ہے جس سے بہت فائدے کی امید ہو۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ ایک تو لڑائی میں' دوسرے مسلمانوں میں آپس میں میل جول کرانے میں' تیسرے اپنی بیوی سے۔ بعضوں نے اور مقاموں کو بھی جہاں کوئی مصلحت ہو' انہی پر قیاس کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جھوٹ بولنا جب منع ہے جب اس سے نقصان پیدا ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو' بعضوں نے کہا جھوٹ ہر حال میں منع ہے اور ایسے مقاموں میں توریہ کرنا بہتر ہے۔ مثلاً کوئی ظالم سے یوں کہے میں تو آپ کے لئے دعا کیا کرتا ہوں اور مطلب یہ رکھے اللھم اغفر للمسلمین کہا کرتا ہوں' اور ضرورت کے وقت تو جھوٹ بولنا بالاتفاق جائز ہے۔ ضرورت سے مذکورہ صلح صفائی کی ضرورت مراد ہے' یا کسی ظالم کے ظلم سے بچنے یا کسی کو بچانے کے لئے جھوٹ بولنا' حدیث انما الاعمال بالنیات کا یہ بھی مطلب ہے۔

٣- بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ لأَصْحَابِهِ : اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ

٢٦٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالاَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

باب حاکم لوگوں سے کہے ہم کو لے چلو ہم صلح کرادیں

(٢٦٩٣) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی اور اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قباء کے

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ قُبَاءَ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَالِكَ فَقَالَ: ((اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحَ بَيْنَهُمْ)). [راجع: ٦٨٤]

لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر پھینکے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع دی گئی' تو آپؐ نے فرمایا۔ چلو ہم ان میں صلح کرائیں گے۔

گویا آپ ﷺ نے صلح کے لئے خود پیش قدمی فرمائی' یہی باب کا مقصد ہے۔ باہمی جھگڑے کا ہونا ہر وقت ممکن ہے' مگر اسلام کا تقاضا بلکہ انسانیت کا تقاضا ہے کہ حسن تدبیر سے ایسے جھگڑوں کو ختم کر کے باہمی اتفاق کرا دیا جائے۔

٤- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَنْ يَصَالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا، وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء: ١٢٨]

باب سورۂ نساء میں اللہ کا یہ فرمانا اگر میاں بیوی صلح کرلیں تو صلح ہی بہتر ہے

٢٦٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ: ((هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنِ امْرَأَتِهِ مَا لاَ يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا، فَتَقُوْلُ: أَمْسِكْنِيْ، وَاقْسِمْ لِي مَا شِئْتَ قَالَتْ: فَلاَ بَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا)). [راجع: ٢٤٥٠]

(۲۶۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا ہشام بن عروہ سے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا) "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے بے توجہی دیکھے" تو اس سے مراد ایسا شوہر ہے جو اپنی بیوی میں ایسی چیزیں پائے جو اسے پسند نہ ہوں' عمر کی زیادتی وغیرہ اور اس لئے اسے اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہو اور عورت کہے کہ مجھے جدا نہ کرو (نفقہ وغیرہ) جس طرح تم چاہو دیتے رہنا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر دونوں اس پر راضی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر اگر مرد قرار داد کے موافق اس کی باری میں دوسری عورت کے پاس رہے یا اس کو خرچ کم دے تو گنہگار نہ ہو گا۔ کیونکہ عورت نے اپنی رضامندی سے اپنا حق ساقط کر دیا' جیسا کہ حضرت سودہؓ نے اپنی رضا سے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی اور آنحضرت ﷺ ان کی باری کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رہا کرتے تھے۔ میاں بیوی کا باہمی طور پر صلح صفائی سے رہنا اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

٥- بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُوْدٌ

باب اگر ظلم کی بات پر صلح کریں تو وہ صلح لغو ہے

٢٦٩٥، ٢٦٩٦- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ

(۲۶۹۵'۹۶) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالاَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَقَالُوا لِي: عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ، فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا: إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ. وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ - لِرَجُلٍ - فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَارْجُمْهَا. فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا)).

[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

نے اور ان سے ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے۔ دوسرے فریق نے بھی یہی کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیں۔ دیہاتی نے کہا کہ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ قوم نے کہا تمہارے لڑکے کو رجم کیا جائے گا' لیکن میں نے اپنے لڑکے کے اس جرم کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے ملک بدر کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تو تمہیں کو واپس لوٹا دی جاتی ہیں' البتہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے ملک بدر کیا جائے گا اور انیس تم (یہ قبیلہ اسلم کے ایک صحابی تھے) اس عورت کے گھر جاؤ اور اسے رجم کر دو (اگر وہ زنا کا اقرار کر لے) چنانچہ انیس گئے' اور (چونکہ اس نے بھی زنا کا اقرار کر لیا تھا اس لئے) اسے رجم کر دیا۔

تشریح گویا بیوی کے خاوند سے سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر صلح کر لی۔ باب کا مطلب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' تیری بکریاں اور لونڈی تجھ کو واپس ملیں گی' کیونکہ یہ ناجائز اور خلاف شرع صلح تھی۔ ابن دقیق العید نے کہا' اس حدیث سے یہ نکلا کہ معاوضہ ناجائز کے بدل جو چیز لی جائے اس کا پھیر دینا واجب ہے' لینے والا اس کا مالک نہیں ہوتا۔ روایت میں اہل علم سے مراد وہ صحابہ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جیسے خلفائے اربعہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم)

یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اہل علم سے اس کی تحقیق کر لینا ضروری ہے اور یہ تحقیق کتاب و سنت کی روشنی میں ہونی چاہئے نہ کہ محض تقلید کے اندھیرے میں ٹھوکریں کھائی جائیں' آیت ﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل: ۴۳) کا یہی مطلب ہے۔

٢٦٩٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا

(۲۶۹۷) ہم سے یعقوب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا' ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی

هَذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ)). رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔ اس کی روایت عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے کی ہے۔

تشریح عبداللہ بن جعفر کی روایت کو امام مسلم نے اور عبدالواحد کی روایت کو دار قطنی نے وصل کیا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو صلح برخلاف قواعد شرع ہو وہ لغو اور باطل ہے اور جب معاہدہ صلح باطل ٹھہرا تو جو معاوضہ کسی فریق نے لیا وہ واجب الرد ہو گا۔

یہ حدیث شریعت کی اصل الاصول ہے۔ اس سے ان تمام بدعات کا جو لوگوں نے دین میں نکال رکھی ہیں پورا رد ہو جاتا ہے۔ جیسے تیجہ' فاتحہ' چہلم' شب برات کا حلوہ' محرم کا کھچڑا' تعزیہ' شدہ' مولود' عرس' قبروں پر غلاف و پھول ڈالنا' ان پر میلے کرنا وغیرہ وغیرہ' یہ جملہ امور اس لئے بدعت سیہ ہیں کہ زمانہ' رسالت اور زمانہ' صحابہ و تابعین میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا' جیسا کہ کتب تاریخ و سیر موجود ہے۔ مگر کسی بھی مستند کتاب میں کسی بھی جگہ ان بدعات سیہ کا ثبوت نہیں ملے گا۔ اگر سارے اہل بدعت بھی مل کر زور لگائیں تو ناکام رہیں گے۔ بہرحال بدعت سے پرہیز کرنا اور سنت نبوی کو معمول بنانا بے حد ضروری ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

٦- بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ: هَذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى قَبِيْلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ

باب صلح نامہ میں یہ لکھنا کافی ہے "یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر فلاں ولد فلاں اور فلاں ولد فلاں نے صلح کی اور خاندان اور نسب نامہ لکھنا ضروری نہیں ہے۔"

(اگر دونوں شخص مشہور و معروف ہوں)

٢٦٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ كِتَابًا، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُوْلاً لَمْ نُقَاتِلْكَ. فَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَمْحُهُ. قَالَ عَلِيٌّ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ. فَمَحَاهُ

(٢٦٩٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی۔ انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ محمد کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو' اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو اسے نہیں مٹا سکتا' تو آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیا اور

رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِيَدِهِ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، وَلاَ يَدْخُلُوهَا إِلاَّ بِجُلُبَّانِ السِّلاَحِ. فَسَأَلُوهُ. مَا جُلُبَّانُ السِّلاَحِ؟ فَقَالَ : الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ)). [راجع: ١٧٨١]

مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لئے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں' شاگردوں نے پوچھا کہ ﴿جلبان السلاح﴾ (جس کا یہاں ذکر ہے) کیا چیز ہوتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر رہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے)

تشریح صلح نامہ میں صرف محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ کسی موقع پر اگر مخالفین کوئی نامناسب مطالبہ کریں جو ضد کی حد تک پہنچ جائے تو مجبوراً اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ آج جبکہ اہل اسلام اقلیت میں ہیں اور معاندین اسلام کی اکثریت ہے تو مجبوراً مسلمانوں کے سامنے ایسے بہت سے مسائل ہیں جن کو بادل ناخواستہ تسلیم کرنے ہی میں سلامتی ہے۔ ایسے امور کے لئے امید ہے کہ عنداللہ مؤاخذہ نہ ہو گا۔

آنحضرت ﷺ مستقبل میں اسلام کی فتح مبین دیکھ رہے تھے۔ اسی لئے حدیبیہ کے موقع پر مصلحتاً آپ نے مشرکین کی کئی ایک نامناسب باتوں کو تسلیم کر لیا اور آئندہ خود مشرکین مکہ ہی کو ان کی غلط شرائط کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ سچ ہے الحق یعلوا ولا یعلی علیه

٢٦٩٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ. فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: لاَ نُقِرُّ بِهَا، فَلَو نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ، لَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ))، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((امْحُ)): ((رَسُولَ اللهِ)) قَالَ: لاَ وَاللهِ لاَ أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكِتَابَ فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، لاَ يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلاَحٌ إِلاَّ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لاَ يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ

(٢٦٩٩) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا اسرائیل سے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب بنائی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا۔ لیکن مکہ والوں نے آپ کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ آخر صلح اس پر ہوئی کہ (آئندہ سال) آپ مکہ میں تین روز قیام کریں گے۔ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو اس میں لکھا گیا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ لیکن مشرکین نے کہا کہ ہم تو اسے نہیں مانتے۔ اگر ہمیں علم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ روکیں۔ بس آپ صرف محمد بن عبداللہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے علی بنائی سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو' انہوں نے عرض کیا' نہیں خدا کی قسم! میں تو یہ لفظ کبھی نہ مٹاؤں گا۔ آخر آپ نے خود دستاویز لی اور لکھا کہ یہ اس کی دستاویز ہے کہ محمد بن عبداللہ نے اس شرط پر صلح کی ہے کہ مکہ میں وہ ہتھیار میان میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں گے۔ اگر مکہ کا کوئی شخص ان کے ساتھ جانا چاہے گا' تو وہ اسے ساتھ نہ لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص

إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وَأَنْ لاَ يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا. فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَبِعَتْهُمْ ابْنَةُ حَمْزَةَ – يَا عَمِّ، يَا عَمِّ – فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ احْمِلِيْهَا. فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ. فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ))، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)). وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)). وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا)). [راجع: ١٧٨١]

مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے وہ نہ روکیں گے۔ جب (آئندہ سال) آپ مکہ تشریف لے گئے اور (مکہ میں قیام کی) مدت پوری ہو گئی' تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے صاحب سے کہئے کہ مدت پوری ہو گئی ہے اور اب وہ ہمارے یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بچی چچا چچا کرتی آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا' پھر فاطمہ علیہا السلام کے پاس ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا' اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو' انہوں نے اسکو اپنے ساتھ سوار کر لیا' پھر علی' زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں' یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے' پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات و اخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو۔ زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے مولا بھی۔

تشریح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ اس لئے ان کی صاحبزادی نے آپ کو چچا چچا کہہ کر پکارا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بچی کو اپنی بھتیجی اس لئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ زید رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولانا سے خطاب فرمایا' مولیٰ اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مالک آزاد کر دے۔ آپؐ نے حضرت زید کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ جب آپؐ نے یہ لڑکی از روئے انصاف حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دلوائی' تو اوروں کا دل خوش کرنے کے لئے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تیرا ہوں' تو میرا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تم دونوں ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور خون ملا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مٹانے اور آپؐ کا نام نامی لکھنے سے انکار عدول حکمی کے طور پر نہیں کیا' بلکہ قوت ایمانیہ کے جوش سے ان سے یہ نہیں ہو سکا کہ آپ کی رسالت جو سراسر برحق اور صحیح تھی' اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کا حکم بطور وجوب کے نہیں ہے۔

ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ ترجمہ میں صرف فلاں بن فلاں لکھنے پر اقتصار کیا اور زیادہ نسب نامہ خاندان وغیرہ نہیں لکھوایا۔ روایت ہذا میں جو آپ کے خود لکھنے کا ذکر ہے یہ بطور معجزہ ہو گا' ورنہ درحقیقت آپ نبی امی تھے اور لکھنے پڑھنے سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ پھر اللہ نے آپ کو علوم الاولین والاخرین سے مالا مال فرمایا۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں' امی ہونا بھی آپ کا معجزہ ہے۔

٧- بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ: فِيْهِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((ثُمَّ تَكُونُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ)).

وَفِيْهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَأَسْمَاءُ، وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٢٧٠٠- وَقَالَ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ((صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِيْنَ يَومَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَلاَثَةِ أَشْيَاءَ : عَلَى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوهُ. وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، وَلاَ يَدْخُلَهَا إِلاَّ بِجُلُبَّانِ السِّلاَحِ: السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ. فَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُيُودِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ)).[راجع: ١٧٨١]

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ، وَقَالَ : ((إِلاَّ بِجُلُبِ السِّلاَحِ)).

٢٧٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ، وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَقَاضَاهُمْ

باب مشرکین کے ساتھ صلح کرنا

اس باب میں ابو سفیانؓ کی حدیث ہے۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ایک دن آئے گا کہ پھر تمہاری رومیوں سے صلح ہو جائے گی۔

اس باب میں سہل بن حنیف اسماء اور مسور رضی اللہ عنہم کی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات ہیں۔

(۲۷۰۰) موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن سعید نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ مشرکین کے ساتھ تین شرائط پر کی تھی' (۱) یہ کہ مشرکین میں سے اگر کوئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائے تو آپ اسے واپس کردیں گے۔ لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی مشرکین کے یہاں پناہ لے گا تو یہ لوگ ایسے شخص کو واپس نہیں کریں گے۔ (۲) یہ کہ آپ آئندہ سال مکہ آسکیں گے اور صرف تین دن ٹھہریں گے۔ (۳) یہ کہ ہتھیار' تلوار' تیر وغیرہ نیام اور ترکش میں ڈال کر ہی مکہ میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ابو جندل رضی اللہ عنہ (جو مسلمان ہو گئے تھے اور قریش نے ان کو قید کر رکھا تھا) بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے' تو آپؐ نے انہیں (شرائط معاہدہ کے مطابق) مشرکوں کو واپس کر دیا۔ امام بخاری نے کہا کہ مؤمل نے سفیان سے ابو جندل کا ذکر نہیں کیا ہے اور الا بجلبان السلاح کے بجائے) الا بجلب السلاح کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

(۲۷۰۱) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا' کہا ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا احرام باندھ کر نکلے' تو کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا۔ اس لئے آپ نے قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور سر بھی وہیں منڈوا لیا اور کفار مکہ سے آپ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ آپ آئندہ سال عمرہ

عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلاَ يَحْمِلَ سِلاَحًا عَلَيْهِمْ إِلاَّ سُيُوفًا، وَلاَ يُقِيْمَ بِهَا إِلاَّ مَا أَحَبُّوا. فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلاَثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ)).

[طرفه في : ٤٢٥٢].

کر سکیں گے۔ تلواروں کے سوا اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں گے۔ (اور وہ بھی نیام میں ہوں گی) اور قریش جتنے دن چاہیں گے اس سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔ (یعنی تین دن) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور شرائط کے مطابق آپؐ مکہ میں داخل ہوئے' پھر جب تین دن گزر چکے تو قریش نے مکہ سے چلے جانے کے لئے کہا اور آپؐ وہاں سے واپس چلے آئے۔

اگرچہ مشرکین کی یہ شرطیں بالکل نامناسب تھیں' مگر رحمۃ للعالمین ﷺ نے بہت سے مصالح کے پیش نظر ان کو تسلیم فرما لیا۔ پس معلوم ہوا کہ دب کر صلح کر لینا بھی بعض مواقع پر ضروری ہو جاتا ہے۔ اسلام سراسر صلح کا حامی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فساد کو مٹانے کے لئے اپنا حق چھوڑ کر بھی صلح کر لے' اللہ اس سے بہت ہی بہتر اجر عطا کرتا ہے۔ حضرت حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح بھی اسی قسم کی تھی۔

٢٧٠٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: ((انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ. ..)).

[أطرافه في : ٣١٧٣، ٦١٤٣، ٦٨٩٨، ٧١٩٢].

(٢٧٠٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے بشیر بن یسار نے اور ان سے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہما خیبر گئے۔ خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی ان دنوں صلح تھی۔

اسی سے کافروں کے ساتھ صلح کرنا ثابت ہوا۔ صلح کے متعلق اسلام نے خاص ہدایات اسی لئے دی ہیں کہ اسلام سراسر امن اور صلح کا علمبردار ہے۔ اسلام نے جنگ و جدال کو کبھی پسند نہیں کیا' قرآن مجید میں صاف ہدایت ہے۔ ﴿ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾ (الانفال : ٦١) اگر دشمن صلح کرنا چاہے تو آپ ضرور صلح کے لئے جھک جایئے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی جنگی احکامات ہیں وہ صرف مدافعت کے لئے ہیں' جارحانہ ہدایت کہیں بھی نہیں ہے۔

٨- بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ

باب دیت پر صلح کرنا (یعنی قصاص معاف کر کے دیت پر راضی ہو جانا)

٢٧٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ - وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ - كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ

(٢٧٠٣) ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نضر کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے۔ اس پر لڑکی والوں نے تاوان مانگا اور ان لوگوں نے معافی چاہی' لیکن معاف کرنے سے انہوں نے

وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوا. فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا. فَقَالَ: ((يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ)). فَرَضِيَ الْقَومُ وَعَفَوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ)). زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ: ((فَرَضِيَ الْقَومُ وَقَبِلُوا الأَرْشَ)).

[أطرافه في: ٢٨٠٦، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤].

انکار کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے بدلہ لینے کا حکم دیا (یعنی ان کا بھی دانت توڑ دیا جائے) انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! ربیع کا دانت کس طرح توڑا جا سکے گا' نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا انس! کتاب اللہ کا فیصلہ تو بدلہ لینے (قصاص) ہی کا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ راضی ہو گئے اور معاف کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ فزاری نے (اپنی روایت میں) حمید سے' اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ وہ لوگ راضی ہو گئے اور تاوان لے لیا۔

دیت پر صلح کرنا ثابت ہوا۔ حضرت انس بن نضرؓ نے اللہ کی قسم اس امید پر کھائی کہ وہ ضرور ضرور فریق ثانی کے دل موڑ دے گا اور وہ قصاص کے بدلہ دیت پر راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی قسم کو پورا کر دیا اور فریق ثانی دیت لینے پر راضی ہو گیا' جس پر آنحضرت ﷺ نے کچھ مقبولان بارگاہ الٰہی کی نشان وہی فرمائی کہ وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ پاک سے متعلق اپنے دلوں میں کوئی سچا عزم کر لیں اور اس کو پورے بھروسے پر درمیان میں لے آئیں تو وہ ضرور ضرور ان کا عزم پورا کر دیتا ہے اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کاملین میں ایسی بہت سی مثالیں تاریخ عالم کے صفحات پر موجود ہیں اور قدرت کا یہ قانون اب بھی جاری ہے۔

٩- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا:

((ابْنِي هَذَا سَيِّد، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ، وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

باب حضرت حسن بن علیؓ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرا یہ بیٹا ہے

مسلمانوں کا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے اور اللہ پاک کا سورۂ حجرات میں یہ ارشاد کہ "پس دونوں میں صلح کرا دو"۔

٢٧٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: ((اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي

(٢٧٠٤) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام حسن بصری سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ قسم اللہ کی! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) پہاڑوں جیسا لشکر لے کر پہنچے' تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا (جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

لأَرَى كَتَائِبَ لاَ تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ - وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ - أَيْ عَمْرُو، إِنْ قَتَلَ هَؤُلاَءِ وَهَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ، مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ، مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ؟ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ - عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ - قَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُولاَ لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ. فَأَتَيَاهُ فَدَخَلاَ عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالاَ لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا. قَالاَ: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا. وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ. قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا؟ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلاَّ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَصَالَحَهُ. فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ - وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ - وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سِمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

[أطرافه في : ٣٦٢٩، ٣٧٤٦، ٧١٠٩].

مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کئے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اور قسم اللہ کی' وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے' کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا' یا اس نے اس کو کر دیا' تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لئے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا' لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز' آپؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو' ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم بنو عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں' یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں' بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا' تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی' پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے' آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت ہوا ہے۔

تشریح حدیث میں حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی صلح کا ذکر ہے اور اس سے صلح کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقصد کے تحت مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ اس حدیث کو یہاں لائے۔ اس صلح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی' جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور اس سے مسلمانوں کی باہمی خون ریزی رک گئی۔ حضرت حسنؓ کی عسکری طاقت اور حضرت امیر معاویہؓ کی دور اندیشی پھر مصالحت کے لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آمادگی' یہ جملہ حالات امت کے لئے بہت سے اسباق پیش کرتے ہیں۔ مگر صد افسوس کہ ان اسباق کو بہت کم مد نظر رکھا گیا' جس کی سزا امت ابھی تک بھگت رہی ہے۔

راوی کے قول وکان خیر الرجلین میں اشارہ حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کہ حضرت معاویہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے بہتر تھے جو جنگ کے خواہاں نہیں تھے۔

١٠- بَابُ هَلْ يُشِيْرُ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ؟

باب کیا امام صلح کے لئے فریقین کو اشارہ کر سکتا ہے؟

٢٧٠٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: ((سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ، عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمْ، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللهِ لاَ أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لاَ يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ)).

(٢٧٠٥) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن ہلال نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے ابو الرجال محمد بن عبدالرحمٰن نے' ان سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں؟ کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ ان صحابی نے عرض کیا' میں ہی ہوں یا رسول اللہ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو میں صلح کا اشارہ فرمایا' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ حافظ نے کہا' ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے' ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے اس شخص کو پوچھا تھا وہ کہاں ہے جو اچھی بات نہ کرنے کے لئے قسم کھا رہا تھا۔ گویا آپ نے اس کے فعل کو برا سمجھا اور صلح کا اشارہ کیا۔ وہ سمجھ گیا اور آپ کے پوچھتے ہی خود بخود کہنے لگا میرا مقروض جو چاہے وہ مجھ کو منظور

ہے۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کے ادب و احترام میں فوراً ہی آپ کا اشارہ پا کر مقروض کے قرض میں تخفیف کا اعلان کر دیا۔ بڑوں کے احترام میں انسان اپنا کچھ نقصان بھی برداشت کر لے تو بہتر ہے۔

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ قَالَ: ((حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِيِّ مَالٌ، فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا كَعْبُ - فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ: النِّصْفَ - فَأَخَذَ نِصْفَ مَا لَهُ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا)).

(٢٧٠٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے جعفر بن ربیعہ نے' ان سے اعرج نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا اور ان سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عبداللہ بن حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ پر ان کا قرض تھا' ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا' (آخر تکرار میں) دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ادھر سے گزرے تو آپ نے فرمایا' اے کعب! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ آدھا (قرض کم کر دے) چنانچہ انہوں نے آدھا قرض چھوڑ دیا اور آدھا لیا۔

[راجع: ٤٥٧]

اسلامی تعلیم یہی ہے کہ اگر مقروض نادار ہے تو اس کو ڈھیل دینا یا پھر معاف کر دینا ہی بہتر ہے۔ جو قرض خواہ کے اعمال خیر میں لکھا جائے گا۔ ﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ (البقرة: ٢٨٠) آیت قرآنی کا یہی مطلب ہے۔

١١- بَابُ فَضْلِ الإِصْلاَحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ

باب لوگوں میں آپس میں ملاپ کرانے اور انصاف کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٧٠٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلاَمَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ)).

(٢٧٠٧) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی ہمام سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انسان کے بدن کے (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ واجب ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔

[طرفاه في: ٢٨٩١، ٢٩٨٩].

یعنی جو صدقہ واجب تھا وہ لوگوں کے درمیان عدل کرنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ بھی ہے کہ لوگوں کے درمیان انصاف کیا جائے یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہی ہے جس کے نتائج بہت دور رس ہوتے ہیں' اسی لئے آپس میں میل ملاپ کرا دینے کو نفل نماز اور نفلی روزہ سے بھی زیادہ اہم عمل بتلایا گیا ہے۔

١٢- بَابُ إِذَا أَشَارَ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ

باب اگر حاکم صلح کرنے کے لئے اشارہ کرے اور کوئی فریق

فَأَبَى، حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ. نہ مانے تو قاعدے کا حکم دے دے

حکم یہی ہے کہ جس کا کھیت اوپر ہو وہ میڈوں تک پانی بھر جانے کے بعد اپنے ہمسایہ کے کھیت میں پانی چھوڑ دے۔

٢٧٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلاَهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ)). فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ. فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِ، ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ)). فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ، قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ مَا أَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ إِلاَّ فِي ذَلِكَ: ﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ الآيَةَ)) [النساء: ٦٥].

(٢٧٠٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبردی کہ زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ان میں اور ایک انصاری صحابی میں جو بدر کی لڑائی میں بھی شریک تھے' مدینہ کی پتھریلی زمین کی نالی کے باب میں جھگڑا ہوا۔ وہ اپنا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ دونوں حضرات اس نالے سے (اپنے باغ) سیراب کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' زبیر! تم پہلے سیراب کرلو' پھر اپنے پڑوسی کو بھی سیراب کرنے دو' اس پر انصاری کو غصہ آگیا اور کہا' یارسول اللہ! کیا اس وجہ سے کہ یہ آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا' اے زبیر! تم سیراب کرو اور پانی کو (اپنے باغ میں) اتنی دیر تک آنے دو کہ دیوار تک چڑھ جائے۔ اس مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق عطا فرمایا' اس سے پہلے آپ نے ایسا فیصلہ کیا تھا' جس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور انصاری صحابی دونوں کی رعایت تھی۔ لیکن جب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا تو آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو قانون کے مطابق پورا حق عطا فرمایا۔ عروہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہوئی تھی "پس ہرگز نہیں! تیرے رب کی قسم' یہ لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم نہ کرلیں۔" [راجع: ٢٣٦٠]

تشریح قاعدے اور ضابطے کا جہاں تک تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں بالکل انصاف پر مبنی تھا۔ مگر انصاری صحابی کو اس میں رو رعایت کا پہلو نظر آیا جو صحیح نہ تھا' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بلاچوں و چرا اطاعت رسول کو ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا۔

آیت کریمہ سے ان مقلدین جامدین کا بھی رد ہوتا ہے جو صحیح احادیث پر اپنے ائمہ کے اقوال کو ترجیح دیتے اور مختلف حیلوں بہانوں سے فیصلہ نبوی کو ٹال دیتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ جلد اول' ص: ٣٦٥' ٣٦٦ پر فرماتے ہیں۔ "پس اگر ہمیں

رسول معصوم کی حدیث بہ سند صحیح پہنچے جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے اور مجتہد کا مذہب اس سے مخالف ہو اور اس کے باوجود ہم حدیث صحیح کو چھوڑ کر مجتہد کی تخمین اور ظنی بات کی پیروی کریں تو ہم سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا اور ہم اس وقت کیا عذر پیش کریں گے جب کہ لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے حاضر ہوں گے۔" دوسری جگہ حضرت شاہ صاحب نے ایسی تقلید کو آیت ﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (التوبہ: ۳۱) کا مصداق قرار دیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

۱۳-بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيْرَاثِ، وَالْمجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ بَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيْكَانِ فَيَأْخُذَ هَذَا دَيْنًا وَهَذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

باب میت کے قرض خواہوں اور وارثوں میں صلح کا بیان اور قرض کا اندازہ سے ادا کرنا

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر دو شریک آپس میں یہ ٹھہرا لیں کہ ایک (اپنے حصہ کو بدل) قرض وصول کرے اور دوسرا نقد مال لے لے تو کوئی حرج نہیں۔ اب اگر ایک شریک کا حصہ تلف ہو جائے (مثلاً قرضہ ڈوب جائے) تو وہ اپنے شریک سے کچھ نہیں لے سکتا۔

۲۷۰۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوا، وَلَمْ يَرَوا أَنَّ فِيْهِ وَفَاءً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ)). فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ)). فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلاَّ قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ ثَلاَثَةَ عَشَرَ وَسْقًا: سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَوْنٌ، أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ. فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَضَحِكَ

(۲۷۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے وہب بن کیسان نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میرے والد جب شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کے سامنے یہ صورت رکھی کہ قرض کے بدلے میں وہ (اس سال کی کھجور کے) پھل لے لیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا' کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس سے قرض پورا نہیں ہو سکے گا' میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب پھل توڑ کر مربد (وہ جگہ جہاں کھجور خشک کرتے تھے) میں جمع کر دو (تو مجھے خبر دو) چنانچہ میں نے آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ تشریف لائے۔ ساتھ میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ وہاں کھجور کے ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی' پھر فرمایا کہ اب اپنے قرض خواہوں کو بلا لا اور ان کا قرض ادا کر دے' چنانچہ کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جس کا میرے باپ پر قرض رہا اور میں نے اسے ادا نہ کر دیا ہو۔ پھر بھی تیرہ وسق کھجور باقی بچ گئی۔ سات وسق عجوہ میں سے اور چھ وسق لون میں سے' یا چھ وسق عجوہ میں سے اور سات وسق لون میں سے' بعد میں

فَقَالَ: ((ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا))، فَقَالاَ: لَقَدْ عَلِمْنَا - إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا صَنَعَ - أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ)). وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهَبٍ عَنْ جَابِرٍ: ((صَلاَةَ الْعَصْرِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((أَبَا بَكْرٍ)) وَلاَ ((ضَحِكَ)) وَقَالَ: ((وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ ثَلاَثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا)). وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهَبٍ عَنْ جَابِرٍ ((صَلاَةَ الظُّهْرِ)).
[راجع: ٢١٢٧]

میں رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے وقت جا کر ملا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ہنسے اور فرمایا' ابو بکر اور عمر کے یہاں جا کر انہیں بھی یہ واقعہ بتا دو۔ چنانچہ میں نے انہیں بتلایا' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کرنا تھا آپ نے وہ کیا۔ ہمیں جبھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔ ہشام نے وہب سے اور انہوں نے جابر سے عصر کے وقت (جابرؓ کی حاضری کا) ذکر کیا ہے اور انہوں نے نہ ابو بکر بڑاتھ کا ذکر کیا اور نہ ہنسنے کا' یہ بھی بیان کیا کہ (جابرؓ نے کہا) میرے والد اپنے پر تیس وسق قرض چھوڑ گئے تھے اور ابن اسحاق نے وہب سے اور انہوں نے جابرؓ سے ظہر کی نماز کا ذکر کیا ہے۔

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ عجوہ مدینہ کی کھجور میں بہت اعلیٰ قسم ہے اور لون اس سے کمتر ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت جابر بڑاتھ نے اپنا سارا قرض ادا کر دیا' پھر بھی کافی بچت ہو گئی۔ خوش نصیب تھے حضرت جابر بڑاتھ جن کو یہ فیضان نبوی حاصل ہوا۔ مضمون باب کی ہر شق حدیث ہذا سے ثابت ہے۔

١٤- بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ

باب کچھ نقد دے کر قرض کے بدلے صلح کرنا

٢٧١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، فَقَالَ: ((يَا كَعْبُ))، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ، فَقَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُمْ فَاقْضِهِ)). [راجع: ٤٥٧]

(٢٧١٠) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' انہیں یونس نے خبر دی اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عبداللہ بن کعب نے خبر دی اور انہیں کعب بن مالک بڑاتھ نے خبر دی کہ انہوں نے ابن ابی حدرد بڑاتھ سے اپنا قرض طلب کیا' جو ان کے ذمہ تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کا واقعہ ہے۔ مسجد کے اندر ان دونوں کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سنی۔ آپ اس وقت اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ باہر آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ اٹھا کر کعب بن مالک بڑاتھ کو آواز دی۔ آپ نے پکارا اے کعب! انہوں نے کہا یا رسول اللہ' میں حاضر ہوں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ آدھا معاف کر دے۔ کعب بڑاتھ نے کہا کہ میں نے کر دیا یا رسول اللہ! آپؐ نے (ابن ابی حدرد بڑاتھ سے) فرمایا کہ اب اٹھو اور قرض ادا کر دو۔ (حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے)

۵۴- کتاب الشروط

کتاب شرائط کے مسائل کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الإِسْلاَمِ، وَالأَحْكَامِ، وَالْمُبَايَعَةِ

٢٧١١، ٢٧١٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لاَ يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ - وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ - إِلاَّ رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامْتَعَضُوا مِنْهُ، وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلاَّ ذَلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ذَلِكَ، فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا جَنْدَلٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلاَّ رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ

باب اسلام میں داخل ہوتے وقت اور معاملات بیع و شراء میں کون سی شرطیں لگانا جائز ہے؟

(۲۷۱۱'۲۷۱۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبردی' انہوں نے خلیفہ مروان اور مسور بن مخرمہؓ سے سنا' یہ دونوں حضرات اصحاب رسول اللہ ﷺ سے خبردیتے تھے کہ جب سہیل بن عمرو نے (حدیبیہ میں کفار قریش کی طرف سے معاہدہ صلح) لکھوایا تو جو شرائط نبی کریم ﷺ کے سامنے سہیل نے رکھی تھیں' ان میں یہ شرط بھی تھیں کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اگر آپ کے یہاں (فرار ہو کر) چلا جائے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو تو آپ کو اسے ہمارے حوالہ کرنا ہو گا۔ مسلمان یہ شرط پسند نہیں کر رہے تھے اور اس پر انہیں دکھ ہوا تھا۔ لیکن سہیل نے اس شرط کے بغیر صلح قبول نہ کی۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اسی شرط پر صلح نامہ لکھوا لیا۔ اتفاق سے اسی دن ابو جندل رضی اللہ عنہ کو جو مسلمان ہو کر آیا تھا (معاہدہ کے تحت بادل ناخواستہ) ان کے والد سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیا گیا۔ اسی طرح مدت صلح میں جو مرد بھی آنحضرت ﷺ کی

وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا. وَجَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ، وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ - وَهِيَ عَاتِقٌ - فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ: ﴿إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ - إِلَى قَوْلِهِ - وَلاَ هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ [الممتحنة : ١٠].

[راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

خدمت میں (مکہ سے بھاگ کر آیا) آپ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ رہا ہو۔ لیکن چند ایمان والی عورتیں بھی ہجرت کر کے آ گئی تھیں' ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں جو اسی دن (مکہ سے نکل کر) آپؐ کی خدمت میں آئی تھیں' وہ جوان تھیں اور جب ان کے گھر والے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا' تو آپؐ نے انہیں ان کے حوالے نہیں فرمایا' بلکہ عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ (سورۂ ممتحنہ میں) ارشاد فرما چکا تھا کہ "جب مسلمان عورتیں تمہارے یہاں ہجرت کر کے پہنچیں تو پہلے تم ان کا امتحان لے لو' یوں تو ان کے ایمان کے متعلق جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک کہ "کفار و مشرکین ان کے لئے حلال نہیں ہیں الخ۔"

٢٧١٣- قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ - إِلَى - غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ بَايَعْتُكِ)) كَلاَمًا يُكَلِّمُهَا بِهِ، وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلاَّ بِقَوْلِهِ)).

[أطرافه في : ٢٧٣٣، ٤١٨٢، ٤٨٩١، ٥٢٨٨، ٧٢١٤].

(۲۷۱۳) عروہ نے کہا کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ ہجرت کرنے والی عورتوں کا اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے "اے مسلمانو! جب تمہارے یہاں مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لے لو" غفور رحیم تک۔ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان عورتوں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ میں نے تم سے بیعت کی' آپ صرف زبان سے بیعت کرتے تھے۔ قسم اللہ کی! بیعت کرتے وقت آپؐ کے ہاتھ نے کسی بھی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا' بلکہ آپ صرف زبان سے بیعت لیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے بیعت لینے میں صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے' ان کو ہاتھ لگانا درست نہیں جیسے ہمارے زمانہ کے بعض جاہل پیر کرتے ہیں۔ خدا ان سے سمجھے اور ان کو ہدایت کرے۔ صلح حدیبیہ شرائط معلومہ کے ساتھ کی گئی' جن میں بعض شرطیں بظاہر مسلمانوں کے لئے ناگوار بھی تھیں' مگر بہرحال ان ہی شرائط پر صلح کا معاہدہ لکھا گیا' اس سے ثابت ہوا کہ ایسے مواقع پر فریقین مناسب شرطیں لگا سکتے ہیں۔

٢٧١٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(۲۷۱۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان

سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ: ((وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ٥٧]

کیا' ان سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا کہ میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپؐ نے مجھ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی تھی۔

٢٧١٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ٥٧]

(٢٧١٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرطوں کے ساتھ بیعت کی تھی۔

ہر دو احادیث میں بیعت کے شرائط نماز قائم کرنے وغیرہ کے متعلق ذکر ہے' اسی لئے ان کو یہاں لایا گیا۔

٢- بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ

باب پیوند لگانے کے بعد اگر کھجور کا درخت بیچے؟

٢٧١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)). [راجع: ٢٢٠٣]

(٢٧١٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کوئی ایسا کھجور کا باغ بیچا جس کی پیوند کاری ہو چکی تھی تو اس کا پھل (اس سال کے) بیچنے والے ہی کا ہو گا۔ ہاں اگر خریدار شرط لگادے۔ (تو پھل سمیت بیع سمجھی جائے گی)

مطلب یہ کہ بیع و شراء میں ایسی مناسب شرطوں کا لگانا جائز ہے۔ پھر معاملہ شرطوں کے ساتھ ہی طے سمجھا جائے گا۔ پیوند کاری کے بعد اگر خریدنے والا اسی سال کے پھل کی شرط لگالے' تو پھل اس کا ہو گا' ورنہ مالک ہی کا رہے گا۔

٣- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْبُيُوعِ

باب بیع میں شرطیں کرنے کا بیان

٢٧١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا

(٢٧١٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ بریرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں اپنے مکاتبت کے بارے میں ان سے مدد لینے کے لئے آئیں' انہوں نے ابھی تک اس معاملے میں (اپنے مالکوں کو) کچھ دیا نہیں تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ اپنے مالکوں کے یہاں جاکر (ان سے دریافت کرو) اگر وہ یہ

أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيْرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلَاؤُكِ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: ((ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٤٥٦]

صورت پسند کریں کہ تمہاری مکاتبت کی ساری رقم میں ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریرہ نے اسکا تذکرہ جب اپنے مالکوں کے سامنے کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) اگر چاہیں تو یہ کار ثواب تمہارے ساتھ کر سکتی ہیں لیکن ولاء تو ہمارے ہی ساتھ قائم ہوگی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسکا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم انہیں خرید کر آزاد کر دو' ولاء تو بہرحال اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔

بیع میں خلاف شرع شرطیں لگانا جائز نہیں' اگر کوئی ایسی شرطیں لگائے بھی تو وہ شرطیں باطل ہوں گی' باب اور حدیث کا یہاں یہی مقصد ہے۔

٤- بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلَى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ

باب اگر بیچنے والے نے کسی خاص مقام تک سواری کی شرط لگائی تو یہ جائز ہے

٢٧١٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فَضَرَبَهُ، فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ. ثُمَّ قَالَ: ((بِعْنِيهِ بِأُوقِيَّةٍ))، قُلْتُ: لَا، ثُمَّ قَالَ: ((بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ)) فَبِعْتُهُ، فَاسْتَثْنَيْتُ حِمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي. فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَأَرْسَلَ عَلَى أَثَرِي قَالَ: ((مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ، فَخُذْ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ)). وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ: ((أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيرَةَ: ((فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِيَ فَقَارَ ظَهْرِهِ

(۲۷۱۸) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عامر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ (ایک غزوہ کے موقع پر) اپنے اونٹ پر سوار آ رہے تھے' اونٹ تھک گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا' تو آپ نے اونٹ کو ایک ضرب لگائی اور اس کے حق میں دعا فرمائی' چنانچہ اونٹ اتنی تیزی سے چلنے لگا کہ کبھی اس طرح نہیں چلا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ میں مجھے بیچ دو۔ میں نے انکار کیا مگر آپ کے اصرار پر پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر بیچ دیا' لیکن اپنے گھر تک اس پر سواری کو مستثنیٰ کرا لیا۔ پھر جب ہم (مدینہ) پہنچ گئے۔ تو میں نے اونٹ آپ کو پیش کر دیا اور آپ نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی' لیکن جب میں واپس ہونے لگا تو میرے پیچھے ایک صاحب کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا (میں حاضر ہوا تو) آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ کوئی لے تھوڑا ہی رہا تھا' اپنا اونٹ لے جاؤ' یہ تمہارا ہی مال ہے۔ (اور قیمت واپس نہیں لی) شعبہ نے مغیرہ کے واسطے سے بیان کیا' ان سے عامر نے اور' ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

حَتّٰى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ)). وَقَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ: ((لَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ: ((شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ: ((وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَرْجِعَ)). وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: ((أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ: ((تَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ)). وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ: ((اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَقِيَّةٍ)). وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ: ((أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ)) وَهَذَا يَكُونُ أُوقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّينَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ. وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ ((أُوقِيَّةُ ذَهَبٍ)). وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ ((بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ)) وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ ((اشْتَرَاهُ بِطَرِيقِ تَبُوكَ، أَحْسِبُهُ قَالَ: بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ)). وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ: ((اشْتَرَاهُ بِعِشْرِينَ دِينَارًا)). وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ ((بِأُوقِيَّةٍ)). أَكْثَرُ الْإِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِي، قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ. [راجع: ٤٤٣]

ﷺ نے مدینہ تک اونٹ پر مجھے سوار ہونے کی اجازت دی تھی' اسحاق نے جریر سے بیان کیا اور ان سے مغیرہ نے کہ (جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا) پس میں نے اونٹ اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینہ پہنچنے تک اس پر میں سوار رہوں گا۔ عطاء وغیرہ نے بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا) اس پر مدینہ تک کی سواری تمہاری ہے۔ محمد بن منکدر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے مدینہ تک سواری کی شرط لگائی تھی۔ زید بن اسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا) مدینہ تک اس پر تم ہی رہو گے۔ ابو الزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ مدینہ تک کی سواری کی آنحضور ﷺ نے مجھے اجازت دی تھی۔ اعمش نے سالم سے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اپنے گھر تک تم اسی پر سوار ہو کے جاؤ۔ عبیداللہ اور ابن اسحاق نے وہب سے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ اونٹ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک اوقیہ میں خریدا تھا۔ اس روایت کی متابعت زید بن اسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ ابن جریج نے عطاء وغیرہ سے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے (کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا) میں تمہارا یہ اونٹ چار دینار میں لیتا ہوں' اس حساب سے کہ ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے' چار دینار کا ایک اوقیہ ہو گا۔ مغیرہ نے شعبی کے واسطہ سے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے (ان کی روایت میں اور) اسی طرح ابن المنکدر اور ابو الزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے اپنی روایت میں قیمت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اعمش نے سالم سے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اپنی روایت میں ایک اوقیہ سونے کی وضاحت کی ہے۔ ابو اسحاق نے سالم سے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اپنی روایت میں دو سو درہم بیان کئے ہیں اور داؤد بن قیس نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن مقسم نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضور ﷺ نے اونٹ تبوک کے راستے میں (غزوہ سے واپس ہوتے ہوئے) خریدا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ چار اوقیہ میں (خریدا تھا) ابو نضرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت میں بیان کیا کہ بیس دینار میں خریدا

تھا۔ شعبی کے بیان کے مطابق ایک اوقیہ ہی زیادہ روایتوں میں ہے۔
اسی طرح شرط لگانا بھی زیادہ روایتوں سے ثابت ہے اور میرے نزدیک صحیح بھی یہی ہے' یہ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا۔

تشریح حضرت امام بخاریؒ کی وسعت علم یہاں سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک ایک حدیث کے کتنے کتنے طریق ان کو محفوظ تھے۔ حاصل ان سب روایات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں سواری کی شرط کا ذکر ہے' جو ترجمہ باب سے معلوم ہوا کہ بیع میں ایسی شرط لگانا درست ہے۔ امام بخاریؒ کے بعد ہمارے شیخ حافظ ابن حجرؒ کا مرتبہ ہے۔ شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو' جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ یاد تھی۔ یااللہ! ہم کو عالم برزخ میں امام بخاری اور ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کی زیارت نصیب کر اور حقیر محمد داؤد راز کو بھی ان بزرگوں کے خادموں میں شمار فرمانا۔ آمین۔

٥- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُعَامَلَةِ

باب معاملات میں شرطیں لگانے کا بیان

٢٧١٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ. قَالَ: ((لاَ)). فَقَالُوا: تَكْفُونَنَا الْمَؤُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)).

[راجع: ٢٣٢٥]

(٢٧١٩) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابو الزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار رضوان اللہ علیہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (مؤاخات کے بعد) یہ پیش کش کی کہ ہمارے کھجور کے باغات آپ ہم میں اور ہمارے بھائیوں (مہاجرین) میں تقسیم فرما دیں' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر انصار نے مہاجرین سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے باغوں کے کام کر دیا کریں اور ہمارے ساتھ پھل میں شریک ہو جائیں' مہاجرین نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

٢٧٢٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)).

[راجع: ٢٢٨٥]

(٢٧٢٠) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دی تھی کہ اس میں کام کریں اور اسے بوئیں تو آدھی پیداوار انہیں دی جایا کرے گی۔

دو احادیث سے ثابت ہوا کہ معاملات میں مناسب اور جائز شرطیں لگانا اور فریقین کا ان پر معاملہ طے کر لینا درست ہے۔

٦- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب نکاح کے وقت مہر کی شرطیں

وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقوق کی اقطعیت شرائط کے پورا

الشُّرُوطِ، وَلَكَ مَا شَرَطْتَ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي)).

کرنے ہی سے ہوتی ہے اور تمہیں شرط کے مطابق ہی ملے گا۔ مسور نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا اور (حقوق) دامادی (کی ادائیگی میں) ان کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جب بھی کوئی بات کہی تو سچ کہی اور وعدہ کیا تو اس میں پورے نکلے۔

٢٧٢١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)).

[طرفه في: ٥١٥١].

(۲۷۲۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے' پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

جن میں ایجاب و قبول اور مہر کی شرطیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ کوئی شخص مہر بندھواتے وقت دل میں نہ ادا کرنے کا خیال رکھتا ہو تو عنداللہ اس کا نکاح حلال نہ ہو گا۔ قسطلانی نے کہا مراد وہ شرطیں ہیں جو عقد نکاح کے مخالف نہیں ہیں' جیسے مباشرت یا نان نفقہ کے متعلق شرطیں' لیکن اس قسم کی شرطیں کہ دوسرا نکاح نہ کرے گا یا لونڈی نہ رکھے گا' یا سفر میں نہ لے جائے گا' پوری کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ شرطیں لغو ہوں گی۔ امام احمد اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ہر قسم کی شرطیں پوری کرنی پڑیں گی' کیونکہ حدیث مطلق ہے۔ مگر وہ شرطیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں۔

٧- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب مزارعت کی شرطیں جو جائز ہیں

٢٧٢٢- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كُنَّا أَكْثَرَ الأَنْصَارِ حَقْلاً، فَكُنَّا نُكْرِي الأَرْضَ، فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ. فَنُهِيْنَا عَنْ ذَلِكَ، وَلَمْ نُنْهَ عَنِ الْوَرِقِ)). [راجع: ٢٢٨٦]

(۲۷۲۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حنظلہ زرقی سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ ہم اکثر انصار کاشتکاری کیا کرتے تھے اور ہم زمین بٹائی پر دیتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کسی کھیت کے ایک ٹکڑے میں پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہ ہوتی' اس لئے ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔ لیکن چاندی (روپے وغیرہ) کے لگان سے منع نہیں کیا گیا۔

یعنی وہ مزارعت منع ہے جس میں یہ قرارداد ہو کہ اس قطعہ کی پیداوار ہم لیں گے' اس قطعہ کی تم لینا' کیونکہ اس میں دھوکا

ہے۔ شاید اس قطعہ میں کچھ پیدا نہ ہو۔

٨- بَابُ مَا لاَ يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

باب جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں ہیں ان کا بیان

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ يَزِيْدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيْهِ، وَلاَ يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ. وَلاَ تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِيءَ إِنَاءَهَا)). [راجع: ٢١٤٠]

(٢٧٢٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال تجارت نہ بیچے۔ کوئی شخص نجش نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی لگائی ہوئی قیمت پر بھاؤ بڑھائے۔ نہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پیغام نکاح کی موجودگی میں اپنا پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت (کسی مرد سے) اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے (جو اس مرد کے نکاح میں ہو) تاکہ اس طرح اس کا حصہ بھی خود لے لے۔

کوئی سوکن اپنی بہن کو طلاق دلوانے کی شرط لگائے تو یہ شرط درست نہ ہو گی' باب اور حدیث میں اسی سے مطابقت ہے۔

٩- بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ

باب جو شرطیں حدود اللہ میں جائز نہیں ہیں' ان کا بیان

٢٧٢٤، ٢٧٢٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالاَ: ((إِنَّ رَجُلاً مِنَ الأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلاَّ قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ. فَقَالَ الْخَصْمُ الآخَرُ - وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ -: نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَائْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُلْ)). قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيْدَةٍ،

(٢٧٢٥'٢٧٢٤) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرا فیصلہ کتاب اللہ سے کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا' کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ سے ہی ہمارا فیصلہ فرمائیے' اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا۔ کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی سے زنا کر لیا' جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنا کی سزا میں) میرا لڑکا رجم کر دیا جائے گا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دی' پھر علم والوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے

فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ: الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)). قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُجِمَتْ)).

[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

کو (زنا کی سزا میں کیونکہ وہ غیر شادی تھا) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہربدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ اچھا انیس! تم اس عورت کے یہاں جاؤ' اگر وہ بھی (زنا کا) اقرار کر لے' تو اسے رجم کر دو (کیونکہ وہ شادی شدہ تھی) بیان کیا کہ انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے یہاں گئے اور اس نے اقرار کر لیا' اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ رجم کی گئی۔

تشریح سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دے کر اسکو چھڑا لیا' توجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ اس نے زنا کی حد کے بدلے یہ شرط کی سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو باطل اور لغو قرار دیا۔ حدود اللہ کے حقوق میں سے ہیں۔ جو بندوں کی باہمی صلح سے ٹالی نہیں جا سکتی۔ جب بھی کوئی ایسا جرم ثابت ہو گا حد ضرور جاری کی جائے گی۔ البتہ جو سزائیں انسانی حقوق کی وجہ سے دی جاتی ہیں ان میں باہمی صلح کی صورتیں نکالی جا سکتی ہیں۔ زانیہ عورت کے لئے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے جو چشم دید بیان دیں' یا عورت و مرد خود اقرار کر لیں یہ بھی یاد رہے کہ حدود کا قائم کرنا اسلامی شرعی اسٹیٹ کا کام ہے۔ جہاں قوانین اسلامی کا اجراء مسلم ہو۔ اگر کوئی اسٹیٹ اسلامی ہونے کے دعویٰ کے ساتھ حدود اللہ کو قائم نہیں کرتی تو وہ عنداللہ سخت مجرم ہے۔ زانی مرد غیر شادی شدہ کی حدود ہے جو یہاں مذکور ہوئی' رجم کیلئے آخر میں خلیفہ وقت کا حکم ضروری ہے۔

١٠- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ

باب اگر مکاتب اپنی بیع پر اس لئے راضی ہو جائے کہ اسے آزاد کر دیا جائے گا تو اس کے ساتھ جو شرائط جائز ہو سکتی ہیں' ان کا بیان

٢٧٢٦- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرِينِي، فَإِنَّ أَهْلِي يَبِيعُونِي فَأَعْتِقِينِي. قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِنَّ أَهْلِيْ لاَ يَبِيعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا

(٢٧٢٦) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن مکی نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بتلایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے یہاں آئیں' انہوں نے کتابت کا معاملہ کر لیا تھا۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اے ام المؤمنین! مجھے آپ خرید لیں' کیونکہ میرے مالک مجھے بیچنے پر آمادہ ہیں' پھر آپ مجھے آزاد کر دینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہاں (میں ایسا کر لوں گی) لیکن بریرہ رضی اللہ عنہا نے پھر کہا کہ میرے مالک مجھے

وَلَائِي. قَالَتْ : لاَ حَاجَةَ لِي فِيْكِ. فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ- أَوْ بَلَغَهُ - فَقَالَ: ((مَا شَأْنُ بَرِيْرَةَ؟ فَقَالَ: اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا وَلْيَشْتَرِطُوا مَا شَاؤُوا)). قَالَتْ: فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاَءَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَإِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ)).[راجع: ٤٥٦]

اسی وقت بیچیں گے جب وہ ولاء کی شرط اپنے لئے لگالیں۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے سنا' یا آپ کو معلوم ہوا (راوی کو شبہ تھا) تو آپ نے فرمایا کہ بریرہ (رضی اللہ عنہا) کا کیا معاملہ ہے؟ تم انہیں خرید کر آزاد کردو' وہ لوگ جو چاہیں شرط لگالیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کردیا اور اس کے مالک نے ولاء کی شرط اپنے لئے محفوظ رکھی۔ آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا کہ ولاء اسی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے جو آزاد کرے (دوسرے) جو چاہیں شرط لگاتے رہیں۔

معلوم ہوا کہ غلط شرطوں کے ساتھ جو معاملہ ہو وہ شرطیں ہرگز قابل تسلیم نہ ہوں گی اور معاملہ منعقد ہو جائے گا۔

١١- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الطَّلاَقِ

باب طلاق کی شرطیں (جو منع ہیں)

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَعَطَاءٌ: إِنْ بَدَأَ بِالطَّلاَقِ أَوْ أَخَّرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ.

ابن مسیب' حسن اور عطاء نے کہا خواہ شرط کو بعد میں بیان کرے یا پہلے' ہر حال میں شرط کے موافق عمل ہو گا۔

یعنی طلاق کو مقدم کرے شرط اس کے بعد کہے۔ مثلاً یوں کہے انت طالق ان دخلت الدار شرط کو مقدم کر کے طلاق بعد میں رکھے مثلاً یوں کہے ان دخلت الدار فانت طالق ہر حال میں طلاق جب ہی پڑے گی جب شرط پائی جائے' یعنی وہ عورت گھر میں جائے۔ ان تینوں اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے (وحیدی)

٢٧٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلأَعْرَابِيِّ. وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ. وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ، وَعَنْ التَّصْرِيَةِ)). تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ. وَقَالَ غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ: ((نُهِيَ)). وَقَالَ آدَمُ: ((نُهِيْنَا)). وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ((نَهَى)). [راجع: ٢١٤٠]

(٢٧٢٧) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے عدی بن ثابت نے' ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تجارتی قافلوں کی) پیشوائی سے منع فرمایا تھا اور اس سے بھی کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان تجارت بیچے اور اس سے بھی کہ کوئی عورت اپنی (دینی یا نسبی) بہن کے طلاق کی شرط لگائے اور اس سے کہ کوئی اپنے کسی بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے' اسی طرح آپ نے نجش اور تصریہ سے بھی منع فرمایا۔ محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ بن معاذ اور عبدالصمد بن عبدالوارث نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے اور غندر اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے یوں کہا کہ ممانعت کی گئی تھی (مجہول کے صیغے کے ساتھ) آدم بن ابی ایاس نے یوں کہا کہ ہمیں منع کیا گیا تھا۔ نضر اور حجاج بن منہال نے یوں کہا کہ منع کیا تھا (رسول اللہ ﷺ

نے)

تشریح ترجمہ باب حدیث کے لفظ وان تشترط المراۃ طلاق اختھا سے نکلا کیونکہ اگر وہ سوکن کی طلاق کی شرط کر لے اور خاوند شرط کے موافق طلاق دے دے تو طلاق پڑ جائے گی ورنہ شرط لگانے کی ممانعت سے کوئی فائدہ نہیں۔ نجش دھوکا دینے کی نیت سے نرخ بڑھانا تاکہ دوسرا شخص جلد اس کو خرید لے' یا کسی بکتی ہوئی چیز کی برائی بیان کرنا تاکہ خریدار اس کو چھوڑ کر دوسری طرف چلا جائے اور تصریہ خریدار کو دھوکا دینے کے لئے جانور کا دودھ اس کے تھنوں میں روک کر رکھنا۔

معاذ بن معاذ کی روایت اور عبدالصمد اور غندر کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا اور عبدالرحمٰن بن مہدی کی روایت حافظ صاحب کو موصولاً نہیں ملی اور حجاج کی روایت کو امام بیہقی نے وصل کیا اور آدم کی روایت کو انہوں نے اپنے نسخہ میں وصل کیا اور نضر کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے وصل کیا۔ (الحمدللہ کہ پارہ ۱۰ پورا ہوا)

الحمد للہ ! آج بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء یوم جمعہ بخاری شریف پارہ ۱۰ کے متن مبارک کی قرأت سے فراغت حاصل ہوئی' جبکہ مسجد نبوی میں گنبد خضراء کے دامن میں آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور دعا کر رہا ہوں کہ پروردگار اس عظیم خدمت حدیث میں مجھ کو خلوص اور کامیابی عطا فرما جبکہ تیرے پیارے حبیب کے ارشادات طیبات کی نشرواشاعت زندگی کا مقصد وحید قرار دے رہا ہوں۔ مجھ کو اس کے ترجمہ اور تشریحات میں لغزشوں سے بچائیو' اس خدمت کو احسن طریق پر انجام دینے کے لئے میرے دل و دماغ میں ایمانی و روحانی روشنی عطا فرما کر قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائیو۔ میرا ایمان ہے کہ یہ مبارک کتاب تیرے حبیبؐ کے ارشادات طیبات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ جس کی نشرو اشاعت آج کے دور میں جہاد اکبر ہے۔ اے اللہ ! میرے جو جو بھائی جہاں جہاں بھی اس پاکیزہ خدمت میں میرے ساتھ ممکن اشتراک و مساعدت فرما رہے ہیں' ان سب کو جزائے خیر عطا فرما اور قیامت کے دن اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت سے ان کو سرفراز کر اور ان سب کو جنت نصیب فرمانا' آمین یارب العالمین۔

(۲ صفر ۱۳۹۰ھ یوم الجمعہ۔ مدینہ طیبہ)

الحمدللہ کہ ترجمہ اور تشریحات کی تکمیل سے آج فراغت حاصل ہوئی' اس سلسلہ میں جو بھی محنت کی گئی ہے اور لفظ لفظ کو جس گہری نظر سے دیکھا گیا ہے وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر بھی غلطیوں کا امکان ہے' اس لئے اہل علم سے بصد ادب درخواست ہے کہ جہاں بھی کوئی لغزش نظر آئے مطلع فرما کر میری دعائیں حاصل کریں۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مشہور مقولہ ہے۔ سال بھر سے زائد عرصہ اس پارے کے ترجمہ و تشریحات پر صرف کیا گیا ہے اور متن و ترجمہ کو کتنی بار نظروں سے گزارا گیا ہے' اس کی گنتی خود مجھ کو یاد نہیں۔ یہ محنت شاقہ محض اس لئے برداشت کی گئی کہ یہ جناب سرکار دو عالم رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاکیزہ فرامین عالیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس میں غور و فکر وسیلہ نجات دارین ہے۔ اور اس کی خدمت و اشاعت موجب صد اجر عظیم ہے۔

یااللہ! یہ حقیر خدمت محض تیری و تیرے محبوب رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے انجام دی جا رہی ہے۔ اس میں خلوص اور کامیابی بخشنا تیرا کام ہے۔ جس طرح یہ دسواں جزء تو نے پورا کرایا ہے' اس سے بھی زیادہ بہتر دوسرے بیس پاروں کو بھی پورا کرائیو اور میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی خدمت حدیث کا یہ مبارک سلسلہ جاری رکھنے کی میرے عزیزوں کو توفیق دیجئو کہ سب کچھ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے تو ﴿ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ﴾ ہے۔ بے شک ہر چیز پر تو قادر ہے ؎

جو ہوا تیرے ہی کرم سے ہوا　　جو ہو گا تیرے ہی کرم سے ہو گا

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز السلفی الدھلوی
رہپواہ' ضلع گوڑ گاؤں (ہریانہ بھارت) یکم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گیارہواں پارہ

٢٧٢٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ - يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ - قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مُوسَى رَسُولُ اللهِ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ((أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾: كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا، وَالْوُسْطَى شَرْطًا، وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا. ﴿قَالَ لاَ تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلاَ تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾، ﴿لَقِيَا غُلاَمًا فَقَتَلَهُ﴾، ﴿فَانْطَلَقَا﴾. ﴿فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ﴾ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ((أَمَامَهُمْ مَلِكٌ)). [راجع: ٧٤]

(٢٧٢٨) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبردی' انہیں ابن جریج نے خبردی' کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبردی سعید بن جبیر سے اور ان میں ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے' ابن جریج نے کہا مجھ سے یہ حدیث یعلیٰ اور عمرو کے سوا اوروں نے بھی بیان کی' وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضر سے جو جا کر ملے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر آخر تک حدیث بیان کی کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا میں آپ کو پہلے ہی نہیں بتا چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے (موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے) پہلا سوال تو بھول کر ہوا تھا' بیچ کا شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر ہوا تھا۔ آپؑ نے خضرؑ سے کہا تھا کہ "میں جس کو بھول گیا آپ اس میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور نہ میرا کام مشکل بناؤ" دونوں کو ایک لڑکا ملا جسے خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا پھر وہ آگے بڑھے تو انہیں ایک دیوار ملی جو گرنے والی تھی لیکن خضر نے اسے درست کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ ورآنهم ملک ﴾ کے بجائے ﴿ امامهم ملک ﴾ پڑھا ہے۔

کہ انکے آگے ایک بادشاہ تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان زبانی شرطیں ہوئیں' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ (امام بخاری اور کثیر علماء کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔

١٣- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَلَاءِ

باب ولاء میں شرط لگانا

ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے لیکن اگر وہ مرجائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے' عرب لوگ اس حق کو بیچ ڈالتے اور ہبہ کرتے' آنحضرتؐ نے اس سے منع فرمایا۔

٢٧٢٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((جَاءَتْنِي بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَةٌ، فَأَعِيْنِيْنِي. فَقَالَتْ: إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ. فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ، فَأَبَوا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ - وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ - فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَبَوا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ الْوَلاَءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلاَءَ، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

[راجع: ٤٥٦]

(٢٧٢٩) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' انہوں نے ہشام بن عروہ سے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے مالک سے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کرلی ہے' ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا۔ آپ بھی میری مدد کیجئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک چاہیں تو میں ایک دم انہیں اتنی قیمت ادا کر سکتی ہوں. لیکن تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہوگی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے یہاں گئیں اور ان سے اس صورت کا ذکر کیا لیکن انہوں نے ولاء کے لئے انکار کیا۔ جب وہ ان کے یہاں سے واپس ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں کے سامنے یہ صورت رکھی تھی' لیکن وہ کہتے تھے کہ ولاء انہیں کے ساتھ قائم رہے گی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی یہ بات سنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو انہیں خرید لے اور انہیں ولاء کی شرط لگانے دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے جو آزاد کرے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ ﷺ صحابہ میں گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا کوئی پتہ کتاب اللہ میں نہیں ہے' ایسی کوئی بھی شرط جس کا پتہ کتاب اللہ میں نہ ہو باطل ہے خواہ سو شرطیں کیوں نہ لگالی جائیں' اللہ کا فیصلہ ہی حق ہے اور اللہ کی شرطیں ہی پائیدار ہیں اور ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔

مقصد باب یہ کہ ولاء میں ایسی غلط شرط لگانا منع ہے جس کا کوئی ثبوت کتاب اللہ سے نہ ہو۔ ہاں جائز شرطیں جو فریقین طے کرلیں وہ تسلیم ہوں گی۔ اس روایت میں نو اوقیہ کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں پانچ کا جس کی تطبیق یوں دی گئی ہے کہ شاید نو اوقیہ پر معاملہ ہو اور پانچ باقی رہ گئے ہوں جن کے لئے بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنا پڑا یا ممکن ہے نو کے لئے راوی کا وہم ہو اور پانچ

ہی صحیح ہو۔ روایات سے پہلے خیال کو ترجیح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ فتح الباری میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

١٤ - بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ ((إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ))

باب مزارعت میں مالک نے کاشتکار سے یہ شرط لگائی کہ جب میں چاہوں گا' تجھے بے دخل کر سکوں گا

یعنی مزارعت میں کوئی مدت معین نہ کرے بلکہ زمین کا مالک یوں شرط کرے کہ میں جب چاہوں گا تجھ کو بے دخل کر دوں گا' یہ شرط بھی جائز ہے بشرطیکہ ہر دو فریق خوشی سے منظور کریں۔ مقصد یہ ہے کہ تمدنی و معاشرتی امور میں باہمی طور پر جن شرطوں کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں' وہ شرطیں جائز حدود میں ہوں تو ضرور قابل تسلیم ہوں گی جیسا کہ یہاں مزارعت کی ایک شرط مذکور ہے۔

٢٧٣٠ - حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ: نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ، وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلاَهُ، وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ، هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا، وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلاَءَهُمْ. فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَعَامَلَنَا عَلَى الأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ((كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ)). فَقَالَ: كَانَ ذَلِكَ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ. فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ. فَأَجْلاَهُمْ عُمَرُ، وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالاً وَإِبِلاً وَعُرُوضًا

(٢٧٣٠) ہم سے ابو احمد مرار بن حمویہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے محمد بن یحییٰ ابو غسان کنانی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی نافع سے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ان کے ہاتھ پاؤں خیبر والوں نے توڑ ڈالے تو عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے' آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کے یہودیوں سے ان کی جائداد کا معاملہ کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں قائم رکھے ہم بھی قائم رکھیں گے اور عبداللہ بن عمر وہاں اپنے اموال کے سلسلے میں گئے تو رات میں ان کے ساتھ مار پیٹ کا معاملہ کیا گیا جس سے ان کے پاؤں ٹوٹ گئے۔ خیبر میں ان کے سوا اور کوئی ہمارا دشمن نہیں' وہی ہمارے دشمن ہیں اور انہیں پر ہمیں شبہ ہے اس لئے میں انہیں جلا وطن کر دینا ہی مناسب جانتا ہوں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو بنو ابی حقیق (ایک یہودی خاندان) کا ایک شخص تھا' آیا اور کہا یا امیرالمؤمنین کیا آپ ہمیں جلاوطن کر دیں گے حالانکہ محمد ﷺ نے ہمیں یہاں باقی رکھا تھا اور ہم سے جائداد کا ایک معاملہ بھی کیا تھا اور اس کی ہمیں خیبر میں رہنے دینے کی شرط بھی آپ نے لگائی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول گیا ہوں۔ جب حضور ﷺ نے کہا تھا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لئے پھریں گے۔ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم (حضور ﷺ) کا ایک مذاق تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کے دشمن! تم نے جھوٹی بات کہی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شہر بدر کر دیا اور ان کے پھلوں کی

مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرَ ذَلِكَ)). رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اخْتَصَرَهُ.

کچھ نقد قیمت' کچھ مال اور اونٹ اور دوسرے سامان یعنی کجاوے اور رسیوں کی صورت میں ادا کردی۔ اس کی روایت حماد بن سلمہ نے عبیداللہ سے نقل کی ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مختصر طور پر۔

تشریح: روایت کے شروع سند میں ابو احمد مرار بن حمویہ ہیں۔ جامع الصحیح میں ان سے اور ان کے شیخ سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پیداوار وصول کرنے کے لئے خیبر بھیجا تھا۔ وہاں بد عہد یہودیوں نے موقع پا کر حضرت عبداللہ کو ایک چھت سے نیچے دھکیل دیا اور ان کے ہاتھ پیر توڑ دیئے۔ ایسی ہی شرارتوں کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر سے یہود کو جلا وطن کر دیا۔ خیبر کی فتح کے بعد رسول کریم ﷺ نے مفتوحہ زمینات کا معاملہ خیبر کے یہودیوں سے کر لیا تھا اور کوئی مدت مقرر نہیں کی بلکہ یہ فرمایا کہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے بلکہ جب اللہ چاہے گا یہ معاملہ ختم کر دیا جائے گا۔ اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو بے دخل کر کے دوسری جگہ منتقل کرا دیا۔ اس بد عہد قوم نے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کی' اس لئے یہ قوم ملعون اور مطرود قرار پائی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ زمین کا مالک اگر کاشتکار کا کوئی قصور دیکھے تو اس کو بے دخل کر سکتا ہے گو وہ کام شروع کر چکا ہو گا مگر اس کے کام کا بدل دینا ہو گا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

١٥- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ، وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ

باب جہاد میں شرطیں لگانا اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے میں اور شرطوں کا لکھنا

٢٧٣١، ٢٧٣٢- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ - يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهِ - قَالاَ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيْعَةً، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِيْنِ)). فَوَ اللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ، فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ

(٢٧٣١'٣٢) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا مجھ کو معمر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زہری نے خبر دی' کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان نے' دونوں کے بیان سے ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر (مکہ) جا رہے تھے' ابھی آپ راستے ہی میں تھے' فرمایا خالد بن ولید قریش کے (دو سو) سواروں کے ساتھ ہماری نقل و حرکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقام غمیم میں مقیم ہے (یہ قریش کا مقدمۃ الجیش ہے) اس لئے تم لوگ داہنی طرف سے جاؤ' پس خدا کی قسم خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش کو جلدی جلدی خبر دینے گئے۔ ادھر نبی کریم ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اس گھاٹی پر پہنچے جس سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی۔ صحابہ

ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ. فَأَلَحَّتْ. فَقَالُوا خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ. وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ)). ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يَسْأَلُونَنِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا. ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ)). قَالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا، فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ، وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ - وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ - فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ، وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاؤُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَاؤُوا أَنْ يَدْخُلُوا

(اونٹنی کو اٹھانے کیلئے حل حل کہنے لگے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ صحابہؓ نے کہا کہ قصواء اڑ گئی' آپؐ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے' اسے تو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں (کے لشکر) کو (مکہ) میں داخل ہونے سے روک لیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کے گھر کی بڑائی ہو تو میں ان کا مطالبہ منظور کر لوں گا۔ آخر آپؐ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ گئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا' آپؐ نے پڑاؤ کیا۔ لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے' انہوں نے پانی کو ٹھہرنے ہی نہیں دیا' سب کھینچ ڈالا۔ اب رسول کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں ڈال دیں بخدا تیر گاڑتے ہی پانی انہیں سیراب کرنے کے لئے ابلنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیراب ہو گئے۔ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ اپنی قوم خزاعہ کے کئی آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ کے رہنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے محرم راز بڑے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ جنہوں نے حدیبیہ کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے' ان کے ساتھ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے میں رکاوٹ ہوں گے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں اور واقعہ تو یہ ہے کہ (مسلسل) لڑائیوں نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے' اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت ان سے صلح کا معاہدہ کر لوں گا' اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام (کفار مشرکین عرب) کے درمیان نہ پڑیں پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں اور (اس کے بعد) وہ چاہیں تو اس دین (اسلام) میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں (جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی

فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا. وَإِلاَّ فَقَدْ جَمُّوا. وَإِنْ هُمْ أَبَوا فَوَ الَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِيْ هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، وَلَيُنْفِذَنَّ اللهُ أَمْرَهُ)) فَقَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ. قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا قَالَ: إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ، وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلاً، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا. فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ : لاَ حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ. وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ: قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا. فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْ قَوم، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: أَوَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا: لاَ. قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: إِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ. قَالُوا ائْتِهِ. فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ. فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ، أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ؟ وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لاَ أَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا

نہیں ہوئی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں میری پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میرا سر تن سے جدا نہیں ہو جاتا' میں اس دین کے لئے برابر لڑتا رہوں گا یا پھر اللہ تعالیٰ اسے نافذ ہی فرما دے گا۔ بدیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش تک آپ کی گفتگو میں پہنچاؤں گا چنانچہ وہ واپس ہوئے اور قریش کے یہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں سے آ رہے ہیں اور ہم نے اسے ایک بات کہتے سنا ہے' اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے ہم اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ جو لوگ صائب الرائے تھے' انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جو کچھ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہتے سنا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا' سب بیان کر دیا۔ اس پر عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا اے قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے۔ سب نے کہا کیوں نہیں! ضرور رکھتے ہیں۔ عروہ نے پھر کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں' انہوں نے کہا کیوں نہیں ہے۔ عروہ نے پھر کہا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے کہا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھرانے' اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کر کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا؟ قریش نے کہا کیوں نہیں (آپ کی باتیں درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو اب اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے' اسے تم قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لئے جانے دو' سب نے کہا آپ ضرور جایئے۔ چنانچہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ بدیل سے کہہ چکے تھے' عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بتاؤ اگر آپ

وَيَدْعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوبَكْرٍ: امْصِصْ بَظْرِ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ، فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُوبَكْرٍ. قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ. قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ. فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ)). ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنَيْهِ. قَالَ: فَوَ اللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ. فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى

نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپؐ پر غالب ہوئے) تو میں تو خدا کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ پنج میل لوگ یہی کریں گے' اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے امصص ببظر اللات (ابے جا! لات بت کی شرمگاہ چوس لے) کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپؐ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپؐ کی ڈاڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے' تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی طرف ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی کوتہی کو ان کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے دغاباز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟ اصل میں مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ اس کے بعد (مدینہ) آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے (تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں' رہا یہ مال تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں لے نہیں سکتا' پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول کریم ﷺ کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو آپؐ کے

قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَعْظِيمًا لَهُ. وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ. فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَذَا فُلاَنٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَابْعَثُوهَا لَهُ))، فَبُعِثَتْ لَهُ، وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ. فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلاَءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَ أُشْعِرَتْ فَمَا رَأَى يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ: دَعُونِي آتِيهِ. فَقَالُوا: ائْتِهِ. فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ)). فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ. فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ)).

اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپؐ نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپؐ وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپؐ کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپؐ گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپؐ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپؐ کے ساتھی نظر بھر کر آپؐ کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی' میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں' قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد ﷺ نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ آپؐ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجا لانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپؐ نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپؐ کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپؐ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپؐ کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے' تمہیں چاہئے کہ اسے قبول کر لو۔ اس پر بنو کنانہ کا ایک شخص بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو' لوگوں نے کہا تم بھی جا سکتے ہو۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قریب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے' ایک ایسی قوم کا فرد جو بیت اللہ کی قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ صحابہؓ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ سبحان اللہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکا جائے۔ اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکرز بن

قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ : فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ : هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا.

فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُكْتُبْ ((بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ))، قَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا ((الرَّحْمٰنِ)) فَوَ اللهِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)) كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللهِ لاَ نَكْتُبُهَا إِلاَّ ((بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اكْتُبْ ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)). ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ)) فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلاَ قَاتَلْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ ((مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ))، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَاللهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ ((مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ: ((لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا)). فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ)). فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لاَ تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً، وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لاَ يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ - وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ - إِلاَّ رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا. قَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى

حفص نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو۔ سب نے کہا کہ تم بھی جا سکتے ہو جب وہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے قریب ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے ایک بدترین شخص۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی کریم ﷺ نے (نیک فالی کے طور پر) فرمایا تمہارا معاملہ آسان (سہل) ہو گیا۔ معمر نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح) کی ایک تحریر لکھ لو۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل کہنے لگا رحمٰن کو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے۔ البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو باسمک اللھم جیسے پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہ لکھنا چاہئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ باسمک اللھم ہی لکھنے دو۔ پھر آپؐ نے لکھوایا یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے صلح نامہ کی دستاویز ہے (ﷺ) سہیل نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپؐ کو کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپؐ تو صرف اتنا لکھئے کہ "محمد بن عبداللہ" اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو' لکھو جی "محمد بن عبداللہ" زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (نرمی اور رعایت) صرف آپؐ کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے ہی آپؐ بدیل بن‌ؓ سے کہہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا' اس لئے نبی کریم ﷺ نے سہیل سے فرمایا لیکن صلح کے لئے پہلی شرط یہ ہو گی کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ کے طواف کرنے کے لئے جانے دو گے۔ سہیل نے کہا قسم اللہ کی ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے ورنہ عرب کہیں گے کہ ہم مغلوب ہو گئے تھے (اس لئے ہم نے اجازت دے

الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ : هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ)). قَالَ: فَوَ اللهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَجِزْهُ لِي))، قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيْزِهِ لَكَ، قَالَ: ((بَلَى فَافْعَلْ))، قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ. قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ. قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا؟ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللهِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟ قَالَ: ((بَلَى)). قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: ((بَلَى)). قُلْتُ : فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا إِذًا؟ قَالَ: ((إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَسْتُ أَعْصِيْهِ، وَهُوَ نَاصِرِيْ)). قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: ((بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيْهِ الْعَامَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: ((فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ)). قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟ قَالَ:

دی) البتہ آئندہ سال کے لئے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا۔ پھر سہیل نے لکھا کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجئے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپؐ کے یہاں جائے گا خواہ وہ آپؐ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپؐ اسے ہمیں واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کہا) سبحان اللہ! (ایک شخص کو) مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جا سکتا ہے جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے آپہنچے' وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے بھاگے تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ! یہ پہلا شخص ہے جس کے لئے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپؐ ہمیں اسے واپس کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کو) صلح نامہ میں لکھا بھی نہیں ہے (اس لئے جب صلح نامہ طے پا جائے گا اس کے بعد اس کا نفاذ ہونا چاہئے) سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم پھر میں کسی بنیاد پر بھی آپؐ سے صلح نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا مجھ پر اس ایک کو دے کر احسان کر دو۔ اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں احسان بھی نہیں کر سکتا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ نہیں تمہیں احسان کر دینا چاہئے لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مکرز نے کہا کہ چلئے ہم اس کا آپ پر احسان کرتے ہیں مگر (اس کی بات نہیں چلی) ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں' کیا مجھے مشرکوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو کچھ معاملہ ہوا ہے تم نہیں دیکھتے؟ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو راستے میں بڑی سخت اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا آخر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے کہا پھر اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اس کے حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا کیا آپؐ ہم سے یہ نہیں فرماتے

بَلَى. قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى. قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ، إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ ﷺ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَ اللهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ. قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا)). قَالَ: فَوَ اللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ، حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَتُحِبُّ ذَلِكَ؟ اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ. فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ: نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ. فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا، حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا. ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ - حَتَّى بَلَغَ - بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ

تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا نہیں (آپ نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا) آپؐ نے فرمایا کہ پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک ضرور پہنچو گے اور ایک دن اس کا طواف کرو گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ابو بکر! کیا یہ حقیقت نہیں کہ آنحضرت (ﷺ) اللہ کی نبی ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب! بلاشک و شبہ وہ اللہ کے رسول ہیں' وہ اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مددگار ہے پس ان کی رسی مضبوطی سے پکڑلو' خدا گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آنحضورؐ ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے لیکن کیا آنحضرتؐ نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ ایک نہ ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ زہری نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد میں میں نے اپنی اس عجلت پسندی کی مکافات کے لئے نیک اعمال کئے۔ پھر جب صلح نامہ سے آپ فارغ ہو چکے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قربانی کرلو اور سر بھی منڈوالو۔ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ گواہ ہے صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا اور تین مرتبہ آپؐ نے یہ جملہ فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو حضرت ﷺ ام سلمہ کے خیمہ میں گئے اور ان سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں بلکہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کرلیں اور اپنے حجام کو بلالیں جو آپ کے بال مونڈ دے۔ چنانچہ

امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ، فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ. ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيْرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوا: الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيْرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا، فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ: أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ. فَقَالَ أَبُو بَصِيْرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ، وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُ: ((لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا))، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ. فَجَاءَ أَبُو بَصِيْرٍ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، قَدْ وَاللهِ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانِي اللهُ مِنْهُمْ.

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ))، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ؛ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيْفَ الْبَحْرِ. قَالَ: وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيْرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيْرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ

آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے۔ کسی سے کچھ نہیں کہا اور سب کچھ کیا' اپنے جانور کی قربانی کر لی اور اپنے حجام کو بلوایا جس نے آپؐ کے بال مونڈے۔ جب صحابہ نے دیکھا تو وہ بھی ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج و غم میں ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ پھر آنحضور ﷺ کے پاس (مکہ سے) چند مومن عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا' اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لو۔ **بعصم الکوافر** تک۔ اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی جو اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ (مکہ سے فرار ہو کر) حاضر ہوئے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں واپس لینے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا اور انہوں نے آکر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں واپس لے کر لوٹے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجور کھانے کے لئے اترے جو ان کے ساتھ تھی۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے فرمایا قسم اللہ کی تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے' دوسرے ساتھی نے تلوار نیام سے نکال دی۔ اس شخص نے کہا ہاں اللہ کی قسم نہایت عمدہ تلوار ہے' میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اور اس طرح اپنے قبضہ میں کر لیا پھر اس شخص نے تلوار کے مالک کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا' اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد میں دوڑتا ہوا۔ داخل ہوا نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی مارا جاؤں گا (اگر آپ لوگوں نے ابو بصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابو بصیر بھی آگئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی' آپؐ

عِصَابَةٌ، فَوَ اللهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلاَّ اعْتَرَضُوا لَهَا. فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ. فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ بِاللهِ وَالرَّحِمَ لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ - حَتَّى بَلَغَ - الْحَمِيَّةَ﴾، حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ [الفتح: ٢٤] وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ، وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ)). [راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

مجھے ان کے حوالے کر چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (تیری ماں کی خرابی) اگر اس کا کوئی ایک بھی مددگار ہوتا تو پھر لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب انہوں نے آپ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ پھر کفار کے حوالے کر دیں گے اس لئے وہاں سے نکل گئے اور سمندر کے کنارے پر آ گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھر والوں سے (مکہ سے) چھوٹ کر ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ بھی ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجائے مدینہ آنے کے) ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے یہاں (ساحل سمندر پر) چلا جاتا۔ اس طرح سے ایک جماعت بن گئی اور اللہ گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جا رہا ہے تو اسے راستے ہی میں روک کر لوٹ لیتے اور قافلہ والوں کو قتل کر دیتے۔ اب قریش نے نبی کریم ﷺ کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست بھیجی کہ آپ کسی کو بھیجیں (ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے یہاں کہ وہ قریش کی ایذا سے رک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اور وہ ذات پروردگار جس نے روک دیا تھا تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے (یعنی جنگ نہیں ہو سکی تھی) وادی مکہ میں (حدیبیہ میں) بعد میں اس کے کہ تم کو غالب کر دیا تھا ان پر یہاں تک کہ بات جاہلیت کے دور کی بے جا حمایت تک پہنچ گئی تھی۔" ان کی حمیت (جاہلیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معاہدے میں بھی) آپ کے لئے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا اسی طرح انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دیا اور آپ کے بیت اللہ جانے سے مانع بنے۔

٢٧٣٣- وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: ((قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ. وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدُّوا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ

(۲۷۳۳) عقیل نے زہری سے بیان کیا' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کا (جو مکہ سے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں) امتحان لیتے تھے (زہری نے) بیان کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

مَا أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ، وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَا يُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ -: قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، وَابْنَةَ جَرْوَلِ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعَاوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الأُخْرَى أَبُو جَهْمٍ. فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُقِرُّوا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ [الممتحنة: ١١] وَالْعَقَبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتْ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ، فَأَمَرَ أَنْ يُعْطِي مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الْكُفَّارِ اللاتِي هَاجَرْنَ، وَمَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيْمَانِهَا. وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرِ بْنَ أَسِيْدٍ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ، فَكَتَبَ الأَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيْرٍ) فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ [راجع: ٢٧١٣]

نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمان وہ سب کچھ ان مشرکوں کو واپس کر دیں جو انہوں نے اپنی ان بیویوں پر خرچ کیا ہو جو (اب مسلمان ہو کر) ہجرت کر آئی ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں قریبہ بنت ابی امیہ اور ایک جرول خزاعی کی لڑکی کو طلاق دے دی۔ بعد میں قریبہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی تھی (کیونکہ اس وقت معاویہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور دوسری بیوی سے ابو جہم نے شادی کر لی تھی لیکن جب کفار نے مسلمانوں کے ان اخراجات کو ادا کرنے سے انکار کیا جو انہوں نے اپنی (کافرہ) بیویوں پر کئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اور تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کے یہاں چلی گئی تو وہ معاوضہ تم خود ہی لے لو" یہ وہ معاوضہ تھا جو مسلمان کفار میں سے اس شخص کو دیتے جس کی بیوی ہجرت کر کے (مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کے نکاح میں آ گئی ہو) پس اللہ نے اب یہ حکم دیا کہ جس مسلمان کی بیوی مرتد ہو کر (کفار کے یہاں) چلی جائے اسکے (مہر و نفقہ کے) اخراجات ان کفار کی عورتوں کے مہر سے ادا کر دیئے جائیں جو ہجرت کر کے آ گئی ہیں (اور کسی مسلمان نے ان سے نکاح کر لیا ہے) اگرچہ ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ کوئی مہاجرہ بھی ایمان کے بعد مرتد ہوئی ہوں اور ہمیں یہ روایت بھی معلوم ہوئی کہ ابو بصیر بن اسید ثقفی رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مومن و مہاجر کی حیثیت سے معاہدہ کی مدت کے اندر ہی حاضر ہوئے تو اخنس بن شریق نے نبی کریم ﷺ کو ایک تحریر لکھی جس میں اس نے (ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی واپسی کا) مطالبہ آپ سے کیا تھا۔ پھر انہوں نے حدیث پوری بیان کی۔

تشریح یہ واقعہ ۶ھ کا ہے آنحضرت ﷺ پیر کے دن ذی قعدہ کے آخر میں مدینہ سے عمرہ کا ارادہ کر کے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان تھے اور ستر اونٹ قربانی کے' ہر دس آدمی میں ایک اونٹ۔ ایک روایت میں آپ کے ساتھیوں کی تعداد چودہ سو بتلائی ہے۔ آپ نے بسر بن سفیان کو قریش کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا' اس نے واپس آ کر بتلایا کہ قریش کے لوگ آپ کے آنے کی خبر سن کر ذی طویٰ میں آ گئے ہیں اور خالد بن ولید ان کے سواروں کے ساتھ کراع الغمیم نامی جگہ میں آ ٹھہرے ہیں' یہ جگہ مکہ سے دو میل پر ہے۔ اس روایت میں واقعہ حدیبیہ کی تفصیلات موجود ہیں۔ روایت میں قصویٰ اونٹنی کا ذکر ہے' اس پر آنحضرت ﷺ سواری

کرتے تھے' یہ تمام اونٹوں میں آگے رہتی' آپؐ نے اس پر سوار ہو کر ہجرت کی تھی۔ روایت میں تہامہ کا ذکر ہے' یہ مکہ اور اس کے اطراف کی بستیوں کو کہتے ہیں۔ تہم گرمی کی شدت کو کہتے ہیں' یہ علاقہ بے حد گرم ہے' اسی لئے تہامہ نام سے موسوم ہوا۔ کعب بن لوی قریش کے جد اعلیٰ ہیں۔ عوذ المطافیل کا لفظ جو روایت میں آیا ہے اس کے دو معنی ہیں ایک بچہ دار اونٹنیاں جو ابھی بچہ جنی ہوں اور کافی دودھ دے رہی ہوں۔ دوسرے انسانوں کے بال بچے۔ دونوں صورتوں میں مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگ ان چشموں پر زیادہ دنوں تک رہنے کے لئے اپنے اونٹ اور اونٹنیاں اور بال بچے لے کر آئے ہیں تاکہ وہ عرصہ تک آپ سے جنگ کرتے رہیں۔
عروہ بن مسعود جو قریش کے نمائندہ بن کر آپؐ سے صلح کی گفتگو کرنے آئے تھے' یہ چھ سال بعد خود مسلمان ہو کر مبلغ اسلام کی حیثیت سے اپنی قوم میں گئے تھے۔ آج یہ آنحضرت ﷺ کو سمجھنا سمجھانے کا خیال لے کر آئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ جملہ سنا کہ یہ متفرق قبائل کے لوگ جو مسلمان ہو کر آپ کے اردگرد جمع ہیں' درصورت شکست آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے' جواباً از راہ غصہ کہا تھا کہ تو واپس جا کر اپنے معبود لات کی شرمگاہ چوس لے' یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ مغیرہ بن شعبہ جس کو عروہ نے غدار قرار دیا تھا۔ کہتے ہیں یہ عروہ کے بھتیجے تھے' ایک ہونے والی جنگ میں جو مغیرہ کی قوم سے متعلق تھی' عروہ نے بیچ بچاؤ کرا دیا تھا۔ اس احسان کو جتلا رہے تھے۔ بنو کنانہ میں سے آنے والے کا نام حلیس بن علقمہ حارثی تھا۔ وہ حبشیوں کا سردار تھا' آپ نے اس کے بارے میں جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا کہ اس نے قربانی کے جانور کو دیکھ کر' مسلمانوں سے لبیک کے نعرے سن کر بڑے اچھے لفظوں میں مسلمانوں کا ذکر خیر کیا اور مسلمانوں کے حق میں سفارش کی۔ صلح حدیبیہ کا متن لکھنے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ جن دفعات کے تحت یہ صلح نامہ لکھا گیا ان کا اختصار یہ ہے (۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی' ہر دو طرف کے لوگوں کی آمدورفت میں کسی کو روک ٹوک نہ ہو گی (۲) جو قبائل چاہیں قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں' حلیف قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہو گی' اس وقت ہتھیار ان کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو قریش کے طلب کرنے پر وہ شخص واپس کر دینا ہو گا لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔ آخری شرط سن کر سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سارے مسلمان گھبرا اٹھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بارے میں زیادہ پر جوش تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرما لیا۔

معاہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا لیکن یہ شرط ابھی لکھی بھی نہ گئی تھی کہ اس مجلس میں ابو جندلؓ پہنچ گئے جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے قریش نے قید کر رکھا تھا اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہی بھاگ کر اسلامی لشکر میں پہنچ گئے تھے۔ قریش کے نمائندہ سہیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عہد نامہ کے مکمل ہو جانے پر اسکے خلاف نہ ہو گا ابھی چونکہ یہ نامکمل ہے لہٰذا ابو جندل کو واپس نہیں کیا جا سکتا' اس پر سہیل نے کہا کہ تب ہم صلح نہیں کرتے۔ آخر ابو جندل واپس کر دیا گیا' ان حالات کو دیکھ کر' مسلمان بہت طیش میں آ گئے اور عمر رضی اللہ عنہ تو اس قدر بگڑے کہ وہ اس جرأت پر عمر بھر پچھتاتے رہے مگر اس اہم موقع پر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولو العزمی قابل صد تحسین ہے کہ آپ نے ان حالات کا کوئی اثر نہیں لیا اور آنحضرت ﷺ کے ہر قدم کی آپؓ تعریف ہی کرتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۶- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ

باب قرض میں شرط لگانا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعَطَاءٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

اور عبداللہ بن عمر اور عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر قرض (کی ادائیگی) کے لئے کوئی مدت مقرر کی جائے تو یہ جائز ہے۔

٢٧٣٤- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى)). [راجع: ١٤٩٨]

(۲۷۳۴) اور لیث نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے بیان کیا' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جنہوں نے بنی اسرائیل کے کسی دوسرے شخص سے ایک ہزار اشرفی قرض مانگا اور اس نے ایک مقررہ مدت تک کے لئے دے دیا۔

معلوم ہوا کہ قرض دینے والا ایسی جائز شرطیں لگا سکتا ہے اور ادا کرنے والے پر لازم ہو گا کہ ان ہی شرائط کے تحت وقت مقررہ پر وہ قرض ادا کر دے۔ بنی اسرائیل کے ان دو شخصوں کا ذکر پیچھے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

١٧- بَابُ الْمُكَاتَبِ، وَمَا لاَ يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ

باب مکاتب کا بیان اور جو شرطیں اس کی کتاب اللہ کے مخالف ہیں' ان کا جائز نہ ہونا

مکاتب وہ لونڈی یا غلام جو اپنی آزادی کے لئے شرائط مقررہ کے ساتھ اپنے آقا سے تحریری معاہدہ کر لے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ: شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ - أَوْ عُمَرُ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ. وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: يُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا، عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مکاتب کے بارے میں کہا کہ ان کی (یعنی مکاتب اور اس کے مالک کی) جو شرطیں ہوں وہ معتبر ہوں گی اور ابن عمر یا عمر رضی اللہ عنہ نے (راوی کو شبہ ہے) کہا کہ ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے مخالف ہو وہ باطل ہے خواہ ایسی سو شرطیں بھی لگالی جائیں۔ ابو عبداللہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول مروی ہے۔

٢٧٣٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَ: إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُونُ الْوَلاَءُ لِي. فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَكَرَتْهُ ذَلِكَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ابْتَاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا

(۲۷۳۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' یحییٰ بن سعید انصاری سے' ان سے عمرہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنی مکاتبت کے سلسلے میں ان سے مدد مانگنے آئیں تو انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تمہارے مالکوں کو (پوری قیمت) دے دوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو گی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ سے میں نے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا انہیں تو خرید لے اور آزاد کر دے۔ ولاء تو بہرحال اسی کے ساتھ قائم ہو گی جو آزاد کر دے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا کوئی پتہ کتاب اللہ میں نہیں ہے'

لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ)). [راجع: ٤٥٦]

جس نے بھی کوئی ایسی شرط لگائی جس کا پتہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو خواہ ایسی سو شرطیں لگالے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے گا۔

حضرت بریرہ کے آقا آزادی کے بعد ان کی ولاء کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے اور اسی شرط پر وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش کے مطابق آزاد کرنا چاہتے تھے۔ ان کی یہ شرط باطل تھی کیونکہ ایسے لونڈی غلاموں کی ولاء ان کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو اپنا روپیہ خرچ کر کے ان کے آزاد کرانے والے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص کوئی غلط شرط لگائے تو لگاتا رہے شرعاً وہ شرط باطل ہوگی اور قانون اسے تسلیم نہیں کرے گا۔

١٨- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الإِشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الإِقْرَارِ،

باب اقرار میں شرط لگانا یا استثناء کرنا جائز ہے اور ان شرطوں کا بیان

وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةً إِلاَّ وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ

جو معاملات میں عموماً لوگوں میں رائج ہیں اور اگر کوئی یوں کہے مجھ پر فلاں کے سو درہم نکلتے ہیں مگر ایک یا دو

تو ننانوے یا اٹھانوے درہم دینے ہوں گے یعنی اگر یوں کہا سو نکلتے ہیں مگر ایک تو ننانوے دینے ہوں گے اور اگر دو کا استثناء کیا تو اٹھانوے دینے ہوں گے اور قلیل کا کثیر سے استثناء بالاتفاق درست ہے۔ اختلاف اس استثناء میں ہے جو کثیر کا قلیل سے ہو۔ جمہور نے اس کو بھی جائز رکھا ہے۔

عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: قَالَ رَجُلٌ لِكَرِيِّهِ: أَدْخِلْ رِكَابَكَ، فَإِنْ لَمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ، فَلَمْ يَخْرُجْ، فَقَالَ شُرَيْحٌ: مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ. وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: إِنَّ رَجُلاً بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ: إِنْ لَمْ آتِكَ الأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ، فَلَمْ يَجِيءْ. فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِي: أَنْتَ أَخْلَفْتَ، فَقَضَى عَلَيْهِ.

اور ابن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ کسی نے اونٹ والے سے کہا تو اپنے اونٹ اندر لا کر باندھ دے اگر میں تمہارے ساتھ فلاں دن تک نہ جاسکا تو تم سو درہم مجھ سے وصول کر لینا۔ پھر وہ اس دن تک نہ جاسکا تو قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا کہ جس نے اپنی خوشی سے اپنے اوپر کوئی شرط لگائی اور اس پر کوئی جبر بھی نہیں کیا گیا تھا تو وہ شرط اس کو پوری کرنی ہوگی۔ ایوب نے ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ کسی شخص نے غلہ بیچا اور خریدار نے کہا کہ اگر تمہارے پاس بدھ کے دن تک نہ آسکا تو میرے اور تمہارے درمیان بیع باقی نہیں رہے گی۔ پھر وہ اس دن تک نہیں آیا تو شریح رحمہ اللہ نے خریدار سے کہا کہ تو نے وعدہ خلافی کی ہے' آپ نے فیصلہ اس کے خلاف کیا۔

٢٧٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا، مِائَةً

(٢٧٣٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابو الزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ

إِلاَّ وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

جنت میں داخل ہو گا۔

[طرفاه في : ٦٤١٠، ٧٣٩٢].

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سو میں سے ایک استثناء کیا۔ معلوم ہوا کثیر میں سے قلیل کا استثناء درست ہے۔ اللہ پاک کے یہ ننانوے نام اسماء الحسنیٰ کہلاتے ہیں۔ ان میں صرف ایک نام یعنی اللہ اسم ذاتی ہے اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ ان میں سے اکثر قرآن مجید میں بھی مذکور ہوئے ہیں' باقی احادیث میں۔ سب کو یکجا شمار کیا گیا ہے۔ ہم نے اپنی مشہور کتاب مقدس مجموعہ کے آخر میں اسماء الحسنیٰ کو مع ترجمہ کے ذکر کر دیا ہے۔

١٩- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَقْفِ

٢٧٣٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَونٍ قَالَ: أَنْبَأَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِيْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)). قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُوْرَثُ. وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ، وَلاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ)). قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ فَقَالَ: ((غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالاً)).

[راجع: ٢٣١٣]

باب وقف میں شرطیں لگانے کا بیان

(۲۷۳۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی' انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملی تو آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشورہ کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے اس سے بہتر مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا تھا' آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھ اور پیداوار صدقہ کر دے۔ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا نہ اس کا ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اسے آپ نے محتاجوں کے لئے' رشتہ داروں کے لئے اور غلام آزاد کرانے کے لئے' اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے اور مہمانوں کیلئے صدقہ (وقف) کر دیا اور یہ کہ اس کا متولی اگر دستور کے مطابق اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق وصول کر لے یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ ابن عون نے بیان کیا کہ جب میں نے اس حدیث کا ذکر ابن سیرین سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (متولی) اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے' واقف اپنی وقف کو جس طرح جس طور چاہے مشروط کر سکتا ہے' جیسا کہ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرطوں کی تفصیلات موجود ہیں' اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ واقف اپنی تجویز کردہ شرطوں کے تحت اپنے وقف پر اپنی ذاتی ملکیت بھی باقی رکھ سکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وقف کا متولی نیک نیتی کے ساتھ دستور کے مطابق اس میں سے اپنا خرچ بھی وصول کر سکتا ہے۔ اس وقف نامہ میں مصارف کی ایک مد فی سبیل اللہ بھی مذکور ہے جس سے مجاہدین کی امداد مراد ہے اور وہ جملہ کام جن

سے اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت ہوتی ہو جیسے اسلامی مدارس اور تبلیغی ادارے وغیرہ وغیرہ۔

وقف کی تعریف میں امام شوکانی فرماتے ہیں ھو فی اللغة الحبس یقال وقفت کذا بدون الف علی اللغة الفصیح ای حبسته وفی الشریعة حبس الملک فی سبیل اللہ تعالٰی للفقراء و ابناء السبیل یصرف علیھم منافعه ویبقی اصله علی ملک الواقف والفاظه وقفت وحبست وسبلت وابدت ھذہ صرائح الفاظه واما کنایة تصدقت واختلف فی حرمت فقیل صریح وقیل غیر صریح (نیل الاوطار) یعنی وقف کا لغوی معنی روکنا ہے' کہا جاتا ہے کہ میں نے اس طرح اس کو وقف کر دیا یعنی روک دیا' ٹھہرا دیا اور شریعت میں اپنی کسی ملکیت کو اللہ کے راستے میں روک دینا' وقف کر دینا کہ اس کے منافع کو فقراء اور مسافروں پر خرچ کیا جائے اور اس کی اصل واقف کی ملکیت میں باقی رہے وقف کی صحت کے لئے الفاظ میں نے وقف کیا' میں نے اسے روک دیا وغیرہ وغیرہ صریح الفاظ ہیں۔ بطور کنایہ یہ بھی درست ہے کہ میں نے اسے صدقہ کر دیا۔ لفظ حرمت میں نے اس کے منافع کا استعمال اپنے لئے حرام قرار دے لیا' اس کو بعض نے وقف کے لئے لفظ صریح قرار دیا اور بعض نے غیر صریح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب کی حدیث کے ذیل امام شوکانیؒ فرماتے ہیں وفی الحدیث فوائد منھا ثبوت صحة اصل الوقف قال النووی وھذا مذھبنا یعنی ائمة الشافعیة ومذھب الجماھیر ویدل علیه ایضا اجماع المسلمین علی صحة وقف المساجد والسقایات ومنھا فضیلة الانفاق مما یحب ومنھا ذکر فضیلة ظاھرة لعمرؓ عنه ومنھا مشاورة اھل الفضل والصلاح فی الامور و طریق الخیر ومنھا فضیلة صلة الارحام والوقف علیھم۔ واللہ اعلم (نیل)

یعنی اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جن میں سے اصل وقف کی صحت کا ثبوت بھی ہے۔ بقول علامہ نووی ائمہ شافعیہ اور جماہیر کا یہی مذہب ہے اور اس پر عام مسلمانوں کا اجماع بھی دلیل ہے جو مساجد اور کنویں وغیرہ کے وقف کی صحت پر ہو چکا ہے اور اس حدیث سے خرچ کرنے کی بھی فضیلت ثابت ہوئی جو اپنے محبوب ترین مال میں سے کیا جاتا ہے اور اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور اس سے اہل علم و فضل سے صلاح و مشورہ کرنا بھی ثابت ہوا اور صلہ رحمی کی فضیلت اور رشتہ ناطہ والوں کے لئے وقف کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

لفظ "وقف" مختلف احادیث میں مختلف معانی پر بولا گیا ہے جس کی تفصیل کیلئے کتاب لغات الحدیث بذیل لفظ "واو" کا مطالعہ کیا جائے۔

۵۵- کتاب الوصایا

کتاب وصیتوں کے مسائل کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱- بَابُ الْوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ))

باب اس بارے میں کہ وصیتیں ضروری ہیں

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی وصیت لکھی ہوئی ہونی چاہئے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ. فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُونَهُ، إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ، إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ﴾ جَنَفًا: مَيلاً. مُتَجَانِفٌ : مَائِلٌ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ "تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی معلوم ہو اور کچھ مال بھی چھوڑ رہا ہو تو وہ والدین اور عزیزوں کے حق میں دستور کے موافق وصیت کر جائے۔ یہ لازم ہے پرہیز گاروں پر۔ پھر جو کوئی اسے اس کے سننے کے بعد بدل ڈالے سو اس کا گناہ اسی پر ہو گا جو اسے بدلے گا' بے شک اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ البتہ جس کسی کو وصیت کرنے والے سے متعلق کسی کی طرفداری یا حق تلفی کا علم ہو جائے پھر وہ موصی لہ اور وارثوں میں (وصیت میں کچھ کمی کر کے) میل کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشش کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (آیت میں) جنفا کے معنی ایک طرف جھک جانے کے ہیں' متجانف کے معنی جھکنے والے کے ہیں۔

وصیت کہتے ہیں مرتے وقت آدمی کا کچھ کہہ جانا کہ میرے بعد ایسا ایسا کرنا' فلاں کو یہ دینا فلاں کو یہ۔ وصیت کرنے والے کو موصی اور جس کے لئے وصیت کی ہو اس کو موصی لہ کہتے ہیں۔ آیت میراث نازل ہونے کے بعد صرف تہائی مال میں وصیت کرنا جائز قرار دیا گیا' باقی مال حصہ داروں میں تقسیم ہو گا۔

٢٧٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلاَّ وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)). تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(٢٧٣٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی نافع سے' وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جن کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو درست نہیں کہ دو رات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے۔ امام مالک کے ساتھ اس روایت کی متابعت محمد بن مسلم نے عمرو بن دینار سے کی ہے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

تشریح آیت شریفہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ (البقرۃ: ۱۸۰) آیت میراث سے پہلے نازل ہوئی۔ اس وقت وصیت کرنا فرض تھا۔ جب میراث کی آیت اتری تو وصیت کی فرضیت جاتی رہی اور وارث کے لئے وصیت کرنا منع ہو گیا جیسا کہ عمرو بن خارجہ کی روایت میں ہے ان الله اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث (اخرجه اصحاب السنن) اور غیر وارث کے لئے وصیت جائز رہ گئی۔ آیت شریفہ ﴿فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ﴾ (البقرۃ: ۱۸۱) کا مطلب یہ ہے کہ وصیت بدل دینا گناہ ہے مگر جس صورت میں موصی نے خلاف شریعت وصیت کی ہو اور ثلث سے زائد کسی کو دلا کر وارثوں کا حق تلف کیا ہو تو ایسی غلط وصیت کو بدل ڈالنا منع نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ موصی لہ اور دیگر وارثوں میں صلح صفائی کرا دے اور مطابق شریعت فیصلہ کر کے وصیت کی

اصلاح کر دے۔ وصیت الرجل مکتوب عندہ یہ مضمون خود باب کی حدیث میں آگے آ رہا ہے مگر اس میں مرء کا لفظ ہے اور لفظ رجل کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی۔ شاید حضرت امام بخاریؒ نے اسے بالمعنی روایت کیا ہو کیونکہ مرء' رجل ہی کو کہتے ہیں اور رجل کی قید اعتبار اکثر کے ہے ورنہ عورت اور مرد دونوں کی وصیت صحیح ہونے میں کوئی فرق نہیں' اسی طرح نابالغ کی وصیت بھی صحیح ہے' جب وہ عقل اور ہوش رکھتا ہو۔ ہمارے امام احمد بن حنبل اور امام مالک کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور شافعیہ نے اس کو جائز کہاں رکھا ہے۔ امام احمد نے ایسے لڑکے کی عمر کا اندازہ سات برس یا دس برس کا کیا ہے۔ وصیت کا ہر وقت لکھا ہوا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے نہ معلوم کب اللہ پاک کا حکم ہو اور انسان کا اخروی سفر شروع ہو جائے' لہٰذا لازم ہے کہ اس سفر کے لئے ہر وقت تیار رہے اور اپنے بعد کے لئے ضروری معاملات کے واسطے اسے جو بہتر معلوم ہو وہ لکھا ہوا اپنے پاس تیار رکھے۔ حدیث کن فی الدنیا کانک غریب کا بھی یہی مطلب ہے کہ دنیا میں ہر وقت مسافرانہ زندگی گزارو نہ معلوم کب کوچ کا وقت آ جائے۔

٢٧٣٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلاَ دِينَارًا وَلاَ عَبْدًا وَلاَ أَمَةً وَلاَ شَيْئًا، إِلاَّ بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلاَحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً)).

[أطرافه في : ٢٨٧٣، ٢٩١٢، ٣٠٩٨، ٤٤٦١].

(٢٧٣٩) ہم سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ ابن ابی بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی بھائی عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے جو جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) کے بھائی ہیں' بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد سوائے اپنے سفید خچر' اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کے جسے آپؐ وقف کر گئے تھے نہ کوئی درہم چھوڑا تھا نہ دینار نہ غلام نہ باندی اور نہ کوئی چیز۔

یعنی اپنی صحت کی حالت میں آپ نے یہ زمین وقف فرما دی تھی پھر وفات کے وقت بھی اس کی تاکید فرما دی۔ بعضوں نے کہا و رجعلها صدقة کی ضمیر تینوں کی طرف پھرتی ہے یعنی خچر اور ہتھیار اور زمین سب کو وقف کر دیا تھا۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ وقف کا اثر مرنے کے بعد بھی رہتا ہے تو وہ وصیت کے حکم میں ہوا۔

٢٧٤٠- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْصَى؟ فَقَالَ: لاَ. فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ)).

(٢٧٤٠) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر میں نے پوچھا کہ پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا) کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کر دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی

[طرفاه في: ٤٤٦٠، ٥٠٢٢].

تھی۔(اور کتاب اللہ میں وصیت کرنے کے لئے حکم موجود ہے)

تشریح: باب کا مطلب اس سے نکلا کہ لوگوں پر وصیت کیسے فرض ہوئی۔ اللہ کی کتاب پر چلنے کا حکم ایک جامع وصیت ہے جو شریعت کے سارے احکام کو شامل ہے' جب تک مسلمان اس وصیت پہ قائم رہے اور قرآن و حدیث پر چلتے رہے ان کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی اور جب سے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیا اور ہر ایک نے اپنی رائے اور قیاس کو اصل بنایا' چھوٹ پڑ گئی' الگ الگ مذاہب بن گئے اور ہر جگہ مسلمان متفرق ہو کر مغلوب ہو گئے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ جزیرۂ عرب کو یہودیوں سے پاک کر دینا' ذمی کافروں کی ہر ممکن خاطر مدارات کرنا جیسے کہ میں کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وصی ہونے کی کوئی صحیح حدیث کسی بھی مستند کتاب میں منقول نہیں ہے۔

٢٧٤١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا بنْ إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ : ((ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا، فَقَالَتْ: مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي - أَوْ قَالَتْ: حَجْرِي - فَدَعَا بِالطَّسْتِ، فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ؟)). [طرفه في : ٤٤٥٩].

(٢٧٤١) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی عبداللہ بن عون سے' انہیں ابراہیم نخعی نے' ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ (نبی اکرم کے) وصی تھے تو آپ نے کہا کہ کب انہیں وصی بنایا۔ میں تو آپ کے وصال کے وقت سر مبارک اپنے سینے پر یا انہوں نے (بجائے سینے کے) کہا کہ اپنی گود میں رکھے ہوئے تھی پھر آپ نے (پانی کا) طشت منگوایا تھا کہ اتنے میں (سر مبارک) میری گود میں جھک گیا اور میں سمجھ نہ سکی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے تو آپ نے علی کو وصی کب بنایا۔

حضرت عائشہؓ کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے لے کر وفات تک تو آنحضرت ﷺ میرے ہی پاس رہے' میری ہی گود میں انتقال فرمایا' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی بناتے یعنی اپنا خلیفہ مقرر کرتے جیسے شیعہ گمان کرتے ہیں تو مجھ کو تو ضرور خبر ہوتی پس شیعوں کا یہ دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔

٢- بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ

باب اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

٢٧٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ)). قُلْتُ: يَا

(٢٧٤٢) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا سعد بن ابراہیم سے' ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (حجتہ الوداع میں) میری عیادت کو تشریف لائے' میں اس وقت مکہ میں تھا۔ حضور اکرمؐ اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو۔ آنحضورؐ نے فرمایا اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہؓ) پر رحم

رَسُولَ اللهِ أَوْصَي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لاَ)). قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: ((لاَ)). قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ: ((فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَن تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِن نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ تَرْفَعُهَا إِلَى فِيْ امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلاَّ ابْنَةٌ)).

فرمائیے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپؐ نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر تہائی کی کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا تہائی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے' اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لئے خرچ کرو گے) تو وہ خیرات ہے' یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی خیرات ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (اسلام کے مخالف) نقصان اٹھائیں۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس بیماری میں ناامیدی کی حالت کو پہنچ چکے تھے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سارے مال کے وقف کر دینے کا خیال ظاہر کیا مگر آنحضرت ﷺ نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور آپؐ کی صحت کی بشارت دی چنانچہ آپ بعد میں تقریباً پچاس سال زندہ رہے اور تاریخ اسلام میں آپ نے بڑے عظیم کارنامے انجام دیئے (رضی اللہ عنہ) مؤرخین نے ان کے دس بیٹے اور بارہ بیٹیاں بتلائی ہیں واللہ اعلم بالصواب

٣- بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

باب تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ: لاَ يَجُوزُ لِلذِّمِّيِّ وَصِيَّةٌ إِلاَّ الثُّلُث وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ﴾ [المائدة: ٤٩].

اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ذمی کافر کے لئے بھی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نافذ نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا کہ آپ ان میں غیر مسلموں میں بھی اس کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا ہے۔

تشریح: ذمی اور مسلمانوں کا ایک ہی حکم ہے کسی کی وصیت تہائی مال سے زیادہ نافذ نہ ہو گی۔ امام مالک اور شافعی اور امام احمد کا یہی قول ہے کہ وصیت تہائی مال سے زیادہ میں نافذ نہ ہو گی' اگر میت کے وارث نہ ہوں تو باقی مال بیت المال میں رکھا جائے گا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اگر وارث نہ ہوں یا وارث ہوں اور وہ اجازت دیں تو ثلث سے زیادہ میں بھی وصیت نافذ ہو سکتی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ امام بخاریؒ نے امام حسن بصری کا قول لا کر حنفیہ پر رد کیا اور اسی لئے قرآن کی یہ آیت لائے ﴿ وان احكم بينهم بما انزل الله ﴾ (المائدہ: ۴۹) کیونکہ آنحضرت ﷺ کا حکم بھی ﴿ بما انزل الله ﴾ میں داخل ہے (وحیدی) قال ابن بطال اراد البخاری بهذا الرد على من قال كالحنفية لجواز الوصية بالزيادة على الثلث لمن لا وارث له وكذلك احتج بقوله وان احكم بينهم بما انزل الله والذى حكم به

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الثلث وهو الحكم بما انزل الله فمن تجاوز ما حده فقد اتى ما نهى عنه وقال ابن المنير لم يرد البخاری هذا وانما اراد الاستشهاد بالآية على ان الذى اذا تحاكم الينا ورثته لا تنفذ من وصيته الا بالثلث لانا لا نحكم فيهم الا بحكم الاسلام لقوله تعالى وان احكم بينهم بما انزل الله الآية (فتح الباری) عبارت کا خلاصہ وہی ہے جو مذکور ہوا۔

٢٧٤٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبعِ، لأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَوْ كَبِيْرٌ)).

(۲۷۴۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' کاش! لوگ (وصیت کو) چوتھائی تک کم کر دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تہائی (کی وصیت کر سکتے ہو) اور تہائی بھی بہت ہے یا۔ (آپؐ نے یہ فرمایا کہ) یہ بڑی رقم ہے۔

٢٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرِضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ لاَ يَرُدَّنِي عَلَى عَقِبِي. قَالَ: ((لَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ، وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا)). قُلْتُ: أُرِيْدُ أَنْ أُوْصِيَ وَإِنَّمَا لِيْ ابْنَةٌ، قُلْتُ أُوْصِي بِالنِّصْفِ؟ قَالَ: ((النِّصْفُ كَثِيْرٌ)). قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ - أَوْ كَبِيْرٌ - قَالَ: فَأَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذَلِكَ لَهُمْ)).

(۲۷۴۴) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا بن عدی نے بیان کیا' ان سے مروان بن معاویہ نے' ان سے ہاشم ابن ہاشم نے' ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے باپ سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے الٹے پاؤں واپس نہ کر دے (یعنی مکہ میں میری موت نہ ہو) آپؐ نے فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت دے اور تم سے بہت سے لوگ نفع اٹھائیں۔ میں نے عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ ایک لڑکی کے سوا اور میرے کوئی (اولاد) نہیں۔ میں نے پوچھا کیا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ آدھا تو بہت ہے۔ پھر میں نے پوچھا تو تہائی کی کر دوں؟ فرمایا کہ تہائی کی کر سکتے ہو اگرچہ یہ بھی بہت ہے یا (یہ فرمایا کہ) بڑی (رقم) ہے۔ چنانچہ لوگ بھی تہائی کی وصیت کرنے لگے اور یہ ان کیلئے جائز ہو گئی۔

اس حدیث سے بھی تہائی تک کی وصیت کرنا جائز ثابت ہوا' ساتھ یہ بھی کہ شارع کا منشا وارثوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مال چھوڑنا ہے تاکہ وہ پیچھے محتاج نہ ہوں' وصیت کرتے وقت وصیت کرنے والوں کو یہ امر ملحوظ نظر رکھنا ضروری ہے۔

٤- بَابُ قَوْلِ الْمُوْصِي لِوَصِيِّهِ: تَعَاهَدْ وَلَدِي.

باب وصیت کرنے والا اپنے وصی سے کہے کہ میرے بچے کی دیکھ بھال کرتے رہنا اور وصی کے لئے کس طرح کے

وَمَا يُجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى

دعوے جائز ہیں؟

٢٧٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: ((كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي، فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ. فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي، كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ)). لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ. فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ)).

[راجع: ٢٠٥٣]

(٢٧٤٥) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے ابن شہاب سے' وہ عروہ بن زبیر سے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے' اس لئے تم اسے لے لینا' چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ انہوں نے اس بارے میں مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ پھر عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہنے لگے کہ یہ تو میرا بھائی ہے' میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پھر یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے' مجھے اس نے وصیت کی تھی۔ لیکن عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ میرا بھائی اور میرے والد کی باندی کا لڑکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ یہ فرمایا کہ لڑکا تمہارا ہی ہے عبد بن زمعہ! بچہ فراش کے تحت ہوتا ہے اور زانی کے حصے میں پتھر ہیں لیکن آپ نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کر کیونکہ آپ نے عتبہ کی مشابہت اس لڑکے میں صاف پائی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہ دیکھا تا آنکہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں۔

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ عتبہ نے کہا میرے لڑکے کا خیال رکھو' اس کو لے لینا اور سعد نے جو اپنے بھائی کے وصی تھے اس کا دعویٰ کیا۔ اس بچے کا نام عبدالرحمن تھا حالانکہ آپ نے فیصلہ کر دیا کہ وہ زمعہ کا بیٹا ہے تو سودہ کا بھائی ہوا مگر چونکہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اس لئے احتیاطاً حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔

٥- بَابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ

باب اگر مریض اپنے سر سے کوئی صاف اشارہ کرے تو اس پر حکم دیا جائے گا؟

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ

(٢٧٤٦) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا قتادہ سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی نے ایک

عَنْهُ: ((أَنَّ يَهُودِيًا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ؟ أَفُلاَنٌ أَوْ فُلاَنٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَجِيْءَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ)). [راجع: ٢٤١٣]

(انصاری) لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا تھا۔ لڑکی سے پوچھا گیا کہ تمہارا سر اس طرح کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں شخص نے کیا؟ فلاں نے کیا؟ آخر یہودی کا بھی نام لیا گیا (جس نے اس کا سر کچل دیا تھا) تو لڑکی نے سر کے اشارے سے ہاں میں جواب دیا۔ پھر وہ یہودی بلایا گیا اور آخر اس نے بھی اقرار کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کا بھی پتھر سے سر کچل دیا گیا۔

تشریح: آپ ﷺ نے اس لڑکی کا بیان جو سر کے اشارے سے تھا' شہادت میں قبول کیا اور یہودی کی گرفتاری کا حکم دیا گو قصاص کا حکم صرف شہادت کی بنا پر نہیں دیا گیا بلکہ یہودی کے اقبال جرم پر۔ لہٰذا ایسے مظلوم کے سر کے اشارے سے بھی اہل قانون نے موت کے وقت کی شہادت کو معتبر قرار دیا ہے' کیونکہ آدمی مرتے وقت اکثر سچ ہی کہتا ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔

٦- بَابُ لاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

باب وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے

تشریح: یہ مضمون صراحتاً ایک حدیث میں وارد ہے جس کو اصحاب سنن وغیرہ نے ابو امامہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مگر اس کی سند میں کلام ہے' اسی لئے حضرت امام بخاری اس کو نہ لا سکے۔ امام شافعی نے اس روایت کو متواتر کہا ہے اور فخر الدین رازی نے اس کا انکار کیا ہے۔

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ، وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ، فَنَسَخَ اللهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ، وَجَعَلَ لِلأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ)). [طرفاه في : ٤٥٧٨، ٦٧٣٩].

(٢٧٤٧) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا ورقاء سے' انہوں نے ابن ابی نجیح سے' ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شروع اسلام میں (میراث کا) مال اولاد کو ملتا تھا اور والدین کے لئے وصیت ضروری تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس حکم کو منسوخ کر دیا پھر لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر قرار دیا اور والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور بیوی کا (اولاد کی موجودگی میں) آٹھواں حصہ اور (اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں) چوتھا حصہ قرار دیا۔ اسی طرح شوہر کا (اولاد نہ ہونے کی صورت میں) آدھا اور (اولاد ہونے کی صورت میں) چوتھائی حصہ قرار دیا۔

اس صورت میں وصیت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔

٧- بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب موت کے وقت صدقہ کرنا

٢٧٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ

(٢٧٤٨) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا سفیان ثوری سے' وہ عمارہ سے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے

رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْغِنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ، وَلاَ تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ : لِفُلاَنٍ كَذَا وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ)). [راجع: ١٤١٩]

پوچھا یا رسول اللہ ! کون سا صدقہ افضل ہے ؟ فرمایا یہ کہ صدقہ تندرستی کی حالت میں کر کہ (تجھ کو اس مال کو باقی رکھنے کی) خواہش بھی ہو جس سے کچھ سرمایہ جمع ہو جانے کی تمہیں امید ہو اور (اسے خرچ کرنے کی صورت میں) محتاجی کا ڈر ہوا اور اس میں تاخیر نہ کر کہ جب روح حلق تک پہنچ جائے تو کہنے بیٹھ جائے کہ اتنا مال فلاں کے لئے' فلانے کو اتنا دینا' اب تو فلانے کا ہو ہی گیا (تو تو دنیا سے چلا)

٨- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء: ١٢]

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) یہ فرمانا کہ وصیت اور قرضے کی ادائیگی کے بعد حصے بٹیں گے

وَيُذْكَرُ أَنَّ شُرَيْحًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَطَاوُسًا وَعَطَاءً وَابْنَ أُذَيْنَةَ أَجَازُوا إِقْرَارَ الْمَرِيضِ بِدَيْنٍ. وَقَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا يُصَدَّقُ بِهِ الرَّجُلُ آخِرَ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلَ يَوْمٍ مِنَ الآخِرَةِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْحَكَمُ : إِذَا أَبْرَأَ الْوَارِثَ مِنَ الدَّيْنِ بَرِئَ. وَأَوْصَى رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنْ لاَ تُكْشَفَ امْرَأَتُهُ الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا أُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا. وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِمَمْلُوكِهِ عِنْدَ الْمَوْتِ: كُنْتُ أَعْتَقْتُكَ جَازَ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا: إِنَّ زَوْجِي قَضَانِي وَقَبَضْتُ مِنْهُ جَازَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : لاَ يَجُوزُ إِقْرَارُهُ لِسُوءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ. ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ: يَجُوزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ. وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) وَلاَ يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِينَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((آيَةُ

اور منقول ہے کہ قاضی شریح اور عمر بن عبدالعزیز اور طاؤس اور عطاء اور عبدالرحمٰن بن اذینہ ان لوگوں نے بیماری میں قرض کا اقرار درست رکھا ہے اور امام حسن بصری نے کہا سب سے زیادہ آدمی کو اس وقت سچا سمجھنا چاہئے جب دنیا میں اس کا آخری دن اور آخرت میں پہلا دن ہو اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عتبہ نے کہا اگر بیمار وارث سے یوں کہے کہ میرا اس پر کچھ قرضہ نہیں تو یہ ابراء صحیح ہو گا اور رافع بن خدیج (صحابی) نے یہ وصیت کی کہ ان کی بیوی فزاریہ کے دروازے میں جو مال بند ہے وہ نہ کھولا جائے اور امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی مرتے وقت اپنے غلام سے کہے میں تجھ کو آزاد کر چکا تو جائز ہے۔ اور شعبی نے کہا کہ اگر عورت مرتے وقت یوں کہے میرا خاوند مجھ کو مہر دے چکا ہے اور میں لے چکی ہوں تو جائز ہو گا اور بعضے لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں بیمار کا اقرار کسی وارث کے لئے دوسرے وارثوں کی بدگمانی کی وجہ سے صحیح نہ ہو گا۔ پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ امانت اور بضاعت اور مضاربت کا اگر بیمار اقرار کرے تو صحیح ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تم بدگمانی سے بچے رہو' بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مسلمانو! (دوسرے وارثوں کا حق) مار لینا درست نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے منافق کی نشانی یہ ہے کہ امانت میں خیانت کرے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ

الْمُنَافِقِ إِذَا ائْتُمِنَ خَانَ)) وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ [النساء : ٥٨] فَلَمْ يَخُصَّ وَارِثًا وَلاَ غَيْرَهُ. فِيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

نساء میں فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جس کی امانت ہے' اس کو پہنچا دو۔ اس میں وارث یا غیر وارث کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اسی مضمون میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

تشریح اس باب کے ذیل حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ارادالمصنف والله اعلم بهذه الترجمة الاحتجاج بما اختاره من جواز اقرار المريض بالدين مطلقا سواء كان المقر له وارثا او اجنبيا ووجه الدلالة انه سبحانه وتعالى سوى بين الوصية والدين فى تقديمها على الميراث ولم يفصل فخرجت الوصية للوارث بالدليل الذى تقدم وبقى الاقرار بالدين على حاله الخ یعنی اس باب کے منعقد کرنے سے مصنف کا ارادہ اس امر پر حجت پکڑنا ہے کہ انہوں نے مریض کا قرض کے بارے میں مطلقاً اقرار کر لینا جائز قرار دیا ہے جس کے لئے مریض اقرار کر رہا ہے وہ اس کا وارث ہو یا کوئی اجنبی انسان ہو' اس لئے کہ آیت شریفہ میں اللہ پاک نے میراث کے اوپر وصیت اور قرض ہر دو کو برابری کے ساتھ مقدم کیا ہے۔ ان ہر دو میں کوئی فاصلہ نہیں فرمایا پس وصیت دلیل مقدم کی بنا پر وارث کے لئے منسوخ ہو گئی اور قرض کا اقرار کر لینا اپنی حالت پر قائم رہا۔ حضرت امامؒ نے اپنے خیال کی تائید میں مختلف ائمہ کرام و محدثین عظام کے اقوال استشہاد کے طور پر نقل فرمائے ہیں۔

شارحین لکھتے ہیں قال بعض الناس اى الحنفية يقولون لا يجوز اقرار المريض لبعض الورثة لانه مظنة انه يريد به الا ساء ة فى آخر الامر ثم ناقضوا حيث جوزوه اقراره للورثة بالوديعة ونحوه بمجرد والاستحسان من غيرد ليل يدل على امتناع ذالک وجواز هذه ثم رد عليهم بانه سوء ظن به وبانه لا يحل مال المسلمين اى المقرله لحديث اذا اتمن خان كذا فى مجمع البحار یعنی حنفیہ نے کہا کہ بعض وارثوں کے لئے مریض کا اقرار قرض جائز نہیں اس گمان پر کہ ممکن ہے مریض وارث کے حق میں برائی کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس پر پھر مناقصہ پیش کیا ہے بایں طور پر کہ احناف حضرات نے مریض کا ودیعت کے بارے میں کسی وارث کے لئے اقرار کرنا جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ خیال محض استحسان کی بنا پر ہے جس کی کوئی دلیل نہیں جسے اس کے امتناع یا جواز پر پیش کیا جا سکے۔ حضرت امام بخاریؒ نے پھر ان پر بایں طور رد فرمایا کہ یہ مریض کے ساتھ سوء ظن ہے اور بایں طور کہ جس کے لئے مریض اقرار کر رہا ہے' اس مسلمان کا مال ہڑپ کرنا اس حدیث سے جائز نہیں کہ امانت کا مال نہ ادا کرنا خیانت ہے۔ مریض نے جس وارث وغیرہ کے لئے اقرار کیا ہے وہ مال اس وارث وغیرہ کی امانت ہو گیا جس کی ادائیگی ضروری ہے۔

علامہ عینی نے کہا امانت اور مضاربت کا اقرار اس لئے صحیح ہے کہ قرض میں لزوم ہوتا ہے' ان چیزوں میں لزوم نہیں۔ میں کہتا ہوں گو لزوم نہ ہو مگر وارثوں کا نقصان تو ان میں بھی محتمل ہے جیسے قرض میں اور جب علت موجود ہے تو حکم بھی وہی ہونا چاہئے۔ اس لئے اعتراض امام بخاری کا صحیح ہے۔ حدیث ایا کم والظن کو امام بخاری نے کتاب الادب میں وصل کیا۔ یہ حدیث لا کر امام بخاری نے حنفیہ کا رد کیا جو بدگمانی ناجوازی کی علت قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا ہم بدگمانی کو تو علت ہی قرار نہیں دیتے پھر یہ استدلال بے کار ہے اور اگر مان لیں تب بھی حدیث سے بدگمانی منع ہے اور یہ گمان بد گمان نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں جب ایک مسلمان کو مرتے وقت جھوٹا سمجھا تو اس سے بڑھ کر اور کیا بدگمانی ہو گی۔ حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا ہے کہ مریض پر جب کسی کا قرض ہو تو اس کا اقرار کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ خیانت کا مرتکب ہو گا اور جب اقرار کرنا واجب ہوا تو اس کا اقرار معتبر بھی ہو گا ورنہ اقرار کے واجب کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے اور آیت سے یہ نکالا کہ قرض بھی دوسرے کی گویا امانت ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔ پس وارث کے لئے اقرار صحیح

ہو گا۔ عینی کا یہ اعتراض کہ قرض کو امانت نہیں کہہ سکتے اور آیت میں امانت کی ادائیگی کا حکم ہے' صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امانت سے یہاں لغوی امانت مراد ہے یعنی دوسرے کا حق نہ کہ شرعی امانت اور قرض لغوی امانت میں داخل ہے۔ اس آیت کا شان نزول اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے عثمان بن طلحہ شیبیؓ سے کعبے کی کنجی لی اور اندر گئے۔ اس کنجی کو حضرت عباس بنائٹھ نے مانگا اس وقت یہ آیت اتری' آپؐ نے وہ کنجی پھر شیبی کو دے دی جو آج تک ان کے خاندان میں چلی آتی ہے۔ یہی وہ خاندان ہے جو قبل اسلام سے آج تک کعبہ شریف کی کنجی کا محافظ چلا آ رہا ہے۔ اسلامی دور میں بھی اسی خاندان کو اس خدمت پر بحال رکھا گیا اور آج سعودی حکومت کے دور میں بھی یہی خاندان ہے جو کعبہ شریف کی کنجی کا محافظ ہے۔ اگر امیر حکومت سعودی بھی کعبہ میں داخل ہونا چاہیں تو اسی خاندان سے ان کو یہ کنجی حاصل کرنا ضروری ہے اور واپسی کے بعد واپس کر دینا بھی ضروری ہے۔ اس دور میں حجاز میں کتنے سیاسی انقلابات آئے مگر اس نظام میں کسی دور میں بھی فرق نہیں آیا۔ (اللہ تعالیٰ اس نظام کو ہمیشہ قائم دائم رکھے آمین)

حدیث لا صدقة الا الخ اس کو امام بخاریؒ نے کتاب الزکوۃ میں وصل کیا۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ دین (قرض) کا ادا کرنا وصیت پر مقدم ہے' اس لئے کہ وصیت مثل صدقہ کے ہے اور جو شخص مدیون (مقروض) ہو وہ مالدار نہیں ہے۔ تفسیر وحیدی)

٢٧٤٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ)). [راجع: ٣٣]

(٢٧٤٩) ہم سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے' انہوں نے کہا ہم سے نافع بن مالک بن ابی عامر ابو سہیل نے' انہوں نے اپنے باپ سے' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے' آپؐ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ کہے اور جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

٩- بَابُ تَأْوِيْلِ قولِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء: ١٢] وَيُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ فَأَدَاءُ الأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ صَدَقَةَ إِلاَّ عَنْ ظَهْرِ غِنِيً)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ يُوصِي الْعَبْدُ إِلاَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ)).

باب اللہ تعالیٰ کے (سورۂ نساء میں) یہ فرمانے کی تفسیر کہ حصوں کی تقسیم وصیت اور دین کے بعد ہو گی

اور منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قرض کو وصیت پر مقدم کرنے کا حکم دیا اور (اس سورت میں) یہ فرمانے کی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ تو امانت (قرض) کا ادا کرنا نفل وصیت کے پورا کرنے سے زیادہ ضروری ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا صدقہ وہی عمدہ ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا غلام بغیر اپنے مالک کی اجازت کے وصیت نہیں کر سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے۔

٢٧٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا

(٢٧٥٠) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام

الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا حَكِيْمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)). قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَدْعُو حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا. ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللهُ)).

[راجع: ١٤٧٢]

اوزاعی نے خبر دی' انہوں نے زہری سے' انہوں نے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر سے کہ حکیم بن حزام (مشہور صحابی) نے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا آپ نے مجھ کو دیا' پھر مانگا پھر آپ نے دیا' پھر فرمانے لگے حکیم یہ دنیا کا روپیہ پیسہ دیکھنے میں خوشنما اور مزے میں شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو کوئی جان لڑا کر حرص کے ساتھ اس کو لے اس کو برکت نہ ہو گی۔ اس کی مثال ایسی ہے جو کماتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا میں تو آج سے آپ کے بعد کسی سے کوئی چیز کبھی نہیں لینے کا مرنے تک پھر (حکیم کا یہ حال رہا) کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا سالانہ وظیفہ دینے کے لئے ان کو بلاتے' وہ اس کے لینے سے انکار کرتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلایا ان کا وظیفہ دینے کے لئے لیکن انہوں نے انکار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مسلمانو! تم گواہ رہنا حکیم کو اس کا حق جو لوٹ کے مال میں اللہ نے رکھا ہے دیتا ہوں وہ نہیں لیتا۔ غرض حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر کسی شخص سے کوئی چیز قبول نہیں کی (اپنا وظیفہ بھی بیت المال میں نہ لیا) یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی' اللہ ان پر رحم کرے۔

٢٧٥١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخْتِيَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي

(۲۷۵۱) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے' انہوں نے زہری سے' انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم بھی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اپنی رعت کے بارے میں پوچھا جائے گا

أَهْلِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ)).

[راجع: ٨٩٣]

اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی اور غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

تشریح یہ حدیث کتاب العتق میں گزر چکی ہے' اس کی مناسبت ترجمہ سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا ہے غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہوا حالانکہ وہ غلام ہی کا کمایا ہوا ہے تو اس میں مالک اور غلام دونوں کے حق متعلق ہوئے' لیکن مالک کا حق مقدم کیا گیا کیونکہ وہ زیادہ قوی ہے۔ اسی طرح قرض اور وصیت میں قرض کو مقدم کیا جائے گا' کیونکہ قرض کی ادائیگی فرض ہے اور وصیت ایک قسم کا تبرع یعنی نفل ہے۔ شافعیہ نے کہا کہ ان میں وارث داخل نہ ہوں گے۔ بعضوں نے کہا داخل ہوں گے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا عزیزوں سے محرم ناطہ دار مراد ہوں گے' باپ کی طرف کے ہوں یا ماں کی طرف کے۔

١٠- بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لأَقَارِبِهِ، وَمَنِ الأَقَارِبِ؟

باب اگر کسی نے اپنے عزیزوں پر کوئی چیز وقف کی یا ان کے لئے وصیت کی تو کیا حکم ہے اور عزیزوں سے کون لوگ مراد ہوں گے

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لأَبِي طَلْحَةَ: ((اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ)). فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ)) وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيْثِ ثَابِتٍ: قَالَ: ((اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ))، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنِّي)). وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانَ وَأُبَيٍّ مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ، فَيَجْتَمِعَانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الأَبُ الثَّالِثُ، وَحَرَامُ ابْنُ

اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ابو طلحہ سے فرمایا تو یہ باغ اپنے عزیزوں کو دے ڈال۔ انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا (جو ابو طلحہ کے چچا کی اولاد تھے) اور محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' انہوں نے ثمامہ سے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے ثابت کی طرح روایت کی' اس میں یوں ہے اپنے قرابت دار محتاجوں کو دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ابو طلحہ نے وہ باغ حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا' وہ مجھ سے زیادہ ابو طلحہؓ کے قریبی رشتہ دار تھے اور حسان اور ابی بن کعب کی قرابت ابو طلحہ سے یوں تھی کہ ابو طلحہ کا نام زید ہے وہ سہیل کے بیٹے' وہ اسود کے' وہ حرام کے' وہ عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کے اور حسان ثابت کے بیٹے' وہ منذر کے' وہ حرام کے تو دونوں حرام میں جا کر مل جاتے ہیں جو پر دادا ہے تو حرام بن عمرو بن زید' مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار

عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، فَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيٌّ إِلَى سِتَّةِ آبَاءٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، وَهُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، فَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَوْصَى لِقَرَابَتِهِ فَهُوَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلَامِ.

حسان اور ابو طلحہ کو ملا دیتا ہے اور ابی بن کعب چھٹی پشت میں یعنی عمرو بن مالک میں ابو طلحہ سے ملتے ہیں' ابی کعب کے بیٹے' وہ قیس کے' وہ عبید کے' وہ زید کے' وہ معاویہ کے' وہ عمرو بن مالک بن نجار کے تو عمرو بن مالک حسان اور ابو طلحہ اور ابی تینوں کو ملا دیتا ہے اور بعضوں نے (امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے شاگرد نے) کہا عزیزوں کے لئے وصیت کرے تو جتنے مسلمان باپ دادا گزرے ہیں وہ سب داخل ہوں گے۔

٢٧٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ: ((أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ))، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَسَّمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَادِي : ((يَا بَنِي فِهْرٍ: يَا بَنِي عَدِيٍّ، لِبُطُونِ قُرَيْشٍ)). وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ)). [راجع: ١٤٦١]

(٢٧٥٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ابو طلحہ سے فرمایا (جب انہوں نے اپنا باغ بیرحاء اللہ کی راہ میں دینا چاہا) میں مناسب سمجھتا ہوں تو یہ باغ اپنے عزیزوں کو دے دے۔ ابو طلحہ نے کہا بہت خوب ایسا ہی کروں گا۔ پھر ابو طلحہ نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب (سورۂ شعراء کی) یہ آیت اتری اور اپنے قریب کے ناطے والوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم قریش کے خاندانوں بنی فہر' بنی عدی کو پکارنے لگے (ان کو ڈرایا) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت اتری ﴿ وانذر عشیرتک الاقربین ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو! (اللہ سے ڈرو)۔

١١- بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الأَقَارِبِ؟

باب کیا عزیزوں میں عورتیں اور بچے بھی داخل ہوں گے

٢٧٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

(٢٧٥٣) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب (سورۂ

أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - اشْتَرُوا أَنفُسَكُمْ، لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا. يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا. يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لاَ أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا. يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا. وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا)). تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. [طرفاه في: ٣٥٢٧، ٤٧٧١].

شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری اور اپنے نزدیک ناطے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا قریش کے لوگو! یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکنے کا) عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ عباس عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ فاطمہؓ بیٹا تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آئے گا۔ ابو الیمان کے ساتھ حدیث کو اصبغ نے بھی عبداللہ بن وہب سے' انہوں نے یونس سے' انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔

تشریح پچھلی حدیث میں پہلے آپ نے قریش کے کل لوگوں کو مخاطب کیا جو خاص آپ کی قوم کے لوگ تھے۔ پھر عبد مناف اپنے چوتھے دادا کی اولاد کو۔ پھر خاص اپنے چچا اور پھوپھی یعنی دادا کی اولاد کو پھر خاص اپنی اولاد کو۔ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرابت والوں میں عورتیں داخل ہیں۔ کیونکہ حضرت صفیہ اپنی پھوپھی کو بھی آپ نے مخاطب کیا اور بچے بھی اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب یہ آیت اتری کم سن بچی تھیں' آپؐ نے ان کو بھی مخاطب فرمایا۔

١٢ - بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ؟

وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ. وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ. وَكَذَلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً أَوْ شَيْئًا للهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

باب کیا وقف کرنے والا اپنے وقف سے خود بھی وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی (اپنے وقف کے لئے) کہ جو شخص اس کا متولی ہو اس کے لئے اس وقف میں سے کھا لینے سے کوئی حرج نہ ہو گا۔ (دستور کے مطابق) واقف خود بھی وقف کا مہتمم ہو سکتا ہے اور دوسرا شخص بھی۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے اونٹ یا کوئی اور چیز اللہ کے راستے میں وقف کی تو جس طرح دوسرے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں خود وقف کرنے والا بھی اٹھا سکتا ہے اگرچہ (وقف کرتے وقت) اس کی شرط نہ لگائی ہو۔

تشریح واقف اپنے وقف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب اس چیز کو خود اپنے اوپر اور نیز دوسروں پر وقف کر دیا ہو یا وقف میں ایسی شرط کر لی ہو یا اس میں سے ایک حصہ اپنے لئے خاص کر لیا ہو یا متولی کو کچھ دلایا ہو اور خود ہی متولی ہو۔ قسطلانی نے کہا

شافعیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اپنی ذات پر وقف کرنا باطل ہے۔

حضرت عمرؓ کا اثر کتاب الشروط میں موصولاً گزر چکا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ جب وقف کے متولی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کھانے کی اجازت دی تو خود وقف کرنے والے کو بھی اس میں سے کھانا یا کچھ فائدہ لینا درست ہو گا۔ اس لئے کہ کبھی وقف کرنے والا خود اس جائداد کا متولی ہوتا ہے۔ آخری مضمون میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا اگر کوئی چیز فقیروں پر وقف کی اور وقف کرنے والا فقیر نہیں ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ البتہ اگر وہ فقیر ہو جائے یا اس کی اولاد میں سے کوئی فقیر ہو جائے تو فائدہ اٹھا سکتا ہے' یہی مختار ہے۔

٢٧٥٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْهَا))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ - فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ - ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ - أَوْ وَيْحَكَ)).

[راجع: ١٦٩٠]

(۲۷۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص قربانی کا اونٹ ہانکے لئے جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس صاحب نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپؐ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا افسوس! سوار بھی ہو جا (یا آپ نے ویلک کی بجائے ویحک فرمایا جس کے معنی بھی وہی ہیں)

٢٧٥٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَة، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)). فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ)). [راجع: ١٦٨٩]

(۲۷۵۵) ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک صاحب قربانی کا اونٹ ہانکے لئے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا لیکن انہوں نے معذرت کی کہ یارسول اللہ! یہ تو قربانی کا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ سوار بھی ہو جا۔ افسوس! یہ کلمہ آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تھا۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ وقفی چیز سے خود وقف کرنے والا بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے' جانور پر مکان کو بھی قیاس کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مکان وقف کرے تو اس میں خود بھی رہ سکتا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ قربانی کے جانور پر بوقت ضرورت سواری کی جا سکتی ہے' اگر وہ دودھ دینے والا جانور ہے تو اس کا دودھ بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ وہ جانور برائے قربانی متعین کرنے کے بعد عضو معطل نہیں بن جاتا۔ عام طور پر مشرکین اپنے شرکیہ افعال کے لئے موسوم کردہ جانوروں کو بالکل آزاد سمجھنے لگ جاتے ہیں جو ان کی نادانی کی دلیل ہے' غیر اللہ کے ناموں پر اس طرح جانور چھوڑنا ہی شرک ہے۔

١٣- بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ

باب اگر وقف کرنے والا مال وقف کو (اپنے قبضہ میں رکھے) دوسرے کے حوالہ نہ کرے تو جائز ہے

لأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْقَفَ وَقَالَ: لاَ

اس لئے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے (خیبر کی اپنی زمین) وقف کی اور فرمایا کہ اگر

جُنَاحَ عَلَى مَن وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ، وَلَمْ يَخُصَّ إِن وَلِيَهُ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي طَلْحَةَ: ((أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِيْنَ))، فَقَالَ: أَفْعَلُ، فَقَسَمَهَا فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

اس میں سے اس کا متولی بھی کھائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں آپ نے اس کی کوئی تخصیص نہیں کی تھی کہ خود آپ ہی اس کے متولی ہوں گے یا کوئی دوسرا۔ نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنی زمین (باغ بیرحاء صدقہ کرنا چاہتے ہو تو) اپنے عزیزوں کو دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور چچا کے لڑکوں میں بانٹ دیا۔

تشریح: تو معلوم ہوا کہ وقف کرنے والا اپنے وقف کو اپنے قبضہ میں بھی رکھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور مالکیہ وغیرہ کے نزدیک وقف اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک مال وقف کو اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کے قبضے میں نہ دے۔ جمہور کی دلیل حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کے افعال ہیں۔ ان سب نے اپنے اوقاف کو اپنے ہی قبضہ میں رکھا تھا۔ اس کا نفع خیرات کے کاموں میں صرف کرتے۔ باب کے تحت ذکر کردہ اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی متولی رہ سکتے تھے کیونکہ آنحضرتؐ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ متولی ہو سکے تو ان کو اس میں سے کھانا بھی درست ہو گا' باب کا یہی مطلب ہے۔ اس لئے وقف کو عام اور خاص دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے جس سے مراد وہ اوقاف ہوتے ہیں جن کا اصل مقصد کچھ تو امور دینی اور کار ہائے خیر میں امداد کرنا ہے اور کچھ خاص اشخاص یا خاص کسی جماعت کی نفع رسانی ہے۔ وقف خاص جن کا مقصود اصلی واقف کے عیال و اطفال یا اقرباء کے لئے آذوقہ مہیا کرنا ہو' لغوی معنی وقف کے باندھ دینا' حبس کر دینا ہے اور اصل میں یہ لفظ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کے باندھنے میں استعمال کیا جاتا ہے اور علمائے اسلام کی اصطلاح میں وقف سے مراد کسی کار خیر کے لئے اپنا مال دے دینا۔ وقف کی تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ کسی جائداد مثل اراضی و مکانات وغیرہ کے حق ملکیت سے دست بردار رہ کر راہ خدا میں اس کو اس طرح سے دے دینا کہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ ہو بشرطیکہ مال موقوف وقف کرنے کے وقت واقف کا اپنا ہو۔ واقف اپنے قبض و ملک کی شرط بھی لگا سکتا ہے۔ کسی دوسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔

١٤ – بَابُ إِذَا قَالَ: دَارِيْ صَدَقَةٌ للهِ، وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ

أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الأَقْرَبِيْنَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي طَلْحَةَ حِيْنَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ للهِ، فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ يَجُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ، وَالأَوَّلُ أَصَحُّ.

باب اگر کسی نے یوں کہا کہ میرا گھر اللہ کی راہ میں صدقہ ہے' فقراء وغیرہ کے لئے صدقہ ہونے کی کوئی وضاحت

نہیں کی تو وقف جائز ہوا اب اس کو اختیار ہے اسے وہ اپنے عزیزوں کو بھی دے سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کیونکہ صدقہ کرتے ہوئے کسی کی تخصیص نہیں کی تھی۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اموال میں مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحاء کا باغ ہے اور وہ اللہ کے راستے میں صدقہ ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے جائز قرار دیا تھا (حالانکہ انہوں نے کوئی تعیین نہیں کی تھی کہ وہ یہ کسے دیں گے) لیکن بعض لوگ شافعیہ نے کہا کہ جب تک یہ نہ بیان کر دے کہ

صدقہ کس لئے ہے' جائز نہیں ہو گا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت ابو طلحہ نے مجمل طور پر اپنا باغ آنحضرت ﷺ کے حوالہ کر دیا اور آپؐ نے واپس فرماتے ہوئے اسے ان کے قرابتداروں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا' کسی قرابت دار کی تخصیص نہیں کی۔ اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔

١٥- بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَلِكَ

باب کسی نے کہا کہ میری زمین یا میرا باغ میری (مرحومہ) ماں کی طرف سے صدقہ ہے تو یہ بھی جائز ہے خواہ اس میں بھی اس کی وضاحت نہ کی ہو کہ کس کے لئے صدقہ ہے

٢٧٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا)).

[طرفاه في: ٢٧٦٢، ٢٧٧٠].

(٢٧٥٦) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم نے خبر دی' انہوں نے عکرمہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں عمرہ بنت مسعود کا انتقال ہوا تو وہ ان کی خدمت میں موجود نہیں تھے۔ انہوں نے آکر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میری والدہ کا جب انتقال ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھا۔ کیا اگر میں کوئی چیز صدقہ کروں تو اس سے انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپؐ نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ غزوہ دومۃ الجندل میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے ہوئے تھے' پیچھے سے ان کی محترمہ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مخراف اس باغ کا نام تھا یا اس کے معنی بہت میوہ دار کے ہیں۔

١٦- بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ وَقَفَ بَعْضَ مَالِهِ أَوْ بَعْضَ رَقِيْقِهِ أَوْ دَوَابِّهِ فَهُوَ جَائِزٌ

باب کسی نے اپنی کوئی چیز یا لونڈی' غلام یا جانور صدقہ یا وقف کیا تو جائز ہے

(مطلب یہ کہ مال مشترک مال منقولہ کا بھی وقف درست ہے)

٢٧٥٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ

(٢٧٥٧) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان

كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ، قَالَ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قُلْتُ: فَإِنِّي أَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

[أطرافه في : ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٠٨٨، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ٣٩٥١، ٤٤١٨، ٤٦٧٣، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٧٨، ٦٢٥٥، ٦٦٩٠، ٧٢٢٥].

کرتے تھے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ (غزوہ تبوک میں نہ جانے کی) قبول ہونے کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے پاس محفوظ رکھتا ہوں۔

یہ کعب بن مالکؓ وہ صحابی ہیں جو اپنے دو ساتھیوں سمیت جنگ تبوک میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہیں نکلے تھے۔ آپ ایک مدت تک زیر عتاب رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اس کا مفصل ذکر کتاب المغازی میں آئے گا۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ سارا مال خیرات کر دینا مکروہ ہے اور یہ بھی نکلا کہ مال منقولہ کا وقف کرنا بھی جائز ہے۔

١٧- بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلَى وَكِيلِهِ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيلُ إِلَيْهِ

باب اگر صدقہ کے لئے کسی کو وکیل کرے اور وکیل اس کا صدقہ پھیر دے

٢٧٥٨- وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيرُحَاءَ - قَالَ: وَكَانَتْ حَدِيقَةً كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا - فَهِيَ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ أَرْجُو بِرَّهُ وَذُخْرَهُ، فَضَعْهَا أَيْ رَسُولَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ. فَقَالَ رَسُولُ

(٢٧٥٨) اور اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے خبر دی' انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے (امام بخاریؒ نے کہا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا (جب سورۃ آل عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ "تم نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اس مال میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو زیادہ پسند ہے" تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ "تم نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اس مال میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو زیادہ پسند ہے اور میرے اموال میں سب سے پسند مجھے بیرحاء ہے۔ بیان کیا کہ بیرحاء ایک باغ تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس میں تشریف لے جایا کرتے' اس کے سائے میں بیٹھتے اور اس کا پانی پیتے (ابو طلحہ نے کہا کہ) اس لئے وہ اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ میں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ پس

اللہ ﷺ: ((بَخْ يَا أَبَا طَلْحَةَ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَبِلْنَاهُ مِنكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ، فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِينَ)). فَتَصَدَّقَ بِهِ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى ذَوِي رَحِمِهِ. قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أُبَيٌّ وَحَسَّانُ. قَالَ: وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَقِيلَ لَهُ: تَبِيعُ صَدَقَةَ أَبِي طَلْحَةَ؟ فَقَالَ: أَلَا أَبِيعُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ دَرَاهِمَ؟ قَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيقَةُ فِي مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِي جُدَيْلَةَ الَّذِي بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ)). [راجع: ١٤٦١]

یارسول اللہ! جس طرح اللہ آپ کو بتائے اسے خرچ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واہ واہ شاباش ابوطلحہ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' ہم تم سے اسے قبول کر کے پھر تمہارے ہی حوالے کر دیتے ہیں اور اب تم اسے اپنے عزیزوں کو دے دو۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ اپنے عزیزوں کو دے دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جن لوگوں کو باغ آپ نے دیا تھا ان میں ابی اور حسان رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیچ دیا تو کسی نے ان سے کہا کہ کیا آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا دیا ہوا مال بیچ رہے ہیں؟ حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں کھجور کا ایک صاع روپوں کے ایک صاع کے بدل کیوں نہ بیچوں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ باغ بنی حدیلہ کے محلّہ کے قریب تھا جسے معاویہ رضی اللہ عنہ نے (بطور قلعہ کے) تعمیر کیا تھا۔

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلا کہ ابو طلحہ نے آنحضرت ﷺ کو وکیل کیا تھا' آپؐ نے ان کا صدقہ قبول فرما کر پھر ان ہی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دو۔ حضرت حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا جب لوگوں نے اعتراض کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں کھجور کا ایک صاع روپوں کے ایک صاع کے بدل کیوں نہ بیچوں یعنی ایسی قیمت پھر کہاں ملے گی گویا کھجور چاندی کے ہم وزن بک رہی ہے۔ کہتے ہیں صرف حسان کا حصہ اس باغ میں حضرت معاویہ نے ایک لاکھ درہم کو خریدا۔ چونکہ ابو طلحہ نے یہ باغ معین لوگوں پر وقف کیا تھا لہٰذا ان کو اپنا حصہ بیچنا درست ہوا۔ بعضوں نے کہا ابو طلحہ نے ان لوگوں پر وقف کرتے وقت یہ شرط لگا دی تھی کہ اگر ان کو حاجت ہو تو بیچ سکتے ہیں ورنہ مال وقف کی بیع درست نہیں۔ قصر بنی حدیلہ کی تفصیل حافظ صاحب یوں فرماتے ہیں۔ واما قصر بنی حدیلة وهو بالمهملة مصغر و وهم من قاله بالجيم فنسب اليهم القصر بسبب المجاورة والا فالذی بناه هو معاوية بن ابی سفيان وبنو حديلة بالمهملة مصغر بطن من الانصار وهم بنو معاوية بن عمرو بن مالك النجار وكانو بتلك البقعة فعرفت بهم فلما اشترى معاوية حصة حسان بنى فيها هذا القصر فعرفت بقصر بنى حديلة ذكر ذلك عمرو بن شبية وغيره فى اخبار المدينة ملكهم الحديقة المذكورة ولم يفقها عليهم اذ لو وقفها ما ساغ لحسان ان يبيعها ووقع فى اخبار المدينة لمحمد ابن الحسن المخزومى من طريق ابى بكر بن حزم ان ثمن حصة حسان مائة الف درهم قبضها من معاوية بن ابى سفيان (خلاصة فتح البارى) اور لیکن قصر بنی حدیلہ حائے مہملہ کے ساتھ اور جس نے اسے جیم کے ساتھ نقل کیا یہ اس کا وہم ہے۔ یہ پڑوس کی وجہ سے بنو حدیلہ کی طرف منسوب ہو گیا تھا ورنہ اس کے بنانے والے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ہیں اور بنو حدیلہ انصار کا ایک قبیلہ ہے۔ یہ بنو معاویہ بن عمرو بن مالک نجار ہیں جو یہاں رہا کرتے تھے پس ان ہی سے یہ منسوب ہو گیا۔ پس جب حضرت معاویہؓ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ والا حصہ خرید لیا تو وہاں یہ قلعہ بنایا جو قصر بنو حدیلہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اسے عمرو بن شیبہ وغیرہ نے اخبار المدینہ میں ذکر کیا ہے' حضرت حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کو بیچ دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر اس کو ان پر وقف کرتے تو اسے حسان فروخت نہیں کر سکتے تھے اور اخبار مدینہ میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسان کو ان کے حصہ کی قیمت ایک لاکھ درہم ادا کی تھی۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں واجاب آخر بان ابا طلحة حين وقفها شرط جواز بيعهم عند الاحتياج فان الشرط بهذا الشرط قال بعضهم لجوازه والله اعلم یعنی حضرت

ابو طلحہؓ نے جب اسے وقف کیا تو حاجت کے وقت ان لوگوں کو بیچنے کی اجازت دے دی تھی اور اس شرط کے ساتھ وقف جائز ہے۔ لفظ حدیلہ کو بعض نے جیم کے ساتھ جدیلہ نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ صحیح حاء مضمومہ کے ساتھ حدیلہ ہے واللہ اعلم۔

١٨- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾

باب

(سورۂ نساء میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "جب (میراث کی تقسیم) کے وقت رشتہ دار (جو وارث نہ ہوں) اور یتیم اور مسکین آجائیں تو ان کو بھی ترکے میں سے کچھ کچھ کھلا دو (اور اگر کھلانا نہ ہو سکے تو) اچھی بات کہہ کر نرمی سے ٹال دو۔"

جو لوگ خود وارث ہوں' ان کو تو یتیم اور مسکین اور دور کے ناطے والوں کو جو وارث نہیں ہیں تقسیم کے وقت کچھ دینا واجب تھا اور جو خود وارث نہ ہوں جیسے وارث اولیٰ اس کو یہ حکم تھا کہ نرمی سے جواب دے دو۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر اس صدقے کا وجوب جاتا رہا اور یہ آیت منسوخ ہو گئی' اب بعضوں نے کہا اب بھی یہ حکم باقی ہے آیت منسوخ نہیں ہے۔

٢٧٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ نُسِخَتْ، وَلاَ وَاللهِ مَا نُسِخَتْ، وَلَكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ، هُمَا وَالِيَانِ: وَالٍ يَرِثُ وَذَاكَ الَّذِي يَرْزُقُ، وَوَالٍ لاَ يَرِثُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَقُوْلُ بِالْمَعْرُوْفِ، يَقُوْلُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ)).

[طرفه في : ٤٥٧٦].

(٢٧٥٩) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا ابو بشر جعفر سے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کچھ لوگ گمان کرنے لگے ہیں کہ یہ آیت (جس کا ذکر عنوان میں ہوا) میراث کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہے' نہیں قسم اللہ کی آیت منسوخ نہیں ہوئی البتہ لوگ اس پر عمل کرنے میں سست ہو گئے ہیں۔ ترکے کے لینے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خود وارث ہوں اس کو تو چٹانے کا حکم ہے (عزیزوں' یتیموں اور محتاجوں کو جو تقسیم کے وقت آجائیں) دوسرا جو خود وارث نہیں ہو اس کو نرمی سے جواب دینے کا حکم ہے' وہ یوں کہے میاں میں تم کو دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔

تشریح سند میں مذکور حضرت سعید بن جبیر اسدی کوفی ہیں' جلیل القدر تابعین میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انہوں نے ابو مسعود' ابن عباس' ابن عمر' ابن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور ان سے بہت سے لوگوں نے۔ ماہ شعبان ۹۵ھ میں جبکہ ان کی عمر انچاس سال کی تھی' حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کرایا اور خود حجاج رمضان میں مرا اور بعض کے نزدیک اسی سال شوال میں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ان کی شہادت کے چھ ماہ بعد مرا۔ اس کے بعد حجاج کسی کے قتل پر قادر نہ ہوا۔ کیونکہ سعید نے اس کے لئے دعا کی تھی جبکہ حجاج ان سے مخاطب ہو کر بولا کہ بتاؤ تم کو کس طرح قتل کیا جائے میں تم کو اسی طرح قتل کروں گا۔ سعید بولے کہ اے حجاج! تو اپنا قتل ہونا جس طرح چاہے وہ بتلا' اس لئے کہ خدا کی قسم جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح آخرت میں میں تجھ کو قتل کروں گا۔ حجاج بولا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں۔ بولے کہ اگر عفو واقع ہوا تو وہ اللہ کی طرف سے ہو گا اور تیرے لئے اس میں کوئی برأت و عذر نہیں۔ حجاج یہ سن کر بولا کہ ان کو لے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ پس جب ان کو دروازہ سے باہر نکالا تو یہ ہنس پڑے۔ اس

کی اطلاع حجاج کو پہنچائی گئی تو حکم دیا کہ ان کو واپس لاؤ۔ لہٰذا واپس لایا گیا تو ان سے پوچھا کہ اب ہنسنے کا کیا سبب تھا۔ بولے کہ مجھ کو اللہ کے مقابلے میں تیری بے باکی اور اللہ تعالیٰ کی تیرے مقابل میں حلم و بردباری پر تعجب ہوتا ہے۔ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ کھال بچھائی جائے تو بچھائی گئی پھر حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ﴿ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ الخ ﴾ (الانعام : ۷۹) یعنی میں نے اپنا رخ سب سے موڑ کر اس خدا کی طرف کر لیا ہے کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو قبلہ کی مخالف سمت کر کے مضبوط باندھ دیا جائے۔ سعید نے فرمایا ﴿ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾ (البقرۃ : ۱۱۵) جس طرف بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے۔ اب حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل اوندھا کر دیا جائے۔ سعید نے فرمایا ﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ﴾ (طٰہٰ : ۵۵) حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس کو ذبح کر ڈالو۔ سعید نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا اور حجت پیش کرتا ہوں' اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ حجت ایمانی میری طرف سے سنبھال یہاں تک کہ تو مجھ سے قیامت کے دن ملے۔

پھر سعید نے دعا کی اے اللہ! حجاج کو میرے بعد کسی کے قتل پر قادر نہ کر۔ اس کے بعد کھال پر ان کو ذبح کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ حجاج اس کے قتل کے بعد پندرہ راتیں اور جیا' اس کے بعد حجاج کے پیٹ میں کیڑوں کی بیماری پیدا ہو گئی۔ حجاج نے حکیم کو بلوایا تاکہ معائنہ کر لے۔ حکیم نے ایک گوشت کا ایک سڑا ہوا ٹکڑا منگوایا اور اس کو دھاگے میں پرو کر اس کے گلے سے اتارا اور کچھ دیر تک چھوڑے رکھا' اس کے بعد حکیم نے اس کو نکالا تو دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ حکیم سمجھ گیا کہ اب یہ بچنے والا نہیں۔ حجاج اپنی بقیہ زندگی میں چیختا چلاتا رہتا تھا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہوا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتا ہے۔ سعید بن جبیر عراق کی کھلی آبادی میں دفن کئے گئے۔ غفراللہ لہ (اکمال)

۱۹- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَأَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ، وَقَضَاءِ النُّذُورِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب اگر کسی کو اچانک موت آجائے تو اس کی طرف سے خیرات کرنا مستحب ہے اور میت کی نذروں کو پوری کرنا

۲۷۶۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَصَدَّقْ عَنْهَا)). [راجع: ۱۳۸۸]

(۲۷۶۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک صحابی (سعد بن عبادہ) نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری والدہ کی موت اچانک واقع ہو گئی' میرا خیال ہے کہ اگر انہیں گفتگو کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتیں تو کیا میں ان کی طرف سے خیرات کر سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے خیرات کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثاء کی طرف سے میت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہلحدیث کا اس پر اتفاق ہے لیکن معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے سعد نے پوچھا کونسی خیرات افضل ہے' آپؐ نے فرمایا پانی پلانا۔ اس کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

٢٧٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَقَالَ: ((اقْضِهِ عَنْهَا)).

[طرفاه في: ٦٦٩٨، ٦٩٥٩].

(۲۷۶۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی ابن شہاب سے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا' انہوں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ ایک نذر تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کی طرف سے نذر پوری کر دے۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کو ماں کی نذر پورا کرنے کا حکم فرمایا' معلوم ہوا کہ ماں باپ کے اس قسم کے فرائض کی ادائیگی اولاد پر لازم ہے۔

٢٠- بَابُ الإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ

باب وقف اور صدقہ پر گواہ کرنا

٢٧٦٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ - تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا)).

[راجع: ٢٧٥٦]

(۲۷۶۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم نے خبر دی' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ سے سنا اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ قبیلہ بنی ساعدہ کے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں کا انتقال ہوا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھے (بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ دومۃ الجندل میں شریک تھے) اس لئے وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور میں اس وقت موجود نہیں تھا تو اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف نامی ان کی طرف سے خیرات ہے۔

تشریح لفظ مخراف کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں قوله المخراف. بكسر اوله وسكون المعجمة وآخره فاء اى المكان المثمر سمى بذلک لما يخرف منه اى يجنى من الثمرة تقول شجرة مخراف و مثمار قاله الخطابى ووقع فى رواية عبدالرزاق المخرف بغير الف وهو اسم الحائط المذكور والحائط البستان (فتح) یعنی مخراف پھل دار درخت کو کہتے ہیں' اس باغ کا نام ہی مخراف ہو گیا تھا۔

٢١- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَآتُوا الْيَتَامَى أَمْوَالَهُمْ وَلاَ تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلاَ تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيْرًا. وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ١٢-١٣].

باب سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ

"اور یتیموں کو ان کا مال پہنچا دو اور ستھرے مال کے عوض گندہ مال مت لو۔ اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ گڈ مڈ کر کے نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتیں جو تمہیں پسند ہوں' ان سے نکاح کر لو"

یعنی اپنی خراب چیز یتیم کے مال میں شریک کر کے اچھی چیز لے لی' ایسا نہ کرو کیونکہ یتیم کا مال تمہارے لئے حرام اور گندہ ہے اور تمہاری چیز گو خراب ہو مگر حلال اور ستھری ہے۔

٢٧٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ((كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا، فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلاَّ أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِيهِنَّ﴾ قَالَتْ: فَبَيَّنَ اللهُ فِي هَذِهِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوهَا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ، فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَالْتَمَسُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ. قَالَ: فَكَمَا

(٢٧٦٣) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت ﴿ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء ﴾ (ترجمہ اوپر گزر چکا) کا مطلب پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو' پھر ولی کے دل میں اس کا حسن اور اس کے مال کی طرف سے رغبت نکاح پیدا ہو جائے مگر اس کم مہر پر جو ویسی لڑکیوں کا ہونا چاہئے تو اس طرح نکاح کرنے سے روکا گیا لیکن یہ کہ ولی ان کے ساتھ پورے مہر کی ادائیگی میں انصاف سے کام لیں (تو نکاح کر سکتے ہیں) اور انہیں لڑکیوں کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "آپ سے لوگ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں' آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں ہدایت کرتا ہے" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کر دیا کہ یتیم لڑکی اگر جمال اور مال والی ہو اور (ان کے ولی) ان سے نکاح کرنے کے خواہش مند ہوں لیکن پورا مہر دینے میں ان کے (خاندان کے) طریقوں کی پابندی نہ کر سکیں تو (وہ ان سے نکاح مت کریں) جبکہ مال اور حسن کی کمی کی وجہ سے ان کی طرف انہیں کوئی رغبت نہ ہوتی ہو تو انہیں وہ چھوڑ دیتے اور

يَتْرُكُونَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلاَّ أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا الأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا)). [راجع: ٢٤٩٤]

ان کے سوا کسی دوسری عورت کو تلاش کرتے۔ راوی نے کہا جس طرح ایسے لوگ رغبت نہ ہونے کی صورت میں ان یتیم لڑکیوں کو چھوڑ دیتے' اسی طرح ان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ جب ان لڑکیوں کی طرف انہیں رغبت ہو تو ان کے پورے مہر کے معاملے میں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں انصاف سے کام لئے بغیر ان سے نکاح کریں۔

تشریح: تاریخ و روایات میں مذکور ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ لڑکی اس ولی کے مال وغیرہ میں بوجہ قرابت کے شریک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتی تھیں' کبھی تو یہ صورت پیش آتی کہ وہ لڑکی خوبصورت ہوتی اور ولی کو اس کے مال و جمال ہر دو کی رغبت کی وجہ سے اس سے نکاح کی خواہش ہوتی اور وہ تھوڑے سے مہر پر اس سے نکاح کر لیتا کیونکہ کوئی دوسرا شخص اس لڑکی کا دعویدار نہیں ہوتا تھا اور کبھی یہ صورت پیش آتی کہ یتیم لڑکی صورت شکل میں حسین نہ ہوتی مگر اس کا وہ ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے کسی سے اس کا نکاح کر دوں گا تو لڑکی کا مال میرے قبضے سے نکل جائے گا۔ اس مصلحت سے وہ نکاح تو اس لڑکی سے طوعاً و کرہاً کر لیتا مگر ویسے اس سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اس پر اس آیت کا نزول ہوا اور اولیاء کو ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے کہ تم ایسی یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے اور ان کے مہر اور ان کے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہو گی تو تم ان سے نکاح مت کرو بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں ان سے ایک چھوڑ چار تک کی تم کو اجازت ہے۔ قاعدہ شرعیہ کے مطابق ان سے نکاح کر لو تاکہ یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہ پہنچے کیونکہ تم ان کے حقوق کے حامی رہو گے اور تم بھی کسی گناہ میں نہ پڑو گے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ بہرحال اولیاء کا فرض ہے کہ یتیم بچوں اور بچیوں کے مال کی خدا ترسی کے ساتھ حفاظت کریں اور ان کے بالغ ہونے پر جیسے ان کے حق میں بہتر جانیں وہ مال ان کو ادا کر دیں۔ واللہ اعلم

٢٢- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب سورۂ نساء میں اللہ کا یہ ارشاد کہ

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلاَ تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا، وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ، فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ، وَكَفَى بِاللهِ حَسِيبًا. لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا﴾ [النساء:

"اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو اگر تم ان میں صلاحیت دیکھ لو تو ان کے حوالے ان کا مال کر دو اور ان کے مال کو جلد جلد اسراف سے اور اس خیال سے کہ یہ بڑے ہو جائیں گے مت کھا ڈالو' بلکہ جو شخص مالدار ہو تو یتیم کے مال سے بچا رہے اور جو شخص نادار ہو وہ دستور کے موافق اس میں سے کھا سکتا ہے اور جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ حساب کرنے والا کافی ہے۔ مردوں کے لئے بھی اس ترکہ میں حصہ ہے جس کو والدین اور نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی اس ترکہ میں حصہ ہے جس کو والدین اور نزدیک قرابت دار چھوڑ جائیں۔ اس (متروکہ) میں سے تھوڑا یا زیادہ

[۶-۷]. حَسِيبًا يَغنِي كَافِيًا. ضرور ایک حصہ مقرر ہے" آیت میں حَسِیبًا کے معنی کافی کے ہیں۔

جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ ترکہ میں صرف مردوں کا حق سمجھتے تھے' عورتوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ اللہ نے یہ بری رسم باطل کر دی اور عورت مرد سب کا حصہ مقرر کر دیا' اب بھی بہت سی جاہل قوموں میں جو مسلمان ہیں مگر لڑکی کا حصہ دینے کا رواج نہیں ہے۔ یہ سراسر ظلم اور باطل رسم ہے' لڑکی کو بھی اسلام نے حصہ دار ٹھہرایا ہے' اس کا بھی حصہ ادا کرنا ضروری ہے' اسلام اور ادیان سابقہ میں عورتوں کی حیثیت پر ایک پراز معلومات مقالہ آنریبل مولوی سید امیر علی ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لاء نے اپنی قانونی کتاب "جامع الاحکام فی فقہ الاسلام" میں حوالہء قلم کیا ہے۔ جس کا اختصار درج ذیل ہے۔

"جو اصلاحیں شارع اسلام ﷺ نے فرمائیں ان سے عورتوں کی حالت میں نمایاں ترقی واقع ہوئی' عرب میں بھی اور ان یہودیوں میں جو جزیزہ نمائے عرب میں سکونت پذیر تھے۔ عورتوں کی حالت بہت ہی ابتر تھی۔ عورت اپنے باپ کے گھر میں کنیز کی حالت میں رہتی تھی اور اگر وہ نابالغ ہوتی تو اس کے باپ کو اس کے بیچ ڈالنے کا اختیار ہوتا تھا۔ اس کا باپ اور باپ کی وفات کے بعد اس کا بھائی جو چاہتا تھا اس کے ساتھ سلوک کرتا تھا بجز کسی خاص صورت کے بیٹی بالکل مجوب الارث تھی۔ مشرکین عرب میں عورت صرف ایک جائداد منقولہ سمجھی جاتی تھی اور اپنے باپ یا شوہر کی ملکیت کا ایک جزو اعظم تصور کی جاتی تھی اور ہر شخص کی بیوی مثل اور متروکہ کے اس کی بیٹی اور بیٹیوں کو بطور ترکہ پدری کے ملتی تھیں' اسی وجہ سے سوتیلی ماؤں کی شادیاں اکثر سوتیلے بیٹوں کے ساتھ ہو جاتی تھیں' اس قبیح رسم کو اسلام میں حرام کر دیا گیا۔

شرع محمدی کے بموجب عورت کی حیثیت انگلستان کی عورتوں کی حالت سے بہتر و برتر ہے جب تک وہ نا کتخدا رہتی ہے' اپنے باپ کے گھر میں رہتی ہے اور جب تک نابالغ رہتی ہے کسی قدر اپنے باپ کے یا اس کے قائم مقام کے اختیار رہتی ہے' بالغ ہو جانے پر اس کو وہ تمام حقوق شرعی حاصل ہو جاتے ہیں جو بالغ اور رشید انسان کو ملنے چاہئیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ماں باپ کے ترکہ میں حصہ باقی ہے اور اگرچہ بیٹے اور بیٹی کے حصہ میں فرق ہے مگر یہ فرق بھائی اور بہن کے حالات کا منصفانہ لحاظ کر کے رکھا گیا ہے۔ شادی کے بعد بھی اس کے تشخص میں کچھ فرق نہیں آتا اور وہ ایک جداگانہ ممبر یعنی شریک سوسائٹی کی حیثیت میں باقی رہتی ہے اور اس کا وجود اس کے شوہر کے وجد کے ساتھ ایسختہ نہیں ہو جاتا' اس کا مال اس کے شوہر کا مال نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا مال اسی کا رہتا ہے اور وہ ایک ذاتی حق اپنی ملکیت میں رکھتی ہے' وہ اپنے قرضداروں پر علانیہ عدالت میں نالش کر سکتی ہے اور کسی ولی کو شریک کرنے یا اپنے شوہر کے نام سے نالش کرنے کی ضرورت نہیں رکھتی۔ جب وہ اپنے باپ کے گھر سے اپنے شوہر کے مکان میں جا چکتی ہے تب بھی اس کو سب حقوق شرعی وہی حاصل رہتے ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں تمام ہوا جب اور حقوق جو ایک عورت اور زوجہ کو حاصل ہونے چاہئیں اس کو صرف مروت اور اخلاق کی رو سے حاصل نہیں ہیں جس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ نص قرآنی کے بموجب حاصل ہیں۔ وہ اپنی جائیداد کو بلا اجازت شوہر منتقل کر سکتی ہے اور وہ وصیت کر سکتی ہے' وہ اوروں کی جائیداد کی وصیہ اور منتظمہ مقرر ہو سکتی ہے اور اوقاف کی متولیہ بھی مقرر ہو سکتی ہے۔

-بَابُ وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ

باب وصی کے لئے یتیم کے مال میں تجارت اور محنت کرنا درست ہے اور پھر محنت کے مطابق اس میں سے کھا لینا درست ہے

۲۷۶۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ أَشْعَثَ

(۲۷۶۴) ہم سے ہارون بن اشعث نے بیان کیا' کہا ہم سے بنو ہاشم

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيْدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ- وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ، وَكَانَ نَخْلاً - فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي اسْتَفَدتُ مَالاً وَهُوَ عِنْدِي نَفِيْسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ، وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ، فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَقَتُهُ تِلْكَ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبَى، وَلاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ)).

[راجع: ٢٣١٣]

کے غلام ابو سعید نے بیان کیا' ان سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا نافع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک جائداد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وقف کر دی' اس جائداد کا نام ثمغ تھا اور یہ ایک کھجور کا ایک باغ تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایک جائداد ملی ہے اور میرے خیال میں نہایت عمدہ ہے' اس لئے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کر دوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اصل مال کو صدقہ کر کہ نہ بیچا جا سکے نہ ہبہ کیا جا سکے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے' صرف اس کا پھل (اللہ کی راہ میں) صرف ہو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا' ان کا یہ صدقہ غازیوں کے لئے' غلام آزاد کرانے کے لئے' محتاجوں اور کمزوروں کے لئے' مسافروں کے لئے اور رشتہ داروں کے لئے تھا اور یہ کہ اس کے نگراں کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہو گا کہ وہ دستور کے موافق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وقف کا متولی اپنی محنت کے عوض دستور کے موافق اس میں سے کھا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا باغ وقف فرماتے وقت طے کر دیا تھا۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں ومطابقة الحديث للترجمة من جهة ان المقصود جواز اخذ الاجرة من مال اليتيم لقول عمر و لا جناح على من وليه ان ياكل منه بالمعروف (قسطلانی) مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

٢٧٦٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيْمِ أَنْ يُصِيْبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ. [راجع: ٢٢١٢]

(٢٧٦٥) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا ہشام سے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قرآن مجید کی اس آیت) "اور جو شخص مالدار ہو وہ اپنے کو یتیم کے مال سے بالکل روکے رکھے' البتہ جو شخص نادار ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے" کے بارے میں فرمایا کہ یتیموں کے ولیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ یتیم کے مال میں سے اگر ولی نادار ہو تو دستور کے مطابق اس کے مال میں سے لے سکتا ہے۔

اس حدیث سے باب کا پہلا حصہ یعنی یتیموں کے مال میں نیک نیتی سے تجارت کرنا' پھر اپنی محنت کے مطابق اس میں سے کھانا درست ہے۔

٢٣- بَابُ قَوْلِ ا للهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَاراً، وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ [النساء: ١٠].

باب سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

"بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھا جاتے ہیں" وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں' وہ ضرور دہکتی ہوئی آگ ہی میں جھونک دیئے جائیں گے"

ابن ابی حاتم میں ابو سعید خدریؓ سے حدیث معراج میں منقول ہے کہ آپ نے دوزخ میں ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ اونٹوں کے پیٹ جیسے ہیں۔ جن میں دوزخ کا دہکتا ہوا پتھر ڈالا جا رہا ہے اور وہ نیچے سے نکل جاتا ہے۔ آپؐ کو بتلایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال کھا جایا کرتے تھے۔

٢٧٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ا للهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ا للهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)). قَالُوا يَا رَسُولَ ا للهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِا للهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ ا للهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ؛ وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلاَتِ)).

[طرفاه في : ٥٧٦٤، ٦٨٥٧].

(٢٧٦٦) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید مدنی نے بیان کیا' ان سے ابو غیث نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں' بچتے رہو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' جادو کرنا' کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' لڑائی میں سے بھاگ جانا' پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

کبیرہ گناہوں کی تعداد ان سات پر ختم نہیں ہے اور بھی بہت سے گناہ اس ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تفصیلات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں' بہرحال یہ گناہ ہیں جن کا مرتکب اگر بغیر توبہ کے مرگیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو گیا یعنی جہنم رسید ہوا۔ باب کی مطابقت یتیم کا مال کھانے سے ہے جن کی مذمت آیت مذکورۃ فی الباب میں کی گئی ہے۔ اس حدیث کے جملہ راوی مدنی ہیں اور حضرت امام نے اسے کتاب الطب والمحاربین میں بھی نکالا ہے۔

٢٤- بَابُ قَوْلِ ا للهِ تَعَالَى:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى، قُلْ إِصْلاَحٌ لَهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ، وَا للهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ، وَلَوْ شَاءَ ا للهُ لأَعْنَتَكُمْ، إِنَّ ا للهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا کہ

"آپؐ سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں' آپ کہہ دیجئے کہ جہاں تک ہو سکے ان کے مالوں میں بہتری کا خیال رکھنا ہی بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ (ان کے اموال میں) ساتھ مل جل کر رہو تو (بہرحال) وہ بھی تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ سنوارنے والے

[البقرة : ٢٢٠] لأَعْنَتَكُمْ: لأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ. وَعَنَتْ : خَضَعَتْ.

اور فساد پیدا کرنے والے کو خوب جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں تنگی میں مبتلا کر دیتا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے" (قرآن کی اس آیت میں) لاعنتکم کے معنی ہیں کہ تمہیں حرج اور تنگی میں مبتلا کر دیتا اور (سورۂ طہ میں لفظ) تحنت کے معنی منہ جھک گئے' اس اللہ کے لئے جو زندہ ہے اور سب کا سنبھالنے والا۔

٢٧٦٧- وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : مَا رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلَى أَحَدٍ وَصِيَّتَهُ. وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ أَحَبُّ الأَشْيَاءِ إِلَيْهِ فِي مَالِ الْيَتِيمِ أَنْ يَجْتَمِعَ إِلَيْهِ نُصَحَاؤُهُ وَأَوْلِيَاءُهُ فَيَنْظُرُوا الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ لَهُ. وَكَانَ طَاوُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْيَتَامَى قَرَأَ: ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾. وَقَالَ عَطَاءٌ فِي يَتَامَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ: يُنْفِقُ الْوَلِيُّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حِصَّتِهِ.

(٢٧٦٧) اور امام بخاری نے کہا ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' ان سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی وصی بناتا تو وہ کبھی انکار نہ کرتے۔ ابن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ یتیم کے مال و جائداد کے سلسلے میں ان کے خیر خواہوں اور ولیوں کو جمع کرتے تاکہ ان کے لئے کوئی اچھی صورت پیدا کرنے کے لئے غور کریں۔ طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یتیموں کے بارے میں کوئی سوال کیا جاتا تو آپ یہ آیت پڑھتے کہ "اور اللہ فساد پیدا کرنے والے اور سنوارنے والے کو خوب جانتا ہے۔" عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے یتیموں کے بارے میں کہا خواہ وہ معمولی قسم کے لوگوں میں ہوں یا بڑے درجے کے' اس کا ولی اس کے حصہ میں سے جیسے اس کے لائق ہو' ویسا اس پر خرچ کرے۔

تشریح حضرت امام بخاریؒ کا قول وقال لنا سلیمان حدثنا حماد الخ یہ حدیث موصول ہے معلق نہیں ہے کیونکہ سلیمان بن حرب امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں اور تعجب ہے عینی سے کہ انہوں نے حافظ ابن حجر پر یہ اعتراض جمایا کہ اس حدیث کا موصول ہونا کسی لفظ سے نہیں پایا جاتا حالانکہ اس میں صاف قال لنا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام بخاری نے سلیمان سے سنا اور یہ امام بخاری کا کمال احتیاط ہے کہ انہوں نے ایسے مقامات پر حدثنا یا اخبرنا کا لفظ استعمال نہیں فرمایا کیونکہ سلیمان نے امام بخاری کو یہ روایت بطور تحدیث کے نہ سنائی ہو گی بلکہ وہ کسی اور سے مخاطب ہوں گے اور امام بخاری نے سن لیا ہو گا (وحیدی)

حدیث موصول یا متصل و معلق کی تعریف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لفظوں میں یہ ہے۔ فان لم یسقط راو من الرواۃ من البین فالحدیث متصل ویسمی عدم السقوط اتصالا وان سقط واحد او اکثر فالحدیث منقطع وھذا السقوط انقطاع والسقوط اما ان یکون من اول السند ویسمی معلقًا وھذا الاسقاط تعلیقًا والساقط قد یکون واحد او قد یکون اکثر وقد یحذف تمام السند کما ھو عادۃ المصنفین یقولون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والتعلیقات کثیرۃ فی تراجم صحیح البخاری ولھا حکم الاتصال لانہ التزم فی ھذا الکتاب ان لا یاتی الا بالصحیح (مقدمۃ مشکوۃ) یعنی سند کے راویوں میں سے کوئی راوی ساقط نہ ہو' اس حدیث کو متصل (یا موصول) کہیں گے اور اس عدم سقوط کو دوسرا نام اتصال کا دیا گیا ہے اور اگر کوئی ایک راوی یا زیادہ ساقط ہوں پس وہ حدیث منقطع ہے اس سقوط کو انقطاع کہتے ہیں۔ کبھی سقوط راوی سند میں سے ہوتا ہے' ایسی حدیث کو معلق کہتے ہیں اور اس اسقاط کو تعلیق کہتے ہیں' ساقط کبھی ایک

راوی ہوتا ہے کبھی زیادہ جیسا کہ مصنفین کی عادت ہے کہ وہ بغیر سند بیان کئے قال رسول اللہ ﷺ کہہ دیتے ہیں اور اس قسم کی تعلیقات صحیح بخاری کے ابواب میں بکثرت ہیں اور ان سب کے لئے اتصال ہی کا حکم ہے کیونکہ حضرت امام بخاریؒ نے التزام کیا ہوا ہے کہ وہ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث و آثار ہی کو نقل کریں گے۔

ترجمۃ الباب میں مذکورہ آیت شریفہ ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ﴾ الخ (البقرۃ: ۲۲۰) کا شان نزول یہ ہے کہ جب آیت ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ ﴾ الخ (الانعام: ۱۵۲) نازل ہوئی تو لوگوں نے خوف کے مارے یتیموں کا کھانا پینا سب بالکل الگ کر دیا پس وہ کچھ بچ جاتا تو خراب ہو جاتا' یہ امر بہت مشکل ہوا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں اس مشکل کا ذکر کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بتلایا گیا کہ ان کو اپنے ساتھ ہی کھلاؤ پلاؤ' ان کے مال کی حفاظت کرو' اگر تمہاری نیت درست ہو گی تو اللہ خوب جانتا ہے ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۰)

٢٥- بَابُ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيْمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلاَحًا لَهُ وَنَظَرِ الأُمِّ أَوْ زَوْجِهَا لِلْيَتِيْمِ

باب سفر اور حضر میں یتیم سے کام لینا جس میں اس کی بھلائی ہو اور ماں اور سوتیلے باپ کا یتیم پر نظر ڈالنا

٢٧٦٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَنَسًا غُلاَمٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ، قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟ وَلاَ لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟)). [طرفاه في : ٦٠٣٨، ٦٩١١].

(۲۷۶۸) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ کوئی خادم نہیں تھا۔ اس لئے ابو طلحہ (جو میرے سوتیلے باپ تھے) میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت لے گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! انس سمجھ دار بچہ ہے۔ یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی سفر اور حضر میں خدمت کی' آپؐ نے مجھ سے کبھی کسی کام کے بارے میں جسے میں نے کر دیا ہو' یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا' اسی طرح کسی ایسے کام کے متعلق جسے میں نہ کر سکا ہوں آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

حضرت ابو طلحہ نے جو حضرت انسؓ کے سوتیلے باپ تھے' ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جبکہ آپؐ ایک جنگ کے لئے نکل رہے تھے' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ قابل صد مبارک باد ہیں کہ ان کو سفر و حضر میں پورے دس سال آنحضرت ﷺ کی خدمت کا موقع حاصل ہوا اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا بہت قریب سے انہوں نے معائنہ کیا اور قیامت تک کے لئے وہ خادم رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے دنیا میں یادگار رہ گئے (رضی اللہ عنہ وارضاہ) یہ ابو طلحہ زید بن سہل انصاری شوہر ام سلیم (والدہ انس) کے ہیں اور اس حدیث کے جملہ راوی بصری ہیں جس طرح کہ قسطلانی نے بیان کیا ہے۔

٢٦- بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ

باب اگر کسی نے ایک زمین وقف کی (جو مشہور و معلوم

الْحُدُودَ فَهُوَ جَائِزٌ، وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ

ہے) اس کی حدیں بیان نہیں کیں تو یہ جائز ہو گا' اسی طرح ایسی زمین کا صدقہ دینا

٢٧٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ اللهِ أَرْجُوا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ، فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ، فَقَالَ: ((بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ - أَوْ رَايِحٌ، شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ - وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِيْنَ)). قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ)).
وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ وَيَحيَى بْنُ يَحيَى عَنْ مَالِكٍ: ((رَايِحٌ)).

[راجع: ١٤٦١]

(٢٧٦٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپؓ بیان کرتے تھے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھجور کے باغات کے اعتبار سے مدینہ کے انصار میں سب سے بڑے مالدار تھے اور انہیں اپنے تمام مالوں میں مسجد نبوی کے سامنے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پسند تھا۔ خود نبی کریم ﷺ بھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی "نیکی تم ہرگز نہیں حاصل کرو گے جب تک اپنے اس مال سے نہ خرچ کرو جو تمہیں پسند ہوں" تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم نیکی ہرگز نہیں حاصل کر سکو گے جب تک اپنے ان مالوں میں سے نہ خرچ کرو جو تمہیں زیادہ پسند ہوں" اور میرے اموال میں مجھے سب سے زیادہ پسند بیرحاء ہے اور یہ اللہ کے راستہ میں صدقہ ہے' میں اللہ کی بارگاہ سے اس کی نیکی اور ذخیرۂ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں' آپ کو جہاں اللہ تعالیٰ بتائے اسے خرچ کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا شاباش یہ تو بڑا فائدہ بخش مال ہے یا (آپ نے بجائے رابح کے) رائح کہا' یہ شک عبداللہ بن مسلمہ راوی کو ہوا تھا--- اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سب سن لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے ناطے والوں کو دے دو۔ ابو طلحہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل' عبداللہ بن یوسف اور یحییٰ بن یحییٰ نے مالک کے واسطہ سے۔ رابح کے بجائے رائح بیان کیا ہے۔

ترجمہ باب کی مطابقت صاف ظاہر ہے کہ ابو طلحہ نے بیرحاء کو صدقہ کر دیا۔ اس کے حدود بیان نہیں کئے کیونکہ بیرحاء باغ مشہور و معروف تھا' ہر کوئی اس کو جانتا تھا اگر کوئی ایسی زمین وقف کرے کہ وہ معروف و مشہور نہ ہو تب تو اس کی حدود بیان کرنی ضروری ہیں۔

لفظ بیرحاء دو کلموں سے مرکب ہے پہلا کلمہ بیئر ہے جس کے معنی کنویں کے ہیں دوسرا کلمہ حاء ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ کسی مرد یا عورت کا نام ہے یا کسی جگہ کا نام جس کی طرف یہ کنواں منسوب کیا گیا ہے یا یہ کلمہ اونٹوں کے ڈانٹنے کے لئے بولا جاتا تھا اور اس جگہ اونٹ بکثرت چرائے جاتے تھے' لوگ ان کو ڈانٹنے کیلئے لفظ حاء استعمال کرتے۔ اسی سے یہ لفظ بیرحاء مل کر ایک کلمہ بن گیا۔ پھر حضرت ابو طلحہ کا سارا باغ ہی اس نام سے موسوم ہو گیا کیونکہ یہ کنواں اس کے اندر تھا لفظ بخ بخ واہ واہ کی جگہ بولا جاتا تھا۔

٢٧٧٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَيَنفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَإِنَّ لِي مِخْرَافًا، وَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا)).

[راجع: ٢٧٥٦]

(٢٧٧٠) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی' کہا ہم کو زکریا بن اسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے بیان کیا عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک صحابی سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ان کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا اگر وہ ان کی طرف سے خیرات کریں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر ان صحابی نے کہا کہ میرا ایک پر میوہ باغ ہے اور میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ ان کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

یہاں بھی اس باغ کی حدود کو بیان نہیں کیا گیا۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایصال ثواب کیلئے کنواں یا کوئی باغ وقف کر دینا بہترین صدقہ جاریہ ہے کہ مخلوق اس سے فائدہ حاصل کرتی رہے گی اور جس کیلئے بنایا گیا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

٢٧- بَابُ إِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ

باب اگر کئی آدمیوں نے اپنی مشترک زمین جو مشاع تھی (تقسیم نہیں ہوتی تھی) وقف کر دی تو جائز ہے۔

٢٧٧١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا))، قَالُوا: لاَ وَاللهِ لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلاَّ إِلَى اللهِ)). [راجع: ٢٣٤]

(٢٧٧١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے ابو التیاح یزید بن حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کا مجھ سے مول کر لو۔ انہوں نے کہا ہر گز نہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کا مول لیں گے۔

تشریح گویا بنی نجار نے اپنی مشترکہ زمین مسجد کیلئے وقف کر دی تو باب کا مطلب نکل آیا لیکن ابن سعد نے طبقات میں واقدی سے یوں روایت کی ہے کہ آپ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیمت ادا کی۔ اس صورت میں بھی باب کا مقصد نکل آئے گا اس طرح سے کہ پہلے بنی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔ واقدی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے قیمت اسلئے دی کہ دو یتیم بچوں کا بھی اس میں حصہ تھا (وحیدی) یہ حدیث ابواب الجنائز میں بھی گزر چکی ہے۔

٢٨- بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ؟

باب وقف کی سند کیونکر لکھی جائے

٢٧٧٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَصَابَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)). فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُوْرَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ)). [راجع: ٢٣١٣]

(٢٧٧٢) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی (جس کا نام ثمغ تھا) تو آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تھا' آپ اس کے بارے میں مجھے مشورہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو اصل جائداد اپنے قبضے میں روک رکھ اور اس کے منافع کو خیرات کر دے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے' نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے اور فقراء' رشتہ دار' غلام آزاد کرانے' اللہ کے راستے (کے مجاہدوں) مہمانوں اور مسافروں کے لئے (وقف ہے) جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کی یہ شرطیں لکھوا دیں مگر امام بخاری نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا جس کو ابو داؤد نے نکالا۔ اس میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرطیں معیقیب کی قلم سے لکھوا دیں جس میں یہ تھا کہ اصل جائداد کو کوئی بیع یا ہبہ نہ کر سکے' اسی کو وقف کہتے ہیں۔ ناطے والوں میں مالدار اور نادار سب آ گئے تو باب کا مقصد نکل آیا (وحیدی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ۷ھ سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے شروع میں اس کا متولی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین کو بنایا تھا اور یہ لکھا تھا کہ هذا ما كتب عبدالله عمر امير المومنين فى ثمغ انه الى حفصة ما عاشت تنفق ثمرة حيث اراها الله فان توفيت فالى ذوى الراى من اهلها وقف نامہ کا متن لکھنے والے معیقیب تھے اور گواہ عبداللہ بن ارقم۔ آنحضرت ﷺ کے مبارک عہد میں یہ زبانی وقف تھا' بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں اسے باضابطہ تحریر کرا دیا (فتح الباری)

٢٩- بَابُ الْوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالضَّيْفِ

باب مالدار اور محتاج اور مہمان سب پر وقف کر سکتا ہے

٢٧٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالاً

(٢٧٧٣) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک

بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا)) فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّيْفِ. [راجع: ۱۲۱۳]

جائداد ملی تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو اسے صدقہ کر دو۔ چنانچہ آپ نے فقراء' مساکین' رشتہ داروں اور مہمانوں کے لئے اسے صدقہ کر دیا۔

تشریح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فیه جواز الوقف علی الاغنياء لان ذوی القربی والضيف لم يقيد بالحاجة وهو الاصح عند الشافعية (فتح) یعنی اس سے اغنیاء پر وقف کرنے کا جواز نکلا' اس لئے کہ قرابتداروں اور مہمانوں کے لئے حاجت مند ہونے کی قید نہیں لگائی اور شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح مسلک ہے۔

٣٠- بَابُ وَقْفِ الأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

باب مسجد کے لئے زمین کا وقف کرنا

٢٧٧٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ وَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا))، قَالُوا: لاَ وَاللهِ لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلاَّ إِلَى اللهِ)).

[راجع: ٢٣٤]

(۲۷۷۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد (عبدالوارث) سے سنا' ان سے ابو التیاح نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مسجد بنانے کے لئے حکم دیا اور فرمایا اے بنو نجار! اپنے باغ کی مجھ سے قیمت لے لو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ سے مانگتے ہیں۔

تشریح لجعل البخاری اراد الرد علی من خص جواز الوقف بالمسجد وكانه قال قد نفذ وقف الارض المذكورة قبل ان تكون مسجدا فدل على ان صحة الوقف لا تختص بالمسجد ووجه اخذه من حديث الباب ان الذين قالوا لا نطلب ثمنها الا الى الله كانهم تصدقوا بالارض المذكورة لحتم انعقاد الوقف قبل البناء فيوخذ منه ان من وقف ارضا على ان يبنيها مسجدا ينعقد الوقف قبل البناء (فتح) خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ مسجد کے نام پر تعمیر سے پہلے ہی کسی زمین کا وقف کرنا درست ہے کچھ لوگ اس کو جائز نہیں کہتے' ان کی تردید کرنا۔ امام بخاریؒ کا مقصد ہے بنو نجار نے پہلے زمین کو وقف کر دیا تھا بعد میں مسجد نبوی وہاں تعمیر کی گئی۔

٣١- بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْكُرَاعِ وَالْعُرُوضِ وَالصَّامِتِ

باب جانور اور گھوڑے اور سامان اور سونا چاندی وقف کرنا

قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَدَفَعَهَا إِلَى غُلاَمٍ لَهُ تَاجِرٍ يَتْجِرُ بِهَا، وَجَعَلَ رِبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَسَاكِيْنَ وَالأَقْرَبِيْنَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ رِبْحِ

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا تھا جس نے ہزار دینار اللہ کے راستہ میں وقف کر دیئے اور انہیں اپنے ایک تاجر غلام کو دے دیا تھا کہ اس سے کاروبار کرے اور اس کے نفع کو وہ شخص محتاجوں اور ناطے والوں کے لئے صدقہ کیا۔ کیا وہ شخص ان اشرفیوں

ذَلِكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِيْنِ؟ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا.

کے نفع میں سے کچھ کھا سکتا ہے' اس نے اس نفع کو محتاج پر صدقہ نہ کیا ہو جب بھی اس میں سے کھا نہیں سکتا۔

ترجمۃ الباب کا مقصد جائداد منقولہ کا وقف کرنا ہے۔ کراع کاف کے ضمہ کے ساتھ گھوڑوں کو کہا جاتا ہے۔ لفظ عروض نقدی کے علاوہ دیگر اسباب پر بولا جاتا ہے اور صامت سونے چاندی پر مستعمل ہے (فتح) خلاصہ یہ کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ بشرائط معلومہ سب کا وقف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ اشرفیاں اللہ کی راہ میں نکالیں تو گویا صدقہ کر دیں' اب صدقے کا مال اپنے خرچ میں کیونکر لا سکتا ہے' اس اثر کو ابن وہب نے اپنے مؤطا میں وصل کیا ہے (وحیدی)

٢٧٧٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَعْطَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلاً، فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيْعُهَا، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَبْتَاعَهَا، فَقَالَ: ((لاَ تَبْتَاعَهَا وَلاَ تَرْجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ)).

[راجع: ١٤٨٩]

(۲۷۷۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا ایک گھوڑا اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) ایک آدمی کو دے دیا۔ یہ گھوڑا آنحضرت ﷺ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا' اس لئے کہ آپ جہاد میں کسی کو اس پر سوار کریں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ جس شخص کو یہ گھوڑا ملا تھا' وہ اس گھوڑے کو بازار میں بیچ رہا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ اسے خرید سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر گز اسے نہ خرید۔ اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ لے۔

گو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گھوڑا صدقہ دیا تھا مگر وقف کا حکم بھی صدقہ پر قیاس کیا' اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وقف میں تو اصل جائداد روک لی جاتی ہے اور صدقہ میں اصل جائداد کی ملکیت منتقل کی جاتی ہے' اس لئے یہ قیاس صحیح نہیں۔ اب یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گھوڑا وقف کیا تھا' اس لئے صحیح نہیں ہو سکتا کہ اگر وقف کیا ہوتا تو وہ شخص جس کو گھوڑا ملا تھا' اس کو بیچنے کے لئے بازار میں کیونکر کھڑا کر سکتا۔

٣٢- بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

باب وقف کی جائداد کا اہتمام کرنے والا اپنا خرچ اس میں سے لے سکتا ہے

٢٧٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ - بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي

(۲۷۷۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابو الزناد نے' انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی میرے وارث ہیں' وہ روپیہ اشرفی اگر میں چھوڑ جاؤں تو وہ تقسیم نہ کریں' وہ میری بیویوں کا خرچ اور جائداد کا اہتمام کرنے والے کا

وَمُؤْونَةِ عَامِلِي - فَهُوَ صَدَقَةٌ)).
[طرفاه في : ٣٠٩٦، ٦٧٢٩].

خرچ نکالنے کے بعد صدقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی وقفی جائداد کا انتظام کرے' اس کا وہ متولی ہو وہ اپنی محنت کا واجبی معاوضہ جائداد میں سے دلانے کا مستحق ہو گا۔ (وحیدی)

٢٧٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَقْفِهِ أَنْ يَأْكُلَ مَنْ وَلِيَهُ وَيُوْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالاً)). [راجع: ٢٣١٣]

(٢٧٧٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط لگائی تھی کہ اس کا متولی اس میں سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو کھلا سکتا ہے پر وہ دولت نہ جوڑے۔

٣٣- بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلاَءِ الْمُسْلِمِيْنَ

باب کسی نے کوئی کنواں وقف کیا اور اپنے لئے بھی اس میں سے عام مسلمانوں کی طرح پانی لینے کی شرط لگائی یا زمین وقف کی اور دوسروں کی طرح خود بھی اس سے فائدہ لینے کی شرط کرلی تو یہ بھی درست ہے

وَأَوْقَفَ أَنَسٌ دَارًا، فَكَانَ إِذَا قَدِمَ نَزَلَهَا. وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُوْرِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُوْدَةِ مِنْ بَنَاتِهِ: أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَلاَ مُضَرٍّ بِهَا، فَإِنْ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ. وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنَى لِذَوِي الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللهِ.

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک گھر وقف کیا تھا (مدینہ میں) جب کبھی مدینہ آتے' اس گھر میں قیام کیا کرتے تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھروں کو وقف کر دیا تھا اور اپنی ایک مطلقہ لڑکی سے فرمایا تھا کہ وہ اس میں قیام کریں لیکن اس گھر کو نقصان نہ پہنچائیں اور نہ اس میں کوئی دوسرا نقصان کرے اور جو خاوند والی بیٹی ہوتی اس کو وہاں رہنے کا حق نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (وقف کردہ) گھر میں رہنے کا حصہ اپنی محتاج اولاد کو دے دیا تھا۔

٢٧٧٨- وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ((أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَيْثُ حُوصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ، وَلاَ أَنْشُدُ إِلاَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

(٢٧٧٨) عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں ابو اسحاق نے' انہیں ابو عبدالرحمٰن نے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محاصرے میں لئے گئے تو (اپنے گھر کے) اوپر چڑھ کر آپ نے باغیوں سے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے قسمیہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ))، فَحَفَرْتُهَا؟ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ))، فَجَهَّزْتُهُ؟ قَالَ: فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ. وَقَالَ عُمَرُ فِي وَقْفِهِ: لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ، وَقَدْ يَلِيْهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ، فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ)).

جو شخص بئر رومہ کو کھودے گا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودا تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے جب فرمایا تھا کہ جیش عسرت (غزوۂ تبوک پر جانے والے لشکر) کو جو شخص ساز و سامان سے لیس کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اسے مسلح کیا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ کی ان باتوں کی سب نے تصدیق کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف کے متعلق فرمایا تھا کہ اس کا منتظم اگر اس میں سے کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ منتظم خود واقف بھی ہو سکتا ہے اور کبھی دوسرے بھی ہو سکتے ہیں اور ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے۔

یعنی کسی نے اپنے وقف سے خود بھی فائدہ اٹھانے کی شرط لگائی تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ ابن بطال نے کہا کہ اس مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ اگر کسی نے کوئی چیز وقف کرتے ہوئے اس کے منافع سے خود یا اپنے رشتہ داروں کے نفع (اٹھانے) کی بھی شرط لگائی تو جائز ہے مثلاً کسی نے کوئی کنواں وقف کیا اور شرط لگا لی کہ عام مسلمانوں کی طرح میں بھی اس میں سے پانی پیا کروں گا تو وہ پانی بھی لے سکتا ہے اور اس کی یہ شرط جائز ہو گی۔

حضرت زبیر بن عوام کے اثر کو دارمی نے اپنی مسند میں وصل کیا ہے۔ آپ خاوند والی بیٹی کو اس میں رہنے کی اس لئے اجازت نہ دیتے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں رہ سکتی ہے یہ اثر ترجمہ باب سے اس طرح مطابق ہوتا ہے کہ کوئی بیٹی ان کی کنواری بھی ہو گی اور صحبت سے پہلے اس کو طلاق دی گئی ہو گی تو اس کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے اس کا رہنا گویا خود باپ کا وہاں رہنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر کو ابن سعد نے وصل کیا ہے' یہ وہ گھر تھا جس کو عمر رضی اللہ عنہ وقف کر گئے تھے تو اثر ترجمہ باب کے مطابق ہو گیا۔ عبدان امام بخاریؒ کے شیخ تھے تو یہ تعلیق نہ ہو گی اور دار قطنی اور اسماعیلیؒ نے اس کو وصل بھی کیا ہے۔ دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں خرید کر کے وقف کیا تھا' کھدوانا مذکور نہیں ہے لیکن شاید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ وسیع کرنے کے لئے کھدوایا بھی ہو۔ یہ روایت لا کر امام بخاریؒ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا۔ اس میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی رومہ کا کنواں خرید لے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اپنا ڈول بھی اس میں ڈالے اس کو بہشت میں اس سے بھی عمدہ کنواں ملے گا۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں بیس ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا تھا۔ مذکور جیش عسرۃ یعنی تنگی کا لشکر جس سے مراد وہ لشکر ہے جو جنگ تبوک میں آپؐ کے ساتھ گیا تھا' اس جنگ کا سامان مسلمانوں کے پاس بالکل نہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر سب سامان اپنی ذات سے فراہم کر دیا جس پر آنحضرت ﷺ نے بہت ہی زیادہ اظہار مسرت فرماتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے لئے زندہ جنتی ہونے کی بشارت پیش فرمائی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی آزمائش کے دنوں میں صحابہ کرام کو اس طرح مخاطب فرمایا جو اثر میں مذکور ہے تو بیشتر صحابہ نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی جن میں حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے۔ اس حدیث کے ذیل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب سے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے کئی ایک احادیث کو نقل کیا ہے الاحتیاج الی ذلک لدفع مضرة او تحصل منفعة وانما یکرہ ذلک عند المفاخرة

والکاثرۃ والعجب (فتح) یعنی اس سے اس امر کا جواز ثابت ہوا کہ کسی نقصان کو دفع کرنے یا کوئی نفع حاصل کرنے کے لئے آدمی خود اپنے مناقب بیان کر سکتا ہے' لیکن فخر اور خود پسندی کے طور پر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

٣٤- بَابُ إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلاَّ إِلَى اللهِ فَهُوَ جَائِزٌ

٢٧٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ))، قَالُوا: لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلاَّ إِلَى اللهِ)). [راجع: ٢٣٤]

باب اگر وقف کرنے والا یوں کہے کہ اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے تو وقف درست ہو جائے گا

(٢٧٧٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اے بنو نجار! تم اپنے باغ کی قیمت مجھ سے وصول کر لو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں چاہتے۔

٣٥- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلاَةِ، فَيُقْسِمَانِ بِاللهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لاَ نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى، وَلاَ نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ الآثِمِينَ. فَإِنْ عُثِرَ عَلَى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتُحِقَّ عَلَيْهِمُ الأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا، إِنَّا إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ. ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ، وَاتَّقُوا اللهَ وَاسْمَعُوا، وَاللهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ [المائدة:

باب (سورۂ مائدہ میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا

"مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو آپس کی گواہی وصیت کے وقت تم میں سے۔ (یعنی مسلمانوں میں سے یا عزیزوں میں سے) دو معتبر شخصوں کی ہونی چاہئے یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں تم موت کی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو غیر ہی یعنی کافر یا جن سے قرابت نہ ہو دو شخص سہی (میت کے وارثو) ان دونوں گواہوں کو عصر کی نماز کے بعد تم روک لو اگر تم کو (ان کے سچے ہونے میں شبہ ہو) تو وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس گواہی کے عوض دنیا کمانا نہیں چاہتے گو جس کے لئے گواہی دیں وہ اپنا رشتہ دار ہو اور نہ ہم خدا واسطے گواہی چھپائیں گے' ایسا کریں تو ہم اللہ کے قصور وار ہیں' پھر اگر معلوم ہو واقعی یہ گواہ جھوٹے تھے تو دوسرے وہ دو گواہ کھڑے ہوں جو میت کے نزدیک کے رشتہ دار ہوں (یا جن کو میت کے دو نزدیک کے رشتہ داروں نے گواہی کے لائق سمجھا ہو) وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی پہلے گواہوں کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے کوئی ناحق بات نہیں کہی' ایسا کیا ہو تو بے شک ہم گنہگار ہوں گے۔ یہ تدبیر ایسی ہے جس سے ٹھیک ٹھیک گواہی دینے کی زیادہ امید پڑتی ہے یا اتنا تو ضرور ہو گا کہ وصی یا گواہوں کو ڈر رہے گا ایسا نہ ہو ان کے قسم

١٠٦-١٠٧].

کھانے کے بعد پھر وارثوں کو قسم دی جائے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا حکم سنو اور اور اللہ نافرمان لوگوں کو (راہ پر) نہیں لگاتا۔"

٢٧٨٠- وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلاَنِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾.

(٢٧٨٠) حضرت امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے' کہا ہم سے ابن ابی زائدہ نے' انہوں نے محمد بن ابی القاسم سے' انہوں نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے' انہوں نے اپنے باپ سے' کہا ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر کو نکلا' وہ ایسے ملک میں جا کر مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ دونوں شخص اس کا متروکہ مال لیکر مدینہ واپس آئے۔ اسکے اسباب میں چاندی کا ایک گلاس گم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کو قسم کھانے کا حکم فرمایا (انہوں نے قسم کھالی) پھر ایسا ہوا کہ وہ گلاس مکہ میں ملا' انہوں نے کہا ہم نے یہ گلاس تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ اس وقت میت کے دو عزیز (عمرو بن عاص اور مطلب کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ ہماری گواہی تمیم اور عدی کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے' یہ گلاس میت ہی کا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (جو اوپر گزری) ﴿ یایھا الذین امنوا شھادۃ بینکم ﴾ آخر آیت تک۔

٣٦- بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ

باب میت پر جو قرضہ ہو وہ اس کا وصی ادا کر سکتا ہے گو دوسرے وارث حاضر نہ ہوں

٢٧٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ - أَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْهُ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : ((أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ

(٢٧٨١) ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا یا فضل بن یعقوب نے محمد بن سابق سے (یہ شک خود حضرت امام بخاریؒ کو ہے) کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن ابو معاویہ نے بیان کیا' ان سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبی نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ اپنے پیچھے چھ لڑکیاں چھوڑی تھیں اور قرض بھی۔ جب کھجور کے پھل توڑنے کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی

ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ أَنْ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيرًا، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ. قَالَ: ((اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ)). فَفَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ، فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ أَصْحَابَكَ))، فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى أَمَانَةَ وَالِدِي، وَأَنَا وَاللهِ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلاَ أَرْجِعُ إِلَى أَخَوَاتِي تَمْرَةً، فَسَلِمَ وَاللهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: ((أُغْرُوا بِي)) يَعْنِي هِيْجُوا بِي. ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾.[راجع: ٢١٢٧]

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو یہ معلوم ہی ہے کہ میرے والد ماجد احد کی لڑائی میں شہید ہو چکے ہیں اور بہت زیادہ قرض چھوڑ گئے ہیں' میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (تاکہ قرض میں کچھ رعایت کر دیں) لیکن وہ یہودی تھے اور وہ نہیں مانے' اسلئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور کھلیان میں ہر قسم کی کھجور الگ الگ کر لو جب میں نے ایسا ہی کر لیا تو آنحضرتؐ کو بلایا' قرض خواہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر اور زیادہ سختی شروع کر دی تھی۔ آنحضرتؐ نے جب یہ طرز عمل ملاحظہ فرمایا تو سب سے بڑے کھجور کے ڈھیر کے گرد آپؐ نے تین چکر لگائے اور وہیں بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ آپؐ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا اور واللہ میرے والد کی تمام امانت ادا کر دی' اللہ گواہ ہے کہ میں اتنے پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا تمام قرض ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کیلئے ایک کھجور بھی اس میں سے نہ لے جاؤں لیکن ہوا یہ کہ ڈھیر کے ڈھیر بچ رہے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جس ڈھیر پر بیٹھے ہوئے تھے اس میں سے تو ایک کھجور بھی نہیں دی گئی تھی۔ ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے کہا کہ اغروا بی (حدیث میں الفاظ) کے معنی ہیں کہ مجھ پر بھڑکنے اور سختی کرنے لگے۔ اسی معنی میں قرآن مجید کی آیت ﴿ فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء ﴾ میں فاغرینا ہے۔

تشریح آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان عداوت اور بغض کو بھڑکا دیا۔ حدیث کا لفظ اغروابی' اغرینا ہی کے معنی میں ہے۔ جابرؓ تو آنحضرت ﷺ کو اس لئے لے گئے تھے کہ آپؐ کو دیکھ کر قرض خواہ نرمی کریں گے مگر ہوا کہ وہ قرض خواہ اور زیادہ پیچھے پڑ گئے کہ ہمارا سب قرض ادا کرو۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب آنحضرت ﷺ جابرؓ کے پاس تشریف لائے ہیں تو اگر جابر سے کل قرضہ ادا نہ ہو سکے گا تو آنحضرت ﷺ ادا کر دیں گے یا ذمہ داری لے لیں گے۔ اس غلط خیال کی بنا پر انہوں نے قرض وصول کرنے کے سلسلے میں اور زیادہ سخت رویہ اختیار کیا جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت جابر بنٹھ کے باغ میں دعا فرمائی اور جو بھی ظاہر ہوا وہ آپ کا کھلا معجزہ تھا۔ یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے اور حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ نے اس سے کئی ایک مسائل کا استخراج فرمایا ہے۔ یہاں باب کا مطلب یوں نکلا کہ جابر بنٹھ جو اپنے باپ کے وصی تھے' انہوں نے اپنے باپ کا قرض ادا کیا' اس وقت دوسرے وارث ان کی بہنیں موجود تھیں ان قرض خواہوں نے اپنا نقصان آپ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو کئی بار سمجھایا کہ تم اپنے قرض کے بدل یہ ساری کھجوریں لے لو' انہوں نے کھجوروں کو کم سمجھ کر قبول نہ کیا۔

الحمد للہ کہ کتاب الشروط ختم ہو کر آگے کتاب الجہاد شروع ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت امام بخاریؒ نے مسئلہ جہاد کے اوپر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ اللہ پاک خیریت کے ساتھ کتاب الجہاد کو ختم کرائے۔ آمین والسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمين۔

٥٦-كتاب الجهاد والسير

کتاب جہاد کے بیان میں



١- بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ؟ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ -. إِلَى قَوْلِهِ - وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التوبة: ١١١] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: الْحُدُودُ الطَّاعَةُ.

باب جہاد کی فضیلت اور رسول کریم ﷺ کے حالات کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے ہیں کہ انہیں جنت ملے گی' وہ مسلمان اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اس طرح (محارب کفار کو) یہ مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ (کہ مسلمانوں کو ان کی قربانیوں کے نتیجے میں جنت ملے گی) سچا ہے' تورات میں' انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خوش ہو جاؤ تم اپنے اس سودا کی وجہ سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے' آخر آیت ﴿ وبشر المومنين ﴾ تک۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اللہ کی حدوں سے مراد اس کے احکام کی اطاعت ہے۔

انجیل میں جہاد کا حکم نہیں ہے مگر انجیل میں توراۃ کا صحیح اور سچی کتاب ہونا مذکور ہے تو توراۃ کے سب احکام گویا انجیل میں بھی موجود ہیں۔ آیت مذکورہ میں آگے ﴿ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ﴾ (التوبہ : ١١٢) کے الفاظ بھی ہیں۔ ابن عباس ؓ سے اس کی تفسیر امام بخاریؒ نے نقل کر دی ہے' اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں نکالا ہے' آیت کا شان نزول لیلۃ العقبہ میں انصار کے بیعت کرنے سے متعلق ہے اور حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔ اس بیعت کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا تھا کہ یارسول اللہ! آپ

اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے جو چاہیں عہد لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے عہد لیتا ہوں کہ صرف اسی ایک کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور اپنے لئے یہ کہ نفع و نقصان میں اپنے نفسوں کے ساتھ مجھ کو شریک کر لو' انہوں نے کہا کہ اس کا بدلہ ہم کو کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ جنت ملے گی' اس پر وہ بولے کہ یہ تو بہت ہی نفع بخش سودا ہے (فتح الباری)

٢٧٨٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلاَةُ عَلَى مِيْقَاتِهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)). قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ)). فَسَكَتُّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي)).

[راجع: ٥٢٧]

(٢٧٨٢) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ولید بن عیزار سے سنا' ان سے سعید بن ایاس ابو عمرو شیبانی نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دین کے کاموں میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا' میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا' میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے آپؐ سے زیادہ سوالات نہیں کئے' ورنہ آپؐ اسی طرح ان کے جوابات عنایت فرماتے۔

٢٧٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

[راجع: ١٣٤٩]

(٢٧٨٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا مجاہد سے' انہوں نے طاؤس سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب ہجرت (فرض) نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت بخیر کرنا اب بھی باقی ہیں اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔

تشریح یعنی اب فتح مکہ ہونے کے بعدہ وہ خود دارالاسلام ہو گیا' اس لئے یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ مطلب نہیں کہ ہجرت کا سلسلہ سرے سے ہی ختم ہو گیا ہے جہاں تک ہجرت کا عام تعلق ہے یعنی دنیا کے کسی بھی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت' تو اس کا حکم اب بھی باقی ہے مگر اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

یعنی قیامت تک جہاد فرض رہے گا' دوسری حدیث میں ہے کہ جب سے مجھ کو اللہ نے بھیجا قیامت تک جہاد ہوتا رہے گا' یہاں تک کہ اخیر میں میری امت دجال سے مقابلہ کرے گی۔ جہاد اسلام کا ایک رکن اعظم ہے اور فرض کفایہ ہے لیکن جب ایک جگہ ایک

ملک کے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے عاجز ہو جائیں تو ان کے پاس والوں پر' اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس کے ترک سے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھ آئیں تو ہر مسلمان پر جہاد فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں پر بھی۔ ہمارے زمانہ میں چند دنیادار خوشامد خورے جھوٹے دغاباز مولویوں نے کافروں کی خاطر سے عام مسلمانوں کو بہکا دیا ہے کہ اب جہاد فرض نہیں رہا' ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا بھی ضروری ہے' جہاد کی فرضیت قیامت تک باقی رہے گی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک امام عادل سے پہلے بیعت کی جائے اور (محارب) کافروں کو حسب وعدہ نوٹس دیا جائے اگر وہ اسلام یا جزیہ قبول نہ کریں' اس وقت اللہ پر بھروسہ کر کے ان سے جنگ کی جائے اور فتنہ اور فساد اور عورتوں اور بچوں کی خونریزی کسی شریعت میں جائز نہیں ہے (وحیدی)

لفظ جہاد کی تشریح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں' والجهاد بكسر الجيم اصله لغة المشقة يقال جهدت جهادا بلغة المشقة وشرعا بذل الجهد في قتال الكفار ويطلق ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فاما مجاهدة النفس فعلى تعلم امور الدين ثم على العمل بها على تعليمها واما مجاهدة الشيطان فعلى دفع ماياتي من الشبهات وما يزينه من الشهوات واما مجاهدة الكفار فتقع فباليد والمال واللسان والقلب واما مجاهدة الفساق فباليد ثم اللسان ثم القلب (فتح الباری) یعنی لفظ جہاد جیم کے کسرہ کے ساتھ لغت میں مشقت پر بولا جاتا ہے اور شریعت میں (محارب) کافروں سے لڑنے پر اور یہ لفظ نفس اور شیطان اور فساق کے مجاہدات پر بھی بولا جاتا ہے پس نفس کے ساتھ جہاد دینی علوم کا حاصل کرنا' پھر ان پر عمل کرنا اور دوسروں کو انہیں سکھانا ہے اور شیطان کے ساتھ جہاد یہ کہ اس کے لائے ہوئے شبہات کو دفع کیا جائے اور ان کو جو وہ شہوات کو مزین کر کے پیش کرتا ہے' ان سب کو دفع کرنا شیطان کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور محارب کافروں سے جہاد ہاتھ اور مال اور زبان اور دل کے ساتھ ہوتا ہے اور فاسق فاجر لوگوں کے ساتھ جہاد یہ کہ ہاتھ سے ان کو افعال بد سے روکا جائے پھر زبان سے' پھر دل سے۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ مجاہد جب جہاد کے لئے نکلتا ہے تو اس کا سونا' بیٹھنا' چلنا' گھوڑے کا دانہ پانی کرنا' سب عبادت ہی عبادت ہوتا ہے تو جہاد کے برابر دوسری کون عبادت ہو سکتی ہے البتہ کوئی برابر عبادت میں مصروف رہے ذرا دم نہ لے تو شاید جہاد کے برابر ہو مگر ایسا کس سے ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے' ایک حدیث میں ہے کہ ایام عشر میں عبادت کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں' ان حدیثوں میں تناقض نہیں ہے بلکہ سب اپنے محل اور موقع پر دوسرے تمام اعمال سے افضل ہیں مثلاً جب کافروں کا زور بڑھ رہا ہو تو جہاد سب عملوں سے افضل ہو گا اور جب جہاد کی ضرورت نہ ہو تو ذکر الٰہی سب سے افضل ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر یعنی نفس کشی اور ریاضت کو آپ نے بڑا جہاد فرمایا (وحیدی)

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلاَ نُجَاهِدُ، قَالَ: ((لَكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)).

(٢٧٨٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حبیب بن ابی عمرہ نے بیان کیا عائشہ بنت طلحہ سے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) نے کہ انہوں پوچھا یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل اعمال میں سے ہے پھر ہم (عورتیں) بھی کیوں نہ جہاد کریں ؟ آپؐ نے فرمایا لیکن سب سے افضل جہاد مقبول حج ہے جس میں گناہ نہ ہوں۔

[راجع: ١٥٢٠]

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے' باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کو سب سے افضل کہا اور

آنحضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

٢٧٨٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ. قَالَ: ((لاَ أَجِدُهُ)). قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلاَ تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلاَ تُفْطِرَ؟)) قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذَلِكَ؟ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ. فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٌ)).

[راجع: ١٥٢٠]

(٢٧٨٥) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عفان بن مسلم نے خبردی' کہا ہم سے ہمام نے' کہا ہم سے محمد بن جحادہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابو حصین نے خبردی' ان سے ذکوان نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (نام نامعلوم) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے) نکلے تو تم اپنی مسجد میں آ کر برابر نماز پڑھنی شروع کر دو اور (نماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاہلی تمہیں محسوس نہ ہو' اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا زمین (پر پاؤں) مارتا ہے تو اس پر بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

٢- بَابُ أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَوْلِهِ

تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ؟ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [الصف: ١٠].

باب سب لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے

اور اللہ نے (سورۂ صف میں) فرمایا کہ "اے ایمان والو! کیا میں تم کو بتاؤں ایک ایسی تجارت جو تم کو نجات دلائے دکھ دینے والے عذاب سے' وہ یہ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے' یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو' اگر تم نے یہ کام انجام دیئے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور بہترین مکانات تم کو عطا کئے جائیں گے' جنات عدن میں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے"

٢٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ

(٢٧٨٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عطاء

اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ)). قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). [طرفه في: ٦٤٩٤].

بن یزید لیثی نے کہا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون شخص سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہؓ نے پوچھا اور اس کے بعد کون؟ فرمایا وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہنا اختیار کرے' اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہو اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔

تشریح: جب آدمی لوگوں میں رہتا ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت کرتا ہے یا غیبت سنتا ہے یا کسی پر غصہ کرتا ہے' اس کو ایذا دیتا ہے۔ تنہائی اور عزلت میں اس کے شر سے سب لوگ بچے رہتے ہیں۔ اس حدیث سے اس نے دلیل لی جو عزلت اور گوشہ نشینی کو اختلاط سے بہتر جانتا ہے۔ جمہور کا مذہب ہے کہ اختلاط افضل ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف اشخاص اور احوال اور زمانہ اور موقع کے۔ جس شخص سے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فائدے پہنچتے ہوں اور وہ لوگوں کی برائیوں پر صبر کر سکے' اس کیلئے اختلاط افضل ہے اور جس شخص سے اختلاط سے گناہ سرزد ہوتے ہوں اور اس کی صحبت سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو' اس کیلئے عزلت افضل ہے۔ اوپر حدیث میں ای الناس افضل کونسا آدمی بہتر ہے جواب میں جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حقیقت میں ایسا مسلمان دوسرے سب مسلمانوں سے افضل ہو گا کیونکہ جان اور مال دنیا کی سب چیزوں میں آدمی کو بہت محبوب ہیں تو ان کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا سب سے بڑھ کر ہو گا بعضوں نے کہا لوگوں سے عام مسلمان مراد ہیں ورنہ علماء اور صدیقین مجاہدین سے بھی افضل ہیں۔ میں (مولانا وحید الزمان مرحوم) کہتا ہوں کفار اور ملحدین اور مخالفین دین سے بحث مباحثہ کرنا اور ان کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کریں' جواب دینا اور ایسی کتابوں کا چھاپنا اور چھپوانا یہ بھی جہاد ہے (وحیدی) اس نازک دور میں جبکہ عام لوگ قرآن و حدیث سے بے رغبتی کر رہے ہیں اور دن بدن جہالت و ضلالت کے غار میں گرتے چلے جا رہے ہیں' بخاری شریف جیسی اہم پاکیزہ کتاب کا باترجمہ و تشریح شائع کرنا بھی جہاد سے کم نہیں ہے اور میں اپنے انشراح صدر کے مطابق یہ کہنے کیلئے تیار ہوں کہ جو حضرات اس کار خیر میں حصہ لے کر اسکی تکمیل کا شرف حاصل کرنے والے ہیں یقیناً وہ اللہ کے دفتر میں اپنے مالوں سے مجاہدین فی سبیل اللہ کے دفتر میں لکھے جا رہے ہیں (راز)

٢٧٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ - وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ. وَتَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سبيله بأن يَتَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ

(٢٧٨٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپؐ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال ---- اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوص دل کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کیلئے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے --- اس شخص کی سی ہے جو رات میں برابر نماز پڑھتا رہے اور دن میں برابر روزے رکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے

يُرْجِعَهُ سَالِماً مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)). [راجع: ٣٦]

والے کیلئے اس کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے شہادت دے گا تو اسے بے حساب و کتاب جنت میں داخل کرے گا یا پھر زندہ و سلامت (گھر) ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔

یعنی نیت کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ مخلص ہے یا نہیں' اگر مخلص ہے تو وہ مجاہد ہو گا ورنہ کوئی دنیا کے مال و جاہ اور ناموری کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ مثال میں نماز پڑھنے سے نماز نفل اسی طرح روزہ رکھنے سے نفل روزہ مراد ہے کہ کوئی شخص دن بھر نفل روزے رکھتا ہو اور رات بھر نفل نماز پڑھتا ہو' مجاہد کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

٣- بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

باب جہاد اور شہادت کے لئے مرد اور عورت دونوں کا دعا کرنا

وَقَالَ عُمَرُ: ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے اپنے رسولؐ کے شہر (مدینہ طیبہ) میں شہادت کی موت عطا فرمائیو۔

٢٧٨٨، ٢٧٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمَهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ ، وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ- أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، شَكَّ إِسْحَاقُ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ

(٢٧٨٨' ٨٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا امام مالک سے' انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرامؓ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ انسؓ کی خالہ تھیں جو عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں) ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپؐ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں' اس عرصے میں آپؐ سو گئے' جب بیدار ہوئے تو آپؐ مسکرا رہے تھے۔ ام حرامؓ نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں یہ شک اسحاق راوی کو تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر آپؐ اپنا سر رکھ کر سو گئے' اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ

يَضْحَكُ. فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللهِ - كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ)) - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ)). فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ)).

[أطرافه في: ٢٧٩٩، ٢٨٧٧، ٢٨٩٤، ٦٢٨٢، ٧٠٠١]. [أطرافه في ٢٨٠٠، ٢٨٧٨، ٢٨٩٥، ٢٩٢٤، ٦٢٨٣، ٧٠٠٢].

ہنس رہے ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے جا رہے ہیں پہلے کی طرح' اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہو گی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہو گئی۔

تشریح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر کے گورنر تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا' جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے روم پر لشکر کشی کی اجازت مانگی اور اجازت مل جانے پر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری بیڑا تیار ہوا جس نے روم کے خلاف جنگ کی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک تھیں اور اس طرح آنحضرتؐ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ میں شریک ہو کر شہید ہوئیں۔ فرضی اللہ عنہا۔ شہادت کا وقوع اس وقت ہوا جب مسلمان جہاد سے لوٹ کر آ رہے تھے' گو ام حرام خود نہیں لڑیں مگر اللہ کی راہ میں نکلی اور نص قرآن و حدیث کی رو سے جو کوئی جہاد کے لئے نکلے اور راہ میں اپنی موت سے مرجائے وہ بھی شہید ہے۔ پس ام حرام کو شہادت نصیب ہوئی اور اس طرح دعائے نبوی کا ظہور ہوا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپؐ کی دودھ کی خالہ ہوتی ہیں' اسی لئے آپؐ ان کے ہاں آیا جایا کرتے تھے' وہ بھی آپؐ کے لئے ماں سے بھی زیادہ شفیق تھیں' (رضی اللہ عنہا) روایت سے عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔ حضرت امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مرد یہ دعا کر سکتا ہے یا اللہ مجھ کو تو مجاہدین میں کر' مجھ کو شہادت نصیب کر' ایسے ہی عورت بھی یہ دعا کر سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانوں میں بھی عورتیں مجاہدین کے ہمراہ رہی ہیں۔ ان کے کھانے پینے' زخم پٹی کرنے کی خدمات عورتوں نے انجام دی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ مدینہ میں ابو لولو مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٤- بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

باب مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجات کا بیان

يُقَالُ هَذِهِ سَبِيْلِي، وَهَذَا سَبِيْلِي

سبیل کا لفظ عربی زبان میں هذا سبیلی و هذه سبیلی مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

تشریح چونکہ حدیث میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا تھا تو امام بخاریؒ نے اس مناسبت سے سبیل کی تحقیق بیان کر دی کہ یہ لفظ عربی زبان میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح بولا جاتا ہے هذه سبیلی اور هذا سبیلی دونوں طرح کہتے ہیں بعض نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت اور ہے وقال ابو عبداللہ عزی واحدها غازی درجات لهم درجات یعنی سورہ آل عمران رکوع ١٦ میں جو غزی کا لفظ آیا

ہے تو غزی غازی کی جمع ہے اور ہم درجات کا معنی لہم درجات ہے یعنی ان کے لئے درجے ہیں (وحیدی)

٢٧٩٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيْهَا)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسْأَلُوهُ الْفِرْدَوسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ - أُرَاهُ: وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ - وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ : ((وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ)).

[طرفه في: ٧٤٢٣].

(۲۷۹۰) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ہلال بن علی نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ جنت میں داخل کرے گا خواہ اللہ کے راستے میں وہ جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے جہاں پیدا ہوا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں' ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے یحییٰ بن صالح نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں یوں کہا کہ اس کے اوپر پروردگار کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ محمد بن فلیح نے اپنے والد سے وفوقه عرش الرحمٰن ہی کی روایت کی ہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا ہے اور اسی حال میں مرجائے تو آخرت میں اس کو بہشت ملے گی گو اس کا درجہ مجاہدین سے کم ہو گا۔ محمد بن فلیح کے روایت کردہ اضافہ میں شک نہیں ہے جیسے یحییٰ بن سلیمان کی روایت میں اراہ الخ وارد ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہا بہشت کی نہروں سے وہ چار نہریں پانی اور دودھ اور شہد اور شراب کی مراد ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔

٢٧٩١- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا،

(۲۷۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے' کہا ہم سے ابو رجاء نے' ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے رات میں دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے پھر وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور بڑا پاکیزہ تھا' ایسا

قَالاَ أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ)).
[راجع: ٨٤٥]

خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہیدوں کا ہے۔

مفصل طور پر یہ حدیث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔ دو شخصوں سے مراد حضرت جبرائیل و میکائیل ہیں جو پہلے آپ کو بیت المقدس لے گئے تھے' بعد میں آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت و دوزخ کے بہت سے مناظر آپ کو دکھلائے۔ جسمانی معراج کا واقعہ الگ ہے جو بالکل حق اور حقیقت ہے۔

٥- بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَقَابَ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

باب اللہ کے راستے میں صبح و شام چلنے کی اور جنت میں ایک کمان برابر جگہ کی فضیلت

٢٧٩٢- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)). [طرفاه في: ٢٧٩٦، ٦٥٦٨].

(۲۷۹۲) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے (فضل جہاد میں) بیان کیا' کہا ہم سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ. وَقَالَ: لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ)). [طرفه في: ٣٢٥٣].

(۲۷۹۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہلال بن علی سے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک (کمان) ہاتھ جگہ دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپؐ نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام چلنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

٢٧٩٤- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)). [أطرافه في: ٢٨٩٢، ٣٢٥٠، ٦٤١٥].

(۲۷۹۴) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے ابو حازم سے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح و شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل میں بہت سی آیات قرآنی اور احادیث نبوی وارد ہوئی ہیں ان ہی میں سے یہ احادیث بھی ہیں جو فضائل جہاد کو واضح لفظوں میں ظاہر کر رہی ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی شاہد ہے کہ انہوں نے اسلام کو اور اس کے مقاصد عالیہ کو کما حقہ سمجھا تھا اور وہ اسی بنا پر سر پر کفن باندھے ہوئے پوری دنیا میں سرگرداں اور کوشاں ہوئے اور ایک ایسی تاریخ بنا گئے جو قیامت تک آنے والے اہل اسلام کے لئے مشعل راہ ثابت ہو گی۔

٦- بَابُ الْحُورِ الْعِيْنِ وَصِفَتِهِنَّ

يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ. شَدِيْدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ، شَدِيْدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ. وَزَوَّجْنَاهُمْ: أَنْكَحْنَاهُمْ.

٢٧٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، إِلاَّ الشَّهِيْدَ لَمَّا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى)). [طرفه في: ٢٨١٧].

٢٧٩٦- قَالَ: وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَرَوحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَقَابُ قَوسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيدِ - يَعْنِي سَوْطَهُ - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ لأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلأَتْهُ رِيْحًا، وَلَنَصِيْفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)).

[راجع: ٢٧٩٢]

باب بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان' ان کی صفات جن کو دیکھ کر آنکھ حیران ہو گی

جن کی آنکھوں کی پتلی خوب سیاہ ہو گی اور سفیدی بھی بہت صاف ہو گی اور (سورۂ دخان میں) زوجناھم کے معنی انکحناھم کے ہیں۔

(۲۷۹۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کوئی بھی اللہ کا بندہ جو مر جائے اور اللہ کے پاس اس کی کچھ بھی نیکی جمع ہو وہ پھر دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا گو اس کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ مل جائے مگر شہید پھر دنیا میں آنا چاہتا ہے کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ کے) یہاں شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر قتل ہو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں)

(۲۷۹۶) اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام بھی گزار دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سب سے بہتر ہے اور کسی کے لئے جنت میں ہاتھ جگہ بھی یا (راوی کو شبہ ہے) ایک قید جگہ 'قید سے مراد کوڑا ہے' دنیا وما فیھا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

تشریح: بعض ملحدین بے دین حوروں کے نور او رخوشبو پر استبعاد پیش کرتے ہیں' ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہو سکتا نہ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کو دیکھیں گے' دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی کبھی نہیں اٹھا سکتا پر آخرت میں آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ وہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرے گا اور پھر زندہ رہے گا۔ الغرض اخروی امور کو دنیاوی حالات پر قیاس کرنے والے خود فہم و فراست سے محروم ہیں۔

٧- بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ

باب شہادت کی آرزو کرنا

٢٧٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لاَ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لاَ تَطِيْبُ أَنْفُسُهُم أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْدُو فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ)).

[راجع: ٣٦]

(٢٧٩٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سعید بن مسیب نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپؐ فرما رہے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں ہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے لئے جا رہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔

معلوم ہوا کہ شہادت کی آرزو کرنا اس نیت سے کہ اس سے شجر اسلام کی آبیاری ہو گی اور آخرت میں بلند درجات حاصل ہوں گے۔ یہ جائز بلکہ سنت ہے اور ضروری ہے۔

٢٧٩٨- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ)). وَقَالَ:

(٢٧٩٨) ہم سے یوسف بن یعقوب صفار نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا آپ نے فرمایا فوج کا جھنڈا اب زید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور اب کسی ہدایت کا انتظار کئے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا)) قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ: ((مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ)). [راجع: ١٤٤٦]

اور ہمیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ یہ لوگ جو شہید ہو گئے ہیں ہمارے پاس زندہ رہتے کیونکہ وہ بہت عیش و آرام میں چلے گئے ہیں۔ ایوب نے بیان کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ انہیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ زندہ رہتے' اس وقت آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ ۸ھ میں آپؐ نے غزوۂ موتہ کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ زید بن حارثہ کو اس کا سردار مقرر کیا' فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر کو سردار بنانا' اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو۔ اتفاق سے یکے بعد دیگرے یہ تینوں سردار شہید ہو گئے اور خالد بن ولید نے آخر میں افسری جھنڈا اٹھالیا تاکہ مسلمان ہمت نہ ہاریں کیونکہ لڑائی سخت ہو رہی تھی۔ گو ان کے لئے آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا تھا۔ آپؐ کافروں سے یہاں تک لڑے کہ اللہ نے آپ کے ذریعہ اسلام کے لشکر کو فتح نصیب فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے خوش ہو کر خالد کے حق میں فرمایا کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ مزید تفصیلات جنگ موتہ کے ذکر میں آئیں گی۔

٨- بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

باب اگر کوئی شخص جہاد میں سواری سے گر کر مرجائے تو اس کا شمار بھی مجاہدین میں ہو گا' اس کی فضیلت

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ﴾ [النساء : ١٠٠] وقع : وجب.

اور سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہو جائے تو اللہ پر اس کا اجر (ہجرت کا) واجب ہو گیا (آیت میں) وقع کے معنی وجب کے ہیں۔

تشریح: کہتے ہیں ایک شخص ضمرہ نامی جو مسلمان تھا' مکہ میں رہ گیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها ﴾ یعنی "کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں ہے کہ تم اس میں ہجرت کر جاؤ" یہ آیت سن کر انہوں نے بیماری میں مدینہ کا سفر شروع کر دیا مگر راستے ہی میں ان کو موت آ گئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ جہاد بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص جہاد کو نکلے مگر راستہ میں اپنی موت سے مرجائے تو اس کو بھی مجاہدین کا ثواب ملے گا اور وہ عنداللہ شہیدوں سے لکھا جائے گا۔ مشہور حدیث انما لكل امرئ مانوى سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ہجرت اپنا دین ایمان بچانے کے لئے دارالحرب سے دارالاسلام میں چلے جانے کو کہتے ہیں اور یہ قیامت تک کے لئے باقی ہے۔

٢٧٩٩، ٢٨٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: ((نَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنِّي، ثُمَّ

(۲۷۹۹'۲۸۰۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر جب آپؐ بیدار ہوئے تو

اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ، فَقُلْتُ: مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: ((أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، قَالَ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا. ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ : مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ)). فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ)).

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

مسکرا رہے تھے' میں نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں ؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو غزوہ کرنے کے لئے اس بہتے دریا پر سوار ہو کر جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ میرے لئے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپ سو گئے اور پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے) ام حرام رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ نے وہی جواب دیا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں۔ معاویہ کے زمانہ میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قریب ایک سواری لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرا دیا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

انبیاء کے خواب بھی وحی اور الہام ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ بڑی شان اور شوکت کے ساتھ بادشاہوں کی طرح سمندر پر سوار ہو رہے ہیں۔ آخر آپ کا یہ خواب پورا ہوا اور مسلمانوں نے عہد معاویہ میں بحری بیڑہ تیار کر کے شام پر حملہ کیا' ترجمہ باب اس طرح نکلا کہ ام حرام جانور سے اگرچہ گر کر مریں مگر آنحضرت نے ان کو مجاہدین میں شامل فرمایا اور انت من الاولین سے آپ نے پیش گوئی فرمائی۔

٩- بَابُ مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب جس کو اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچے (یعنی اس کے کسی عضو کو صدمہ ہو)

۲۸۰۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوضِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِيْنَ، فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ، فَإِنْ

(۲۸۰۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے' ان سے اسحاق نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کے ستر آدمی (جو قاری تھے) بنو عامر کے یہاں بھیجے۔ جب یہ سب حضرات (بئر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا میں (بنو سلیم کے یہاں) آگے جاتا ہوں اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ان تک

أَمِّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلاَّ كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيْبًا. فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلاَّ رَجُلاً أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ، قَالَ هَمَّامٌ: فَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ، فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا؛ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: ١٠٠١]

پہنچاؤں تو بہتر ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے آپؓ کے برچھا پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر میں کامیاب ہو گیا کعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرام رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھیوں کی طرف (جو ستر کی تعداد میں تھے) بڑھے اور سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے' پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھی (پہاڑ پر چڑھے تھے) (عمرو بن امیہ ضمری) اس کے بعد جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم (قرآن کی دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی) پڑھتے تھے (ترجمہ) ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آ ملے ہیں' پس ہمارا رب خود بھی خوش ہے اور ہمیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی' نبی کریم ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل' ذکوان' بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لئے بد دعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

تشریح حافظ نے کہا اس میں حفص بن عمر امام بخاری کے شیخ سے سہو ہو گیا ہے اور صحیح یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم کے ایک بھائی یعنی حرام بن ملحان کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا تھا۔ یہ ستر آدمی انصار کے قاری تھے اور آپ نے دین کی تعلیم پھیلانے کے لئے قبیلہ بنی عامر کے ہاں بھیجے تھے جن کے لئے خود اس قبیلہ نے درخواست کی لیکن راستے میں بنو سلیم نے دغا کی اور ان غریب قاریوں کو ناحق قتل کر دیا۔ بنو سلیم کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ لعنت کے سلسلہ میں جن قبائل کا ذکر روایت میں آیا ہے یہ سب بنو سلیم کی شاخیں ہیں۔ آیت جس کا ذکر روایت میں آیا ہے ان آیتوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

٢٨٠٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ

(۲۸۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے اسود بن قیس نے اور ان سے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ کسی لڑائی کے موقع پر موجود تھے اور آپؐ کی

ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلاَّ إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ)).
[طرفه في: ٦١٤٦].

انگلی زخمی ہو گئی تھی۔ آپؐ نے انگلی سے مخاطب ہو کر فرمایا تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے (مولانا وحید الزماں مرحوم نے ترجمہ یوں کیا ہے)

ایک انگلی ہے تیری ہستی یہی
جو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی

١٠- بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا؟ اس کی فضیلت کا بیان

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ - وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ - إِلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَرْحُهُ يَثْعَبُ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ)). [راجع: ٢٣٧]

(٢٨٠٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابو الزناد سے' انہوں نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کوئی زخمی ہوا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح سے آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہو گا' رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن اس میں خوشبو مشک جیسی ہو گی۔

یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ خالص اس کی رضا جوئی کے لئے کون لڑتا ہے اور اس میں ریا اور ناموری کا شائبہ ہے یا نہیں۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ جو شخص باغیوں یا رہزنوں کے ہاتھ سے زخمی ہو یا دین کی تعلیم کے دوران میں مرجائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے' آج کل جو مسلمان دشمنوں کے ہاتھ سے مظلومانہ قتل ہو رہے ہیں وہ بھی اسی ذیل میں ہیں (واللہ اعلم بالصواب)

١١- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب فرمان الٰہی کہ

﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ [التوبة: ٥٢]
وَالْحَرْبُ سِجَالٌ

اے پیغمبر! ان کافروں سے کہہ دو تم ہمارے لئے کیا انتظار کرتے ہو' ہمارے لئے تو دونوں میں سے (شہادت یا فتح) کوئی بھی ہو اچھا ہی ہے اور لڑائی ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔

٢٨٠٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ. أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ

(٢٨٠٤) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا ابن شہاب سے' انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے ان سے کہا تھا میں نے

هِرَقْلَ قَالَ لَهُ: سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ. فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ)). [راجع: ٧]

تم سے پوچھا تھا کہ ان کے یعنی (نبی کریم ﷺ) کے ساتھ تمہاری لڑائیوں کا کیا انجام رہتا ہے تو تم نے بتایا کہ لڑائی ڈولوں کی طرح ہے' کبھی اِدھر کبھی اُدھر یعنی کبھی لڑائی کا انجام ہمارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیاء کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آزمائش ہوتی رہتی ہے (کبھی فتح اور کبھی ہار سے) لیکن انجام انہیں کے حق میں اچھا ہوتا ہے۔

یعنی یا تو مسلمان لڑتے لڑتے اپنی جان دے دے گا یا پھر فتح حاصل ہو گی۔ ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کے لئے دونوں انجام نیک اور اچھے ہیں۔ فتح کی صورت کو تو سب اچھی سمجھتے ہیں لیکن لڑائی میں موت اور شہادت ایک مومن کا آخری مقصود ہے' اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور اپنی جان دے دیتا ہے' جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو اس کی نوازشیں اور ضیافتیں اسے خوب حاصل ہوتی ہیں۔

١٢- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً﴾. [الأحزاب: ٢٣].

"مومنوں میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' پس ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو (اللہ کے راستے میں شہید ہو کر) اپنا عہد پورا کر چکے اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد سے وہ پھرے نہیں ہیں۔

آیت میں عہد سے مراد وہ عہد ہے جو صحابہؓ نے احد کے دن کیا تھا یا لیلۃ العقبہ میں کہ آنحضرتؐ کا ساتھ دیں گے اور کسی حال میں منہ نہ موڑیں گے۔ بعض تو اپنا فرض ادا کر چکے جیسے انس بن نضر' عبداللہ انصاری' حمزہ' طلحہ وغیرہ بعض شہادت کے منتظر ہیں جیسے حضرات خلفائے اربعہ اور دوسرے صحابہ جو بعد میں شہید ہوئے اور عموم کے لحاظ سے قیامت تک آنے والے وہ جملہ مسلمان جو دل میں ایسی تمنا رکھتے ہیں جعلنا اللہ منھم امین

٢٨٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا. ح حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ.

(٢٨٠٥) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا (دوسری سند) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زیاد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے' اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلی لڑائی ہی سے غائب رہا جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی لیکن اگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب احد کی لڑائی کا موقع آیا

فَلَمَّا كَانَ يَومُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلاَءِ، يَعْنِي أَصْحَابَهُ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلاَءِ، يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ : يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ. قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا صَنَعَ.

قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ. فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلاَّ أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ : كُنَّا نَرَى - أَوْ نَظُنُّ - أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ)).

[طرفاه في: ٤٠٤٨، ٤٧٨٣].

اور مسلمان بھاگ نکلے تو انس بن نضر نے کہا کہ اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں اس سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے (مشرکین کی طرف) تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا۔ ان سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد بن معاذ! میں تو جنت میں جانا چاہتا ہوں اور نضر (ان کے باپ) کے رب کی قسم میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب پاتا ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جو انہوں نے کر دکھایا اس کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد جب انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو ہم نے پایا تو تلوار نیزے اور تیر کے تقریباً اسی زخم ان کی جسم پر تھے' وہ شہید ہو چکے تھے' مشرکوں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے اور کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکا تھا' صرف ان کی بہن انگلیوں سے انہیں پہچان سکی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم سمجھتے ہیں (یا آپ نے بجائے نری کے نظن کہا) مطلب ایک ہی ہے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مومنین کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ "مومنوں میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اس وعدے کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا" آخر آیت تک۔

٢٨٠٦- وَقَالَ: إِنَّ أُخْتَهُ - وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ - كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ يُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَرَضُوا بِالأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ)).

[راجع: ٢٧٠٣]

(٢٨٠٦) انہوں نے بیان کیا کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایک بہن ربیع نامی رضی اللہ عنہا نے کسی خاتون کے آگے کے دانت توڑ دیئے تھے' اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنایا ہے (قصاص میں) ان کے دانت نہ ٹوٹیں گے۔ چنانچہ مدعی تاوان لینے پر راضی ہو گئے اور قصاص کا خیال چھوڑ دیا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ خود ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

تشریح حضرت انس بن نضر نے جو کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ میں دونوں کاموں سے ناراض ہوں' مشرک تو کم بخت ناپاک ہیں جو ناحق پر لڑ رہے ہیں۔ ان سے قطعاً بیزار ہوں اور مسلمان جن کو حق پر جم کر لڑنا چاہئے تھا وہ بھاگ نکلے ہیں' ان کی حرکت کو

بھی ناپسند کرتا ہوں اور تیری درگاہ میں معذرت کرتا ہوں کہ میں ان بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے کفار پر حملہ کیا اور کتنوں کو جہنم رسید کرتے ہوئے آخر جام شہادت پی لیا۔ بھاگنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو جنگ احد میں ایک درے کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا اور بتاکید کہہ دیا گیا تھا کہ تا اذن ہرگز درہ نہ چھوڑیں مگر انہوں نے شروع میں مسلمانوں کی فتح دیکھی تو درہ خالی چھوڑ دیا اور جس میں سے کفار قریش نے دوبارہ وار کیا اور میدان احد کا نقشہ ہی بدل گیا' جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک بہت ہی دردناک معرکہ ہے جس میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور اسلام کو بڑا زبردست نقصان پہنچا۔ میدان احد میں گنج شہیداں ان ہی شہدائے احد کا یادگاری قبرستان ہے جزاھم اللہ جزا حسنا

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اسی کی لگائی ہوئی ہے

٢٨٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلاَّ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾)).

[أطرافه في: ٤٠٤٩، ٤٦٧٩، ٤٧٨٤، ٤٩٨٦، ٤٩٨٨، ٤٩٨٩، ٧١٩١، ٧٤٢٥].

(٢٨٠٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے' دوسری سند اور مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' میرا خیال ہے کہ محمد بن عتیق کے واسطہ سے' ان سے ابن شہاب (زہری) نے اور ان سے خارجہ بن زید نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب قرآن مجید کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ ﷺ سے برابر آپ کی تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا (جب میں نے اسے تلاش کیا تو) صرف خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی ﴿ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ﴾ (الاحزاب: ٢٣) ترجمہ باب کے ذیل میں گزر چکا ہے)

تشریح اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن شریف ایک شخص کی روایت پر جمع ہوا ہے کیونکہ یہ آیت سنی تو بہت سے آدمیوں نے تھی جیسے حضرت عمر اور ابی بن کعب اور ہلال بن امیہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم سے مگر اتفاق سے لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ ملی۔

حضرت خزیمہؓ کی شہادت کو آپ نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا' یہ خاص خزیمہ کے لئے آپؐ نے فرمایا تھا۔ ہوا یہ کہ آپؐ نے ایک شخص سے کوئی بات فرمائی' اس نے انکار کیا۔ خزیمہ نے کہا میں اس کا گواہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھ سے تو گواہی طلب نہیں کی گئی پھر تو گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا یارسول اللہؐ! ہم آسمان سے جو حکم اترتے ہیں ان پر آپؐ کی تصدیق کرتے ہیں یہ کونسی بڑی بات ہے۔ آپؐ نے خزیمہ کی شہادت پر فیصلہ کر دیا اور ان کی شہادت دوسرے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر رکھی (وحیدی)

١٣- بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل کرنا

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ. وَقَوْلُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لاَ تَفْعَلُونَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لاَ تَفْعَلُونَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيْلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾.

اور ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ اپنے (نیک) اعمال کی بدولت جنگ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ صف میں یہ) ارشاد کہ "اے لوگو! جو ایمان لاچکے ہو ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑے غصے کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو' بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اسکے راستے میں صف بنا کر ایسے جم کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی ٹھوس دیوار ہوں"

تشریح مسلمانوں کی دو صفیں اللہ کو بہت ہی محبوب ہیں۔ ایک صف تو وہ جو نماز میں قائم کرتے ہیں کہ پیر سے پیر' کندھے سے کندھا ملا کر اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسری صف وہ جو وہ دشمن کے مقابلہ پر سیسہ پلائی ہوئی دیواروں کی شکل میں قائم کر کے جہاد کرتے ہیں' یہ ہردو صفیں اللہ کو بہت محبوب ہیں اور صد افسوس کہ اس دور نازک میں یہ ہر قسم کی حقیقی صف بندی مسلمانوں میں سے مفقود ہو چکی ہے۔ جہاد کی صف بندی تو خواب و خیال میں بھی نہیں مگر نمازوں کی صف بندی کا بھی برا حال ہے کسی بھی مسجد میں جا کر دیکھو صفوں میں ہر نمازی دوسرے نمازی سے اس طرح دور دور ہٹا نظر آئے گا گویا وہ دوسرا نمازی اور اس کے قدم چھونے سے کوئی گناہ کبیرہ لازم آ جائے گا۔

صفیں کج' دل پریشان' سجدہ بے ذوق کہ انداز جنوں باقی نہیں ہے

٢٨٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُقَاتِلُ وَأُسْلِمُ؟ قَالَ: ((أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)). فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَمِلَ قَلِيْلاً وَأُجِرَ كَثِيْرًا)).

(٢٨٠٨) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شبابہ بن سوار فزاری نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

بعضوں نے کہا یہ شخص عمرو بن ثابت انصاری تھا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ بھلا بتاؤ وہ کون شخص ہے جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت میں چلا گیا' پھر کہتے یہ عمرو بن ثابت ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر نیک کام کی قبولیت کے لئے پہلے مسلمان ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم جو نیکی کرے دنیا میں اس کا بدلہ اسے ملے گا اور آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔

١٤- بَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ

باب کسی کو اچانک نامعلوم تیر لگا اور اس تیر نے اسے مار دیا'

فَقَتَلَهُ

اس کی فضیلت کا بیان

۲۸۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَلاَ تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ. قَالَ: ((يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الأَعْلَى)).

(۲۸۰۹) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حسین بن محمد ابو احمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا قتادہ سے' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں--- حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے' انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا--- کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کر لوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے روؤں دھوؤں۔ آپؐ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

[أطرافه في: ۳۹۸۲، ۶۵۵۰، ۶۵۶۷].

روایت میں ام ربیع کو براء کی بیٹی بتلانا راوی کا وہم ہے' صحیح یہ ہے کہ ام ربیع نضر کی بیٹی ہیں اور انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔ ان کا بیٹا حارثہ نامی بدر کی لڑائی میں ایک نامعلوم تیر سے شہید ہو گیا تھا' ان ہی کے بارے میں انہوں نے یہ تحقیق فرمائی۔ یہ سن کر ام حارثہ ہنستی ہوئی گئی اور کہنے لگیں حارثہ مبارک ہو! مبارک ہو! پہلے یہ سمجھیں کہ حارثہ دشمن کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا شاید اسے جنت نہ ملے مگر بشارت نبوی سن کر ان کو اطمینان ہو گیا۔ سبحان اللہ عہد نبوی کی مسلمان عورتوں کا بھی کیا ایمان اور یقین تھا کہ وہ اسلام کے لئے مرجانا موجب شہادت و دخول جنت جانتی تھیں۔ آج کل کے مسلمان ہیں جو اسلام کے نام پر ہر ہر قدم پیچھے ہی ہٹتے جا رہے ہیں پھر بھلا ترقی اور کامیابی کیونکر نصیب ہو۔ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے شمشیر و سناں اول' طاؤس و رباب آخر

۱۵- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا

باب جس شخص نے اس ارادہ سے جنگ کی کہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلمہ بلند رہے' اس کی فضیلت

۲۸۱۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ

(۲۸۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے' ایک شخص

لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ)).

[راجع: ۱۲۳]

جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لئے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو تاکہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے' صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے۔

مقصد یہ کہ اصل چیز خلوص ہے اگر یہ ہے تو سب کچھ ہے' یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ قیامت کے دن کتنے سخی' کتنے قاری' کتنے مجاہدین دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ یہ وہ ہوں گے جن کا مقصد صرف ریا اور نمود تھا' ناموری اور شہرت طلبی کے لئے انہوں نے یہ کام کئے' اس لئے ان کو سیدھا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا (اعاذنا اللہ منہا)

۱۶- بَابُ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اس کا ثواب

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [التوبة: ۱۲۰].

اور سورۂ براۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿ ماكان لاهل المدينه ﴾ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ ان الله لا يضيع اجر المحسنين ﴾ تک

۲۸۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ)). [راجع: ۹۰۷]

(۲۸۱۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن مبارک نے خبردی' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی مریم نے بیان کیا' انہیں عبایہ بن رافع بن خدیج نے خبردی' کہا کہ مجھے ابو عبس رضی اللہ عنہ نے خبردی' آپ کا نام عبدالرحمٰن بن جبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے کے بھی قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے' انہیں (جہنم کی) آگ چھوئے؟ (یہ ناممکن ہے)

تشریح پوری آیات باب کا ترجمہ یہ ہے "مدینہ والوں کو اور جو ان کے آس پاس گنوار رہتے ہیں' یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ کے پیغمبر کے پیچھے بیٹھ رہیں اور اس کی جان کی فکر نہ کرکے اپنی جان بچانے کی فکر میں رہیں۔ اس لئے کہ لوگوں کو یعنی جہاد کرنے والوں کو خدا کی راہ میں پیاس ہو' بھوک ہو' اس مقام پر چلیں جس سے کافر خفا ہوں' دشمن کو کچھ بھی نقصان پہنچائیں' ہر ہر کے بدل ان پانچوں کاموں میں ان کا نیک عمل خدا کے پاس لکھ لیا جاتا ہے' بے شک اللہ نیکوں کی محنت برباد نہیں کرتا۔" اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ اللہ کی راہ میں اگر آدمی ذرا بھی چلے اور پاؤں پر گرد پڑے تو بھی ثواب ملے گا' جب اللہ کی راہ میں پاؤں گرد آلود ہونے سے یہ اثر ہو کہ دوزخ کی آگ چھوئے بھی نہیں تو وہ لوگ کیسے دوزخ میں جائیں گے جنہوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی ہو گی۔ اگر ان سے کچھ قصور بھی ہو گئے ہیں تو اللہ جل جلالہ سے امید معافی ہے۔ اس حدیث سے مجاہدین کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے (وحیدی)

١٧- بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ النَّاسِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گرد پڑی ہو ان کی گرد پونچھنا

٢٨١٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ: ائْتِيَا أَبَا سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ. فَأَتَيْنَا وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ: ((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ)).

[راجع: ٤٤٧]

(۲۸۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے' اس وقت ابو سعیدؓ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے' جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے' اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (ہجرت نبوی کے بعد تعمیر مسجد کیلئے) ایک ایک کر کے ڈھو رہے تھے لیکن عمارؓ دو دو اینٹیں لا رہے تھے' اتنے میں نبی کریم ﷺ ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی' یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا ہو گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں مراد جنگ صفین سے ہے جس میں یہ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں تھے اور ۳۵ھ میں یہ وہاں ہی ۹۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ازراہ شفقت و محبت ان کا سر گرد و غبار سے صاف کیا' اس سے ان کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور باب کا مقصد بھی ثابت ہوا۔

١٨- بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

جنگ اور گرد و غبار کے بعد غسل کرنا

٢٨١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ ((وَضَعْتَ السِّلاَحَ؟ فَوَ اللهِ مَا وَضَعْتُهُ)).

(۲۸۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی ہشام بن عروہ سے' انہیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ خندق سے (فارغ ہو کر) واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہا تو جبرائیل علیہ السلام آئے' ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے ہتھیار اتار دیئے' اللہ کی قسم میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپؐ نے

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) قَالَ: هَا هُنَا. وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ - قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ)).

[راجع: ٤٦٣]

دریافت فرمایا تو پھر اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ادھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔

بنو قریظہ کے یہود نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے معاہدہ کے خلاف مشرکین مکہ کا ساتھ دیا تھا اور یہ اندرونی سازشوں میں تیزی کے ساتھ معروف رہے تھے' اس لئے ضروری ہوا کہ ان کی سازشوں سے بھی مدینہ کو پاک کیا جائے چنانچہ اللہ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب مدینہ سے نکال دیئے گئے' باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٩- بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنْ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ. يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللهَ لاَ يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[آل عمران: ١٧٩، ١٨١]

باب ان شہیدوں کی فضیلت جن کے بارے میں ان آیات کا نزول ہوا ''وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (وہ جنت میں) رزق پاتے رہتے ہیں' ان (نعمتوں) سے بے حد خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو لوگ ان کے بعد والوں میں سے ابھی ان سے نہیں جا ملے ان کی خوشیاں منا رہے ہیں کہ وہ بھی (شہید ہوتے ہی) بے ڈر اور بے غم ہو جائیں گے۔ وہ لوگ خوش ہو رہے ہیں اللہ کے انعام اور فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

٢٨١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ. ثَلاَثِيْنَ غَدَاةً، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ. قَالَ أَنَسٌ: أُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ: بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ)).

[راجع: ١٠٠١]

(٢٨١٤) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اصحاب بئر معونہ (رضی اللہ عنہم) کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ نے تیس دن تک صبح کی نماز میں بد دعا کی تھی۔ یہ رعل' ذکوان اور عصیہ قبائل کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو (٧٠ قاری) صحابہ بئر معونہ کے موقع پر شہید کر دیئے گئے تھے' ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی جسے ہم مدت تک پڑھتے رہے تھے بعد میں آیت منسوخ ہو گئی تھی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) ''ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آ ملے ہیں' ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔''

٢٨١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاء. فَقِيْلَ لِسُفْيَانَ: مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَومِ؟ قَالَ : لَيْسَ هَذَا فِيْهِ)).[طرفاه في: ٤٠٤٤، ٤٦١٨].

(۲۸۱۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا عمرو سے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ کچھ صحابہ نے جنگ احد کے دن صبح کے وقت شراب پی (ابھی تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی) پھر وہ شہید ہو گئے۔ سفیان رحمہ اللہ (راوی حدیث) سے پوچھا گیا کیا اسی دن کے آخری حصے میں (ان کی شہادت ہوئی) تھی جس دن انہوں نے شراب پی تھی ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

یعنی اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اسی دن شام کو شراب پی تھی بلکہ صبح کو پینے کا ذکر ہے' جنگ احد جب ہوئی اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ شہید کی فضیلت اس حدیث سے یوں نکلی کہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کے باپ سے کلام کیا جنہوں نے یہ آرزو کی کہ میں پھر دنیا میں بھیج دیا جاؤں پھر انہوں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ میرا حال میرے ساتھیوں کو پہنچا دے۔ اس پر یہ آیت اتری ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ﴾ (آل عمران : ۱۶۹) اس روایت کو ترمذی نے نکالا ہے اور حضرت امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس روایت میں ان شہداء سے متعلق شراب نوشی کا ذکر ضمناً آ گیا ہے' بعد میں شراب کی حرمت نازل ہونے پر جملہ اصحاب نبوی نے شراب کے برتن تک توڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیئے تھے رضی اللہ عنہم ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں مطابقته للترجمة فيه عسر الا ان يكون مراده ان الخمر التي شربواها يومئذ لم تضرهم لان الله عزوجل اثنى عليهم بعد موتهم ورفع عنهم الخوف والحزن وانما كان ذالک لان كانت يومئذ مباحة (فتح) یعنی حدیث اور باب میں مطابقت مشکل ہے مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ اس دن ان شہیدوں نے شراب پی تھی جس سے ان کی شہادت میں کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ اللہ نے موت کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے خوف و غم کو دور کر دیا۔ یہ اس لئے کہ اس دن تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ مباح تھی۔ بعد میں حرمت نازل ہو کر وہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی۔

٢٠- بَابُ ظِلِّ الْمَلاَئِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ

باب شہیدوں پر فرشتوں کا سایہ کرنا

٢٨١٦- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: ((جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقِيْلَ: ابْنَةُ عَمْرٍو- أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو- فَقَالَ: ((لِمَ تَبْكِي، أَوْ لاَ تَبْكِي،

(۲۸۱۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر دی' کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا' انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے گئے (احد کے موقع پر) اور کافروں نے ان کے ناک کان کاٹ ڈالے تھے' ان کی نعش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی تو میں نے آگے بڑھ کر ان کا چہرہ کھولنا چاہا لیکن میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے پیٹنے کی آواز سنی (تو دریافت فرمایا کہ کس کی آواز ہے ؟) لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی لڑکی ہیں (شہید

مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)). قُلْتُ لِصَدَقَةَ: أَفِيْهِ حَتَّى رُفِعَ؟ قَالَ: رُبَّمَا قَالَهُ)).

[راجع: ١٢٤٤]

کی بہن) یا عمرو کی بہن ہیں (شہید کی چچی شک راوی کو تھا) آپ ؐ نے فرمایا روکیوں رہی ہیں یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) روئیں نہیں ملائکہ برابر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے صدقہ سے پوچھا کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ (جنازہ) اٹھائے جانے تک تو انہوں نے بتایا کہ سفیان نے بعض اوقات یہ الفاظ بھی حدیث میں بیان کئے تھے۔

٢١- بَابُ تَمَنِّي الْمُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا

باب شہید کا دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی آرزو کرنا

٢٨١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلاَّ الشَّهِيْدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ)).

[راجع: ٢٧٩٥]

(٢٨١٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا' کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے' خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہو گی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ وہ شہادت کی عزت وہاں دیکھتا ہے۔

٢٢- بَابُ الْجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ

باب جنت کا تلواروں کی چمک کے نیچے ہونا

تشریح: اس باب کے ذیل حضرت حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں قال ابن المنیر کان البخاری اراد ان السیوف لما کانت لھا بارقۃ کان لھا ایضا ظل قال القرطبی وھو من الکلام النفیس الجامع الموجز المشتمل علی ضروب من البلاغۃ مع الوجازہ وعذوبۃ اللفظ فانہ افاض الحض علی الجھاد و الاخبار بالثواب علیہ والحض علی مقاربۃ العدو و استعمال السیوف کالاجتماع حین الرفض حتی تضیر السیوف تظل المتقاتلین وقال ابن الجوزی المراد ان الجنۃ تحصل بالجھاد والظلال جمع ظل واذا تدانی الخصمان صارکل منھما تحت ظل سیف صاحبہ لحرصہ حل دفعہ علیہ ولا یکون ذالک الا عند التحام القتال (فتح الباری) خلاصہ عبارت کا یہ کہ گویا امام بخاریؒ نے یہ مراد لی ہے کہ جب تلواروں کی چمک ہوتی ہے تو ان کا سایہ بھی ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا کہ یہ بہت ہی نفیس کلام ہے جامع مختصر جو فصاحت و بلاغت کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے جو بہت ہی حلاوت اور عذوبت اپنے اندر رکھتا ہے اور دشمن سے قریب ہونے اور تلواروں کے استعمال کرنے کی بھی ترغیب ہے اور لڑائی کے وقت اجتماع کی بھی' یہاں تک کہ فریقین کی تلواریں جمع ہو کر سایہ افگن ہونے لگتی ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ جنت جہاد سے حاصل ہوتی ہے اور ظلال ظل کی جمع ہے اور جب دو دشمن تلواریں

لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہر ایک پر تلواروں کا سایہ پڑتا ہے اور وہ مدافعت کی کوشش کرتا ہے اور یہ لڑائی کے گرم ہونے پر ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہی وہ عمل ہیں جو اسلام کی سربلندی کا واحد ذریعہ ہیں مگر جہاد کے لئے شریعت نے کچھ اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں اور یہ جہاد محض مدافعت اعداء کے لئے ہوتا ہے۔ اسلام نے جارحانہ جنگ کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔ آیت قرآنی ﴿ اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير ﴾ (الحج: ۳۹) اس پر کھلی دلیل ہے کہ اہل اسلام کو جب وہ مظلوم ہوں مدافعانہ جہاد کی اجازت ہے

وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ ((بَلَى))

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اپنے رب کا یہ پیغام دیا ہے کہ ہم میں سے جو بھی (اللہ کے راستے میں) قتل کیا جائے' وہ سیدھا جنت میں جائے گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا کیا ہمارے مقتول جنتی اور ان کے (کفار کے) مقتول دوزخی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تھا کیوں نہیں۔

۲۸۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ - وَكَانَ كَاتِبَهُ - قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)). تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ.

[أطرافه في: ۲۸۳۳، ۲۹۶۶، ۳۰۲٤، ۷۲۳۷].

(۲۸۱۸) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا موسیٰ بن عقبہ سے' ان سے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ سالم ابو النضر نے' سالم عمر بن عبیداللہ کے کاتب بھی تھے' بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبیداللہ کو لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یقین جانو جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اس روایت کی متابعت اویسی نے ابن ابی الزناد کے واسطہ سے کی اور ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

۲۳- بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ

باب جو جہاد کرنے کے لئے اللہ سے اولاد مانگے اس کی فضیلت

۲۸۱۹- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ

(۲۸۱۹) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ہرمز نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ - أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ - كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلاَّ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ)).

[أطرافه في: ٣٤٢٤، ٥٢٤٢، ٦٦٣٩، ٦٧٢٠، ٧٤٦٩].

کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا آج رات اپنی سو یا (راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

مزید تفصیلات حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ۔

٢٤- بَابُ الشُّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ

باب جنگ کے موقع پر بہادری اور بزدلی کا بیان

٢٨٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ، وَقَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْرًا)).

[راجع: ٢٦٢٧]

(٢٨٢٠) ہم سے احمد بن عبدالملک بن واقد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ثابت بنانی سے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ حسین (خوبصورت) سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ فیاض تھے' مدینہ طیبہ کے تمام لوگ (ایک رات) خوف زدہ تھے (آواز سنائی دی تھی اور سب لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے) لیکن نبی کریم ﷺ اس وقت ایک گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے (جب واپس ہوئے تو) فرمایا اس گھوڑے کو (دوڑنے میں) ہم نے سمند رپایا۔

تشریح یعنی بے تکان چلا ہی جاتا ہے' کہیں رکتا یا اڑتا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ رات کے وقت بنفس نفیس یکہ و تنہا آواز کی طرف تشریف لے گئے اور دشمن کا کچھ بھی ڈر نہ کیا۔ سبحان اللہ شجاعت ایسی' سخاوت ایسی' حسن و جمال ظاہری ایسا' کمالات باطنی ایسے' قوت ایسی' رحم و کرم ایسا کہ کبھی سائل کو محروم نہیں کیا' کبھی کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہا' جس نے معافی چاہی معاف کر دیا۔ عبادت اور خدا ترسی ایسی کہ رات رات بھر نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے' تدبیر اور رائے ایسی کہ چند روز ہی میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی' بڑے بڑے بہادروں اور اکڑوں کو نیچا دکھا دیا' ایسے عظیم پیغمبر پر لاکھوں بار درود و سلام۔

٢٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخُطِفَتْ رِدَاءُهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدَ هَذِهِ الْعِضَاءِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لاَ تَجِدُونِي بَخِيْلاً وَلاَ كَذُوبًا وَلاَ جَبَانًا)).

[طرفه في: ٣١٤٨].

(۲۸۲۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی' انہیں محمد بن جبیر نے خبر دی کہا کہ مجھے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے' آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادی حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ کو لپٹ گئے۔ بالآخر آپ کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ کی چادر مبارک ببول کے کانٹے میں الجھ گئی تو ان لوگوں نے اسے لے لیا (تاکہ جب آپ انہیں کچھ عنایت فرمائیں تو چادر واپس کریں) آپ ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دے دو' اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کر دیتا' مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

یہ اس لئے فرمایا کہ بخیلی کے نتائج میں جھوٹ اور بزدلی اور سخاوت کے نتائج میں صداقت اور بہادری لازم ہیں' یہ جنگ حنین سے واپسی کا واقعہ ہے۔ مزید تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔

٢٥- بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ

باب بزدلی سے خدا کی پناہ مانگنا

٢٨٢٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ الأَوْدِيَّ قَالَ: ((كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هَؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلاَةِ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ)).

[أطرافه في: ٦٣٦٥، ٦٣٧٠، ٦٣٧٤،

(۲۸۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' انہوں نے عمرو بن میمون اودی سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو یہ کلمات دعائیہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے (دعا کا ترجمہ یہ ہے) "اے اللہ! بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عمر کے سب سے ذلیل حصے میں پہنچا دیا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتنوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے" پھر میں نے یہ حدیث جب مصعب بن سعد سے بیان کی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

.[٦٣٩٠

٢٨٢٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)).

(۲۸۲۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک بناتھ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے' بزدلی اور بڑھاپے کی ذلیل حدود میں پہنچ جانے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے"۔

[أطرافه في: ٤٧٠٧، ٦٣٦٧، ٦٣٧١].

بڑھاپے کی ذلیل حدود جس میں انسان کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے اور وہ بچوں جیسی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ ہوش و حواس اور عقل و شعور غائب ہو جاتے ہیں ایسی عمر میں پہنچنے سے بھی پناہ مانگنی چاہئے' ایسے ہی عاجزی' کاہلی' بزدلی' زندگی اور موت کے فتنے اور قبر کا عذاب یہ سب ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کو ان سے پناہ مانگنی ضروری ہے۔

٢٦- بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ

باب جو شخص اپنی لڑائی کے کارنامے بیان کرے' اس کا بیان'

قَالَ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ.

اس باب میں ابو عثمان نے سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کیا ہے۔

یہ دوسرے مسلمانوں کی ہمت بڑھانے کے لئے جائز ہے نہ کہ ریا اور ناموری کے لئے۔

٢٨٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: ((صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِلاَّ أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ)).[طرفه في: ٤٠٦٢].

(۲۸۲۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا محمد بن یوسف سے' ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں طلحہ بن عبید اللہ' سعد بن ابی وقاص' مقداد بن اسود اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھا ہوں لیکن میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ احد کی جنگ کے متعلق بیان کیا کرتے تھے۔

دوسرے صحابہ بطور احتیاط کثرت روایت سے پرہیز کرتے تاکہ کہیں غلط بیانی ہو کر باعث گناہ عظیم نہ ہو پھر بھی ان جملہ حضرات کی مرویات موجود ہیں جو بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے روایت کی ہیں۔ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے پاس صرف طلحہ اور سعد رہ گئے تھے اور طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا' انہوں نے مشرکوں کے وار اپنے ہاتھ پر لئے اور آنحضرت ﷺ کو بچایا۔ سعد وہ بزرگ ہیں

جن کو کافروں کا تیر سب سے پہلے آ کر لگا جیسا کہ کتاب المغازی میں آئے گا۔

٢٧- بَابُ وُجُوبِ النَّفِيْرِ، وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِهِ

باب جہاد کے لئے نکل کھڑا ہونا واجب ہے اور جہاد کی نیت رکھنے کا واجب ہونا

﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللهِ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لاَتَّبَعُوكَ، وَلَكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ، وَسَيَحْلِفُونَ بِاللهِ﴾ [التوبة: ٤١] الآية. وقوله: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ؟ أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ - إِلَى قَوْلِهِ - عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [التوبة: ٣٨].

يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (انْفِرُوا ثُبَاتٍ: سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ). يُقَالُ: وَاحِدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ.

اور سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کہ نکل پڑو ہلکے ہو یا بھاری اور اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو' یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانو' اگر کچھ مال آسانی سے مل جانے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہوتا تو یہ لوگ (منافقین) اے پیغمبر! ضرور آپؐ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو (تبوک) کا سفر ہی دور دراز معلوم ہوا اور یہ لوگ اب اللہ کی قسم کھائیں گے" الآیۃ اور اللہ کا ارشاد "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو' کیا تم دنیا کی زندگی پر آخرت کے مقابلہ میں راضی ہو گئے ہو؟ سو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کی زندگی کے سامنے بہت ہی تھوڑا ہے" اللہ کے ارشاد "اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" تک۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے (پہلی آیت کی تفسیر میں) منقول ہے کہ جدا جدا ٹکڑیاں بنا کر جہاد کے لئے نکلو' کہا جاتا ہے کہ ثبات (جمع) کا مفرد ثُبَةٌ ہے۔

٢٨٢٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: ((لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

[راجع: ١٣٤٩]

(٢٨٢٥) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا مجاہد سے' انہوں نے طاؤس سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا مکہ فتح ہونے کے بعد (اب مکہ سے مدینہ کے لئے) ہجرت باقی نہیں ہے' لیکن خلوص نیت کے ساتھ جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

تشریح: یہ آیتیں غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئیں۔ تبوک مکہ سے شہر مدینہ کے شمال کی سرحد پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے تبوک کی مسافت بارہ منزلوں کی ہے۔ شام پر اس وقت عیسائیوں کی حکومت تھی' آنحضرت ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپؐ کو خبر ملی کہ عیسائی فوجیں مقام تبوک میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں لگی ہوئی ہیں' جن کی آپؐ نے خود ہی بڑھ کر مدافعت کرنی چاہی۔ چنانچہ تیس ہزار فوج آپؐ کے ساتھ ہو گئی' لیکن موسم سخت گرمی کا تھا'

کھجوروں کی فصل پکنے اور کٹنے کا زمانہ تھا جس پر اہل مدینہ کی گزران بڑی حد تک موقوف تھی' مقابلہ بھی ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ بھی اپنے وقت کی بڑی سلطنت کی فوج اور سفر بھی دور دراز' اس لئے بعضوں کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین نے تو خوب ہی بہانے لگائے پھر بھی جب عیسائیوں کو حالات کی ناموافقت کے باوجود مسلمانوں کی اس تیاری کا علم ہوا تو خود ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں فوج کشی کی ہمت نہ ہوئی۔ لشکر اسلام ایک مدت تک انتظار کے بعد واپس چلا آیا (سورۂ توبہ میں) آیات شریفہ ﴿ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ﴾ (التوبہ: ۹۴) میں اس جنگ سے متعلقین منافقین کا ذکر ہے دنیا کار گاہ عمل ہے' وقت آنے پر جی چرانے والوں کو اسلامی اصطلاح میں لفظ منافق سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ اسلام سراسر عملی زندگی کا نام ہے' سچ ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۲۸- بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ، ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ

باب کافر اگر کفر کی حالت میں مسلمان کو مارے پھر مسلمان ہو جائے' اسلام پر مضبوط رہے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے تو اس کی فضیلت کا بیان

۲۸۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ يَدْخُلاَنِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ)).

(۲۸۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابو الزناد سے' انہوں نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ شہید ہو گیا' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ اس طرح دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں داخل ہو گئے۔

تشریح یعنی قاعدہ تو یہ ہے کہ قاتل اور مقتول ایک ساتھ جنت یا جہنم میں جمع نہ ہوں' اگر مقتول اور شہید (اللہ کے راستے کا) جنتی ہے تو یقیناً ایسے انسان کا قاتل جہنم میں جائے گا لیکن اللہ پاک خود اپنی قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتا ہے تو اسے ہنسی آ جاتی ہے کہ ایک شخص نے کافروں کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک مسلمان مجاہد کو شہید کر دیا پھر خدا کی قدرت کہ اسے بھی یہ ایمان کی حالت نصیب ہوئی اور اس کے بعد وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا اور اس طرح قاتل اور مقتول دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ اللہ پاک جب اپنی قدرت کا یہ عجوبہ دیکھتا ہے تو ہنسی آ جاتی ہے جیسے اللہ کی اور صفات حق ہیں اس طرح اس کا ہنسنا بھی حق ہے۔ جس کی کیفیت میں کرید کرنا بدعت ہے' سلف کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام لانے سے اور جہاد کرنے سے کفر کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں' امام احمد اور ہمام کی روایت سے یہ صراحت نکلتی ہے کہ ان دو شخصوں میں ایک مومن تھا ایک کافر۔ پس اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً یعنی جان بوجھ کر بغیر شرعی وجہ کے بغیر قتل کر کے قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو تو اس کا گناہ معاف نہ ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا یہی قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کی توبہ صحیح ہے اور آیت ﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا ﴾ (النساء: ۹۳) بر طریق تغلیظ ہے کہ لوگ اس سے باز

رہیں' خلود سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے (خلاصہ وحیدی)

آج عیدالاضحیٰ ۱۴۱۹ھ کو جبکہ جماعت کی دعوت پر بمبئی عیدالاضحیٰ پڑھانے آیا ہوا تھا' یہ تشریحی بیان حوالہ' قلم کیا گیا۔ اللہ پاک آج کے مبارک دن میں یہ دعا قبول کرے کہ اس مبارک کتاب کی تکمیل کا شرف حاصل ہو۔ آمین یارب العالمین۔

قال ابن الجوزی اکثر السلف یمتنعون من تاویل مثل هذا ویرونه کما جاء وینبغی ان یراعی مثل فی مثل هذا الامرار اعتقاد انه یشبه صفات الله صفات الخلق ومعنی الامرار عدم العلم بالمراد منه مع اعتقاد التنزیه (فتح الباری) یعنی ابن جوزی نے فرمایا کہ اکثر سلف صالحین اس قسم کی صفات الٰہی کی تاویل منع جانتے ہیں بلکہ جس طرح یہ وارد ہوتی ہیں اسی طرح تسلیم کرتے ہیں' اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ تسلیم کرنے کا مطلب یہ کہ ہم کو ان کے معانی معلوم ہیں' کیفیت معلوم نہیں۔

٢٨٢٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَسهِمْ لِيْ، فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: لاَ تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنُ قَوْقَلٍ، فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: وَاعَجَباً لِوَبْرٍ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ. قَالَ: فَلاَ أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ)). قَالَ سُفْيَانُ : وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ.

[أطرافه في: ٤٢٣٧، ٤٢٣٨، ٤٢٣٩].

(۲۸۲۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عنبسہ بن سعید نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خیبر میں ٹھہرے ہوئے تھے اور خیبر فتح ہو چکا تھا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا بھی (مال غنیمت میں) حصہ لگائیے۔ سعید بن العاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا یارسول اللہ! ان کا حصہ نہ لگائیے۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شخص تو ابن قوقل (نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ) کا قاتل ہے۔ ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی عجیب بات ہے کہ یہ جانور (یعنی ابوہریرہ ابھی تو پہاڑ کی چوٹی سے بکریاں چراتے چراتے یہاں آگیا ہے اور ایک مسلمان کے قتل کا مجھ پر الزام لگاتا ہے۔ اس کو یہ خبر نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے (شہادت) عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں سے ذلیل ہونے سے بچالیا (اگر اس وقت میں مارا جاتا) تو دوزخی ہوتا' عنبسہ نے بیان کیا کہ اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ نے ان کا بھی حصہ لگایا یا نہیں۔ سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ سعیدی سے مراد عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔

روایت میں ابن قوقل سے مراد نعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن احرم بن فہر بن غنم صحابی ہیں' قوقل ان کے دادا ثعلبہ کا لقب تھا' وہ احد کے دن ابان کے ہاتھ شہید ہوئے تھے۔ کہتے ہیں انہوں نے اس دن یہ دعا کی تھی کہ یااللہ! سورج ڈوبنے سے پہلے میں جنت کی سیر کروں' اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی شہید ہو گئے۔ وبر عرب میں بلی سے چھوٹا ایک جانور

جس کی دم اور کان چھوٹے ہوتے ہیں۔ قدوم اور ضان جو لفظ آیا ہے بعضوں نے کہا یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو قبیلہ دوس کے قریب تھا حضرت ابو ہریرہ ادھر ہی کے باشندے تھے گویا ابان بن سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ طعن کیا' ان کے پستہ قد ہونے کو وبر سے تشبیہ دی اور بکریوں کا گڈریا قرار دیتے ہوئے اپنے جرم کا اقرار بھی کیا مگر یہ کہ اس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں اللہ نے دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں والمراد منه ههنا قول ابان اكرمه الله على يدى ولم يهنى على يديه واراد بذالك ان النعمان استشهد بيد ابان فاكرمه الله بالشهادة ولم يقتل ابان على كفره فيدخل النار وهو المراد بالاهانة بل عاش ابان حتى تاب واسلم وكان اسلامه قبل خيبر بعد الحديبية وقال ذالك الكلام بحضرة النبى صلى الله عليه وسلم واقره عليه وموافق لما تضمنة للترجمة (فتح البارى) قول ابان سے یہاں مراد یہ کہ اللہ نے میرے ہاتھ پر ان کو عزت شہادت دی اور ان کے ہاتھوں سے قتل کرا کر مجھ کو ذلیل نہیں کیا' جس سے مراد لیا کہ نعمان رضی اللہ عنہ ابان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس اللہ نے ان کا اکرام فرمایا اور ابان کفر پر نہیں مرا ورنہ دوزخ میں جاتا۔ اللہ نے ان کو حدیبیہ کے بعد اسلام نصیب فرمایا۔ ابان نے یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیں آپ خاموش رہے' اس سے ترجمہ باب ثابت ہوا۔ آپؐ نے حضرت ابو ہریرہ کا حصہ نہیں لگایا۔ اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں واحتج به من قال ان من حضر بعد فراغ الوقعة ولو كان خرج مددا لهم ان لا يشارك من حضرها وهو قول الجمهور (فتح الباری) یعنی اس سے دلیل لی اس نے جس نے کہا کہ جو شخص جنگ ہونے کے بعد حاضر ہو اگرچہ وہ مدد کرنے کے ہی لئے آیا ہو' اس کو حاضر ہونے والوں کے ساتھ حصوں میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ جمہور کا یہی قول ہے۔

٢٩- بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

باب جہاد کو (نفلی روزوں پر) مقدم رکھنا

٢٨٢٨- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لاَ يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلاَّ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى)).

(٢٨٢٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ثابت بنانی نے' کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ زید بن سہیل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جہادوں میں شرکت کے خیال سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے لیکن آپؐ کی وفات کے بعد پھر میں نے انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا روزے کے بغیر نہیں دیکھا۔

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس میں فرض نماز بھی کم ہو جاتی ہے پھر نفلی نماز اور روزوں کا ذکر ہی کیا ہے کیونکہ جہاد ان سب پر مقدم ہے مگر عام طور پر مسلمان اس فریضہ سے غافل ہو گئے اور نفلی بلکہ خود ساختہ نمازوں' وظیفوں نے ان کو میدان جہاد سے قطعاً غافل کر دیا الاماشاء اللہ۔ پیچھے بتلایا جا چکا ہے کہ اسلام میں جہاد یعنی قتال محض مدافعانہ طور پر ہے جارحانہ ہرگز اسلام نے جنگ کو جائز نہیں رکھا۔

٣٠- بَابُ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

باب اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا شہادت کی اور بھی سات قسمیں ہیں

۲۸۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ)).

[راجع: ۶۵۳]

(۲۸۲۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون میں ہلاک ہونے والا' پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا' ڈوب کر مرنے والا' دب کر مرجانے والا اور اللہ کے راستے میں شہادت پانے والا۔

تشریح بعض احادیث میں شہادت کی سات قسموں کا صاف ذکر آیا ہے' حضرت امامؒ نے عنوان انہیں احادیث کے پیش نظر لگایا ہے لیکن چونکہ یہ احادیث ان کی شرائط پر نہیں تھیں' اس لئے انہیں باب کے تحت نہیں لائے۔ مقصد یہ ہے کہ شہادت صرف جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جانے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پانے کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ (دوسری روایتوں میں ہے کہ جو جل کر یا نمونیہ میں مرجائے یا عورت زچگی میں یا آدمی اپنے مال و جان کی حفاظت میں یا سفر میں یا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے یا درندے کے پھاڑنے سے مرجائے' وہ شہید ہے' امام نوویؒ فرماتے ہیں المراد بشهادة هؤلاء كلهم غير المقتول في سبيل الله انهم يكون لهم ثواب الشهداء واما في الدنيا فيغسلون ويصلى عليهم وقد سبق في كتاب الايمان بيان هذا وان الشهداء ثلاثة اقسام شهيد في الدنيا و الاخرة وهو المقتول في حرب الكفار وشهيد في الاخرة دون احكام الدنيا وهم هؤلاء المذكورون هنا وشهيد في الدنيا دون الاخرة وهو من غل في الغنيمة او قتل مدبرا (نووی' ج: ۲/ ص: ۱۴۳) یعنی مقتول کے علاوہ ان جملہ شہادتوں سے مراد یہ کہ آخرت میں ان کو شہداء کا ثواب ملے گا مگر دنیا میں وہ شہداء کی طرح نہیں بلکہ عام مسلمانوں کی طرح غسل دیئے جائیں گے اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ شہداء تین قسم کے ہوتے ہیں' ایک تو وہ ہیں جو دنیا و آخرت میں شہید ہی ہیں' جو جہاد میں کفار کے ہاتھوں سے مارے جائیں۔ دوسری قسم کے شہید وہ جو آخرت میں شہید ہوئے مگر آخرت میں شہید نہیں' وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مال غنیمت وغیرہ میں خیانت کی۔ تیسری قسم کے شہید وہ جو دنیا میں شہید ہیں مگر دنیا میں ان پر احکام شہداء جاری نہ ہوں گے' ایسے ہی شہداء یہاں مذکور ہیں۔ لفظ شہید کی حقیقت بتلانے کے لئے حضرت امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں واما سبب تسميته شهيداً فقال النضر بن شميل لانه حي فان ارواحهم شهدت و حضرت دارالسلام وارواح غيرهم انما تشهدها يوم القيامة وقال ابن الانباري لان الله تعالى وملائكته عليهم الصلوة والسلام يشهدون له بالجنة وقيل لانه شهد عند خروج روحه ما اعده الله تعالى له من الثواب والكرامة و قيل لان ملائكة الرحمة يشهدونه فياخذونه روحه وقيل لانه شهدله بالايمان وخاتمة الخير بظاهر حاله وقيل لان عليه شاهدا بكونه شهيدا وهو الدم وقيل لانه يشهد على الامم يوم القيامة بابلاغ الرسل الرسالة اليهم وعلى هذا القول يشاركهم غيرهم في هذا الوصف (نووی' ج: ۲/ ص: ۱۴۴) یعنی شہید کی وجہ تسمیہ کے بارے میں پس نضر بن شمیل نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی ان کی روح دارالسلام میں زندہ اور حاضر رہتی ہے جبکہ ان کے غیر کی روحیں قیامت کے دن وہاں حاضر ہوں گی۔ ابن انباری نے کہا اس لئے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے اس کے لئے جنت کی شہادت دیتے ہیں اور کہا گیا کہ اس لئے کہ جب بھی اس کی روح نکلی اس نے ثواب اور کرامت سے متعلق اللہ کے وعدوں کا مشاہدہ کیا اور کہا گیا کہ اس لئے کہ رحمت کے فرشتے اس کی شہادت کے وقت حاضر ہوتے اور اس کی روح کو لے لیتے ہیں اور کہا گیا کہ اس لئے کہ ظاہری شہادت کی بنا پر اس کے ایمان اور خاتمہ بالخیر کی شہادت دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر اس کا خون شاہد ہو گا جو اس کے شہید ہونے کی شہادت دے گا اور کہا گیا کہ اس لئے کہ وہ

قیامت کے دن دوسری امتوں پر شہادت دے گا کہ ان کے رسولوں نے ان کو اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے اور اس قول پر ان کے غیر بھی اس میں ان کے شریک ہوں گے۔

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

[طرفه في : ٥٧٣٢].

(٢٨٣٠) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبردی' کہا ہم کو عاصم نے خبردی حفصہ بنت سیرین سے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا طاعون کی موت ہر مسلمان کے لئے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

اس لئے طاعون زدہ علاقوں سے بھاگنا یا ان میں داخل ہونا منع ہے' اس بیماری میں آدمی کے گلے یا بغل میں گلٹی ہوتی ہے اور شدید بخار کے ساتھ دو دن میں آدمی ختم ہوتا ہے' اسی کو پلیگ بھی کہتے ہیں۔

٣١- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنَى، وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ - إِلَى قَوْلِهِ- غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء : ٩٥].

باب

اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں یہ فرمانا کہ مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہیں ہیں اور جہاد سے بیٹھ رہیں وہ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے' اللہ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کریں' بیٹھے رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کا اچھا وعدہ سب کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر بہت بڑی فضیلت دی ہے۔" اللہ کے فرمان غفورا رحیما تک۔

پہلے یہ آیت یوں اتری تھی ﴿ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون ﴾ آخر تک۔ اس میں ﴿ غیر اولی الضرر ﴾ کے الفاظ نہ تھے پھر اللہ نے یہ لفظ نازل فرما کر لولے' لنگڑے' اندھے' اپاہج لوگوں کو نکال دیا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

امام نووی اس کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ فیه دلیل لسقوط الجهاد عن المعذورین ولکن لا یکون ثوابهم ثواب المجاهدین بل لهم ثواب نیاتهم ان کان لهم نیة صالحة کما قال النبی صلی الله علیه وسلم ولکن جهاد و نیة وفیه ان الجهاد فرض کفایة لیس بفرض عین وفیه رد علی من یقول انه کان فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فرض عین وبعده فرض کفایة والصحیح انه لم یزل فرض کفایة من حین شرع وهذه الایة ظاهرة فی ذالک لقوله تعالی وکلا وعدالله الحسنی وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما یعنی یہ دلیل ہے کہ معذور لوگوں سے جہاد معاف ہے مگر ان کو مجاہدین کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان کی نیک نیتی کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ نیت صالحہ رکھتے ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاد اور نیت جہاد قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ صرف فرض کفایہ ہے اور اس میں اس شخص کا بھی رد ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جہاد فرض عین تھا بعد میں فرض کفایہ ہو گیا' صحیح یہ ہے کہ جہاد ہمیشہ سے فرض کفایہ ہی چلا آ رہا ہے۔ آیت باب کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے کہ اللہ نے سب سے نیک وعدہ فرمایا ہے اور قاعدین پر مجاہدین کو بڑی فضیلت ہے۔ قاعدین یعنی جہاد سے بیٹھ رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

٢٨٣١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا. وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

(۲۸۳۱) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا ابو اسحاق سے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ کہتے تھے کہ جب آیت ﴿لا یستوی القاعدون من المومنین﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو کاتب وحی تھے) کو بلایا' آپ ایک چوڑی ہڈی ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جب اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت یوں نازل ہوئی ﴿لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر﴾

[أطرافه في: ٤٥٩٣، ٤٥٩٤، ٤٩٩٠].

اس زمانہ میں چونکہ کاغذ زیادہ نہیں تھا' اس لئے ہڈی یا اور بہت سی دوسری چیزوں پر بھی خاص طریقے استعمال کرنے کے بعد اس طرح لکھا جاتا کہ صاف پڑھا جا سکتا تھا اور کتابت بھی ایک طویل زمانہ تک باقی رہتی تھی۔ یہاں ایسی ہی ایک ہڈی پر آیت لکھنے کا ذکر ہوا ہے۔ اس آیت نے نابینا وغیرہ معذورین کو فرضیت جہاد سے مستثنیٰ کر دیا۔ جس دور میں جیسا کہ آج کل ہے شرائط جہاد پورے طور پر موجود نہ ہوں اس دور کے اہل اسلام بھی معذورین ہی میں شمار ہوں گے مگر ایسے دور کو ضعف اسلام کا دور کہا جائے گا جیسا کہ بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بداء سے ظاہر ہے۔

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ - وَكَانَ رَجُلاً أَعْمَى - فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

(۲۸۳۲) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ابن شہاب سے' انہوں نے سہل بن سعد زہری رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن حکم (خلیفہ اور اس وقت کے امیر مدینہ) کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے قریب گیا اور پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر انہوں نے ہمیں خبر دی کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے آیت لکھوائی ﴿لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون فی سبیل الله﴾ انہوں نے بیان کیا پھر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے' آپ اس وقت مجھ سے آیت مذکورہ لکھوا رہے تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا۔ وہ نابینا تھے' اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی نازل کی۔ اس وقت آپ کی ران میری ران پر تھی میں نے آپ

عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي. فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي. ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.
[طرفه في: ٤٥٩٢].

ﷺ پر وحی کی شدت کی وجہ سے آپ ؐ کی ران کا اتنا بوجھ محسوس کیا کہ مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں میری ران پھٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپ ؐ سے ختم ہو گئی اور اللہ عزوجل نے فقط ﴿ غیر اولی الضرر ﴾ نازل فرمائے۔

رسول کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کی حالت دگرگوں ہو جاتی' سخت سردی میں پسینہ پسینہ ہو جاتے اور جسم مبارک بوجھل ہو جاتا۔ اسی کیفیت کو راوی نے یہاں بیان کیا ہے۔ آیت میں ان الفاظ سے نابینا بیمار اپاہج لوگ فرضیت جہاد سے مستثنیٰ کر دیئے گئے۔ سچ ہے ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرۃ: ۲۸۶) احکام الٰہی صرف انسانی وسعت و طاقت کی حد تک بجالانے ضروری ہیں۔

٣٢- بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب کافروں سے لڑتے وقت صبر کرنا

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا)). [راجع: ٢٨١٨]

(۲۸۳۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق موسیٰ ابن عقبہ نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی النضر نے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے (عمر بن عبیداللہ کو) لکھا تو میں نے وہ تحریر پڑھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہاری کفار سے مڈبھیڑ ہو تو صبر سے کام لو۔

یعنی مستقل مزاجی کے ساتھ جمے رہو اور حالات جیسے بھی ہوں بد دل ہرگز نہ ہو' بزدلی یا فرار مومن کی شان نہیں۔ اگر موت مقدر نہیں ہے تو یقیناً سلامتی کے ساتھ واپسی ہو گی اور موت مقدر ہے تو کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔ یہی ایمان اور یقین ہے جو مرد مومن کو غازی یا شہید کے معزز القاب سے ملقب کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۳) ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو' بے شک اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

٣٣- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ:

باب مسلمانوں کو (محارب) کافروں سے لڑنے کی رغبت دلانا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾ الإنفال: ٦٥].

(اور سورۂ انفال میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اے رسول! مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا شوق دلاؤ"

کافروں سے مراد وہ جو اسلامی ریاست پر حملہ کریں۔ جو غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ امن و صلح کے ساتھ رہیں ان کے ساتھ جنگ و جہاد و غداری ہرگز جائز نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿ وان جنحوا للسلم فاجنح لها ﴾ (الانفال: ۶۱) اگر وہ غیر مسلم صلح صفائی کے لئے جھکیں تو تم بھی اس کے لئے جھک جاؤ' امن و امان و صلح کے ساتھ رہو کہ اللہ کو یہی پسند ہے ﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾ (البقرۃ: ۲۰۵) اللہ فساد کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

٢٨٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا أَبُو

(۲۸۳۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے

إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُم عَبِيْدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَة، فَاغْفِرِ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ. فَقَالُوا مُجِيْبِيْنَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

[أطرافه في: ٢٨٣٥، ٢٩٦١، ٣٧٩٥، ٣٧٩٦، ٤٠٩٩، ٤١٠٠، ٦٤١٣، ٧٢٠١].

حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ (غزوۂ خندق کے شروع ہونے سے کچھ پہلے جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی) میدان خندق کی طرف تشریف لے گئے' آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین سردی کی سختی کے باوجود صبح ہی صبح خندق کھودنے میں مصروف ہیں' ان کے پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ آپؐ نے ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھا تو آپؐ نے دعا فرمائی "اے اللہ! زندگی تو پس آخرت ہی کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمائیو۔"

یعنی

درحقیقت جو مزہ ہے آخرت کا ہے مزہ
بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا

صحابہ نے اس کے جواب میں کہا "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر اس وقت تک جہاد کرنے کا عہد کیا ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے"

یعنی۔

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی
جب تلک ہے زندگی لڑتے رہیں گے ہم سدا

٣٤- بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ

باب خندق کھودنے کا بیان

پہلے زمانوں میں دشمنوں سے محفوظ رہنے کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی تھی کہ قلعے یا شہر کے چاروں طرف گہری خندق کھود کر اس کو پانی سے لبریز کر دیا جاتا' اسی طرح وہ قلعہ یا شہر دشمن سے محفوظ ہو جایا کرتا تھا۔ مسلمانوں کو بھی ایک دفعہ مدینہ کی حفاظت کے لئے ایسا ہی کرنا پڑا دور حاضرہ میں جنگ کے پرانے حالات سب دوسری صورتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں' اب جنگ زمین سے زیادہ فضا میں لڑی جاتی ہے۔

٢٨٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ

(٢٨٣٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہوا تو) مدینہ کے ارد گرد مہاجرین و انصار خندق کھودنے میں

الْـمَدِيْنَةِ وَيَنقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلَى مُتُوْنِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الإِسْلاَمِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيْبُهُمْ وَيَقُوْلُ:

اللَّهُمَّ لاَخَيْرَ إِلاَّ خَيْرَ الآخِرَهْ
فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالْـمُهَاجِرَهْ

[راجع: ۲۸۳٤]

مشغول ہو گئے' مٹی اپنی پشت پر لاد لاد کر اٹھاتے اور (یہ رجز) پڑھتے جاتے "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لئے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔" نبی کریم ﷺ ان کے پاس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے "اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں' پس آپ تو انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرمائیو۔

حدیث میں مدینہ شریف کے ارد گرد خندق کھودنے کا ذکر ہے۔ یہی ترجمۃ الباب ہے۔

۲۸۳٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ وَيَقُوْلُ: ((لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا)).

[أطرافه في: ۲۸۳۷، ۳۰۳٤، ٤١٠٤، ٤١٠٦، ٦٦٢٠، ۷۲۳٦].

(۲۸۳٦) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ (خندق کھودتے ہوئے مٹی) اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ "(اے اللہ!) اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی" یعنی
تو ہدایت گر نہ ہوتا تو نہ ملتی ہم کو راہ۔

یہ جنگ شوال ۵ھ میں ہوئی تھی' جس میں جملہ اقوام عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یلغار کی تھی مگر اللہ نے ان کو ذلیل کر کے لوٹا دیا۔ سورۂ احزاب میں اس جنگ کے کچھ لرزہ خیز کوائف مذکور ہوئے ہیں۔

۲۸۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ - وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ - وَهُوَ يَقُوْلُ:

(۲۸۳۷) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ احزاب (خندق) کے موقع پر دیکھا کہ آپؐ مٹی (خندق کھودنے کی وجہ سے جو نکلتی تھی) خود ڈھو رہے تھے' مٹی سے آپ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ شعر کہہ رہے تھے ؎

تو ہدایت گر نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات — کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات — پاؤں جموا دے ہمارے' دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آتے ہیں — جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

[راجع: ۲۸۳٦]

حدیث میں ذکر کردہ آخری الفاظ ان الاولی قد بغوا علینا کا مطلب یہ کہ یا اللہ! دشمنوں نے خواہ مخواہ ہمارے خلاف قدم اٹھایا اور ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے' اس لئے مجبوراً ہم کو ان کے جواب میں میدان میں آنا پڑا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جنگ مدافعانہ

ہوتی ہے جس کا مقصد عظیم فتنہ فساد کو فرو کر کے امن و امان کی فضا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جو لوگ اسلام پر قتل و غارت گری کا الزام لگاتے ہیں وہ حق سے سراسر ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہیں۔

٣٥- بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

باب جو شخص کسی معقول عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکا

٢٨٣٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: ((رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ)).

[طرفاه في : ٢٨٣٩، ٤٤٢٣].

(٢٨٣٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے۔

٢٨٣٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلاَ وَادِيًا إِلاَّ وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)). وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ : الأَوَّلُ أَصَحُّ. [راجع: ٢٨٣٨]

(٢٨٣٩) امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کی دوسری سند بیان کرتے ہیں کہ) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' یہ زید کے بیٹے ہیں' ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ (تبوک) پر تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لئے) چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آ سکے۔ اور موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے حمید نے' ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

پہلی سند وہ جس میں حمید اور انس کے درمیان موسیٰ بن انس کا واسطہ نہیں ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ واقعی ایسے مخلص تھے جن کے عذرات صحیح تھے' وہ دل سے شرکت چاہتے تھے مگر مجبوراً پیچھے رہ گئے' ان ہی کے بارے میں آپؐ نے یہ بشارت پیش فرمائی۔ ترجمہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

٣٦- بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

جہاد میں روزے رکھنے کی فضیلت

٢٨٤٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاش

(٢٨٤٠) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے یحییٰ بن سعید اور سہیل بن ابی صالح نے خبر دی' ان دونوں حضرات نے نعمان بن ابی عیاش سے سنا' انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے' آپ

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)).

نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کردے گا۔

تشریح مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں لفظ فی سبیل اللہ زیادہ تر جہاد ہی کے لئے بولا گیا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی جہاد کرتے ہوئے روزہ رکھنا مراد ہے جس سے نفل روزہ مراد ہے اور اسی کی یہ فضیلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد مجاہد کا روزہ اور مرد مجاہد کی نماز بہت اونچا مقام رکھتی ہے۔

٣٧- بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کی راہ (جہاد) میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٨٤١- حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ - كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ -: أَيْ فُلُ، هَلُمَّ)). قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَاكَ الَّذِي لاَ تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

[راجع: ١٨٩٧]

(٢٨٤١) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا یحییٰ سے' وہ ابو سلمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغہ بلائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے آ۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہوگے۔

اس حدیث میں بھی لفظ فی سبیل اللہ سے جہاد ہی مراد ہے جوڑا خرچ کرنے سے مراد ہے کہ جو چیز بھی دی وہ کم از کم دو دو کی تعداد میں دی اس پر یہ فضیلت ہے۔

٢٨٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلاَلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الأَرْضِ)). ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنَّى

(٢٨٤٢) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ہلال نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میرے بعد تم پر دنیا کی جو برکتیں کھول دی جائیں گی' میں تمہارے بارے میں ان سے ڈر رہا ہوں کہ (کہیں تم ان میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اس کے بعد آپ نے دنیا کی رنگینیوں کا ذکر فرمایا۔ پہلے دنیا کی برکات کا ذکر کیا پھر اس کی رنگینیوں کو بیان فرمایا' اتنے میں ایک صحابی

بِالْأُخْرَى. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، قُلْنَا يُوحَى إِلَيْهِ، وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ. ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا؟ أَوَ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا. إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ. وَإِنَّهُ كُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ. وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ٩٢١]

کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بھلائی برائی پیدا کر دے گی۔ آپ اس پر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب لوگ خاموش ہو گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور دریافت فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ کیا یہ بھی (مال اور دنیا کی برکات) خیر ہے؟ تین مرتبہ آپ نے یہی جملہ دہرایا پھر فرمایا دیکھو بہار کے موسم میں جب ہری گھاس پیدا ہوتی ہے' وہ جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے مگر وہ جانور بچ جاتا ہے جو ہری ہری دوب چرتا ہے' کوکھیں بھرتے ہی سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ لید' گوبر' پیشاب کرتا ہے پھر اس کے ہضم ہو جانے کے بعد اور چرتا ہے' اسی طرح یہ مال بھی ہرا بھرا اور شیریں ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جسے اس نے حلال طریقوں سے جمع کیا ہو اور پھر اسے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے وقف کر دیا ہو لیکن جو شخص ناجائز طریقوں سے جمع کرتا ہے تو وہ ایک ایسا کھانے والا ہے جو کبھی آسودہ نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا۔

٣٨- بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

باب جو شخص غازی کا سامان تیار کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر گیری کرے' اس کی فضیلت

٢٨٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي بسر بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)).

(٢٨٤٣) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ہم سے حسین نے بیان کیا' کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے بسر بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو ساز و سامان دیا تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا۔

٢٨٤٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ

(٢٨٤٤) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ، فَقِيْلَ لَهُ، فَقِيْلَ: ((إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِيَ)).

سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم کے پاس جاتے۔ آنحضرتؐ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے' اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

وہ ستر قاری مبلغین صحابہ قبائل رعل و ذکوان وغیرہ نے جن کو دھوکا سے شہید کر دیا تھا' ان میں اولین شہید یہی حضرت حرام بن ملحانؓ تھے۔ علماء نے ام سلیم کو آپ کی رضاعی خالہ بھی بتلایا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں علی انها کانت محرما له صلی الله علیه وسلم واختلفوا فی کیفیة ذلک فقال ابن عبدالبر وغیره کانت احدی خالاته صلعم من الرضاعة وقال اخرون بل کانت خالة لابیه او لجده لان عبدالمطلب کانت امه من بنی النجار (نووی) یعنی ام سلیم آپ کیلئے محرم تھی بعض لوگوں نے ان کو آپ کی خالہ بتلایا ہے اور رضاعی بھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا کی خالہ تھیں' اسلئے کہ عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنو نجار سے تھیں۔

٣٩- بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب جنگ کے موقع پر خوشبو ملنا

٢٨٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَونٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ: وَذَكَرَ يَومَ الْيَمَامَةِ قَالَ: ((أَتَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ثَابِتَ بْنَ قَيسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ: يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لاَ تَجِيْءَ؟ قَالَ: الآنَ يَا ابْنَ أَخِي، وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ - يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ - ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ فَقَالَ: هَكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتَّى نُضَارِبَ الْقَومَ، مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ)) رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

(٢٨٤٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن انس نے بیان کیا جنگ یمامہ کا وہ ذکر کر رہے تھے' بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے' انہوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی اور خوشبو لگا رہے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا چچا اب تک آپ جنگ میں کیوں تشریف نہیں لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹے ابھی آتا ہوں اور وہ پھر خوشبو لگانے لگے پھر (کفن پہن کر) تشریف لائے اور بیٹھ گئے (مراد صف میں شرکت سے ہے) انس رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف سے کچھ کمزوری کے آثار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔ (یعنی پہلی صف کے لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے کمزوری کا ہرگز مظاہرہ نہیں ہونے دیتے تھے) تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے (تم جنگ کے موقع پر پیچھے ہٹ گئے) وہ حملہ کرنے لگے۔ اس حدیث کو حماد نے ثابت سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جنگ یمامہ بزمانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے لڑی گئی تھی۔ تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

٤٠- بَابُ فَضْلِ الطَّلِيْعَةِ

باب دشمنوں کی خبر لانے والے دستہ کی فضیلت

لفظ طلیعہ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں ای من یبعث الی العدو لیطلع علی احوالھم وھو اسم جنس لیشمل الواحد فما فوقہ (فتح الباری) یعنی جو شخص دشمنوں کے حالات کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے اور یہ اسم جنس ہے جو واحد اور جمع سب پر مشتمل ہے۔

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَأْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَومَ الأَحْزَابِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)).

[أطرافه في: ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ٣٧١٩، ٤١١٣، ٧٢٦١]

(۲۸۴۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ (دشمن سے مراد یہاں بنو قریظہ تھے) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ آپؐ نے دوبارہ پھر پوچھا دشمن کے لشکر کی خبریں کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری (زبیر) ہیں۔

٤١- بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيْعَةُ وَحْدَهُ

باب کیا جاسوسی کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا جا سکتا ہے؟

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ - قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَومَ الْخَنْدَقِ - فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ)). [راجع: ٢٨٤٦]

(۲۸۴۷) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' کہا ہم سے ابن منکدر نے بیان کیا' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو (بنی قریظہ کی خبر لانے کے لئے) دعوت دی۔ صدقہ (امام بخاریؒ کے استاذ) نے کہا کہ میرا خیال ہے یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر لبیک کہا پھر آپؐ نے بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا پھر تیسری بار آپؐ نے بلایا اور اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں (رضی اللہ عنہ)

٤٢- بَابُ سَفَرِ الإِثْنَيْنِ

باب دو آدمیوں کا مل کر سفر کرنا

٢٨٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

(۲۸۴۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو شہاب

أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَنَا - أَنَا وَصَاحِبٌ لِي -: ((أَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا)). [راجع: ٦٢٨]

نے بیان کیا' ان سے خالد حذاء نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے وطن کے لئے واپس لوٹے تو آپؐ نے ہم سے فرمایا ایک میں تھا اور دوسرے میرے ساتھی' (ہر نماز کے وقت) اذان پکارنا اور اقامت کہنا اور تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یہاں حضرت امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے اور دو شخص سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین شخص جماعت۔ اس حدیث کی رو سے بعضوں نے دو شخصوں کا سفر مکروہ رکھا ہے' امام بخاریؒ نے اسی حدیث سے اس کا جواز نکالا معلوم ہوا کہ ضرورت سے دو آدمی بھی سفر کر سکتے ہیں۔

٤٣- بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے

تشریح: سواری کے جانوروں میں گھوڑے کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے' یہ جانور اپنی وفا شعاری و فرمانبرداری کے لحاظ سے انسانوں کے لئے ہمیشہ سے ایک محبوب جانور رہا ہے۔ جنگ میں گھوڑے سے سواری کی خدمت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آج بھی جبکہ آج کے مشینی دور میں بہتر سے بہتر سواریاں ایجاد میں آ چکی ہیں' قدم قدم پر موٹر و ہوائی جہاز موجود ہیں مگر گھوڑے کی اہمیت آج بھی مسلم ہے۔ لشکروں کی زینت جو گھوڑے کے ساتھ وابستہ ہے دوسری سواریوں کے ساتھ نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت ایسی نہیں جس میں گھوڑ سوار فوج کا دستہ نہ ہو۔ اسلام نے نہ صرف جنگ و جہاد بلکہ رفاہ عام کے لئے بھی گھوڑا پالنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ بہت سے ایسے مقامات جہاں مشینی سواریوں کی پہنچ نہیں ہوتی گھوڑا وہاں تک رسائی پالینے میں مشہور ہے۔ ان جملہ احادیث میں گھوڑے کی فضیلت ان ہی خوبیوں کی بنا پر وارد ہوئی ہے۔ خاص طور پر جبکہ پہلے زمانوں میں یہی جانور جنگ میں بہادروں کا مونس جان ہوتا تھا۔ اسلامی نقطہ نظر سے مجاہدین کے گھوڑے بڑی فضیلت رکھتے ہیں اور ان ہی پر ان جملہ سواریوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے جو آج مشینی سواریاں بحری و بری و فضائی مقابلوں میں استعمال میں آتی ہیں۔ آج کے مشینی دور میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ جو قومیں اپنے آلات جنگ میں زیادہ تعداد ایسے ہی آلات کی مہیا کرتی ہیں' وہی قومیں آج فتح یاب ہوتی ہیں اور جن کے پاس یہ آلات نہیں ہوتے وہ بے حد کمزور تصور کی جاتی ہیں۔ آج کی دنیا میں امریکہ اور روس کا نام اس لئے روشن ہے کہ وہ اس قسم کے آلات مہیا کرنے میں دنیا کی سب قوموں سے آگے ہیں۔ الفاظ باب میں خیر سے مراد ہر بھلائی اور مال بھی مراد ہے۔ عموماً اہل عرب خیر کا لفظ مال پر بولتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ میں لفظ ﴿ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ ﴾ (البقرۃ: ۱۸۰) میں خیر سے مال ہی مراد ہے۔

٢٨٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [طرفه في: ٣٦٤٤].

(۲۸۴۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت وابستہ رہے گی۔ (کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا رہے گا)

٢٨٥٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ: ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)). تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ: ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)).

(٢٨٥٠) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حصین اور ابن ابی السفر نے' ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی۔ سلیمان نے شعبہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان سے عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ نے اس روایت کی متابعت (جس میں بجائے ابن الجعد کے ابن ابی الجعد ہے) مسدد نے ہشیم سے کی' ان سے حصین نے' ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ ابن ابی الجعد نے۔

[أطرافه في: ٢٨٥٢، ٣١١٩، ٣٦٤٣].

سعد نے بھی ابی الجعد کہا۔ ابن مدینی نے بھی اسی کو ٹھیک کہا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابو الجعد کا نام سعد تھا۔ سلیمان کی روایت ابو نعیم کے مستخرج میں اور مسدد کی روایت ان کے مسند میں موصول ہے۔

٢٨٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ)).

(٢٨٥١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔

[طرفه في: ٣٦٤٥].

٤٤- بَابُ الْجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

باب مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا ظالم اس کی قیادت میں جہاد ہمیشہ ہوتا رہے گا

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر و برکت قائم رہے گی۔"

اور گھوڑا اسی لئے متبرک ہے کہ وہ آلہ جہاد ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد بھی قیامت تک ہوتا رہے گا۔ حضرت امام بخاریؒ امام ابو داؤد کی یہ حدیث نہ لا سکے کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر ایک بادشاہ اسلام کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا بد گو کبیرہ گناہ کرتا ہو اور انسؓ کی یہ حدیث کہ جہاد جب سے اللہ نے مجھ کو بھیجا قیامت تک قائم رہے گا۔ اخیر میری امت دجال سے لڑے گی' کسی ظالم کے ظلم یا عادل کے عدل سے جہاد باطل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دونوں حدیثیں امام بخاری کی شرط کے موافق نہ تھیں۔ خلاصہ یہ کہ جہاد امام عادل ہو یا فاسق ہر دو کے ساتھ درست ہے۔

٢٨٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ

(٢٨٥٢) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' کہا ہم سے عامر نے' کہا ہم سے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم

ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)). [راجع: ٢٨٥٠]

ﷺ نے فرمایا خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتا رہے گا۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں خیر و برکت کے متعلق حدیث آئی ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر و برکت قائم رہے گی تو اس سے نکلا کہ جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا دور ہر اچھا اور برا دونوں ہو گا اس لئے مسلمانوں کے امراء بھی اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہوں گے اور کبھی ایسے نہیں ہوں گے لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی بند نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اسلامی مفاد کے پیش نظر ظالم حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جاتا رہے گا۔

٤٥- بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾ [الأنفال : ٦٠]

باب جو شخص جہاد کی نیت سے (گھوڑا پالے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ومن رباط الخيل﴾ کی تعمیل میں

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللهِ، إِيْمَانًا بِاللهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(٢٨٥٣) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے امام عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا' کہا مجھ کو طلحہ بن ابی سعید نے خبر دی' کہا کہ میں نے سعید مقبری سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدۂ ثواب کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا' پینا اور اس کا پیشاب و لید سب قیامت کے دن اس کی ترازو میں ہو گا اور سب پر اس کو ثواب ملے گا۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں فی هذا الحديث جواز وقف الخيل للمدافعة عن المسلمين ويستنبط منه جواز وقف غير الخيل من المنقولات ومن غير المنقولات من باب اولى (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دشمنوں کی مدافعت کے لئے گھوڑے کو وقف کرنا جائز ہے' اسی سے گھوڑے کے سوا اور بھی جائداد منقولہ کا وقف کرنا ثابت ہوا' جائداد غیر منقولہ کا وقف تو بہر صورت بہتر ہے۔ دور حاضرہ میں مشینی آلات حرب و ضرب بہت سی قسموں کے وجود میں آ چکے ہیں جن کے بغیر آج میدان میں کامیابی مشکل ہے' اسی لئے اقوام عالم ان آلات کی فراہمی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ جب بھی کبھی کسی بھی جگہ اسلامی قواعد کے تحت جہاد کا موقع ہو گا' ان آلات کی ضرورت ہو گی اور ان کی فراہمی سب پر مقدم ہو گی۔ اس لحاظ سے ایسے مواقع پر ان سب کی فراہمی بھی دور رسالت میں گھوڑوں کی فراہمی جیسے ثواب کا موجب ہو گی ان شاء اللہ تعالیٰ

٤٦- بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

باب گھوڑوں اور گدھوں کا نام رکھنا

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ ((أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَوا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوا، فَتَنَاوَلَهُ، فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا، فَقَدِمُوا، فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) قَالَ: مَعَنَا رِجْلُهُ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا)).

[راجع: ١٨٢١]

(٢٨٥٤) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان بیان کیا' ان سے ابو حازم نے' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے باپ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) نکلے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے دوسرے تمام ساتھی تو محرم تھے لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے ایک گور خر دیکھا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس پر نظر پڑنے سے پہلے ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پر پڑی تھی لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا' اس کے بعد انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دے دے (جسے لئے بغیر وہ سوار ہو گئے تھے) ان لوگوں نے اس سے انکار کیا (محرم ہونے کی وجہ سے) اس لئے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گور خر پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کھایا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ہو لئے آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا باقی ہے؟ ابو قتادہ نے کہا کہ ہاں اس کی ایک ران ہمارے ساتھ باقی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی وہ گوشت کھایا۔

گھوڑے کا نام جرادہ تھا' اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّحِيفُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اللَّخِيفُ.

(٢٨٥٥) ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابی بن عباس بن سہل نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے ان کے دادا (سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا کہ ہمارے باغ میں نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لحیف تھا۔

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

(٢٨٥٦) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے یحییٰ بن آدم سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا)).

[أطرافه في: ٥٩٦٧، ٦٢٦٧، ٦٥٠٠، ٧٣٧٣].

نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے' میں اس پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے۔ (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)

تشریح: یہاں گدھے کا نام عفیر مذکور ہے' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حدیث ہذا سے شرک کی انتہائی مذمت اور توحید کی انتہائی خوبی بھی ثابت ہوئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں مذکور ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے جو شخص بحالت شرک دنیا سے چلا گیا' اس کے لئے جنت قطعاً حرام ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے نار دوزخ میں جلتا رہے گا۔ صد افسوس کہ کتنے نام نہاد مسلمان ہیں جو قرآن مجید پڑھنے کے باوجود اندھے ہو کر شرکیہ کاموں میں گرفتار ہیں بلکہ بت پرستوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ جو قبروں میں دفن شدہ بزرگوں سے حاجات طلب کرتے' دور دراز سے ان کی دعائی دیتے اور ان کے ناموں کی نذر نیاز کرتے ہیں اور ایسے ایسے غلط اعتقادات بزرگوں کے بارے میں رکھتے ہیں جو اعتقاد کھلے ہوئے شرکیہ اعتقاد ہیں اور جو بت پرستوں کو ہی زیب دیتے ہیں مگر نام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو برباد کر دیا ہے ھداھم اللہ الی صراط مستقیم توحید و شرک کی تفصیلات کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

٢٨٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)). [راجع: ٢٦٢٧]

(٢٨٥٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے قتادہ سے سنا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (ایک رات) مدینہ میں کچھ خطرہ سا محسوس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمارا (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا جو آپ کے عزیز تھے) گھوڑا منگوایا' گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ خطرہ تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا البتہ اس گھوڑے کو ہم نے سمندر پایا ہے۔

ایک دفعہ مدینہ میں رات کو ایسا خیال لوگوں کو ہوا کہ اچانک کسی دشمن نے شہر پر حملہ کر دیا ہے' آنحضرتؐ خود بنفس نفیس مندوب

گھوڑے پر سوار ہو کر اندھیری رات میں اس کی تحقیق کے لئے نکلے مگر اس افواہ کو آپ نے غلط پایا' یہی واقعہ یہاں مذکور ہے۔

٤٧- بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب اس بیان میں کہ بعض گھوڑے منحوس ہوتے ہیں

٢٨٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلاَثَةٍ: فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ)). [راجع: ٢٠٩٩]

(٢٨٥٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ نحوست صرف تین ہی چیزوں میں ہوتی ہے' گھوڑے میں' عورت میں اور گھر میں۔

تشریح یعنی اگر نحوست کوئی چیز ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اگر کوئی چیز ہو تو گھر اور گھوڑے اور عورت میں ہو گی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے نکالا کہ دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت غصے ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے جاہلیت والوں کا یہ خیال بیان فرمایا تھا کہ وہ ان چیزوں میں نحوست کے قائل تھے۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ واقعی ان چیزوں میں نحوست کوئی شے ہے یا نہیں' اکثر نے انکار کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ بد شگونی کوئی چیز نہیں ہے نہ چھوت کوئی چیز نہ تیرہ تیزی اور بعضوں نے کہا کہ نحوست سے یہ مراد ہے کہ گھوڑا بد ذات' کاہل' شریر' بسیار خوار ہو یا عورت بد زبان' بد رویہ ہو یا گھر تنگ اور بے ہوا اور گندہ ہو۔ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے آپ سے ایک شخص نے بیان کیا یارسول اللہ ﷺ ہم ایک گھر میں جا کر رہے تو ہمارا شمار کم ہو گیا' مال گھٹ گیا۔ آپ نے فرمایا ایسے برے گھر کو چھوڑ دو (وحیدی)

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں باب ما یذکر من شئوم الفرس ای هل هو علی عمومه او مخصوص ببعض الخیل وهل هو علی ظاهره او مادل وقد اشار بایراد حدیث سهل بعد حدیث ابن عمر الی ان الحصر الذی فی حدیث ابن عمر لیس علی ظاهره وترجمة الباب الذی بعده وهی الخیل الثلثة الی ان شئوم مخصوص ببعض الخیل دون بعض وکل ذلک من لطیف نظره ودقیق فکره قال الکرمانی فان قلت الشئوم قد یکن فی غیرها فما معنی الحصر قال الخطابی الیمن والشئوم علامتان لما یصیب الانسان من الخیر والشر ولا یکون شئی من ذلک الا بقضاء الله الی آخره (فتح) یعنی باب جس میں گھوڑے کی نحوست کا ذکر ہے وہ اپنے عموم پر ہے یا اس سے بعض گھوڑے مراد ہیں اور کیا وہ ظاہر پر ہے یا اس کی تاویل کی گئی ہے اور حضرت امام بخاریؒ نے حدیث ابن عمر کے بعد حدیث سہل لا کر اشارہ فرمایا ہے کہ حدیث ابن عمر کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں ہے اور ترجمۃ الباب جو بعد میں ہے جس میں ہے کہ گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نحوست عام نہیں ہے بلکہ بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور یہ حضرت امام بخاریؒ کی باریک نظری ہے اور آپؒ کی گہری فکر ہے (جو ایک مجتہد مطلق کی شان کے عین لائق ہے) اگر کوئی کہے کہ نحوست اس کے غیر میں حصر کے معنی میں آتی ہے تو اس کے جواب میں خطابی نے کہا ہے کہ برکت اور نحوست دو ایسی علامتیں ہیں جو خیر اور شر سے انسان کو پہنچتی ہیں اور ان میں سے بغیر اللہ کے فیصلہ کے کوئی بھی چیز لاحق نہیں ہو سکتی اور مذکورہ تینوں چیزیں محل اور ظروف ہیں۔ ان میں

سے کوئی چیز بھی طبعاً برکت یا نحوست نہیں رکھتی ہاں اگر ان کو استعمال کرتے وقت ایسی چیز پیش آ جائے تو وہ چیز ان کی طرف منسوب ہو جاتی ہے' مکان میں سکونت کرنی پڑتی ہے' عورت کے ساتھ گزران کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور کبھی ضرورت کے لئے گھوڑا پالنا پڑتا ہے تو ان کے ساتھ بعض مواقع برکت یا نحوست اضافی چیزیں ہیں ورنہ جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت کی نحوست سے یہ مراد ہے کہ وہ بانجھ رہ جائے اور گھوڑے کی نحوست یہ کہ کبھی اس پر چڑھ کر جہاد کا موقع نصیب نہ ہو اور گھر کی یہ کہ کوئی پڑوسی برا مل جائے اور یہ بھی سب کچھ اللہ کے قضا و قدر کے تحت ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بحث کا خاتمہ اس آیت پر فرمایا تھا ﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ﴾ (الحدید: ۲۲) یعنی زمین میں یا تمہارے نفسوں میں تم پر کوئی بھی مصیبت آئے وہ سب آنے سے پہلے ہی اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں درج شدہ ہیں' اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

۲۸۵۹- حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن أبي حازم بن دينار عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((إن كان في شيء ففي المرأة والفرس والمسكن)).

[طرفه في: ٥٠٩٥].

(۲۸۵۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے روایت کیا' انہوں نے ابو حازم بن دینار سے' انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست اگر ہوتی تو وہ گھوڑے' عورت اور مکان میں ہوتی۔

٤٨- بَابُ الْخَيْلُ لِثَلاَثَةٍ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

باب گھوڑے کے رکھنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد

﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوها وَزِيْنَةً﴾ [النحل: ٨]

"اور گھوڑے' خچر اور گدھے (اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے) تاکہ تم ان پر سوار بھی ہوا کرو اور زینت بھی رہے"۔

امام بخاریؒ نے یہ آیت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اگر زیب و زینت کے لئے بھی کوئی گھوڑا رکھے تو جائز ہے بشرطیکہ تکبر اور غرور نہ کرے اور گناہ کا کام ان سے نہ لے۔

۲۸٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلاَثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ. ولرجل سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فأمّا الذي له أجرٌ فرجلٌ ربطها في سبيل الله فاطال في مَرْجٍ أوْ رَوْضَةٍ، فما أصابتْ في طيلها ذلكَ مِنَ الْمرج أو

(۲۸٦٠) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالکؒ نے' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے وہ باعث اجر و ثواب ہیں' بعضوں کے لئے وہ صرف پردہ ہیں اور بعضوں کے لئے وبال جان ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا اجر و ثواب کا باعث ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا (یہ فرمایا کہ) کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر

الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَت طِيَلَها فاسْتَنَّتْ شرَفًا أَوْ شرفين كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بنهْر فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُردْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ. الرَّجُلُ الَّذِي هي عليه وزْرٌ فهُوَ رَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِياء ونواءً لأَهْلِ الإِسْلاَمِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذلك)). وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((مَا أُنزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلاَّ هَذِهِ الآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًا يَرَهُ﴾)). [راجع: ٢٣٧١]

کے باندھتا ہے (تاکہ چاروں طرف سے چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی میں بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک زغن یا دو زغن لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں میں بھی مالک کے لئے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہر سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں' دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر' دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لئے وبال جان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا ان کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا"۔

اس روایت میں اس کا ذکر چھوڑ دیا جس کے لئے ثواب ہے نہ عذاب۔ دوسری روایت میں اس کا بیان ہے وہ وہ شخص ہے جو اپنی تونگری کی وجہ سے اور اس لئے کہ کسی سے سواری مانگنا نہ پڑے باندھے پھر اللہ کا حق فراموش نہ کرے یعنی تھکے ماندے محتاج کو ضرورت کے وقت سوار کرا دے' کوئی مسلمان عاریتاً مانگے تو اس کو دے دے۔ آیت مذکورہ کو بیان فرما کر آپؐ نے لوگوں کو استنباط احکام کا طریقہ بتلایا کہ تم لوگ آیت اور احادیث سے استدلال کر سکتے ہو۔

٤٩- بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں دوسرے کے جانور کو مارنا

٢٨٦١- حدّثنا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عُقَيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ جابرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ- قَالَ أَبُو عَقِيْلٍ: لا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً - فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يتعجّل إلى أهْله فلْيعجّل)). قَالَ جَابِرٌ :

(٢٨٦١) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عقیل و بشر بن عقبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو المتوکل ناجی (علی بن داؤد) نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے' ان میں سے مجھ سے بھی کوئی حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا۔ ابو عقیل راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں (یہ سفر) جہاد کے لئے تھا یا عمرہ کے لئے (واپس

فاقبلنا وأنا علی جمل لي أرمك ليس فيه شية والناس خلفي، فبينا أنا كذلك إذ قام علي فقال لي النبي ﷺ : ((يا جابر استمسك)). فضربه بسوطه ضربة، فوثب البعير مكانه. فقال: ((أتبيع الجمل؟)) قلت: نعم. فلما قدمنا المدينة ودخل النبي ﷺ المسجد في طوائف أصحابه، فدخلت إليه وعقلت الجمل في ناحية البلاط فقلت له: هذا جملك. فخرج فجعل يطيف بالجمل ويقول : ((الجمل جملنا)). فبعث النبي ﷺ أواق من ذهب فقال: ((أعطوها جابرا)). ثم قال: ((استوفيت الثمن؟)) قلت: نعم. قال: ((الثمن والجمل لك)). [راجع: ٤٤٣]

ہوتے ہوئے) جب (مدینہ منورہ) دکھائی دینے لگا تو آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر جلدی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم آگے بڑھے۔ میں اپنے ایک سیاہی مائل سرخ اونٹ بے داغ پر سوار تھا دوسرے لوگ میرے پیچھے رہ گئے' میں اسی طرح چل رہا تھا کہ اونٹ رک گیا (تھک کر) حضور اکرمؐ نے فرمایا جابر! اپنا اونٹ تھام لے' آپؐ نے اپنے کوڑے سے اونٹ کو مارا' اونٹ کود کر چل نکلا پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا ہاں! جب مدینہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو میں بھی آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور "بلاط" کے ایک کونے میں میں نے اونٹ کو باندھ دیا اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یہ آپؐ کا اونٹ ہے۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور اونٹ کو گھمانے لگے اور فرمایا کہ اونٹ تو ہمارا ہی ہے' اس کے بعد آپؐ نے چند اوقیہ سونا مجھے دلوایا اور دریافت فرمایا تم کو قیمت پوری مل گئی۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اب قیمت اور اونٹ (دونوں ہی) تمہارے ہیں۔

امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپؐ نے فرمایا ذرا اس کو بٹھا' میں نے بٹھایا پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ لکڑی تو مجھ کو دے' میں نے دی' آپؐ نے اس لکڑی سے اس کو کئی سونسے دیئے' اس کے بعد فرمایا کہ سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپؐ نے پرائے اونٹ یعنی جابر کے اونٹ کو مارا۔ بلاط وہ پتھر کا فرش مسجد کے سامنے تھا۔ یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا۔ ابن اسحاق نے غزوہ ذات الرقاع بتلایا ہے۔

٥٠- بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ

باب سخت سرکش جانور اور نر گھوڑے کی سواری کرنا

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ: كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَر.

اور راشد بن سعد تابعی نے بیان کیا کہ صحابہ نر گھوڑے کی سواری پسند کیا کرتے تھے کیونکہ وہ دوڑتا بھی تیز ہے اور بہادر بھی بہت ہوتا ہے۔

عینی اور حافظ اور قسطلانی کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس اثر کو کس نے وصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ صحابہ حالت خوف میں مادیان کو بہتر سمجھتے تھے اور صفوف اور قلعوں پر حملہ کرنے میں نر گھوڑے کو۔ عینی نے کہا آنحضرت ﷺ سے ہمیشہ نر گھوڑے پر سواری منقول ہے۔ اسی طرح صحابہ میں صرف سعید سے یہ منقول ہے کہ وہ مادیان پر سوار ہوئے تھے۔

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ، فَرَكِبَهُ وَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَا لَبَحْرًا)).

(۲۸۶۲) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' کہا ہم کو شعبہ نے خبردی' انہیں قتادہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مدینہ میں (ایک رات) کچھ خوف اور گھبراہٹ ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا مانگ لیا۔ اس گھوڑے کا نام "مندوب" تھا۔ آپؐ اس پر سوار ہوئے اور واپس آکر فرمایا کہ خوف کی تو کوئی بات ہم نے نہیں دیکھی البتہ یہ گھوڑا کیا ہے دریا ہے!

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ فرس تو عربی زبان میں نر اور مادہ دونوں کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا ان وجدناہ میں جو ضمیر مذکور ہے اس سے حضرت امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ وہ نر گھوڑا تھا۔ اب باب کا یہ مطلب کہ شریر جانور پر سوار ہونا اس سے نکالا کہ نر اکثر مادیان کی بہ نسبت تیز اور شریر ہوتا ہے' اگرچہ کبھی مادہ نر سے بھی زیادہ شریر اور سخت ہوتی ہے (وحیدی)

٥١- بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

باب (غنیمت کے مال سے) گھوڑے کا حصہ کیا ملے گا

٢٨٦٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا)).

[طرفه في: ٤٢٢٨].

(۲۸۶۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا ابو اسامہ سے' انہوں نے عبیداللہ عمری سے' انہوں نے نافع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔

وَقَالَ مَالِكٌ: يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوهَا﴾ [النحل: ٨] وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عربی اور ترکی گھوڑے سب برابر ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا "اور گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری کے لئے بنایا اور ہر سوار کو ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا۔" (گو اس کے پاس کئی گھوڑے ہوں)

تشریح: تو اللہ تعالیٰ نے عربی گھوڑے کی تخصیص نہیں کی۔ عربی اور ترکی سب گھوڑوں کو برابر حصہ ملے گا یعنی سوار کو تین حصے ملیں گے' پیدل کو ایک حصہ۔ اکثر اماموں اور اہلحدیث کا یہی قول ہے۔

٥٢- بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

باب اگر کوئی لڑائی میں دوسرے کے جانور کو کھینچ کر چلائے

٢٨٦٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: ((قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

(۲۸۶۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سہل بن یوسف نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو اسحاق نے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حنین کی لڑائی میں آپ لوگ رسول

أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لَكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ، فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ. فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَفِرَّ. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)).

[أطرافه في: ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٣٠٤٢، ٤٣١٥، ٤٣١٦، ٤٣١٧].

اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے۔ ہوازن کے لوگ (جن سے اس لڑائی میں مقابلہ تھا) بڑے تیر انداز تھے' جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو شروع میں ہم نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی' پھر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمن نے تیروں کی ہم پر بارش شروع کر دی پھر بھی رسول کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے' ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپؐ یہ شعر فرما رہے تھے کہ "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں"۔

یعنی میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ نے جو مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا وہ برحق ہے' اس لئے میں بھاگ جاؤں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا وحید الزماں مرحوم نے اس کا ترجمہ شعر میں یوں کیا ہے۔

ہوں میں پیغمبر بلاشک و خطر   اور عبدالمطلب کا ہوں پسر

مزید تفصیل جنگ حنین کے حالات میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

٥٣- بَابُ الرِّكَابِ، وَالْغَرْزِ لِلدَّابَّةِ

باب جانور پر رکاب یا غرز لگانا

٢٨٦٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ)). [راجع: ١٦٦]

(٢٨٦٥) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنا پائے مبارک غرز (رکاب) میں ڈالا اور اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی اٹھ گئی تو آپؐ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس لبیک کہا (احرام باندھا)

غرز بھی رکاب ہی کو کہتے ہیں' فرق صرف اتنا ہے کہ رکاب اگر لوہے کا ہو یا لکڑی کا تو اسے رکاب کہتے ہیں لیکن اگر چمڑے کا ہو تو اسے غرز کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا رکاب گھوڑے میں ہوتی ہے اور غرز اونٹ میں۔

٥٤- بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرْيِ

باب گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہونا

٢٨٦٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(٢٨٦٦) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

((اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ)). [راجع: ٢٦٢٧]

کریم ﷺ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر جس پر زین نہیں تھی' سوار ہو کر صحابہ سے آگے نکل گئے تھے۔ آنحضورؐ کی گردن مبارک میں تلوار لٹک رہی تھی۔

سبحان اللہ! یہ حسن و جمال اور یہ شجاعت اور بہادری ننگی پیٹھ گھوڑے پر سواری کرنا بڑے ہی شہسواروں کا کام ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس فن میں آنحضرت ﷺ یکتائے روزگار تھے۔ بارہا ایسے مواقع آئے کہ آپؐ نے بہترین شہسواری کا ثبوت پیش فرمایا۔ صد افسوس کہ آج کل عوام تو درکنار خواص یعنی علماء و مشائخ نے ایسی اہم سنتوں کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ خاص کر علماء کرام میں بہت ہی کم ایسے ملیں گے جو ایسے فنون مسنونہ سے الفت رکھتے ہوں حالانکہ یہ فنون قرآن و سنت کی روشنی میں مسلمانوں کے عوام و خواص میں بہت زیادہ ترویج کے قابل ہیں۔ آج کل نشانہ بازی جو بندوق سے سکھائی جاتی ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور فن حرب سے متعلق جو نئی ایجادات ہیں' ان سب کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

٥٥- بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوفِ

باب سست رفتار گھوڑے پر سوار ہونا

٢٨٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فرسا لأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ - أَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ - فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا))، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لاَ يُجَارَى)). [راجع: ٢٦٢٧]

(٢٨٦٧) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ (رات میں) اہل مدینہ کو دشمن کا خطرہ ہوا تو نبی کریم ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے (مندوب) پر سوار ہوئے' گھوڑا سست رفتار تھا یا (راوی نے یوں کہا کہ) اس کی رفتار میں سستی تھی' پھر جب آپؐ واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا (یہ بڑا ہی تیز رفتار ہے) چنانچہ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔

یہ گھوڑا بے حد سست رفتار تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی سواری کی برکت سے ایسا تیز اور چالاک ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کے برابر نہیں چل سکتا تھا۔ آپ اس سست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے' اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ اقدام فرما کر آئندہ آنے والے خلفائے اسلام کے لئے ایک مثال قائم فرمائی تاکہ وہ سست الوجود بن کر نہ رہ جائیں بلکہ ہر موقع پر بہادری و جرأت و مقابلہ میں عوام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

٥٦- بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

باب گھوڑ دوڑ کا بیان

٢٨٦٨- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَجْرَى النَّبِيُّ ﷺ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ

(٢٨٦٨) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کرائی تھی اور جو گھوڑے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق تک کرائی تھی۔ ابن

إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى)). قَالَ عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ، وَبَيْنَ ثَنِيَّةَ إِلَى مَسْجِد بَنِي زُرَيْقٍ مِيلٌ.[راجع: ٤٢٠]

عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والوں میں میں بھی تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

حفیاء اور ثنیۃ الوداع دونوں مقاموں کے نام ہیں' مدینہ سے باہر تیار کئے گئے یعنی ان کا اضمار کیا گیا۔ اضمار اس کو کہتے ہیں کہ پہلے گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کیا جائے پھر اس کا دانہ چارہ کم کر دیا جائے اور کوٹھڑی میں جھول ڈال کر بند رہنے دیں تاکہ پسینہ خوب کرے اور اس کا گوشت کم ہو جائے اور شرط میں دوڑنے کے لائق ہو جائے۔

گھوڑ دوڑ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں وقد اجمع العلماء علی جواز المسابقة بغیر عوض لکن قصرها مالک و الشافعی علی الخف والحافر والنصل وخصه بعض العلماء بالخیل واجازه عطاء فی کل شئی الخ (فتح الباری) یعنی علمائے اسلام نے دوڑ کرانے کے جواز پر اتفاق کیا ہے جس میں بطور شرط کوئی معاوضہ مقرر نہ کیا گیا ہو لیکن امام شافعی اور امام مالک نے اس دوڑ کو اونٹ اور گھوڑے اور تیراندازی کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض علماء نے اسے صرف گھوڑے کے ساتھ خاص کیا ہے اور عطاء نے اس مسابقت کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے۔ ایک روایت میں ہے لا سبق الا فی خف او حافر او نصل یعنی آگے بڑھنے کی شرط تین چیزوں میں درست ہے' اونٹ اور گھوڑے اور تیر اندازی میں اور ایک روایت میں یوں ہے من ادخل فرسا بین فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فیه (لغات الحدیث) (حرف س' ص: ۳۰) جس شخص نے ایک گھوڑا شرط کے دو گھوڑوں میں شریک کیا اگر اس کو یہ یقین ہے کہ یہ گھوڑا ان دونوں سے آگے بڑھ جائے گا تب تو بہتر نہیں اگر یہ یقین نہیں تو شرط جائز ہے۔ اس تیسرے شخص کو محلل کہتے ہیں یعنی شرط کو حلال کر دینے والا مزید تفصیل کے لئے دیکھو (لغات الحدیث' حرف س' صفحہ ۳۰)

٥٧- بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ

باب گھوڑ دوڑ کے لئے گھوڑوں کو تیار کرنا

بعضوں نے ترجمہ باب کا یہ مطلب رکھا ہے کہ شرط کے لئے اضمار کا ضروری نہ ہونا۔ اس صورت میں باب کی حدیث باب سے مطابق ہو جائے گی۔

٢٨٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الأَمَدُ﴾ الحديد: ١٩ [راجع: ٤٢٠]

(۲۸۶۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا اور دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی تھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ امدا (حدیث میں) حد اور انتہا کے معنی میں ہے (قرآن مجید میں ہے) ﴿فطال علیهم الامد﴾ جو اسی معنی میں ہے۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ باب میں تو اضمار شدہ گھوڑوں کی شرط مذکور ہے اور حدیث میں ان گھوڑوں کا ذکر ہے جن کا اضمار نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کا ایک لفظ لا کر اس کے دوسرے لفظ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں' اس حدیث میں دوسرا لفظ ہے کہ جن گھوڑوں کا اضمار ہوا تھا آپ نے ان کی شرط کرائی' حفیاء سے ثنیۃ تک جیسے اوپر گزرا۔

٥٨- بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ

باب تیار کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی حد کہاں تک ہو

٢٨٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَابَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ، فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ. فَقُلْتُ لِمُوسَى: فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ. وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدُ بَنِي زُرَيْقٍ. قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِيلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيهَا)).
[راجع: ٤٢٠]

(٢٨٧٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی جنہیں تیار کیا گیا تھا۔ یہ دوڑ مقام حفیاء سے شروع کرائی اور ثنیۃ الوداع اس کی آخری حد تھی (ابو اسحاق راوی نے بیان کیا کہ) میں نے ابو موسیٰ سے پوچھا اس کا فاصلہ کتنا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ چھ یا سات میل اور آنحضرتؐ نے ان گھوڑوں کی بھی دوڑ کرائی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا۔ ایسے گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے شروع ہوئی اور حد مسجد بنی زریق تھی۔ میں نے پوچھا اس میں کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک میل۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی دوڑ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔

حضرت امام بخاری کا مقصد باب یہ ہے کہ اضمار شدہ گھوڑوں کی دوڑ کی حد چھ یا سات میل ہے جیسا کہ مقام حفیاء اور ثنیۃ الوداع کا فاصلہ ہے اور غیر اضمار شدہ کی حد تقریباً ایک میل جو ثنیۃ الوداع اور مسجد بنو زریق کی حد تھی۔ ایک متمدن حکومت کے لئے اس مشینی دور میں بھی گھوڑے کی بڑی اہمیت ہے۔ عربی نسل کے گھوڑے جو فوقیت رکھتے ہیں وہ محتاج تشریح نہیں۔ زمانہ رسالت میں گھوڑوں کو سدھانے کے لئے یہ مقابلہ کی دوڑ ہوا کرتی تھی مگر آج کل ریس کی دوڑ جو آج عام طور پر شہروں میں کرائی جاتی ہے اور گھوڑوں پر بڑی بڑی رقوم بطور جوئے بازی کے لگائی جاتی ہیں یہ کھلا ہوا جوا ہے جو شرعاً قطعاً حرام ہے اور کسی پر مخفی نہیں۔ صد افسوس کہ عام مسلمانوں نے آج کل حلال و حرام کی تمیز ختم کر دی ہے اور کتنے ہی مسلمان ان میں حصہ لیتے ہیں اور تباہ ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آج کل ریس کی گھوڑ دوڑ میں شرکت کرنا بالکل حرام ہے' اللہ ہر مسلمان کو اس تباہی سے بچائے آمین۔

٥٩- بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا بیان

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو قصواء (نامی اونٹنی) پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔ مسور بن مخرمہؓ نے کہا نبی

مَا خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ)). کریم ﷺ نے فرمایا قصواء نے سرکشی نہیں کی ہے۔

یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جبکہ ثنیۃ الوداع پر آپ پہنچے تھے اور آپ کی یہ اونٹنی قصواء نامی بیٹھ گئی تھی' آپؐ نے فرمایا تھا کہ اس اونٹنی کی بیٹھنے کی عادت نہیں ہے لیکن آج اسے اس اللہ نے بٹھا دیا ہے جس نے کسی زمانہ میں ہاتھی والوں کو مکہ پر چڑھائی کرنے سے ہاتھی کو بٹھا دیا تھا۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ قسم اللہ کی کہ مکہ والے حرم کی تعظیم سے متعلق جو بھی شرط پیش کریں گے تو میں اسے منظور کر لوں گا۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کو ڈانٹا اور وہ اٹھ کر چلنے لگی۔

یہ حدیث پارہ نمبر ۱۱ کے شروع میں باب الشروط فی الجہاد میں گزر چکی ہے' ہجرت نبوی کے وقت بھی یہی اونٹنی آپؐ کی سواری میں تھی' جوہری نے کہا کہ قصواء وہ اونٹنی جس کے کان کٹے ہوئے ہوں اور عضباء جس کے کان چیر دیئے گئے ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی میں یہ ہر دو عیب نہیں تھے۔ صرف ان لقبوں سے اس کو ملقب کر دیا گیا تھا (کرمانی)

٢٨٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَاءُ)). [طرفه في: ٢٨٧٢].

(۲۸۷۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق ابراہیم نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اونٹنی کا نام عضباء تھا۔

مؤرخین اسلام اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ قصواء' جدعاء اور عضباء یہ آنحضرت ﷺ کی تین اونٹنیوں کے نام تھے یا اونٹنی صرف ایک تھی اور نام اس کے تین تھے۔ مسور بن مخرمہ والی تعلیق کو ابوداؤد نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کے نام تھے اور اسی کا نام جدعاء بھی تھا اور شہباء بھی۔ وحی اترنے کے وقت آپ کو یہی اونٹنی سنبھالتی اور کوئی اونٹنی نہ اٹھا سکتی تھی' اس کے سوا آپؐ کی اور بھی کئی اونٹنیاں تھیں۔

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لاَ تُسْبَقُ - قَالَ حُمَيْدٌ: أَوْ لاَ تَكَادُ تُسْبَقُ - فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ: حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ)). طَوَّلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٨٧١]

(۲۸۷۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی یا حمید نے یوں کہا وہ پیچھے رہ جانے کے قریب نہ ہوتی پھر ایک دیہاتی ایک نوجوان اور قوی اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے ان کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا لیکن جب نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے۔ موسیٰ نے حماد سے اس کی روایت طول کے ساتھ کی ہے' حماد نے ثابت سے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

اس حدیث سے بہت سے مسائل پر روشنی پڑتی ہے۔ اونٹ' گھوڑے کا نام رکھنا' ان میں دوڑ کرانا اور بطور قاعدہ کلیہ یہ کہ دنیا میں بڑھنے والی اور مغرور ہونے والی طاقتوں کو اللہ ضرور ایک نہ ایک دن نیچا دکھاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ ساری باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

٦٠- بَابُ الْغزْوِ عَلَى الْحَمِيْرِ

باب گدھے پر بیٹھ کر جنگ کرنا

بعض نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں۔ البتہ شیخ فواد عبدالباقی والے نسخے میں یہ باب ہے۔

٦١-بَغْلَةِ النَّبيِّ ﷺ الْبَيْضَاء

باب نبی کریم ﷺ کے سفید خچر کا بیان

قَالَهُ أَنسوقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةَ بَيْضَاء.

اس کا ذکر انس ؓ نے اپنی حدیث میں کیا اور ابو حمید ساعدی نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو ایک سفید خچر تحفہ میں بھجوایا تھا۔

٢٨٧٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلاَحَهُ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَة)).

[راجع: ٢٧٣٩]

(٢٨٧٣) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (وفات کے بعد) سوا اپنے سفید خچر کے اور اپنے ہتھیار اور اس زمین کے جو آپؐ نے خیرات کر دی تھی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

تشریح یہی خچر ہے جو دلدل کے نام سے مشہور ہوا۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی یہ خچر زندہ رہا تھا۔ زمین کیا تھی فدک کا آدھا حصہ اور وادی القریٰ کا تہائی حصہ اور خیبر کی خمس میں سے آپ کا حصہ اور بنی نضیر میں سے جو آپؐ نے چن لی تھی۔ ان ہی چیزوں کو حضرت فاطمہ زہراء نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کی خلافت کے زمانہ میں مانگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ فرما چکے ہیں ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں ہمارے بعد وہ خیرات ہے۔ آپؐ کا حقیقی ورثہ علوم کتاب و سنت کا لافانی خزانہ ہے جس کے حاصل کرنے کی عام اجازت ہی نہیں بلکہ تاکید شدید ہے۔ اسی لئے علمائے اسلام کو مجازی طور پر آپؐ کے خلفاء سے موسوم کیا گیا ہے جن کے لئے آپؐ نے دعائیں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اللہ پاک ہم سب اس مقدس کتاب بخاری شریف پڑھنے پڑھانے والوں کا شمار اسی جماعت میں کر لے (آمین)

٢٨٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَي بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَان قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يومَ حُنَيْنٍ، قَالَ: لاَ وَاللهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ ﷺ، وَلَكِنْ وَلَّى سَرْعَانُ النَّاس. فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاء، وَأَبُو

(٢٨٧٤) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا براء بن عازب ؓ سے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے (مسلمانوں کے لشکر نے) حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں خدا گواہ ہے نبی کریم ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی البتہ جلد باز لوگ (میدان سے) بھاگ پڑے تھے (اور وہ لوٹ میں لگ گئے تھے) قبیلہ ہوازن

سُفْيَان بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب)). [راجع: ٢٨٦٤]

نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے لیکن نبی کریم ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ میں نبی ہوں جس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

اس میں آنحضرت ﷺ کے سفید خچر کا ذکر ہے' اسی لئے حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ نے اس حدیث کو یہاں لائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں مناسب طور پر آباء و اجداد کی بہادری کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ جنگ حنین ماہ شوال ۸ھ میں قبائل ہوازن و ثقیف کے جارحانہ حملوں کی مدافعت کے لئے لڑی گئی تھی۔ دشمنوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی اور اسلامی لشکر بارہ ہزار پر مشتمل تھا اور اسی کثرت تعداد کے گھمنڈ میں لشکر اسلام مراحل حزم و احتیاط سے غافل ہو گیا تھا جس کی پاداش فرار کی صورت میں بھگتنی پڑی' بعد میں جلد ہی مسلمان سنبھل گئے اور آخر میں مسلمانوں کی ہی فتح ہوئی۔ مزید تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

٦٢- بَابُ جِهَادِ النِّسَاء

باب عورتوں کا جہاد کیا ہے

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ ((جِهَادُ كُنَّ الْحَجُّ)). وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيْدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا. [راجع: ١٥٢٠]

(۲۸۷۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں معاویہ ابن اسحاق نے' انہیں عائشہ بنت طلحہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے

اور عبداللہ بن ولید نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث نقل کی۔

یہ امام وقت کی بصیرت پر موقوف ہے کہ وہ جنگی کوائف کی بنا پر عورتوں کی شرکت ضروری سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مسلمان عورت جہاد میں نہ شریک ہو سکے بلکہ وہ حج ہی کر سکتی ہے تو اس سفر میں اس کے لئے بھی اس کو جہاد ہی کا ثواب ملے گا۔

٢٨٧٦- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا. وَعَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ: ((نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ)). [راجع: ١٥٢٠]

(۲۸۷۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث اور ابو سفیان نے حبیب بن ابی عمرہ سے یہی روایت کی جو عائشہ بنت طلحہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے ہے (اس میں ہے کہ) نبی کریم ﷺ سے آپؐ کی ازواج مطہرات نے جہاد کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ حج بہت ہی عمدہ جہاد ہے۔

سفر حج بس عورتوں کے لئے جہاد سے کم نہیں ہے مگر خود جہاد میں بھی عورتوں کی شرکت ثابت ہے بلکہ بحری جہاد کے لئے ایک اسلامی خاتون کے لئے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی موجود ہے جس کے پیش نظر مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ نے نیچے عورتوں کا بحری جہاد میں شریک ہونے کا باب منعقد فرمایا۔

٦٣- بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

٢٨٧٧. ٢٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحمدٍ حدثنا معاويةُ بْنُ عَمْرٍو حدثنا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ ((دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابنة مِلْحان فاتكأ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الأَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ)). قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ)). ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ -أَوْ مِمَّ- ذَلِكَ، فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الآخِرِيْنَ)) قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ، فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا، فَوَقَصَتْ بِهَا، فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ)).

باب دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا

(۲۸۷۷، ۲۸۷۸) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے، ہم سے ابو اسحاق نے ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحان کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپؐ (اٹھے تو) مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یارسول اللہ! آپؐ کیوں ہنس رہے تھے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) سبز سمندر پر سوار ہو رہے ہیں ان کی مثال (دنیا یا آخرت میں) تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے دعا کی اے اللہ! انہیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے پھر دوبارہ آپؐ لیٹے اور (اٹھے) تو مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے اس مرتبہ بھی آپؐ سے وہی سوال کیا اور آپ ﷺ نے بھی پہلی ہی وجہ بتائی۔ انہوں نے پھر عرض کیا آپؐ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے، آپؐ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر میں شریک ہو گی اور یہ کہ بعد والوں میں تمہاری شرکت نہیں ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے (ام حرام نے) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور بنت قرظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ انہوں نے دریا کا سفر کیا۔ پھر جب واپس ہوئیں اور اپنی سواری پر چڑھیں تو اس نے ان کی گردن توڑ ڈالی۔ وہ اس سواری سے گر گئیں اور (اسی میں) ان کی وفات ہوئی۔

تشریح یہ نکاح کا معاملہ دوسری روایت کے خلاف پڑتا ہے، جس میں یہ ہے کہ اسی وقت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ شاید انہوں نے طلاق دے دی ہو گی، بعد میں ان سے نکاح ثانی کیا ہو گا۔ یہ اس جنگ کا ذکر ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رجب ۲۸ھ میں سب سے پہلا سمندری بیڑہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین کی اجازت سے تیار کیا اور قبرص پر چڑھائی کی۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ تھی جس میں ام حرام رضی اللہ عنہا جو کہ نبی اکرم ﷺ کی عزیزہ تھیں، شریک ہوئیں اور شہادت بھی پائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام فاختہ تھا اور وہ بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک تھیں۔

٦٤- بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ

٢٨٧٩- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ)). [راجع: ٢٥٩٣]

باب آدمی جہاد میں اپنی ایک بیوی کو لے جائے ایک کو نہ لے جائے (یہ درست ہے)

(۲۸۷۹) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے' انہوں نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا' کہا میں نے ابن شہاب زہری سے سنا' کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر' سعید بن مسیب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی' ان چاروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث مجھ سے تھوڑی تھوڑی بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جانا چاہتے (جہاد کے لئے) تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکل آتا انہیں آپؐ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک غزوہ کے موقع پر آپؐ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ میرا نام آیا اور میں آنحضور ﷺ کے ساتھ گئی' یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

معلوم ہوا کہ پردے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت گھر کے باہر نہ نکلے جیسے بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے بلکہ شرعی پردے کے ساتھ عورت ضروریات کے لئے گھر سے باہر بھی نکل سکتی ہے' خاص طور پر جہادوں میں شرکت کر سکتی ہے جیسا کہ متعدد روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

٦٥- بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ - وَقَالَ غَيْرُهُ: تَنْقُلاَنِ الْقِرَبَ - عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ،

باب عورتوں کا جنگ کرنا اور مردوں کے ساتھ لڑائی میں شرکت کرنا

(۲۸۸۰) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے جدا ہو گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) کو دیکھا کہ یہ اپنے ازار سمیٹے ہوئے تھیں اور (تیز چلنے کی وجہ سے) پانی کے مشکیزے چھلکاتی ہوئی لئے جا رہی تھیں اور ابو معمر کے علاوہ جعفر بن مہران نے بیان کیا کہ مشکیزے کو اپنی پشت پر ادھر سے ادھر جلدی جلدی لئے پھرتی

ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ)).

[أطرافه في: ۲۹۰۲، ۳۸۱۱، ۴۰۶۴].

تھیں اور قوم کو اس میں سے پانی پلاتی تھیں' پھر واپس آتی تھیں اور مشکیزوں کو بھر کر لے جاتی تھیں اور قوم کو پلاتی تھیں' میں ان کے پاؤں کی پازیبیں دیکھ رہا تھا۔

تشریح: زندہ قوموں کی عورتوں میں بھی جذبہ آزادی بدرجۂ اتم موجود ہوتا ہے جس کے سہارے وہ بعض دفعہ میدان جنگ میں ایسے کارہائے نمایاں کر گزرتی ہیں کہ ان کو دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل یہودیوں کے خلاف مجاہدین فلسطین بہت سے مسلمانوں کے مجاہدانہ کارناموں کی شہرت ہے۔ حضرت ام سلیم مشہور صحابیہ ملحان کی بیٹی ہیں جو مالک بن نضر کے نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے بطن سے مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ مالک بن نضر حالت کفر ہی میں وفات پا گئے تھے۔ بعد میں ان کا نکاح ابو طلحہ سے ہوا۔ ان سے بہت سے صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

٦٦- بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں عورتوں کا مردوں کے پاس مشکیزہ اٹھا کر لے جانا

۲۸۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِيْنَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ - يُرِيْدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ - فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ. وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَومَ أُحُدٍ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: تَزْفِرُ: تَخِيْطُ.

[طرفه في: ۴۰۷۱].

(۲۸۸۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' ان سے ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک نئی چادر بچ گئی تو بعض حضرات نے جو آپ کے پاس ہی تھے کہا یا امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے' جو آپ کے گھر میں ہیں۔ ان کی مراد (آپ کی بیوی) ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصاری خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ احد کی لڑائی کے موقع پر ہمارے لئے مشکیزے (پانی کے) اٹھا کر لاتی تھیں۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا (حدیث میں) لفظ تزفر کا معنی یہ ہے کہ سیتی تھی۔

تشریح: تزفر کا معنی سینے سے کرنا صحیح نہیں ہے' صحیح معنی یہ ہے کہ اٹھا کر لاتی تھی۔ قسطلانی نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ معنی ابو صالح کاتب لیث کی تقلید سے نقل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف یہاں سے معلوم کرنا چاہئے۔ یہ چادر آپ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیتے مگر صرف اس خیال سے نہ دی کہ وہ ان کی بیوی تھیں اور غیر کو جس کا حق زیادہ تھا مقدم کیا۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

٦٧- بابُ مُدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرسکتی ہیں

٢٨٨٢- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمفضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بنت مُعَوِّذٍ قَالَتْ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نسقِي، وَنُدَاوِي الْجَرْحَى، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ)).

[طرفاه في: ٢٨٨٣، ٥٦٧٩].

(۲۸۸۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا' ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوتے تھے' مسلمان فوجیوں کو پانی پلاتے تھے' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے انہیں مدینہ اٹھا کر لاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ جہاد کے مواقع پر عورتیں گھر کا ٹاٹ بن کر بیٹھی نہیں رہتی تھیں بلکہ سرفروشانہ خدمات انجام دیتی تھیں۔

٦٨- بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى

باب زخمیوں اور شہیدوں کو عورتیں لے کر جاسکتی ہیں

٢٨٨٣- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: ((كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نسقِي الْقومَ وَنَخْدُمهُمْ، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجرْحَى إِلَى الْمدِينَةِ)).

[راجع: ٢٨٨٢]

(۲۸۸۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل بیان کیا' ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے' مجاہد مسلمانوں کو پانی پلاتے' ان کی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو اٹھا کر مدینہ لے جاتے تھے۔

اس سے بھی عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

٦٩- بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ

باب (مجاہدین کے) جسم سے تیر کا کھینچ کر نکالنا

٢٨٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: انْزِعْ هذَا السَّهْمَ. فَنَزَعْتُهُ، فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، فدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ:

(۲۸۸۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ نے اور ان سے ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر لگا تو میں ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو میں نے کھینچ لیا تو اس سے خون بہنے لگا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس حادثہ کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے (ان کے لئے)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْد أَبِي عَامِرٍ)).

دعا فرمائی کہ اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرمائیو۔

[طرفاه في : ٤٣٢٣، ٦٣٨٣].

آلات جراحی جو آج کل وجود میں آ چکے ہیں' اس وقت نہ تھے۔ اس لئے زخمیوں کے جسموں میں پیوستہ تیر ہاتھوں ہی سے نکالے جاتے تھے۔ ابو عامرؓ ایسے ہی مجاہد ہیں جو تیر سے گھائل ہو کر جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بطور اظہار افسوس ان کا نام لیا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ابو عامر ابو موسیٰ اشعری کے چچا تھے۔ جنگ اوطاس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

٧٠- بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کے راستے میں جہاد میں پہرہ دینا کیسا ہے؟

٢٨٨٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((لَيْتَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِي صَالِحاً يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ))، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلاَحٍ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لأَحْرُسَكَ. ((وَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ)). [طرفه في: ٧٢٣١].

(٢٨٨٥) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی' کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی' کہا ہم کو عبداللہ بن ربیعہ بن عامر نے خبر دی' کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' آپ بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپؐ نے فرمایا' کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد ایسا ہوتا جو رات بھر ہمارا پہرہ دیتا! ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے) کہا میں ہوں سعد بن ابی وقاص' آپ کا پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ خوش ہوئے۔ ان کے لئے دعا فرمائی اور آپ سو گئے۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے یہاں تک کہ آپؐ کے خراٹے کی آواز سنی۔ ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے نکالا نبی اکرم ﷺ چوکی پہرہ رکھتے تھے' جب یہ آیت اتری ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ (المائدہ: ٦٧) (اللہ آپؐ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا) تو آپؐ نے چوکی پہرہ اٹھا دیا۔ حاکم اور ابن ماجہ نے مرفوعاً نکالا۔ جہاد میں ایک رات چوکی پہرہ دینا ہزار راتوں کی عبادت اور ہزار دنوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

٢٨٨٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) لَمْ يَرْفَعْهُ

(٢٨٨٦) ہم سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی' انہیں ابو حصین نے' انہیں ابو صالح اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اشرفی کا بندہ' روپے کا بندہ' چادر کا بندہ' کمبل کا بندہ ہلاک ہوا کہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تب تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے' اس حدیث کو اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے ابو حصین سے

إِسْرَائِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ.[طرفاه في: ٢٨٨٧، ٦٤٣٥].

مرفوع نہیں کیا۔

٢٨٨٧- وَزَادَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ: إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وإِذَا شِيْكَ فَلاَ انْتَقَشَ. طُوبى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ. إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ. وَقَالَ: ((تَعْسًا))، فَكَأَنَّهُ يَقُولُ : فَأَتْعَسَهُمُ اللهُ. ((طُوبَى)): فُعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ، وَهِيَ مِنْ يَطِيْبُ.[راجع: ٢٨٨٦]

(٢٨٨٧) اور عمرو ابن مرزوق نے ہم سے بڑھا کر بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے خبر دی' انہوں نے اپنے باپ سے' انہوں نے ابو صالح سے' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپؐ نے فرمایا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا' اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش جو نہ دیا جائے تو غصے ہو جائے' ایسا شخص تباہ سرنگوں ہوا۔ اس کو کانٹا لگے تو خدا کرے پھر نہ نکلے۔ مبارک وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے' اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں' اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے' ابو عبداللہ (حضرت امام بخاریؒ) نے کہا کہ اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے ابو حصین سے یہ روایت مرفوعاً نہیں بیان کی ہے اور کہا کہ قرآن مجید میں جو لفظ تعسا آیا ہے گویا یوں کہنا چاہئے کہ ﴿ فاتعسهم الله ﴾ (اللہ انہیں گرائے ہلاک کرے) طوبیٰ "فعلٰی" کے وزن پر ہے ہر اچھی اور طیب چیز کے لئے۔ واؤ اصل میں یا تھا (طیبی) پھر یا کو واؤ سے بدل دیا گیا اور یہ طیب سے نکلا ہے۔

حدیث ہذا میں ایک غریب مخلص مرد مجاہد کے چوکی پہرہ دینے کا ذکر ہے' یہی باب سے وجہ مطابقت ہے' اللہ والے بزرگ ایسے ہی پوشیدہ غریب نامعلوم غیر مشہور بزرگ ہوتے ہیں جن کی دعائیں اللہ قبول کرتا ہے مگر یہ مقام ہر کسی کو نصیب نہیں ہے۔

٧١- بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٨٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا

(٢٨٨٨) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان

شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ. قَالَ جَرِيْرٌ: إِنِّي رَأَيْتُ الأَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لاَ أَجِدُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلاَّ أَكْرَمْتُهُ)).

کیا' ان سے یونس بن عبید نے' ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے' جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہروقت انصار کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت) کہ جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم و اکرام کرتا ہوں۔

تشریح وہ بات یہ تھی کہ انصاری جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت رکھتے اور آپؐ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ معلوم ہوا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اس کی خدمت کرنا عین سعادت ہے۔ بہ ظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے' عینی نے کہا مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ صحبت سفر میں ہوئی اور سفر عام ہے جو جہاد کے سفر کو بھی شامل ہے پس باب سے مطابقت ہو گئی۔

۲۸۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مولَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: خرجْتُ مع رسُولِ اللهِ ﷺ إلَى خيْبر أخْدُمُهُ. فلمَّا قدم النَّبِيُّ ﷺ راجعًا وبدا له أحدٌ قال: ((هذا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). ثُمَّ أشار بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَة قَالَ: ((اللَّهُمَّ إنِّي أُحرِّمُ ما بيْن لابتيْها كتحْرِيْمِ إبْراهِيْم مكّة. اللّهُمَّ بارِكْ لَنَا فِي صَاعِنا ومُدّنا)). [راجع: ٣٧١]

(۲۸۸۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے مطلب بن حنطب کے مولیٰ عمرو بن ابی عمرو نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر (غزوہ کے موقع پر) گیا' میں آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا' پھر جب آپؐ واپس ہوئے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں' جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا' اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

اس سے مدینہ شریف کی حرمت بھی ثابت ہوئی جیسا کہ مکہ شریف کی حرمت ہے' مدینہ کے لئے بھی حدود حرم متعین ہیں جن کے اندر وہ سارے کام ناجائز ہیں جو حرم مکہ میں ناجائز ہیں۔ اہلحدیث کا یہی مسلک ہے کہ مدینہ بھی مکہ ہی کی طرح حرام ہے۔ (والتفصیل مقام اخر) خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام ہے۔ یہ یہودیوں کی آبادی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ سے آئے ہوئے ایک ماہ سے کم ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپؐ نے خیبر کے یہودیوں کی سازش کا حال سنا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں' ان ہی کی مدافعت کے لئے آپؐ نے پیش قدمی فرمائی اور اہل اسلام کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

۲۸۹۰- حدّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا

(۲۸۹۰) ہم سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے' ان سے عاصم بن سلیمان نے' ان سے مورق

عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا ظِلاًّ الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ. وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ)).

عجلی نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ کچھ صحابہ کرام روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ موسم گرمی کا تھا' ہم میں زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا' اپنا کمبل تان لیتا۔ خیر جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے تھے اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا تو انہوں نے ہی اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور روزہ داروں کی خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے تمام) کام کئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لوٹ کر لے گئے۔

تشریح: یعنی روزہ داروں سے زیادہ ان کو ثواب ملا' معلوم ہوا کہ جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنا روزے سے زیادہ اجر رکھتا ہے۔ روزہ ایک انفرادی نیکی ہے مگر مجاہدین کی خدمت پوری ملت کی خدمت ہے' اس لئے اس کو بہرحال فوقیت حاصل ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ روزہ اگرچہ خیر محض ہے اور مخصوص و مقبول عبادت ہے پھر بھی سفر وغیرہ میں ایسے مواقع پر جبکہ اس کی وجہ سے دوسرے اہم کام رک جانے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ جو واقعہ حدیث میں ہے اس میں بھی یہی صورت پیش آئی تھی کہ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام تھکن وغیرہ کی وجہ سے نہ کر سکے لیکن بے روزہ داروں نے پوری توجہ سے تمام خدمات انجام دیں' اس لئے ان کا ثواب روزہ رکھنے والوں سے بھی بڑھ گیا۔

٧٢- بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

باب اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا سامان اٹھا دیا

٢٨٩١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ سُلاَمَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ: يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ؛ وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٢٧٠٧]

(٢٨٩١) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے' ان سے ابو ہریرہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزانہ انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے اور اگر کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرے کہ اس کو سہارا دے کر اس کی سواری پر سوار کرا دے یا اس کا سامان اس پر اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھا اور پاک لفظ بھی (زبان سے نکالنا) صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور (کسی مسافر کو) راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔

حدیث عام ہے مگر سفر جہاد کے مسافر خصوصیت سے یہاں مراد ہیں' اسی لئے حضرت امام رحمہ اللہ اس کو کتاب الجہاد میں لائے ہیں۔ کوئی بھائی اگر اس مبارک سفر میں تھک رہا ہے یا اس پر بوجھ زیادہ ہے تو اس کی امداد بڑا ہی درجہ رکھتی ہے۔ یوں ہر مسافر کی مدد بہت بڑا کار خیر ہے' مسافر کوئی بھی ہو۔ اسی طرح زبان سے ایسا لفظ نکالنا کہ سننے والے خوش ہو جائیں اور وہ کلمہ خیر ہی سے متعلق ہو تو ایسے الفاظ بھی صدقہ کی مد میں لکھے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے الفاظ کو اس صدقہ سے بہت ہی بہتر قرار دیا ہے جس صدقہ کی وجہ سے

جس پر وہ صدقہ کیا گیا ہے اس کو سن کر تکلیف ہو' اسی لئے ہر مسلمان مومن کا فرض ہے کہ یا تو کلمۂ خیر زبان سے نکالے یا خاموش رہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھے وہ بھی صدقہ ہے اور کسی راہ گم کئے ہوئے مسافر کو راستہ بتلا دینا بھی بہت ہی بڑا صدقہ ہے۔ یہی اسلام کی وہ اخلاقی پاکیزہ تعلیم ہے جس نے اپنے سچے پیرو کاروں کو آسمانوں اور زمینوں میں قبول عام بخشا۔ اللھم اجعلنا منھم (آمین)

٧٣- بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

باب اللہ کے راستے میں سرحد پر ایک دن پہرہ دینا کتنا بڑا ثواب ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾ الآيَةَ [آل عمران : ٢٠]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "اے ایمان والو صبر سے کام لو اور دشمنوں سے صبر میں زیادہ رہو" اور مورچے پر جمے رہو آخر آیت تک۔

صبر ایک بہت بڑی انسانی قوت کا نام ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے انسانوں نے بڑی بڑی تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہمارے رسول پاک ﷺ کی مثال اظہر من الشمس ہے۔

٢٨٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا))

[راجع: ٢٧٩٤]

(٢٨٩٢) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے ابو النضر ہاشم بن قاسم سے سنا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے' جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے اور جو شخص اللہ کے راستے میں شام کو چلے یا صبح کو تو وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اسلامی شرعی ریاست میں سرحد پر چوکی پہرے کی خدمت جس کو سونپی جائے اور وہ اسے بخوبی انجام دے تو اس کا نام بھی مجاہدین میں ہی لکھا جاتا ہے اور اس کو وہ ثواب ملتا ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ دنیا بہرحال فانی اور اس کا ثواب بہرحال باقی ہے۔ الرباط بکسر الراء لموحدة الخفیفة ملازمة المکان الذی بین المسلمین والکفار لحراسة المسلمین منھم واستدل المصنف بالایة اختیار لاشھر التفاسیر فعن الحسن البصری والقتادة اصبروا علی طاعة اللہ وصابروا اعداء اللہ فی الجھاد ورابطوا فی سبیل اللہ وعن محمد بن الکعب اصبروا علی الطاعة وصابروا لانتظار الوعد و رابطو العدو وتقوا اللہ فیما بینکم (فتح)

٧٤- بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ

باب اگر کسی بچے کو خدمت کے لئے جہاد میں ساتھ لے جائے

اس میں اشارہ ہے کہ بچہ جہاد کے لئے مخاطب نہیں ہے لیکن خدمت کے لئے بچوں کو جہاد میں ہمراہ لگایا جا سکتا ہے۔

۲۸۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ : ((الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ))، فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيْرًا يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ، فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ - وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا، وَكَانَتْ عَرُوسًا - فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ، فَبَنَى بِهَا، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ)). فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ. ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ

(۲۸۹۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا' ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عمرو بن عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ میرے ساتھ کر دو جو خیبر کے غزوے میں میرے کام کر دیا کرے' جبکہ میں خیبر کا سفر کروں۔ ابو طلحہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر مجھے (انس رضی اللہ عنہ کو) لے گئے' میں اس وقت ابھی لڑکا تھا بالغ ہونے کے قریب۔ جب بھی آنحضرت کہیں قیام فرماتے تو میں آپ کی خدمت کرتا۔ اکثر میں سنتا کہ آپ یہ دعا کرتے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور عاجزی' سستی' بخل' بزدلی' قرض داری کے بوجھ اور ظالم کے اپنے اوپر غلبہ سے' آخر ہم خیبر پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کے قلعہ پر آپ کو فتح دی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا کے جمال (ظاہری و باطنی) کا ذکر کیا گیا ان کا شوہر (یہودی) لڑائی میں کام آ گیا تھا اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں (اور چونکہ قبیلہ کے سردار کی لڑکی تھیں) اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کا اکرام کرنے کے لئے) انہیں اپنے لئے پسند فرما لیا۔ پھر آپ انہیں ساتھ لے کر وہاں سے چلے۔ جب ہم سد الصہباء پر پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں' تو آپ نے ان سے خلوت کی۔ اس کے بعد آپ نے حیس (کھجور' پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا ایک کھانا) تیار کرا کر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر رکھوایا اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دے دو اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا ولیمہ تھا۔ آخر ہم مدینہ کی طرف چلے' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اپنے پیچھے (اونٹ کے کوہان کے ارد گرد) اپنی عباء سے پردہ کئے ہوئے تھے (سواری پر جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سوار ہوتیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا کھڑا رکھتے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں حضور اکرم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم چلتے رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے احد پہاڑ کو

فَقَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي احَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)).

[راجع: ۳۷۱]

دیکھا اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں' اس کے بعد آپؐ نے مدینہ کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اے اللہ! مدینہ کے لوگوں کو ان کی مد اور صاع میں برکت دیجئو!

تشریح رسول کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر میں حضرت انسؓ کو خدمت کے لئے ساتھ رکھا جو ابھی نابالغ تھے' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ اسی لڑائی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے حرم میں داخل ہوئیں جو ایک خاندانی خاتون تھیں اس رشتہ سے اہل سلام کو بہت سے علمی فوائد حاصل ہوئے۔ روایت ہذا میں ایک دعائے مسنونہ بھی مذکور ہوئی ہے جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہے جس کا یاد کرنا اور دعاؤں میں اسے پڑھتے رہنا بہت سے امور دینی اور دنیاوی کے لئے مفید ثابت ہو گا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے تفصیلی حالات پیچھے مذکور ہو چکے ہیں اسی حدیث سے مدینہ منورہ کا بھی مثل مکہ شریف حرم ثابت ہوا۔ حضرت انسؓ پہلے ہی سے آپ کی خدمت میں تھے مگر سفر میں ان کا پہلا موقع تھا کہ خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ دعاء مسنونہ میں لفظ ھم اور حزن ہم معنی ہی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ھم وہ فکر جو واقع نہیں ہوا لیکن وقوع کا خطرہ ہے' حزن وہ غم و فکر جو واقع ہو چکا ہے۔ حضرت انسؓ خدمت نبوی میں پہلے ہی تھے مگر اس موقع پر بھی ان کو ہمراہ لیا گیا ان کی مدت خدمت نو سال ہے' احد پہاڑ کے لئے جو آپؐ نے فرمایا وہ حقیقت پر مبنی ہے ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (البقرۃ:۲۰)

۷۵- بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ

باب جہاد کے لئے سمندر میں سفر کرنا

۲۸۹۴، ۲۸۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنْهُمْ)). ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ

(۲۸۹۴'۹۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن ان کے گھر تشریف لا کر قیلولہ فرمایا تھا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ فرمایا مجھے اپنی امت میں سے ایک ایسی قوم کو (خواب میں دیکھ کر) خوشی ہوئی جو سمندر میں (غزوہ کے لئے) اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی وہ ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد پھر آپ سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ آپ نے اس مرتبہ بھی وہی بات بتائی۔ ایسا دو یا

ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَيَقُولُ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ)). فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ، فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا، فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا)).

[راجع: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩]

تین دفعہ ہوا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ ان کو (اسلام کے سب سے پہلے بحری بیڑے کے ساتھ) غزوہ میں لے گئے' واپسی میں سوار ہونے کے لئے اپنی سواری سے قریب ہوئیں (سوار ہوتے ہوئے یا سوار ہونے کے بعد) گر پڑیں جس سے آپ کی گردن ٹوٹ گئی اور شہادت کی موت پائی' رضی اللہ عنہا۔

یہ حدیث اور اس پر نوٹ پیچھے لکھا جا چکا ہے یہاں مرحوم اقبال کا یہ شعر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

٧٦- بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ قَالَ: ((قَالَ لِيْ قَيْصَرُ: سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَزَعَمْتَ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ)).

باب لڑائی میں کمزور ناتواں (جیسے عورتیں' بچے' اندھے' معذور اور مساکین) اور نیک لوگوں سے مدد چاہنا' ان سے دعا کرانا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ کو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ مجھ سے قیصر (ملک روم) نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ امیر لوگوں نے ان (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کی ہے یا کمزور غریب طبقہ والوں نے؟ تم نے بتایا کہ کمزور غریب طبقے نے (ان کی اتباع کی ہے) اور انبیاء کا پیروکار یہی طبقہ ہوتا ہے۔

٢٨٩٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلاً عَلَى مَنْ دُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ)).

(٢٨٩٦) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا' ان سے مصعب ابن سعد نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ انہیں دوسرے بہت سے صحابہ پر (اپنی مالداری اور بہادری کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ صرف اپنے کمزور معذور لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو اور ان ہی کی دعاؤں سے رزق دیئے جاتے ہو۔

قال ابن بطال تاويله ان الضعفاء اشد اخلاصا في الدعاء واكثر خشوعا في العبادة لخلاء قلوبهم عن التعلق بزخرف الدنيا (فتح) یعنی ضعفاء دعا کرتے وقت اخلاص میں بہت سخت ہوتے ہیں اور عبادت میں ان کا خشوع زیادہ ہوتا ہے اور ان کے دل دنیاوی زیب و زینت سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے ضعیف لوگوں سے دعا کرانا بہت ہی موجب برکت ہے۔

٢٨٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

(٢٨٩٧) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيُقَالُ: نَعَم. فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ: نَعَمْ. فَيُفْتَحُ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ. فَيُفْتَحُ)).

[طرفاه في: ٣٥٩٤، ٣٦٤٩].

عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابرؓ سے سنا' آپ ابو سعید خدری بنائیۃ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جہاں پر ہوں گی جن میں پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو' کہا جائے گا کہ ہاں تو ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس وقت اس کی تلاش ہو گی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو' (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ والے نیک لوگوں کی دعاؤں کا نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرا زمانہ' پھر میرے صحابہ کا زمانہ' اور پھر تابعین کا زمانہ' یہ بہترین زمانے ہیں۔ ان خیر و برکت کے زمانوں میں مسلمان صحیح معنوں میں خدا رسیدہ مسلمان تھے' ان کی دعاؤں کو قبول عام حاصل تھا۔ بہرحال ہر زمانے میں ایسے خدا رسیدہ لوگوں کا وجود ضروری ہے۔ ان کی صحبت میں رہنا' ان سے دعائیں کرانا اور روحانی فیوض حاصل کرنا عین خوش نصیبی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید میں اولیاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے جن کی شان میں ﴿ الذين اٰمنوا و كانوا يتقون ﴾ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے ایمان میں پختہ اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔ جن میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں ان کو اولیاء اللہ جاننا انتہائی حماقت ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل بیشتر نام نہاد مسلمان اس حماقت میں مبتلا ہیں کہ وہ بہت سے چرسی افیونی حرام خور نکھٹو لوگوں کو محض ان کے بالوں اور جبوں قبوں کو دیکھ کر خدا رسیدہ جانتے ہیں' حالانکہ ایسے لوگوں کے بھیس میں ابلیس کی اولاد ہے جو ایسے بہت سے کم عقلوں کو گمراہ کر کے دوزخی بنانے کا فرض ادا کر رہی ہے۔ اللهم انا نعوذبک من شرور انفسنا حدیث سے میدان جہاد میں نیک ترین لوگوں سے دعا کرانے کا ثبوت ہوا الدعاء سلاح المومن مومن کا بہترین ہتھیار دعا ہے۔ سچ ہے "بلا کو ٹال دیتی ہے دعا اللہ والوں کی"۔

٧٧- بَابُ لاَ يَقُولُ فُلاَنٌ شَهِيْدٌ

باب قطعی طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے (کیونکہ نیت اور خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہے)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ، اللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ)).

اور ابو ہریرہ بنائیۃ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔

تشریح جب تک حدیث سے ثابت نہ ہو جیسے قطعی طور پر کسی کو بہشتی نہیں کہہ سکتے مگر صرف ان لوگوں کو جن کو آنحضرت ﷺ

نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو حضرت امام احمد نے نکالا کہ تم اپنے جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہوا ایسا نہ کہو۔ یوں کہو جو خدا کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ دوسری روایت میں ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ ان کو دشمن کا تیر لگتا ہے اور وہ مرجاتے ہیں مگر وہ عنداللہ حقیقی شہید نہیں ہیں۔ جو دنیا میں ریا و نمود کے لئے لڑے اور مارے گئے' جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت موجود ہے۔

٢٨٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إِلاَّ اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ : مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلاَنٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: قَالَ ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصلَ

(٢٨٩٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی (اپنے اصحاب کے ہمراہ احد یا خیبر کی لڑائی میں) مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی' پھر جب آپ (اس دن لڑائی سے فارغ ہو کر) اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنی پڑاؤ کی طرف تو آپ ﷺ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا' لڑائی لڑنے میں ان کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر کسی طرف نظر پڑ جاتا تو اس کا پیچھا کر کے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے' ہم میں سے کوئی بھی اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ لیکن وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں کہا اچھا میں اس کو پیچھا کروں گا (دیکھوں) حضور ﷺ نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے) بیان کیا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے دن لڑائی میں موجود رہا' جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا تو یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور جب وہ تیز چلتا' تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ بیان کیا کہ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا زخم بڑا گہرا تھا۔ اس لئے اس نے چاہا کہ موت جلدی آجائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کر لیا اور تلوار پر گر کر اپنی جان دے دی۔ اب وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ آپ کا فرمان بڑا شاق گزرا تھا۔ میں نے

سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [أطرافه في: ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ٦٤٩٣، ٦٦٠٧].

ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لئے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل کر لیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ ظاہر میں وہ شخص میدان جہاد میں بہت بڑا مجاہد معلوم ہو رہا تھا مگر قسمت میں دوزخ لکھی ہوئی تھی' جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے وحی اور الہام کے ذریعہ معلوم کر کے فرما دیا تھا۔ آخر وہی ہوا کہ خود کشی کر کے حرام موت کا شکار ہوا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ انجام کا فکر ہر وقت ضروری ہے۔ اللہ پاک راقم الحروف اور جملہ قارئین کرام کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے آمین۔

٧٨- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ [الأنفال : ٦٠]

باب تیر اندازی کی ترغیب دلانے کے بیان میں

(اور سورۂ انفال میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "اور ان (کافروں) کے مقابلے کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان تیار رکھو' قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے' جس کے ذریعہ سے تم اپنا رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر"

تشریح آیت شریفہ میں لفظ من قوۃ میں تنوین تنکیر کے لئے ہے جس سے میدان جنگ میں کام آنے والی ہر قسم کی قوت مراد ہے' جسمانی' فنی اور آلات کی قوت جس میں وہ سارے آلات جنگ شامل ہیں جو اب تک وجود میں آچکے ہیں اور قیامت تک وجود میں آئیں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جملہ آلات مہیا کریں' ان سے پوری واقفیت پیدا کریں' ان کو خود بنائیں ان کا استعمال سیکھیں۔ آیت میں تنکیر سب کو شامل ہے اس ایٹمی دور کی بھی جملہ جنگی قوتیں اس آیت کی تفسیر ہو سکتی ہیں اور آئندہ دور میں جو ہوں' سب کو یہ آیت شامل ہو گی۔ آیت میں اگلا ٹکڑا ﴿ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ﴾ (الانفال: ٦٠) اور بھی زیادہ توجہ طلب ہے کہ آلات جنگ کا استعمال محض ملک گیری کے لئے نہ ہو بلکہ ان کا مقصد یہ ہو کہ اللہ کے دین کے دشمنوں کو دبا کر خلق اللہ کے لئے زمین کو گہوارہ امن و عافیت بنایا جائے کیونکہ اللہ کے دین کا تقاضا یہی ہے کہ یہاں اس کی مخلوق چین و سکون کی زندگی بسر کر سکے' ظلم و عدوان کو مٹانا یہی اسلامی جہاد کا منشا ہے اور بس۔

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ

(٢٨٩٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مَنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلانٍ)). قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ؟)) قَالُوا: كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)).

[طرفاه في: ٣٥٠٧، ٣٣٧٣].

اسلم کے چند صحابہ پر گزر ہوا جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے۔ ہاں! تیراندازی کرو' میں بنی فلاں (ابن الاورع رضی اللہ عنہ) کی طرف ہوں۔ بیان کیا' جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو (مقابلے میں حصہ لینے والے) دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آپ نے فرمایا کیابات پیش آئی' تم لوگوں نے تیراندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اچھا تیراندازی جاری رکھو' میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

تشریح سیرۃ طیبہ کے مطالعہ کرنے والوں پر واضح ہے کہ آپ نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ سپاہی بنانے کی کوشش فرمائی اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کے لئے شب و روز تلقین فرماتے رہے جیسا کہ اس حدیث سے بھی واضح ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوا کہ عربوں کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بڑے زبردست سپاہی تھے اور نیزہ بازی ہی ان کا مشغلہ تھا۔ آج کل بندوق' توپ' ہوائی جہاز اور جتنے بھی آلات حرب وجود میں آ چکے ہیں وہ سب اسی ذیل ہیں۔ ان سب میں مہارت پیدا کرنا سب کو اپنانا یہ خدا پرستی کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پر ان کا سیکھنا فرض ہے۔

٢٩٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا: ((إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ)).

[طرفاه في: ٣٩٨٤، ٣٩٨٥].

(٢٩٠٠) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے' ان سے حمزہ بن ابی اسید نے' اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ہم قریش کے مقابلہ میں صف باندھے ہوئے کھڑے ہو گئے تھے اور وہ ہمارے مقابلہ میں تیار تھے' فرمایا کہ اگر (حملہ کرتے ہوئے) قریش تمہارے قریب آ جائیں تو تم لوگ تیراندازی شروع کر دینا تاکہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوں۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے میدان بدر میں مجاہدین اسلام کو جنگی تربیت بھی فرمائی اور جنگ و جہاد کے قواعد بھی تعلیم فرمائے۔ درحقیقت امیر لشکر کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ وہ قوم کو ہر طرح سے کنٹرول کر سکے (ﷺ)

٧٩- بَابُ اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا

باب برچھے سے (مشق کرنے کے لئے) کھیلنا

٢٩٠١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

(٢٩٠١) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں ابن المسیب نے اور ان

ابنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، بِالْحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ)) وَزَادَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ((فِي الْمَسْجِدِ)).

سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے سامنے حراب (چھوٹے نیزے) کا کھیل دکھلا رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور کنکریاں اٹھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔ علی بن مدینی نے یہ بیان زیادہ کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی کہ مسجد میں (یہ صحابہؓ اپنے کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

یہ جنگی کرتبوں کی مشق تھی۔ حضور نبوی میں حضرت عمرؓ نے اسے خلاف ادب سمجھا مگر آنحضرت ﷺ نے حبشی مجاہدین کی ہمت افزائی فرمائی اور ان کی اس مشق کو جاری رہنے دیا۔ عہد رسالت میں نشر و اشاعت بلکہ جملہ امور نظم و نسق ملت کے لئے دفتر کا کام بھی مسجد ہی سے لیا جاتا تھا۔ اسلام کا ابتدائی دور تھا' آج جیسی آسانیاں مہیا نہ تھیں اس لئے ملی امور کے لئے مسجد ہی کو بطور مرکز ملت استعمال کیا گیا۔ آج بھی مساجد کو اسلامی ملی امور کے لئے بایں طور استعمال کیا جا سکتا ہے وفيه كفاية لمن له درايه

٨٠- بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

باب ڈھال کا بیان اور جو اپنے ساتھی کی ڈھال کو استعمال کرے اس کا بیان

٢٩٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ، فَكَانَ إِذَا رَمَى يُشْرِفُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ))

[راجع: ٢٨٨٠]

(٢٩٠٢) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ ہمیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طلحہؓ اپنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی آڑ ایک ہی ڈھال سے کر رہے تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیرانداز تھے۔ جب وہ تیر مارتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا ہے۔

ایک ہی ڈھال سے دو مجاہدین کے بچاؤ کرنے کا جواز ثابت ہوا جیسا کہ حضرت ابو طلحہؓ کا عمل ہوا۔ آنحضرت ﷺ ان کی نشانہ بازی کی کامیابی معلوم کرنے کے لئے نظر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا ہے' ان کی ہمت افزائی کے لئے بھی۔

٢٩٠٣- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: ((لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ عَلَى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي

(٢٩٠٣) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا خود آپؐ کے سر مبارک پر توڑا گیا اور چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اور آپؐ کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بھر بھر

الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ فَرَقَأَ الدَّمُ)). [راجع: ٢٤٣]

کرپانی بار بار لا رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خون پانی سے اور زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپؐ کے زخموں پر لگا دیا' جس سے خون آنا بند ہو گیا۔

تشریح دندان مبارک کو صدمہ پہنچانے والا عتبہ بن ابی وقاص مردود تھا' اس نے آپؐ کے قریب جا کر ایک پتھر مارا مگر فوراً ہی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ضرب سے اس کی گردن اڑا دی۔ اور عبداللہ بن قمیہ مردود نے پتھر مارے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھے تباہ کرے۔ ایسا ہی ہوا کہ ایک پہاڑی بکری نے نکل کر اس کو سینگوں سے ایسا مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سچ ہے وہ لوگ کس طرح فلاح پا سکتے ہیں جن کے ہاتھوں نے اپنے زمانہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کو زخمی کر دیا ہو۔

٢٩٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلاَحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ)).

[أطرافه في: ٣٠٩٤، ٤٠٣٣، ٤٨٨٥، ٥٣٥٧، ٥٣٥٨، ٦٧٢٨، ٧٣٠٥].

(۲۹۰۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے زہری نے' ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر کے باغات وغیرہ اموال ان میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر لڑے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تھے جن میں سے آپؐ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) ہر وقت تیاری رہے۔

ہتھیار گھوڑے یہ ساری فوج کے استعمال کے واسطے مہیا کئے جاتے تھے۔

٢٩٠٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلاً بَعْدَ سَعْدٍ، سَمِعْتُهُ

(۲۹۰۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن شداد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے کسی

يَقُولُ: ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).
[أطرافه في: ٤٠٥٨، ٤٠٥٩، ٦١٨٤].

کے متعلق نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر صدقے کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے تیر برساؤ (سعدؓ) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

تشریح اس حدیث سے تیراندازی کی فضیلت ثابت ہوئی اس طور پر کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تیراندازی پر ان کو شاباش پیش فرمائی۔ معلوم ہوا کہ فنون حرب جن میں مہارت پیدا کرنے سے اللہ پاک کی رضا مطلوب ہو بڑی فضیلت اور درجات رکھتے ہیں۔ عصر حاضر کے جملہ آلات حرب میں مہارت کو اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے صد افسوس کہ مسلمانوں نے ان نیک کاموں کو قطعاً بھلا دیا جس کی سزا وہ مختلف عذابوں کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔

٨١- بَابُ الدَّرَقِ

باب ڈھال کے بیان میں

٢٩٠٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)). فَلَمَّا عَمَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا)). [راجع: ٤٥٤]

(۲۹۰۶) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ مجھ سے ابو الاسود نے بیان کیا' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میرے یہاں تشریف لائے تو دو لڑکیاں میرے پاس جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ آپؐ بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیا اس کے بعد ابوبکرؓ آ گئے اور آپ نے مجھے ڈانٹا کہ یہ شیطانی گانا اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں! لیکن آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انہیں گانے دو' پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسری طرف متوجہ ہو گئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔

٢٩٠٧- قَالَتْ: وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: ((تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ: ((دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) قُلْتُ: نَعَم. قَالَ: ((فَاذْهَبِي)). قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ: ((فَلَمَّا غَفَلَ)).
[راجع: ٩٤٩]

(۲۹۰۷) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہ ڈھال اور حراب کا کھیل دکھلا رہے تھے' اب یا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے کہا یا آپ نے ہی فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا' میرا چہرہ آپؐ کے چہرہ پر تھا (اس طرح میں پیچھے پردے سے کھیل کو بخوبی دیکھ سکتی تھی) اور آپؐ فرما رہے تھے خوب بنو ارفدہ! جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے کہا جی ہاں' آپ نے فرمایا تو پھر جاؤ۔ احمد نے بیان کیا اور ان سے ابن وہب نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے کے بعد دوسری طرف متوجہ ہو جانے کے لئے لفظ عمل کے بجائے) فلما غفل نقل کیا۔

یعنی جب وہ ذرا غافل ہو گئے۔

روایت میں کچھ صحابہ کے ڈھالوں اور برچھیوں سے جنگی کرتب دکھلانے کا ذکر ہے' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخی اور جنگی کرتبوں کا نظارہ دیکھنا جائز ہے' پردہ کے ساتھ عورتیں ایسے کھیل دیکھ سکتی ہیں۔

٨٢- بَابُ الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيْقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ

باب تلواروں کی حمائل اور تلوار کا گلے میں لٹکانا

٢٩٠٨- حدّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْد عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ. وَأَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوتِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَمْ تُرَاعُوا)). ثُمَّ قَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْراً)). أَوْ قَالَ: ((إِنَّهُ لَبَحْرٌ)). [راجع: ٢٦٢٧]

(٢٩٠٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس بنائنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوب صورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا تھا' سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی کریم ﷺ سب سے آگے تھے اور آپؐ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔ آپؐ ابو طلحہ بنائنہ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے جس کی پشت ننگی تھی۔ آپؐ کی گردن سے تلوار لٹک رہی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے کہ ڈرو مت۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا جیسے سمندر ہے۔

مدینہ میں ایک دفعہ رات کو دشمن کے حملے کی افواہ پھیل گئی تھی۔ اسی کی تحقیق کے لئے آپؐ حضرت ﷺ خود بنفس نفیس نکلے اور چاروں طرف دور دور تک ملاحظہ فرما کر واپس ہوئے اور لوگوں کو بتلایا کہ کچھ خطرہ نہیں ہے۔ جس گھوڑے پر آپؐ سوار تھے اس کی تیز رفتاری سے بہت خوش ہوئے۔

٨٣- بَابُ حِلْيَةِ السُّيُوفِ

باب تلوار کی آرائش کرنا

٢٩٠٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ ((لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمْ الذَّهَبَ وَلاَ الْفِضَّةَ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمْ الْعَلاَبِيَّ وَالآنُكَ وَالْحَدِيْدِ)).

(٢٩٠٩) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حبیب سے سنا' کہا میں نے ابو امامہ باہلی سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک قوم (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بہت سی فتوحات کیں اور ان کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوئی تھی بلکہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ' سیسہ اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔

عہد جاہلیت میں تلواروں کی زیبائش سونے چاندی سے کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ظاہری زیبائش سے قطع نظر کر کے تلواروں

کی زیبائش اور مصنوعی عمدگی سیسے اور لوہے سے کی کہ درحقیقت یہی ان کی زیبائش تھی۔ آلات حرب کو بہتر سے بہتر شکل میں رکھنا آج بھی جملہ متمدن اقوام عالم کا دستور ہے۔

٨٤ - بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ

٢٩١٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانِ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ((أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتاً، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: اللهُ (ثَلاَثًا). وَلَمْ يُعَاقِبْهُ، وَجَلَسَ)).

[أطرافه في: ٢٩١٣، ٤١٣٤، ٤١٣٥، ٤١٣٦].

باب جس نے سفر میں دوپہر کے آرام کے وقت اپنی تلوار درخت سے لٹکائی

(۲۹۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے سنان بن ابی سنان الدوٴلی اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے۔ جب حضور اکرمؐ جہاد سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ یہ بھی واپس ہوئے۔ راستے میں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی وادی میں پڑاؤ کیا اور صحابہ پوری وادی میں (درخت کے سائے کے لئے) پھیل گئے۔ آپؐ نے بھی ایک ببول کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے تھے کہ آں حضرت ﷺ کے پکارنے کی آواز سنائی دی' دیکھا گیا تو ایک بدوی آپؐ کے پاس تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے غفلت میں میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا' جب بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! تین مرتبہ (میں نے اسی طرح کہا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی) حضور اکرمؐ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپؐ بیٹھ گئے۔ (پھر وہ خود متاثر ہو کر اسلام لائے)

تشریح: ابن اسحاق نے مغازی میں یوں روایت کیا ہے کہ کافروں نے اس گنوار سے جس کا نام دعثور تھا' یہ کہا کہ اس وقت محمد (ﷺ) اکیلے ہیں اور موقع اچھا ہے۔ چنانچہ وہ آپؐ کی تلوار لے کر آپؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب آپؐ کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا میرا بچانے والا اللہ ہے۔ آپؐ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ فوراً حضرت جبرائیل تشریف لائے اور اس گنوار کے سینے پر ایک گھونسا مارا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی' جو آپؐ نے اٹھا لی اور فرمایا کہ اب تجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں۔

٨٥- بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

باب خود پہننا

(لوہے کا ٹوپ جس سے میدان جنگ میں سر کا بچاؤ کیا جاتا تھا)

٢٩١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُمْسِكُ. فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لاَ يَزِيْدُ إِلاَّ كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيْرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ)). [راجع: ٢٤٣]

(٢٩١١) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے' ان سے احد کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا آپؐ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے اور آپؐ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپؐ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔ (جس سے سر پر زخم آئے تھے) حضرت فاطمہؓ خون دھو رہی تھیں اور علی کرم اللہ وجہہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون برابر بڑھتا ہی جا رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپؐ کے زخموں پر لگا دیا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔

تشریح: جنگ احد میں سب سے زیادہ المناک حادثہ یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ کو چوٹیں آئیں اور آپؐ زخمی ہو گئے۔ چہرہ کا زخم ابن قمیہ کے ہاتھوں سے ہوا اور دانتوں کا صدمہ عتبہ ابن ابی وقاص کے ہاتھوں سے پہنچا اور خود کو آپؐ کے سر مبارک پر توڑنے والا عبداللہ بن ہشام تھا۔ خود' لوہے کا ٹوپ جو سر کی حفاظت کے لئے سر ہی پر پہنا جاتا ہے۔ حدیث سے اس کا پہننا ثابت ہوا۔ جنگ احد کے تفصیلی حالات کتاب المغازی میں آئیں گے' ان شاء اللہ۔

٨٦- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ كَسْرَ السِّلاَحِ عِنْدَ الْـمَوتِ

باب کسی کی موت پر اس کے ہتھیار وغیرہ توڑنے درست نہیں

٢٩١٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تركَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ سِلاَحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً)). [راجع: ٢٧٣٩]

(٢٩١٢) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (وفات کے بعد) اپنے ہتھیار ایک سفید خچر اور ایک قطعۂ اراضی جسے آپ پہلے ہی صدقہ کر چکے تھے کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

تشریح: عرب جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب کسی قبیلہ کا سردار یا قبیلہ کا کوئی بہادر مر جاتا تو اس کے ہتھیار توڑ دیئے جاتے' یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ اب ان ہتھیاروں کا حقیقی معنوں میں کوئی اٹھانے والا باقی نہیں رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں ایسا عمل ہرگز جائز نہیں۔ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے ہتھیار وغیرہ سب باقی رکھے گئے۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اشارہ کیا کہ شریعت اسلامی میں یہ کام منع ہے کیونکہ اس میں عمل کا ضائع کرنا ہے۔

٨٧- بَابُ تَفرُّقِ النَّاسِ عَنِ الإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالإِسْتِظْلاَلِ بِالشَّجَرِ

٢٩١٣- حدَّثَنا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حدَّثَنا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ. فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ. فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ؟ قُلْتُ: اللهُ)). فَشَامَ السَّيْفَ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ. ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ)). [راجع: ٢٩١٠]

باب دوپہر کے وقت درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے فوجی لوگ امام سے جدا ہو کر (متفرق درختوں کے سائے تلے) پھیل سکتے ہیں

(۲۹۱۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے' ان سے سنان بن ابی سنان اور ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان دونوں حضرات کو جابر رضی اللہ عنہ نے خبردی۔ اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہیں ابراہیم بن سعد نے خبردی' انہیں ابن شہاب نے خبردی' انہیں سنان بن ابی سنان الدوٴلی نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبردی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لڑائی میں شریک تھے۔ ایک ایسے جنگل میں جہاں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ قیلولہ کا وقت ہو گیا' تمام صحابہ سائے کی تلاش میں (پوری وادی میں متفرق درختوں کے نیچے) پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ آپؐ نے تلوار (درخت کے تنے سے) لٹکا دی تھی اور سو گئے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو آپؐ کے پاس ایک اجنبی موجود تھا اس اجنبی نے کہا تھا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور مجھ سے کہنے لگا تھا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ (اس پر وہ شخص خود ہی دہشت زدہ ہو گیا) اور تلوار نیام میں کر لی' اب یہ بیٹھا ہوا ہے آنحضرتؐ نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں حضرت امام بخاری اس حدیث کو یہ امر ثابت کرنے کے لئے لائے کہ فوجی لوگ دوپہر میں کہیں چلتے ہوئے جنگل میں قیلولہ کریں تو اپنی پسند کے مطابق سایہ دار درخت تلاش کر سکتے ہیں اور اپنے قائد سے آرام کرنے کے لئے الگ ہو سکتے ہیں اور یہ آداب جنگ کے منافی نہیں ہے۔

٨٨- بَابُ مَا قِيْلَ فِي الرِّمَاحِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب بھالوں (نیزوں) کا بیان

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری

((جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ والصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي)).

روزی میرے نیزے کے سائے کے نیچے مقدر کی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے اس کیلئے ذلت اور خواری کو مقدر کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے وصل کیا۔ مطلب یہ کہ میرا پیشہ سپاہ گری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت کی سوداگری جہاد ہے۔

٢٩١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا، فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوا، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضٌ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ)). وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلُ حَدِيْثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)).

[راجع: ١٨٢١]

(۲۹۱۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابو النضر نے اور انہیں ابو قتادہ انصاری کے مولیٰ نافع نے اور انہیں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) مکہ کے راستے میں آپؐ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے' لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ خود قتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر انہوں نے ایک گورخر دیکھا اور اپنے گھوڑے پر (شکار کرنے کی نیت سے) سوار ہو گئے' اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے (جو احرام باندھے ہوئے تھے) کہا کہ کوڑا اٹھا دیں انہوں نے اس سے انکار کیا' پھر انہوں نے اپنا نیزہ مانگا اس کے دینے سے انہوں نے انکار کیا' آخر انہوں نے خود اسے اٹھایا اور گورخر پر جھپٹ پڑے اور اسے مار لیا۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے بعض نے تو اس گورخر کا گوشت کھایا اور بعض نے اس کے کھانے سے (احرام کے عذر کی بنا پر) انکار کیا۔ پھر جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اس کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانے کی چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے گورخر کے (شکار سے) متعلق ابو النضر ہی کی حدیث کی طرح (البتہ اس روایت میں یہ زائد ہے کہ) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کا کچھ بچا ہوا گوشت ابھی تمہارے پاس موجود ہے؟

تشریح اس حدیث میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا نیزوں سے مسلح ہونا مذکور ہوا ہے' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا مقصد یہ کہ مسلمان کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کا سپاہی ہے ہر حال میں

سپاہیانہ زندگی گزارنا ہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔ صد افسوس کہ عام اہل اسلام بلکہ خواص تک ان حقائق اسلام سے حد درجہ غافل ہو گئے ہیں۔ علمائے ظواہر صرف فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے اور حقائق اسلام نظروں سے بالکل او جھل ہو گئے جس کی سزا سارے مسلمان عام طور پر غلامانہ زندگی کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔ الا من شاء اللہ

٨٩- بَابُ مَا قِيْلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

باب آنحضرت ﷺ کا لڑائی میں زرہ پہننا

اسی طرح کرتہ (لوہے) کا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ "خالد بن ولید نے تو اپنی زرہیں اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں" (پھر اس سے زکوٰۃ کا مانگنا بے جا ہے)

٢٩١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ. اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ)). فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ. وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ. بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾)).
وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ((يَوْمَ بَدْرٍ)) بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ.

[أطرافه في: ٣٩٥٣، ٤٨٧٥، ٤٨٧٧].

(٢٩١٥) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (بدر کے دن) دعا فرما رہے تھے' اس وقت آپؐ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے' کہ اے اللہ! میں تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس کیجئے اے اللہ کے رسول! آپؐ نے اپنے رب کے حضور میں دعا کی حد کر دی ہے۔ آنحضرت اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی (ترجمہ) "جماعت (مشرکین) جلد ہی شکست کھا کر بھاگ جائے گی اور پیٹھ دکھانا اختیار کرے گی اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہو گا" اور وہیب نے بیان کیا' ان سے خالد نے بیان کیا کہ بدر کے دن کا (یہ واقعہ ہے)

تشریح یعنی اے اللہ! آج تو اپنا وعدہ اپنے فضل و کرم سے پورا کر دے۔ وعدہ یہ تھا کہ یا تو قافلہ آئے گا یا کافروں پر فتح ہو گی۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ کے وعدہ پر کامل بھروسہ تھا۔ مگر مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت اور کافروں کی کثرت کو دیکھ کر بہ مقتضائے بشریت آپ نے فرمایا لم تعبد بعد الیوم کا مطلب یہ کہ دنیا میں آج تیرے خالص پوجنے والے یہی تین سو تیرہ آدمی ہیں' اگر تو ان کو بھی ہلاک کر دے گا تو تیری مرضی۔ چونکہ میرے بعد پھر کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو قیامت تک شرک ہی شرک رہے گا اور تجھے کوئی نہ پوجے گا۔ اللہ نے اپنے پیارے نبی کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور بدر میں کافروں کو وہ شکست دی کہ آئندہ کے لئے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور اہل اسلام کی ترقی کے راستے کھل گئے۔ حدیث ہذا سے میدان جنگ میں زرہ پہننا ثابت ہوا۔ آج کل مشینی دور ہے لہٰذا میدان جنگ کے بھی قدیم اطوار بدل گئے ہیں۔

٢٩١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تُوُفِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلاَثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ)). وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ((دِرْعٌ مِنْ حَدِيْدٍ)) وَقَالَ مُعَلَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشِ وَقَالَ ((رَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ)). [راجع: ٢٠٦٨]

(۲۹۱۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں اسود نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ اور یعلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ لوہے کی زرہ (تھی) اور معلی نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

اس حدیث سے زرہ رکھنے کا ثبوت ہوا۔ زرہ لوہے کا کرتہ جس سے جنگ میں سارا جسم چھپ جاتا ہے اور اس پر کسی نیزے یا برچھے کا اثر نہ ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں تقریباً ساری ہی دنیا میں میدان جنگ میں زرہ پہننے کا رواج تھا۔

٢٩١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيْهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعْفِيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيْهِ)). فَسَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلاَ تَتَّسِعُ)). [راجع: ١٤٤٣]

(۲۹۱۷) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل (جو زکوٰۃ نہیں دیتا) اور زکوٰۃ دینے والے (سخی) کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے' دونوں لوہے کے کرتے (زرہ) پہنے ہوئے ہیں' دونوں کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں زکوٰۃ دینے والا (سخی) جب بھی زکوٰۃ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کرتہ اتنا کشادہ ہو جاتا ہے کہ زمین پر چلتے میں گھسٹتا جاتا ہے لیکن جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ایک ایک حلقہ اس کے بدن پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے جڑ جاتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ پھر بخیل اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔

تشریح یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سخی کا دل تو زکوٰۃ اور صدقہ دینے سے خوش اور کشادہ ہو جاتا ہے اور بخیل اول تو زکوٰۃ دیتا نہیں دوسرے جبراً قہراً کچھ دے بھی تو دے تو دل تنگ اور رنجیدہ ہو جاتا ہے' اس کی زرہ کے حلقے سکڑنے کی یہی تعبیر ہے۔ بخل کی مذمت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں' مرد مومن زکوٰۃ نکالنے اور اللہ کے لیے خرچ کرنے سے اس قدر خوش ہوتا ہے گویا اس کی زرہ نے کشادہ ہو کر اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیا' اس کی زرہ کی کشادگی سے بھی زیادہ اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ خوبی عطا کرے آمین۔ چونکہ اس حدیث میں زرہ کا ذکر تھا' اس لئے حضرت امام

بخاری یہاں اس کو لائے اور زرہ کا اثبات فرمایا۔

٩٠- بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

باب سفر میں اور لڑائی میں چغہ پہننے کا بیان

٢٩١٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ، فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ - وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ - فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ، فَغَسَلَهُمَا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.[راجع: ١٨٢]

(٢٩١٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابو الضحیٰ مسلم نے' جو صبیح کے صاحبزادے ہیں' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپؐ واپس ہوئے تو میں پانی لے کر خدمت میں حاضر ہوا' آپؐ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرہ پاک کو دھویا۔ اس کے بعد (ہاتھ دھونے کے لئے) آستین چڑھانے کی کوشش کی لیکن آستین تنگ تھی اس لئے ہاتھوں کو نیچے سے نکالا پھر انہیں دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں ہر دو کا بھی مسح کیا۔

٩١- بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ

باب لڑائی میں حریر یعنی خالص ریشمی کپڑا پہننا

تشریح: اس مسئلہ میں اختلاف ہے' امام مالک اور امام ابو حنیفہؒ نے مطلقاً اس کا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں رکھا اور امام شافعی اور امام ابو یوسف نے کہا ضرورت کے لئے جائز ہے جیسے خارش یا جوؤں میں اور اہلحدیث کے نزدیک لڑائی میں بھی جائز ہے بلکہ ابن ماجشون نے کہا مستحب ہے دشمن کو ڈرانے کے لئے۔

٢٩١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا)) [أطرافه في: ٢٩٢٠، ٢٩٢١، ٢٩٢٢، ٥٨٣١].

(٢٩١٩) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیرؓ کو خارش کے مرض کی وجہ سے ریشمی کرتہ پہننے کی اجازت دے دی تھی' جو ان دونوں کو لاحق ہو گئی تھی جو اس مرض میں مفید ہے۔

تشریح: یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے بیان کیا کہ یہ اجازت جہاد میں ہوئی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ یہ اجازت سفر میں دی۔ اب دوسری روایت میں اجازت کی علت جوئیں مذکور ہیں اس روایت میں کھجلی۔ دونوں میں تطبیق یوں ہو گی کہ پہلے جوئیں پڑی ہوں گی پھر جوؤں کی وجہ سے کھجلی پیدا ہو گئی ہو گی۔ کہتے ہیں

ریشمی کپڑا خارش کو کھو دیتا ہے اور جوؤں کو مار ڈالتا ہے (وحیدی)

٢٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ- يَعْنِي الْقُمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ، فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ)).

[راجع: ٢٩١٩]

(۲۹۲۰) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت دے دی' پھر میں نے جہاد میں انہیں ریشمی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

٢٩٢١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: ((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيْرٍ)).

[راجع: ٢٩١٩]

(۲۹۲۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' انہیں قتادہ نے خبر دی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((رَخَّصَ - أَوْ رُخِّصَ - لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا)). [راجع: ٢٩١٩]

(۲۹۲۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) رخصت دی تھی یا (یہ بیان کیا کہ) رخصت دی گئی تھی' ان دونوں حضرات کو خارش کی وجہ سے جو ان کو لاحق ہو گئی تھی۔

٩٢- بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ

باب چھری کا استعمال کرنا درست ہے

٢٩٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا، ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلاَةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)). حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ: ((فَأَلْقَى

(۲۹۲۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شانے کا گوشت (چھری سے) کاٹ کر کھا رہے تھے' پھر نماز کے لئے اذان ہوئی تو آپ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے (اس روایت میں) یہ زیادتی بھی موجود ہے کہ

السِّكِّينَ)). [راجع: ٢٠٨]

(جب آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو) آپؐ نے چھری ڈال دی۔

یہ حدیث کتاب الوضوء میں گزر چکی ہے اور یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ جب چھری کا استعمال درست ہوا تو جہاد میں بھی اس کو رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک ہتھیار ہے۔ مجاہدین کو بہت سی ضروریات میں چھری بھی کام آ سکتی ہے' اس لئے اس کا بھی سفر میں ساتھ رکھنا جائز ہے۔

٩٣- بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ

٢٩٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمِشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا)). قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنَا فِيْهِمْ؟ ((قَالَ أَنْتِ فِيْهِمْ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ)). فَقُلْتُ: أَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ : ((لاَ)).

[راجع: ٢٧٨٩]

باب نصاریٰ سے لڑنے کی فضیلت کا بیان

(٢٩٢٤) ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بیان کیا' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے عمیر بن اسود عنسی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا قیام ساحل حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے' آپؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا' اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں' تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا' ان کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کہ نہیں۔

تشریح پہلا جہاد حضرت عثمان کے زمانہ میں (حضرت معاویہ کی قیادت میں) ۲۸ھ میں ہوا جس پر جزیرہ قبرص کے نصاریٰ پر چڑھائی کی گئی' اسی میں حضرت ام حرامؓ شریک تھیں' واپسی میں یہ راستہ پر سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ دوسرا جہاد ۵۲ھ میں بزمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوا جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی میں شہادت پائی اور قسطنطنیہ ہی میں دفن کئے گئے۔ یہ لشکر یزید بن معاویہ کے زیر قیادت تھا۔ مگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی تھی اس لئے اس سے یزید کی خلافت کی صحت پر دلیل پکڑنا غلط ہوا اور لشکر والوں کی بخشش کی جو بشارت دی گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے۔ خود آنحضرتؐ کے ساتھ ایک آدمی خوب بہادری سے لڑا تھا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخی ہے پس بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ (وحیدی)

نوٹ: یہاں علامہ وحید الزماںؒ کو ایک زبردست غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی کی بے جا تاویل کر ڈالی ہے۔ حالانکہ

نبی ﷺ کی کہی ہوئی بات حرف بحرف پوری ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ جو لشکر لڑ رہا تھا' ان سب کے جنتی ہونے کی پیشین گوئی آپ نے نہیں فرمائی تھی اور اس کے برعکس قسطنطنیہ کے سارے لشکریوں کے جنتی ہونے کی آپؐ نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو محدود کرنے کا اختیار کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ (محمود الحسن اسد)

٩٤- بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ

باب یہودیوں سے لڑائی ہونے کا بیان

٢٩٢٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِيءَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللهِ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)).

[طرفه في: ٣٥٩٣].

(٢٩٢٥) ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا (ایک دور آئے گا جب) تم یہودیوں سے جنگ کرو گے۔ (اور وہ شکست کھا کر بھاگتے پھریں گے) کوئی یہودی اگر پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر بھی بول اٹھے گا کہ "اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے اسے قتل کر ڈال۔"

٢٩٢٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ، حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)).

(٢٩٢٦) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو جریر نے خبر دی عمارہ بن قعقاع سے' انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک یہودیوں سے تمہاری جنگ نہ ہو لے گی اور وہ پتھر بھی اس وقت (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول اٹھیں گے جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہو گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ لے کر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر ڈالو۔

یہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہو گا۔

٩٥- بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ

باب ترکوں سے جنگ کا میدان

تشریح ترک سے مراد یہاں وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے ان کو قوم تار تار کہا گیا ہے۔ یہ لوگ خلفاء کے عہد تک کافر تھے یہاں تک کہ ہلاکو خاں ترک نے عربوں پر چڑھائی کی اور خلافت بنو عباسیہ کا کام تمام کیا۔ اس کے کچھ بعد ترک مشرف باسلام ہوئے جن کے اسلام کی مختصر کہانی یہ ہے۔

تاتاری دولت: ایل خانیہ کا وہ پہلا بادشاہ جس نے اسلام قبول کیا تکودار تھا' یہ بادشاہ ہلاکو خاں کا چھوٹا لڑکا تھا' جو اباقا خاں کے بعد مغل تخت و تاج کا مالک ہوا۔ ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں اس دور کے عیسائی مؤرخ کے حوالہ سے تکودار خاں کا ایک مکتوب نقل کیا ہے جو اس نے سلطان مصر کے نام ارسال کیا تھا۔ مکتوب نقل کرنے سے پہلے وہ عیسائی مورخ تکودار کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے۔

تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب کے مطابق ہوئی تھی۔ بچپن میں اسے اصطباغ ملا تھا اور اس کا نام نکولس رکھا گیا تھا لیکن نکولس جب جوان ہوا تو اسے مسلمانوں کی صحبت نصیب ہو گئی' مسلمانوں کی صحبت نے نکولس پر بہت اثر ڈالا وہ اس تعلق اور میل جول کو بہت عزیز رکھنے لگا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نکولس کے میل جول کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنا نام سلطان محمد رکھا۔ اسلامی نظریات قبول کر کے نکولس یعنی سلطان محمد نے اس امر کی کوشش کی کہ اس کی پوری قوم تاتاری اسلام کی روشنی سے منور ہو جائے۔ وہ ایک باسطوت شہنشاہ تھا۔ اس نے اسلامی توحید اور اسلامی اخلاق قبول کرنے والوں کے لئے انعام و اکرام مقرر کیا اور انہیں اختیار اور عزت کے عہدوں پر مامور کیا۔ شہنشاہ کے اس اعزاز و اکرام کا تاتاری عوام پر بڑا اثر پڑا اور تاتاریوں کی بڑی تعداد نے توحید و آخرت کا اسلامی تصور قبول کر لیا۔

اس تعارف تمہید کے بعد اس دور کا عیسائی مورخ سلطان محمد (نکولس) کا وہ تاریخی مکتوب نقل کرتا ہے جو اس نے مصری فرمانروا کے نام بھیجا تھا۔ وہ مکتوب یہ ہے:

سلطان محمد کا فرمان شاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہدایت کی روشنی عطا فرمائی۔ جوانی کے آغاز ہی میں ہم کو اپنی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی پیغمبرانہ صداقت کو تسلیم کرنے اور خدا کے نیک بندوں کے بارے میں اچھی رائے رکھنے کی توفیق بخشی۔ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (الانعام آیت ۱۲۵) ترجمہ: خدا تعالیٰ جس کو زندگی کے بہترین راستہ پر چلانا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ہم اس وقت سے آج تک دین حق کو سربلند کرنے اور مسلمانوں کے معاملات کو سدھارنے پر توجہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ والد بزرگوار ہلاکو خاں اور برادر بزرگ (اباقا خاں) کی طرف سے حکمرانی کی ذمہ داری ہم پر آ پڑی اور خدا تعالیٰ نے ہماری آرزوؤں کو پورا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ایک وقت تھا کہ مقدس کورلتائی (مجلس امراء) میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی مہم کو جاری رکھا جائے اور ہماری ان افواج کو ہر طرف روانہ کیا جائے جن کی کثرت سے خدا کی زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہو چکی تھی اور جن افواج کی صولت و ہیبت سے دنیا کا دل کانپتا اور تھر تھراتا تھا اور افواج کشی کا فیصلہ ہمارے ایوان امراء کے شہزادگان اور سپہ سالاران ایسے مستحکم عزم وارادہ سے کرتے کہ جس کے سامنے پہاڑ جھک جائیں اور سنگ خارا کی چٹانیں موم ہو جائیں۔ لیکن آج وہ وقت ہے کہ ہماری مجلس شہزادگان و امراء میں یہ مشورہ ہوتا ہے کہ اسلام کے کلمہ کو سربلند کیا جائے' خونریزی کا سلسلہ بند کیا جائے' چاروں طرف امن و امان کا دور دورہ ہو' ہماری مملکت کے حکام ہماری شفقت سے آرام پائیں کیونکہ ہم خدا کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور بندگان خدا پر مہربان ہیں۔ ہمارے اس فیصلہ کو شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کے نیک مشوروں نے تقویت دی ہے۔ ہم نے قاضی القضاۃ قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو اطراف ملک میں بھیجا ہے تاکہ وہ عوام کو ہمارے اس طریقہ کار سے آگاہ کریں' اسلام تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اب خدا نے ہم کو حق کی پیروی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ہلاکو خاں کے لڑکے تکودار خاں کے اس مکتوب کے بعد سر تھامس لکھتا ہے۔ مغل تاریخ کے جاننے والے کو اس مکتوب کے مطالعہ سے راحت اور سکون حاصل ہوا ہو گا۔

۲۹۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ

(۲۹۲۷) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' ان سے جریر بن حازم نے بیان کیا' کہا میں نے حسن سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو

تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالَ الشَّعْرِ، وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)). [طرفه في: ٣٥٩٢].

باتوں کی بناتے ہیں (یا ان کے بال بہت لمبے ہوں گے) اور قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں سے لڑو گے جن کے منہ چوڑے چوڑے ہوں گے گویا وہ ڈھالیں ہیں چمڑا جمی ہوئی (یعنی بہت موٹے منہ والے ہوں گے)

حدیث میں مطوقہ یا مطرقہ ہے معنی دونوں کے ایک ہی ہیں اقوام تاتار مراد ہیں جو بعد میں دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔

تشریح ترک سے مراد یہاں وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہے۔ علی العموم تاتار کے لوگ آنحضرت ﷺ اور خلفائے اسلام کے زمانوں تک کافر رہے۔ یہاں تک کہ ہلاکو خاں ترک نے عربوں پر چڑھائی کر کے خلافت عباسیہ کا کام تمام کیا۔ اس کے بعد کچھ ترک مشرف باسلام ہوئے۔ وہب بن منبہ نے کہا کہ ترک یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں۔ جب سد بنائی گئی تو یہ لوگ غائب تھے وہ دیوار کے اسی طرف رہ گئے۔ اسی لئے ان کا نام ترک یعنی متروک ہو گیا' واللہ اعلم بالصواب۔

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ)). [أطرافه في: ٢٩٢٩، ٣٥٨٧، ٣٥٩٠، ٣٥٩١].

(۲۹۲۸) ہم سے سعید بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر لو گے' جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' چہرے سرخ ہوں گے' ناک موٹی پھیلی ہوئی ہو گی' ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بند چمڑا لگی ہوئی ہوتی ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کر لو گے جن کے جوتے بال کے بنے ہوئے ہوں گے۔

٩٦- بَابُ قِتَالِ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ

باب ان لوگوں سے لڑائی کا بیان جو بالوں کی جوتیاں پہنے ہوں گے

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُم

(۲۹۲۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے لڑائی نہ کر لو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کر لو گے

الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ فِيْهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً: ((صِغَارَ الأَعْيُنِ، ذُلْفَ الأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

[راجع: ٢٩٢٨]

جن کے چہرے تہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں گے۔ سفیان نے بیان کیا کہ اس میں ابو الزناد نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ زیادہ نقل کیا کہ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' ناک موٹی' چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بتہ چمڑہ لگی ڈھال ہوتی ہے۔

اس حدیث میں بھی قوم ترک کا بیان ہے اور یہ ان کے قبول اسلام سے پہلے کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں تین قومیں ایسی ہیں کہ انہوں نے خاص طور پر ساری قوم نے اسلام قبول کر لیا' عرب' ترک اور افغان۔ یہ جب اسلام میں داخل ہوئے تو روئے زمین پر سب ہی مسلمان ہو گئے۔ (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

٩٧- بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَاسْتَنْصَرَ

باب ہار جانے کے بعد امام کا سواری سے اترنا اور بچے کھچے لوگوں کی صف باندھ کر اللہ سے مدد مانگنا

٢٩٣٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ - وَسَأَلَهُ رَجُلٌ: أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ - قَالَ لاَ وَاللهِ، مَا وَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَخِفَافُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلاَحٍ، فَأَتَوا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ، مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ، فَأَقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءَ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ، فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِب، أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ)). ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ)).

[راجع: ٢٨٦٤]

(٢٩٣٠) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں فرار اختیار کیا تھا؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم' رسول اللہ ﷺ نے پشت ہرگز نہیں پھیری تھی۔ البتہ آپ کے اصحاب میں جو نوجوان تھے بے سرو سامان جن کے پاس نہ زرہ تھی' نہ خود اور کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے' انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیز انداز تھے کہ کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر برسائے اور شاید ہی کوئی نشانہ ان کا خطا ہوا ہو (اس دوران میں مسلمان) نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور آپ کے چچیرے بھائی ابو سفیان بن حارث ابن عبدالمطلب آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں اس میں غلط بیانی کا کوئی شائبہ نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی (نئے طریقے پر) صف بندی کی۔

٩٨- بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

٢٩٣١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيْسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَلأَ اللهُ بُيُوتَهُم وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنْ صَلاَةِ الْوُسْطَى حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ)).

[أطرافه في: ٤١١١، ٤٥٣٣، ٦٣٩٦].

٢٩٣٢- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو فِي الْقُنُوتِ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوسُفَ)). [راجع: ٧٩٧]

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالد أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اللَّهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)

باب مشرکین کے لئے شکست اور زلزلے کی بددعا کرنا

(۲۹۳۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ نے خبر دی' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' ان سے محمد نے' ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کو) یہ بد دعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطی (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی (یہ آپ نے اس وقت فرمایا) جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔

(۲۹۳۲) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابن ذکوان نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (صبح کی) دعائے قنوت میں (دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کر) یہ دعاء پڑھتے تھے (ترجمہ) اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے' اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے' اے اللہ! تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ (جو مکہ میں مشرکین کی سختیاں جھیل رہے تھے) اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل کر۔ اے اللہ! ایسا قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔

(۲۹۳۳) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تھی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے (قیامت کے دن) حساب بڑی سرعت سے لینے والے اے اللہ! مشرکوں اور کفار کی جماعتوں کو (جو مسلمانوں کا استیصال کرنے آئی ہیں) شکست دے۔ اے اللہ! انہیں

[أطرافه في : ٢٩٦٥، ٣٠٢٥، ٤١١٥، ٦٣٩٢، ٧٤٨٩].

شکست دے اور انہیں جھنجوڑ کر رکھ دے۔

٢٩٣٤- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَونٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فقالَ أبوجَهْلٍ وَناسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاَهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فاطِمة فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، لأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ)). قالَ عَبْدُ اللهِ : فَلَقَدْ رَأَيْتَهُمْ فِي قَلِيْبِ بَدْرٍ قَتْلَى)) قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَنَسِيْتُ السَّابِعَ. وقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ((أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ))، وَقَالَ شُعْبَةُ : ((أُمَيَّةُ أَوْ أُبَيٌّ)) وَالصَّحِيْحُ أُمَيَّةُ.

[راجع: ٢٤٠]

(۲۹۳۴) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا' ہم سے سفیان ثوری نے' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اور قریش کے بعض دوسرے لوگوں نے کہا کہ اونٹ کی اوجھڑی لاکر کون ان پر ڈالے گا؟ مکہ کے کنارے ایک اونٹ ذبح ہوا تھا (اور اسی کی اوجھڑی لانے کے واسطے) ان سبھوں نے اپنے آدمی بھیجے اور وہ اس اونٹ کی اوجھڑی اٹھالائے اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر (نماز پڑھتے ہوئے) ڈال دیا۔ اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے آپ کے اوپر سے اس گندگی کو ہٹایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش کو پکڑ' اے اللہ! قریش کو پکڑ' اے اللہ! قریش کو پکڑ' ابو جہل بن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط سب کو پکڑ لے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چنانچہ میں نے ان سب کو جنگ بدر میں بدر کے کنویں میں دیکھا کہ سب ہوں کو قتل کر کے اس میں ڈال دیا گیا تھا۔ ابو اسحاق نے کہا کہ میں ساتویں شخص کا (جس کے حق میں آپ نے بد دعا کی تھی نام) بھول گیا اور یوسف بن ابی اسحاق نے کہا کہ ان سے ابو اسحاق نے (سفیان کی روایت میں ابی بن خلف کی بجائے) امیہ بن خلف بیان کیا اور شعبہ نے کہا کہ امیہ یا ابی (شک کے ساتھ ہے) لیکن صحیح امیہ ہے۔

٢٩٣٥- حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَلَعَنْتُهُمْ. فَقَالَ: مَالَكِ؟ قَالَتْ: أَوَلَمْ

(۲۹۳۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ بعض یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) میں نے ان پر لعنت بھیجی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کیا انہوں نے بھی جو

تَسْمَعْ مَا قَالُوا: قَالَ: ((فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[أطرافه في : ٦٠٢٤، ٦٠٣٠، ٦٢٥٦، ٦٣٩٥، ٦٤٠١، ٦٩٢٧].

کہا تھا آپؐ نے نہیں سنا؟ آپؐ نے فرمایا' کیا اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کا کیا جواب دیا "وعلیکم" یعنی تم پر بھی وہی آئے (یعنی میں نے کوئی برا لفظ زبان سے نہیں نکالا صرف ان کی بات ان ہی پر لوٹا دی)

اسی لئے نامعقول اور بے ہودی حرکتوں کا جواب یونہی ہونا چاہیے۔ آیت قرآنی ﴿ ادفع بالتي هي احسن ﴾ (فصلت: ۳۴) کا تقاضا ہے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ یہودی کی فطرت ہمیشہ سے شرپسند رہی ہے۔ خود اپنے انبیاء کے ساتھ ان کا برتاؤ اچھا نہیں رہا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں یہودیوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی' یہاں تک کہ ملاقات کے وقت زبان کو توڑ مروڑ کر السلام علیکم کی جگہ السام علیکم کہہ ڈالتے کہ تم پر موت آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی اس حرکت پر اطلاع پاکر اتنا ہی کافی سمجھا "وعلیکم" یعنی تم پر بھی وہی آئے جو میرے لئے منہ سے نکال رہے ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپؐ نے یہود کی اس حرکت کے جواب میں حضرت عائشہؓ کے لعن طعن والے جواب کو پسند نہیں فرمایا بلکہ جو جواب آپؐ نے دیا' اسی کو کافی سمجھا۔ یہ آپ کے کمال اخلاق حسنہ کی دلیل ہے۔ ﷺ

٩٩- بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ؟

باب مسلمان اہل کتاب کو دین کی بات بتلائے یا ان کو قرآن سکھائے؟

٢٩٣٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ: ((فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيْسِيِّيْنَ)).

[طرفه في : ٢٩٤٠].

(۲۹۳۶) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' کہا مجھے میرے بھتیجے ابن شہاب نے خبر دی' ان سے ان کے چچا نے بیان کیا' انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (روم کے بادشاہ) قیصر کو (خط) لکھا جس میں آپؐ نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر تم نے (اسلام کی دعوت سے) منہ موڑا تو (اپنے گناہ کے ساتھ) ان کاشتکاروں کا بھی گناہ تم پر پڑے گا (جن پر تم حکمرانی کر رہے ہو)

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔ اس خط میں آپ نے قرآن مجید کی آیت بھی لکھی تھی تو باب کا ترجمہ ثابت ہو گیا یعنی اہل کتاب کو قرآن سکھانا مگر یہ جب ہے کہ ان سے خیر کی امید ہو۔ اگر ان سے گستاخی اور بے ادبی کا خطرہ ہے تو ان کو قرآن شریف ہرگز ہرگز نہیں سکھانا چاہیے۔

١٠٠- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

باب مشرکین کا دل ملانے کے لئے ان کی ہدایت کی دعا کرنا

٢٩٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(۲۹۳۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی'

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ)).

[طرفاه في: ٤٣٩٢، ٦٣٩٧].

کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپؐ ان پر بد دعا کیجئے! بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بھی قبیلہ دوس کے تھے۔ لوگوں نے بد دعا کی درخواست کی تھی مگر آپ نے ان کی ہدایت کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور بعد میں اس قبیلہ کے لوگ خوشی خوشی مسلمان ہو گئے۔

١٠١- بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصْرَانِيِّ، وَعَلَى مَا يُقَاتَلُونَ عَلَيْهِ؟ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَالدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب یہود اور نصاریٰ کو کیونکر دعوت دی جائے اور کس بات پر ان سے لڑائی کی جائے

اور ایران اور روم کے بادشاہوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطوط لکھنا اور لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا۔

٢٩٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَ يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ)).

[راجع: ٦٥]

(٢٩٣٨) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی قتادہ سے' انہوں نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ بیان کرتے تھے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ سر بمہر نہ ہو' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ گویا دست مبارک پر اس کی سفیدی میری نظروں کے سامنے ہے۔ اس انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کھدا ہوا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ اسلام کی دعوت باضابطہ تحریری طور پر سربراہ کی مہر سے مزین ہونی چاہئے۔ یہ جب ہے کہ شاہان عالم کو دعوتی خطوط لکھے جائیں اس سے تحریری تبلیغ کا بھی مسنون ہونا ثابت ہوا۔

٢٩٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ

(٢٩٣٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن

اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى، فَأَمَرَهُ أَن يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى. فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَّقَهُ، فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِم النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ)). [راجع: ٦٤]

عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط کسریٰ کے پاس بھیجا۔ آپ نے (ایلچی سے) یہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کے خط کو بحرین کے گورنر کو دے دیں' بحرین کا گورنر اسے کسریٰ کے دربار میں پہنچا دے گا۔ جب کسریٰ نے مکتوب مبارک پڑھا تو اسے اس نے پھاڑ ڈالا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا تھا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پر بد دعا کی تھی کہ وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

تواریخ میں مذکور ہے کہ فرزند کسریٰ جو ایک نوجوان عیاش قسم کا آدمی تھا اور وہ موقع کا انتظار کر رہا تھا کہ اپنے والد کسریٰ کو ختم کر کے جلد سے جلد تخت اور خزانوں کا مالک بن جائے۔ چنانچہ جب کسریٰ نے یہ حرکت کی اس کے بعد جلد ہی ایک رات کو اس کے لڑکے نے کسریٰ کے پیٹ پر چڑھ کر اس کے پیٹ کو چھرا گھونپ دیا اور اسے ختم کر دیا۔ بعد میں وہ تخت و تاج کا مالک بنا تو اس نے خزانوں کا جائزہ لیتے ہوئے خزانے میں ایک دوا کی شیشی پائی جس پر قوت باہ کی دوا لکھا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ والد صاحب اسی دوا کو کھا کھا کر آخر تک داد عیش دیتے رہے مجھ کو بھی دوا کھا لینی چاہئے۔ درحقیقت اس شیشی میں سم الفار تھا اس نے اس کو کھایا اور فوراً ہی وہ بھی ختم ہو گیا۔ اس طرح اس کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی اور عہد فاروقی میں سارا ملک اسلامی قلم رو میں شامل ہو گیا اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کی دعا نے پورا پورا اثر دکھلایا ﷺ۔ کرمانی وغیرہ میں ہے کہ اس کے لڑکے کا نام خیرویہ تھا جس نے اپنے باپ پرویز نامی کا پیٹ چاک کیا اور چھ ماہ بعد خود بھی وہ مذکورہ زہر کھا کر ہلاک ہو گیا۔ عہد فاروقی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہ ملک فتح ہوا۔ یہاں روایت میں یہی خسرو پرویز مراد ہے جو لقب کسریٰ سے یاد کیا گیا (حاشیہ بخاری شریف' جلد: اول / ص: ۱۵)

١٠٢ - بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ

وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتَابَ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران : ٧٩]

باب نبی کریم ﷺ کا

(غیر مسلموں کو) اسلام کی طرف دعوت دینا اور اس بات کی دعوت کہ وہ خدا کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ کسی بندے کے لئے یہ لائق نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے (کتاب و حکمت) عطا فرمائے تو (وہ بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لوگوں سے اپنی عبادت کی لئے کہے) آخر آیت تک

تشریح حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا مقصد عظیم محض ملک گیری ہرگز نہیں بلکہ اس کا مقصد عظیم محض اللہ پاک کے دین برحق اسلام کو ہر ملک میں پھیلانا ہے تاکہ دنیا میں ہر جگہ اللہ کی حکومت کا تصور اشاعت پائے اور دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے اور کوئی انسان دوسرے لوگوں پر ایسی برتری اپنے لئے نہ اختیار کرے کہ لوگ اسے خدائی درجہ میں سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔ اسلامی جہاد کا مقصد عبادت الٰہی اور مساوات انسانی کو فروغ دینا ہے اور اس ملوکیت کو جڑ سے اکھاڑنا جس میں ایک انسان تخت پر بیٹھ کر اپنے دوسرے ہم جنس انسانوں سے اپنی خدائی تسلیم کرائے حتیٰ کہ انبیاء و رسل جو مقبولان بارگاہ احدیت

ہوتے ہیں' ان کو بھی یہ لائق نہیں کہ وہ خدائی کے کچھ حصہ دار بننے کا دعویٰ کر سکیں۔ اسلام کے اسی انسانیت نواز پہلو کا اثر تھا کہ نوع انسان نے ملک اور مذہب کے نام پر ہونے والے مظالم کا احساس کیا اور دنیاوی بادشاہوں اور مذہبی رہنماؤں کی اصل حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ وہ انسان ہونے کے ناطے پوری بنی نوع انسان کے خادم ہیں۔ اگر وہ اپنی حدود سے آگے بڑھیں گے تو ان کا مقام رفعت ذلت سے تبدیل ہو سکے گا۔ آج جمہوریت اور مساوات کی جو لہریں دنیا میں موج زن ہیں' ان کو پیدا کرنے میں اسلام نے ایک زبردست کردار ادا کیا ہے۔ سچ ہے۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے یہ سب پود اسی کی لگائی ہوئی ہے

٢٩٤٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ، وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلاَهُ اللهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ حِينَ قَرَأَهُ: الْتَمِسُوا لِي هَا هُنَا أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)). [راجع: ٢٩٣٦]

(۲۹۴۰) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر کو ایک خط لکھا جس میں آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے مکتوب دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا تھا کہ مکتوب بصریٰ کے گورنر کے حوالہ کر دیں وہ اسے قیصر تک پہنچا دے گا۔ جب فارس کی فوج (اس کے مقابلے میں) شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی تھی (اور اس کے ملک کے مقبوضہ علاقے واپس مل گئے تھے) تو اس انعام کے شکرانہ کے طور پر جو اللہ تعالیٰ نے (اس کا ملک اسے واپس دے کر) اس پر کیا تھا ابھی قیصر حمص سے ایلیاء (بیت المقدس) تک پیدل چل کر آیا تھا۔ جب اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا اور اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر ان کی (آنحضرت ﷺ کی) قوم کا کوئی شخص یہاں ہو تو اسے تلاش کر کے لاؤ تاکہ میں اس رسول ﷺ کے متعلق اس سے کچھ سوالات کروں۔

٢٩٤١- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَوَجَدَنَا رَسُولُ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّامِ، فَانْطَلَقَ بِي

(۲۹۴۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ وہ ان دنوں شام میں مقیم تھے۔ یہ قافلہ اس دور میں یہاں تجارت کی غرض سے آیا تھا جس میں آنحضرت اور کفار قریش میں باہم صلح ہو چکی تھی۔ (صلح حدیبیہ) ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے آدمی کی ہم سے شام کے ایک مقام پر ملاقات ہوئی اور وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنے ساتھ (قیصر کے دربار میں بیت المقدس) لے کر چلا پھر

وَبِأَصْحَابِي حَتّٰى قَدِمْنَا إِيلِيَاءَ، فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ، وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا. قَالَ: مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ؟ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّي. وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي. فَقَالَ قَيْصَرُ: أَدْنُوهُ. وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ كَتِفِي. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوهُ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَاللهِ لَوْ لَا الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِي عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ، وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْثُرُوا الْكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. فَقَالَ : كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ : لَا. قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: فَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟

جب ہم ایلیا (بیت المقدس) پہنچے تو قیصر کے دربار میں ہماری باریابی ہوئی۔ اس وقت قیصر دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا اور روم کے امراء اس کے ارد گرد تھے' اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ جنہوں نے ان کے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے نسب کے اعتبار سے ان سے قریب ان میں سے کون شخص ہے؟ ابو سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ قیصر نے پوچھا تمہاری اور ان کی قرابت کیا ہے؟ میں نے کہا (رشتے میں) وہ میرے چچا زاد بھائی ہوتے ہیں' اتفاق تھا کہ اس مرتبہ قافلے میں میرے سوا بنی عبد مناف کا اور آدمی موجود نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس شخص (ابو سفیان رضی اللہ عنہ) کو مجھ سے قریب کر دو اور جو لوگ میرے ساتھ تھے اس کے حکم سے میرے پیچھے قریب میں کھڑے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس شخص (ابو سفیان) کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس سے میں ان صاحب کے بارے میں پوچھوں گا جو نبی ہونے کے مدعی ہیں' اگر یہ ان کے بارے میں کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً اس کی تکذیب کر دو۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! اگر اس دن اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر بیٹھیں تو میں ان سوالات کے جوابات میں ضرور جھوٹ بول جاتا جو اس نے آنحضرتؐ کے بارے میں کئے تھے' لیکن مجھے تو اس کا خطرہ لگا رہا کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر دیں۔ اس لئے میں نے سچائی سے کام لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تم لوگوں میں ان صاحبؐ کا نسب کیسا سمجھا جاتا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم میں ان کا نسب بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے پوچھا اچھا یہ نبوت کا دعویٰ اس سے پہلے بھی تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعویٰ سے پہلے ان پر کوئی جھوٹ کا الزام تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے پوچھا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا تو اب بڑے امیر لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور اور کم حیثیت کے لوگ؟ میں نے کہا کہ کمزور اور معمولی حیثیت کے لوگ ہی ان کے (زیادہ تر

قُلْتُ: بَلْ يَزِيْدُوْنَ. قَالَ : فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَد سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ الآنَ مِنْهُ فِي مَدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ. قَالَ أَبُو سُفْيَان: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ - لاَ أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي - غَيْرُهَا. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ أَوَ قَاتَلَكُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ؟ قُلْتُ: دُوَلاً وَسِجَالاً : يُدَال عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَنُدَال عَلَيْهِ الأُخْرَى. قَالَ: فَمَا ذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لاَ نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالْعَفَافِ، وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ حِيْنَ قُلْتُ ذَلِكَ لَهُ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيْكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ

ماننے والے ہیں) اس نے پوچھا کہ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا گھٹتی جا رہی ہے؟ میں نے کہا جی نہیں تعداد برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ اس نے پوچھا کوئی ان کے دین سے بیزار ہو کر اسلام لانے کے بعد پھر بھی گیا ہے کیا؟ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے پوچھا' انہوں نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں لیکن آج کل ہمارا ان سے ایک معاہدہ ہو رہا ہے اور ہمیں ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کا خطرہ ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ پوری گفتگو میں سوا اس کے اور کوئی ایسا موقعہ نہیں ملا جس میں میں کوئی ایسی بات (جھوٹی) ملا سکوں جس سے آنحضرتؐ کی توہین ہو۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے بھی جھٹلانے کا ڈر نہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے لڑائی کی ہے یا انہوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں' اس نے پوچھا تمہاری لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ میں نے کہا لڑائی میں ہمیشہ کسی ایک گروہ نے فتح نہیں حاصل کی۔ کبھی وہ ہمیں مغلوب کر لیتے ہیں اور کبھی ہم انہیں' اس نے پوچھا وہ تمہیں کن کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ کہا ہمیں وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں' ہمیں ان بتوں کی عبادت سے وہ منع کرتے ہیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے' نماز' صدقہ' پاک بازی و مروت' وفاء عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب میں اسے یہ تمام باتیں بتا چکا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا' ان سے کہو کہ میں نے تم سے انؐ کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو تم نے بتایا کہ وہ تمہارے یہاں صاحب نسب اور شریف سمجھے جاتے ہیں اور انبیاء بھی یوں ہی اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ کیا نبوت کا دعویٰ تمہارے یہاں اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تم نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایسا دعویٰ پہلے کسی نے نہیں کیا تھا' اس سے میں یہ سمجھا کہ اگر اس سے پہلے تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ صاحب بھی اسی دعویٰ کی نقل کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے

مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ. وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَاؤُهُمْ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ لاَ يَسْخَطُهُ أَحَدٌ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ يَغْدِرُونَ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ، وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُوَلاً، وَيُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الأُخْرَى، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ. وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ، وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ. قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتَ حَقًا فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ،

کبھی ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا تھا۔ تم نے بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص جو لوگوں کے متعلق کبھی جھوٹ نہ بول سکا ہو وہ خدا کے متعلق جھوٹ بول دے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا' تم نے بتایا کہ نہیں۔ میں نے اس سے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ (نبوت کا دعویٰ کر کے) وہ اپنے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں' میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کی اتباع قوم کے بڑے لوگ کرتے ہیں یا کمزور اور بے حیثیت لوگ' تم نے بتایا کہ کمزور غریب قسم کے لوگ ان کی تابعداری کرتے ہیں اور یہی گروہ انبیاء کی (ہر دور میں) اطاعت کرنے والا رہا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ان تابعداروں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا گھٹتی بھی ہے؟ تم نے بتایا کہ وہ لوگ برابر بڑھ ہی رہے ہیں' ایمان کا بھی یہی حال ہے' یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے' میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کبھی اس سے پھر بھی گیا ہے؟ تم نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا' ایمان کا بھی یہی حال ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو پھر کوئی چیز اس سے مومن کو ہٹا نہیں سکتی۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ تم نے اس کا بھی جواب دیا کہ نہیں' انبیاء کی یہی شان ہے کہ وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی ان سے یا انہوں نے تم سے جنگ بھی کی ہے؟ تم نے بتایا کہ ایسا ہوا ہے اور اور تمہاری لڑائیوں کا نتیجہ ہمیشہ کسی ایک ہی کے حق میں نہیں گیا۔ بلکہ کبھی تم مغلوب ہوئے ہو اور کبھی وہ۔ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے وہ امتحان میں ڈالے جاتے ہیں لیکن انجام انہیں کا بہتر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ وہ تم کو کن کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے بتایا کہ وہ ہمیں اس کا حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' اور تمہیں تمہارے ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے۔ تمہیں وہ نماز'

وَلَوْ أَرْجُوا أَنْ أَخْلُصَ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِىءَ، فَإِذَا فِيهِ.

[راجع: ٧]

بِسْمِ ا للهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ ا للهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ.

سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى. أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ ا للهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ ا للهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ ا للهِ. فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران : ٦٤].

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ : فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ، فَلاَ أَدْرِي مَاذَا قَالُوا. وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا. فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، هَذَا مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ

صدقہ' پاکبازی' وعدہ وفائی اور اداء امانت کا حکم دیتے ہیں' اس نے کہا کہ ایک نبی کی یہی صفت ہے میرے بھی علم میں یہ بات تھی کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم میں سے وہ مبعوث ہوں گے' جو باتیں تم نے بتائیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ دن بہت قریب ہے جب وہ اس جگہ پر حکمران ہوں گے جہاں اس وقت میرے دونوں قدم موجود ہیں' اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کی توقع ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی پوری کوشش کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں موجود ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک طلب کیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا ہوا تھا (ترجمہ) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف' اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت قبول کرلے۔ اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو' تمہیں بھی سلامتی و امن حاصل ہو گی اور اسلام قبول کرو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا (ایک تمہارے اپنے اسلام کا اور دوسرا تمہاری قوم کے اسلام کا جو تمہاری وجہ سے اسلام میں داخل ہو گی) لیکن اگر تم نے اس دعوت سے منہ موڑ لیا تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمہ پر آکر ہم سے مل جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو پروردگار بنائے اب بھی اگر تم منہ موڑتے ہو تو اس کا اقرار کرلو کہ (اللہ تعالیٰ کے واقعی) فرمان بردار ہم ہی ہیں۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ جب ہرقل اپنی بات پوری کرچکا تو روم کے سردار اس کے ارد گرد جمع تھے' سب ایک ساتھ چیخنے لگے اور شور و غل بہت بڑھ گیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ پھر ہمیں حکم دیا گیا اور ہم وہاں سے نکال دیئے گئے۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا اور ان کے ساتھ تنہائی ہوئی تو میں نے کہا کہ ابن ابی کبشہ

يَخَافُهُ. قَالَ أَبُو سُفْيَان وَا اللهِ مَا زِلْتُ ذَلِيْلاً مُسْتَيْقِنًا بِأَنْ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ، حَتّٰى أَدْخَلَ اللهُ قَلْبِي الإِسْلاَمَ وَأَنَا كَارِه)).

(مراد حضور اکرم ﷺ سے ہے) کا معاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے' بنو الاصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے' ابو سفیان نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اسی دن سے اپنی ذلت کا یقین ہو گیا تھا اور برابر اس بات کا بھی یقین رہا کہ آنحضرت ﷺ ضرور غالب ہوں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کر دیا۔ حالانکہ (پہلے) میں اسلام کو برا جانتا تھا۔

تشریح اس طویل حدیث کو حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ کئی جگہ لاتے ہیں اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ یہاں اس غرض سے لائے کہ اس سے یہاں غیر مسلموں کو دعوت اسلام پیش کرنے کے طریقوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں ہرقل کی طرف دعوت اسلامی کا ذکر ہے جس کا لقب قیصر تھا ہرقل عجمہ اور علم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ کسریٰ بھی اس کو کہتے تھے اس نے اکتیس سال تک حکومت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ کا اسی دوران انتقال ہو چکا تھا۔ لفظ ایلیاء سے بیت المقدس مراد ہے یہاں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو اپنے چچا کا بیٹا بتلایا تھا حالانکہ آپؐ ان کے دادا کے چچا کے بیٹے ہیں ابو سفیان کا نسب یہ ہے ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور رسول کریم ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ کو یہاں ابو سفیانؓ نے ابن ابی کبشہ سے تشبیہ دی جو بنو خزاعہ کا ایک آدمی تھا اور سارے عرب کے خلاف وہ ستارہ شعریٰ کا پجاری تھا اور اسی مخالفت عرب کی وجہ سے لوگ آنحضرت ﷺ کو بھی ابن ابی کبشہ سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

٢٩٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ))، فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوا وَكُلُّهُم يَرجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: ((أَينَ عَلِيٌّ؟)) فَقِيْلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ، فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ: ((عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُم إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَا اللهِ لأَنْ

(۲۹۴۲) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپؐ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے' جب صبح ہوئی تو سب سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش! انہیں کو مل جائے لیکن آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں' آخر آپؐ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی

يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)).

[أطرافه في : ٣٠٠٩، ٣٧٠١، ٤٢١٠].

دعوت دے لو اور ان کے لئے جو چیز ضروری ہیں ان کی خبر کر دو (پھر وہ نہ مانیں تو لڑنا) اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑائی شروع کرنے سے پہلے فریق مقابل کے سامنے حضرت علیؓ کو دعوت پیش کرنے کا حکم فرمایا ساتھ ہی یوں ارشاد ہوا کہ پہلے مخالفین کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کرو اور یاد رکھو اگر ایک آدمی بھی تمہاری تبلیغی کوشش سے نیک راستے پر آ گیا تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔ عرب میں کالے اونٹوں کے مقابلے پر سرخ اونٹوں کی بڑی قیمت تھی۔ اس لئے مثال کے طور پر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اسلام کسی سے جنگ جہاد لڑائی کا خواہاں ہرگز نہیں ہے۔ وہ صرف صلح صفائی امن و امان چاہتا ہے مگر جب مدافعت ناگزیر ہو تو پھر بھرپور مقابلہ کا حکم بھی دیتا ہے۔

٢٩٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ. فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلاً.[راجع: ٣٧١]

(۲۹۴۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے حمید نے کہا کہ میں نے انس بناٹھ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر چڑھائی کرتے تو اس وقت تک کوئی اقدام نہ فرماتے جب تک صبح نہ ہو جاتی' جب صبح ہو جاتی اور اذان کی آواز سن لیتے تو رک جاتے اور اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو صبح ہونے کے بعد حملہ کرتے۔ چنانچہ خیبر میں بھی ہم رات میں پہنچے تھے۔

اس حدیث میں بھی اشارہ ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے ہر وہ موقع تلاش کر لینا چاہئے جس سے جنگ کا خطرہ ٹل سکے کیونکہ اسلام کا مقصد جنگ ہرگز نہیں ہے۔

٢٩٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ غَزَا بِنَا.ح و)).

[راجع: ٣٧١]

(۲۹۴۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے انس بناٹھ نے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں ساتھ لے کر ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔

٢٩٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلاً - وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لاَ يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ - فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ.

(۲۹۴۵) (دوسری سند) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے حمید نے اور ان سے انس بناٹھ نے کہ رسول کریم ﷺ رات میں خیبر تشریف لے گئے اور آپؐ کی عادت تھی کہ جب کسی قوم تک رات کے وقت پہنچتے تو صبح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو یہودی اپنے پھاوڑے اور ٹوکرے لے کر باہر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) نکلے جب انہوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو چیخ پڑے محمد واللہ محمد لشکر سمیت آ گئے۔ اس

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)). [راجع: ٣٧١]

پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے۔ اب خیبر تو خراب ہو گیا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں مجاہدانہ اتر آتے ہیں تو (کفر سے) ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔

جنگ خیبر کا پس منظر یہودیوں کی مسلسل غداری اور طبعی فساد انگیزی تھی۔ تفصیلی حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ حدیث میں لفظ مساحیھم مسحاۃ کی جمع ہے جس سے مراد پھاوڑہ ہے اور مکاتلھم مکتل کی جمع ہے' وہ ٹوکری جو پندرہ صاع وزن کی وسعت رکھتی ہو۔ خمیس سے مراد جو پانچ حصوں پر تقسیم ہوتا ہے میمنہ اور میسرہ قلب اور ساقہ اور مقدمہ اسی نسبت سے لشکر کو خمیس کہا گیا ہے اور ساحۃ سے مراد الان ہے واصلھا الفضاء بین المنازل کذا فی المجمع والعینی والکرمانی۔

٢٩٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، فَمَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ عَصَمَ فَقَدْ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلاَّ بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ)). رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٢٩٤٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' پس جس نے اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں تو اس کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہے سوا اس حق کے جس کی بناء پر قانوناً اس کی جان و مال زد میں آئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کی روایت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا مقصد عظیم بیان فرمایا کہ ملک عرب میں مجھ کو اپنی حیات میں اصول اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نفاذ کر دینا ہے جو لوگ خوشی سے اس دعوت کو قبول کر لیں گے وہ ہماری اسلامی برادری کے ایک ممبر بن کر ان سارے حقوق کے مستحق ہو جائیں گے جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کئے ہیں اور جو لوگ اس دعوت کے مد مقابل بن کر لڑائی ہی چاہیں گے ان سے میں برابر لڑتا بھی رہوں گا یہاں تک کہ اللہ پاک حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ ویسے جو لوگ نہ مسلمان ہوں اور نہ لڑائی جھگڑا کریں ان کے لئے اسلام کا اصول لا اکراہ فی الدین کا ہے یعنی دین اسلام کی اشاعت میں کسی پر زبردستی جائز نہیں ہے۔ یہ سب کی مرضی پر ہے' آزادی کے ساتھ جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے وہ قبول نہ کرے' اسلام نے مذہب کے بارے میں کسی بھی زبردستی کو روا نہیں رکھا۔

١٠٣- بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى لِغَيْرِهَا، وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ

باب لڑائی کا مقام چھپانا (دوسرا مقام بیان کرنا) اور جمعرات کے دن سفر کرنا

٢٩٤٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

(٢٩٤٧) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور

كَعْبِ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلاَّ وَرَّى بِغَيْرِهَا. [راجع: ٢٧٥٧]

انہیں عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے 'کعب رضی اللہ عنہ (جب نابینا ہو گئے تھے) کے ساتھ ان کے دوسرے صاحبزادوں میں یہی عبداللہ انہیں لے کر راستے میں ان کے آگے آگے چلتے تھے' رسول اللہ ﷺ کا اصول یہ تھا کہ جب آپ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو (مصلحت کے لئے) دوسرا مقام بیان کرتے (تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو)

تشریح: لفظ توریہ کے معنی یہ کہ کسی بات کو اشارے کنائے سے کہہ دینا کہ صاف طور سے کوئی نہ سمجھ سکے۔ ایسا توریہ جنگی مصالح کے لئے جائز ہے۔ لعل الحكمة فيه ماروى عن قوله صلى الله عليه وسلم بورک لامتى فى بكورها يوم الخميس وكونه صلى الله عليه وسلم كان يحب الخروج يوم الخميس لا يستلزم المواظبة عليه القيام مانع منه وسياتى بعد باب انه خرج فى بعض اسفاره يوم السبت ثم اورد المصنف طرفا من حديث كعب بن مالک الطويل وهو ظاهر فيما ترجم له قال الكرمانى كعب هو ابن مالكؓ الانصارى احد الثلاثة الذين خلفوا وصار اعمى وكان له ابناء وكان عبدالله يقوده من بين سائر بنيه (حاشية بخارى) یعنی اس میں حکمت یہ کہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ میری امت کے لئے جمعرات کے روز صبح سفر کرنے میں برکت رکھی گئی ہے مگر اس سے مواظبت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ بعض سفر آپ نے ہفتے کو بھی شروع فرمائے ہیں۔ حضرت امامؒ یہاں کعب بن مالک کی طویل حدیث لائے ہیں جس سے ترجمۃ الباب ظاہر ہے۔ کعب بن مالک وہی انصاری صحابی ہیں جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ کے کئی لڑکے تھے جن میں سے عبداللہ نامی آپ کا ہاتھ پکڑ کے چلا کرتا تھا۔

٢٩٤٨ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيْدُ غَزْوَةً يَغْزُوْهَا إِلاَّ وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيْرٍ، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ، وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيْدُ)). [راجع: ٢٧٥٧]

(۲۹۴۸) اور مجھ سے احمد بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ ایسا کم اتفاق ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد کا قصد کریں اور وہی مقام بیان فرما کر اس کو نہ چھپائیں۔ جب آپ غزوہ تبوک کو جانے لگے تو چونکہ یہ غزوہ بڑی سخت گرمی میں ہونا تھا' لمبا سفر تھا اور جنگلوں کو طے کرنا تھا اور مقابلہ بھی بہت بڑی فوج سے تھا' اس لئے آپ نے مسلمانوں سے صاف صاف فرما دیا تھا تاکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کر لیں چنانچہ (غزوہ کیلئے) جہاں آپ کو جانا تھا (یعنی تبوک) اس کا آپ نے صاف اعلان کر دیا تھا۔

٢٩٤٩ - وَعَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:

(۲۹۴۹) یونس سے روایت ہے' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں

أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَقُولُ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلاَّ يَومُ الْخَمِيسِ. [راجع: ٢٧٥٧]

نے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کسی سفر میں جمعرات کے سوا اور کسی دن نکلیں۔

٢٩٥٠- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَومَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَومَ الْخَمِيسِ)). [راجع: ٢٧٥٧]

(٢٩٥٠) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اور انہیں ان کے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے تھے۔ آپؐ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے توریہ نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف صاف لفظوں میں اس جنگ کا اعلان فرما دیا تھا کیونکہ ہر لحاظ سے یہ مقابلہ بہت ہی سخت تھا اور مسلمانوں کو اس کے لئے پورے پورے طور پر تیار ہونا تھا۔ مقصد باب یہ کہ امام حالات کے تحت مختار ہے کہ وہ حسب موقع توریہ سے کام لے یا نہ لے جیسا موقع محل دیکھے ویسا ہی کر لے۔

١٠٤- بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

باب ظہر کی نماز کے بعد سفر کرنا۔

بعض دفعہ ظہر کے بعد میں سفر میں نکلنا آپ سے ثابت ہے۔ حدیث گزشتہ میں صبح کی قید صرف اس لئے مذکور ہوئی کہ وہ وقت خوشی کا ہوتا ہے صبح کی خصوصیت نہیں ہے۔

٢٩٥١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَسَمِعْتُهُمْ يَصرخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا)). [راجع: ١٠٨٩]

(٢٩٥١) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعت پڑھی پھر عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے سنا کہ صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک ایک ساتھ پکار رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ سفر حج کے لئے تھا مگر سفر جہاد کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہتر ہے ظہر کی نماز پڑھ کر اطمینان سے یہ سفر شروع کیا جائے۔

١٠٥- بَابُ الْخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ

باب مہینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ)).

اور کریب نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجتہ الوداع کے لئے) مدینہ سے اس وقت نکلے جب ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ اور چار ذی الحج کو مکہ پہنچ گئے تھے۔

یعنی مہینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا جائز ہے کچھ برا نہیں جیسے بعض جاہل سمجھتے ہیں کہ چاند کے عروج میں سفر کرنا چاہئے نہ نزول میں۔ حدیث باب میں مذکورہ سفر کا تعلق حج سے ہے مگر جہاد کے سفر کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حسب موقع اگر آخر ماہ میں سفر جہاد پر نکلنا پڑے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

٢٩٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلاَ نَرَى إِلاَّ الْحَجَّ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: نَحَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ)) قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللهِ بِالْحَدِيْثِ عَلَى وَجْهِهِ)). [راجع: ٢٩٤]

(۲۹۵۲) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا امام مالک سے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ سے (حجتہ الوداع کے لئے) رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہم اس وقت نکلے جب ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے' ہفتہ کے دن ہمارا مقصد حج کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ جب ہم مکہ سے قریب ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کی سعی سے فارغ ہو جائے تو احرام کھول دے۔ (پھر حج کے لئے بعد میں احرام باندھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دسویں ذی الحجہ کو ہمارے یہاں گائے کا گوشت آیا' میں نے پوچھا کہ گوشت کیسا ہے؟ تو بتایا گیا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے جو گائے قربانی کی ہے یہ اسی کا گوشت ہے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے اس کے بعد اس حدیث کا ذکر قاسم بن محمد سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ قسم اللہ کی! عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے تم سے یہ حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی ہے۔

یہاں بھی آنحضرت ﷺ کے سفر حج مبارک کا ذکر ہے کہ آپؐ آخر ماہ میں اس کے لئے نکلے اور یہ موقع بھی ایسا ہی تھا۔ پس جہاد کے لئے بھی امام جیسا موقع دیکھے سفر شروع کرے۔ اگر مہینہ کے آخری دنوں میں نکلنے کا موقع مل سکے تو یہ اور بہتر ہو گا کہ سنت نبوی پر عمل ہو سکے گا۔ بہرحال یہ امام کی صواب دید پر ہے۔

روایت میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نام آیا ہے' جن کا نام مالک بن انس بن مالک بن عامر اصبحی ہے۔ ابو عبداللہ کنیت ہے' امام دار الہجرۃ و امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہیں ان کے دادا عامر اصبحی صحابی ہیں جو بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ امام صاحب ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔

اگرچہ مدینہ مولد و مسکن تھا مگر کسی صحابی کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہ شرف کیا کم ہے کہ امام دار الهجرة تھے۔ حرم

محترم نبی ﷺ کے مدرس و مفتی نافع ربیعہ رائی' امام جعفر صادق اور ابو حازم وغیرہ بہت شیوخ سے علم حاصل کیا جن کی تعداد نو سو بیان کی گئی ہے۔ نافع نے وفات پائی تو امام صاحب ان کے جانشین ہوئے' اس وقت آپ کی سترہ سال کی عمر تھی۔ امام صاحب کی جائے سکونت حضرت عبداللہ بن مسعود بٹائٹھ کا مکان اور نشست گاہ حضرت عمر بٹائٹھ کا مکان تھا۔ امام صاحب کی مجلس درس نہایت آراستہ و پیراستہ ہوتی تھی۔ سب لوگ مؤدب بیٹھتے تھے' امام صاحب غسل کر کے خوشبو لگا کر عمدہ لباس پہن کر نہایت وقار و متانت سے بیٹھتے تھے' خلیفہ ہارون رشید خود حاضر درس ہوتا تھا' عالم شرق سے غرب تک امام صاحب کے آوازہ شہرت سے گونج اٹھا۔ شیخ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ روئے زمین پر مالک سے بڑھ کر کوئی حدیث نبوی کا امانت دار نہیں۔ امام صاحب نے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں ان کا انتخاب مؤطا ہے (مقدمہ شرح مؤطا) امام صاحب سخی و عابد و مرتاض تھے۔ اہل علم کی بہت مدد کرتے تھے' امام شافعیؒ کو گیارہ ہزار دیتے تھے' امام صاحب کے اصطبل میں بہت سے گھوڑے تھے مگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ میں نہ نکلتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جو زمین رسول کریمؐ کے قدم مبارک سے مشرف ہوئی ہے اس کو میں جانوروں کے سموں سے روندوں۔ امام صاحب کے تلامذہ کی تعداد تیرہ سو ہے' ان میں بڑے بڑے ائمہ اور محدثین اور امراء شامل ہیں۔ مالکی مذہب کی پیروی کرنے والے عرب اور شمالی افریقہ میں ہیں۔ امام مالک کی بہت سی تصانیف ہیں زیادہ مشہور مؤطا ہے۔ کتاب المسائل ہیں۔ خلیفہ ابو العباس سفاح کے سامنے بہت سے منتشر اوراق پڑے تھے جن کے متعلق خلیفہ نے کہا کہ یہ امام مالک کے ستر ہزار مسائل کا مجموعہ ہے۔ (تزئین الممالک) جس حدیث کا سلسلہ روایت مالک عن نافع عن ابن عمر ہو گا' اس کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ جعفر گورنر مدینہ نے امام صاحب کو حکم دیا کہ آئندہ طلاق (جبری) کا فتویٰ نہ دیا کریں' امام صاحب کو کتمان حق گوارا نہ ہوا۔ تعمیل حکم نہ کی' جعفر نے غضب ناک ہو کر ستر کوڑے لگوائے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی' دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے۔ خلیفہ منصور جب مدینہ آیا تو امام صاحب سے عذر کیا اور کہا مجھ کو آپ کی تعزیر کا علم نہیں۔ میں جعفر کو سزا دوں گا۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے معاف کیا' ۱۷۹ھ میں وفات پائی' ابن مبارک و یحییٰ قطان ان کے شاگرد تھے۔ امام صاحب اپنے اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے جس میں انہوں نے ایک حدیث کے مضمون کو لیا ہے۔

خیر الامور الدین ما کان سنتہ　　وشر الامور المحدثات البدایع

خاتمہ پارہ نمبر گیارہ

عرصہ دراز کی مسلسل جدوجہد کے بعد محض اللہ ذوالجلال والاکرام کی توفیق و اعانت سے آج بخاری شریف کے پارہ ۱۱ کے ترجمہ اور مختصر تشریحات کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ کام جس قدر اہم اور مرحلہ جتنا کٹھن تھا وہ اہل فن ہی جانتے ہیں' خاص طور پر یہ پارہ جس کا کتاب الوصایا کے بعد سارا حصہ کتاب الجہاد پر مشتمل ہے ظاہر ہے کہ لفظ جہاد پر بعض متعصب غیر مسلم حضرات نے خواہ مخواہ بے جا مہمل اعتراضات کئے ہیں جن کی مدافعت بھی ضروری تھی' اس لئے اس کتاب میں حتی الامکان اس امر پر خاص توجہ دی گئی ہے جیسا کہ قارئین کرام خود اندازہ لگا سکیں گے ہر ممکن کوشش کے باوجود یہ بھی عین ممکن ہے کہ علمائے فن کو ترجمہ اور تشریحات میں کچھ خامیاں نظر آئیں' ایسے معزز حضرات سے مؤدبانہ التماس کروں گا کہ جہاں بھی واقعی کچھ خامی نظر آئے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

میں اس مبارک مقدس کتاب کا ایک ادنیٰ ترین طالب علم ہوں اس کی گہرائیوں تک کلیۃً پہنچنا مجھ جیسے خام طبع کم علم انسان کا کام نہیں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود محض جذبہ خدمت نبوی کے تحت جو بھی مجھ سے ہو سکا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اختصار و ایجاز بھی ضروری تھا کہ آج کل شائقین کرام اگر اس قدر بھی مطالعہ فرما کر حدیث نبوی سے اپنے ایمان روشن کر سکیں تو یہ بھی بہت کچھ ہے ورنہ طوالت کا میدان بے حد وسیع ہے کہ الفاظ حدیث نبوی و سند و رجال و تراجم پر تفصیلاً قلم اٹھایا جاتا تو ہر پارہ ایک مستقل دفتر بن جاتا جس کا طبع کرنا' پھر شائقین کرام کا حاصل کرنا پھر مطالعہ کرنا بہت ہی گراں بار ہو جاتا اگرچہ فنی حیثیت سے اکابر فن شاید اس

خامی کو محسوس فرمائیں مگر باادب عرض کروں گا کہ ایسے ہی مواقع کے لئے خیر الکلام ما قل و دل کہا گیا ہے۔

آخر میں تہ دل سے بارگاہ احدیت میں دست دعا دراز کرتا ہوں کہ اے پروردگار! ساری کائنات کے پالنہار ناچیز کی اس حقیر خدمت اسلام کو قبول فرما کر قبول عام عطا کر دے اور نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے جملہ معاونین کرام کے لئے' میرے والدین مرحومین کے لئے' میری آل اولاد کے لئے' اساتذہ عظام کے لئے اور جملہ مطالعہ کرنے والوں کے لئے اس کتاب کو ذریعہ ترقی دارین بنا دے اور اس سے ایمان میں ترقی عطا فرما اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے ہم سب کے قلوب کو بھرپور کر کے خاتمہ بالخیر نصیب فرما آمین۔

یااللہ! جس طرح اس اہم خدمت کو تو نے اس منزل تک پہنچایا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ احسن طریق پر باقی منازل کو طے کرنے کی توفیق عطا فرمائیو۔

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واغفرلی خطائی وجھلی (آمین) وصلے اللہ علی خیر الخلائق سید الانبیاء محمد ن المصطفے واله المجتبی واصحابه مصابیح الھدیٰ الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین

خادم حدیث نبوی محمد داود راز بن عبداللہ السلفی الدھلوی
مقیم مسجد اھلحدیث نمبر ۴۲۱
اجمیری گیٹ دھلی ۶ بھارت
اوائل محرم الحرام ۱۳۹۱ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارہواں پارہ

١٠٦- بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ

باب رمضان کے مہینے میں سفر کرنا

٢٩٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ)).
قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ الزُّهْرِي أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

[راجع: ١٩٤٤].

(۲۹۵۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے لئے مدینہ سے) رمضان میں نکلے اور روزے سے تھے۔ جب آپؐ مقام کدید پر پہنچے تو آپؐ نے افطار کیا۔

سفیان نے کہا کہ زہری نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر یہی حدیث بیان کی۔

تشریح اس آخری سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ عبیداللہ سے سماع کی اس میں زہری نے تصریح کی ہے اور پہلی روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے' بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ امام بخاری نے کہا' زہری اور ان کے ہم خیالوں کا یہی قول ہے کہ اثنائے رمضان میں سفر درپیش ہونے سے افطار درست نہیں اور چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے آخری فعل کو لیا جائے۔ یعنی آخر فعل آپؐ کا یہ ہے کہ آپؐ نے کدید میں پہنچ کر افطار کر لیا۔

تو معلوم ہوا کہ اگر رمضان میں سفر پیش آئے تو افطار کرنا درست ہے اور یہ مسئلہ آیت قرآنی ﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ﴾ (البقرۃ: ۱۸۵) سے ثابت ہے۔ یہاں اس حدیث کو لانے سے حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ جس شخص نے رمضان میں سفر مکروہ بتایا' اس کا قول صحیح نہیں۔

آج ۲۶ محرم ۹۱ھ کو دانا پور پٹنہ میں مخلصی و محبی حضرت حاجی عبدالغفار صاحب ٹیلر کے دولت کدہ پر نظر ثانی شروع کر رہا ہوں۔ اللہ پاک تمام کی توفیق بخشے۔ اور میرے محترم بھائی کو برکات دارین سے مزید در مزید نوازے۔ اور ان کے حسنات جاریہ کو قبول فرمائے آمین۔ ۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء

١٠٧- بَابُ التَّوْدِيعِ

باب سفر شروع کرتے وقت مسافر کو رخصت کرنا

٢٩٥٤- وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا: ((إِنْ لَقِيتُمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا - لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا - فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ)). قَالَ: ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ اللهُ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)).

[طرفه في : ٣٠١٦].

(٢٩٥٤) اور عبداللہ بن وہب نے کہا کہ مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی' انہیں بکیر نے' انہیں سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک فوج میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر فلاں فلاں دو قریشی (ہبا بن اسود اور نافع بن عبد عمر) جن کا آپ نے نام لیا تم کو مل جائیں' تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جب ہم آپؐ کی خدمت میں آپؐ سے رخصت ہونے کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے' اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے ہدایت کی تھی کہ فلاں فلاں قریشی اگر تمہیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دینا۔ (آگ میں نہ جلانا)

تشریح: ان ہر دو مردودوں نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو راستے میں بحالت حمل ایسا برچھا مارا تھا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس لئے آپؐ نے پہلے ان کو ملنے پر آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ پھر بعد میں قتل کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ آگ میں جلانا حرام ہے' پہلے آپؐ نے رائے سے حکم دیا تھا۔ پھر وحی الٰہی سے اس کو منسوخ فرما دیا۔ قسطلانی نے کہا پسو اور کھٹل وغیرہ کا بھی آگ میں جلانا مکروہ ہے۔ اور بعض ڈاکوؤں کے لئے جو آپؐ نے آنکھوں میں گرم سلائیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا وہ قصاصاً تھا' کیونکہ ان ظالموں نے اصحاب رسولؐ کے ساتھ یہی حرکت کی تھی۔ ارشاد باری ہے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلٰی الحر با الحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنی قصاص میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت قتل کی جائے گی بلکہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت توڑے جائیں گے۔ اسی قانون الٰہی کے تحت ان ڈاکوؤں کو یہ سنگین سزا دی گئی تھی۔

١٠٨- بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ

باب امام (بادشاہ یا حاکم) کی اطاعت کرنا

٢٩٥٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ

(٢٩٥٥) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا (خلیفہ وقت کے احکام) سننا اور انہیں بجا لانا (ہر مسلمان کے لئے) واجب ہے' جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ اسے سننا چاہئے

وَلاَ طَاعَةَ)).[طرفه في : ٧١٤٤].

اور نہ اس پر عمل کرنا چاہئے۔

کیونکہ دوسری حدیث میں ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق بڑا بادشاہ حق تعالیٰ ہے' اس کے حکم کے خلاف میں کسی کا حکم نہ سننا چاہئے۔ اگر کوئی بادشاہ خلاف شرع حکم دے تو اس کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ سب لوگ مل کر ایسے بادشاہ کو معزول کر دیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو آیات قرآنی و احادیث نبویہ کے ہوتے ہوئے اپنے اماموں کے قول پر جمے رہتے ہیں۔ اور آیات و احادیث کی غلط تاویلات کر کے ان کو ٹال دیتے ہیں۔ جن کی بہت سی مثالیں علامہ ابن قیمؒ کی کتاب اعلام الموقعین میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ بقول حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے لوگ کیا جواب دیں گے جس دن اللہ کی عدالت عالیہ میں کھڑے ہونا ہو گا۔ قرآن مجید میں جہاں اطاعت والدین کا حکم ہے وہاں صاف موجود ہے کہ اگر ماں باپ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ہرگز نہ جائے۔ اس حدیث سے تقلید جامد کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

فاهرب عن التقليد فهو ضلالة ان المقلد فی سبیل الهالک

یعنی تقلید جامد سے دور رہو یہ بربادی کا راستہ ہے ----- یہ نقطہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل کے لئے معیار الحق حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا مطالعہ کیا جائے۔

١٠٩- بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الإِمَامِ، وَيُتَّقَى بِهِ

باب امام (بادشاہ اسلام) کے ساتھ ہو کر لڑنا اور اس کے زیر سایہ اپنا (دشمن کے حملوں سے) بچاؤ کرنا

٢٩٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ)). [راجع: ٢٣٨]

(٢٩٥٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ ہم لوگ گو دنیا میں سب سے پیچھے آئے لیکن (آخرت میں) جنت میں سب سے آگے ہوں گے۔

٢٩٥٧- وَبِهَذَا الإِسْنَادِ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ. وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِي. وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقَى بِهِ. فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ)).

[طرفه في : ٧١٣٧].

(٢٩٥٧) اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی۔ امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر اس کی آڑ میں (یعنی اس کے ساتھ ہو کر) جنگ کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ (دشمن کے حملہ سے) بچا جاتا ہے' پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کرے اس کا ثواب اسے ملے گا' لیکن اگر بے انصافی کرے گا تو اس کا وبال اس پر ہو گا۔

تشریح: یعنی امام کی ذات لوگوں کا بچاؤ ہوتی ہے۔ کوئی کسی پر ظلم کرنے نہیں پاتا۔ دشمنوں کے حملہ سے اسی کی وجہ سے حفاظت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمہ وقت مدافعت کے لئے تیار رہتا ہے۔ ان احادیث سے امام وقت کی شخصیت اور اس کی طاقت پر روشنی پڑتی ہے اور سیاست اسلامی و حکومت شرعی کا مقام ظاہر ہوتا ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج ہر جگہ اسلام غریب ہے اور مسلمان غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان احادیث پر ان حضرات کو بھی غور کرنا چاہئے جو اپنے کسی مولوی صاحب کو امام وقت کا نام دے کر اس کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور حالت یہ کہ مولوی صاحب کو حکومت کے معمولی چپراسی جتنی طاقت و سیاست حاصل نہیں ہے۔

۱۱۰- بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لاَ يَفِرُّوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى الْمَوتِ

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح: ۱۸].

باب لڑائی سے نہ بھاگنے پر اور بعضوں نے کہا مرجانے پر بیعت کرنا

کیونکہ اللہ پاک نے سورۂ فتح میں فرمایا' بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت (شجرۂ رضوان) کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

تشریح: لفظ بیعت باع یبیع کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بیچ ڈالنے کے ہیں۔ ایک مسلمان خلیفہ وقت کے ہاتھ پر جنت کے عوض اپنے آپ کو بیچ ڈالنے کا اقرار کرتا ہے' اس اقرار کا نام بیعت ہے۔ عہد نبوی میں یہ بیعت اسلام کے لئے اور جہاد کے لئے کی جاتی تھی۔ عہد خلافت میں خلیفہ وقت کی اطاعت فرمانبرداری کرنے کے لئے بیعت ہوتی تھی۔ اسلام لانے کے لئے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا یہ اب بھی جاری ہے۔

۲۹۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا، كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللهِ. فَسَأَلْتُ نَافِعًا: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ، عَلَى الْمَوتِ؟ قَالَ: لاَ، بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ)).

(۲۹۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے' تو ہم میں سے (جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی تھی) دو شخص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں ہو سکے۔ جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اور یہ صرف اللہ کی رحمت تھی۔ جویریہ نے کہا' میں نے نافع سے پوچھا' آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے کس بات پر بیعت کی تھی' کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں' بلکہ صبر و استقامت پر بیعت لی تھی۔

تشریح: صلح حدیبیہ سے پہلے مکہ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی افواہ آئی' تو آنحضرت ﷺ نے اس ناحق خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام صحابہؓ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی کہ اس ناحق خون کے بدلے کے لئے آخری دم تک کفار سے لڑیں گے۔ اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اظہار قرآن میں فرمایا تھا۔ اور یہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام صحابہؓ کے لئے فخر اور دین دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر بعد میں جب ہم صلح کے سال عمرہ کی

قضا کرنے آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے تو ہم اس جگہ کی نشان دہی نہ کر سکے جہاں بیٹھ کر آپؐ نے ہم سے عہد لیا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوا جہاں بیٹھ کر آنحضرت ﷺ نے اپنے تمام صحابہ سے اللہ کے دین کے لئے اتنی اہم بیعت لی تھی۔ اس لئے ممکن تھا کہ اگر وہ جگہ ہمیں معلوم ہوتی تو امت کے کچھ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جاتے اور ممکن تھا کہ جاہل اور خوش عقیدہ قسم کے مسلمان اس کی پوجاپاٹ شروع کر دیتے۔ اس لئے یہ بھی خدا کی بہت بڑی رحمت تھی کہ اس جگہ کے آثار و نشانات ہمارے ذہنوں سے بھلا دیئے۔ اور امت کے ایک طبقہ کو اللہ نے شرک میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔ شرک کے اکثر مراکز کا آغاز ایسے ہی توہمات کی بنا پر شروع ہوا ہے۔ ابتدا میں لوگ کچھ یادگاریں بناتے ہیں۔ بعد میں وہاں پوجاپاٹ شروع ہو جاتی ہے۔

٢٩٥٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوتِ. فَقَالَ: لاَ أُبَايِعُ عَلَى هذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

(٢٩٥٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

[طرفه في : ٤١٦٧].

تشریح: حرہ کی لڑائی کی تفصیل یہ کہ ٦٣ھ میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور کئی مدینہ والے یزید کو دیکھنے گئے۔ جبکہ وہ لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لے رہا تھا۔ مدینہ کے اس وفد نے جائزہ لیا تو یزید کو خلافت کا نا اہل پایا۔ اور اسکی حرکات ناشائستہ سے بیزار ہو کر واپس مدینہ لوٹے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ یزید کو جب خبر ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک بڑا لشکر مدینہ روانہ کر دیا۔ جس نے اہل مدینہ پر بہت سے ظلم ڈھائے' سینکڑوں ہزاروں صحابہ و تابعین اور عوام و خواص' مردوں و عورتوں اور بچوں تک کو قتل کیا۔ یہ حادثہ حرہ نامی ایک میدان متصل مدینہ میں ہوا۔ اسی لئے اسکی طرف منسوب ہوا۔ عبداللہ بن زید کا مطلب یہ تھا کہ ہم تو خود رسول کریم ﷺ کے دست حق پرست پر موت کی بیعت کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ کسی اور کے ہاتھ پر اس کی تجدید کی ضرورت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ موت پر بھی بیعت کی جا سکتی ہے۔ جس سے استقامت اور صبر مراد ہے۔

٢٩٦٠- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: ((يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلاَ تُبَايِعُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((وَأَيضًا)). فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا

(٢٩٦٠) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' اور ان سے سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا کہ (حدیبیہ کے موقعہ پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ پھر ایک درخت کے سائے میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا' ابن الاکوع کیا بیعت نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' دوبارہ اور بھی! چنانچہ میں نے دوبارہ بیعت کی (یزید بن ابی

أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شيءٍ، كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَومَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوتِ)).

عبیداللہ کہتے ہیں کہ) میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا' ابو مسلم اس دن آپ حضرات نے کس بات پر بیعت کی تھی؟ کہا کہ موت پر۔

[أطرافه في: ٤١٦٩، ٧٢٠٦، ٧٢٠٨].

یہاں بھی حدیبیہ میں بیعت الرضوان مراد ہے۔ جو ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے ان جملہ مجاہدین کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) آیت شریفہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرہ (الفتح :۱۸) میں اسی کا بیان ہے۔

٢٩٦١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتِ الأَنْصَارُ يَومَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدًا

فَأَجَابَهُمْ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:

((اللَّهُمَّ لاَعَيْشَ إِلاَّعَيْشُ الآخِرَةْ
فَأَكْرِمْ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ))

(۲۹۶۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ انصار خندق کھودتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقعہ پر) کہتے تھے۔

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لئے' جب تک ہمارے جسم میں جان ہے"۔

آنحضرت ﷺ نے اس پر جواب میں یوں فرمایا۔

"اے اللہ ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا۔"

[راجع: ٢٨٣٤]

تشریح غزوہ خندق کے بارے میں سورہ احزاب نازل ہوئی جس میں کفار مکہ جملہ مذاہب عرب کی ایک بڑی جمعیت ہمراہ لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ سردی مدینہ میں شباب پر تھی۔ اور مسلمان ہر طرح سے تنگ دست تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد شہر کے اندر رہ کر ہی مدافعت کا فیصلہ صادر فرمایا۔ شہر کی حفاظت کے لئے اطراف میں ایک عظیم خندق کھود کر اسے پانی سے بھر دیا گیا۔ یہ تدبیر بڑی کارگر ہوئی اور کفار کو اندر داخل ہونے کا موقعہ نہ مل سکا۔ آخر ایک دن سخت آندھی سے ڈر کر یہ لوگ میدان چھوڑ گئے۔ دیگر تفصیلات آگے آئیں گی۔

٢٩٦٢، ٢٩٦٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لأَهْلِهَا)). فَقُلْتُ : عَلاَمَ تُبَايِعُنَا؟ ((قَالَ: عَلَى الإِسْلاَمِ وَالْجِهَادِ)).

(۲۹۶۲'۶۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا' انہوں نے عاصم سے' انہوں نے ابو عثمان نہدی سے' اور ان سے مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ (فتح مکہ کے بعد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو (مکہ کے فتح ہونے کے بعد' وہاں سے) ہجرت کر کے آنے والوں پر ختم ہو گئی۔ میں نے عرض کیا' پھر آپ ہم سے کس

[أطرافه في: ۳۰۷۸، ٤۳۰٥، ٤۳۰۷].

[أطرافه في: ۳۰۷۹، ٤۳۰٦، ٤۳۰۸].

بات پر بیعت لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا' کہ اسلام اور جہاد پر۔

عہد رسالت میں ہجرت کا جو نشانہ تھا وہ فتح مکہ پر ختم ہو گیا۔ کیونکہ سارا عرب دارالاسلام بن گیا' بعد کے زمانوں میں مکی زندگی کا نقشہ سامنے آنے پر ہجرت کا سلسلہ جاری ہے۔ نیز اسلام اور جہاد بھی باقی ہے۔ لہٰذا ان سب پر بیعت لی جا سکتی ہے۔ بیعت سے مراد حلف اور اقرار ہے کہ اس پر ضرور قائم رہا جائے گا۔ خلاف ہرگز نہ ہو گا۔ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں جو بیان ہوں گی۔

۱۱۱- بَابُ عَزْمِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

۲۹٦٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((لَقَد أَتَانِي الْيَومَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلاً مُؤْدِيًا نَشِيطًا يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِي، فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لاَ نُحْصِيهَا. فَقُلْتُ لَهُ: وَاللهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُولُ لَكَ، إِلاَّ أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لاَ يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلاَّ مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللهَ. وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلاً فَشَفَاهُ مِنْهُ، وَأَوْشَكَ أَنْ لاَ تَجِدُوهُ. وَالَّذِيْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ، مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ كَالثَّغبِ شُرِبَ صَفْوُهُ، وَبَقِيَ كَدَرُهُ)).

باب بادشاہ اسلامی کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے جہاں تک وہ طاقت رکھیں

(۲۹۶۴) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک شخص آیا' اور ایسی بات پوچھی کہ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دوں۔ اس نے پوچھا' مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ ایک شخص بہت ہی خوش اور ہتھیار بند ہو کر ہمارے امیروں کے ساتھ جہاد کے لئے جاتا ہے۔ پھر وہ امیر ہمیں ایسی چیزوں کا مکلف قرار دیتے ہیں کہ ہم ان کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں نے کہا' اللہ کی قسم! میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری بات کا جواب کیا دوں' البتہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (آپؐ کی حیات مبارکہ میں) تھے تو آپؐ کو کسی بھی معاملہ میں صرف ایک مرتبہ حکم کی ضرورت پیش آتی تھی اور ہم فوراً ہی اسے بجالاتے تھے' یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تم لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو گے' اور اگر تمہارے دل میں کسی معاملہ میں شبہ پیدا ہو جائے (کہ کیا چاہئے یا نہیں) تو کسی عالم سے اس کے متعلق پوچھ لو تاکہ تشفی ہو جائے' وہ دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی ایسا آدمی بھی (جو صحیح صحیح مسئلے بتادے) تمہیں نہیں ملے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جتنی دنیا باقی رہ گئی ہے وہ وادی کے اس پانی کی طرح ہے جس کا صاف اور اچھا حصہ تو پیا جا چکا ہے اور گدلا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گول مول جواب دیا۔ ان کا مطلب یہی ہے کہ افسر کا حکم جب شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کی اطاعت لازم اور ضروری ہے۔ آپ نے قرآن کی آیت ﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل : ۴۳) کے موافق حکم دیا اور یہ تخصیص نہیں کی کہ فلاں عالم سے پوچھے۔ بلکہ عامی کا کام یہ ہے کہ جس کسی عالم کو دیندار اور پرہیز گار اور خدا ترس سمجھے اس سے دین کا مسئلہ پوچھ لے۔

اس سے تقلید شخصی کا بھی رد ہوا کہ یہ غلط ہے کہ عام آدمی ایک عالم ہی کے ساتھ چمٹ جائے۔ بلکہ جو بھی عالم اسکو اچھا نظر آئے اس سے مسئلہ پوچھ لے۔ یہ حکم بھی ان عالموں کیلئے ہے جو زندہ موجود ہوں۔ پھر جن کو دنیا سے گئے ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں' ان ہی کی تقلید کئے جانا' بلکہ انکے نام پر ایک مستقل شریعت گھڑ لینا یہ وہ مرض ہے جس میں عام مقلدین گرفتار ہیں۔ جنہوں نے دین حق کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ صد افسوس! کہ امت میں پہلا مہلک فساد اسی تقلید شخصی سے شروع ہوا۔

دین حق را چار مذہب ساختند　　رخنہ در دین نبیؐ انداختند

حدیث میں لفظ غبر سے مراد گدلا پانی لیں تو نتھرے پانی سے تشبیہ ہو گی اور جو باقی رہنے کے معنے لیں تو گندے سے تشبیہ ہو گی۔ مطلب یہ کہ اچھے لوگ چلے گئے اور برے رہ گئے

۱۱۲- بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

باب نبی کریم ﷺ دن ہوتے ہی اگر جنگ نہ شروع کر دیتے تو سورج کے ڈھلنے تک لڑائی ملتوی رکھتے

ای لان الرياح تهب غالبا فيد الزوال فيحصل منها تبريد السلاح والحرب وزيادة من النشاط (فتح) یعنی یہ اس لئے کہ اکثر زوال کے بعد ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں پس اس سے ہتھیاروں کی حدت برودت سے بدل جاتی ہے اور لڑائی میں بھی ٹھنڈک سے طاقت ملتی اور فرحت میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

۲۹۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَرَأْتُهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ)).

[راجع: ۲۹۳۳]

(۲۹۶۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابی النضر نے' (سالم ان کے منشی تھے) بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے انہیں خط لکھا اور میں نے اسے پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک جہاد کے موقع پر جس میں لڑائی بھی ہوئی تھی' سورج کے ڈھلنے تک جنگ نہیں شروع کی۔

۲۹۶۶- ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ:

(۲۹۶۶) اس کے بعد آپؐ نے صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا' لوگو

((أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)). [راجع: ٢٨١٨]

! دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو' بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو' البتہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر و استقامت کا ثبوت دو' یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے' اس کے بعد آپؐ نے یوں دعا کی' اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے' بادل بھیجنے والے' احزاب (دشمن کے دستوں) کو شکست دینے والے' انہیں شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کو ٹالنا اچھا ہے۔ اگر کوئی صلح کی عمدہ صورت نکل سکے۔ کیونکہ اسلام فتنہ و فساد کے سخت خلاف ہے۔ ہاں جب کوئی صورت نہ بنے اور دشمن مقابلہ ہی پر آمادہ ہو تو جم کر اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور ایسے موقعہ پر اس دعائے مسنونہ کا پڑھنا ضروری ہے جو یہاں مذکور ہوئی ہے۔ یعنی اللھم منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ جنت کے لئے مالی و جانی قربانی کی ضرورت ہے جنت کا سودا کوئی سستا سودا نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت قرآن ﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ (التوبۃ: ۱۱۱) میں مذکور ہے۔

١١٣- بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الإِمَامَ لِقَوْلِهِ :

باب اگر کوئی جہاد میں سے لوٹنا چاہے یا جہاد میں نہ جانا چاہے تو امام سے اجازت لے

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَأْذِنُونَكَ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں کہ "بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ اللہ کے رسول کے ساتھ کسی جہاد کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کے یہاں سے چلے نہیں جاتے۔ بے شک وہ لوگ جو آپ سے اجازت لیتے ہیں"۔ آخر آیت تک۔

٢٩٦٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَتَلاَحَقَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلاَ يَكَادُ يَسِيْرُ، فَقَالَ لِي: ((مَا لِبَعِيْرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَيِيَ. قَالَ:

(۲۹۶۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر نے خبر دی' انہیں مغیرہ نے' انہیں شعبی نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (جنگ تبوک) میں شریک تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ کر میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا۔ چونکہ وہ تھک چکا تھا' اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے۔ جابرؓ نے

فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ. قَالَ: ((أَفَتَبِيعُنِيهِ؟)) قَالَ: فَاسْتَحْيَيْتُ، وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَبِعْنِيهِ))، فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي عَرُوسٌ، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي، فَتَقَدَّمْتُ النَّاس إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي خَالِيْ فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلاَمَنِي.

قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ حِيْنَ اسْتَأْذَنْتُهُ: ((هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا. فَقَالَ: ((هَلاَّ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، تُوُفِّيَ وَالِدِيْ - أَوِ اسْتُشْهِدَ - وَلِيْ أَخَوَاتٌ صِغَارٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلاَ تُؤَدِّبُهُنَّ وَلاَ تَقُومُ عَلَيْهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ)) قَالَ الْمُغِيرَةُ: هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لاَ نَرَى بِهِ بَأْسًا.

بیان کیا کہ پھر آپؐ پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی۔ پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں کے آگے آگے چلتا رہا۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا' اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے ؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے۔ آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر کیا اسے بیچو گے ؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں شرمندہ ہو گیا' کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں رہا تھا۔ مگر میں نے عرض کیا' جی ہاں ! آپؐ نے فرمایا پھر بیچ دے۔ چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپؐ کو بیچ دیا اور یہ طے پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ میں نے آپؐ سے (آگے بڑھ کر اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی۔ تو آپؐ نے اجازت عنایت فرمادی۔ اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا۔ جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا۔ جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی۔ تو انہوں نے مجھے برا بھلا کہا۔ (ایک اونٹ تھا تیرے پاس وہ بھی بیچ ڈالا اب پانی کس پر لائے گا) جب میں نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے ؟ میں نے عرض کیا تھا بیوہ سے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ باکرہ سے کیوں نہ کی' وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے۔ (کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ابھی کنوارے تھے) میں نے کہا یارسول اللہ ! میرے باپ کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ وہ (احد میں) شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ انہیں جیسی کسی لڑکی کو بیاہ کے لاؤں' جو نہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تاکہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے۔ انہوں نے بیان کیا' کہا پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس

[راجع: ٤٤٣]

کر دیا۔ مغیرہ راویؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک بیع میں یہ شرط لگانا اچھا ہے کچھ برا نہیں۔

ترجمہ باب یہاں سے نکلا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر آپؐ سے جدا ہوئے۔ یہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے اور حضرت امامؒ نے اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔

١١٤- بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ،

فِيْهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نئی نئی شادی ہونے کے باوجود جنہوں نے جہاد کیا

اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ہے (جو مذکور ہوئی)

١١٥- بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ،

فِيْهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب شب زفاف کے بعد ہی جس نے

فوراً جہاد میں شرکت کو پسند کیا اس بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے موجود ہے۔

جو آگے آئے گی۔ کہ ایک پیغمبر جہاد کو گئے اور فرمایا میرے ساتھ ایسا کوئی شخص نہ نکلے جس نے نکاح تو کر لیا ہو مگر ابھی اس نے اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔

١١٦- بَابُ مُبَادَرَةِ الإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ

باب خوف اور دہشت کے وقت (حالات معلوم کرنے کے لئے) امام کا آگے بڑھنا

٢٩٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)). [راجع: ٢٦٢٧]

(٢٩٦٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک دفعہ کچھ دہشت پھیل گئی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر (حالات معلوم کرنے کے لئے سب سے آگے تھے) پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو کوئی بات نہیں دیکھی۔ البتہ اس گھوڑے کو ہم نے دوڑنے میں دریا کی روانی جیسا تیز پایا ہے (باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے)

١١٧- بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ

باب خوف کے موقع پر جلدی سے گھوڑے کو ایڑ لگانا

٢٩٦٩- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

(٢٩٦٩) ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مدینہ میں) لوگوں میں

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ بَطِيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ، فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُوْنَ خَلْفَهُ فَقَالَ: ((لَمْ تُرَاعُوا، إِنَّهُ لَبَحْرٌ. فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ)).

[راجع: ٢٦٢٧]

دہشت پھیل گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر جو بہت سست تھا' سوار ہوئے اور تنہا ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے سوار ہو کر نکلے۔ اس کے بعد واپسی پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے' البتہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ اس دن کے بعد پھر وہ گھوڑا (دوڑ وغیرہ کے موقع پر) کبھی پیچھے نہیں رہا۔

آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فوراً ہی معلومات کے لئے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر ایڑ لگائی اور مدینہ کے دور دور اطراف میں گھوم پھر کر آپ واپس تشریف لائے اور وہ فرمایا جو روایت میں مذکور ہے۔ اسی سے ترجمہ باب ثابت ہوا۔

١١٨- بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهُ

باب خوف کے وقت اکیلے نکلنا

مذکورہ بالا باب ہندوستانی نسخوں میں نہیں۔ البتہ شیخ فواد عبدالباقی کی تحقیق والے نسخے میں ہے۔

١١٩ - بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلاَنِ فِي السَّبِيْلِ

باب کسی کو اجرت دے کر اپنے طرف سے جہاد کرانا اور اللہ کی راہ میں سواری دینا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: قُلْتُ لابْنِ عُمَرَ: الْغَزْوَ. قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُعِيْنَكَ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِي. قُلْتُ: أَوْسَعَ اللهُ عَلَيَّ. قَالَ: إِنَّ غِنَاكَ لَكَ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ مَالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ. وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُوْنَ مِنْ هَذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا، ثُمَّ لاَ يُجَاهِدُوْنَ، فَمَنْ فَعَلَهُ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ: إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے جہاد میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس مد میں اپنا کچھ مال خرچ کر کے تمہاری مدد کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دیا ہوا میرے پاس کافی ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ تمہاری سرمایہ داری تمہارے لئے ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا مال بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ اس مال کو (بیت المال سے) اس شرط پر لے لیتے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوں گے لیکن پھر وہ جہاد نہیں کرتے۔ اس لئے جو شخص یہ حرکت کرے گا تو ہم اس کے مال کے زیادہ مستحق ہیں اور ہم اس سے وہ مال جو اس نے (بیت المال سے) لیا ہے واپس وصول کر لیں گے۔ طاؤس اور مجاہد نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز اس شرط کے ساتھ دی جائے کہ اس کے بدلے میں تم جہاد کے لئے نکلو گے۔ تو تم اسے جہاں جی چاہے خرچ کر

سکتے ہو۔ اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات میں بھی لا سکتے ہو۔ (مگر شرط کے مطابق جہاد میں شرکت ضروری ہے)

شافعیہ نے اس کو جائز رکھا ہے کہ اجرت لے کر کسی کی طرف سے جہاد کرے۔ لیکن مالکیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ مگر جب بیت المال میں روپیہ نہ ہو اور مسلمان ناتواں ہوں تو جائز ہے۔ البتہ غازی کی اعانت اور مدد گو وہ مالدار ہو سب کے نزدیک درست ہے۔ (وحیدی)

لفظ جعائل جعیلہ کی جمع ہے' وهي ما يجعله القاعد من الاجرة لمن يغزوعنه یعنی یہ وہ چیز ہے جو بطور اجرت بیٹھنے والا اپنی طرف سے غزوہ کرنے والے کے لئے مقرر کرے۔ اور حملان بضم الحاء حمل يحمل کا مصدر ہے جس سے مراد مجاہد کو بطور امداد سواری دینا ہے۔

٢٩٧٠- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، فَقَالَ زَيْدٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ آشْتَرِيْهِ؟ فَقَالَ: ((لاَ تَشْتَرِهِ وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

[راجع: ١٤٩٠]

(۲۹۷۰) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے مالک بن انس سے سنا' انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تھا اور زید نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ کے راستے میں (جہاد کیلئے) اپنا ایک گھوڑا ایک شخص کو سواری کیلئے دے دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ (بازار میں) وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم نہ خریدو اور اپنا صدقہ (خواہ خرید کر ہی ہو) واپس نہ لو۔

تشریح ترجمۃ الباب میں وہ اجرت مراد ہے جو جہاد میں شرکت نہ کرنے والا کوئی شخص اپنی طرف سے کسی آدمی کو اجرت دے کر جہاد پر بھیجتا ہے۔ جہاں تک جہاد پر اجرت کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ اجرت لینی جائز ہے۔ یوں تو جہاد کا حکم سب کے لئے برابر ہے۔ اس لئے کسی معقول عذر کے بغیر اس میں شرکت سے پہلو تہی کرنا مناسب نہیں۔ البتہ یہ صورت اس سے الگ ہے کہ کسی پر جہاد فرض یا واجب نہ ہو اور وہ جہاد میں جانے والے کی مدد کر کے ثواب میں شریک ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ ہاں جہاد میں شرکت سے بچنے کے لئے اگر ایسا کرتا ہے تو بہتر نہیں ہے۔

٢٩٧١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ (لاَ تَبْتَعْهُ وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ).

(۲۹۷۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ اپنے گھوڑے کو انہوں نے خریدنا چاہا اور رسول کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا' تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو۔ اور اس طرح

[راجع: ١٤٨٩]

اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا ایک شخص کو جہاد کے خیال سے بطور امداد دے دیا تھا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ بعد میں وہ شخص اس کو بازار میں بیچنے لگا جس کا ذکر روایت میں ہے۔

٢٩٧٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ لاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لاَ أَجِدُ حَمُولَةً، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ)). [راجع: ٣٦]

(٢٩٧٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابو صالح نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ امر مشکل نہ گزرتا تو میں کسی سریہ (یعنی مجاہدین کا ایک چھوٹا دستہ جس کی تعداد زیادہ سے زیادہ چالیس ہو) کی شرکت بھی نہ چھوڑتا۔ لیکن میرے پاس سواری کے اتنے اونٹ نہیں ہیں کہ میں ان کو سوار کر کے چلوں اور یہ مجھ پر بہت مشکل ہے کہ میرے ساتھی مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ میری تو یہ خوشی ہے کہ اللہ کے راستے میں میں جہاد کروں' اور شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔

١٢٠- بَابُ الأَجِيْرِ

باب جو شخص مزدوری لے کر جہاد میں شریک ہو

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ يُقْسَمُ لِلأَجِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ.
وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النِّصْفِ، فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَمِائَةِ دِيْنَارٍ، فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

امام حسن بصری اور ابن سیرین نے کہا کہ مال غنیمت میں سے مزدور کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا (مال غنیمت کے حصے کے) نصف کی شرط پر لیا۔ گھوڑے کے حصہ میں (فتح کے بعد مال غنیمت سے) چار سو دینار آئے۔ عطیہ نے دو سو دینار خود رکھ لئے اور دو سو گھوڑے کے مالک کو دے دیئے۔

٢٩٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ، فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلاً فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الآخَرَ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ

(٢٩٧٣) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' ان سے ابن جریج نے' ان سے عطاء نے' ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد (یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا اور ایک جوان اونٹ میں نے چڑھنے کو دیا تھا' میرے خیال میں میرا یہ عمل' تمام دوسرے اعمال کے مقابلے میں سب سے زیادہ قابل بھروسہ تھا۔ (کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو گا) میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ پھر وہ مزدور ایک شخص (خود یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے لڑ پڑا اور

ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ: ((أَيَدفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الفَحْلُ؟)).

[راجع: ١٨٤٨]

ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹ لیا۔ دوسرے نے جھٹ جو اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے آگے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں فریادی ہوا لیکن آنحضرت ﷺ نے ہاتھ کھینچنے والے پر کوئی تاوان نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا تمہارے منہ میں وہ اپنا ہاتھ یوں ہی رہنے دیتا تاکہ تم اسے چبا جاؤ جیسے اونٹ چباتا ہے۔

تشریح یعنی اگر کسی مجاہد نے جہاد کے لئے جاتے وقت اگر کچھ مزدور' مزدوری پر اپنی ضروریات کے لئے اپنے ساتھ لے لئے تو کیا یہ مزدور اپنی مزدوری پالینے کے بعد مال غنیمت کے بھی مستحق ہوں گے یا نہیں؟ اسی کا جواب اس باب میں دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور اوزاعی کے نزدیک حصہ نہیں ملے گا۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ حصہ ملے گا۔ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ میں بوڑھا آدمی تھا۔ میرے ساتھ کوئی خدمتگار بھی نہ تھا تو میں نے ایک شخص کو مزدوری پر ٹھہرایا۔ اور اس کے لئے دو حصے مقرر کئے۔ مگر وہ اس پر راضی نہیں ہوا۔ تو اس کی مزدوری تین دینار مقرر کی۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ یعلیٰ نے کاٹا اور مزدور نے اپنا ہاتھ کھینچا تو یعلیٰ کا دانت نکل پڑا۔

١٢١- بَابُ مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

باب آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کا بیان

تشریح حدیث میں لوآء کا لفظ ہے۔ لوآء اور رایہ دونوں ایک ہیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ کا رایہ سیاہ تھا۔ اور لواء سفید۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ بعضوں نے کہا لواء جو نیزے پر ایک کپڑا لگا دیا جاتا ہے اور گرہ نہیں دی جاتی۔ رایہ وہ جو گرہ دے کر باندھا جاتا ہے جس کو علم بھی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ جھنڈا لشکر کا جو سردار ہوتا وہ تھامے رکھتا۔ اور آپؐ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

روایت میں قیس بن سعد انصاریؓ کا ذکر ہے۔ جنہوں نے سر کے ایک طرف کنگھی کی تھی کہ ان کا ایک غلام کھڑا ہوا اور اس نے ہدی کے جانور کو ہار پہنا دیا۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ہدی کی تقلید ہو گئی تو حج کی لبیک پکاری اور سر کی دوسری طرف کنگھی نہ کی۔ یہ قیس سعد بن عبادہؓ کے بیٹے تھے جو خزرج قبیلہ کے سردار تھے۔ حضرت قیس معزز اصحاب میں تھے۔ جنگی معاملات میں صاحب تدبیر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ مدینہ میں ٦٠ھ میں انتقال فرمایا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٢٩٧٤- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ: ((أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ- أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ)).

(٢٩٧٤) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عقیل نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ثعلبہ بن ابی مالک قرظی نے خبر دی کہ قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے' جو جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے' جب حج کا ارادہ کیا تو (احرام باندھنے سے پہلے) کنگھی کی۔

معلوم ہوا کہ جہاد میں علم نبوی اٹھایا جاتا تھا۔ اور اس کے اٹھانے والے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ ہوا کرتے۔ جنگ خیبر میں یہ جھنڈا اٹھانے والے حضرت علیؓ تھے۔ جیسا کہ آگے ذکر ہے۔

٢٩٧٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ قَالَ: لَيَأْخُذَنَّ - غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ)) فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ. فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ)).

[طرفاه في : ٣٧٠٢، ٤٢٠٩].

(٢٩٧٥) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا ؟ چنانچہ وہ نکلے اور آنحضرت سے جا ملے۔ اس رات کی شام کو جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا (آپ نے یہ فرمایا کہ) کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہو گا جسے اللہ اور اس کے رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں کوئی امید نہ تھی۔ (کیونکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے) لوگوں نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور آپؐ نے جھنڈا انہیں کو دیا۔ اور اللہ نے انہیں کے ہاتھ پر فتح فرمائی۔

حضرت علیؓ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ فاتح خیبر ہیں اور اس موقعہ پر فتح کا جھنڈا آپ ہی کے دست مبارک سے لہرایا گیا۔ اس سے بھی علم نبوی کا اثبات ہوا۔ اور اسی وجہ سے حضرت امام بخاری اس واقعہ کو یہاں لائے۔

٢٩٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ((سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ)).

(٢٩٧٦) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہاں پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو پرچم نصب کرنے کا حکم فرمایا تھا؟

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کا ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت امام ان احادیث کو یہاں لائے۔ احادیث سے اور بھی بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں جن کو حضرت امامؒ نے موقع بہ موقع بیان فرمایا ہے۔ رحمہ اللہ۔

١٢٢- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ))

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک مہینے کی راہ سے اللہ نے میرا رعب (کافروں کے دلوں میں) ڈال کر میری مدد کی

وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَزَّ: ﴿سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللهِ﴾ [آل عمران: ۱۵۱] قَالَهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "عنقریب ہم ان لوگوں کے دلوں کو مرعوب کر دیں گے جنہوں نے کفر کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے! جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۲۹۷۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ. فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

[أطرافه في: ۶۹۹۸، ۷۰۱۳، ۷۲۷۳].

(۲۹۷۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جامع کلام (جس کی عبارت مختصر اور فصیح و بلیغ ہو اور معنی بہت وسیع ہوں) دیکر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو (اپنے رب کے پاس) جا چکے۔ اور (جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں) انہیں اب تم نکال رہے ہو۔

اس خواب میں آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپؐ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں اس خواب کی مکمل تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیں اور ابو ہریرہؓ کا بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو پورا کر کے اللہ پاک سے جا ملے لیکن وہ خزانے اب تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ روایت مذکورہ میں ایک مہینے کی راہ سے یہ مذکور نہیں ہے۔ لیکن جابرؓ کی روایت جو امام بخاری نے کتاب التیمم میں نکالی ہے اس میں اس کی صراحت موجود ہے۔

۲۹۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ - وَهُوَ بِإِيلِيَاءَ - ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ

(۲۹۷۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے' انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابو سفیانؓ نے خبر دی کہ (آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک جب شاہ روم ہرقل کو ملا تو) اس نے اپنا آدمی انہیں تلاش کرنے کیلئے بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت ایلیا میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آخر (طویل گفتگو کے بعد) اس نے نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک منگوایا۔ جب وہ پڑھا جا چکا تو اس کے دربار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ (چاروں طرف سے) آواز بلند ہونے لگی۔ اور ہمیں باہر

لأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ)). [راجع: ٧]

نکال دیا گیا۔ جب ہم باہر کر دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (مراد رسول اللہ ﷺ سے ہے) کا معاملہ تو اب بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ ملک بنی اصفر (قیصر روم) بھی ان سے ڈرنے لگا ہے۔

شام کا ملک جہاں اس وقت ہرقل تھا مدینہ سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے' تو باب کا مطلب نکل آیا کہ آنحضرت ﷺ کا رعب ایک مہینے کی راہ سے ہرقل پر پڑا۔ آپ کے بے شمار معجزات میں سے یہ بھی آپ کا اہم معجزہ تھا۔ آپ کے دشمن جو آپ سے صدہا میلوں کے فاصلے پر رہتے تھے وہ وہاں سے ہی بیٹھے ہوئے آپ کے رعب سے مرعوب رہا کرتے تھے۔ ﷺ۔

١٢٣- بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ

باب سفر جہاد میں توشہ (خرچ وغیرہ) ساتھ رکھنا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ [البقرة: ١٩٧]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اپنے ساتھ توشہ لے جایا کرو' پس بے شک عمدہ ترین توشہ تقویٰ ہے"۔

اشار بهذه الترجمة الى ان حمل الزاد فى السفر ليس منافيا للتوكل كذا فى الفتح یعنی اس ترجمہ میں اشارہ فرمایا کہ سفر میں توشہ ساتھ لے جانا توکل کے منافی نہیں ہے۔

یعنی سفر میں جاتے وقت اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لے لیا کرو' تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ یہی بہترین توشہ ہے جس کے ذریعہ لوگوں سے مانگنے سے بچ جاؤ گے اور تقویٰ حاصل ہو سکے گا۔

٢٩٧٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي - وَحَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ - عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلاَ لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ، فَقُلْتُ لأَبِي بَكْرٍ: وَاللهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلاَّ نِطَاقِي. قَالَ: فَشُقِّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيْهِ: بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ، وَبِالآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلَتْ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ)). [طرفاه في: ٣٩٠٧، ٥٣٨٨].

(٢٩٧٩) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' نیز مجھ سے فاطمہ نے بھی بیان کیا' اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا' تو میں نے (والد ماجد حضرت) ابو بکر بناٹھ کے گھر آپ کے لئے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی' تو میں نے ابو بکر بناٹھ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لئے نہیں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا' اور اسی وجہ سے میرا نام "ذات النطاقین" (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔

تشریح حضرت ابو بکر صدیق بناٹھ کی صاحبزادی کا نام اسماء رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں۔ مکہ ہی میں اسلام لائیں۔ اس وقت تک صرف سترہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ حضرت عائشہؓ سے دس برس بڑی تھیں۔ اپنے

صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں بعمر ایک سو سال آپ نے مکہ ہی میں انتقال فرمایا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ آپؐ کے لئے اس نیک خاتون نے ہجرت کے سفر کے وقت ناشتہ تیار کیا۔ اسی سے ہر سفر میں خواہ حج کا سفر ہو یا جہاد کا راشن ساتھ لے جانے کا اثبات ہوا۔ خاص طور پر فوجوں کے لئے راشن کا پورا انتظام کرنا ہر متمدن حکومت کے لئے ضروری ہے۔

٢٩٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الأَضَاحِيْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ)). [راجع: ١٧١٩]

(۲۹۸۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' ان سے عمرو نے بیان کیا' کہا مجھ کو عطاء نے خبر دی' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں قربانی کا گوشت (بطور توشہ) مدینہ لے جایا کرتے تھے۔ (یہ لے جانا بطور توشہ ہوا کرتا تھا۔ اس سے آپ کا مطلب ثابت ہوا)

٢٩٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَ كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ - وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ - فَصَلَّوا الْعَصْرَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِالأَطْعِمَةِ، فَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ بِسَوِيْقٍ، فَلُكْنَا، فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا)). [راجع: ٢٠٩]

(۲۹۸۱) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے بشیر بن یسار نے خبر دی اور انہیں سوید بن نعمان نے خبر دی کہ خیبر کی جنگ کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ گئے تھے۔ جب لشکر مقام صہباء پر پہنچا جو خیبر کا نشیبی علاقہ ہے تو لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے کھانا منگوایا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی اور ہم نے وہی ستو کھایا اور پیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

(یہ ستو بطور راشن رکھا گیا تھا۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا)

٢٩٨٢- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخبَرُوهُ، فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ قَالَ

(۲۹۸۲) ہم سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب لوگوں کے پاس زاد راہ ختم ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لوگ اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس اجازت کی اطلاع انہیں بھی ان لوگوں نے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا' ان اونٹوں کے بعد پھر تمہارے پاس باقی کیا رہ جائے گا (کیونکہ انہیں پر سوار ہو کر اتنی دور دراز کی مسافت بھی تو طے کرنی تھی) اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بَأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ)).

[راجع: ٢٤٨٤]

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ ! لوگ اگر اپنے اونٹ بھی ذبح کر دیں گے۔ تو پھر اس کے بعد ان کے پاس باقی کیا رہ جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا پھر لوگوں میں اعلان کر دو کہ (اونٹوں کو ذبح کرنے کے بجائے) اپنا بچا کھچا توشہ لے کر یہاں آ جائیں۔ (سب لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس کھانے کی چیز باقی بچ گئی تھی' آنحضرت ﷺ کے سامنے لا کر رکھ دی) آپؐ نے دعا فرمائی اور اس میں برکت ہوئی۔ پھر سب کو ان کے برتنوں کے ساتھ آپ نے بلایا۔ سب نے بھر بھر کر اس میں سے لیا۔ اور جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

تشریح یہ معجزہ دیکھ کر خود آپؐ نے اپنی رسالت پر گواہی دی' معجزہ اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے جسے وہ اپنے رسولوں کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں سے دکھلایا کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اونٹ تمام ذبح کر دیئے جاتے تو پھر فوجی مسلمان سواری کس پر کرتے اور سارا سفر پیدل کرنا بے حد مشکل تھا۔ یہ مشورہ صحیح تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور بعد میں سارے فوجیوں کے راشن کو جو باقی رہ گیا تھا آپؐ نے اکٹھا کرا کر برکت کی دعا فرمائی اور اللہ نے اس میں اتنی برکت دی کہ سارے فوجیوں کو کافی ہو گیا۔

معجزے کا وجود برحق ہے۔ مگر یہ اللہ کی مرضی پر ہے وہ جب چاہے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں یہ دکھلائے۔ خود رسولوں کو اپنے طور پر اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ ﴿ ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء ﴾

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وفی الحديث حسن خلق رسول الله صلى الله عليه و سلم واجابته الى ما يلتمس منه اصحابه واجرائهم على العادة البشرية فى الاحتياج الى الزاد فى السفر ومنقبة ظاهرة لعمر دالة على قوة يقينه باجابة دعاء رسول الله صلى الله عليه و سلم وعلى حسن نظره للمسلمين على انه ليس فى اجابة النبى صلى الله عليه وسلم لهم على نحر ابلهم ما يتحتم انهم يبقون بلاظهر لاحتمال ان يبعث الله لهم ما يحملهم من غنيمة ونحوها لكن اجاب عمر الى ما اشار به لتعجيل المعجزة بالبركة التى حصلت فى الطعام وقد وقع لعمر شبيه بهذه القصة فى الماء وذلك فيما اخرجه ابن ابى خزيمة وغيره وستاتى الاشارة اليه فى علامات النبوة الخ (فتح البارى) یعنی اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے اور اس پر بھی کہ آپؐ صحابہ کرامؓ کے کسی بھی بارے میں التماس کرنے پر فوراً توجہ فرماتے اور سفر میں توشہ راشن وغیرہ حاجات انسانی کا ان کے لئے پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت پر کس قدر یقین کامل تھا اور مسلمانوں کے متعلق ان کی کتنی اچھی نظر تھی۔ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے جو اونٹوں کو ذبح کرنے کا مشورہ دیا ہے یہ اس احتمال پر ہے کہ ان کو ذبح کرنے کے بعد بھی اللہ پاک ان کے لئے غنیمت وغیرہ سے سواریوں کا انتظام کرا ہی دے گا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی برکت کی دعاؤں کے لئے عجلت فرمائی تاکہ بطور معجزہ کھانے میں برکت حاصل ہو اور اونٹوں کو ذبح کرنے کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ ایک دفعہ پانی کے قصہ میں بھی حضرت عمرؓ کو اسی کے مشابہ معاملہ پیش آیا تھا۔ جس کا اشارہ علامات النبوۃ میں آئے گا۔

بعض فقہاء نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ گرانی کے وقت امام لوگوں کے فالتو غلہ کے ذخیروں کو بازار میں فروخت کے لئے حکماً نکلوا سکتا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے لئے اسی میں خیر ہے نہ کہ غلہ کے پوشیدہ رکھنے میں۔

١٢٤- بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ

باب توشہ اپنے کندھوں پر لاد کر خود لے جانا

سفر میں خاص طور پر جہاد کے سفر میں ہر سپاہی بقدر ضرورت راشن اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مصنفؒ نے اسی کا جواز ثابت فرمایا ہے۔

٢٩٨٣- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلاَثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا، فَفَنِيَ زَادُنَا، حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً. قَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا، حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ، فَإِذَا حُوتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا)). [راجع: ٢٤٨٣]

(٢٩٨٣) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں وہب بن کیسان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم (ایک غزوہ پر) نکلے۔ ہماری تعداد تین سو تھی' ہم اپنا راشن اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آخر ہمارا توشہ جب (تقریباً) ختم ہو گیا' تو ایک شخص کو روزانہ صرف ایک کھجور کھانے کو ملنے لگی۔ ایک شاگرد نے پوچھا' اے ابو عبداللہ! (جابر رضی اللہ عنہ) ایک کھجور سے بھلا ایک آدمی کا کیا بنتا ہو گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب ایک کھجور بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اس کے بعد ہم دریا پر آئے تو ایک ایسی مچھلی ملی جسے دریا نے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ہم اٹھارہ دن تک خوب جی بھر کر اسی کو کھاتے رہے۔

تشریح غالباً وہیل مچھلی ہو گی جو بعض دفعہ اسی فٹ سے سو فٹ تک طویل ہوتی ہے اور جو آیات الٰہی میں سے ایک عجیب مخلوق ہے۔ اٹھارہ دن تک صرف اسی مچھلی پر گزارہ کرنا یہ محض اللہ کی طرف سے تائید غیبی تھی۔ یہ رجب ٨ھ کا واقعہ ہے۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہ تین سو مجاہدین اپنا اپنا راشن اپنے اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ بھی ایسی تنگیوں کا تھا۔ نہ آج جیسا کہ ہر قسم کی سہولتیں میسر ہو گئی ہیں پھر بھی بعض مواقع پر سپاہی کو اپنا راشن خود اٹھانا پڑ جاتا ہے۔

١٢٥- بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا

باب عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ایک ہی اونٹ پر سوار ہونا (اس بارے میں سفر جہاد کو بھی سفر حج پر قیاس کیا گیا ہے)

٢٩٨٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ؟ فَقَالَ لَهَا:

(٢٩٨٤) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن اسود نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر پائی ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ (عمرہ کر آؤ) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (عائشہؓ کے بھائی) تمہیں اپنی

((اذْهَبِي وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ)). فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ. فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ)). [راجع: ٢٩٤]

سواری کے پیچھے بٹھالیں گے۔ چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تنعیم سے (احرام باندھ کر) عائشہؓ کو عمرہ کرا لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عرصہ میں مکہ کے بالائی علاقہ پر ان کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ وہ آ گئیں۔

٢٩٨٥- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ)). [راجع: ١٧٨٤]

(٢٩٨٥) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عمرو بن اوس نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بٹھا کر لے جاؤں' اور تنعیم سے (احرام باندھ کر) انہیں عمرہ کرا لاؤں۔

اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنی محترمہ بہن حضرت عائشہؓ کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔ اس سے باب کا مقصد ثابت ہوا۔ پہلی حدیث میں مزید تفصیل بھی مذکور ہوئی۔

١٢٦- بَابُ الإِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

باب جہاد اور حج کے سفر میں دو آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا

٢٩٨٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا: الْحَجِّ، وَالْعُمْرَةِ)). [راجع: ١٠٨٩]

(٢٩٨٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ تمام صحابہ حج اور عمرہ دونوں ہی کے لئے ایک ساتھ لبیک کہہ رہے تھے۔

١٢٧- بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

باب ایک گدھے پر دو آدمیوں کا سوار ہونا

٢٩٨٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ

(٢٩٨٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو صفوان نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے' ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم ایک گدھے پر اس کی پالان رکھ کر سوار ہوئے۔ جس پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور اسامہؓ کو آپ نے اپنے پیچھے بٹھا

قَطِيفَةٌ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ)). رکھا تھا۔

[أطرافه في: ٤٥٦٦، ٥٦٦٣، ٥٩٦٤، ٦٢٠٧].

معلوم ہوا کہ ایک گدھے پر دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں' بشرطیکہ وہ طاقتور ہو لفظ اکاف گدھے کے پالان کے لئے اسی طرح مستعمل ہے جس طرح گھوڑے کے لئے لفظ سرج مستعمل ہے۔

٢٩٨٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلاَلٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلاَلٌ وَعُثْمَانُ، فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلاً، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلاَلاً وَرَاءَ الْبَابِ قَائِماً فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ فَأَشَارَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ: كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ)).

[راجع: ٣٩٧]

(٢٩٨٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم ﷺ مکہ کے بالائی علاقے سے اپنی سواری پر تشریف لائے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھادیا تھا اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی جو کعبہ کے کلید بردار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد الحرام میں اپنی سواری بٹھادی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیت اللہ الحرام کی کنجی لائیں۔ انہوں نے کعبہ کا دروازہ کھول دیا اور رسول کریم ﷺ اندر داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اسامہ' بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ کافی دیر تک اندر ٹھہرے رہے۔ اور جب باہر تشریف لائے تو صحابہ نے (اندر جانے کیلئے) ایک دوسرے سے آگے ہونے کی کوشش کی سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلا کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹنی پر اپنے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی بٹھلا رکھا تھا۔ اونٹنی بھی ایک جانور ہے جب اس پر دو آدمیوں کا سوار ہونا ثابت ہوا تو گدھے کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو کئی جگہ لائے ہیں اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے جیسا کہ اپنے اپنے مقام پر بیان ہوا ہے۔ یہی آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی اہم دلیل ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ایک مجتہد مطلق کے لئے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے وہ سب آپ کی ذات گرامی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اللہ سارے مجتہدین کرام کو جزائے خیر دے جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے اپنے آپ کو کلیۃً وقف کر دیا تھا' رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ حدیث میں لفظ حجبۃ حاجب کی جمع ہے جو دربان کے لئے بولا

جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے کلید بردار اور دربان یہی خاندان چلا آ رہا ہے۔

علاقہ بھوج کچھ کے تاریخی دورہ از ۲۰ مئی تا ۸ جون ۷۱ء کے دوران اس پارے کی حدیث ۲۹۴۸ اور ۲۹۸۸ تک تسوید و تبییض کی گئی' اللہ پاک کی خدمت حدیث کو جملہ برادران شائقین بخاری شریف کے حق میں بطور صدقہ جاریہ قبول فرمائے آمین۔

۱۲۸- بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ

باب جو رکاب پکڑ کر کسی کو سواری پر چڑھادے یا کچھ ایسی ہی مدد کرے' اس کا ثواب

۲۹۸۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلاَمَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: يَعْدِلُ بَيْنَ الاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا- أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ- صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ))

[راجع: ۲۷۰۷]

(۲۹۸۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچائے' اس طرح پر کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھدے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹادے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

چونکہ اس حدیث میں بذیل بیان صدقات کسی انسان کی بہ سلسلہ سواری کوئی ممکن مدد کرنا بھی مذکور ہوا ہے اس لئے اس روایت کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روزانہ اپنے ہر جوڑ کی سلامتی کے شکریہ میں کچھ نہ کچھ کار خیر ضرور کرتا رہے۔ لفظ سلامی آدمی کا ہر جوڑ اور انگلی کے پور مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ ہر جوف دار ہڈی کو سلامی کہا جاتا ہے واحد اور جمع کے لئے یہی لفظ ہے۔ بعضوں نے اسے لفظ سلامیہ کی جمع کہا ہے۔

۱۲۹- بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

باب مصحف یعنی لکھا ہوا قرآن شریف لے کر دشمن کے ملک میں جانا منع ہے

دشمن سے مراد وہ ملک ہے جس کی حکومت اسلامی حکومت سے اسلام کے خلاف بر سرپیکار ہو جسے دارالحرب کہا جاتا ہے۔

وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ ﷺ

اور محمد بن بشر سے اسی طرح مروی ہے۔ وہ عبیداللہ سے روایت کرتے ہیں' وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے اور عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی نافع سے' انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے اپنے

وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ الْقُرْآنَ.

صحابہ کے ساتھ دشمنوں کے علاقے میں سفر کیا' حالانکہ وہ سب حضرات قرآن مجید کے عالم تھے۔

تشریح اس سے حضرت امام بخاریؒ کی یہ غرض نہیں ہے کہ مصحف کا دشمن کے ملک میں لے جانا جائز ہے کیونکہ مصحف کی بات اور ہے اور حافظ قرآن کا دشمن کے ملک میں جانا تو کسی نے منع نہیں رکھا ہے۔ پس ایسا استدلال حضرت امام بخاریؒ کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ غرض امام بخاریؒ کی یہ ہے کہ باب کی حدیث میں جو قرآن کو لیکر دشمن کے ملک میں سفر کرنے میں منع کیا ہے اس سے مراد مصحف ہے یعنی لکھا ہوا قرآن نہ وہ قرآن جو حافظوں کے سینے میں ہوتا ہے۔ (وحیدی)

آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی صورت میں قرآن مجید نہ پہنچ چکا ہو اور یہ قرآن مجید کے لئے فتح مبین ہے جو .بفضلہ تعالیٰ حاصل شدہ ہے۔

٢٩٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ)).

(۲۹۹۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالکؒ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا تھا۔

دشمن کے علاقوں میں قرآن پاک لے کر جانے سے اس لئے روکا تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو' کیونکہ جنگ وغیرہ کے مواقع پر ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید دشمن کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کی توہین کریں۔ بعض دشمنان اسلام کی طرف سے ایسے واقعات اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید ان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ بے حرمتی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے' حالانکہ یہ حرکت اخلاق و شرافت سے بہت ہی بعید ہے۔ جس کتاب کو دنیا کے کروڑوں لوگ اپنی مذہبی مقدس کتاب مانتے ہیں' اس کی اس طور بے حرمتی کرنا گویا دنیا کے کروڑوں انسانوں کا دل دکھانا ہے۔ ایسے گستاخ لوگ کسی نہ کسی شکل میں اپنی حرکتوں کی سزا بھگتتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اسلام کی پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ کسی بھی آسمانی مذہبی کتاب کا احترام ضروری ہے جو اس کی حد کے اندر ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ کتاب آسمانی کتاب ہو۔

١٣٠- بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

باب جنگ کے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا

٢٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ. مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَلَجَؤُوا إِلَى الْحِصْنِ. فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ:

(۲۹۹۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس بن اللہ نے بیان کیا کہ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ خیبر میں داخل تھے۔ اتنے میں وہاں کے رہنے والے (یہودی) پھاوڑے اپنی گردنوں پر لئے ہوئے نکلے۔ جب آنحضرت ﷺ کو (معہ آپ کے لشکر کے) دیکھا تو چلا اٹھے کہ یہ محمد لشکر کے ساتھ (آ گئے) محمد لشکر کے ساتھ' محمد لشکر کے ساتھ! (ﷺ) چنانچہ وہ سب بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ

اللہ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ. وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللہَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ. فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا)). تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ ((رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ)).

[راجع: ٣٧١]

اٹھائے اور نعرہ تکبیر بلند فرمایا' ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ خیبر تو تباہ ہو چکا۔ کہ جب کسی قوم کے آنگن میں ہم اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کو گدھے مل گئے' اور ہم نے انہیں ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے یہ پکارا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہانڈیوں میں جو کچھ تھا' سب الٹ دیا گیا۔ اس روایت کی متابعت علی نے سفیان سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تھے۔

تشریح رسول کریم ﷺ نے خیبر میں داخل ہوتے وقت نعرہ تکبیر بلند فرمایا' اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ ہر مناسب موقعہ پر شوکت اسلام کے اظہار کے لئے نعرہ تکبیر بلند کرنا اسلامی شعار ہے۔ مگر صد افسوس کہ آج کل کے بیشتر نام نہاد مسلمانوں نے اس پاک نعرہ کی اہمیت گھٹانے کے لئے "نعرہ رسالت یارسول اللہ"۔ "نعرہ غوثیہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی" جیسے شرکیہ نعرے ایجاد کر کے شرک و بدعت کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے جو تعلیمات اسلام کے سراسر برعکس ہے۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

ایسے نعرے لگانا شرک کا ارتکاب کرنا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اولیاء کی بھی نافرمانی ہوتی ہے۔ مگر مسلمان نما مشرکوں نے ان کو محبت رسول ﷺ اور محبت اولیاء سے تعبیر کیا ہے جو سراسر شیطانی دھوکا اور ان کے نفس امارہ کا فریب ہے۔

١٣١- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ

باب بہت چلا کر تکبیر کہنا منع ہے

٢٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا، ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ، وَتَعَالَى جَدُّهُ)).

[أطرافه في: ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٤٠٩، ٦٦١٠، ٧٣٨٦].

(٢٩٩٢) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عاصم نے' ان سے ابو عثمان نے' ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ' کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ برکتوں والا ہے۔ اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔

تشریح: قسطلانی نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے ذکر بالجہر کی کراہیت ثابت ہوئی اور اکثر سلف صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔ میں (مولانا وحید الزمان مرحوم) کہتا ہوں تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرنا چاہئے جہاں جہر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہاں جہر کرنا بہتر ہے۔ جیسے اذان میں اور باقی مقاموں میں آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا اس حدیث میں جس جہر سے آپؐ نے منع فرمایا وہ بہت زور کا جہر ہے جس سے لوگ پریشان ہوں، نہ جہر متوسط، بالجملہ بہت زور سے نعرے مارنا اور ضربیں لگانا جیسا کہ بعض درویشوں کا معمول ہے، سنت کے خلاف ہے اور حضرت ﷺ کی پیروی ان پیروں کی پیروی پر مقدم ہے۔ (وحیدی)

مگر اسلامی شان و شوکت کے اظہار کے لئے جنگ جہاد وغیرہ مواقع پر نعرہ تکبیر بلند کرنا یہ امر دیگر ہے جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا۔ روایت میں اللہ کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر وقت تمہاری ہر بلند اور آہستہ آواز کو سنتا ہے اور تم کو ہر وقت وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش عظیم پر مستوی ہے۔ مگر اپنے علم اور سمع کے لحاظ سے ہر انسان کے ساتھ ہے۔

١٣٢- بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

باب کسی نشیب کی جگہ میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

٢٩٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا)). [طرفه في : ٢٩٩٤].

(۲۹۹۳) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو اللہ اکبر کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

کوئی بھی سفر ہو، راستے میں نشیب و فراز اکثر آتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اس ہدایت پاک کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہاں سفر جہاد کے لئے اس امر کا مشروع ہونا مقصود ہے۔

١٣٣- بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلاَ شَرَفًا

باب جب بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر کہنا

٢٩٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ((كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا)). [راجع: ٢٩٩٣]

(۲۹۹۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے سالم نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور نشیب میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

٢٩٩٥- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ

(۲۹۹۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ - وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ قَالَ: الْغَزْوِ - يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلاَثًا ثُمَّ قَالَ: ((لا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). قَالَ صَالِحٌ : فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللهِ، إِنْ شَاءَ اللهُ؟ قَالَ: لاَ)).

[راجع: ١٧٩٧]

کہ جب نبی کریم ﷺ حج یا عمرہ سے واپس ہوتے جہاں تک میں سمجھتا ہوں یوں کہا جب آپ جہاد سے لوٹتے' تو جب بھی آپ کسی بلندی پر چڑھتے یا (نشیب سے) کنکریلے میدان میں آتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر فرماتے' اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اس کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے' عبادت کرتے ہوئے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کی حمد پڑھتے ہوئے' اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا (کفار کی) تمام جماعتوں کو شکست دے دی۔ صالح نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لفظ آئبون کے بعد ان شاء اللہ نہیں کہا تھا تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

رسول کریم ﷺ نے حمد مذکورہ میں صدق اللہ وعدہ الخ کے الفاظ غزوہ خندق کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے' اور حجۃ الوداع سے واپسی پر بھی جب کہ اسلام کو فتح کامل ہو چکی تھی اب بھی ان پاک ایام کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان جملہ کلمات طیبات کو ایسے مبارک مواقع پر پڑھا جا سکتا ہے۔ لفظ مبارک ان شاء اللہ کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے نہ کہ ماضی کے اسی لئے اس موقع پر جو ماضی سے متعلق تھا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لفظ ان شاء اللہ نہیں کہا۔

١٣٤- بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقَامَةِ

باب مسافر کو اس عبادت کا جو وہ گھر میں رہ کر کیا کرتا تھا ثواب ملنا (گو وہ سفر میں نہ کر سکے)

٢٩٩٦- حَدَّثَنَا مَطَرُ ابْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَبُو إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مِرَارًا يَقُولُ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ

(٢٩٩٦) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عوام بن حوشب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے سنا' وہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ تھے اور یزید سفر کی حالت میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ ابو بردہ نے کہا کہ میں نے (اپنے والد) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بارہا سنا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ

مُقِيمًا صَحِيحًا)). کیا کرتا تھا۔

تشریح باب میں مسافر سے سفر جہاد کا مسافر مراد ہے۔ اس کے بعد ہر نیک سفر کا مسافر جس سے مجبوری کی وجہ سے بہت سے نوافل' ورد' وظائف' نماز تہجد وغیرہ ترک ہو جاتی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ایسے مسافر کے لئے ان جملہ اعمال صالحہ نافلہ کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ جو وہ حالت حضر میں کرتا رہتا تھا اور اب حالت سفر میں وہ عمل اس سے ترک ہو گئے۔ مسلمان مریض کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ یہ اللہ کا محض فضل ہے کہ سفر و حضر ہر جگہ مجھ ناچیز کا عمل تسوید بخاری شریف جاری رہتا ہے۔ جسے میں نفلی عبادت کی جگہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ قبول کرے اور خلوص عطا کرے آمین۔

١٣٥- بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ

باب اکیلے سفر کرنا

٢٩٩٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). قَالَ سُفْيَانُ: الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

[راجع: ٢٨٤٦]

(۲۹۹۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا کہ ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک کام کیلئے) غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کو پکارا' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کیلئے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ پھر آپؐ نے صحابہ کو پکارا' اور اس مرتبہ بھی زبیرؓ نے اپنے کو پیش کیا' آپؐ نے پھر پکارا اور پھر زبیرؓ نے اپنے کو پیش کیا' رسول اللہ ﷺ نے آخر فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔ سفیان نے کہا کہ حواری کے معنی معاون مددگار کے ہیں (یا وفادار محرم راز کو حواری کہا گیا ہے)

تشریح بعضوں نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو حواری اس وجہ سے کہتے کہ وہ سفید پوشاک پہنتے تھے۔ قتادہ نے کہا حواری وہ جو خلافت کے لائق ہو یا وزیر با تدبیر ہو۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے باب کا مطلب اس طرح ثابت کیا کہ حضرت زبیر اکیلے کافروں کی خبر لانے گئے۔ یہ جنگ خندق سے متعلق ہے جسے جنگ احزاب بھی کہا گیا ہے۔ سورہ احزاب میں اس کی کچھ تفصیلات مذکور ہیں اور کتاب المغازی میں ذکر آئے گا۔

٢٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَاحِدٌ.

(۲۹۹۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ (دوسری سند) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں' اگر لوگوں کو بھی اکیلے سفر (کی برائیوں) کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا۔

اکثر علماء نے اکیلے سفر کرنے کو مکروہ رکھا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اکیلا مسافر شیطان ہے' اور دو دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہیں۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت جیسے جاسوسی وغیرہ کے لئے اکیلے سفر کرنا درست ہے۔ بعضوں نے کہا اگر راہ میں کچھ ڈر نہ ہو تو اکیلے سفر کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ممانعت کی حدیث اس پر محمول ہے جب ڈر ہو۔ (وحیدی) آج کل ریل موٹر ہوائی جہاز کے سفر بھی اگر بصورت جماعت ہی کئے جائیں تو اس کے بہت سے فوائد ہیں جو تنہائی کی حالت میں نہیں ہیں۔ سفر میں اکیلے ہونا فی الواقع بے حد تکلیف کا موجب ہے خواہ وہ سفر ریل' موٹر' ہوائی جہاز کا بھی کیوں نہ ہو۔

١٣٦- بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

باب سفر میں تیز چلنا

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ)).

ابو حمید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں مدینہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں' اس لئے اگر کوئی شخص میرے ساتھ جلدی چلنا چاہے تو چلے۔

مقصد باب یہ ہے کہ کسی خاص ضرورت کے تحت سفر جہاد یا سفر حج یا عام سفر میں ساتھیوں سے کہہ کر تیزی کے ساتھ سفر کرنا اور ساتھیوں سے آگے چلنا معیوب نہیں ہے۔

٢٩٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - كَانَ يَحْيَى يَقُولُ: وَأَنَا أَسْمَعُ، فَسَقَطَ عَنِّي - عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ. فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. وَالنَّصُّ فَوقَ الْعَنَقِ)).

[راجع: ١٦٦٦]

(٢٩٩٩) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کے حجۃ الوداع کے سفر کی رفتار کے متعلق پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس کس چال پر چلتے' یحییٰ نے کہا عروہ نے یہ بھی کہا تھا (کہ میں سن رہا تھا) لیکن میں اس کا کہنا بھول گیا۔ غرض اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ذرا تیز چلتے جب فراخ جگہ پاتے تو سواری کو دوڑا دیتے۔ نص اونٹ کی چال جو عنق سے تیز ہوتی ہے۔

والعنق السير السهل والفجوة الفرجة بين الشيئين والنص السير الشديد (كرماني)

٣٠٠٠- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ - هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ - عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا

(٣٠٠٠) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا' اتنے میں ان کو صفیہ بنت ابی عبیدؓ (ان کی بیوی) کے متعلق سخت بیماری کی خبر ملی۔ چنانچہ آپ نے تیز چلنا شروع کر دیا اور جب (سورج غروب ہونے کے بعد) شفق ڈوب گئی تو آپ سواری سے اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی' پھر کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ تیزی کے ساتھ سفر

وقال: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا)). [راجع: ١٠٩١]

کرنا چاہتے تو مغرب میں تاخیر کر کے دونوں نمازیں (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ادا فرماتے۔

٣٠٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)). [راجع: ١٨٠٤]

(٣٠٠١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابو بکر کے مولیٰ سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سفر کیا ہے گویا عذاب کا ایک ٹکڑا ہے' آدمی کی نیند' کھانے پینے سب میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جب مسافر اپنا کام پورا کر لے تو اسے جلدی گھر واپس آجانا چاہئے۔

احادیث بالا میں آداب سفر بتلایا جا رہا ہے جن میں سفر جہاد میں بھی داخل ہے۔ واپسی کا معاملہ حالات پر موقوف ہے۔ بہرحال فراغت کے بعد گھر جلد واپس ہونا آداب سفر میں سے ہے۔ گذشتہ حدیث میں اگرچہ مغرب و عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھنے سے جمع تاخیر مراد ہے۔ مگر دوسری روایت کی بناء پر جمع تقدیم بھی جائز ہے۔

١٣٧- بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعُ

باب اگر اللہ کی راہ میں سواری کے لئے گھوڑا دے پھر اس کو بکتا پائے؟

٣٠٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((لاَ تَبْتَعْهُ، وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)). [راجع: ١٤٨٩]

(٣٠٠٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں سواری کے لئے دے دیا تھا' پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ انہوں نے چاہا کہ اسے خرید لیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسے نہ خریدو' اور اپنے صدقہ کو واپس نہ پھیرو۔

ایسی چیز جو بطور صدقہ خیرات کسی کو دے دی جائے اس کا واپس قیمت دے کر بھی لینا جائز نہیں ہے' جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

٣٠٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ،

(٣٠٠٣) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اللہ کے راستے میں ایک گھوڑا سواری کیلئے دیا' اور جسے دیا تھا وہ اسے

فَابْتَاعَهُ - أَوْ فَأَضَاعَهُ - الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)).

[راجع: ١٤٩٠]

بیچنے لگا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا تھا کہ) اس نے اسے بالکل کمزور کر دیا تھا۔ اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے واپس خرید لوں' مجھے یہ خیال تھا کہ وہ شخص سستے داموں پر اسے بیچ دے گا۔ میں نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ گھوڑا تمہیں ایک درہم میں مل جائے پھر بھی اسے نہ خریدنا۔ کیونکہ اپنے ہی صدقہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے خود ہی چاٹتا ہے۔

١٣٨- بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ

باب ماں باپ کی اجازت لے کر جہاد میں جانا

ماں باپ کی اطاعت اور ان سے سلوک کرنا فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ اس لئے جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ جہاد کی اجازت نہ دیں تو جہاد میں جانا حرام ہے۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے تب ماں باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور دادا' دادی' نانا' نانی کا بھی حکم ماں باپ کا ہے۔ (وحیدی) قال جمهور العلماء ويحرم الجهاد اذا منع الابوان او احدهما بشرط ان يكونا مسلمين لان برهما فرض عين عليه والجهاد فرض كفاية فاذا تعين الجهاد فلا اذن (فتح)

٣٠٠٤- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا قَالَ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ - وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِهِ - قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) قَالَ: نَعَم. قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)).

[طرفه في : ٥٩٧٢]

(٣٠٠٤) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے کہا' ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو العباس شاعر سے سنا' ابو العباس (شاعر ہونے کے ساتھ) روایت حدیث میں بھی ثقہ اور قابل اعتماد تھے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔ (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)

یعنی ان کی خدمت بجالانا یہی تیرا جہاد ہے۔ اسی سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب نکالا کہ ماں باپ کی رضامندی جہاد میں جانے کے واسطے لینا ضروری ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کی خدمت جہاد پر مقدم رکھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ کی والدہ ضعیفہ زندہ تھیں' اور یہ ان کی خدمت میں مصروف تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر نہ ہو سکے اور صحابیت کے شرف سے محروم رہ گئے۔ (وحیدی)

١٣٩- بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ

باب اونٹوں کی گردن میں گھنٹی وغیرہ جس سے آواز نکلے لٹکانا کیسا ہے؟

٣٠٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

(٣٠٠٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے امام

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَسُوْلاً: ((أَنْ لاَ تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلاَدَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلاَدَةٌ إِلاَّ قُطِعَتْ)).

مالکؒ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر نے' انہیں عباد بن تمیم نے اور انہیں ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ تھے۔ عبداللہ (بن ابی بکر بن حزم راوی حدیث) نے کہا کہ میرا خیال ہے ابو بشیر نے کہا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا ہو یا یوں فرمایا کہ جو گنڈا (ہار) ہو وہ اسے کاٹ ڈالے۔

تشریح معلوم ہوا کہ کسی جانور کے گلے میں محض زینت اور تفاخر کے لئے گھنٹی یا کوئی اور باجے کی قسم کا لٹکانا منع ہے۔ قال ابن الجوزی وفی المراد بالاوتار ثلاثة اقوال احدھم انھم کانوا یقلدون الابل اوتار القیسی لئلا یصیبھا العین بزعمھم فامروا بقطعھا اعلاما بان الاوتار لا ترد من امر اللہ شیئا یعنی پہلا قول یہ کہ جہلائے عرب اونٹوں کے گلوں میں کوئی تانت بطور تعویذ لٹکا دیتے تاکہ ان کو نظر بد نہ لگے۔ پس ان کے کاٹ پھینکنے کا حکم دیا گیا' تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کے حکم کو یہ لوٹا نہیں سکتی۔

دوسرا قول یہ کہ ایسے تانت وغیرہ جانوروں کے گلوں میں لٹکانے اس خوف سے منع کئے گئے کہ ممکن ہے وہ ان کے گلے میں تنگ ہو کر ان کا گلا گھونٹ دیں یا کسی درخت سے الجھ کر تکلیف کا باعث بن جائیں اور جانوروں کو ایذاء پہنچے۔

تیسرا قول یہ کہ وہ گھنٹے لٹکاتے حالانکہ بجنے والے گھنٹوں کی جگہ میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ حضرت امام بخاریؒ نے دار قطنی کی روایت کردہ اس حدیث پر اشارہ کیا ہے۔ جس میں صاف یوں ہے لا تبقین قلادۃ من وتر ولا جرس فی عنق بعیر الا قطع یعنی کسی بھی جانور کے گلے میں کوئی تانت ہو یا گھنٹہ وہ باقی نہ رکھے جائیں (فتح الباری)

١٤٠ - بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً وَكَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ؟

باب ایک شخص اپنا نام مجاہدین میں لکھوا دے پھر اس کی عورت حج کو جانے لگے یا اور کوئی عذر پیش آئے تو اس کو اجازت دی جا سکتی ہے (کہ جہاد میں نہ جائے)

٣٠٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلاَ تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلاَّ وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ ((اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

(٣٠٠٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابو معبد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی اس کا محرم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں اپنا نام لکھوا دیا ہے اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا

[راجع: ۱۸٦۲] اور اپنی بیوی کو حج کرالا۔

کیونکہ اس کی عورت کے ساتھ دوسرا مرد نہیں جا سکتا اور جہاد میں اس کے بدل دوسرا شخص شریک ہو سکتا ہے تو آپ نے ضروری کام کو غیر ضروری پر مقدم رکھا۔ عورت اپنی شخصیت میں ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مال سے خود حج پر جا سکتی ہے۔ مگر خاوند کا ساتھ ہونا یا اس کی طرف سے کسی ذی محرم کا ساتھ بھیج دینا ضروری ہے۔

۱٤۱- بَابُ الْجَاسُوسِ

باب جاسوسی کا بیان

وقَولِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ [الممتحنة١] التَّجَسُّسُ: التَّبَحُّثُ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں فرمایا کہ "مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ"۔ لفظ جاسوس تجسس سے نکلا ہے یعنی کسی بات کو کھود کر نکالنا۔

یعنی کافروں کے لیے جاسوسی کرنا منع ہے جیسے حاطب نے کی تھی کہ مشرکوں کو مسلمانوں کے آنے کی خبر دے دی' البتہ مسلمانوں کی طرف سے جاسوسی درست ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ اور جنگ کا کام بغیر جاسوسی کے چل ہی نہیں سکتا۔ سورۂ ممتحنہ کی آیت منقولہ سے حضرت امام بخاری نے کافروں کی طرف سے جاسوسی کی ممانعت نکالی' کیونکہ جاسوس جن کا جاسوس ہوتا ہے ان کا دوست ہوتا ہے اور ان کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ (وحیدی)

۳۰۰۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ : أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ وَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا)). فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ : مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ، أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَإِذَا فِيْهِ: مِنْ

(۳۰۰۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' سفیان نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حسن بن محمد نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن ابی رافع نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہم) کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہو گا' تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی

حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟)) قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلاَ ارْتِدَادًا وَلاَ رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَقَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). قَالَ سُفْيَانُ : وَأَيُّ إِسْنَادٍ هَذَا.

[أطرافه في : ٣٠٨١، ٣٩٨٣، ٤٢٧٤، ٤٨٩٠، ٦٢٩٠، ٦٩٣٩].

گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا' اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے' اس کا مضمون یہ تھا' حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف' اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے ؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا' ان سے رشتہ ناتہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے' اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑا دوں' آپؐ نے فرمایا' نہیں' یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا' اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں"۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ حدیث کی یہ سند بھی کتنی عمدہ ہے۔

تشریح مضمون خط کا یہ تھا "اما بعد! قریش کے لوگو! تم کو معلوم رہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جرار لشکر لئے ہوئے تمہارے سر پر آتے ہیں۔ اگر آپ اکیلے آئیں تو بھی اللہ آپ کی مدد کرے گا اور اپنا وعدہ پورا کرے گا' اب تم اپنا بچاؤ کر لو' والسلام"۔
حضرت عمرؓ نے قانون شرعی اور قانون سیاست کے مطابق رائے دی کہ جو کوئی اپنی قوم یا سلطنت کی خبر دشمنوں کو پہنچائے وہ سزائے موت کے قابل ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت حاطبؓ کی نیت میں کوئی فتور نہیں دیکھا اور یہ بھی کہ وہ بدری صحابہ میں سے تھے جن کی جزوی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی معاف کر دیا ہے۔ اس لئے ان کی اس سیاسی غلطی کو آنحضرت ﷺ نے نظر انداز

فرما دیا اور حضرت عمرؓ کی رائے کو پسند نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ذمہ دار لوگوں کے بعض انفرادی یا اجتماعی معاملات ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ ان میں سخت ترین غلطیوں کو بھی نظر انداز کر دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتویٰ دینے سے قبل معاملے کے ہر ہر پہلو پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ جو لوگ بغیر غور و فکر کئے سرسری طور پر فتویٰ دے دیتے ہیں بعض دفعہ ان کے ایسے فتوے بہت سے فسادات کے اسباب بن جاتے ہیں۔ خاخ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں کا نام تھا۔ اس حدیث سے اہل بدر کی بھی فضیلت ثابت ہوئی کہ اللہ پاک نے ان کی جملہ لغزشوں کو معاف فرما دیا ہے۔

١٤٢- بَابُ الْكِسْوَةِ لِلأُسَارَى

باب قیدیوں کو کپڑے پہنانا

٣٠٠٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ أُتِيَ بِأَسَارَى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوبٌ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ قَمِيْصًا، فَوَجَدُوا قَمِيْصَ عَبدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِيَّاهُ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيْصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَدٌ، فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ.

(٣٠٠٨) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے۔ جن میں حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے قمیص تلاش کروائی۔ (وہ لمبے قد کے تھے) اس لئے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آ سکی اور آنحضرت ﷺ نے انہیں وہ قمیص پہنا دی۔ نبی کریم ﷺ نے (عبداللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جو اس کا احسان تھا' آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قمیص پہنائی جو کہ حالت کفر میں آپؐ کی قید میں تھے۔ اسی سے باب کا مقصد ثابت ہوا کہ قیدی کو ننگا رکھنے کی بجائے اسے مناسب کپڑے پہنانے ضروری ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ ہر اخلاقی اور انسانی برتاؤ کرنا ضروری ہے۔ باب کا یہی ارشاد ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق کے حالات تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں' یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

١٤٣- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ

باب اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے

جس کی تبلیغی کوششوں سے کوئی انسان نیک راستے پر لگ جائے یا اسلام قبول کر لے' اس کی نیکی کا کیا ٹھکانا ہے' یہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

٣٠٠٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللهُ

(٣٠٠٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عبد القاری نے بیان کیا' ان سے ابو حازم مسلمہ ابن دینار نے بیان کیا' انہیں سہل بن سعد انصاریؓ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا' کل میں ایسے

عَنْهُ يَعْنِي ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)).

[راجع: ۲۹۴۲]

شخص کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اسلامی فتح حاصل ہو گی' جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔ رات بھر سب صحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھئے کہ کسے جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص امیدوار تھا' لیکن آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا مبارک تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اور اس سے انہیں صحت ہو گئی' کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپؐ نے انہیں کو جھنڈا عطا فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑوں جب تک یہ ہمارے ہی جیسے یعنی مسلمان نہ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ یوں ہی چلا جا۔ جب ان کی سرحد میں اترے تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ (اسلام کے ناطے) ان پر کون کون سے کام ضروری ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ ایک شخص کو بھی مسلمان کر دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ لڑائی سے قبل دشمنوں کو اسلام کی تبلیغ کریں' ان کو راہ ہدایت پیش کریں اور جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آنے دیں۔ لڑائی مدافعت کے لئے آخری تدبیر ہے۔ بغیر لڑائی ہی اگر کوئی دشمن صلح جو ہو جائے یا اسلام ہی قبول کر لے تو یہ نیکی عنداللہ بہت ہی زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ نے جنگ خیبر کی فتح ان کے ہاتھ پر مقدر رکھی تھی۔

ترجمہ باب حدیث کے الفاظ خیر لک من ان یکون لک حمر النعم سے نکلتا ہے۔ سبحان اللہ! کسی شخص کو راہ پر لانا اور کفر سے ایمان پر لگا دینا کتنا بڑا اجر رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وعظ اور تعلیم اور تلقین میں کوشش بلیغ کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ پیغمبروں کی میراث ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہنا اور زبان اور قلم کو روک لینا عالموں کے لئے غضب کی بات ہے۔ ہمارے زمانہ کے مولوی اور مشائخ جو گھروں میں آرام سے بیٹھ کر چرب لقموں پر ہاتھ مارتے ہیں اور خلاف شرع کام دیکھ کر سکوت کرتے ہیں اور جاہلوں کو نصیحت نہیں کرتے' امراء اور دنیا داروں کی خوشامد میں غرق ہیں۔ یہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے قیامت کے دن کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو علم و فضل کی دولت عطا فرمائی اس کا شکریہ یہی ہے کہ وعظ و نصیحت میں سرگرم رہیں اور تعلیم و تلقین کو اپنا وظیفہ بنالیں۔ دیہات کے مسلمانوں کو جو دینی مسائل اور اعتقادات سے ناواقف ہیں' ان کو واقف کرائیں اور ہر جگہ دعوت اسلام پہنچائیں۔ افسوس ہے کہ نصاریٰ تو اپنا باطل خیال یعنی تثلیث پھیلانے کے لئے ہر گاؤں ہر بستی اور راستے اور مجمع میں وعظ کہتے پھریں اور مسلمان سچے اعتقاد یعنی توحید پر ہو کر زبان بند رکھیں اور سچا دین پھیلانے میں کوئی کوشش نہ کریں۔ اگر سچے دین کے پھیلانے میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کو عین سعادت اور برکت اور کامیابی سمجھنا چاہئے۔ دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ نے دعوت اسلام میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ زخمی

ہوئے سر پھوٹے' دانت ٹوٹا' گالیاں کھائیں' یا اللہ! تیری راہ میں اگر ہم کو گالیاں پڑیں تو وہ عمدہ اور شیریں لقموں سے زیادہ ہم کو لذیذ ہیں۔ اور تیرا سچا دین پھیلانے میں اگر ہم مارے جائیں یا پیٹے جائیں تو وہ ان دنیا دار بادشاہوں کی خلعت اور سرفرازی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یااللہ! مسلمانوں کی آنکھ کھول دے کہ وہ بھی اپنے پیارے پیغمبر کا دین پھیلانے میں ہمہ تن کوشش شروع کریں' گاؤں گاؤں وعظ کہتے پھریں۔ دین کی کتابیں اور رسالے چھپوا چھپوا کر مفت تقسیم کریں' آمین یارب العالمین۔ (وحیدی)

الحمدللہ اس تبلیغی دورہ بھوج کچھ میں جو حال ہی میں یہاں کے ۲۵ دیہات میں کیا گیا' بخاری شریف مترجم اردو کے تین سو سے زائد پارے اور نماز کی کتابیں دو سو اور کئی متفرق تبلیغی رسائل دو سو سے بھی زائد تعداد میں بطور تحائف و تبلیغ تقسیم کئے گئے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اور جملہ حصہ لینے والے حضرات کو اس کی بہتر سے بہتر جزائیں عطا کرے۔ کتابی تبلیغ آج کے دور میں ایک ٹھوس تبلیغ ہے جس کے نتائج بہت دور رس ہو سکتے ہیں وباللہ التوفیق۔

١٤٤- بَابُ الأُسَارَى فِي السَّلاَسِلِ

باب قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنا

٣٠١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَجِبَ اللهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلاَسِلِ)).

(۳۰۱۰) ہم سے محمد بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہو گا' جو جنت میں داخل ہوں گے حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے وہ بیڑیوں میں تھے۔

لیکن بعد میں اسلام لائے اور فوراً ہی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔

یعنی اللہ نے ان لوگوں پر تعجب کیا جو بہشت میں داخل ہوں گے اور دنیا میں زنجیریں پہنتے تھے یعنی پہلے لڑائی میں قید ہو کر پا بہ زنجیر آئے پھر خوشی سے مسلمان ہو گئے اور بہشت پائی۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے قیدیوں کے لئے زنجیروں کا پہننا ثابت فرمایا۔

ای الذین اسروا فی الحرب وجاء بھم المسلمون بالسلاسل فاسلموا او انھم المسلمون الذین اساروا فی ایدی الکفار مسلسلین فیموتون او یقتلون علی ھذہ الحالۃ فیحشرون علیھا ویدخلون الجنۃ کذا فی الخیر الجاری' عبارت ہذا کا خلاصہ مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

١٤٥- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

باب یہود یا نصاریٰ مسلمان ہو جائیں تو ان کے ثواب کا بیان

٣٠١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلاَثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا

(۳۰۱۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے صالح بن حی ابو حسن نے بیان کیا' کہا کہ میں نے شعبی سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے ابو بردہ نے بیان کیا' انہوں نے اپنے والد (ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جنہیں دو گنا ثواب ملتا ہے۔ اول وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو' وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے' اسے ادب سکھائے اور اس میں اچھے

فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ لَهُ)). ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

[راجع: ٩٧]

طریقے سے کام لے' پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا اجر ملے گا۔ دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پہلے (اپنے نبی پر) ایمان لایا تھا' پھر نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا' تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے۔ اس کے بعد شعبی (راوی حدیث) نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ حدیث بلا کسی محنت و مشقت کے دے دی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس سے بھی کم حدیث کے لئے مدینہ منورہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔

مقصد امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ جنگ سے قبل یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دی جائے اور ان کو یہ بشارت بھی پیش کی جائے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے تو ان کو دوگنا ثواب ملے گا۔ یعنی پہلے نبی پر ایمان لانا اور پھر اسلام قبول کر لینا' یہ دوگنے ثواب کا موجب ہو گا۔ بہر صورت لڑائی نہ ہو تو بہتر ہے۔

١٤٦- بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ، فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

باب اگر (لڑنے والے) کافروں پر رات کو چھاپہ ماریں اور بغیر ارادہ کے عورتیں' بچے بھی زخمی ہو جائیں تو پھر کچھ

﴿بَيَاتًا﴾ [الأعراف: ٤، ٩٧، يونس: ٥٠]: لَيْلاً. ﴿لَنُبَيِّتَنَّهُ﴾ [النمل: ٤٩]: لَيْلاً ﴿بَيَّتَ﴾ [النساء: ٨١]: لَيْلاً.

قباحت نہیں ہے قرآن مجید کی سورۂ اعراف میں لفظ بیاتا اور سورۂ نمل میں لفظ لنبیتنہ اور سورۂ نساء میں لفظ بیبت آیا ہے۔ ان سب لفظوں کا وہی مادہ ہے جو یبیتون کا ہے۔ مراد سب سے رات کا وقت ہے۔

یبیتون باب کی حدیث میں ہے' حضرت امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب کوئی لفظ ایسا حدیث میں آتا ہے جس کے مشتقات یا مواد قرآن مجید میں بھی ہوں تو قرآن شریف کے لفظوں کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے کہ جو آدمی صحیح بخاری سمجھ کر پڑھے وہ قرآن کے الفاظ بھی بخوبی سمجھ لے۔ روایت میں مذکورہ جگہ ابواء نامی مدینہ سے ۲۳ میل پر اور ودان نامی جگہ ابواء سے آگے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

٣٠١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِالأَبْوَاءِ - أَوْ بِوَدَّانَ - وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ، قَالَ: ((هُمْ

(۳۰۱۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل

منهم))۔ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لاَ حِمَى إِلاَّ لله وَلِرَسُولِهِ ﷺ))۔

کرنا درست ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں اور میں نے آپؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا اور کسی کی چراگاہ نہیں ہے۔

٣٠١٣- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ الله عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ. كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ الله عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا: ((عَنِ الصَّعْبِ قَالَ: هُمْ مِنْهُمْ، وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو: هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ))۔

[راجع: ٢٣٧]

(٣٠١٣)(سابقہ سند کے ساتھ) زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے عبیداللہ سے سنا بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان سے صعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' اور صرف ذراری (بچوں) کا ذکر کیا' سفیان نے کہا کہ عمرو ہم سے حدیث بیان کرتے تھے۔ ان سے ابن شہاب' نبی اکرم ﷺ سے' (سفیان نے) بیان کیا کہ پھر ہم نے حدیث خود زہری (ابن شہاب) سے سنی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ نے خبر دی' انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور انہیں صعب رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' (مشرکین کی عورتوں اور بچوں کے متعلق کہ) وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ (زہری کے واسطہ سے) جس طرح عمرو نے بیان کیا تھا کہ (هم من اٰبائهم) وہ بھی انہیں کے باپ دادوں کی نسل ہیں۔ زہری نے خود ہم سے ان الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کیا (یعنی هم من اٰبائهم نہیں کہا بلکہ هم منهم کہا)

تشریح: اسلام کا حکم یہ ہے کہ لڑائی میں عورتوں بچوں یا بوڑھوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر رات کے وقت مسلمان ان پر حملہ آور ہوں تو ظاہر ہے کہ اندھیرے میں عورتوں بچوں کی تمیز مشکل ہو جائے گی۔ اب اگر یہ قتل ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ شریعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ قصداً اور ارادہ کر کے عورتوں' بچوں یا لڑائی وغیرہ سے عاجز بوڑھوں کو لڑائی میں کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اور نہ انہیں قتل کیا جائے لیکن اگر حالت مجبوری ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

چراگاہ سے متعلق عربوں کا قاعدہ تھا' کہیں آباد اور سرسبز جنگل میں پہنچتے تو کتے کو اشارہ کرتے وہ بھونکتا جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی وہ جنگل بطور چراگاہ اپنے لئے محفوظ کر لیتے' کوئی دوسرا اپنا جانور اس میں نہ چرا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ طریق جو سراسر ظلم ہے موقوف کیا اور فرمایا کہ محفوظ چراگاہ اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا ہو سکتا ہے۔ اور امام یا حاکم بھی رسول کا قائم مقام ہے' دوسرے لوگ کوئی چراگاہ محفوظ نہیں کر سکتے' یہ اسلامی عہد کی بات ہے۔ آج کل حکومتیں چراگاہوں کے لئے خود قطعات چھوڑ دیتی ہیں جو عام پبلک کے لئے ہوتی ہیں کہ وہ ان میں مقررہ ٹیکس ادا کر کے اپنے جانوروں کو چراتے ہیں۔ اسلام کی یہ اہم خوبی ہے کہ اس نے تمدنی' معاشرتی' اقتصادی' سیاسی زندگی کا ایک مکمل ترین ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ دین کامل کی یہی شان تھی۔ سچ ہے ﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (آل عمران: ٨٥) صدق الله تبارك وتعالٰى

قال النووی اطفالهم فیما یتعلق بالاخرة فیهم ثلاث مذاهب قال الاکثرون هم فی النار تبع لاٰبائهم وتوقف طائفة والثالث وهو الصحیح انهم من اهل الجنة قاله الکرمانی (نووی)

یعنی مشرکین کے بچوں کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے کہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے دوزخی ہیں۔ ایک جماعت اس میں توقف کرتی ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور یہی صحیح ہے واللہ اعلم۔

١٤٧ - بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں بچوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

٣٠١٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ)).

[طرفه في : ٣٠١٥].

(٣٠١٤) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم کو لیث نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔

جنگ میں قصداً عورتوں یا بچوں کا مارنا اسلام میں ناپسندیدہ کام ہے۔ صد افسوس کہ یہ نوٹ ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ ملک بنگال مشرقی پاکستان میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان مرد' عورت' بچے بکریوں کی طرح ذبح کئے جا رہے ہیں۔ بنگالیوں اور بہاریوں اور پنجابیوں کے ناموں پر مسلمان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے اسلامی بھائیوں کی خون ریزی کر رہے ہیں۔

آہ ! فلیبک علی الاسلام من کان باکیا

١٤٨ - بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

٣٠١٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ : حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ)).[راجع: ٣٠١٥]

(٣٠١٥) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا' کیا عبیداللہ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ (تو انہوں نے اس کا اقرار کیا)

ابو اسامہ کا یہ جواب امام بخاری کی روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں یہ حدیث نکالی اس میں صاف مذکور ہے کہ ابو اسامہ نے اقرار کیا ہاں! (وحیدی)

١٤٩ - بَابُ لاَ يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللهِ

باب اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ کرنا

٣٠١٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتُمْ

(٣٠١٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے بکیر نے' ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اگر تمہیں فلاں اور فلاں مل جائیں

فُلاَنًا وَفُلاَنًا فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: ((إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ اللهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)). [راجع: ٢٩٥٤]

تو انہیں آگ میں جلا دینا' پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو جلا دینا۔ لیکن آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں قتل کرنا۔ (آگ میں نہ جلانا)

تشریح: بعض صحابہؓ نے اس کو مطلقاً منع جانا ہے گو بطور قصاص کے ہو' بعضوں نے جائز رکھا ہے جیسے حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے منقول ہے۔ مہلب نے کہا یہ ممانعت تحریمی نہیں' بلکہ بطور تواضع کے ہے۔ ہمارے زمانہ میں تو آلات حرب توپ اور بندوق اور ڈائنامیٹ تار پیڈو وغیرہ سب انگار ہی انگار ہیں اور چونکہ کافروں نے ان کا استعمال شروع کر دیا ہے' لہٰذا مسلمانوں کو بھی ان کا استعمال درست ہے۔ (وحیدی)

مترجم کے خیال ناقص میں ان جدید ہتھیاروں کا استعمال امر دیگر ہے اور مطلق آگ میں جلانا امر دیگر ہے جسے شرعاً واخلاقاً پسند نہیں کیا جا سکتا۔

٣٠١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا، فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ))، وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوهُ)). [طرفه في : ٦٩٢٢].

(٣٠١٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے عکرمہ نے کہ علی بڑائٹھ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سبا کی متبع تھی اور حضرت علی بڑائٹھ کو اپنا خدا کہتی تھی) جلا دیا تھا۔ جب یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو' البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔

یہ لوگ سبائیہ تھے۔ عبداللہ بن سبا یہودی کے تابعدار جو مسلمانوں کو خراب کر ڈالنے کے لئے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا اور اندر سے کافر تھا۔ اس مردود نے اپنے تابعداروں کو یہ تعلیم کی تھی کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ آدمی نہیں ہیں بلکہ خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ رافضیوں میں ایک فرقہ نصیری ہے جو حضرت علی بڑائٹھ کو خدائے بزرگ اور امام جعفر صادق کو خدائے خورد کہتا ہے لا حول ولا قوة الا بالله (وحیدی)

١٥٠- بَابُ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً﴾ [محمد : ٤]

باب (اللہ تعالیٰ کا سورۂ محمد میں یہ فرمانا) کہ قیدیوں کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر

فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ. وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ -حَتَّى يَغْلِبَ فِي الأَرْضِ-

اس باب میں ثمامہ کی حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "نبی کے لئے مناسب نہیں کہ قیدی اپنے پاس رکھے۔ جب تک کافروں کا خوب ستیاناس نہ کر دے۔"

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا﴾الآية:الأنفال: ٦٧

پوری آیت یوں ہے۔ جب تم کافروں کو خوب قتل کر چکو (ان کا زور توڑ دو) اب قیدیوں کے باب میں تم کو اختیار ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو خواہ فدیہ لے کر۔ بعض سلف کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے ﴿ فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم ﴾ اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے۔ اب ان میں بعض یوں کہتے ہیں کہ قیدیوں کا قتل کرنا درست نہیں یا مفت چھوڑ دیئے جائیں یا فدیہ لے کر۔ لیکن جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ امام کو تین باتوں میں اختیار ہے۔ جیسا مناسب سمجھے ویسا کرے' یا قیدیوں کو قتل کرے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ یا مفت احسان رکھ کر چھوڑ دے۔ (وحیدی)

يقول الجمهور فى اسرى الكفرة من الرجال الى الامام يفعل ماهو الا حفظ للاسلام والمسلمين (فتح) یعنی کافر قیدیوں کے بارے میں امام جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ دیکھے وہ کام کرے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ ثمامہ کی حدیث کو حضرت امام بخاری نے کئی جگہ نقل فرمایا ہے' اس نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو میرے خون کا بدلہ دوسرے لوگ لیں گے۔ اگر احسان رکھ کر چھوڑ دیں گے تو میں شکرگزار رہوں گا۔ اگر آپ روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا درکار ہو حاضر ہے' آنحضرت ﷺ نے ثمامہ کے بیان پر سکوت فرمایا' تو معلوم ہوا کہ قیدی کا قتل بھی درست ہے مگر بعد میں ثمامہ مسلمان ہو گئے تھے۔

١٥١- بَابُ هَلْ لِلأَسِيْرِ أَنْ يَقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِيْنَ أَسَرُوْهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ؟ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب اگر کوئی مسلمان کافر کی قید میں ہو تو اس کا خون کرنا یا کافروں سے دغا اور فریب کر کے اپنے تئیں چھڑا لینا جائز

ہے اس باب میں مسور بن مخرمہ ؓ کی حدیث ہے آنحضرت ﷺ سے۔

١٥٢- بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ؟

باب اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو آگ سے جلاوے تو کیا اسے بھی بدلہ میں جلایا جا سکتا ہے؟

٣٠١٨- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَبْغِنَا رِسْلاً، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لكم إلاّ أن تلحقوا بالذَّودِ))، فَانْطَلَقُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ. فَأَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ

(٣٠١٨) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک ؓ نے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمیوں کی جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کو) حاضر ہوئی لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی' انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارے لئے (اونٹ کے) دودھ کا انتظام کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے دودھ نہیں دے سکتا' تم (صدقہ کے) اونٹوں میں چلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیو' تاکہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے۔ وہ لوگ وہاں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پی کر تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا' اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا' ایک

الطَّلَبَ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلاَبَةَ: قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَسَعَوْا فِي الأَرْضِ فَسَادًا.

[راجع: ٢٣٣]

شخص نے اس کی خبر آنحضرت ﷺ کو دی' تو آپؐ نے ان کی تلاش کے لئے سوار دوڑائے' دوپہر سے بھی پہلے ہی وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائی گرم کرکے پھیردی گئی اور انہیں حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ (ایسا ہی انہوں نے اونٹوں کے چرانے والوں کے ساتھ کیا تھا' جس کا بدلہ انہیں دیا گیا) ابو قلابہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا' چوری کی تھی' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔

تشریح تو ایسے بے ایمان' شریر' پاجیوں' نمک حراموں کو سخت سزا دینا ہی چاہئے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور بندگان خدا ان کے ظلموں سے محفوظ رہیں۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں گرم گرم سلائیاں آنکھوں میں پھیرنے کا ذکر ہے جو آگ ہے مگر یہ کہاں مذکور ہے کہ انہوں نے بھی مسلمانوں کو آگ سے عذاب دیا تھا۔ اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو تیمی نے روایت کیا۔ اس میں یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی مسلمان چرواہوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ (وحیدی)

١٥٣ - بَابٌ

باب

٣٠١٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ اللهَ)).

[طرفه في : ٣٣١٩].

(٣٠١٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپؐ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی (عزیر یا موسیٰ علیہ السلام) کو کاٹ لیا تھا۔ تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیئے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ایک ایسی بستی پر سے گزرے جس کو اللہ پاک نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا پروردگار! اس بستی میں تو قصور بے قصور ہر طرح کے لوگ' لڑکے' بچے' جانور سب ہی تھے' تو نے سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ایک درخت کے تلے اترے' ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا' انہوں نے غصہ ہو کر چیونٹیوں کا سارا بل جلا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے معروضہ کا جواب ادا کیا کہ تو نے کیوں بے قصور چیونٹیوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ آگ سے عذاب کرنا درست

ہے' جیسے ان پیغمبر نے کیا۔ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے دلیل لی اس نے جو موذی جانور کا جلانا جائز سمجھتا ہے۔ اور ہماری شریعت میں تو چیونٹی اور شہد کی مکھی کو مار ڈالنے سے ممانعت ہے۔ (وحیدی)

١٥٤- بَابُ حَرْقِ الدُّورِ وَالنَّخِيلِ

باب (حربی کافروں کے) گھروں اور باغوں کو جلانا

٣٠٢٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)) - وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ - قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا. ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَو أَجْرَبُ. قَالَ ((فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ)).

[أطرافه في: ٣٠٣٦، ٣٠٧٦، ٣٨٢٣، ٤٣٥٥، ٤٣٥٦، ٤٣٥٧، ٦٠٨٩، ٦٣٣٣].

(٣٠٢٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا' میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمایئو' اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنایئو' اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھجوائی۔ جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا' جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا' یا (انہوں نے کہا) خارش والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے) جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

تشریح ذی الخلصہ نامی بت خانہ حربی کافروں کا مندر تھا' جہاں وہ جمع ہوتے' اور اسلام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی مختلف تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے ختم کرا کر ایک فساد کے مرکز کو ختم کرا دیا تاکہ عام مسلمان سکون حاصل کر سکیں۔ ذمی کافروں کے عبادت خانے مسلمانوں کی حفاظت میں آ جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کے لئے ہر دور

میں اسلامی سربراہوں نے بڑے بڑے اوقاف مقرر کئے ہیں اور ان کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھا ہے جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٣٠٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((حَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ)).

(٣٠٢١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے' انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (یہود) بنو نضیر کے کھجور کے باغات جلوا دیئے تھے۔

[راجع: ٢٣٢٦]

حالات جنگ مختلف ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ جنگی ضروریات کے تحت دشمنوں کے کھیتوں اور باغات کو بھی جلانا پڑتا ہے۔ ورنہ ویسے عام حالات میں کھیتوں اور باغوں کو جلانا بہتر نہیں ہے۔

١٥٥- بَابُ قَتْلِ النَّائِمِ الْمُشْرِكِ

باب (حربی) مشرک سو رہا ہو تو اس کا مار ڈالنا درست ہے

یہ جب ہے کہ اس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو اور وہ کفر و شرک پر اڑا رہے یا اس کے ایمان لانے سے مایوسی ہو چکی ہو جیسے ابو رافع یہودی تھا' جو کعب بن اشرف کی طرح پیغمبر ﷺ کو ستاتا تھا' آپ کی ہجو کرتا اور مشرکین کو آپ سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کرتا۔

٣٠٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوهُ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فِي مَرْبَطِ دَوَابَّ لَهُمْ، قَالَ: وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ، فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أُرِيهِمْ أَنَّنِي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ، فَوَجَدُوا الْحِمَارَ، فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ، وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلاً، فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي كُوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا، فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ

(٣٠٢٢) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع (یہودی) کو قتل کرنے کے لئے بھیجا' ان میں سے ایک صاحب (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ) آگے چل کر اس کے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اندر جانے کی بعد میں اس مکان میں گھس گیا' جہاں ان کے جانور بندھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' لیکن اتفاق کہ ان کا ایک گدھا ان کے مویشیوں میں سے گم تھا۔ اس لئے وہ اسے تلاش کرنے کے لئے باہر نکلے۔ (اس خیال سے کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں) نکلنے والوں کے ساتھ میں بھی باہر آ گیا' تاکہ ان پر یہ ظاہر کر دوں کہ میں بھی تلاش کرنے والوں میں شامل ہوں' آخر گدھا انہیں مل گیا' اور وہ پھر اندر آ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ اندر آ گیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' رات کا وقت تھا' کنجیوں کا گچھا انہوں نے ایک ایسے طاق میں رکھا' جسے میں نے دیکھ لیا تھا۔ جب وہ

فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، فَأَجَابَنِي، فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ، فَصَاحَ، فَخَرَجْتُ، ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُغِيْثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ - وَغَيَّرْتُ صَوْتِي - فَقَالَ: مَا لَكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، قُلْتُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي، قَالَ: فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ، ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظْمَ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ، فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ، فَوُثِئَتْ رِجْلِي، فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ. قَالَ: فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلَبَةٌ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ)

[أطرافه في: ٣٠٢٣، ٤٠٣٨، ٤٠٣٩، ٤٠٤٠].

سب سو گئے تو میں نے چابیوں کا گچھا اٹھایا اور دروازہ کھول کر ابو رافع کے پاس پہنچا۔ میں نے اسے آواز دی' ابو رافع! اس نے جواب دیا اور میں فوراً اس کی آواز کی طرف بڑھا اور اس پر وار کر بیٹھا۔ وہ چیخنے لگا تو میں باہر چلا آیا۔ اس کے پاس سے واپس آ کر میں پھر اس کے کمرہ میں داخل ہوا' گویا میں اس کی مدد کو پہنچا تھا۔ میں نے پھر آواز دی' ابو رافع! اس مرتبہ میں نے اپنی آواز بدل لی تھی' اس نے کہا کہ کیا کر رہا ہے' تیری ماں برباد ہو۔ میں نے پوچھا' کیا بات پیش آئی؟ وہ کہنے لگا' نہ معلوم کون شخص میرے کمرے میں آ گیا' اور مجھ پر حملہ کر بیٹھا ہے' انہوں نے کہا کہ اب کی بار میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنی زور سے دبائی کہ اس کی ہڈیوں میں اتر گئی' جب میں اس کے کمرہ سے نکلا تو بہت دہشت میں تھا۔ پھر قلعہ کی ایک سیڑھی پر میں آیا تاکہ اس سے نیچے اتر جاؤں مگر میں اس پر سے گر گیا' اور میرے پاؤں میں موچ آ گئی' پھر جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تو اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اس کی موت کا اعلان خود نہ سن لوں۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا۔ اور میں نے رونے والی عورتوں سے ابو رافع حجاز کے سوداگر کی موت کا اعلان بلند آواز سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں وہاں سے اٹھا' اور مجھے اس وقت کچھ بھی درد معلوم نہیں ہوا' پھر ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو اس کی بشارت دی۔

٣٠٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ، فدخلَ عليهِ عبدُ اللهِ بنُ عَتِيكٍ بيتَهُ ليلاً فقتلَهُ وهو نائم)). [راجع: ٣٠٢٢]

(٣٠٢٣) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع کے پاس (اسے قتل کرنے کے لئے) بھیجا تھا۔ چنانچہ رات میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے قلعہ میں داخل ہوئے اور اسے سوتے ہوئے قتل کیا۔

تشریح: عبداللہ رضی اللہ عنہ ابو رافع کی آواز پہچانتے تھے' وہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا' انہوں نے یہ خیال کیا' ایسا نہ ہو میں اور کسی کو مار ڈالوں' اس لئے انہوں نے ابو رافع کو پکارا اور اس کی آواز پر ضرب لگائی۔ گو ابو رافع کو عبداللہ نے جگا دیا مگر یہ جگانا صرف اس کی جگہ معلوم کرنے کیلئے تھا۔ ابو رافع وہیں پڑا رہا' تو گویا سوتا ہی رہا۔ اس لئے باب کی مطابقت حاصل ہوئی۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا' جس میں یہ صراحت ہے کہ عبداللہؓ نے ابو رافع کو سوتے میں مارا۔ یہ ابو رافع (سلام بن ابی الحقیق یہودی) کافروں کو مسلمانوں پر جنگ کے لئے ابھارتا اور ہروقت فساد کرانے پر آمادہ رہتا تھا۔ اس لئے ملک میں قیام امن کے لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو نیست و نابود کرایا۔

١٥٦- بَابُ لاَ تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

باب دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرنا

٣٠٢٤- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ)).

[راجع: ٢٨١٨]

(٣٠٢٤) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن یوسف یربوعی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' کہ مجھ سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابو النضر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبیداللہ کا منشی تھا۔ سالم نے بیان کیا کہ جب وہ خوارج سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے تو انہیں عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کا خط ملا۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی کے موقع پر انتظار کیا' پھر جب سورج ڈھل گیا۔

٣٠٢٥- ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ لاَ تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)). وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ : قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ: كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

(٣٠٢٥) تو آپؐ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی بھڑائی کی تمنا نہ کرو' بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگو۔ ہاں! جب جنگ چھڑ جائے تو پھر صبر کئے رہو اور ڈٹ کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے یوں دعا کی' اے اللہ! کتاب (قرآن) کے نازل فرمانے والے' اے بادلوں کے چلانے والے! اے احزاب (یعنی کافروں کی جماعتوں کو غزوہ خندق کے موقع پر) شکست دینے والے! ہمارے دشمن کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ مجھ سے سالم ابو النضر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبیداللہ کا منشی تھا۔ ان کے پاس حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کا خط آیا کہ رسول

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ)). [راجع: ٢٩٣٣]

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے لڑائی لڑنے کی تمنا نہ کرو۔

٣٠٢٦- وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا)).

(٣٠٢٦) ابو عامر نے کہا' ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے لڑنے بھڑنے کی تمنا نہ کرو' ہاں! اگر جنگ شروع ہی ہو جائے تو پھر صبر سے کام لو۔

باب اور حدیث کا منشاء ظاہر ہے کہ دشمن سے برسرپیکار رہنے کی کوشش کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ صلح صفائی' امن و امان بہرحال ضروری ہیں۔ اس لئے کبھی بھی خواہ مخواہ جنگ نہ چھیڑی جائے نہ اس کے لئے آرزو کی جائے۔ ہاں جب سر سے پانی گزر جائے اور جنگ بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر صبر و استقامت کے ساتھ پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

١٥٧- بَابُ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

باب لڑائی مکرو فریب کا نام ہے

یعنی لڑائی میں مکر اور تدبیر ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عہد توڑ دے یا دغابازی کرے وہ تو حرام ہے۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے خلاف یہود اور قریش اور غطفان سب متفق ہو گئے تھے' آنحضرت ﷺ نے نعیم بن مسعودؓ کو بھیج کر ان میں نا اتفاقی کرا دی' اس وقت آپؐ نے یہ فرمایا کہ لڑائی مکر اور فریب ہی کا نام ہے۔ یعنی اس میں داؤ کرنا اور دشمن کو دھوکا دینا ضروری ہے۔ (وحیدی)

٣٠٢٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ. وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ، ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ. وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ)).

[أطرافه في: ٣١٢٠، ٣٦١٨، ٦٦٣٠].

(٣٠٢٧) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہ بڑائیڈ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کسریٰ (ایران کا بادشاہ) برباد و ہلاک ہو گیا' اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا۔ اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہو گیا' اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے۔

٣٠٢٨- ((وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً)).

[طرفه في: ٣٠٢٩].

(٣٠٢٨) اور آپؐ نے لڑائی کو مکر اور فریب فرمایا۔

تشریح اس زمانے میں روم اور ایران میں مستحکم حکومتیں قائم تھیں۔ ایرانی بادشاہ کو لفظ کسریٰ سے اور رومی بادشاہ کو لفظ قیصر سے ملقب کرتے تھے۔ ان ملکوں میں بادشاہوں کو خدا کے درجے میں سمجھا جاتا اور رعایا ان کی پرستش کیا کرتی تھی۔ آخر اسلام ایسے ہی مظالم اور انسانی دکھوں کو ختم کرنے آیا۔ اور اس نے لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا کہ حقیقی بادشاہ صرف ایک اللہ رب العالمین ہے' دنیا میں بادشاہی کا غرور رکھنے والے اور رعایا کا خون چوسنے والے لوگ جھوٹے مکار ہیں۔ آخر ایسے مظالم کا ہمیشہ کے لئے ہر دو

ملکوں سے خاتمہ ہو گیا اور عہد خلافت میں ہر دو ملکوں میں اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ جس کے نیچے لوگوں نے سکھ اور اطمینان کا سانس لیا اور یہ ظالمانہ شاہیت ہر دو ملکوں سے نیست و نابود ہو گئی۔

٣٠٢٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنِ أَصْرَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّه عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَمَّي النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبَ خِدْعَةً)). [راجع: ٣٠٢٨]

(٣٠٢٩) ہم سے ابو بکر بن اصرم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا لڑائی کیا ہے ؟ ایک چال ہے۔

٣٠٣٠- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْحَرْبُ خِدْعَةٌ)).

(٣٠٣٠) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبردی' انہیں عمرو نے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا' جنگ تو ایک چالبازی کا نام ہے۔

مطلب یہ کہ جو فریق جنگ میں چستی چالاکی سے کام لے گا' جنگ کا پانسہ اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ پس مسلمانوں کو ایسے موقع پر بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جنگ میں چستی چالاکی بہرصورت ضروری ہے اور اسی شکل میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

١٥٨- بَابُ الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں جھوٹ بولنا (مصلحت کیلئے) درست ہے۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنا درست ہے۔ مرد کا اپنی بیوی سے اس کو راضی کرنے کو اور لڑائی میں اور دو آدمیوں میں صلح کرانے کو' اب اختلاف اس میں یہ ہے کہ یہ صریح جھوٹ بولنا ان مقاصد میں درست ہے یا تعریض یعنی ایسا کلام کہنا جس سے مخاطب ایک معنی سمجھے وہ جھوٹ ہو' لیکن متکلم اور دوسرا معنی مراد لے اور وہ سچ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے مقاموں میں توریہ کرتے' مثلاً آپ کو ایک مقام میں چلنا ہوتا تو دوسرے مقام کا حال لوگوں سے دریافت فرماتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ آپ وہاں جانا چاہتے ہیں۔ نووی نے کہا تعریض بہتر ہے صریح جھوٹ سے۔(وحیدی)

٣٠٣١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ؟)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَدْ عَنَّانَا

(٣٠٣١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت بخش دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہؓ کعب یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے تو ہمیں تھکا دیا' اور ہم سے آپؐ زکوٰۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ قسم اللہ کی! ابھی کیا ہے ابھی

وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ. قَالَ: وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ -: فَإِنَّا اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيْرُ أَمْرُهُ. قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ. [راجع: ٢٥١٠]

اور مصیبت میں پڑو گے۔ محمد بن مسلمہ ؓ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اس لئے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آ جائے۔ غرض محمد بن مسلمہ ؓ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ آخر موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

تشریح کعب بن اشرف یہودی مدینہ میں مسلمانوں کا سخت ترین دشمن تھا جو روزانہ مسلمانوں کے خلاف نت نئی سازش کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ قریش مکہ کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارتا اور ہمیشہ مسلمانوں کی گھات میں لگا رہتا لیکن اللہ پاک کو اسلام اور مسلمانوں کی بقا منظور تھی اس لئے بایں صورت اس فسادی کو ختم کر کے اسے جہنم رسید کیا گیا' سچ ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ابو رافع کی طرح یہ مردود بھی مسلمانوں کی دشمنی پر تلا ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی ہجو کرتا اور شرک کو دین اسلام سے بہتر بتاتا' مشرکوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکساتا' ان کی روپے سے مدد کرتا۔ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے اس کے خاتمہ کے لئے اجازت مانگی کہ میں جو مناسب ہو گا آپ کی نسبت شکایت کے کلمے کہوں گا' آپ ؐ نے اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہ ؓ کی اس سے یہ غرض تھی کہ کعب کو میرا اعتبار پیدا ہو' ورنہ وہ پہلے ہی چونک جاتا اور اپنی حفاظت کا بندوبست کر لیتا۔ بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ محمد بن مسلمہ ؓ کا کوئی جھوٹ اس میں مذکور نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں صاف یہ مذکور ہے کہ انہوں نے چلتے وقت آنحضرت ﷺ سے اجازت لے لی تھی کہ میں آپ کی شکایت کروں گا' جو چاہوں وہ کہوں گا' آپ ؐ نے اجازت دی اس میں جھوٹ بولنا بھی آ گیا۔ آخر محمد بن مسلمہ ؓ نے کعب کو باتوں باتوں میں کہا یار تیرے سر سے کیا عمدہ خوشبو آتی ہے۔ وہ مردود کہنے لگا میرے پاس ایک عورت ہے جو سارے عرب میں افضل ہے۔ محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا یار ذرا اپنے بال مجھ کو سونگھنے دو اس نے کہا سونگھو' محمد بن مسلمہ ؓ نے اس بہانے اس کے بال درمیان سر سے پکڑ کر مضبوط تھام لئے اور ساتھیوں کو اشارہ کر دیا' انہوں نے تلوار کے ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

۱۵۹- بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ باب جنگ میں حربی کافر کو اچانک دھوکے سے مار ڈالنا

اسی چالاکی ہوشیاری کا نام جنگ ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ آج کے مشینی دور میں بھی دشمن کی گھات میں بیٹھنا اقوام عالم کا معمول ہے۔ اسلام میں یہ اجازت صرف حربی کافروں کے مقابلہ میں ہے ورنہ دھوکہ بازی کسی حالت میں جائز نہیں۔

٣٠٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ)) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأْذَنْ لِي فَأَقُوْلَ. قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ)). [راجع: ٢٥١٠]

(٣٠٣٢) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری ؓ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کے لئے کون ہمت کرتا ہے؟ محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا کیا میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے اجازت دیں (کہ میں جو چاہوں جھوٹ سچ کہوں) آپ ؐ نے

فرمایا کہ میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔

یہاں چونکہ کعب بن اشرف پر دھوکہ سے اچانک حملہ کرنے کا ذکر ہے جو حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے کیا تھا' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ مزید تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔

١٦٠- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الإِحْتِيَالِ، وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَخْشَى مَعَرَّتَهُ

باب اگر کسی سے فساد یا شرارت کا اندیشہ ہو تو اس سے مکر اور فریب کرسکتے ہیں

٣٠٣٣- قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ - فَحُدِّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ - فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّخْلَ، طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا صَافِ هَذَا مُحَمَّدٌ، فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)).

[راجع: ١٣٥٥]

(٣٠٣٣) لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم بن عبداللہ اور ان سے عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ ابن صیاد (یہودی بچے) کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ابی بن کعب ؓ بھی تھے (ابن صیاد کے عجیب و غریب احوال کے متعلق آپؐ خود تحقیق کرنا چاہتے تھے) آپؐ کو اطلاع دی گئی تھی کہ ابن صیاد اس وقت کھجوروں کی آڑ میں موجود ہے۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو شاخوں کی آڑ میں چلنے لگے۔ (تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے) ابن صیاد اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے چپکے چپکے کچھ گنگنا رہا تھا' اس کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیا اور پکار اٹھی کہ اے ابن صیاد! یہ محمد ﷺ آ پہنچے' وہ چونک اٹھا' آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ اس کی خبر نہ کرتی تو وہ کھولتا۔ (یعنی اس کی باتوں سے اس کا حال کھل جاتا)

تشریح ابن صیاد مدینہ میں ایک یہودی بچہ تھا' جو کاہن اور نجومیوں کی طرح لوگوں کو بہکایا کرتا اور اپنے آپ کو کبھی نبی اور رسول بھی کہنے لگتا' وہ بھی ایک قسم کا دجال ہی تھا' کیونکہ دجل و فریب اس کا کام تھا۔ حضرت عمرؓ کی رائے اس کے ختم کر دینے کی تھی' مگر آنحضرت ﷺ جو رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے تھے آپؐ نے بہت سی ملکی و ملی مصالح کی بنا پر اسے مناسب نہ سمجھا' سچ ہے ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ (البقرۃ: ٢٥٦) دینی معاملات میں کسی پر زبردستی کرنا جائز نہیں ہے۔ راہ ہدایت دکھلا دینا اللہ و رسول ﷺ کا کام ہے اور اس پر چلانا صرف اللہ کا کام ہے۔ ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ﴾ (القصص: ٥٦)

باب کا مطلب اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ شاخوں کی آڑ میں چل کر ابن صیاد تک پہنچے تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے' ابن صیاد نے آپ کے امیوں کے رسول ہونے کی تصدیق کی' جس سے اس نے آپ کی رسالت عامہ سے انکار بھی کیا' امی کے معنی ان پڑھ کے ہیں۔ اہل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر فن کے ماہر تھے اور بے پناہ قوت حافظہ رکھتے تھے بلکہ ان کو اپنے امی ہونے پر فخر تھا۔ آنحضرت ﷺ بھی ان ہی میں پیدا ہوئے اور اللہ پاک نے آپ کو امی ہونے کے باوجود علوم الاولین والآخرین سے مالا مال فرمایا۔ (ﷺ)

١٦١- بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ،

باب جنگ میں شعر پڑھنا اور کھائی کھودتے وقت

وَرَفعِ الصَّوتِ فِي حَفرِ الْخَنْدَقِ

آواز بلند کرنا

فِيهِ سَهْلٌ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيهِ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ.

اس باب میں سہل اور انس رضی اللہ عنہما نے احادیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں اور یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی اس باب میں ایک حدیث روایت کی ہے۔

٣٠٣٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَومَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتَّى وَارَى التُّرَابُ شَعْرَ صَدْرِهِ - وَكَانَ رَجُلاً كَثِيرَ الشَّعْرِ - وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ: وَيَقُولُ:

اللّٰهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
إِنَّ الأَعْدَاءَ قَدْ بَغَوا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ)). [راجع: ٢٨٣٦]

(٣٠٣٤) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ غزوۂ احزاب میں (خندق کھودتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ خود مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سینہ مبارک کے بال مٹی سے اٹ گئے تھے۔ آپؐ کے (جسم مبارک پر) بال بہت گھنے تھے۔ اس وقت آپؐ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے

(ترجمہ) "اے اللہ! اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم کبھی سیدھا راستہ نہ پاتے' نہ صدقہ کر سکتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اب تو یا اللہ! ہمارے دلوں کو سکون اور اطمینان عطا فرما' اور اگر (دشمن سے) مڈ بھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھیو' دشمنوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے۔ جب بھی وہ ہم کو فتنہ فساد میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں"۔ آپ یہ شعر بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

تشریح: حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے ان اشعار کا ترجمہ اردو اشعار میں یوں کیا ہے۔

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات — کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات — پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں — جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

ترجمۃ الباب میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وكان المصنف اشار في الترجمة بقوله ورفع الصوت في حفر الخندق الى ان كراهة رفع الصوت مختصة بحالة القتال وذلک فيما اخرجه ابو داوود من طريق قيس بن عباد قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرهون الصوت عند القتال (فتح)

یعنی حضرت امامؒ نے اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ عین لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اصحاب رسول لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے۔ حالت قتال کے علاوہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ یہاں خندق کی کھدائی کے موقع پر مذکور ہے۔

١٦٢- بَابُ مَنْ لاَ يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ

باب جو گھوڑے پر اچھی طرح نہ جم سکتا ہو (اس کے لئے دعا کرنا)

٣٠٣٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلاَّ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِيْ)).

[طرفاه في : ٣٨٢٢، ٦٠٩٠].

(٣٠٣٥) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں اسلام لایا' رسول کریم ﷺ نے (پردہ کے ساتھ) مجھے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے' خوشی سے آپ مسکرانے لگتے۔

٣٠٣٦- وَلَقَدْ شَكَوْتُ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)).

[راجع: ٣٠٢٠]

(٣٠٣٦) ایک دفعہ میں نے آپؐ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری پر اچھی طرح نہیں جم پاتا ہوں' تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا' اور دعا کی اے اللہ! اسے گھوڑے پر جما دے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے اور خود اسے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔

مجاہد کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔ کسی بھی اس کی حاجت سے متعلق ہو۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ گھوڑے کی سواری میں پختہ نہیں تھے۔ اللہ نے اپنے حبیبؐ کی دعا سے ان کی اس کمزوری کو دور کر دیا۔ یہی بزرگ صحابی ہیں جنہوں نے یمن کے بت خانہ ذی الخلصہ کو ختم کیا تھا جو یمن میں کعبہ شریف کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

١٦٣- بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ وَ غَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التُّرْسِ.

باب بوریا جلا کر زخم کی دوا کرنا
اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا
اور ڈھال میں پانی بھر بھر کر لانا

زخموں کو خشک کرنے کے لئے بوریا جلا کر اس کی راکھ استعمال کرنا زمانہ دراز سے معمول چلا آ رہا ہے۔ مجاہدین کے لئے ایسے موقع پر یہی ہدایت ہے اور یہ بھی کہ میدان جہاد وغیرہ میں اگر باپ زخمی ہو جائے تو اس کی لڑکی اس کی ہر ممکن خدمت کر سکتی ہے۔ یہی مقصد باب ہے۔

٣٠٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: ((سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ

(٣٠٣٧) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا' کہا کہ سہل بن سعد ساعدیؓ سے شاگردوں نے پوچھا کہ (جنگ احد میں) نبی کریم ﷺ کے زخموں کا علاج کس دوا سے کیا گیا تھا؟ سہلؓ نے اس پر

اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ، وَكَانَتْ - يَعْنِي فَاطِمَةَ- تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ، ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ)).

[راجع: ٢٤٣]

کہا کہ اب صحابہ میں کوئی شخص بھی ایسا زندہ موجود نہیں ہے جو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے اور سیدہ فاطمہؓ آپؐ کے چہرے سے خون کو دھو رہی تھیں۔ اور ایک بوریا جلایا گیا تھا اور آپ کے زخموں میں اسی کی راکھ کو بھر دیا گیا تھا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کو کافی زخم آئے تھے' ایک بوریا جلا کر آپ کے زخموں میں اس کی راکھ کو بھرا گیا' اور چہرہ مبارک سے خون کو دھویا گیا' سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ نے ان خدمتوں کو انجام دیا تھا' میدان جنگ میں عورتوں کا جنگی خدمات انجام دینا بھی ثابت ہوا۔

١٦٤- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ

باب جنگ میں جھگڑا اور اختلاف کرنا مکروہ ہے اور جو سردار لشکر کی نافرمانی کرے' اس کی سزا کا بیان

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ [الأنفال: ٤٦]. وَقَالَ قتادة: الرِّيحُ الْحَرْبُ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں فرمایا ''آپس میں پھوٹ نہ پیدا کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ قتادہ نے کہا کہ (آیت میں) ریح سے مراد لڑائی ہے۔

یعنی اختلاف کرنے سے جنگی طاقت تباہ ہو جائے گی اور دشمن تم پر غالب ہو جائیں گے۔

٣٠٣٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا)).

[راجع: ٢٢٦١]

(٣٠٣٨) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے سعید بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ان کے دادا ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذؓ اور ابو موسیٰؓ کو یمن بھیجا' آپؐ نے اس موقع پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ (لوگوں کے لئے) آسانی پیدا کرنا' انہیں سختیوں میں مبتلا نہ کرنا' ان کو خوش رکھنا' نفرت نہ دلانا' اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا' اختلاف نہ پیدا کرنا۔

تشریح آیت مذکورہ فی الباب ایک ایسی کلیدی ہدایت پر مشتمل ہے جس پر پوری ملت کے تنزل و ترقی کا دار و مدار ہے۔ جب تک اس ہدایت پر عمل رہا' مسلمان دنیا پر حکمران رہے اور جب سے باہمی تنازع و افتراق شروع ہوا' امت کی قوت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث نبوی کی بہت سی مرویات موجود ہیں' جن میں امت کو اتفاق باہمی کی تاکید کی گئی اور اتفاق و اتحاد اور مودت باہمی کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے اور تنازع و افتراق کی خرابیوں سے خبر دی گئی ہے۔ خود آیت باب میں غیر

معمولی تنبیہ موجود ہے کہ تنازع کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تم بزدل بن جاؤ گے۔ ہوا اکھڑنے کا مطلب ظاہر ہے کہ غیراقوام کی نظروں میں بے وقعت ہو جاؤ گے اور جرأت و بہادری مفقود ہو کر تم پر بزدلی چھا جائے گی۔

دور حاضرہ میں عربوں کے باہمی تنازع کا نتیجہ سقوط بیت المقدس کی شکل میں موجود ہے کہ مٹھی بھر یہودی کروڑوں مسلمانوں کو نظرانداز کر کے مسجد اقصیٰ پر قابض بنے بیٹھے ہیں۔

حدیث معاذ کی ہدایات بھی بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔ لوگوں کے لئے شرعی دائرہ کے اندر اندر ہر ممکن آسانی پیدا کرنا' سختی کے ہر پہلو سے بچنا' لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا' کوئی نفرت پیدا کرنے کا کام نہ کرنا' یہ وہ قیمتی ہدایات ہیں جو ہر عالم' مبلغ' خطیب' مدرس' مرشد' ہادی کے پیش نظر رہنی ضروری ہیں۔ ان علماء و مبلغین کے لئے بھی غور کا مقام ہے جو سختیوں اور نفرتوں کے پیکر ہیں۔ هداهم الله۔

٣٠٣٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ - وَكَانُوا خَمْسِيْنَ رَجُلاً - عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلاَ تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلاَ تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ)). فَهَزَمُوهُمْ. قَالَ: فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ، قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ، رَافِعَاتٍ ثِيَابِهِنَّ. فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيْمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ، ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِيْنَ، فَذَاكَ إِذْ

(٣٠٣٩) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے موقع پر (تیراندازوں کے) پچاس آدمیوں کا افسر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ آپؐ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہٹنا' جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں۔ اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا' جب تک میں تمہیں خود بلا نہ بھیجوں۔ پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔ براء بن عازبؓ نے بیان کیا' کہ اللہ کی قسم! میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا کہ تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔ ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اور وہ اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا' کہ غنیمت لوٹو' اے قوم! غنیمت تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں۔ اب ڈر کس بات کا ہے۔ اس پر عبداللہ بن جبیرؓ نے ان سے کہا کیا جو ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی' تم اسے بھول گئے؟ لیکن وہ لوگ اسی پر اڑے رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ غنیمت جمع کرنے میں شریک رہیں گے۔ جب یہ لوگ (اکثریت) اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے' اور (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے' یہی وہ گھڑی تھی

يَدْعُوهُمْ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِيْنَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً وَسَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلاً، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيْبُوهُ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا هَؤُلاَءِ فَقَدْ قُتِلُوا. فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللهِ يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَ لأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ. قَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي. ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ: أُعْلُ هُبَلْ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلاَ تُجِيْبُونَهُ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)). قَالَ: إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلاَ عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَلاَ تُجِيْبُونَهُ) قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((اللهُ مَوْلاَنَا وَلاَ مَوْلَى لَكُمْ)).

[أطرافه في : ٣٩٨٦، ٤٠٤٣، ٤٠٦٧، ٤٥٦١].

(جس کا ذکر سورۂ آل عمران میں ہے کہ) "جب رسول کریم ﷺ تم کو پیچھے کھڑے ہوئے بلا رہے تھے"۔ اس سے یہی مراد ہے۔ اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہ گیا تھا۔ آخر ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ بدر کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کے ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا' ستر ان میں سے قیدی تھے اور ستر مقتول' (جب جنگ ختم ہو گئی تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر) ابو سفیان نے کہا کیا محمد (ﷺ) اپنی قوم کے ساتھ موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے جواب دینے سے منع فرما دیا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ سوال بھی تین مرتبہ کیا' پھر پوچھا کیا ابن خطاب (عمر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ بھی تین مرتبہ پوچھا' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگے کہ یہ تینوں قتل ہو چکے ہیں اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور آپ بول پڑے کہ اے خدا کے دشمن! خدا گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ جن کے تو نے ابھی نام لئے تھے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا برا دن آنے والا ہے۔ ابو سفیان نے کہا اچھا! آج کا دن بدر کا بدلہ ہے۔ اور لڑائی بھی ایک ڈول کی طرح (کبھی ادھر کبھی ادھر) تم لوگوں کو اپنی قوم کے بعض لوگ مثلہ کئے ہوئے ملیں گے۔ میں نے اس طرح کا کوئی حکم (اپنے آدمیوں کو) نہیں دیا تھا' لیکن مجھے ان کا یہ عمل برا بھی نہیں معلوم ہوا۔ اس کے بعد وہ فخریہ رجز پڑھنے لگا' ہبل (بت کا نام) بلند رہے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا ہم اس کے جواب میں کیا کہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا بزرگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا ہمارا مددگار عزیٰ (بت) ہے اور تمہارا کوئی بھی نہیں' آپ نے فرمایا' جواب کیوں نہیں دیتے' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اس کا جواب کیا دیا جائے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہو کہ اللہ ہمارا حامی ہے اور تمہارا حامی کوئی نہیں۔

تشریح جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک بڑا حادثہ ہے جس میں مسلمانوں کو جانی اور مالی کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں کو سخت تاکید کی تھی کہ ہم بھاگ جائیں یا مارے جائیں اور پرندے ہمارا گوشت اچک اچک کر کھا رہے ہوں' تم لوگ یہ درہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز نہ چھوڑنا' یہ درہ بہت ہی نازک مقام تھا۔ وہاں سے مسلمانوں پر عقب سے حملہ ہو سکتا تھا' اگر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس درہ کو نہ چھوڑتے تو کافروں کا لشکر کبھی عقب سے حملہ نہ کر سکتا اور مسلمانوں کو شکست نہ ہوتی' مگر عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے جب میدان مسلمانوں کے ہاتھ دیکھا تو وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے درہ چھوڑ کر بھاگ نکلے' اور فرمان رسول اللہ ﷺ اپنی رائے قیاس کے آگے انہوں نے بالکل فراموش کر دیا' نتیجہ یہ کہ کافروں کے اس اچانک حملہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے' اور بیشتر مسلمان مجاہدین نے راہ فرار اختیار کی' رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف ابو بکر صدیق' عمر فاروق' علی مرتضیٰ' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' طلحہ بن عبیداللہ' زبیر بن عوام' ابو عبیدہ بن جراح' خباب بن منذر' سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم باقی تھے۔ ستر اکابر صحابہ شہید ہو گئے۔ جن میں حضرت امیر حمزہؓ کو سید الشہداء کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو سفیانؓ جو اس وقت کفار قریش کے لشکر کی کمان کر رہے تھے' جنگ کے خاتمہ پر انہوں نے فخریہ مسلمانوں کو للکارا اور یہ بھی کہا کہ مسلمانو! تمہارے کچھ شہداء مثلہ کئے ملیں گے' یعنی ان کے ناک کان کاٹ کر ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے ایسا حکم نہیں دیا' مگر میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا۔

مشرکوں نے سب سے زیادہ گستاخی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تھی۔ وحشی نامی ایک غلام نے ان پر چھپ کر وار کیا' وہ گر گئے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ اور بھائی کا مارا جانا یاد کر کے ان کی نعش کا مثلہ کر دیا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ان کی نعش پر کھڑی ہوئی اور فخریہ شعر پڑھے۔

ہبل ایک بت کا نام تھا جو کعبہ کے بتوں میں بڑا مانا جاتا تھا۔ گویا ابو سفیان نے فتح جنگ پر ہبل کی جے کا نعرہ بلند کیا کہ آج تیرا غلبہ ہوا اور اللہ والے مغلوب ہوئے۔ اسکے جواب میں آنحضرت ﷺ نے حقیقت افروز نعرہ اللہ اعلی و اجل کے لفظوں میں بلند فرمایا' جو اسلئے بلند اور برتر ثابت ہوا کہ بعد میں ہبل اور تمام بتوں کا کعبہ سے خاتمہ ہو گیا اور اللہ عزوجل کا نام وہاں ہمیشہ کے لئے بلند ہو رہا ہے۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں نے اپنے سردار سے اختلاف کیا اور ان کا کہا نہ مانا' مورچہ سے ہٹ گئے' اس لئے سزا پائی' شکست اٹھائی۔ یہیں سے نص صریح کے سامنے رائے قیاس کرنے کی انتہائی مذمت ثابت ہوئی مگر صد افسوس کہ امت کے ایک کثیر طبقہ کو اس رائے و قیاس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے' نیز افتراق امت کا اہم سبب تقلید جامد ہے جس نے مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

دین حق را چار مذہب ساختند رخنہ در دین نبی انداختند

١٦٥- بَابُ إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ

باب اگر رات کے وقت دشمن کا ڈر پیدا ہو (تو چاہیئے کہ حاکم اس کی خبر لے)

٣٠٤٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ.

(٣٠٤٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اہل مدینہ گھبرا گئے

قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلًا. سَمِعُوا صَوْتًا. قَالَ: فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ: لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((وَجَدْتُهُ بَحْرًا. يَعْنِي الْفَرَسَ)). [راجع: ٢٦٢٧]

تھے' کیونکہ ایک آواز سنائی دی تھی۔ پھر ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر جس کی پیٹھ ننگی تھی رسول کریم ﷺ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے تنہا اطراف مدینہ میں سب سے آگے تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ واپس آکر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے تو تلوار آپؐ کی گردن میں لٹک رہی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں' گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا' میں نے تو اسے دریا کی طرح پایا۔ (تیز دوڑنے میں) آپؐ کا اشارہ گھوڑے کی طرف تھا۔

بعض دشمن قبائل کی طرف سے مدینہ منورہ پر اچانک شب خونی کا خطرہ تھا' اور ایک دفعہ اندھیری رات میں کسی نامعلوم آواز پر ایسا شبہ ہو گیا تھا جس کی تحقیق کے لئے سب سے پہلے خود رسول کریم ﷺ نکلے اور آپ مدینہ کے چاروں طرف دور دور تک پتہ لے کر واپس لوٹے اور مسلمانوں کی تسلی دلائی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

١٦٦- بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا صَبَاحَاهُ. حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

باب دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے یا صباحاہ پکارنا تاکہ لوگ سن لیں اور مدد کو آئیں۔

قال ابن المنير موضع هذه الترجمة ان هذه الدعوة ليست من دعوى الجاهلية المنهى عنها لانها استغاثة على الكفار (فتح) یعنی اس طرح پکارنا منع نہیں ہے۔

٣٠٤١- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: ((خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. قُلْتُ: وَيْحَكَ، مَا بِكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ. قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ. فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهُ، يَا صَبَاحَاهُ. ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ وَأَقُوْلُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ. وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ. فَاسْتَنْقَذْتُهَا

(٣٠٤١) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید بن ابی عبید نے خبر دی' انہیں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ (شام کے راستہ میں ایک مقام) جا رہا تھا' غابہ کی پہاڑی پر ابھی میں پہنچا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام (رباح) مجھے ملا۔ میں نے کہا' کیا بات پیش آئی؟ کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اونٹنیاں (دودھ دینے والیاں) چھین لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے چھینا ہے؟ بتایا کہ قبیلہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے۔ پھر میں نے تین مرتبہ بہت زور سے چیخ کر "یا صباحاہ' یا صباحاہ" کہا۔ اتنی زور سے کہ مدینہ کے چاروں طرف میری آواز پہنچ گئی۔ اس کے بعد میں بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھا' اور ڈاکوؤں کو جالیا' اونٹنیاں ان کے ساتھ تھیں' میں نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیا' اور کہنے لگا' میں اکوع کا بیٹا سلمہ ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا

مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ. فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ)).

[طرفه في : ٤١٩٤].

دن ہے۔ آخر تمام اونٹنیاں میں نے ان سے چھڑا لیں' ابھی وہ لوگ پانی نہ پینے پائے تھے اور انہیں ہانک کر واپس لا رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی مجھ کو مل گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈاکو پیاسے ہیں اور میں نے مارے تیروں کے پانی بھی نہیں پینے دیا۔ اس لئے ان کے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیج دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابن الاکوع! تو ان پر غالب ہو چکا اب جانے دے' درگزر کرو تو اپنی قوم میں پہنچ گئے جہاں ان کی مہمانی ہو رہی ہے۔

تشریح لفظ رضع راضع کی جمع ہے بمعنی پاجی' کمینہ اور بدمعاش بعض نے کہا بخیل جو بخل کی وجہ سے اپنے جانور کا دودھ منہ سے چوستا ہے دوہتا نہیں کہ کہیں دوہنے کی آواز سن کر دوسرے لوگ نہ آ جائیں اور ان کو دودھ دینا پڑے' ایک بخیل کا ایسا ہی قصہ مشہور ہے۔ بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے آج معلوم ہو جائے گا کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینی کا۔

عرب کا قاعدہ ہے کہ کوئی آفت آتی ہے تو زور سے پکارتے ہیں' یا صباحاہ! یعنی یہ صبح مصیبت کی ہے' جلد آؤ اور ہماری مدد کرو۔ غابہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے کئی میل پر شام کی طرف۔ وہاں درخت بہت تھے' وہیں کے جھاؤ سے منبر نبوی بنایا گیا تھا۔ غطفان اور فزارہ دو قبیلوں کے نام ہیں سلمہ بن اکوع بڑاٹھ نے کہا تھا کہ وہ ڈاکو پانی پینے کو ٹھہرے ہوں گے' فوج کے لوگ ان کو پا لیں گے اور پکڑ لائیں گے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ میرے ساتھ سو آدمی دیجئے تو میں ان کو مع ان کے اسباب کے گرفتار کر کے لاتا ہوں۔ آپ نے جو جواب دیا وہ آپ کا معجزہ تھا۔ واقعی وہ ڈاکو اپنے قبیلہ غطفان میں پہنچ چکے تھے۔

١٦٧- بَابُ مَنْ قَالَ : خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلاَنٍ

وَقَالَ سَلَمَةُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ.

باب حملہ کرتے وقت یوں کہنا اچھالے میں فلاں کا بیٹا ہوں'

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ڈاکوؤں پر تیر چلائے اور کہا' لے میں اکوع کا بیٹا ہوں

لڑائی کے وقت میں جب دشمن پر وار کرے ایسا کہنا جائز ہے' اور یہ اس فخر اور تکبر میں داخل نہیں ہے جو منع ہے قال ابن المنیر موقعها من الاحکام انها خارجة عن الافتخار المنهی عنه لا قتضاء الحال ذالک قلت وهو قریب من جواز الاختیال بالخاء المعجمة فی الحرب دون غیرها (فتح)

٣٠٤٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ، أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ، كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهِ، فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُونَ نَزَلَ فَجَعَلَ

(٣٠٤٢) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا' اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگ حنین کی جنگ میں واقعی فرار ہو گئے تھے؟ ابو اسحاق نے کہا میں سن رہا تھا' براءؓ نے یہ جواب دیا کہ رسول کریم ﷺ اس دن اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہٹے تھے۔ ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے' جس وقت مشرکین نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ سواری

يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ)). [راجع: ٢٨٦٤]

سے اترے اور (تنہا میدان میں آکر) فرمانے لگے میں اللہ کا نبی ہوں' اس میں بالکل جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر اس دن کوئی بھی نہیں تھا۔

تشریح جنگ حنین کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ﴿ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ﴾ (التوبہ : ٢٥) یعنی حنین کی لڑائی میں تم کو تمہاری کثرت نے گھمنڈ و غرور میں ڈال دیا تھا جس کا نتیجہ یہ کہ تمہاری کثرت نے تم کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا اور قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے عام مسلمانوں کے منہ موڑ دیئے۔ بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت و بہادری نے اکھڑے ہوئے مجاہدین کے دل بڑھا دیئے اور ذرا سی ہمت و بہادری نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا' اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انا النبی لا کذب کا نعرہ بلند فرمایا' میدان جنگ میں ایسے قومی نعرے بلند کرنا مذموم نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے۔

١٦٨- بَابُ إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ

اگر کافر لوگ ایک مسلمان کے فیصلے پر راضی ہو کر اپنے قلعے سے اتر آئیں؟

٣٠٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ بْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ- وَكَانَ قَرِيْبًا مِنْهُ - فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))، فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّ هَؤُلاَءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)). قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ. قَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

[أطرافه في: ٣٨٠٤، ٤١٢١، ٦٢٦٢].

(٣٠٤٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابو امامہ نے' جو سہل بن حنیف کے لڑکے تھے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب بنو قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سعد رضی اللہ عنہ کو) بلایا۔ آپ وہیں قریب ہی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے (کیونکہ زخمی تھے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے' جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو سواری سے اتارو) آخر آپ اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں (بنو قریظہ کے یہودی) نے آپ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ (اس لئے آپ ان کا فیصلہ کر دیں) انہوں نے کہا کہ پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں' انہیں قتل کر دیا جائے' اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

(بعض نے کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کچھ بیمار تھے' ان کو سواری سے اتارنے کے لئے دوسرے کی مدد درکار تھی' اس لئے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر ان کو اتار لو' ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے' تو نے وہ حکم دیا جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔ (وحیدی)

حضرت سعدؓ کا فیصلہ حالات حاضرہ کے تحت بالکل مناسب تھا' اور اس کے بغیر قیام امن ناممکن تھا۔ وہ بنو قریظہ کے یہودیوں کی فطرت سے واقف تھے' ان کا یہ فیصلہ یہودی شریعت کے مطابق تھا۔

١٦٩- بَابُ قَتْلِ الأَسِيْرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ

باب قیدی کو قتل کرنا اور کسی کو کھڑا کر کے نشانہ بنانا

جس کو عربی میں قتل صبر کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جاندار آدمی ہو یا جانور اس کو کسی جھاڑ درخت وغیرہ سے باندھ دینا اور تیر یا گولی کا نشانہ بنانا' اس باب کو لا کر امام بخاریؒ نے ان لوگوں کا رد کیا جو قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں رکھتے۔

٣٠٤٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلُوهُ)).

[راجع: ١٨٤٦]

(٣٠٤٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ آپ جب اسے اتار رہے تھے تو ایک شخص (ابو برزہ اسلمی) نے آکر آپ کو خبر دی کہ ابن خطل (اسلام کا بدترین دشمن) کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے وہیں قتل کر دو۔

یہ عبداللہ بن خطل کم بخت مرتد ہو کر ایک مسلمان کا خون کر کے کافروں میں مل گیا تھا اور آنحضرت ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو رنڈیوں سے گواتا۔ یہ حدیث اس حدیث کی مخصص ہے کہ جو شخص مسجد حرام میں آجائے وہ بے خوف ہے اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد حرام میں حد قصاص لیا جا سکتا ہے۔ خود' لوہے کا ٹوپ جو میدان جنگ میں سر کے بچانے کے لئے استعمال ہوتا تھا جس طرح لوہے کا کرتہ زرہ نامی سے باقی بدن کو بچایا جاتا تھا۔

١٧٠- بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ؟ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

باب اپنے تئیں قید کرا دینا اور جو شخص قید نہ کرائے اس کا حکم اور قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا

٣٠٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ - وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ

(٣٠٤٥) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی' وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے دوست' انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کی ایک جماعت کفار کی جاسوسی کے لئے بھیجی' اس جماعت کا امیر عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جماعت روانہ ہو گئی۔ جب یہ لوگ مقام ہداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان میں ہے تو قبیلہ ہذیل کی

بْنَ ثَابِتِ الأَنْصَارِيُّ - جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - فَانْطَلَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدْأَةِ - وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ - وَذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَي رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُو هذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلَى فَدْفَدٍ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ الْعَهْدُ الْمِيْثَاقُ وَلاَ نَقْتُلُ مِنكُمْ أَحَدًا. قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيْرُ السَّرِيَّةِ : أَمَّا أَنَا فَوَ اللهِ لاَ أَنْزِلُ الْيَومَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوهُمْ بِالنَّبْلِ، فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ. فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرَ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُم أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ، إِنَّ فِي هَؤُلاَءِ لأُسْوَةً -يُرِيْدُ الْقَتْلَى- فَجَرَرُوهُ وَعَالِجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى، فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقِيْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوفَلِ بْنِ عَبْدِ

ایک شاخ بنولحیان کو کسی نے خبر دے دی اور اس قبیلہ کے دو سو تیر اندازوں کی ایک جماعت ان کی تلاش میں نکلی' یہ سب صحابہ کے نشانات قدم سے اندازہ لگاتے ہوئے چلتے چلتے آخر ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں' جو وہ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ لے کر چلے تھے۔ پیچھا کرنے والوں نے کہا کہ یہ (گٹھلیاں) تو یثرب (مدینہ) کی (کھجوروں کی) ہیں اور پھر قدم کے نشانوں سے اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ آخر عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے جب انہیں دیکھا تو ان سب نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی' مشرکین نے ان سے کہا کہ ہتھیار ڈال کر نیچے اتر آؤ' تم سے ہمارا عہدوپیمان ہے۔ ہم کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابتؓ مہم کے امیر نے کہا کہ میں تو آج کسی صورت میں بھی ایک کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی کو مطلع کردے۔ اس پر ان کافروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے اور عاصمؓ اور سات دوسرے صحابہ کو شہید کر ڈالا اور باقی تین صحابی ان کے عہدوپیمان پر اتر آئے' یہ خبیب انصاریؓ' ابن دثنہؓ اور ایک تیسرے صحابی (عبداللہ بن طارق بلویؓ) تھے۔ جب یہ صحابی ان کے قابو میں آگئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کے تانت اتار کر ان کو ان سے باندھ لیا' حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا' بلکہ میں تو انہیں حضرت کا اسوہ اختیار کروں گا' ان کی مراد شہداء سے تھی' مگر مشرکین انہیں کھینچنے لگے اور زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ جب وہ کسی طرح نہ گئے تو ان کو بھی شہید کر دیا۔ اب یہ خبیب اور ابن دثنہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر چلے اور ان کو مکہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے لڑکوں نے خرید لیا' خبیبؓ نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی بن کر رہے' (زہری نے بیان کیا) کہ مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبر

مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَومَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَأَخذ ابْنا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ أَتَاهُ، قَالَتْ: فوجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلى فَخِذِهِ وَالْموسى بيده، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرفهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذلكَ. وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قطُّ خيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يومًا يأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَموثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمرٍ. وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا. فلمَّا خرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ. فتركُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: لَوْ لاَ أَنْ تَظُنُّوا أَن مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا. وَقَالَ:

مَاأُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ للهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰهِ، وَإِن يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ، فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبرًا. فَاسْتَجَابَ اللهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ

دی اور انہیں حارث کی بیٹی (زینبؓ) نے خبر دی کہ جب (ان کو قتل کرنے کے لئے) لوگ آئے تو زینب سے انہوں نے موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے استرا مانگا۔ انہوں نے استرا دے دیا' (زینب نے بیان کیا) پھر انہوں نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بلالیا' جب وہ ان کے پاس گیا تو میں غافل تھی' زینب نے بیان کیا کہ پھر جب میں نے اپنے بچے کو ان کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا' تو میں اس بری طرح گھبرا گئی کہ خبیبؓ بھی میرے چہرے سے سمجھ گئے انہوں نے کہا' تمہیں اس کا خوف ہو گا کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا' یقین کرو میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیبؓ سے بہتر کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی جو اللہ نے خبیبؓ کو بھیجی تھی۔ پھر جب مشرکین انہیں حرم سے باہر لائے' تاکہ حرم کے حدود سے نکل کر انہیں شہید کر دیں تو خبیبؓ نے ان سے کہا کہ مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ پھر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا' اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان رکعتوں کو اور لمبا کرتا۔ اے اللہ! ان ظالموں سے ایک ایک کو ختم کر دے' (پھر یہ اشعار پڑھے) "جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں' تو مجھے کسی قسم کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے' یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے سکتا ہے جس کی بوٹی بوٹی کر دی گئی ہو۔ آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ سے ہی ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے) دو رکعتیں مشروع ہوئی ہیں۔ ادھر حادثہ کے شروع ہی میں حضرت عاصم

أُصِيْبَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيْبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوا مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا)).

[أطرافه في: ٣٩٨٩، ٤٠٨٦، ٧٤٠٢].

بن ثابتؓ (مہم کے امیر) کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی تھی (کہ اے اللہ! ہماری حالت کی خبر اپنے نبی کو دے دے) اور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہ سب حالات بتا دیئے تھے جن سے یہ مہم دوچار ہوئی تھی۔ کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عاصم شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے ان کی لاش کے لئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کی جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لائیں جس سے ان کی شناخت ہو سکتی ہو۔ عاصمؓ نے بدر کی جنگ میں کفار قریش کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کا ایک چھتہ عاصمؓ کی نعش پر قائم کر دیا انہوں نے قریش کے آدمیوں سے عاصم کی لاش کو بچالیا اور وہ ان کے بدن کا کوئی ٹکڑا نہ کاٹ سکے۔

تشریح: عاصم بن عمرؓ کی والدہ جمیلہ عاصم بن ثابت کی بیٹی تھیں۔ بعضوں نے کہا یہ عاصم بن عمرؓ کے ماموں تھے اور جمیلہ ان کی بہن تھیں۔ خیر ان چھ آدمیوں کو آپؐ نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر بھیجا تھا۔ وہ جنگ احد کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہؓ کو کر دیجئے جو ہم کو دین کی تعلیم دیں۔ آپ نے مرثد بن ابی مرثد اور خالد بن بکیر اور خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ کر دیا' راستے میں بنو لحیان کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا' اور دغا سے مار ڈالا۔ (وحیدی)

١٧١- بَابُ فَكَاكِ الأَسِيْرِ. فِيْهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب (مسلمان) قیدیوں کو آزاد کرانا

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٣٠٤٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فُكُّوا الْعَانِيَ - يَعْنِي الأَسِيْرَ - وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيْضَ)). [أطرافه في: ٥١٧٤، ٥٣٧٣، ٥٦٤٩، ٧١٧٣].

(٣٠٤٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "عانی" یعنی قیدی کو چھڑایا کرو' بھوکے کو کھلایا کرو' اور بیمار کی عیادت کیا کرو۔

یہ تینوں نیکیاں ایمان و اخلاق کی دنیا میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ مظلوم قیدی کو آزاد کرانا اتنی بڑی نیکی ہے جس کے ثواب کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا' اسی طرح بھوکوں کو کھانا کھلانا وہ عمل ہے جس کی تعریف بہت سی آیات قرآنی و احادیث نبوی میں وارد ہے اور مریض کا مزاج پوچھنا بھی مسنون طریقہ ہے۔

٣٠٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلاَّ مَا فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَ: لاَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ فَهْمًا يُعْطِيهِ اللهُ رَجُلاً فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ الأَسِيرِ، وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ)). [راجع: ١١١]

(٣٠٤٧) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے مطرف نے بیان کیا' ان سے عامر نے بیان کیا' اور ان سے ابو جحیفہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی ؓ سے پوچھا' آپ حضرات (اہل بیت) کے پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو (زمین) چیر کر (نکالا) اور جس نے روح کو پیدا کیا' مجھے تو کوئی ایسی وحی معلوم نہیں (جو قرآن میں نہ ہو) البتہ سمجھ ایک دوسری چیز ہے' جو اللہ کسی بندے کو قرآن میں عطا فرمائے (قرآن سے طرح طرح کے مطالب نکالے) یا جو اس ورق میں ہے۔ میں نے پوچھا' اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ دیت کے احکام اور قیدی کا چھڑانا اور مسلمان کا کافر کے بدلے میں نہ مارا جانا' (یہ مسائل اس ورق میں لکھے ہوئے ہیں اور بس)

تشریح اس سے ان شیعہ لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں معاذ اللہ قرآن کی اور بہت سی آیتیں تھیں جن کو آنحضرت ﷺ نے فاش نہیں کیا' بلکہ خاص حضرت علی ؓ اور اپنے اہل بیت کو بتلائیں' یہ صریح جھوٹ ہے۔ آنحضرت ﷺ جب اکیلے بے یارومددگار مشرکوں میں پھنسے ہوئے تھے اس وقت تو آپ نے کوئی بات چھپائی ہی نہیں' اللہ کا پیغام بے خوف و خطر سنا دیا' جس میں مشرکین کی اور ان کے معبودوں کی کھلی برائیاں تھیں۔ پھر جب آپ کے جانثار و فدائی صدہا صحابہ موجود تھے آپ کو کسی کا کچھ بھی ڈر نہ تھا' آپ اللہ کا پیغام کیسے چھپا کر رکھتے۔ اب رہیں وہ روایتیں جو شیعہ اپنی کتابوں میں اہل بیت ؓ سے نقل کرتے ہیں تو ان میں اکثر جھوٹ اور غلط اور بنائی ہوئی ہیں۔

ترجمہ باب لفظ ولا یقتل مسلم بکافر سے نکلا۔ قسطلانی نے کہا جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جائے گا' اور صحیح حدیث سے یہی ثابت ہے لیکن امام ابو حنیفہ ؒ نے ایک ضعیف روایت سے جس کو دار قطنی نے نکالا کہ مسلمان ذمی کافر کے بدل قتل کیا جائے گا فتویٰ دیا ہے۔ (وحیدی)

١٧٢- بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ

باب مشرکین سے فدیہ لینا

٣٠٤٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ

(٣٠٤٨) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس بن عبدالمطلب کا فدیہ

لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ. فَقَالَ: ((لَا تَدَعُونَ مِنْهَا دِرْهَمًا)). [راجع: ٢٥٣٧]

معاف کردیں' لیکن آپ نے فرمایا' ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

٣٠٤٩- وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي، فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي، وَفَادَيْتُ عَقِيْلاً، فَقَالَ: ((خُذْ، فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ)). [راجع: ٤٢١]

(٣٠٤٩) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بحرین کا خراج آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! اس مال سے مجھے بھی دیجئے کیونکہ (بدر کے موقع پر) میں نے اپنا اور عقیل دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا' پھر آپ لے لیں' چنانچہ آپ نے انہیں ان کے کپڑے میں نقدی کو بندھوا دیا۔

والحق ان المال المذکور کان من الخراج او الجزیة وهما من مال المصالح یعنی وہ مال خراج یا جزیہ کا تھا اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا لینا جائز ہوا' تفصیلی بیان کتاب الجزیہ میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)

٣٠٥٠- حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ - وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ - قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ)). [راجع: ٧٦٥]

(٣٠٥٠) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں محمد بن جبیر نے' انہیں ان کے باپ (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے وہ بدر کے قیدیوں کو چھڑانے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے (وہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی۔

ہر دو احادیث میں مشرکین سے فدیہ لینے کا ذکر ہے' مشرکین خواہ اپنے عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے' یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فدیہ کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی بہت سی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ وہ آپ کے چچا تھے' ان سے ذرا سی بھی رعایت برتنا دوسرے لوگوں کے لئے سوء ظن کا ذریعہ بن سکتا تھا' اسی لئے آپ نے یہ فرمایا' جو حدیث میں مذکور ہے۔

١٧٣- بَابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الإِسْلاَمِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

باب اگر حربی کافر مسلمانوں کے ملک میں بے امان چلا آئے

(تو اس کا مار ڈالنا درست ہے)

٣٠٥١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - وَهُوَ فِي سَفَرٍ - فَجَلَسَ

(٣٠٥١) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عمیس عتبہ بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے' ان سے ان کے باپ (سلمہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سفر میں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ (آپ غزوہ ہوازن کے لئے تشریف لے

عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ، ثُمَّ انْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اطْلُبُوهُ، وَاقْتُلُوهُ، فَقَتَلْتُهُ، فَنَفَلَهُ سَلَبَهُ)).

جا رہے تھے) وہ جاسوس صحابہ کی جماعت میں بیٹھا' باتیں کیں' پھر وہ واپس چلا گیا' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ اسے تلاش کر کے مار ڈالو۔ چنانچہ اسے (سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے) قتل کر دیا' اور آنحضرت ؐ نے اس کے ہتھیار اور اوزار قتل کرنے والے کو دلوا دیئے۔

۱۷۴- بَابُ يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلاَ يُسْتَرَقُّونَ

باب ذمی کافروں کو بچانے کے لئے لڑنا' ان کا غلام لونڈی نہ بنانا

ذمی وہ کافر جو مسلمانوں کی امان میں رہتے ہیں' ان کو جزیہ دیتے ہیں۔ ایسے کافروں کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اگر وہ عہد توڑ ڈالیں اور مسلمانوں کو دغا دیں تب تو ان کو مارنا اور ان کا لونڈی غلام بنانا درست ہے۔ (وحیدی)

۳۰۵۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((وَأُوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوَفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلاَ يُكَلَّفُوا إِلاَّ طَاقَتَهُمْ)). [راجع: ۱۳۹۲]

(۳۰۵۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' انہیں حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے عمرو بن میمون نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (وفات سے تھوڑی دیر پہلے) فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا (ذمیوں سے) جو عہد ہے اس کو وہ پورا کرے اور یہ کہ ان کی حمایت میں ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے۔

ذمی ان غیر مسلموں کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت کے حدود میں رہتے ہیں۔ اسلام میں ایسے تمام غیر مسلموں کی جان و مال عزت و آبرو مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر ان پر کسی طرف سے کوئی آنچ آتی ہو تو حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے دشمنوں سے اگر جنگ بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں اور ان سے کوئی بد عہدی نہ کریں۔ آخر میں جزیہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اسی قدر لگایا جائے جسے وہ بخوشی برداشت کر سکیں۔

۱۷۵- بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ

باب جو کافر دوسرے ملکوں سے ایلچی بن کر آئیں ان سے اچھا سلوک کرنا

تشریح وفد یعنی وہ جماعت جو اپنے ملک والوں کی طرف سے بطور سفارت کے آتی ہے' اس باب میں حضرت امام بخاریؒ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی' بعض نسخوں میں یہ باب مؤخر اور باب ہل یستشفع الخ مقدم ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس باب کے مطابق ہے اور باب ہل یستشفع سے اس کی مطابقت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت امام بخاریؒ نے ان دونوں ابواب کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے۔ وفد کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کا تو اس میں صاف مذکور ہے' اب ذمیوں کی سفارش تو اس کی نفی امام بخاریؒ نے آپ کے اس فرمان سے نکالی کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب کے باہر کر دینا' معلوم ہوا ان کی سفارش نہ سننا چاہئے اور ان کے ساتھ جو معاملہ آپ نے کیا یعنی اخراج اس کا بھی اس حدیث میں ذکر ہے۔ (وحیدی)

١٧٦- بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ؟ وَمُعَامَلَتِهِمْ

٣٠٥٣- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ. ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)). فَتَنَازَعُوا، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ. فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. قَالَ: ((دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ)). وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلاَثٍ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ، وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ)). وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ: مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ. وَقَالَ يَعْقُوْبُ: وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

[راجع: ١١٤]

باب ذمیوں کی سفارش اور ان سے کیسا معاملہ کیا جائے

(٣٠٥٣) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان احول نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن' اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تھی۔ تو آپ ؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ' تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم (میرے بعد اس پر چلتے رہو تو) کبھی گمراہ نہ ہو سکو اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ (بیماری کی شدت سے) برا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا' اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرانا چاہتے ہو۔ آخر آپ ؐ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں فرمائی تھیں۔ یہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا۔ دوسرے یہ کہ وفود سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا' جیسے میں کرتا رہا (ان کی خاطرداری ضیافت وغیرہ) اور تیسری ہدایت میں بھول گیا۔ اور یعقوب بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے جزیرہ عرب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مکہ' مدینہ' یمامہ اور یمن (کا نام جزیرہ عرب) ہے۔ اور یعقوب نے کہا کہ عرج سے تہامہ شروع ہوتا ہے۔ (عرج مکہ اور مدینہ کے راستے میں ایک منزل کا نام ہے)

تشریح ہجر کے معنی بیماری کی حالت میں ہذیانی کیفیت کا ہونا۔ آنحضرت ﷺ بیماری اور غیر بیماری ہر حالت میں ہذیان سے محفوظ تھے۔ بعض روایتوں میں اهجر استفهموه ہے۔ یعنی کیا پیغمبر صاحب ﷺ کی باتیں ہذیان ہیں؟ آپ سے اچھی طرح پوچھ لو' سمجھ لو گویا یہ ان لوگوں کا کلام ہے جو کتاب لکھوانے کے حق میں تھے۔ بعضوں نے کہا یہ کلام حضرت عمرؓ نے کہا تھا اور قرینہ بھی یہی ہے کیونکہ وہ کتاب لکھے جانے کے مخالف تھے۔ اس صورت میں ہجر کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا آپ دنیا کو چھوڑنے والے ہیں؟ یعنی آپ کیا وفات پا جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ اور رنج میں یہ خیال سما گیا تھا کہ آپ کو موت نہیں آ سکتی' اس حالت میں کتاب

لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

قسطلانی نے کہا' ظاہر یہ ہے کہ آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے' جیسے امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا' تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے۔ میں ڈرتا ہوں کہیں کوئی اور خلافت کی آرزو کرے' اللہ اور مسلمان سوائے ابو بکرؓ کے اور کسی کی خلافت نہیں مانتے۔

وصایائے نبوی میں ایک اہم وصیت یہ تھی کہ جزیرۂ عرب میں سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو نکال دیا جائے' عرب کا ملک طول میں عدن سے عراق تک اور عرض میں جدہ سے شام تک ہے۔ اور اس کو جزیرہ اس لئے فرمایا کہ تین طرف سے سمندر اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ وصیت حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں پوری کی۔ ملک عرب کو ہر چار جانب سے بحر ہند و بحر قلزم و بحر فارس و بحر حبشہ نے گھیرا ہوا ہے اس لئے اسے جزیرہ کہا گیا ہے۔

حدیث کے جملہ ولا ینبغی عند نبی تنازع پر علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ الظاهر انه من قوله صلى الله عليه وسلم لا من قول ابن عباس كما وقع التصريح به في كتاب العلم قال النبي صلى الله عليه وسلم قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع انتهى والظاهر ان هذا الكتاب الذي اراده انما هو في النص على خلافة ابي بكرؓ لكنه عدل عنه معولا على ما هو اصله من استخلافه في الصلوٰة لتنازعهم واشتد مرضه صلى الله عليه وسلم ويدل عليه ما عند مسلم عن عائشة انه صلى الله عليه وسلم قال ادعى لي ابا بكرو اخاك اكتب كتاب فاني اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل انا اولى ويابى الله والمومنون الا ابا بكر و عند البزار من روايتها انه قال عند اشتداد مرضه ايتوني بدواة وكتف او قرطاس اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف الناس عليه ثم قال معاذ الله ان يختلف الناس على ابي بكر فهذه النص صريح على تقديم خلافة ابي بكر (قسطلاني)

ظاہر ہے کہ الفاظ قوموا عنی الخ خود آنحضرت ﷺ ہی کے فرمودہ ہیں یہ ابن عباسؓ کے لفظ نہیں ہیں جیسا کہ کتاب العلم میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جھگڑنا مناسب نہیں لہٰذا یہاں سے کھڑے ہو جاؤ' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کتاب کے لکھنے کا آنحضرت ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا وہ کتاب خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ لکھنا چاہتے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کے تنازع اور اپنی تکلیف مرض دیکھ کر اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور اس لئے بھی کہ آپ اپنی حیات طیبہ ہی میں حضرت صدیق اکبرؓ کو نماز میں امام بنا کر اپنی گدی ان کے حوالے فرما چکے تھے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت عائشہ صدیقہ میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا' اپنے والد ابو بکر کو بلا لو اور اپنے بھائی کو بھی تاکہ میں ایک کتاب لکھوا دوں' میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی خلافت کی تمنا لے کر کھڑا ہو اور کہے کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں' حالانکہ اللہ پاک نے اور جملہ ایمان والوں نے اس عظیم خدمت کے لئے ابو بکرؓ ہی کو منتخب کر لیا ہے اور بزار میں انہی کی روایت سے یوں ہے کہ آپ نے شدت مرض میں فرمایا' میرے پاس دوات کاغذ وغیرہ لاؤ کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے دستاویز لکھوا دوں' تاکہ لوگ اس پر اختلاف نہ کریں۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ لوگ خلافت ابو بکرؓ میں اختلاف کریں۔ پس حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر یہ نص صریح ہے۔

١٧٧- بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُودِ

باب وفود سے ملاقات کے لئے اپنے کو آراستہ کرنا

٣٠٥٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ

(٣٠٥٤) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمرؓ نے دیکھا کہ بازار میں ایک ریشمی جوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ پھر

تَبَاعُ فِي السُّوقِ، فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوُفُدِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ - أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ)) - فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ، أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ. فَقَالَ: ((تَبِيْعُهَا، أَوْ تُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ)).

[راجع: ٨٨٦]

اسے وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جوڑا آپ خرید لیں اور عید اور وفود کی ملاقات پر اس سے اپنی زیبائش فرمایا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں یا (آپ نے یہ جملہ فرمایا) اسے تو وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ پھر اللہ نے جتنے دنوں چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر جب ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا تو حضرت عمرؓ اسے لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ: آپؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں' یا (عمرؓ نے آپ کی بات اس طرح دہرائی کہ) اسے وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اور پھر آپؐ نے یہی میرے پاس ارسال فرمادیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ (میرے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ) تم اسے بیچ لو' یا (فرمایا کہ) اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر سکو۔

١٧٨- بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيِّ؟

باب بچے پر اسلام کس طرح پیش کیا جائے

٣٠٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ، لِيَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

(٣٠٥٥) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے' ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جا رہی تھی۔ آخر بنو مغالہ (ایک انصاری قبیلے) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اسے ان لوگوں نے پا لیا' ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے (رسول کریم ﷺ کی آمد کا) پتہ نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس کے قریب پہنچ کر) اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا' اور فرمایا کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد نے آپ کی طرف

((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ؟)). فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ. فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ : يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُلِطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئاً)). قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)). قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْهُ فَلَمْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٥٤]

٣٠٥٦- قَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ - وَهُوَ اسْمُهُ - فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)). [راجع: ١٣٥٥]

٣٠٥٧- وَقَالَ سَالِمٌ : قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ

دیکھا' پھر کہنے لگا۔ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے (سچے) انبیاء پر ایمان لایا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی بھی۔ آنحضرتؐ نے اس پر فرمایا کہ حقیقت حال تجھ پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا' اچھا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتاوہ کیا ہے ؟) ابن صیاد بولا کہ دھواں' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا' ذلیل ہو' کمبخت! تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن مار دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔

(۳۰۵۶) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ اس کھجور کے باغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آپؐ باغ میں داخل ہو گئے تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے آپؐ آگے بڑھنے لگے۔ آپ چاہتے یہ تھے کہ اسے آپ کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اس کی باتیں سن لیں۔ ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ اتنے میں اس کی ماں نے آنحضور ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آگے آ رہے ہیں اور اسے آگاہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اس کا نام تھا۔ ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہوتا تو حقیقت کھل جاتی۔

(۳۰۵۷) سالم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا

بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ: وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)).

[أطرافه في: ۳۳۳۷، ۳۴۳۹، ۴۴۰۲، ۶۱۷۵، ۷۱۲۳، ۷۱۲۷، ۷۴۰۸].

بیان کی' جو اس کی شان کے لائق تھی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا' اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس کے (فتنوں سے) ڈراتا ہوں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے نہ ڈرایا ہو' نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی' اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب الفاظ اتشهد انی رسول الله سے نکلتا ہے کہ بچے کے سامنے اسلام اس طرح پیش کیا جائے' آنحضرت ﷺ کو ابن صیاد سے چند باتیں دریافت کرنا منظور تھیں' آپ نے خیال کیا کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ تو جھوٹا ہے رسول کہاں سے ہوا' تو شاید وہ چڑ جائے اور ہمارا مقصد پورا نہ ہو' اس لئے ایسا جامع جواب دیا کہ ابن صیاد چڑا بھی نہیں اور اس کی پیغمبری کا انکار بھی نکل آیا۔ آنحضرت ﷺ نے آیت ﴿ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (الدخان: ۱۰) کا تصور فرمایا تھا' ابن صیاد نے "دخان" کے لفظ سے صرف "دخ" بتلایا جیسے شیطانوں کی عادت ہوتی ہے۔ سنی سنائی ایک آدھ بات لے مرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حقیقی دجال کے بارے میں بتلایا کہ وہ کانا ہو گا' یہ بڑے دجال کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے' جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ یہ دجال امت میں پیدا ہو چکے ہیں۔

ہندوستان پنجاب میں بھی ایک شخص نبوت کا مدعی بن کر کھڑا ہوا۔ جس نے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا اور اب تک اس کے مریدین ساری دنیا میں دجل پھیلانے میں مشغول ہیں جو بظاہر اسلام کا نام لیتے ہیں اور درپردہ اپنے فرضی نام نہاد رسول نبی کی رسالت کی تبلیغ کرتے ہیں اور بھی انہوں نے بہت سے غلط عقائد ایجاد کئے ہیں۔ جو سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ علمائے اسلام نے بہت سی کتابوں میں اس فرقہ قادیانیہ کا قلع قمع کیا ہے۔ ہمارے مرحوم استاد حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے بھی اس فرقہ کی تردید میں بے نظیر قلمی خدمات انجام دی ہیں۔ اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله آمين اس حدیث میں تین قصے ہیں۔ کتاب الجنائز میں یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے۔

۱۷۹- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْيَهُودِ: أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا

قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب رسول کریم ﷺ کا (یہود سے) یوں فرمانا کہ اسلام لاؤ تو (دنیا اور آخرت میں) سلامتی پاؤ گے

مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۸۰- بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرَضُونَ فَهِيَ لَهُمْ

باب اگر کچھ لوگ جو دار الحرب میں مقیم ہیں اسلام لے آئیں اور وہ مال و جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے مالک ہیں تو وہ ان ہی کی ہو گی

یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے حنفیہ کا رد کیا۔ وہ کہتے ہیں اگر حربی کافر مسلمان ہو کر دار الحرب میں رہے پھر مسلمان اس ملک کو فتح کریں تو جائداد غیر منقولہ یعنی زمین باغ وغیرہ اس کو نہ ملے گی مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی۔

٣٠٥٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: ((قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا - فِي حَجَّتِهِ - قَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلاً؟)) ثُمَّ قَالَ: ((نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ)). وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لاَ يُبَايِعُوْهُمْ وَلاَ يُؤْوُوْهُمْ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِيْ.[راجع: ١٥٨٨]

(٣٠٥٨) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبردی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبردی انہیں زہری نے' انہیں علی بن حسین نے' انہیں عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا' یا رسول اللہ! کل آپ (مکہ میں) کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا' اجی! عقیلؓ نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہی کب ہے۔ پھر فرمایا کہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ کے مقام محصب میں ہو گا' جہاں پر قریش نے کفر پر قسم کھائی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنی کنانہ اور قریش نے (یہیں پر) بنی ہاشم کے خلاف اس بات کی قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے خرید و فروخت کی جائے اور نہ انہیں اپنے گھروں میں آنے دیں۔ زہری نے کہا کہ خیف وادی کو کہتے ہیں۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ ابو طالب عبدالمطلب کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے بعد جاہلیت کی رسم کے موافق کل ملک املاک پر ابو طالب نے قبضہ کر لیا۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو ان کے انتقال کے کچھ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر آئے' عقیل اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے' وہ مکہ میں رہے۔ انہوں نے تمام جائداد اور مکانات بیچ کر اس کا روپیہ خوب اڑایا۔ اس حدیث سے باب کا مطلب امام بخاریؒ نے اس طرح نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہونے کے بعد بھی ان مکانوں اور جائداد کی بیع قائم رکھی اور عقیل کی ملکیت تسلیم کرلی' تو جب عقیل کے تصرفات اسلام سے پہلے نافذ ہوئے تو اسلام کے بعد بطریق اولیٰ نافذ رہیں گے۔

وقال القرطبی یحتمل ان یکون مراد البخاری ان النبی صلی الله علیه وسلم من علی اهل مکة باموالهم ودورهم من قبل ان یسلموا (فتح) یعنی شاید امام بخاریؒ کی مراد یہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں پر ان کے اسلام سے پہلے ہی یہ احسان فرما دیا تھا کہ ان کے مال اور گھر ہر حالت میں ان کی ہی ملکیت تسلیم کر لئے' اس طرح عقیل رضی اللہ عنہ کیلئے اپنے گھر سب پہلے ہی بخش دیئے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)

٣٠٥٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ: يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ. وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ

(٣٠٥٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے کہ عمر بن خطابؓ نے ہنی نامی اپنے ایک غلام کو (سرکاری) چراگاہ کا حاکم بنایا' تو انہیں یہ ہدایت کی' اے ہنی! مسلمانوں سے اپنے ہاتھ روکے رکھنا (ان پر ظلم نہ کرنا) اور مظلوم کی بددعا سے ہر وقت بچتے رہنا' کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ہاں ابن عوف اور ابن عفان اور ان جیسے (امیر صحابہ) کے مویشیوں کے بارے میں تجھے

الْغُنَيْمَةِ، وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ، فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لاَ أَبَا لَكَ؟ فَالْمَاءُ وَالْكَلأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ، وَأَيْمُ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ؛ إِنَّهَا لَبِلاَدُهُمْ، فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الإِسْلاَمِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لاَ الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلاَدِهِمْ شِبْرًا)).

ڈرتے رہنا چاہئے۔ (یعنی ان کے امیر ہونے کی وجہ سے دوسرے غریبوں کے مویشیوں پر چراگاہ میں انہیں مقدم نہ رکھنا) کیونکہ اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں گے تو یہ رؤسا اپنے کھجور کے باغات اور کھیتوں سے اپنی معاش حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن گنے چنے اونٹوں اور گنی چنی بکریوں کا مالک (غریب) کہ اگر اس کے مویشی ہلاک ہو گئے' تو وہ اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آئے گا' اور فریاد کرے گا یا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! (ان کو پالنا تیرا باپ نہ ہو) تو کیا میں انہیں چھوڑ دوں گا؟ اس لئے (پہلے ہی سے) ان کیلئے چارے اور پانی کا انتظام کر دینا میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں ان کیلئے سونے چاندی کا انتظام کروں اور خدا کی قسم! وہ (اہل مدینہ) یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ یہ زمینیں انہیں کی ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں اس کے لئے لڑائیاں لڑی ہیں اور اسلام لانے کے بعد بھی ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ اموال (گھوڑے وغیرہ) نہ ہوتے جن پر جہاد میں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو ان کے علاقوں میں ایک بالشت زمین کو بھی میں چراگاہ نہ بناتا۔

تشریح حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمان غنیؓ ہر دو مالدار تھے' حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ ان کے تمول سے مرعوب ہو کر ان کے جانوروں کو مقدم نہ کیا جائے بلکہ غریبوں کے جانوروں کا حق پہلے ہے۔ اگر غریبوں کے جانور بھوکے مر گئے تو بیت المال سے ان کو نقد وظیفہ دینا پڑے گا۔

آخر حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول مروی ہے اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے زمین کی نسبت فرمایا کہ اسلام کی حالت میں بھی ان ہی کی رہی' تو معلوم ہوا کہ کافر کی جائیداد غیر منقولہ بھی اسلام لانے کے بعد اسی کی ملک میں رہتی ہے گو وہ کافر دار الحرب میں رہے۔ (وحیدی)

١٨١- بَابُ كِتَابَةِ الإِمَامِ النَّاسَ

باب خلیفہ اسلام کی طرف سے مردم شماری کرانا

کہتے ہیں کہ یہ مردم شماری جنگ احد یا جنگ خندق یا صلح حدیبیہ کے موقع پر کی گئی۔

٣٠٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ

(٣٠٦٠) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ

النَّبِيُّ ﷺ: ((اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلاَمِ مِنَ النَّاسِ)). فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ. فَقُلْنَا: نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ؟ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ)).

پڑھ چکے ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ ؐ کی خدمت میں پیش کئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی ہے۔ اب ہم کو کیا ڈر ہے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (آنحضرت ﷺ کے بعد) ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ اب مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ ((فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَمِائَةً)). قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: ((مَا بَيْنَ سِتِّمِائَةٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ)).

ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ نے اور ان سے اعمش نے (مذکورہ بالا سند کے ساتھ) کہ ہم نے پانچ سو مسلمانوں کی تعداد لکھی (ہزار کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا) اور ابو معاویہ نے (اپنی روایت میں) یوں بیان کیا' کہ چھ سو سے سات سو تک۔

ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا ہے۔ وسلک الداودی الشارح طریق الجمع فقال لعلھم کتبوا مرات فی مواطن یعنی تعداد میں اختلاف اس لئے ہوا کہ شاید ان لوگوں نے کئی جگہ مردم شاری کی ہو' بعض نے یہ بھی کہا کہ ڈیڑھ ہزار سے مراد مرد عورت بچے غلام جو بھی مسلمان ہوئے سب مراد ہیں اور چھ سو سے سات سو تک خاص مرد مراد ہیں اور پانچ سو سے خالص لڑنے والے مراد ہیں۔ وفی الحدیث مشروعیۃ کتابۃ دواوین الجیوش وقد یتعین ذالک عند الاحتیاج الی تمیز من یصلح للمقاتلۃ بمن لا یصلح (فتح)

حذیفہؓ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تو ہم ڈیڑھ ہزار کا شمار پورے ہونے پر بے ڈر ہو گئے تھے اور اب ہزاروں لاکھوں مسلمان موجود ہیں' پر حق بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کوئی کوئی تو ڈر کے مارے اپنی نماز اکیلے پڑھ لیتا ہے اور منہ سے کچھ نہیں نکال سکتا۔ یہ حذیفہؓ نے اس زمانے میں کہا جب ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور نمازیں اتنی دیر کر کے پڑھتا کہ معاذ اللہ۔ آخر بعض متقی لوگ اول وقت نماز پڑھ لیتے پھر جماعت میں بھی اس کے ڈر سے شریک ہو جاتے۔

٣٠٦١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ، قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)). [راجع: ١٨٦٢]

(٣٠٦١) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابو معبد نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا نام فلاں جہاد میں جانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ ادھر میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر آ۔

اس سے بھی اسم نویسی کا ثبوت ہوا' یہی ترجمہ باب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عورت حج کو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خاوند یا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو۔

١٨٢- بَابُ إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

٣٠٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالاً شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ. فَقِيْلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الَّذِيْ قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَومَ قِتَالاً شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِلَى النَّارِ)). قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ. فَبَيْنَمَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَلَكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ: ((اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)). ثُمَّ أَمَرَ بِلاَلاً فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((أَنَّهُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّ نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

باب اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی مدد ایک فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے

(٣٠٦٢) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے (دوسری سند) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپؐ نے ایک شخص کے متعلق جو اپنے کو مسلمان کہتا تھا' فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص (مسلمانوں کی طرف سے) بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔ آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا ہے اور (زخمی ہو کر) مر بھی گیا ہے۔ آپؐ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا' کہ ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرا نہیں ہے۔ البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خود کشی کر لی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے بلالؓ کو حکم دیا' اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی اور داخل نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

[أطرافه في: ٤٢٠٣، ٤٢٩٣، ٦٦٠٦].

تشریح کہتے ہیں اس شخص کا نام قزمان تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا' اس کی مجاہدانہ کیفیت دیکھ کر شیطان نے بظاہر تو لوگوں کو یوں بہکایا کہ ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں اس طرح لڑ کر مارا جائے کیونکر دوزخی ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ ہم مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ کیونکہ وہ ایک موقع کے ساتھ خاص ہے اور جنگ حنین میں صفوان بن امیہ آپ کے

ساتھ تھے۔ حالانکہ وہ مشرک تھے' دوسرے یہ کہ یہ شخص بظاہر تو مسلمان تھا۔ مگر آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا کہ یہ منافق ہے اور اس کا خاتمہ برا ہو گا۔ (وحیدی)

١٨٣- بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

باب جو شخص میدان جنگ میں جبکہ دشمن کا خوف ہو امام کے کسی نئے حکم کے بغیر امیر لشکر بن جائے

اسلام پر کوئی نازک وقت آ جائے کہ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل رہا ہو اور قیادت بھی ختم ہو رہی ہو تو کوئی بھی دانا آدمی فوری طور پر کنٹرول کر لے تو یہ جائز ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے امیر لشکر بن جانے کا ذکر ہے۔

٣٠٦٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ، وَمَا يَسُرُّنِي - أَوْ قَالَ: مَا يَسُرُّهُمْ - أَنَّهُمْ عِنْدَنَا. وَقَالَ: وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ)).

[راجع: ١٢٤٦]

(٣٠٦٣) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) غزوہ موتہ کے موقع پر خطبہ دیا' (جب کہ مسلمان سپاہی موتہ کے میدان میں داد شجاعت دے رہے تھے) آپ نے فرمایا' کہ اب اسلامی علم زید بن حارثہ نے سنبھالا اور انہیں شہید کر دیا گیا' پھر جعفر نے علم اپنے ہاتھ میں اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ نے علم تھاما' یہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آخر خالد بن ولید نے کسی نئی ہدایت کے بغیر اسلامی علم اٹھا لیا ہے۔ اور ان کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گئی' اور میرے لئے اس میں کوئی خوشی کی بات نہیں تھی یا آپ نے یہ فرمایا' کہ ان کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں تھی کہ وہ (شہداء) ہمارے پاس زندہ ہوتے۔ (کیونکہ شہادت کے بعد وہ جنت میں عیش کر رہے ہیں) اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

١٨٤- بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

باب مدد کے لیے فوج روانہ کرنا

٣٠٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا، وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدَّهُمُ

(٣٠٦٤) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی اور سہل بن یوسف نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رعل' ذکوان' عصیہ اور بنو لحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے اپنی کافر قوم کے مقابل امداد اور تعلیم و تبلیغ کے لئے آپ سے مدد چاہی۔ تو نبی کریم

النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ. فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوْهُمْ. فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ. قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُم قَرَؤُوا بِهِمْ قُرْآنًا: أَلاَ بَلِّغُوا قَوْمَنَا، بِأَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ)). [راجع: ۱۰۰۱]

ﷺ نے ستر انصاریوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ انس ؓ نے بیان کیا' کہ ہم انہیں قاری کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ دن میں جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے اور رات میں نماز پڑھتے رہتے۔ یہ حضرات ان قبیلہ والوں کے ساتھ چلے گئے' لیکن جب بئر معونہ پہنچے تو انہوں قبیلہ والوں نے ان صحابہ کے ساتھ دغا کی اور انہیں شہید کر ڈالا' حضور اکرم ﷺ نے ایک مہینہ تک (نماز میں) قنوت پڑھی اور رعل و ذکوان اور بنو لحیان کے لئے بد دعا کرتے رہے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم سے انس ؓ نے کہا کہ (ان شہداء کے بارے میں) قرآن مجید میں ہم یہ آیت یوں پڑھتے رہے (ترجمہ) "ہاں! ہماری قوم (مسلم) کو بتادو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے۔ اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے خوش کیا ہے۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ ان قاریوں کو عامر بن طفیل نے قتل کیا' اس نے بنو سلیم کے آدمی ان پر جمع کئے اور رعل اور ذکوان اور بنی لحیان نے عاصم ؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا' حضرت خبیب ؓ کو بیچا' آنحضرت ﷺ کو ہر دو کی اطلاع ہو گئی اسلئے آپ نے دونوں کیلئے بد دعا کی۔

۱۸۵- بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ، فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلاَثًا

باب جس نے دشمن پر فتح پائی اور پھر تین دن تک ان کے ملک میں ٹھہرا رہا

۳۰۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : ((ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاَثَ لَيَالٍ)). تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الأَعْلَى: ((حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)).
[طرفه في : ۳۹۷٦].

(۳۰۶۵) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے انس بن مالک ؓ نے ابو طلحہ ؓ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی' تو میدان جنگ میں تین رات قیام فرماتے۔ روح بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ اور عبدالاعلیٰ نے بھی روایت کیا۔ دونوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' انہوں نے قتادہ سے' انہوں نے انس سے' انہوں نے ابو طلحہ سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

۱۸٦- بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ

باب سفر میں اور جہاد میں مال غنیمت کو تقسیم کرنا

وَقَالَ رَافِعٌ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلاً، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ.

اور رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ ہم ذوالحلیفہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہم کو بکریاں اور اونٹ غنیمت میں ملے تھے اور نبی کریم ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دے کر تقسیم کی تھی۔

٣٠٦٦- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ. [راجع: ١٧٧٨]

(٣٠٦٦) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور انہیں انسؓ نے خبر دی، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے، جہاں آپ نے جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا، عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

حنین ایک وادی ہے مکہ سے تین میل پر جہاں پر بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے جعرانہ میں عین سفر میں اموال غنیمت کو تقسیم فرمایا، آج کل ایام حج میں حرم شریف سے جعرانہ کو ہر وقت گاڑیاں ملتی ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے حج میں مجھ کو بھی جعرانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں ایک وسیع مسجد اور کنواں ہے، پر فضا جگہ ہے۔

١٨٧- بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

باب کسی مسلمان کا مال مشرکین لوٹ کر لے جائیں پھر (مسلمانوں کے غلبہ کے بعد) وہ مال اس مسلمان کو مل گیا۔

٣٠٦٧- وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفاه في: ٣٠٦٨، ٣٠٦٩].

(٣٠٦٧) اور عبداللہ بن نمیر نے کہا، کہ ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تھا اور دشمنوں نے اس کو پکڑ لیا تھا۔ پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا۔ یہ واقعہ رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک کا ہے۔ اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم میں پناہ حاصل کر لی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر غلبہ حاصل ہوا تو خالد بن ولیدؓ نے ان کا غلام انہیں واپس کر دیا۔ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے بعد کا ہے۔

تشریح اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور اہلحدیث یہی کہتے ہیں کہ کافر مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں ہو سکتے اور جب کسی مسلمان کا مال ان کے پاس ملے وہ اس مسلمان کو دلا دیا جائے گا خواہ مال تقسیم ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو۔ اور امام مالک اور احمد کے نزدیک تقسیم کے بعد ان کو نہیں دلایا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کافر جب مال لوٹ لے جائیں اور اپنے ملک میں پہنچ جائیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں اور امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر ان کا رد فرمایا ہے۔

٣٠٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ

(٣٠٦٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ کر روم کے کافروں میں مل گیا تھا۔ پھر

بِالرُّوْمِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ. وَأَنَّ فَرَسًا لابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ)). [راجع: ٣٠٦٧]

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سر کردگی میں (اسلامی لشکر نے) اس پر فتح پائی اور خالد رضی اللہ عنہ نے وہ غلام ان کو واپس کر دیا۔ اور یہ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگ کر روم پہنچ گیا تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب روم پر فتح ہوئی' تو انہوں نے یہ گھوڑا بھی عبداللہ کو واپس کر دیا تھا۔

٣٠٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ، وَأَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهُ أَبُوبَكْرٍ، فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ)).[راجع: ٣٠٦٧]

٣٠٦٩ ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جس دن اسلامی لشکر کی مڈ بھیڑ (رومیوں سے) ہوئی تو وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ سالار فوج حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر گھوڑے کو دشمنوں نے پکڑ لیا' لیکن جب انہیں شکست ہوئی تو حضرت خالدؓ نے گھوڑا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔

معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کا کوئی مال کسی دشمن حربی کافر کے حوالہ پڑ جائے تو فتح اسلام کے بعد وہ مال اس کے اصلی مالک مسلمان ہی کو ملے گا وہ اموال غنیمت میں داخل نہ کیا جائے گا۔

١٨٨- بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

باب فارسی یا اور کسی بھی عجمی زبان میں بولنا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَاخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ [الروم: ٢٢] وَقَالَ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ [إبراهيم : ٤].

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "(اللہ کی نشانیوں میں) تمہاری زبان اور رنگ کا اختلاف بھی ہے"۔ اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ) "ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا' لیکن یہ کہ وہ اپنی قوم کا ہم زبان ہوتا تھا۔"

امام بخاریؒ کا اس باب کے لانے سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک زبان کا سیکھنا اور بولنا درست ہے کیونکہ سب زبانیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ انگریزی' ہندی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور دوسری آیت میں ہے ﴿ وان من امة الا خلافيها نذير ﴾ تو معلوم ہوا کہ ہر ایک زبان پیغمبر کی زبان ہے' کیونکہ اس قوم میں جو پیغمبر آیا ہو گا وہ ان ہی کی زبان بولتا ہو گا۔ ان آیتوں سے یہ ثابت ہوا کہ انگریزی' ہندی' مرہٹی' روسی' جرمنی زبانیں سیکھنا اور بولنا درست ہے۔ زبانوں کا تعصب انسانی بدبختی کی دلیل ہے' ہر زبان سے محبت کرنا عین منشائے الٰہی ہے۔

لفظ رطانہ راء کی زیر و زبر کے ساتھ غیر عربی میں بولنا۔ آیت ﴿ وما ارسلنا الخ ﴾ میں مصنف کا اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اقوام عالم کے لئے ہے اس لئے بھی ضروری ہوا کہ آپ دنیا کی ساری زبانوں کی حمایت کریں۔ ان کو خود یا بذریعہ ترجمان سمجھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٣٠٧٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ

(٣٠٧٠) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ. فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا، فَحَيَّهَلاً بِكُمْ)).

[طرفاه في: ۴۱۰۱، ۴۱۰۲].

نے بیان کیا' انہیں حنظلہ بن ابی سفیان نے خبردی' انہیں سعید بن میناء نے خبردی' کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ آپ نے بیان کیا' کہ میں نے (جنگ خندق میں آنحضرت ﷺ کو بھوکا پاکر چکے سے) عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے۔ اور ایک صاع جو کا آٹا پکوایا ہے۔ اس لئے آپ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے باآواز بلند فرمایا اے خندق کھودنے والو! جابر نے دعوت کا کھانا تیار کرلیا ہے۔ آؤ چلو' جلدی چلو۔

تشریح لفظ سوراً فارسی ہے جو آپ نے استعمال فرمایا' اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ فسادات انسانی میں ایک بڑا فساد خطرناک فساد لسانی تعصب بھی ہے۔ حالانکہ جملہ زبانیں اللہ پاک ہی کی پیدا کردہ ہیں۔ اسلام نے سختی کے ساتھ اس تعصب کا مقابلہ کیا ہے۔ آج کے دور میں زبانوں پر بھی دنیا میں بڑے بڑے فساد برپا ہیں جو سب انسانی جہالت و ضلالت و کج روی کے نتائج ہیں۔ جو لوگ کسی بھی زبان سے تعصب برتتے ہیں ان کی یہ انتہائی حماقت ہے۔

لفظ سوراً سے دعوت کا کھانا مراد ہے یہ فارسی لفظ ہے۔ حضرت امامؒ نے اس حدیث کے ضعف پر بھی اشارہ فرمایا ہے جس میں مذکور ہے کہ دوزخی لوگ فارسی زبان بولیں گے۔

۳۰۷۱- حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ أَبِي، وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَنَهْ سَنَهْ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ. قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِي أَبِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَعْهَا)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي. ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ. [أطرافه في: ۳۸۷۴، ۵۸۲۳،

(۳۰۷۱) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں خالد بن سعید نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی' میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا "سنہ سنہ" عبداللہ نے کہا کہ یہ لفظ حبشی زبان میں عمدہ کے معنے میں بولا جاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ (جو آپ کی پشت پر تھی) کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا' لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مت ڈانٹو' پھر آپ نے ام خالد کو (درازی عمر کی) دعا دی کہ اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر' پھر پہن اور پرانی کر' اور پھر پہن اور پرانی کر۔ عبداللہ نے کہا کہ چنانچہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آگیا۔

۵۸۴۵، ۵۹۹۳].

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپؐ نے سنہ سنہ فرمایا جو حبشی زبان ہے ام خالد اتنے دنوں زندہ رہی کہ وہ کپڑا پہنتے پہنتے کالا ہو گیا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی دعا کی برکت تھی۔

۳۰۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْفَارِسِيَّةِ: ((كِخْ، كِخْ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لاَ نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟)). [راجع: ۱۴۸۵]

(۳۰۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حسن بن علی علیہما السلام نے صدقہ کی کھجور میں سے (جو بیت المال میں آئی تھی) ایک کھجور اٹھالی اور اپنے منہ کے قریب لے گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں فارسی زبان کا یہ لفظ کہہ کر روک دیا کہ "کخ کخ" کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے ہیں۔

تشریح کخ کخ فارسی زبان میں بچوں کو ڈانٹنے کے لئے کہتے ہیں جب وہ کوئی گندہ کام کریں۔ اس سے بھی عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کا استعمال جائز ثابت ہوا۔ خصوصاً فارسی زبان جو عرصہ دراز سے مسلمانوں کی محبوب ترین زبان رہی ہے۔ جس میں اسلامیات کا ایک بڑا خزانہ محفوظ ہے۔ میدان جنگ میں حسب ضرورت ہر زبان کا استعمال جائز ہے۔

فارسی کی وجہ تسمیہ حافظ صاحب بیان فرماتے ہیں: قیل انهم ینتسبون الی فارس بن کومرث واختلف فی کومرث قیل انه من ذریة سام بن نوح وقیل من ذریة یافث بن نوح وقیل انه من أدم لصلبه وقیل انه أدم نفسه وقیل لهم الفرس لان جدهم الاعلیٰ ولد له سبعة عشر ولداً کان کل منهم شجاعًا فارسا فسموا الفرس (فتح) یعنی اس ملک کے باشندے فارس بن کومرث کی طرف منسوب ہیں جو سام بن نوح یا یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں' بعض نے ان کو آدم کا بیٹا اور بعض نے خود آدم بھی کہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ کے سترہ لڑکے پیدا ہوئے جو سب بہادر شہسوار تھے اس لئے ان کی اولاد کو فارس کہا گیا' واللہ اعلم۔

۱۸۹- بَابُ الْغُلُولِ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ﴾ [آل عمران: ۱۶۱]

باب مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کچھ چرا لینا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا "اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت میں اسے لے کر آئے گا۔"

۳۰۷۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، قَالَ: ((لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ

(۳۰۷۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ابو حیان نے بیان کیا' ان سے ابو زرعہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور غلول (خیانت) کا ذکر فرمایا' اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے

حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ : لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ)). وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ.

[راجع: ۱۴۰۲]

کہ یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا۔ اور اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا اور چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا' یا (وہ اس حال میں آئے کہ) وہ اپنی گردن پر سونا' چاندی' اسباب لادے ہوئے ہو اور مجھ سے کہے' یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے' لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے ہوا سے حرکت کر رہے ہوں اور وہ کہے کہ یارسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں تو (خدا کا پیغام) پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔ اور ایوب سختیانی نے بھی ابو حیان سے روایت کیا ہے گھوڑا لادے دیکھوں جو ہنہنا رہا ہو۔

تشریح فتح اسلام کے بعد میدان جنگ میں جو بھی اموال ملیں وہ سب مال غنیمت کہلاتا ہے۔ اسے باضابطہ امیر اسلام کے ہاں جمع کرنا ہو گا۔ بعد میں شرعی تقسیم کے تحت وہ مال دیا جائے گا۔ اس میں خیانت کرنے والا عنداللہ بہت بڑا مجرم ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں بیان ہوا ہے۔ بکری' گھوڑا' اونٹ یہ سب چیزیں تمثیل کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ روایت میں اموال غنیمت میں سے ایک چادر کے چرانے والے کو بھی دوزخی کہا گیا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث آگے مذکور ہے۔ قال المهلب هذا الحديث وعيد لمن انفذه الله عليه من اهل المعاصي ويحتمل ان يكون الحمل المذكور لا بد منه عقوبة له بذالك ليفتضح على روس الاشهاد و اما بعد ذلك فالى الله الامر في تعذيبه او العفو عنه وقال غيره هذا الحديث يفسر قوله عزوجل يات بما غل يوم القيمة اى يات به حاملا له على رقبته (فتح) یعنی اس حدیث میں وعید ہے اہل معاصی کے لئے۔ احتمال ہے کہ یہ اٹھانا بطور عذاب اس کے لئے ضروری ہو' تاکہ وہ سب کے سامنے ذلیل ہو' بعد میں اللہ کو اختیار ہے چاہے اسے عذاب کرے' چاہے معاف کرے۔ یہ حدیث آیت کریمہ ﴿ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (آل عمران: ۱۶۱) کی تفسیر بھی ہے کہ وہ عاصی اس خیانت کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا۔

۱۹۰- بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ

باب مال غنیمت میں سے ذرا سی چوری کر لینا

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ.

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے باب کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نہیں کیا کہ آپ نے چرانے والے کا اسباب جلا دیا تھا اور یہ زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں جلانے کا ذکر ہے۔

۳۰۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ

(۳۰۷۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے'

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ((كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هُوَ فِي النَّارِ))، فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: كَرْكَرَةُ: يَعْنِي بِفَتْحِ الْكَافِ. وَهُوَ مَضْبُوطٌ كَذَا.

ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامان و اسباب پر ایک صاحب مقرر تھے' جن کا نام کرکرہ تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو جہنم میں گیا۔ صحابہ انہیں دیکھنے گئے تو ایک عباء جسے خیانت کر کے انہوں نے چھپا لیا تھا ان کے یہاں ملی۔

ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ محمد بن سلام نے (ابن عیینہ سے نقل کیا اور) کہا یہ لفظ کرکرہ بفتح کاف ہے اور اسی طرح منقول ہے۔

معلوم ہوا کہ مال غنیمت میں سے ذرا سی چیز کی چوری بھی حرام ہے جس کی سزا یقیناً دوزخ ہو گی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن گناہوں کی وجہ سے دوزخ نہیں جائے گا۔ قرآن پاک نے صاف اعلان کیا ہے۔ ﴿ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (آل عمران: ۱۶۱) خیانت کرنے والا خیانت کی چیز کو اپنے سر پر اٹھائے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔ یہ وہ جرم ہے کہ اگر کسی مجاہد سے بھی سرزد ہو تو اس کا عمل جہاد اس سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر ہوا۔ وفی الحدیث تحریم قلیل الغلول وکثیرہ وقولہ ہو فی النار ای یعذب علی معصیۃ او المراد ہو فی النار ان لم یعف اللہ عنہ (فتح)

١٩١- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

باب مال غنیمت کے اونٹ بکریوں کو تقسیم سے پہلے ذبح کرنا مکروہ ہے

٣٠٧٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، وَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً - وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ - فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ

(۳۰۷۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشکری نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسروق نے' ان سے عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مقام ذوالحلیفہ میں ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ لوگ بھوکے تھے۔ ادھر غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ آنحضرت ﷺ لشکر کے پیچھے کے حصے میں تھے۔ لوگوں نے (بھوک کے مارے) جلدی کی ہانڈیاں چڑھا دیں۔ بعد میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان ہانڈیوں کو اوندھا دیا گیا پھر آپ نے غنیمت کی تقسیم شروع کی دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ اتفاق سے مال غنیمت کا ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ لشکر میں گھوڑوں کی کمی تھی۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اونٹ نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک صحابی (خود رافعؓ) نے اسے تیر مارا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اونٹ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان (پالتو)

فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). فَقَالَ جَدِّي : إِنَّا نَرْجُوا - أَو نَخَافُ - أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى؛ أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ. وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)).

[راجع: ٢٤٨٨]

جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بعض دفعہ وحشت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ان میں سے کوئی قابو میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو عبایہ کہتے ہیں کہ میرے دادا (رافع بنائنہ) نے خدمت نبوی میں عرض کیا' کہ ہمیں امید ہے یا (یہ کہا کہ) خوف ہے کہ کل کہیں ہماری دشمن سے مڈ بھیڑ نہ ہو جائے۔ ادھر ہماری پاس چھری نہیں ہے۔ تو کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو' تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ البتہ وہ چیز (جس سے ذبح کیا گیا ہو) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہئے۔ تمہارے سامنے میں اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہوں دانت تو اس لئے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لئے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھری ہیں۔

رافع بنائنہ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ تلوار سے ہم جانوروں کو اس لئے نہیں کاٹ سکتے کہ کل پرسوں جنگ کا اندیشہ ہے۔ ایسا نہ ہو تلواریں کند ہو جائیں۔ تو کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے کاٹ لیں کہ ان میں بھی دھار ہوتی ہے۔ ہڈی جنوں کی خوراک ہوتی ہے ذبح کرنے سے نجس ہو جائے گی۔ ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں حبشی اس وقت کافر تھے تو آپ نے ان کی مشابہت سے منع فرمایا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وموضع الترجمة منه امره صلى الله عليه وسلم باكفاء القدو رفانه مشعر بكراهة ماصنعوا من الذبح بغير اذن (ف) یعنی باب کا مطلب اس سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہانڈیوں کو الٹا کر دیا۔ اس لئے کہ بغیر اجازت ان کا ذبیحہ مکروہ تھا۔ شوربا بہا دیا گیا۔ واما اللحم فلم يتلف بل يحمل على انه جمع ورد الى المغانم یعنی گوشت کو تلف کرنے کی بجائے جمع کر کے مال غنیمت میں شامل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

١٩٢- بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

باب فتح کی خوش خبری دینا

٣٠٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: قَالَ لِي جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلاَ تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمَّي كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ. فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِنْ أَحْمَسَ - وَكَانُوا

٣٠٧٦ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلی بنائنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا' ذی الخلصہ (یمن کے کعبے) کو تباہ کر کے مجھے کیوں خوش نہیں کرتے۔ یہ ذی الخلصہ (یمن کے قبیلہ) خثعم کا بت کدہ تھا (کعبے کے مقابل بنایا تھا) جسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ چنانچہ میں (اپنے قبیلہ) احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر تیار ہو گیا۔ یہ سب اچھے شہسوار تھے۔ پھر میں نے

أَصْحَابَ خَيْلٍ - فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي، فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبَ. ((فَبَارَكَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ)). قَالَ مُسَدَّدٌ : ((بَيْتٌ فِي خَثْعَمَ)).

[راجع: ٣٠٢٠]

آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سے جم نہیں پاتا تو آپ نے میرے سینے پر (دست مبارک) مارا اور میں نے آپ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ آپؐ نے پھر یہ دعا دی' اے اللہ! اسے گھوڑے پر جمادے اور اسے صحیح راستہ دکھانے والا بنا دے اور خود اسے بھی راہ پایا ہوا کر دے۔ پھر جریرؓ مہم پر روانہ ہوئے۔ اور ذی الخلصہ کو توڑ کر جلا دیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خوش خبری بھجوائی۔ جریرؓ کے قاصد (حصین بن ربیعہ) نے (خدمت نبوی میں) حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جب تک وہ بت کدہ جل کر ایسا (سیاہ) نہیں ہو گیا جیسا خارش والا بیمار اونٹ سیاہ ہوا کرتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور ان کے پیدل جوانوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مسدد نے اس حدیث میں یوں کہا ذی الخلصہ خثعم قبیلے میں ایک گھر تھا۔

خارش زدہ اونٹ بال وغیرہ جھڑ کر کالا اور دبلا پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح ذی الخلصہ جل بھن کر چھت وغیرہ گر کر کالا پڑ گیا تھا۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ جریرؓ نے کام پورا کر کے آپؐ کو خوش خبر بھیجی۔ فساد اور بد امنی کے مراکز کو ختم کرنا' قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ خواہ وہ مراکز مذہب ہی کے نام پر بنائے جائیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں ایک مسجد کو بھی گرا دیا جو مسجد ضرار کے نام سے مشہور ہوئی۔

١٩٣- بَابُ مَا يُعْطِي الْبَشِيْرُ

باب (فتح اسلام کی) خوش خبری دینے والے کو انعام دینا

وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوبَيْنِ حِينَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ

اور کعب بن مالکؓ نے جب انہیں توبہ کے قبول ہونے کی خوش خبری سنائی گئی تو خوش خبری سنانے والے کو دو کپڑے انعام دیئے تھے۔

یہ خوش خبری سلمہ بن اکوع یا حمزہ بن عمرو اسلمی نے دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی امر کی خوش خبری سنانے والے کو انعام دیا جانا مستحب ہے۔ پھر جنگ میں فتح کی بشارت تو بڑی اہم چیز ہے۔ اس کی بشارت دینے والا یقیناً انعام کا حقدار ہے۔

١٩٤- بَابُ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے بعد وہاں سے ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں رہی

٣٠٧٧- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ

(٣٠٧٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)). [راجع: ١٣٤٩]

نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے مجاہد نے' ان سے طاؤس نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا' اب ہجرت (مکہ سے مدینہ کے لئے) باقی نہیں رہی' البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً نکل جاؤ۔

تشریح خاص مکہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت مراد ہے۔ پہلے جب مکہ دارالاسلام نہیں تھا اور مسلمانوں کو وہاں آزادی نہیں تھی' تو وہاں سے ہجرت ضروری ہوئی۔ لیکن اب مکہ اسلامی حکومت کے تحت آ چکا۔ اس لئے یہاں سے ہجرت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ سرے سے ہجرت کا حکم ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ جب تک دنیا قائم ہے اور جب تک کفر و اسلام کی کشمکش باقی ہے' اس وقت تک ہر اس خطہ سے جہاں مسلمانوں کو احکام اسلام پر عمل کرنے کی آزادی حاصل نہ ہو' دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے۔

ہجرت کے لغوی معنی چھوڑنا' اصطلاح میں اسلام کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر دار الاسلام میں جا رہنا' اگر یہ ہجرت رضائے الٰہی کے لئے مقررہ اصولوں کے تحت کی جائے تو اسلام میں اس کا بڑا درجہ ہے۔ اور اگر دنیا طلبی یا اور کوئی غرض فاسد ہو تو اس ہجرت کا عنداللہ کوئی ثواب نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاریؒ شروع ہی میں حدیث انما الاعمال بالنیات نقل فرما چکے ہیں۔ اس دور پر فتن میں بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ کسی ملک میں مہاجر کے نام سے مشہور ہوں ان کو خود فیصلہ کرنا ہے وہ مہاجر کس قسم کے ہیں۔ ﴿ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِيرَهُ ﴾ (القیامۃ: ۱۵' ۱۴) کا یہی مطلب ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ خود گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنے بارے میں خود فیصلہ کریں۔

٣٠٧٨، ٣٠٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلَكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ)). [راجع: ٢٩٦٢، ٢٩٦٣]

(۳۰۷۸' ۷۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی' انہیں خالد نے' انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجاشع اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ کو لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و سلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مجالد ہیں۔ آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد اب ہجرت باقی نہیں رہی۔ ہاں میں اسلام پر ان سے بیعت لے لوں گا۔

اس حدیث میں ابتدائے اسلام کی ہجرت از مکہ برائے مدینہ مراد ہے۔ جب مکہ شریف فتح ہو گیا' تو وہاں تو سے ہجرت کا سوال ہی ختم ہو گیا۔ روایت کا یہی مطلب ہے۔

٣٠٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ:

(۳۰۸۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو اور ابن جریج بیان کرتے تھے کہ ہم نے عطا سے سنا

سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنُ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيرٍ فَقَالَتْ لَنَا ((انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ مَكَّةَ))

[طرفاه في : ٣٩٠٠، ٤٣١٢].

تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ثبیر پہاڑ کے قریب قیام فرما تھیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مکہ پر فتح دی تھی' اسی وقت سے ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ (ثبیر مشہور پہاڑ ہے)

١٩٥- بَابُ إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلَ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللهَ، وَتَجْرِيْدِهِنَّ

باب ذمی یا مسلمان عورتوں کے ضرورت کے وقت بال دیکھنا درست ہے اس طرح ان کا ننگا کرنا بھی جب وہ اللہ کی نافرمانی کریں

٣٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوشَبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًا، فَقَالَ لاِبْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا: إِنِّي لأَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ: ((ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا، وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا)). فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا: الْكِتَابَ. قَالَتْ: لَمْ يُعْطِنِي. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لأُجَرِّدَنَّكِ. فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا. فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ.

[راجع: ٣٠٠٧]

(٣٠٨١) مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب الطائفی نے بیان کیا' ان سے ہشیم نے بیان کیا' انہیں حصین نے خبر دی' انہیں سعد بن عبیدہ نے اور انہیں ابی عبدالرحمٰن نے اور وہ عثمانی تھے' انہوں نے ابن عطیہ سے کہا' جو علوی تھے' کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو کس چیز سے خون بہانے پر جرأت ہوئی' میں نے خود ان سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے اور زبیر بن عوامؓ کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا۔ اور ہدایت فرمائی کہ روضہ خاخ پر جب تم پہنچو' تو تمہیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی۔ جسے حاطب ابن بلتعہؓ نے ایک خط دے کر بھیجا ہے (تم وہ خط اس سے لے کر آؤ) چنانچہ جب ہم اس باغ تک پہنچے ہم نے اس عورت سے کہا خط لا۔ اس نے کہا کہ حاطبؓ نے مجھے کوئی خط نہیں دیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط خود بخود نکال کر دے ورنہ (تلاشی کے لئے) تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ تب کہیں اس نے خط اپنے نیفے میں سے نکال کر دیا۔ (جب ہم نے وہ خط رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا' تو) آپ نے حاطبؓ کو بلا بھیجا

فَقَالَ: لاَ تَعْجَلْ، وَاللهِ مَا كَفَرْتُ وَلاَ ازْدَدْتُ لِلإِسْلاَمِ إِلاَّ حُبًّا، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلاَّ وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ

انہوں نے (حاضر ہو کر) عرض کیا۔ حضور! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کیا ہے اور نہ میں اسلام سے ہٹا ہوں' صرف اپنے خاندان کی محبت نے اس پر مجبور کیا تھا۔ آپؐ کے

بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيْ أَحَدٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا. فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ. فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ)). فَهَذَا الَّذِيْ جَرَّأَهُ.

اصحاب (مہاجرین) میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے رشتہ دار وغیرہ مکہ میں نہ ہوں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں اور ان کی جائداد کی حمایت حفاظت نہ کراتا ہو۔ لیکن میرا وہاں کوئی بھی آدمی نہیں' اس لئے میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر ایک احسان کر دوں' نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی بات کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے کہ مجھے اس کا سر اتارنے دیجئے' یہ تو منافق ہو گیا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم! اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات سے خوب واقف تھا اور وہ خود اہل بدر کے بارے میں فرما چکا ہے کہ "جو چاہو کرو"۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا' حضرت علیؓ کو اسی ارشاد نے (کہ تم جو چاہو کرو' خون ریزی پر) دلیر بنا دیا ہے۔

تشریح ابو عبدالرحمٰن کا کلام مبالغہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدا ترسی اور پرہیز گاری سے بعید ہے کہ وہ خون ناحق کریں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ ضرورت کے وقت عورت کی تلاشی لینا' اس کا برہنہ کرنا درست ہے۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی میں سے نکال کر دیا۔ اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ والجمع بينه وبين رواية اخرجته من حجزتها اى مقعد الازار لان عقيصتها طويلة بحيث تصل الى حجزتها فربطته فى عقيصتها وغرزته بحجزتها (فتح) یعنی ہر دو روایتوں میں مطابقت یہ ہے کہ اس عورت کے سر کی چوٹی اتنی لمبی تھی کہ وہ ازار بند باندھنے کی جگہ تک لٹکی ہوئی تھی' اس عورت نے اس کو چٹیا کے اندر گوندھ کر نیچے مقعد کے پاس ازار میں ٹانک لیا تھا۔ چنانچہ اس جگہ سے نکال کر دیا۔ راویوں نے جیسا دیکھا بیان کر دیا۔

سلف امت میں جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے انہیں عثمانی کہتے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے انہیں علوی کہتے تھے۔ یہ اصطلاح ایک زمانہ تک رہی' پھر ختم ہو گئی۔ اہل سنت میں یہ عقیدہ قرار پایا کہ کسی صحابی کو کسی پر فوقیت نہیں دینا چاہئے۔ وہ سب عنداللہ مقبول ہیں' ان میں فاضل کون ہے اور مفضول کون' یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یوں خلفائے اربعہ کو حسب ترتیب خلافت اور صحابہ پر فوقیت حاصل ہے' پھر عشرہ مبشرہ کو رضی اللہ عنہم اجمعین۔

١٩٦- بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ

باب غازیوں کے استقبال کو جانا (جب وہ جہاد سے لوٹ کر آئیں)

٣٠٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: ((قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ:

(٣٠٨٢) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع اور حمید بن الاسود نے بیان کیا' ان سے حبیب بن شہید نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا' تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تینوں آگے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے (آپؐ جہاد سے واپس آ رہے تھے) عبداللہ بن جعفر نے کہا' ہاں یاد ہے۔ اور

نَعَمْ، فَحَمَلْنَا وَتَرَكَكَ)).

آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اور ابن عباسؓ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا' اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ظاهره ان القائل فحملنا هو عبدالله بن جعفر وان المتروك هو ابن الزبير الخ یعنی ظاہر ہے کہ سوار ہونے والے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ہیں اور متروک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ مگر مسلم میں اس کے برعکس مذکور ہے۔ وقد نبه عياض على ان الذى وقع فى البخارى هو الصواب یعنی قاضی عیاض نے تنبیہ کی ہے کہ بخاری کا بیان زیادہ صحیح ہے۔ اس سے غازیوں کا آگے بڑھ کر استقبال کرنا ثابت ہوا۔

نیز اس سے یتیموں کا زیادہ خیال رکھنا بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت عبداللہ کے والد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتقال کر چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے یتیم بچے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا دل خوش کرنے کے لئے سواری پر ان کو مقدم کیا' اگر کسی صحابی پر آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی امر میں نظر عنایت فرمائی تو اس پر اس صحابی کے فخر کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا' کسی بزرگ کی طرف سے کسی پر نظر عنایت ہو تو وہ آج بھی بطور فخر اسے بیان کر سکتے ہیں۔

٣٠٨٣- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ((قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ)). [طرفاه في: ٤٤٢٦، ٤٤٢٧].

(٣٠٨٣) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا' (جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو) ہم سب بچے ثنیۃ الوداع تک آپ کا استقبال کرنے گئے تھے۔

مجاہدین کا واپسی پر پر خلوص استقبال کرنا سنت ہے۔ حضرت امامؒ اسی مقصد کو بیان فرما رہے ہیں۔ مدینہ کے قریب ایک گھاٹی تک لوگ اپنے مہمانوں کو رخصت کرنے جایا کرتے تھے۔ اسی کا نام ثنیۃ الوداع قرار دیا۔ غزوہ تبوک کی تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔

١٩٧- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

باب جہاد سے واپس ہوتے ہوئے کیا کہے

٣٠٨٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلاَثًا قَالَ: ((آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، حَامِدُونَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ. صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)).

[راجع: ١٧٩٧]

(٣٠٨٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب رسول اللہ ﷺ (جہاد سے) واپس ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے' اور یہ دعا پڑھتے "ان شاء اللہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہم توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اس کی تعریف کرنے والے اور اس کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی' اور کافروں کے لشکر کو اسی اکیلے نے شکست دے دی"۔

آئبون کا مطلب ای نحن راجعون الی اللہ یعنی ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

٣٠٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: ((عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ)). فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا، وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

[راجع: ٣٧١]

(٣٠٨٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا' اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ بنو لحیان میں جو ٦ھ میں ہوا) عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے سواری پر پیچھے (ام المؤمنین) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو بٹھا لیا تھا۔ اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں گر گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور کہا' یارسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے' کچھ چوٹ تو نہیں لگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی' جب آپ سوار ہو گئے تو ہم آنحضرت ﷺ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آنحضرت ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ "ہم اللہ کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں"۔ آنحضرت ﷺ یہ دعا برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح روایت میں راوی سے سہو ہو گیا ہے۔ صحیح یوں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ خیبر سے لوٹے اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ یہ خاتون آپ کو جنگ خیبر ہی میں ملی تھیں۔ جو ٧ھ میں ہوئی۔ جنگ بنو لحیان ٦ھ میں ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں۔ حضرت ابو طلحہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر اس لئے آئے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر نظر نہ پڑے۔ واپسی پر آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر الفاظ طیبہ "آئبون تائبون" جاری تھے۔ باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔ اب بھی سنت یہی ہے کہ سفر حج ہو یا اور کوئی سفر خیریت سے واپسی پر اس دعا کو پڑھا جائے۔ عورت کو اپنے مرد کے پیچھے اونٹنی پر سواری کرنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا۔ و فی الخیر الجاری انما قالت من عسفان لان غزوۃ خیبر کانت عقبہا کانہ لم یعتد بالاقامۃ المتخللۃ بینہما لتقار بہما یعنی عسفان کا لفظ لانے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غزوہ خیبر اس کے بعد ہی ہوا' اتنے قریب کہ راوی نے درمیانی عرصہ کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ہر دو کو ایک ہی سطح پر رکھ لیا جیسا کہ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ میں تحریم متعہ کے بارے میں غزوہ اوطاس کا ذکر آیا ہے۔ حالانکہ وہ مکہ ہی میں حرام ہو چکا تھا۔ مگر اوطاس اور مکہ میں تقارب کی وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب کر دیا۔

٣٠٨٦- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

(٣٠٨٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن

الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ. فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ، وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ: اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لاَ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ)). فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا، فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا، فَسَارُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ - أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ. [راجع: ٣٧١]

مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور ابو طلحہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ تھے' ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا رکھا تھا۔ راستے میں اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آنحضرت ﷺ گر گئے اور ام المؤمنین بھی گر گئیں۔ ابو طلحہؓ نے یوں کہا کہ میں سمجھتا ہوں' انہوں نے بھی اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ کر عرض کیا' اے اللہ کے رسول ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کوئی چوٹ تو حضور کو نہیں آئی ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تم عورت کی خبر لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔ اب ام المؤمنین کھڑی ہو گئیں۔ پھر ابو طلحہؓ نے آپ دونوں کے لئے اونٹنی کو مضبوط کیا۔ تو آپ سوار ہوئے اور سفر شروع کیا۔ جب مدینہ منورہ کے سامنے پہنچ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ دعا پڑھی۔ "ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں! آپؐ یہ دعا برابر پڑھتے رہے' یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

یہ بھی جنگ خیبر ہی سے متعلق ہے۔ ہر دو احادیث میں الفاظ مختلفہ کے ساتھ ایک ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی ہر دو میں متفق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت صفیہ تھیں' غزوہ بنو لحیان سے اس واقعہ کا جوڑ نہیں ہے' جو ٦ھ میں ہوا اور حضرت صفیہؓ کا اسلام اور حرم میں داخلہ ٧ھ سے متعلق ہے۔

١٩٨ - بَابُ الصَّلاَةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

باب سفر سے واپسی پر نفل نماز (بطور نماز شکر ادا کرنا)

٣٠٨٧ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ

(٣٠٨٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محارب بن دثار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ ایک

فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِيْ: ((ادْخُلِ الْمُسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)).[راجع: ٤٤٣]

سفر میں تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ پہلے مسجد میں جا اور دو رکعت (نفل) نماز پڑھ۔

٣٠٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)). [راجع: ٢٧٥٧]

(٣٠٨٨) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے' ان سے ان کے والد (عبداللہ) اور چچا عبیداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم جب دن چڑھے سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے۔

سفر جہاد پر سفر حج وغیرہ کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ایسے طویل سفر سے خیریت کے ساتھ واپسی پر بطور شکرانہ دو رکعت نماز نفل ادا کرنا امر مسنون ہے' اللہ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے' آمین۔

١٩٩- بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ

باب مسافر جب سفر سے لوٹ کر آئے تو لوگوں کو کھانا کھلائے (دعوت کرے)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (جب سفر سے واپس آتے تو) ملاقاتیوں کے آنے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تھے۔

٣٠٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً. زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ: اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ بَعِيْرًا بِأُوقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ. فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَوَزَنَ لِيْ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ)).

[راجع: ٤٤٣]

(٣٠٨٩) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو وکیع نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں محارب بن دثار نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے (غزوہ تبوک یا ذات الرقاع سے) تو اونٹ یا گائے ذبح کی (راوی کو شبہ ہے) معاذ عنبری نے (اپنی روایت میں) کچھ زیادتی کے ساتھ کہا۔ ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محارب بن دثار نے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا۔ دو اوقیہ اور ایک درہم یا (راوی کو شبہ ہے کہ دو اوقیہ) دو درہم میں۔ جب آپ مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں' اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے نہ فرض نہ نفل' جب گھر پر ہوتے تو بکثرت روزے رکھا کرتے' اگرچہ ان کی عادت حالت اقامت میں بکثرت روزے رکھنے کی تھی' لیکن جب آپ سفر سے واپس آتے تو وہ ایک دن اس خیال سے روزہ نہیں رکھتے تھے کہ ملاقات کے لئے لوگ آئیں گے اور ان کی ضیافت ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ میزبان مہمان کے ساتھ کھائے' اس لئے آپ ایسے موقع پر نفل روزہ چھوڑ دیتے تھے۔

آپ تہجد ہمیشہ پڑھا کرتے' سنت نبوی سے بال برابر بھی تجاوز نہ کرتے' بدعت سے اس قدر نفرت کرتے کہ ایک دفعہ ایک مسجد میں گئے' وہاں کسی نے الصلوۃ الصلوۃ پکارا' تو آپ یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے' کہ اس بدعتی کی مسجد سے نکل چلو۔

معاذ کی سند بیان کرنے سے حضرت امامؒ کی غرض یہ ہے کہ محارب کا سماع جابر سے ثابت ہو جائے۔ معاذ کی اس روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے کئی جگہ بیان فرما کر اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے فقہ اہلحدیث کے ماہر مجتہد مطلق امام کو بعض کور باطن متعصب مجتہد نہیں مانتے' جو خود ان کی کور باطنی کا ثبوت ہے۔

٣٠٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ((قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). صِرَارٌ مَوضِعٌ نَاحِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ. [راجع: ٤٤٣]

(٣٠٩٠) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محارب بن دثار نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں سفر سے واپس مدینہ پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھوں' صرار (مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مشرق میں) ایک جگہ کا نام ہے۔

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا یہ پہلی حدیث ہی کا ایک ٹکڑا ہے' اس کی مناسبت سے اس کو ذکر کر دیا۔ معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں جا کر شکرانہ کے دو نفل پڑھنا مسنون ہے جیسے کہ خیریت کے ساتھ واپسی پر احباب و اقران کی دعوت کرنا جیسا کہ مذکور ہوا۔

٥٧- كتاب فرض الخمس

کتاب خمس کے فرض ہونے کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١- بَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ

باب خمس کے فرض ہونے کا بیان

لفظ خمس اس پانچویں حصہ پر بولا جاتا ہے' جو اموال غنیمت سے نکال کر خاص مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ مال مجاہدین میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

٣٠٩١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:

(٣٠٩١) ہم سے عبدان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس نے' ان سے زہری نے بیان کیا'

أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: ((كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ ابْتَنِي بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلاً صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِي وَلِيْمَةِ عُرْسِي. فَبَيْنَمَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، رَجَعْتُ حِيْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا، فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ فَقَالُوا: فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شُرْبٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ -وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ- فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لَكَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ. فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَي،

انہیں زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' جنگ بدر کے مال غنیمت سے میرے حصے میں ایک جوان اونٹنی آئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی ایک جوان اونٹنی خمس کے مال میں سے دی تھی' جب میرا ارادہ ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کروں' تو بنی قینقاع (قبیلہ یہود) کے ایک صاحب سے جو سنار تھے' میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس (جنگل سے) لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو بیچ دوں گا اور اس کی قیمت سے اپنے نکاح کا ولیمہ کروں گا۔ ابھی میں ان دونوں اونٹنیوں کا سامان' پالان اور تھیلے اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ جب سارا سامان فراہم کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں۔ اور ان کے پیٹ چیر کر اندر سے ان کی کلیجی نکال لی گئی ہیں۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں بے اختیار رو دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اور وہ اسی گھر میں کچھ انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں۔ میں وہاں سے واپس آ گیا اور سیدھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ میں کسی بڑے صدمے میں ہوں۔ اس لئے آپؐ نے دریافت فرمایا' علی! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج کے دن جیسا صدمہ کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ (رضی اللہ عنہ) نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کر دیا۔ دونوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چیر ڈالے۔ ابھی وہ اسی گھر میں کئی یاروں کے ساتھ شراب کی مجلس جمائے ہوئے موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر اپنی چادر مانگی اور اسے اوڑھ کر پیدل چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ آخر جب وہ

ثُمَّ نطَلَقَ يَمْشِي، وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنُوا لَهُمْ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ، فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ. ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ أَنْتُمْ إِلاَّ عَبِيْدٌ لأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرِي، وَخَرَجْنَا مَعَهُ)). [راجع: ٢٠٨٩]

گھر آگیا جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ وہ لوگ شراب پی رہے تھے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے انہیں ملامت کرنا شروع کی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں شراب کے نشے میں مخمور اور سرخ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے نظر اٹھا کر آپ کو دیکھا۔ پھر نظر ذرا اور اوپر اٹھائی' پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر نظر لے گئے اس کے بعد نگاہ اور اٹھا کے آپ کی ناف کے قریب دیکھنے لگے۔ پھر چہرے پر جما دی۔ پھر کہنے لگے کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو' یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے جب محسوس کیا کہ حمزہ صلی اللہ علیہ و سلم بالکل نشے میں ہیں' تو آپ وہیں سے الٹے پاؤں واپس آگئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

تشریح اس طویل حدیث کو حضرت امام یہاں اس لئے لائے کہ اس میں اموال غنیمت کے خمس میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک جوان اونٹنی ملنے کا ذکر ہے۔ یہ اونٹنی اس مال میں سے تھی جو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ماتحت فوج نے حاصل کیا تھا۔ یہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت تک خمس کا حکم نہیں اترا تھا۔ لیکن عبداللہ بن جحش نے چار حصے تو فوج میں تقسیم کر دیئے اور پانچواں حصہ اپنی رائے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا۔ پھر قرآن شریف میں بھی ایسا ہی حکم نازل ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گانے والی بھی تھی جس نے گانے کے دوران ان جوان اونٹنیوں کے کلیجے سے کباب بنانے اور کھانے کی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی اور اس پر وہ نشے کی حالت میں کھڑے ہوئے اور ان اونٹنیوں کو کاٹ کر ان کے کلیجے نکال لئے۔ حضرت علیؓ کا صدمہ بھی بجا تھا اور پاس ادب بھی ضروری' اس لئے وہ غصہ کو پی کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقدمہ کے حالات کا معائنہ فرمانے کے لئے خود تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہؓ اس وقت نشہ میں چور تھے۔ شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوئی تھی' نشہ کی حالت میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے منہ سے بے ادبی کے الفاظ نکل گئے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حمزہ کے ہوش میں آنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ان اونٹنیوں کا تاوان دلایا۔

٣٠٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ ((أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ

(٣٠٩٢) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ آنحضرتؐ کے اس ترکہ سے انہیں ان کی

رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ)) [أطرافه في: ٣٧١١، ٤٠٣٥، ٤٢٤٠، ٦٧٢٥].

میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فے کی صورت میں دیا تھا۔ (جیسے فدک وغیرہ)

٣٠٩٣- ((فَقَالَ لَهَا أَبُوبَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَت، وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. قَالَتْ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَابَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكَ، وَصَدَقَتَهُ بِالْمَدِينَةِ، فَأَبَى أَبُوبَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلاَّ عَمِلْتُ بِهِ، فَإِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلَى وَلِيِّ الأَمْرِ، قَالَ فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ)).[أطرافه في: ٣٧١٣، ٤٢٤١، ٤٠٣٦، ٦٧٢٦].

(٣٠٩٣) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرتؐ نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیاء علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا' ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ فاطمہؓ یہ سن کر غصہ ہو گئیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ترک ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ فاطمہؓ نے آنحضرت ﷺ کے خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقے کی وراثت کا مطالبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کو اس سے انکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں کرتے رہے ہوں گے۔ (عائشہؓ نے کہا کہ) پھر آنحضرتؐ کا مدینہ کا جو صدقہ تھا وہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو (اپنے عہد خلافت میں) دے دیا۔ البتہ خیبر اور فدک کی جائداد کو عمرؓ نے روک رکھا اور فرمایا کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہیں اور ان حقوق کے لئے جو وقتی طور پر پیش آتے یا وقتی حادثات کے لئے رکھی تھیں۔ یہ جائداد اس شخص کے اختیار میں رہیں گی جو خلیفہ وقت ہو۔ زہری نے کہا' چنانچہ ان دونوں جائدادوں کا انتظام آج تک (بذریعہ حکومت) اسی طرح ہوتا چلا آتا ہے۔

تشریح اس طویل حدیث میں بہت سے امور کے ساتھ خمس کا بھی ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت امام اسے یہاں لائے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکہ کے بارے میں واضح طور پر فرما دیا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ وہ جو بھی ہو سب صدقہ ہے۔ لیکن حضرت فاطمہؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے اپنی وراثت کا مطالبہ کیا۔ حضرت صدیقہ اکبرؓ نے حدیث نبوی لا نورث ما ترکناہ صدقۃ خود آنحضرت ﷺ سے سنی تھی۔ اس لئے اس کا خلاف کیونکر کر سکتے تھے۔ اور حضرت فاطمہؓ کی ناراضی اس پر مبنی تھی کہ ان کو اس حدیث کی خبر نہ

تھی اسی لئے وہ متروکہ جائداد نبوی میں اپنے حصے کی طالب ہوئیں۔

جائداد کی تفصیل یہ کہ فدک ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر' وہاں کی زمین آنحضرت ﷺ نے خاص اپنے لئے رکھی تھی اور خاص مدینہ میں بنو نضیر کے کھجور کے باغات' مخیریق کے سات باغات' انصار کی دی ہوئی اراضی' وادی القریٰ کی تہائی زمین وغیرہ ابو بکر صدیقؓ نے ان جائداووں کی تقسیم سے انکار فرما دیا۔ اگر آپ حضرت فاطمہؓ کا حصہ الگ کر دیتے تو پھر آپ کی بیویوں کا اور حضرت عباسؓ کا حصہ بھی الگ الگ کر دینا پڑتا اور وہ طرز عمل جو آنحضرت ﷺ کا اس جائداد میں تھا پورا کرنا ممکن نہ رہتا۔ لہٰذا آپ نے تقسیم سے انکار کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ سب کام اور سب مصارف اسی طرح جاری رہیں جس طرح آنحضرت ﷺ کی حیات دنیاوی میں کیا کرتے تھے' اور یہ ان کا کمال احتیاط اور پرہیز گاری تھی۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی بیماری میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کی عیادت کو گئے اور حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا اور وہ راضی ہو گئی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنی خلافت میں ان جائداووں سے آپؐ کی بیویوں کے مصارف اور دوسرے ضروری مصارف ادا کرتے رہے لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں بطور مقطعہ کے مروان کو فدک دے دیا۔ وہ خود غنی تھے ان کو یہ حاجت نہ تھی کہ فدک سے اپنے مصارف چلاتے (خلاصہ وحیدی)

وقد جاء فی کتاب المغازی ان فاطمة جاء ت تسال نصیبها مما ترک رسول الله صلی الله علیه وسلم مما افاء الله علیه وفدک وما بقی من خمس خیبر والی هذا اشار البخاری

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ - وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ ذَلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ- : بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ، إِذَا رَسُولُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَأْتِيْنِي فَقَالَ: أَجِبْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى رِمَالِ سَرِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، مُتَّكِيءٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ، فَقَالَ: يَا مَالِكُ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ، وَقَدْ أَمَرْتُ فِيْهِمْ بِرَضْخٍ، فَاقْبِضْهُ، فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ، فَقُلْتُ:

(٣٠٩٤) ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن انس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے (زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر نے مجھ سے (اسی آنے والی) حدیث کا ذکر کیا تھا۔ اس لئے میں نے مالک بن اوس کی خدمت میں خود حاضر ہو کر ان سے اس حدیث کے متعلق (بطور تصدیق) پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ دن چڑھ آیا تھا اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں اس قاصد کے ساتھ ہی چلا گیا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک تخت پر بوریا بچھائے' بورے پر کوئی بچھونا نہ تھا' صرف ایک چمڑے کے تکیے پر ٹیکا دیئے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے فرمایا' مالک! تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے' میں نے ان کے لئے کچھ حقیر سی امداد کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم اسے اپنی نگرانی میں ان میں تقسیم کرا دو' میں نے عرض کیا' یا امیر المؤمنین! اگر آپ اس کام پر کسی اور کو مقرر فرما دیتے تو بہتر ہوتا۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے یہی اصرار کیا کہ نہیں' اپنی ہی تحویل میں بانٹ دو۔

يَا أَمِيْرَ الْـمُؤْمِنِيْنَ، لَوْ أَمَرْتَ لَهُ غَيْرِيْ. قَالَ: فَاقْبِضْهُ أَيُّهَا الْـمَرْءُ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ. قَالَ : نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا، فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا. ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَدَخَلاَ، فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْـمُؤْمِنِيْنَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا - وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيْمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ - فَقَالَ الرَّهْطُ - عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ - يَا أَمِيْرَ الْـمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ. فَقَالَ عُمَرُ : تَيِدَكُمْ؛ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَفْسَهُ. قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا اللهَ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالاَ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الأَمْرِ: إِنَّ اللهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ. ثُمَّ قَرَأَ : ﴿وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ، وَلاَ

ابھی میں وہیں حاضر تھا کہ امیرالمؤمنین کے دربان یرفا آئے اور کہا کہ عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں انہیں اندر بلا لو۔ آپ کی اجازت پر یہ حضرات داخل ہوئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔ یرفا بھی تھوڑی دیر بیٹھے رہے اور پھر اندر آکر عرض کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو بھی اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی اندر بلا لو۔ آپ کی اجازت پر یہ حضرات بھی اندر تشریف لے آئے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یا امیرالمؤمنین! میرا اور ان کا فیصلہ کر دیجئے۔ ان حضرات کا جھگڑا اس جائداد کے بارے میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بنی نضیر کے اموال میں سے (خمس کے طور پر) عنایت فرمائی تھی۔ اس پر حضرت عثمان اور ان کے ساتھ جو دیگر صحابہ تھے کہنے لگے' ہاں' امیرالمؤمنین! ان حضرات میں فیصلہ فرما دیجئے اور ہر ایک کو دوسرے کی طرف سے بے فکر کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اچھا' تو پھر ذرا ٹھہریئے اور دم لے لیجئے میں آپ لوگوں سے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا' جو کچھ ہم (انبیاء) چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے" جس سے آنحضرت ﷺ کی مراد خود اپنی ذات گرامی بھی تھی۔ ان حضرات نے تصدیق کی' کہ جی ہاں' بے شک آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف مخاطب ہوئے' ان سے پوچھا۔ میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' کیا آپ حضرات کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا فرمایا ہے یا نہیں؟ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے بے شک ایسا فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ لوگوں سے اس معاملہ کی شرح بیان کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے اس غنیمت کا ایک مخصوص حصہ

اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، قَدْ أَعْطَاكُمُوهُ وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِن هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ. فَعَمِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ. أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ بِذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا اللهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَ عُمَرُ: ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ ﷺ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَبَضَهَا أَبُوبَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ. ثُمَّ تُوَفِّيَ اللهُ أَبَابَكْرٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوبَكْرٍ، وَاللهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ. ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، وَجَاءَنِي هَذَا – يُرِيدُ عَلِيًّا – يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا. فَقُلْتُ لَكُمَا : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوبَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا.

مقرر کر دیا تھا۔ جسے آنحضرت ﷺ نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿ ما افاء الله علی رسوله منهم ﴾ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد قدیر تک اور وہ حصہ آنحضرت ﷺ کے لئے خاص رہا۔ مگر قسم اللہ کی یہ جائداد آنحضرت ﷺ نے تم کو چھوڑ کر اپنے لئے جوڑ نہ رکھی' نہ خاص اپنے خرچ میں لائے' بلکہ تم ہی لوگوں کو دیں اور تمہارے ہی کاموں میں خرچ کیں۔ یہ جو جائداد بچ رہی ہے اس میں سے آپ اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے اس کے بعد جو باقی بچتا وہ اللہ کے مال میں شریک کر دیتے (جہاد کے سامان فراہم کرنے میں) خیر آنحضرت ﷺ تو اپنی زندگی میں ایسا ہی کرتے رہے۔ حاضرین تم کو اللہ کی قسم! کیا تم یہ نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا بے شک جانتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں آپ حضرات سے بھی اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں' کیا آپ لوگ یہ نہیں جانتے ہیں؟ (دونوں حضرات نے جواب دیا کہ ہاں!) پھر حضرت عمرؓ نے یوں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو دنیا سے اٹھا لیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں' اور اس لئے انہوں نے (آنحضرت ﷺ کی اس مخلص) جائداد پر قبضہ کیا اور جس طرح آنحضرتؐ اس میں سے مصارف کیا کرتے تھے' وہ کرتے رہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ابو بکرؓ اپنے اس طرز عمل میں سچے مخلص' نیکو کار اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو بھی اپنے پاس بلا لیا اور اب میں ابو بکرؓ کا نائب مقرر ہوا۔ میری خلافت کو دو سال ہو گئے ہیں۔ اور میں نے بھی اس جائداد کو اپنی تحویل میں رکھا ہے۔ جو مصارف رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں کیا کرتے تھے ویسا ہی میں بھی کرتا رہا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنی اس طرز عمل میں سچا' مخلص اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس مجھ سے گفتگو کرنے آئے اور بالاتفاق گفتگو کرنے لگے کہ دونوں کا مقصد ایک تھا۔ جناب عباس! آپ تو اس لئے تشریف لائے کہ آپ

فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا. فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ، هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَم. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَوَ اللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ، لاَ أَقْضِي فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّي أَكْفِيْكُمَاهَا)).

[راجع: ۲۹۰٤]

کو اپنے بھتیجے (ﷺ) کی میراث کا دعویٰ میرے سامنے پیش کرتا تھا۔ پھر علیؓ سے فرمایا کہ آپ اس لئے تشریف لائے کہ آپ کو اپنی بیوی (حضرت فاطمہؓ) کا دعویٰ پیش کرتا تھا کہ ان کے والد (رسول اللہ ﷺ) کی میراث انہیں ملنی چاہئے' میں نے آپ دونوں حضرات سے عرض کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ خود فرما گئے کہ ہم پیغمبروں کا کوئی میراث تقسیم نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر مجھ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں ان جائدادوں کو تمہارے قبضے میں دے دوں' تو میں نے تم سے کہا' دیکھو اگر تم چاہو تو میں یہ جائدادیں تمہارے سپرد کر دیتا ہوں' لیکن اس عہد اور اس اقرار پر کہ تم اس کی آمدنی سے وہ سب کام کرتے رہو گے جو آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ اپنی خلافت میں کرتے رہے اور جو کام میں اپنی حکومت کے شروع سے کرتا رہا۔ تم نے اس شرط کو قبول کر کے درخواست کی کہ جائدادیں ہم کو دے دو۔ میں نے اسی شرط پر دے دی' حاضرین کہو میں نے یہ جائدادیں اسی شرط پر ان کے حوالے کی ہیں یا نہیں ؟ انہوں نے کہا' بے شک اسی شرط پر آپ نے دی ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ سے فرمایا' میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' میں نے اسی شرط پر یہ جائدادیں آپ حضرات کے حوالے کی ہیں یا نہیں ؟ انہوں نے کہا بے شک۔ حضرت عمرؓ نے کہا' پھر مجھ سے کس بات کا فیصلہ چاہتے ہو؟ (کیا جائداد کو تقسیم کرانا چاہتے ہو) قسم اللہ کی! جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں میں تو اس کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔ ہاں! یہ اور بات ہے کہ اگر تم سے اس کا انتظار نہیں ہو سکتا تو پھر جائداد میرے سپرد کر دو۔ میں اس کا بھی کام دیکھ لوں گا۔

تشریح معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے اس جائداد کا انتظام حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے ہاتھوں میں دے دیا تھا۔ پھر بھی یہ حضرات یہ مقدمہ عدالت فاروقی میں لائے' تو آپ نے یہ توضیحی بیان دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس طویل روایت میں یہ ملحوظ رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وراثت کے مسئلہ پر نہیں ہوئی تھی کیونکہ یہ سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ خود آنحضور ﷺ نے اس کی نفی پہلے ہی کر دی تھی کہ انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی اور تمام صحابہ نے

اسے مان بھی لیا تھا۔ خود حضرت فاطمہ' حضرت علی' یا حضرت عباس رضی اللہ عنہم سے بھی کسی موقعہ پر اس کی نفی منقول نہیں۔ بلکہ نزاع صرف اس مال کے انتظام و انصرام کے معاملہ پر ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا انتظام اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ہاتھ میں دے بھی دیا تھا۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہؓ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کر لیا تھا اور اپنی وفات تک ناراض رہی تھیں۔ مشہور روایات میں اسی طرح ہے لیکن بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں پہنچے اور اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک وہ راضی نہیں ہو گئیں۔ معتبر مصنفین نے اس کی توثیق بھی کی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کی زندگی خصوصاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سیرت سے یہی طرز عمل زیادہ جوڑ بھی کھاتا ہے۔ (تفہیم البخاری)

یہاں کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حدیث کی بنا پر یہ جائداد حضرت فاطمہؓ کے حوالے نہیں کی' حالانکہ وہ ناراض بھی ہوئیں تو پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کے خلاف کیوں کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے طریق کو کیوں موقوف کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس جائداد کو تقسیم نہیں کیا' بلکہ اس کا انتظام کرنے والا حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو بنا دیا۔ حضرت عمرؓ کے لئے خلافت کے کام بہت ہو گئے تھے' ان جائدادوں کی نگرانی کی فرصت بھی نہ تھی۔ دوسرے حضرت علیؓ و عباسؓ کو خوش کر دینا بھی منظور تھا اور حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تقسیم کی درخواست کی تھی جو حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منظور نہ کی۔

٢- بَابُ أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّينِ

باب مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا دین ایمان میں داخل ہے

٣٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ مِنْهُ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الإِيْمَانِ بِاللهِ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ - وَعَقَدَ بِيَدِهِ - وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُؤَدُّوا للهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ،

(٣٠٩٥) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ ضبعی نے بیان کیا' انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد (دربار رسالت میں) حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور قبیلہ مضر کے کفار ہمارے اور آپ کے بیچ میں بستے ہیں۔ (اس لئے ان کے خطرے کی وجہ سے ہم لوگ) آپ کی خدمت میں صرف ادب والے مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں کوئی ایسا واضح حکم فرما دیں جس پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہماری ساتھ نہیں آ سکے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' نماز قائم کرنے کا' زکوٰۃ دینے کا' رمضان کے روزے رکھنے کا' اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں غنیمت کا مال ملے۔ اس

والمزفت)).[راجع: ٥٣]

میں پانچواں حصہ (خمس) اللہ کے لئے نکال دو اور تمہیں میں دبا' نقیر' حنتم اور مزفت کے استعمال سے روکتا ہوں۔

دبا کدو کی تونبی اور نقیر کریدی لکڑی کے برتن' حنتم سبز لاکھی برتن' اور مزفت روغنی برتن' یہ سب شراب رکھنے کیلئے استعمال کئے جاتے تھے۔ اس لئے ان سب کو دور پھینک دینے کا آپؐ نے حکم فرمایا۔ خمس کی ادائیگی کا خاص حکم دیا۔ یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

٣- باب نفقةِ نساءِ النبيِّ ﷺ بعدَ وفاته

باب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کے نفقہ کا بیان

٣٠٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي، وَمَؤُونَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ)).[راجع: ٢٧٧٦]

(٣٠٩٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک بن انس نے بیان کیا' انہیں ابوالزناد نے بیان کیا' انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث میرے بعد ایک دینار بھی نہ بانٹیں (میرا ترکہ تقسیم نہ کریں) میں جو چھوڑ جاؤں اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہ اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سب صدقہ ہے۔

یعنی جس طرح اسلامی حکومت کے کارندوں کی تنخواہیں دی جائیں گی۔ ازواج مطہرات کا نفقہ بھی اسی طرح بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

٣٠٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلاَّ شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ؛ فَفَنِيَ)).[طرفه في : ٦٤٥١].

(٣٠٩٧) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں آدھے وسق جو کے سوا جو ایک طاق میں رکھے ہوئے تھے اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کسی جگر والے (جاندار) کی خوراک بن سکتی۔ میں اسی میں سے کھاتی رہی اور بہت دن گزر گئے۔ پھر میں نے اس میں سے ناپ کر نکالنا شروع کیا تو وہ جلدی ختم ہو گئے۔

تشریح اللہ نے اس جو میں برکت دی تھی۔ جب حضرت عائشہؓ نے اس کو ماپا' تو گویا توکل میں فرق آیا' برکت جاتی رہی۔ یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ غلہ ماپو اس میں تمہارے لئے برکت ہو گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خریدتے وقت یا لیتے وقت یا جتنا اس میں سے نکالو وہ ماپ لو' سب کو مت ماپو' اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کو یہ جو ترکہ میں نہیں ملے تھے' بلکہ ان کا خرچہ بیت المال پر تھا۔ اگر یہ خرچہ بیت المال کے ذمہ نہ ہوتا تو آپؐ کی وفات کے بعد وہ جو ان سے لے لئے جاتے۔

٣٠٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى

(٣٠٩٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ سِلاَحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً)). [٢٧٣٩]

کیا' ان سے سفیان ثوری نے' کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمرو بن حارث سے سنا' وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے (اپنی وفات کے بعد) اپنے ہتھیار' ایک سفید خچر' اور ایک زمین جسے آپ خود صدقہ کر گئے تھے' کے سوا اور کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔

ترجمہ باب حدیث کے الفاظ وارضا ترکھا صدقة سے نکلا۔ کیونکہ ازواج مطہرات کا خرچہ اسی زمین سے دیا جاتا تھا۔ جس کو آپ صدقہ فرماگئے تھے۔ مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ،

باب رسول کریم ﷺ کی بیویوں کے گھروں کا ان کی طرف منسوب کرنا

وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ [الأحزاب :٣٣]، و﴿لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥٣].

اور اللہ پاک نے سورۂ احزاب میں فرمایا کہ "تم لوگ (ازواج مطہرات) اپنے گھروں ہی میں عزت سے رہا کرو"۔ اور (اسی سورۃ میں فرمایا کہ) "نبی کے گھر میں اس وقت تک نہ داخل ہو' جب تک تمہیں اجازت نہ مل جائے۔"

تشریح: مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ یہ باب منعقد کر کے بتلانا چاہتے ہیں کہ ابیات و حجرات نبوی آپ کی حیات طیبہ میں جس جس طور پر جن جن بیویوں کو تقسیم تھے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ اسی طرح رہے۔ ان میں کوئی ورثہ نہیں تقسیم کیا گیا اور یہ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ خود فرما گئے تھے کہ ہمارا کوئی ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ گروہ انبیاء میں اللہ کا قانون یہی رہا ہے۔ وہ صرف علم دین کی دولت چھوڑ کر جاتے ہیں۔ بہ سلسلہ تذکرہ خمس اس مسئلہ کو بھی بیان کر دیا گیا اور خمس کا تعلق جہاد سے ہے۔ اس لئے ذیلی طور پر یہ مسائل کتاب الجہاد میں مذکور ہوئے۔

پہلی آیت میں گھروں کی نسبت بیویوں کی طرف فرمائی' دوسری آیت میں ان ہی گھروں کو پیغمبرؐ کے گھر فرمایا۔ اس سے حضرت امام بخاریؒ نے باب کا مطلب ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں کو جیسے آپ کی وفات کے بعد اپنے خرچہ کا حق تھا۔ ویسے ہی اپنے اپنے حجروں پر بھی ان کا حق تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیا اور کسی اور سے ان پر نکاح حرام کر دیا۔ (وحیدی)

٣٠٩٩- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدٌ قَالاَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ)).

(٣٠٩٩) ہم سے حبان بن موسیٰ اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو معمر اور یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ (مرض الوفات میں) جب نبی کریم ﷺ کا مرض بہت بڑھ گیا' تو آپ نے سب بیویوں سے اس کی اجازت چاہی کہ مرض کے دن آپ میرے گھر میں گزاریں۔ اس کی اجازت آپ کو مل گئی تھی۔

[راجع: ۱۹۸]

۳۱۰۰- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِي، وَفِي نَوبَتِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَجَمَعَ اللهُ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ. قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ)).

[راجع: ۸۹۰]

(۳۱۰۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر' میری باری کے دن' میرے حلق اور سینے کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی' اللہ تعالیٰ نے (وفات کے وقت) میرے تھوک اور آنحضرت ﷺ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کر دیا تھا' بیان کیا (وہ اس طرح کہ) عبدالرحمٰنؓ (حضرت عائشہؓ کے بھائی) مسواک لئے ہوئے اندر آئے۔ آپؐ اسے چبا نہ سکے۔ اس لئے میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور میں نے اسے چبانے کے بعد وہ مسواک آپ کے دانتوں پر ملی۔

تشریح وفات نبوی کے بعد کچھ لوگوں نے یہ وہم پھیلانا چاہا کہ رسول کریم ﷺ اپنی وفات کے وقت حضرت علیؓ کو اپنا وصی قرار دے کر گئے ہیں۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سنی' اس پر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری ایام پورے طور پر میرے حجرے میں گزرے۔ ان ایام میں ایک لمحہ بھی میں نے آپ کو تنہا نہیں چھوڑا۔ وفات کے وقت حضورؐ اپنا سر مبارک میری چھاتی پر رکھے ہوئے تھے۔ ان حالات میں میں نہیں سمجھ سکتی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو کب اپنا وصی قرار دے دیا۔

۳۱۰۱- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ - فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ - ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِهِمَا رَجُلاَنِ مِنَ الأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكُمَا)). قَالاَ: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ

(۳۱۰۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حضرت علی بن حسین زین العابدین نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ نے انہیں خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ملنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا مسجد میں اعتکاف کئے ہوئے تھے۔ پھر وہ واپس ہونے کے لئے اٹھیں تو آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھے۔ جب آنحضرت ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے قریب پہنچے جو مسجد نبوی کے دروازے سے ملا ہوا تھا تو دو انصاری صحابی (اسید بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ) وہاں سے گزرے۔ اور آنحضرتؐ کو انہوں نے سلام کیا اور آگے بڑھنے لگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا' ذرا ٹھہر جاؤ (میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہیں یعنی کوئی دوسرا نہیں) ان دونوں نے عرض کیا۔ سبحان اللہ'

اللهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا)). [راجع: ٢٠٣٥]

یارسول اللہ! ان حضرات پر آپ کا یہ فرمانا بڑا شاق گزرا کہ حضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا رہتا ہے جیسے جسم میں خون دوڑتا ہے۔ مجھے یہی خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو جائے۔

تشریح: ان اصحاب کرام پر شاق اس لئے گزرا کیونکہ وہ دونوں سچے مومن تھے' ان کو یہ رنج ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے ہماری نسبت یہ خیال فرمایا کہ ہم آپ پر بدگمانی کریں گے۔ درحقیقت آپؐ نے ان کا ایمان بچالیا' پیغمبروں کی نسبت ایک ذرا سی بدگمانی کرنا بھی کفر اور باعث زوال ایمان ہے' اس حدیث سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ دروازے کو ام المؤمنین ام سلمہؓ کا دروازہ کہا۔

٣١٠٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((ارْتَقَيْتُ فَوقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّأْمِ)).[راجع: ١٤٥]

(۳۱۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ عمری نے' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے' ان سے واسع بن حبان نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اوپر چڑھا' تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم قضاء حاجت کر رہے تھے۔ آپؐ کی پیٹھ قبلہ کی طرف تھی اور چہرہ مبارک شام کی طرف تھا۔

گھر کو حضرت حفصہؓ کی طرف منسوب کیا' اسی سے باب کا مطلب نکلا۔

٣١٠٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا)).[راجع: ٥٢٢]

(۳۱۰۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا' اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو دھوپ ابھی ان کے حجرے میں باقی رہتی تھی۔

حضرت عائشہؓ کی طرف حجرہ کو منسوب کیا گیا' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ یہ حدیث کتاب المواقیت میں بھی گزر چکی ہے۔

٣١٠٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَامَ النَّبِيُّ ﷺ خَطِيْبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ: هَا هُنَا الْفِتْنَةُ - ثَلاَثًا - مِنْ حَيْثُ يَطْلَعُ قَرْنُ

(۳۱۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسی طرف سے (یعنی مشرق کی طرف سے) فتنے برپا ہوں گے' تین مرتبہ آپؐ نے اسی طرح فرمایا کہ یہیں سے شیطان

الشَّيْطَانِ))۔ [أطرافه في: ۳۲۷۹، ۳۵۱۱، ۵۲۹۶، ۷۰۹۲، ۷۰۹۳]. کا سر نمودار ہو گا۔

تشریح: المراد بقرن الشيطان طرف راسه اى يدني راسه الى الشمس فى وقت طلوعها فيكون الساجدون للشمس من الكفار كالساجدين له وقيل قرنه امته وشيعته وفى بعضها قرن الشمس (حاشیہ بخاری شریف) یعنی قرن الشیطان سے اس کے سر کا کنارا مراد ہے۔ وہ سورج کے نکلنے کے وقت اس کی طرف اپنا سر کر دیتا ہے تاکہ سورج کو سجدہ کرنے والے کافر اس کو سجدہ کریں۔ گویا وہ اسی کو سجدہ کر رہے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرن سے مراد اس کے ماننے والے ہیں' جو شیطان کے پجاری ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ مشرق سے آپ نے ارض عراق کی طرف اشارہ فرمایا تھا' جو فی الواقع فتنوں کا مرکز رہی ہے۔

۳۱۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ((أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُرَاهُ فُلاَنًا - لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ - الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلاَدَةُ))۔ [راجع: ۲٦٤٤]

(۳۱۰۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر نے' انہیں عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ ان کے گھر میں موجود تھے۔ اچانک انہوں نے سنا کہ کوئی صاحب حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ (عائشہؓ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ دیکھتے نہیں' یہ شخص کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب ہیں' حفصہؓ کے رضاعی چچا! رضاعت بھی ان تمام چیزوں کو حرام کر دیتی ہے جنہیں ولادت حرام کرتی ہے۔

اس میں بھی گھر کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کیا گیا۔ جس سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ کسی بچے نے اپنی چچی کا دودھ پیا ہے تو چچا رضاعی باپ ہو گا۔ اور چچا کے لڑکے لڑکیاں رضاعی بھائی بہن ہوں گے۔ ان سے پردہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ رضاعت سے یہ سب محرم بن جاتے ہیں۔

۵- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ

مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا تَبَرَّكَ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ

باب نبی کریم ﷺ کی زرہ' عصاء مبارک' آپؐ کی تلوار' پیالہ اور انگوٹھی کا بیان

اور آپؐ کے بعد جو خلیفہ ہوئے انہوں نے یہ چیزیں استعمال کیں' ان کو تقسیم نہیں کیا' اور آپؐ کے موئے مبارک اور نعلین اور برتنوں کا بیان جن کو آپ کے اصحاب وغیرہ نے آپ کی وفات کے بعد (تاریخی طور پر) متبرک سمجھا۔

الغرض من هذه الترجمة تثبيت انه صلى الله عليه وسلم لم يورث ولا بيع موجوده بل ترك بيد من صار اليه للتبرك به ولو كان ميراثا لبيعت ولا قسمت ولهذا قال بعد ذلك مما لم يذكر قسمته (فتح الباری) اس باب کی غرض اس امر کو ثابت کرنا ہے کہ آپؐ کا کسی کو

وارث نہیں بنایا گیا اور نہ آپ کا ترکہ بیچا گیا' بلکہ جس کی تحویل میں وہ ترکہ پہنچ گیا تبرک کے لئے اسی کے پاس چھوڑ دیا گیا اور اگر آپؐ کا ترکہ میراث ہوتا تو وہ بیچا جاتا اور تقسیم کیا جاتا۔ اسی لئے بعد میں کہا گیا کہ ان چیزوں کا بیان جن کی تقسیم ثابت نہیں۔

٣١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ ((أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، وَكَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلاَثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللهُ سَطْرٌ)).
[راجع: ١٤٤٨]

(٣١٠٦) ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو (یعنی انسؓ کو) بحرین (عامل بنا کر) بھیجا اور ایک پروانہ لکھ کر ان کو دیا اور اس پر نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کی مہر لگائی' مہر مبارک پر تین سطریں کندہ تھیں' ایک سطر میں "محمد" دوسری میں "رسول" تیسری میں "اللہ" کندہ تھا۔

تشریح یہ مہر آنحضرت ﷺ کی تھی اس کا نقش اس طرح تھا محمد رسول اللہ۔ باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ آنحضرت ﷺ کی مہر حضرت ابو بکرؓ استعمال کرتے رہے' ان کے بعد یہ مہر حضرت عمرؓ کے پاس رہی' ان کے بعد حضرت عثمان کے پاس' پھر ان کے ہاتھ سے اریس کنویں میں گر گئی ہر چند ڈھونڈا مگر نہ ملی۔ سچ ہے ﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴾ (الرحمٰن: ٢٦)

٣١٠٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلاَ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفاه في: ٥٨٥٧، ٥٨٥٨].

(٣١٠٧) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن عبداللہ اسدی نے بیان کیا' ان سے عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو پرانے جوتے نکال کر دکھائے جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے' اس کے بعد پھر ثابت بنانی نے مجھ سے انسؓ سے بیان کیا کہ وہ دونوں جوتے نبی کریم ﷺ کے تھے۔

٣١٠٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: ((أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ: فِي هَذَا نُزِعَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ

(٣١٠٨) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابو بردہ بن ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکال کر دکھائی اور بتلایا کہ اسی کپڑے میں نبی کریم ﷺ کی روح قبض ہوئی تھی۔ اور سلیمان بن مغیرہ نے حمید سے بیان کیا' انہوں نے ابو بردہ سے اتنا زیادہ بیان کیا کہ عائشہؓ نے یمن کی بنی ہوئی ایک موٹی ازار (تہمد) اور ایک کمبل انہی کمبلوں میں سے جن کو تم ملبد (یعنی موٹا پیوند دار کہتے ہو) ہمیں نکال

هَذِهِ الَّتِي يَدْعُونَهَا الْمُلَبَّدَةَ)). کر دکھائی۔

[طرفه في : ٥٨١٨].

تشریح قسطلانی نے کہا' شاید آپ نے بنظر تواضع یا اتفاقاً اس کملی کو اوڑھ لیا ہو گا نہ یہ کہ آپ قصداً پیوند کی ہوئی کملی اوڑھا کرتے' کیونکہ عادت شریفہ یہ تھی کہ جو کپڑا میسر آتا اس کو پہنتے' کپڑے بہت صاف شفاف' ستھرے اجلے پہنتے۔ مگر بناؤ سنگار سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کے جوتے' آپؐ کی کملی' آپؐ کا پیالہ' آپؐ کی انگوٹھی ان سب کو بطور یادگار محفوظ رکھا گیا' مگر تقسیم نہیں کیا گیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ و خلفاء عظام نے آپؐ کے ارشاد نحن معشر الانبیاء لا نورث کو پورے طور پر ملحوظ نظر رکھا۔ ﷺ۔

٣١٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ: رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيْهِ)).[طرفه في : ٥٦٣٨].

(٣١٠٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ نے' ان سے عاصم نے' ان سے ابن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینے کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹی ہوئی جگہوں کو چاندی کی زنجیر سے جوڑوالیا۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا ہے۔ اور اس میں میں نے پانی بھی پیا ہے۔

مقصد حضرت امام کا یہ ہے کہ اگر آپؐ کا ترکہ تقسیم کیا جاتا تو وہ پیالہ تقسیم ہوتا' حالانکہ وہ تقسیم نہیں ہوا۔ بلکہ خلفاء اسے یوں ہی بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے چلے آئے۔ اسی طرح پچھلی احادیث میں آنحضرت ﷺ کے پرانے جوتوں کا ذکر ہے اور حدیث عائشہؓ میں آپؐ کی کملی اور تہبند کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی ترک فرمودہ اشیاء میں سے کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی۔

٣١١٠- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ كَثِيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ ((أَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: لاَ. فَقَالَ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ،

(٣١١٠) ہم سے سعید بن محمد جرمی نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ولید بن کثیر نے' ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ ڈولی نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے علی بن حسین (زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ) نے بیان کیا کہ جب ہم سب حضرات حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے یہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی' اور کہا اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے حکم فرمادیجئے۔ (حضرت زین العابدین نے بیان کیا کہ) میں نے کہا' مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسورؓ نے کہا تو کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرمائیں گے؟ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کچھ لوگ (بنو امیہ) اسے آپ سے نہ چھین لیں اور خدا کی قسم! اگر وہ تلوار آپ مجھے عنایت فرمادیں تو کوئی شخص بھی جب تک میری جان

وَأَيمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لاَ يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي. إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا - وَأَنَا يَوْمَئِذٍ الْمُحْتَلِمِ - فَقَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا. ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلاَلاً وَلاَ أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ أَبَدًا)).

باقی ہے اسے چھین نہیں سکے گا۔ پھر مسور ؓ نے ایک قصہ بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ ؓ کی موجودگی میں ابو جہل کی ایک بیٹی (جمیلہ نامی ؓ) کو پیغام نکاح دے دیا تھا۔ میں نے خود سنا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ آپؐ نے خطبہ میں فرمایا کہ فاطمہ مجھ سے ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ (اس رشتہ کی وجہ سے) کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے خاندان بنی عبد شمس کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا اور دامادی سے متعلق آپ نے ان کی تعریف کی' آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی' جو وعدہ کیا' اسے پورا کیا۔ میں کسی حلال (یعنی نکاح ثانی) کو حرام نہیں کر سکتا' اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں' لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گی۔

تشریح انا اخاف ان تفتن فی دینھا سے مراد یہ کہ علیؓ دوسری بیوی لائیں اور حضرت فاطمہ ؓ سوکن پنے کی عداوت سے جو ہر عورت کے دل میں ہوتی ہے' کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیں۔ مثلاً خاوند کو ستائیں' ان کی نافرمانی کریں یا سوکن کو برا بھلا کہہ بیٹھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ علیؓ کا نکاح ثانی یوں ممکن ہے کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ جب حضرت علیؓ نے آپ کا یہ ارشاد سنا تو فوراً یہ ارادہ ترک کیا اور جب تک حضرت فاطمہ ؓ زندہ رہیں انہوں نے دوسری بیوی نہیں کی۔ قسطلانی نے کہا آپ کے ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی میں جمع کرنا حرام ہے۔
مسور بن مخرمہ ؓ نے یہ قصہ اس لئے بیان کیا کہ حضرت زین العابدین کی فضیلت معلوم ہو کہ وہ کس کے پوتے ہیں حضرت فاطمہ زہراؓ کے' جن کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا اور جن کو آنحضرت ﷺ نے اپنے بدن کا ایک ٹکڑا قرار دیا۔ اس سے حضرت فاطمہ ؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

وفی الفتح قال الکرمانی مناسبة ذکر المسور لقصة خطبة بنت ابی جھل عند طلبه للسیف من جھة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یحترزعما یوجب وقوع التکدیر بین الاقرباء فکذلک ینبغی ان تعطینی السیف حتی لا یحصل بینک وبین اقربائک کدورة بسببه یعنی مسور رضی اللہ عنہ نے بنت ابو جہل کی منگنی کا قصہ اس لئے بیان کیا جبکہ انہوں نے حضرت زین العابدین سے تلوار کا سوال کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایسی چیزوں سے پرہیز فرمایا کرتے تھے جن سے اقرباء میں باہمی کدورت پیدا ہو۔ پس مناسب ہے کہ آپ یہ تلوار مجھ کو دے دیں تاکہ آپ کے اقرباء میں اس کی وجہ سے آپ سے کدورت نہ پیدا ہو۔

٣١١١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ

(٣١١١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن سوقہ نے' ان سے منذر بن یعلیٰ نے اور

مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: ((لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوا سُعَاةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيْهَا. فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا. فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا)).

[طرفه في : ٣١١٢].

ان سے محمد بن حنفیہ نے' انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے ہوتے تو اس دن ہوتے جب کچھ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی (جو زکوٰۃ وصول کرتے تھے) شکایت کرنے ان کے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور یہ زکوٰۃ کا پروانہ لے جا۔ ان سے کہنا کہ یہ پروانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھوایا ہوا ہے۔ تم اپنے عاملوں کو حکم دو کہ وہ اسی کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں پیغام پہنچادیا' لیکن انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ ہمارے پاس اس کی نقل موجود ہے) میں نے جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا' تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا' پھر اس پروانے کو جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔

٣١١٢- قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبِي، خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ، فَإِنَّ فِيْهِ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّدَقَةِ)). [راجع: ٣١١١]

(٣١١٢) حمیدی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن سوقہ نے کہا کہ میں نے منذر ثوری سے سنا' وہ محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے تھے کہ میرے والد (علی رضی اللہ عنہ) نے مجھ کو کہا کہ یہ پروانہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لے جا کر دے آؤ' اس میں زکوٰۃ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ احکامات درج ہیں۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ محمد بن حنفیہ کے پاس ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا' انہوں نے کہا خاموش! لوگوں نے پوچھا کیا تمہارے باپ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے؟ تب محمد بن حنفیہ نے یہ قصہ بیان کیا' یعنی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو برا کہنے والے ہوتے تو اس موقع پر کہتے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آپ کا لکھوایا ہوا پروانہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ انہوں نے اس سے کام لیا' امام بخاری رحمہ اللہ نے زرہ اور عصاء اور بالوں کے متعلق حدیثیں بیان نہیں کیں' حالانکہ ترجمہ باب میں ان کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے اشارہ کیا ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیثوں کی طرف جو دوسرے بابوں میں مذکور ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یہ ہے کہ وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ آپ حجر اسود کو ایک لکڑی سے چومتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کتاب الطہارت میں گزری' اس میں ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں اور پیالہ پر باقی برتنوں کو قیاس کر سکتے ہیں۔ حمیدی کی سند بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ سفیان کا سماع محمد بن سوقہ سے اور محمد بن سوقہ کا منذر سے بصراحت معلوم ہو جائے۔ (وحیدی)

٦- بَابُ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَالْمَسَاكِيْنِ

باب اس بات کی دلیل کہ غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کی ضرورتوں (جیسے ضیافت مہمان' سامان

وَإِيْثَارِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلَ حِيْنَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحَى أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ، فَوَكَّلَهَا إِلَى اللهِ.

جہاد کی تیاری وغیرہ) اور محتاجوں کے لئے تھا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صفہ والوں (محتاجوں) اور بیوہ عورتوں کی خدمت حضرت فاطمہ کے آرام پر مقدم رکھی۔ جب انہوں نے قیدیوں میں سے ایک خدمتگار آپ سے مانگا اور اپنی تکلیف کا ذکر کیا' جو آٹا گوندھنے اور پیسنے میں ہوتی ہے۔ آپؐ نے ان کا کام خدا پر رکھا۔

قوله اهل الصفة هم الفقراء والمساكين الذين كانوا يسكنون صفة مسجد النبى صلى الله عليه وسلم والارامل جمع الارمل الرجل الذى لامراة له والارملة التى لا زوج لها والارامل المساكين من الرجال والنساء (كرمانى)

٣١١٣- حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى مِمَّا تَطْحَنُهُ، فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ، فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ، فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللهَ أَرْبَعًا وَثَلاَثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ)).

[أطرافه في: ٣٧٠٥، ٥٣٦١، ٥٣٦٢، ٦٣١٨].

(٣١١٣) ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' کہا کہ مجھے حکم نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا' کہا مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو چکی پیسنے کی بہت تکلیف ہوتی۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ان میں سے ایک لونڈی یا غلام کی درخواست لے کر حاضر ہوئیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ موجود نہیں تھے۔ وہ حضرت عائشہؓ سے اس کے متعلق کہہ کر (واپس) چلی آئیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے سامنے ان کی درخواست پیش کر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسے سن کر آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں (رات ہی کو) تشریف لائے۔ جب ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے (جب ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا) تو ہم لوگ کھڑے ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح ہو ویسے ہی لیٹے رہو۔ (پھر آپؐ میرے اور فاطمہؓ کے بیچ میں بیٹھ گئے اور اتنے قریب ہو گئے کہ) میں نے آپؐ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر پائی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا' جو کچھ تم لوگوں نے (لونڈی یا غلام) مانگے ہیں' میں تمہیں اس سے بہتر بات کیوں نہ بتاؤں' جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹ جاؤ (تو سونے سے پہلے) اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ اور الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اور سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو' یہ عمل بہتر ہے اس سے جو تم دونوں نے مانگا ہے۔

اللہ تم کو ان کلمات کی وجہ سے ایسی طاقت دے گا کہ تم کو خادم کی حاجت نہ رہے گی۔ اپنا کام آپ کر لو گی۔ بہ ظاہر یہ حدیث

ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام احمدؒ نے نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے قسم اللہ کی مجھ سے یوں نہیں ہو سکتا کہ تم کو دوں اور صفہ والوں کو محروم کر دوں' جن کے پیٹ بھوک کی وجہ سے پیچ کھا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو ان پر خرچ کروں' ان قیدیوں کو بیچ کر ان کی قیمت ان پر خرچ کروں گا۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی شان رحمت اس قدر نمایاں ہو رہی ہے کہ بار بار آپ پر درود شریف ﷺ پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ (ﷺ)

٧- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ [الأنفال: ٤١] يَعْنِي لِلرَّسُولِ قَسم ذَلِكَ

باب سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جو کچھ تم غنیمت میں حاصل کرو' بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے یعنی رسول اللہؐ اس کو تقسیم کریں گے

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ، وَاللهُ يُعْطِي)).

کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میں تو بانٹنے والا ہوں' خزانچی اور دینے والا تو صرف اللہ پاک ہی ہے۔

قرآن شریف میں خمس کے مصارف چھ مذکور ہیں۔ اللہ اور رسول اور ناطے والے اور یتیم اور مسکین اور مسافر۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر محض تعظیم کے لئے ہے۔ اور خمس کے پانچ ہی حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ اللہ اور رسولؐ کا جو حاکم وقت لے گا اور باقی چار حصے ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کی خدمت میں خرچ ہوں گے۔ اس میں اختلاف ہے کہ رسولؐ اپنے حصے کے مالک ہوتے ہیں یا نہیں؟ امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ مالک نہیں ہوتے بلکہ اس کی تقسیم آپؐ کی طرف مفوض ہے۔

٣١١٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ وَقَتَادَةَ أَنَّهُمْ سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا مِنَ الأَنْصَارِ غُلاَمٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا - قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيْثِ مَنْصُورٍ: إِنَّ الأَنْصَارِيَّ قَالَ: حَمَلْتُهُ عَلَى عُنُقِي، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ. وَفِي حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ: وُلِدَ لَهُ غُلاَمٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا - قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي، فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)). وَقَالَ حُصَيْنٌ: بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ

(٣١١٤) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان' منصور اور قتادہ نے' انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے سنا اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم انصاریوں کے قبیلہ میں ایک انصاری کے گھر بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے بچے کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا اور شعبہ نے منصور سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ ان انصاری نے بیان کیا (جن کے یہاں بچہ پیدا ہو تھا) کہ میں بچے کو اپنی گردن پر اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلیمان کی روایت میں ہے کہ ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت (ابو القاسم) پر کنیت نہ رکھنا' کیونکہ مجھے تقسیم کرنے والا (قاسم) بنایا گیا ہے۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں' اور حصین نے (اپنی روایت میں) یوں بیان کیا' کہ مجھے تقسیم کرنے والا (قاسم) بنا کر بھیجا گیا ہے' میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ عمرو بن مرزوق نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی' ان سے قتادہ نے بیان کیا' انہوں

سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ: أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي)).

[أطرافه في: ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٦، ٦١٨٧، ٦١٨٩، ٦١٩٦].

نے سالم سے سنا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ان انصاری صحابی نے اپنے بچے کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن کنیت پر نہ رکھو۔

تشریح: ابو القاسم کنیت رکھنے کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ کی حیات میں یہ فعل ناجائز تھا۔ بعضوں نے اسے ممانعت تنزیہی قرار دیا ہے۔ بعضوں نے کہا محمد یا احمد ناموں کے ساتھ ابو القاسم کنیت رکھنی منع ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح

٣١١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ: قَالَ ((وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتْ الأَنْصَارُ: لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْناً. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ وُلِدَ لِي غُلاَمٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَحْسَنَتِ الأَنْصَارُ، سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ)). [راجع: ٣١١٥]

(٣١١٥) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابو سالم نے' ان سے ابو الجعد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا' انصار کہنے لگے کہ ہم تمہیں ابو القاسم کہہ کر کبھی نہیں پکاریں گے اور ہم تمہاری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ یہ سن کر وہ انصاری آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے تو انصار کہتے ہیں ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں پکاریں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا' انصار نے ٹھیک کہا ہے میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت مت رکھو' کیونکہ قاسم میں ہوں۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے امام سفیان ثوری کی روایت لا کر اس امر کو قوت دی کہ انصاری نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا۔ تاکہ لوگ اسے ابو القاسم کہیں مگر انصار نے اس کی مخالفت کی جس کی آنحضرت ﷺ نے تحسین فرمائی۔ اس میں راویوں نے شعبہ سے اختلاف کیا ہے۔ جیسے ابو الولید کی روایت اوپر گزری۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ انصاری نے محمد نام رکھنا چاہا تھا۔

قال الشیخ ابن الحجر بین البخاری الاختلاف علی شعبه هل اراد الانصاری ان ابنه محمدا او القاسم واشار الی ترجیح انه اراد ان یسمیه القاسم بروایة سفیان وهو الثوری له عن الاعمش فسماه القاسم ویترجح ایضا من حیث المعنی لانه لم یقع الانکار من الانصار علیه الاحیث لزم من تسمیة ولده القاسم ان یصیر بکنی ابا القاسم انتهی (حاشیة بخاری) یعنی حضرت امام بخاری نے شعبہ پر اختلاف کو بیان کیا ہے جو اس بارے میں واقع ہوا کہ انصاری قاسم رکھنا چاہتا تھا یا محمد اور اس ترجیح پر آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ قاسم نام رکھنا چاہتا تھا معنی کے لحاظ سے بھی اسی کو ترجیح حاصل ہے' انصار کا انکار اسی وجہ سے تھا۔ کہ وہ بچے کا نام قاسم رکھ کر خود ابو القاسم کہلانا چاہیں۔

٣١١٦- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَاللهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ، وَلاَ تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِيْنَ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ)).[راجع: ٧١]

(٣١١٦) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے' انہیں یونس نے' انہیں زہری نے' انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے' انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ اور دینے والا تو اللہ ہی ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں یہ امت (مسلمہ) ہمیشہ غالب رہے گی۔ تاآنکہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے اور اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

تشریح: روایت میں آنحضرت ﷺ کے قاسم ہونے کا ذکر ہے' باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ دینی فقاہت بلاشبہ اللہ کی دین ہے' یہ جس کو مل جائے۔ رائے اور قیاس کی فقاہت اور کتاب و سنت کی روشنی میں دین کی فقاہت دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ دینی فقاہت کا بہترین نمونہ حضرت الاستاذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم کی کتاب حجۃ اللہ بالغہ ہے' جس کی سطر سطر سے دینی فقاہت روز روشن کی طرح عیاں ہے' اس میں ظاہر پرستوں کیلئے بھی تنبیہ ہے جو محض سرسری نظر سے دینی امور میں فتویٰ بازی کے عادی ہیں' ایسے لوگ بھی رائے قیاس کے خوگروں سے ملت کیلئے کم نقصان دہ نہیں ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ "یک من علم را دہ من عقل باید" ایک من علم کیلئے دس من عقل کی بھی ضرورت ہے۔ شیطان عالم تھا مگر عقل سے کورا' اسی لئے اس نے اپنی رائے کو مقدم رکھ کر انا خیر منہ کا نعرہ لگایا اور دربار الٰہی میں مطرود قرار پایا۔ یہ حدیث کتاب العلم میں بھی مذکور ہو چکی ہے مگر لفظوں میں ذرا فرق ہے۔

یہ جو فرمایا کہ امت اسلامیہ ہمیشہ مخالفین پر غالب رہے گی' سو یہ مطلق غلبہ مراد ہے' خواہ سیاسی طور پر ہو یا حجت اور دلائل کے طور پر ہو' یہ ممکن ہے کہ مسلمان سیاسی طور پر کسی زمانہ میں کمزور ہو جائیں' مگر اپنی مذہبی خوبیوں کی بنا پر عمل میں ہمیشہ اقوام عالم پر غالب رہیں گے۔ آج اس نازک ترین دور میں جملہ مسلمانوں پر ہر قسم کا انحطاط طاری ہے۔ مگر بہت سی خوبیوں کی بنا پر آج بھی دنیا کی ساری قومیں مسلمانوں کا لوہا مانتی ہیں اور قیامت تک یہی حال رہے گا۔ گذشتہ چودہ صدیوں میں مسلمانوں پر قسم قسم کے زوال آئے مگر امت نے ان سب کا مقابلہ کیا اور اسلام اپنی ممتاز خوبیوں کی بنا پر مذاہب عالم پر آج بھی غالب ہے۔

فقاہت سے قرآن و حدیث کی سمجھ مراد ہے جو اللہ پاک اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فقاہت عطا کی کہ ایک ہی حدیث سے کتنے کتنے مسائل کا استخراج فرمایا۔

٣١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلاَلٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أُعْطِيْكُمْ وَلاَ أَمْنَعُكُمْ، أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ)).

(٣١١٧) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا' کہا ہم سے ہلال نے بیان کیا اُن سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' نہ میں تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں' نہ تم سے کسی چیز کو روکتا ہوں۔ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔ جہاں جہاں کا مجھے حکم ہوتا ہے بس وہیں رکھ دیتا ہوں۔

اموال غنیمت پر اشارہ ہے کہ اس کی تقسیم امر الٰہی کے مطابق میرا کام ہے' دینے والا اللہ پاک ہی ہے' اس لئے جس کو جو کچھ

مل جائے اسے بخوشی قبول کرنا چاہئے اور جو ملے گا وہ عین اس کے حق کے مطابق ہی ہو گا۔

۳۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي عَيَّاشٍ - وَاسْمُهُ نُعْمَانُ - عَن خَوْلَةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ رِجَالاً يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَومَ الْقِيَامَةِ)).

(۳۱۱۸) ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو الاسود نے بیان کیا' ان سے ابن ابی عیاش نے بیان کیا اور ان کا نام نعمان تھا' ان سے خولہ بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں' انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔

اللہ کے مال سے یوں تو سارے ہی حلال مال مراد ہیں جن میں فضول خرچی کرنا گناہ عظیم قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہاں اموال غنیمت پر بھی مصنف کا اشارہ ہے کہ اسے ناحق طور پر حاصل کرنا دخول نار کا موجب ہے۔ شریعت نے اس کی تقسیم جس طور پر کی ہے اسی طور پر اسے حاصل کرنا ہو گا۔

۸- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ)).

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تمہارے لئے غنیمت کے مال حلال کئے گئے

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَعَدَكُمُ اللهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾ الآية [الفتح: ۲۰] وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتَّى يُبَيِّنَهُ الرَّسُولُ ﷺ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جس میں سے یہ (خیبر کی غنیمت) پہلے ہی دے دی ہے۔" تو یہ غنیمت کا مال (قرآن کی رو سے) سب لوگوں کا حق ہے مگر آنحضرت ﷺ نے بیان فرما دیا کہ کون کون اس کے مستحق ہیں۔

تشریح: یعنی قرآن مجمل ہے اس کی رو سے تو ہر مال غنیمت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا حصہ ہو گا۔ مگر حدیث شریف سے اس کی تشریح ہو گئی کہ ہر لوٹ کا مال ان لوگوں کا حق ہو گا جو لڑے اور لوٹ حاصل کی' اس میں سے پانچواں حصہ حاکم وقت مسلمانوں کے عمومی مصالح کے لئے نکال لے گا۔ امام بخاریؒ کی اس تقریر سے ان لوگوں کا رد ہوا جو صرف قرآن شریف کو عمل کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث شریف کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ قرآن مجید کے دوست نہیں کہے جا سکتے۔ بلکہ ان کو قرآن مجید کا دشمن نمبر اول سمجھنا چاہئے جس میں صاف کہا گیا ہے ﴿ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ﴾ (النحل : ۴۴) یعنی ہم نے اس کتاب قرآن مجید کو اے رسول! تیری طرف اتارا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اسے اپنی خدا داد تشریح کے مطابق پیش کر دو۔ آپ کی تشریح و تبیین کا دوسرا نام حدیث ہے۔ جس کے بغیر قرآن مجید اپنے مطلب میں مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریح بھی وحی الٰہی ہی کے ذیل میں ہے جو وہ ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ (النجم : ۳'۴) کے تحت ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ قرآن مجید وحی جلی اور حدیث نبوی وحی خفی ہے جسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

۳۱۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ

(۳۱۱۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے حصین نے بیان کیا' ان سے عامر نے اور ان سے عروہ بارقی رضی

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ وَالأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٢٨٥٠]

اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر و برکت (آخرت میں) اور غنیمت (دنیا میں) بندھی ہوئی ہے۔

اشارہ یہ ہے کہ جہاد میں شریک ہونے والوں کو انشاء اللہ مال غنیمت ملے گا۔ اس کا مطلب یہ کہ غنیمت کا مستحق ہر شخص نہیں ہے۔ گویا آیت میں جو اجمال تھا اس کی تفصیل و وضاحت سنت نے کر دی ہے۔

٣١٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرُ بَعْدَهُ. وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ)). [راجع: ٣٠٢٧]

(٣١٢٠) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہ ہو گا۔ اور جب قیصر مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہو گا اور اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

رسول کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ ایرانی قدیم سلطنت ختم ہو گئی اور وہاں ہمیشہ کے لئے اسلام آ گیا۔ شام میں بھی یہی ہوا۔ ان کے خزانوں کا مسلمانوں کے ہاتھ آنا اور ان خزانوں کا فی سبیل اللہ تقسیم ہونا مراد ہے۔

٣١٢١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيْرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ)).[طرفاه في: ٣٦١٩، ٦٦٢٩].

(٣١٢١) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' انہوں نے جریر سے سنا' انہوں نے عبدالملک سے اور ان سے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہ ہو گا اور جب قیصر مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہو گا اور اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

تشریح رسول کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ عروج اسلام کے بعد قدیم ایرانی سلطنت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا' اور چودہ سو سال سے ایران اسلام ہی کے زیر نگین ہے۔ یہی حال شام کا ہوا۔ ان کے خزانے جو ہزارہا سالوں کے جمع کردہ تھے' مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور وہ مستحقین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم

٣١٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

(٣١٢٢) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو سیار بن ابی سیار نے خبر دی' کہا ہم سے یزید فقیر نے بیان کیا' کہا ہم سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ)) .
[راجع: ٣٣٥]

اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے لئے (مراد امت ہے) غنیمت کے مال حلال کئے گئے ہیں۔

٣١٢٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ لاَ يُخْرِجُهُ إِلاَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ، وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ)). [راجع: ٣٦]

(۳۱۲۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے' جہاد ہی کی نیت سے نکلے' اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کو سچ جان کر' تو اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا' یا اس کو ثواب اور غنیمت کا مال دلا کر اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

تشریح حضرت امام بخاریؒ کا اشارہ اس حدیث کے لانے سے بھی یہی ہے کہ مال غنیمت جہاد میں شریک ہونے والوں کے لئے ہے اور یہ کہ حقیقی مجاہد کون ہے۔ اس پر بھی اس حدیث میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایسے مجاہدین بھی ہوتے ہیں جو محض حصول دنیا و نام و نمود کے لئے جہاد کرتے ہیں۔ جن کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے' بلکہ قیامت کے دن ان کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا کہ تمہارے جہاد کرنے کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ تم کو دنیا میں بہادر کہہ کر پکارا جائے۔ تمہارا یہ مقصد دنیا میں تم کو حاصل ہو گیا۔ اب آخرت میں دوزخ کے سوا تمہارے لئے اور کچھ نہیں ہے۔

٣١٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لاَ يَتَّبِعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلاَ أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلاَ أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلاَدَهَا، فَغَزَا. فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلاَةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكِ

(۳۱۲۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ پاٹ سکا ہو اور وہ شخص جس نے حاملہ بکری یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔ پھر انہوں نے جہاد کیا' اور جب اس آبادی (اریحا) سے قریب ہوئے تو

مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ! احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللهُ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُم غُلُولاً، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمْ الغُلُولُ، فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُم الغُلُولُ، فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا، فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا. ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَنَا الْغَنَائِمَ، وَرَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا)).

[طرفه في :٥١٥٧].

عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی خدا کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لئے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چنانچہ سورج رک گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموال غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی لیکن جلا نہ سکی' اس نبی نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ اس لئے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا' کہ چوری تمہارے ہی قبیلے والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اس طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' تو آپ نے فرمایا کہ چوری تمہیں لوگوں نے کی ہے۔ (آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرا لیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا' تب آگ آئی اور اسے جلا گئی۔ پھر غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جائز قرار دے دی' ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ اسلئے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔

تشریح حدیث میں اسرائیلی نبی یوشع علیہ السلام کا ذکر ہے جو جہاد کو نکلے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے دعا کی' اللہ نے ان کی دعا قبول کی' یہی وہ چیز ہے جسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ جس کا ہونا حق ہے۔ پہلے زمانے میں اموال غنیمت مجاہدین کے لئے حلال نہ تھا بلکہ آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا دیتی جو عند اللہ قبولیت کی دلیل ہوتی تھی۔ اموال غنیمت میں خیانت کرنا پہلے بھی گناہ عظیم تھا اور اب بھی یہی حکم ہے۔ مگر امت مسلمہ کے لئے اللہ نے اموال غنیمت کو حلال کر دیا ہے۔ وہ شریعت کے حکم کے مطابق تقسیم ہوں گے۔ کم طاقتی اور عاجزی سے یہ مراد ہے کہ مسلمان مفلس اور نادار تھے اور خدا کی بارگاہ میں عاجزی اور فروتنی سے حاضر ہوتے تھے پروردگار کو ان کی عاجزی پسند آئی اور یہ سرفرازی ہوئی کہ غنیمت کے مال ان کے لئے حلال کر دیئے گئے۔

ہم ان بے وقوف پادریوں سے پوچھتے ہیں جو غنیمت کا مال لینا بڑا عیب جانتے ہیں کہ تمہارے مذہب والے نصاریٰ تو دوسروں کے ملک کے ملک اور خزانے ہضم کر جاتے ہیں۔ ڈکار تک نہیں لیتے۔ جس ملک کو فتح کرتے ہیں وہاں سب معزز کاموں پر اپنی قوم والوں کو مامور کرتے ہیں' اہل ملک کا ذرا لحاظ نہیں رکھتے پھر یہ لوٹ نہیں تو کیا ہے۔ لوٹ سے بھی بدتر ہے۔ لوٹ تو گھڑی بھر ہوتی ہے۔ اور ظلمی انتقام تو صدہا برس تک ہوتا رہتا ہے۔ معاذ اللہ! انجیل شریف کی وہی مثال ہے کہ اپنی آنکھ کا تو شہتیر نہیں دیکھتے اور دوسرے کی

آنکھ کا تنکا دیکھتے ہیں۔ (وحیدی)

٩- بَابُ الْغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الوَقْعَةَ

باب مال غنیمت ان لوگوں کو ملے گا جو جنگ میں حاضر ہوں

٣١٢٥- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((لَوْ لاَ آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلاَّ قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ)). [راجع: ٢٣٣٤]

(٣١٢٥) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے خبر دی' انہیں امام مالک نے' انہیں زید بن اسلم نے' انہیں ان کے والد نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو شہر بھی فتح ہوتا میں اسے فاتحوں میں اسی طرح تقسیم کر دیا کرتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کی تھی۔

اکثر ائمہ کا فتویٰ ہے کہ مفتوحہ ملک کے لئے امام کو اختیار ہے خواہ تقسیم کر دے خواہ خراجی ملک کے طور پر رہنے دے۔ لیکن یہ خراج اسلامی قاعدے کے موافق مسلمانوں ہی پر خرچ کیا جائے' یعنی محتاجوں' یتیموں کی خبر گیری' جہاد کے سامان' اور اسباب کی تیاری میں غرض ملک کا محاصل بادشاہ کی ملک نہیں ہے۔ بلکہ عام مسلمانوں اور غازیوں کا مال ہے۔ بادشاہ بھی بطور ایک سپاہی کے اس میں سے اپنا خرچ لے سکتا ہے۔ یہ شرعی نظام ہے مگر صد افسوس کہ آج یہ بیشتر اسلامی ممالک سے مفقود ہے۔ فلیبک علی الاسلام ان کان باکیا

١٠- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ؟

باب اگر کوئی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑے (مگر نیت ترقی دین کی بھی ہو) تو کیا ثواب کم ہو گا؟

حضرت امام بخاریؒ کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ جہاد میں اگر اللہ کا حکم بلند کرنے کی نیت ہو اور ضمناً یہ غرض بھی ہو کہ مال غنیمت بھی ملے تو اس سے ثواب میں کچھ فرق نہیں آتا' جیسے جنگ بدر میں صحابہ قافلہ لوٹنے کی غرض سے نکلے تھے۔ البتہ اگر صرف لوٹ مار ہی غرض ہو دین کی ترقی مقصود نہ ہو تو ثواب کم کیا بلکہ کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔

٣١٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، مَنْ فِي سَبِيْلِ اللهِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ)).

[راجع: ١٢٣]

(٣١٢٦) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا' انہوں نے ابو وائل سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی (لاحق بن ضمیرہ باہلی) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا ایک شخص ہے جو غنیمت حاصل کرنے کے لئے جہاد میں شریک ہوا' ایک شخص ہے جو اس لئے شرکت کرتا ہے کہ اس کی بہادری کے چرچے زبانوں پر آ جائیں' ایک شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اس کی دھاک بیٹھ جائے' تو ان سے اللہ کے راستے میں کون سا ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ جو شخص جنگ میں شرکت اس لئے کرے تاکہ اللہ کا کلمہ (دین) ہی بلند رہے۔ فقط وہی اللہ کے راستے

میں ہے۔

اسلامی جہاد کا مقصد وحید صرف شریعت الٰہی کی روشنی میں ساری دنیا میں امن و امان قائم کرنا ہے' زمین یا دولت کا حاصل کرنا اسلامی جہاد کا منشا۔ ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے تاریخ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن ملکوں نے اسلام کے مقاصد سے اشتراک کیا' ان ملکوں کے سربراہوں کو ان کی جگہ پر قائم رکھا گیا۔ حدیث ہذا میں مجاہدین اسلام کے لئے ہدایت ہے کہ وہ اموال غنیمت کے حصول کے ارادے سے ہرگز جہاد نہ کریں بلکہ ان کی نیت خالص اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی ہونی ضروری ہے۔ یوں بصورت فتح مال غنیمت بھی ان کو ملے گا جو ایک ضمنی چیز ہے۔

١١- بَابُ قِسْمَةِ الإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ، وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ

٣١٢٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ بْنِ نَوفَلٍ، فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: ادْعُهُ لِي، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَاءً فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ، يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)) وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شِدَّةٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ ((قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ)). تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

[راجع: ٢٥٩٩]

باب خلیفۃ المسلمین کے پاس غیر لوگ جو تحائف بھیجیں ان کا بانٹ دینا اور ان میں سے جو لوگ موجود نہ ہوں ان کا حصہ چھپا کر محفوظ رکھنا

(٣١٢٧) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دیبا کی کچھ قبائیں تحفہ کے طور پر آئی تھیں۔ جن میں سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں' انہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے چند اصحاب میں تقسیم فرمادیا اور ایک قبا مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے لئے رکھ لی۔ پھر مخرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے مسور بن مخرمہؓ بھی تھے۔ آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میرا نام لے کر نبی کریم ﷺ کو بلا لا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آواز سنی تو قباء لے کر باہر تشریف لائے اور اس کی گھنڈیاں ان کے سامنے کر دیں۔ پھر فرمایا ابو مسور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھ لی تھی ابو مسور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھ لی تھی۔ مخرمہؓ ذرا تیز طبیعت کے آدمی تھے ابن علیہ نے ایوب کے واسطے سے یہ حدیث (مرسلاً ہی) روایت کی ہے۔ اور حاتم بن وردان نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے مسور رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں کچھ قبائیں آئیں تھیں' اس روایت کی متابعت لیث نے ابن ابی ملیکہ سے کی ہے۔

تشریح حاتم بن وردان کی روایت کو خود امام بخاری نے "باب شہادۃ الاعمیٰ" میں وصل کیا ہے۔ مخرمہؓ میں طبعی غصہ تھا۔ جلدی سے

گرم ہو جاتے جیسے اکثر تنگ مزاج لوگ ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام یا بادشاہ اسلام کو کافر لوگ جو تحفے تحائف بھیجیں ان کا لینا امام کو درست ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے خود رکھے جو چاہے جس کو دے' اغیار کے تحائف قبول کرنا بھی اس سے ثابت ہوا۔

١٢- بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ، وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ مِنْ نَوَائِبِهِ

باب نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائداد کس طرح تقسیم کی تھی؟

اور اپنی ضرورتوں میں ان کو کیسے خرچ کیا؟

٣١٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلاَتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ)). [راجع: ٢٦٣٠]

(٣١٢٨) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ سلیمان نے' انہوں نے انس بن مالک ؓ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ صحابہ (انصار) کچھ کھجور کے درخت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ دے دیا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل پر فتح دی تو آنحضرت ﷺ اس کے بعد اس طرح کے ہدایا واپس فرما دیا کرتے تھے۔

تشریح جب مہاجرین اول اول مدینہ میں آئے تو اکثر نادار اور محتاج تھے' انصار نے اپنے باغات میں ان کو شریک کر لیا تھا' آنحضرت ﷺ کو بھی کئی درخت گزرائے گئے تھے۔ جب بنی قریظہ اور بنی نضیر کے باغات بن لڑے بھڑے آنحضرت ﷺ کے قبضے میں آئے تو وہ آپ کا مال تھے' مگر آپ نے ان سے کئی باغ مہاجرین میں تقسیم کر دیئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ اب انصار کے باغ اور درخت جو انہوں نے تم کو دیئے تھے' وہ ان کو واپس کر دو' اور کئی باغ آپ نے خاص اپنے لئے رکھے۔ اس میں سے جہاد کا سامان کیا جاتا اور دوسری ضروریات مثلاً آپ کی بیویوں کا خرچہ وغیرہ پورے کئے جاتے' حضرت امام بخاریؒ نے یہ حدیث ذکر کر کے اسی پورے خرچ کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے باب کا مطلب بخوبی نکلتا ہے۔ (وحیدی)

١٣- بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَوُلاَةِ الأَمْرِ

باب اللہ پاک نے مجاہدین کرام کو جو آنحضرت ﷺ یا دوسرے بادشاہان اسلام کے ساتھ ہو کر لڑے کیسی برکت دی تھی' اس کا بیان

٣١٢٩- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ : أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ؟ قَالَ: ((لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ

(٣١٢٩) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا' کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر ؓ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا

لاَ يُقْتَلُ الْيَومَ إِلاَّ ظَالِـمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنِّي لاَ أُرَانِي إِلاَّ سَأُقْتَلُ الْيَومَ مَظْلُومًا، وَإِنَّ مِن أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي، أَفَتَرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ فَقَالَ : يَا بُنَي، بِعْ مَا لَنَا، فَاقْضِ دَيْنِي. وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ، وَثُلُثُهُ لِبَنِيْهِ - يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ : ثُلُثُ الثُّلُثِ - فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ - خُبَيْبٌ وَعَبَادٌ - وَلَهُ يَومَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَجَعَلَ يُوصِيْنِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ: يَا بُنَيَّ إِنْ عَجَزْتَ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلاَيَ. قَالَ: فَوَ اللهِ مَا دَرَيْت مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَنْ مَولاَكَ؟ قَالَ: اللهُ. قَالَ: فَو اللهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلاَّ قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ، فَيَقْضِيْهِ. فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا، إِلاَّ أَرْضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْـمَدِيْنَةِ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَارًا بِالْكُوفَةِ، وَدَارًا بِمِصْرَ. قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ إِنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيْهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَودِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لاَ، وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ. وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلاَ جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلاَ شَيْئًا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مَعَ أَبِي

جائے گا یا مظلوم اور میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لئے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لئے کی' یعنی عبداللہ بن زبیرؓ کے بچوں کے لئے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لئے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہؓ کے بعض لڑکے زبیرؓ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیرؓ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ پھر زبیرؓ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہؓ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا' میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہؓ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی' کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیرؓ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اس سے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور

بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَي أَلْفٍ وَمِائَتَي أَلْفٍ قَالَ: فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنِ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي: كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ؟ فَكَتَمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيْمٌ: وَاللّٰهِ مَا أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهٰذِهِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَي أَلْفٍ وَمِائَتَي أَلْفٍ؟ قَالَ: مَا أَرَاكُمْ تُطِيْقُونَ هٰذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِيْنُوا بِي. قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ أَلْفٍ. فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ: ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ. فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ - وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ - فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا. قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا. قَالَ: قَالَ: فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَكَ مِنْ هَا هُنَا إِلَى هَا هُنَا. قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ. وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ - وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ زَمْعَةَ - فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ: قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ مِائَةُ أَلْفٍ. قَالَ: كَمْ بَقِيَ؟ قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ. قَالَ

قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ حضرت زبیرؓ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا' البتہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہادوں میں شرکت کی تھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہا کہ جب میں نے اس رقم کا حساب کیا جو ان پر قرض تھی تو اس کی تعداد بائیس لاکھ تھی۔ بیان کیا کہ پھر حکیم بن حزامؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے تو دریافت فرمایا' بیٹے! میرے (دینی) بھائی پر کتنا قرض رہ گیا ہے؟ عبداللہؓ نے چھپانا چاہا اور کہہ دیا کہ ایک لاکھ' اس پر حکیمؓ نے کہا قسم اللہ کی! میں تو نہیں سمجھتا کہ تمہارے پاس موجود سرمایہ سے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ عبداللہؓ نے اب کہا' کہ اگر قرض کی تعداد بائیس لاکھ ہوئی پھر آپ کی کیا رائے ہو گی؟ انہوں نے فرمایا پھر تو یہ قرض تمہاری برداشت سے بھی باہر ہے۔ خیر اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھ سے کہنا' عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ نے غابہ کی جائداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی' لیکن عبداللہ نے وہ سولہ لاکھ میں بیچی۔ پھر انہوں نے اعلان کیا کہ حضرت زبیرؓ پر جس کا قرض ہو وہ غابہ میں آ کر ہم سے مل لے' چنانچہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ آئے' ان کا زبیرؓ پر چار لاکھ روپیہ چاہئے تھا۔ انہوں نے تو یہی پیش کش کی کہ اگر تم چاہو تو میں یہ قرض چھوڑ سکتا ہوں' لیکن عبداللہؓ نے کہا کہ نہیں پھر انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں سارے قرض کی ادائیگی کے بعد لے لوں گا۔ عبداللہؓ نے اس پر بھی یہی کہا کہ تاخیر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر انہوں نے کہا کہ پھر اس زمین میں میرے حصے کا قطعہ مقرر کر دو۔ عبداللہؓ نے کہا کہ آپ اپنے قرض میں یہاں سے یہاں تک لے لیجئے۔ (راوی نے) بیان کیا کہ زبیرؓ کی جائداد اور مکانات وغیرہ بیچ کر ان کا قرض ادا کر دیا گیا۔ اور سارے قرض کی ادائیگی ہو گئی۔ غابہ کی جائداد میں ساڑھے چار حصے ابھی بک نہیں سکے تھے۔ اس لئے عبداللہؓ معاویہؓ کے یہاں (شام) تشریف لے

الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ؟ فَقَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفٌ. قَالَ: أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ. قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ. فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ فَقَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا. قَالَ: لاَ وَاللهِ لاَ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِيْنَ: أَلاَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ. قَالَ: فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ. فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ. قَالَ: فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ)). فَجَمِيْعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.

گئے' وہاں عمرو بن عثمان' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی موجود تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ غابہ کی جائداد کی قیمت کتنی طے ہوئی' انہوں نے بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ طے پائی تھی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ساڑھے چار حصے' اس پر منذر بن زبیر نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں' عمرو بن عثمان نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں' ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں' اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب کتنے حصے باقی بچے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ! معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اسے میں ڈیڑھ لاکھ میں لے لیتا ہوں' بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قرض کی ادائیگی کر چکے تو زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد نے کہا کہ اب ہماری میراث تقسیم کر دیجئے' لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کہ ابھی تمہاری میراث اس وقت تک تقسیم نہیں کر سکتا' جب تک چار سال تک ایام حج میں اعلان نہ کرا لوں کہ جس شخص کا بھی زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اپنا قرض لے جائے' راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اب ہر سال ایام حج میں اس کا اعلان کرانا شروع کیا اور جب چار سال گزر گئے' تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث تقسیم کی' راوی نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (وصیت کے مطابق) تہائی حصہ بچی ہوئی رقم میں سے نکال لیا تھا' پھر بھی ہر بیوی کے حصے میں بارہ بارہ لاکھ کی رقم آئی' اور کل جائداد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی پانچ کروڑ دو لاکھ ہوئی۔

تشریح یہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں' کنیت ابو عبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ یہ اور ان کی والدہ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ جبکہ ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔ یہ تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے' یہ جنگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ماہ جمادی الاول ۳۶ھ میں باب البصرہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس کا نام جنگ جمل رکھا گیا۔ لڑائی کی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ناحق تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کی طلبگار تھیں۔ یہ جنگ اسی بنا پر

ہوئی۔

اس حدیث کے ذیل مولانا وحید الزماں مرحوم فرماتے ہیں۔

جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی' جو مسلمانوں کی خانہ جنگی کی بدترین مثال ہے' فریقین میں ایک طرف سربراہ حضرت علیؓ تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہؓ تھیں۔ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتل حضرت علیؓ کے لشکر میں شریک ہو گئے تھے' حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی یہ چاہتے تھے کہ وہ قاتلین عثمان فوراً ان کے حوالہ کر دیئے جائیں تاکہ ان سے قصاص لیا جائے۔ حضرت علیؓ یہ فرماتے تھے کہ جب تک اچھی طرح دریافت اور تحقیق نہ ہو میں کس طرح کسی کو تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں کہ تم ان کا خون ناحق کرو۔ یہی جھگڑا تھا جو سمجھنے اور سمجھانے سے طے نہ ہوا۔ دونوں طرف والوں کو جوش تھا۔ آخر نوبت جنگ تک پہنچی' باقی خلافت کی کوئی تکرار نہ تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ جو صحابہؓ تھے وہ سب حضرت علیؓ کی خلافت تسلیم کر چکے تھے۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو بلا کر آنحضرت ﷺ کی حدیث یاد دلائی کہ زبیر ایک دن ایسا ہو گا' تم علیؓ سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیرؓ یہ حدیث سنتے ہی میدان جنگ سے لوٹ گئے۔ راستے میں یہ ایک مقام پر سو گئے۔ عمرو بن جرموز مردود نے وادی السباع میں سوتے ہوئے ان کو قتل کر دیا اور ان کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ زبیرؓ کا قاتل دوزخی ہے۔

١٤- بَابُ إِذَا بَعَثَ الإِمَامُ رَسُولاً فِي حَاجَةٍ، أَو أَمَرَهُ بِالْمَقَامِ، هَلْ يُسْهَمُ لَهُ؟

٣١٣٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)).

[أطرافه في: ٣٦٩٨، ٣٧٠٤، ٤٠٦٦، ٤٥١٣، ٤٥١٤، ٤٥٦٦، ٤٥١٣، ٤٥١٤، ٤٦٥٠، ٤٦٥١، ٧٠٩٥].

باب اگر امام کسی شخص کو سفارت پر بھیجے یا کسی خاص جگہ ٹھہرنے کا حکم دے تو کیا اس کا بھی حصہ (غنیمت میں) ہو گا؟

(۳۱۳۰) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا' اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کے نکاح میں رسول کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا بدر میں شریک ہونے والے کسی شخص کو' اور اتنا ہی حصہ بھی ملے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے کہ جو شخص امام کے حکم سے باہر گیا ہو' یا ٹھہر گیا ہو اس کا بھی حصہ مال غنیمت میں لگایا جائے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس کے خلاف کہتے ہیں اور اس حدیث کو حضرت عثمانؓ کے حق میں خاص قرار دیتے ہیں۔

١٥- بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ

باب اس بات کی دلیل کہ پانچواں حصہ مسلمانوں کی

الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ ﷺ -بِرِضَاعِهِ فِيهِمْ- فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ، وَمَا أَعْطَى الأَنْصَارَ، وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ تَمْرَ خَيْبَرَ.

ضرورتوں کے لئے ہے

وہ واقعہ ہے کہ ہوازن کی قوم نے اپنے دودھ ناطے کی وجہ سے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا' آپ سے درخواست کی' ان کے مال قیدی واپس ہوں تو آپ نے لوگوں سے معاف کرایا کہ اپنا حق چھوڑ دو اور یہ بھی دلیل ہے کہ آپ لوگوں کو اس مال میں سے دینے کا وعدہ کرتے جو بلا جنگ ہاتھ آیا تھا اور خمس میں سے انعام دینے کا اور یہ بھی دلیل ہے کہ آپ نے خمس میں سے انصار کو دیا اور جابر ؓ کو خیبر کی کھجور دی۔

۳۱۳۱، ۳۱۳۲- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ)) - وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ انْتَظَرَ آخِرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلاَءِ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِيْنَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ

(۳۱۳۱'۳۱۳۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ کو لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ عروہ کہتے تھے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ ؓ نے انہیں خبر دی کہ جب ہوازن کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مالوں اور قیدیوں کی واپسی کا سوال کیا' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ سچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے تم ایک ہی واپس لے سکتے ہو۔ اپنے قیدی واپس لے لو یا پھر مال لے لو' اور میں نے تمہارا انتظار بھی کیا۔ آنحضرت ﷺ نے تقریباً دس دن تک طائف سے واپسی پر ان کا انتظار کیا اور جب یہ بات ان پر واضح ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ان کی صرف ایک ہی چیز (قیدی یا مال) واپس کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی ہی واپس لینا چاہتے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا' اما بعد! تمہارے یہ بھائی اب ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اسی لئے جو شخص اپنی خوشی سے غنیمت کے اپنے حصے کے (قیدی) واپس کرنا چاہے وہ کر دے اور جو شخص چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہمیں جب اس کے بعد سب سے پہلی

إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ))، فَرَجَعَ النَّاسُ. فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا فَأَذِنُوا. فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ)).

[راجع: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

غنیمت ملے تو اس میں سے اس کے حصے کی ادائیگی کر دی جائے تو وہ بھی اپنے قیدی واپس کر دے' (اور جب ہمیں دوسرے غنیمت ملے گی تو اس کا حصہ ادا کر دیا جائے گا) اس پر صحابہ کرام ؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنی خوشی سے انہیں اپنے حصے واپس کر دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کن لوگوں نے اپنی خوشی سے اجازت دی اور کن لوگوں نے نہیں دی ہے۔ اس لئے سب لوگ (اپنے خیموں میں) واپس چلے جائیں اور تمہارے سردار لوگ تمہاری بات ہمارے سامنے آ کر بیان کریں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور پھر آنحضرت ﷺ کو آ کر خبر دی کہ سب لوگ خوشی سے اجازت دیتے ہیں۔ یہی وہ خبر ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے سلسلے میں ہمیں معلوم ہوئی ہے۔

تشریح قوم ہوازن میں آپ ؐ کی اولین دایہ حلیمہ سعدیہ تھیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا ہے کہ ہوازن والوں نے آنحضرت ﷺ سے یوں عرض کیا تھا آپ ان عورتوں پر احسان کیجئے جن کا آپ نے دودھ پیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی بنا پر ہوازن والوں کو بھائی قرار دیا اور مجاہدین سے فرمایا کہ وہ اپنے اپنے حصہ کے لونڈی غلام ان کو واپس کر دیں' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس حدیث میں کئی ایک تمدنی امور بھی بتلائے گئے ہیں جن میں اقوام میں نمائندگی کا اصول بھی ہے جسے اسلام نے سکھلایا ہے اسی اصول پر موجودہ جمہوری طرز حکومت وجود میں آیا ہے۔

اس روایت کی سند میں مروان بن حکم کا بھی نام آیا ہے' اس پر مولانا وحید الزماں مرحوم فرماتے ہیں

مروان نے نہ آنحضرت ﷺ سے سنا ہے' نہ آپ ؐ کی صحبت اٹھائی ہے۔ اس کے اعمال بہت خراب تھے اور اسی وجہ سے لوگوں نے حضرت امام بخاری پر طعن کیا ہے کہ مروان سے روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت امام بخاری نے اکیلے مروان سے روایت نہیں کی' بلکہ مسور بن مخرمہ ؓ کے ساتھ' جو صحابی ہیں' روایت کی ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض برا شخص حدیث کی روایت میں سچا اور باحتیاط ہوتا ہے تو محدثین اس سے روایت کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص بہت نیک اور صالح ہوتا ہے لیکن وہ عبادت یا دوسرے علم میں مصروف رہنے کی وجہ سے حدیث کے الفاظ اور متن کا خوب خیال نہیں رکھتا' تو محدثین اس سے روایت نہیں کرتے یا اس کی روایت کو ضعیف جانتے ہیں۔ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مجتہدین عظام میں کچھ حضرات تو ایسے ہیں جن کا طریقہ کار استخراج و استنباط مسائل اجتہاد کے طریق پر تھا۔ کچھ فقہ اور حدیث ہر دو کے جامع تھے۔ بہرحال حضرت امام بخاری اپنی جگہ پر مجتہد مطلق ہیں۔ اگر وہ کسی جگہ مروان جیسے لوگوں کی مرویات نقل کرتے ہیں تو ان کے ساتھ کسی اور معتبر شاہد کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔ جو ان کے کمال احتیاط کی دلیل ہے اور اس بنا پر ان پر طعن کرنا محض تعصب اور کور باطنی کا ثبوت دینا ہے۔

٣١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(۳۱۳۳) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے کہا کہ ہم سے حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور

أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيُّ - وَأَنَا لِحَدِيْثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ - عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى، فَأُتِيَ ذِكْرُ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيمِ اللهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِن الْمَوَالِيَ، فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ لاَ آكُلَ. فَقَالَ: هَلُمَّ فَلأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَلِكَ: إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: ((وَاللهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)). وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ: أَيْنَ النَّفَرُ الأَشْعَرِيُّونَ؟ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ لاَ يُبَارَكُ لَنَا. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا، فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا، أَفَنَسِيتَ؟ قَالَ: ((لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلاَّ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)).

[أطرافه في: ٤٣٨٥، ٤٤٥١، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥]

(ایوب نے ایک دوسری سند کے ساتھ اس طرح روایت کی ہے کہ) مجھ سے قاسم بن عاصم کلیبی نے بیان کیا اور کہا کہ قاسم کی حدیث (ابو قلابہ کی حدیث کی بہ نسبت) مجھے زیادہ اچھی طرح یاد ہے' زہدم سے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر ہونے لگا۔ بنی تیم اللہ کے ایک آدمی سرخ رنگ والے وہاں موجود تھے۔ غالباً موالی میں سے تھے۔ انہیں بھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کھانے پر بلایا' وہ کہنے لگے کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا تو مجھے بڑی نفرت ہوئی اور میں نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب آجاؤ' (تمہاری قسم پر) میں تم سے ایک حدیث اسی سلسلے کی بیان کرتا ہوں' قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (غزوہ تبوک کے لئے) حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں تمہارے لئے سواری کا انتظام نہیں کر سکتا' کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہاری سواری کے کام آسکے' پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے' تو آپؐ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا' اور فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپؐ نے پانچ اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا' خوب موٹے تازے اور فربہ۔ جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ جو نامناسب طریقہ ہم نے اختیار کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عطیہ میں ہمارے لئے کوئی برکت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب آپ سے درخواست کی تھی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کر سکوں گا۔ شاید آپ حضرتؐ کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو' لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا' وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں یہ سواریاں دے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! تم اس پر یقین رکھو کہ انشاء اللہ

جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں' پھر مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ بہتر اور مناسب طرز عمل اس کے سوا میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہو گی اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

ابو موسیٰؓ کا یہ مطلب تھا کہ تو نے بھی جو قسم کھالی ہے کہ مرغی نہ کھاؤں گا یہ قسم اچھی نہیں ہے کہ مرغی حلال جانور ہے۔ فراغت سے کھا اور قسم کا کفارہ ادا کر دے' باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اشعریوں کو اپنے حصے یعنی خمس میں سے یہ اونٹ دیئے۔ ابو موسیٰؓ اور ان کے ساتھیوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آنحضرت ﷺ کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو کہ میں تم کو سواریاں نہیں دینے کا اور ہم نے آپ کو یاد نہیں دلایا' گویا فریب سے ہم یہ اونٹ لے آئے' ایسے کام میں بھلائی کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اسی صفائی کے لئے انہوں نے مراجعت کی جس سے معاملہ صاف ہو گیا۔

٣١٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلاً كَثِيْرَةً، فَكَانَتْ سِهْمَانُهُمْ اثْنَي عَشَرَ بَعِيْرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا، وَنُفِّلُوا بَعِيْرًا بَعِيْرًا)). [طرفه في : ٤٣٣٨].

(٣١٣٤) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی لشکر کے ساتھ تھے۔ غنیمت کے طور پر اونٹوں کی ایک بڑی تعداد اس لشکر کو ملی۔ اس لئے اس کے ہر سپاہی کو حصے میں بھی بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے اور ایک ایک اونٹ اور انعام میں ملا۔

اور ظاہر ہے کہ لشکر کے سردار نے یہ انعام خمس میں سے دیا ہو گا۔ گو یہ فعل لشکر کے سردار کا تھا مگر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہوا' آپؐ نے سنا ہو گا اور اس پر سکوت فرمایا تو وہ حجت ہوا۔

٣١٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قِسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ)).

(٣١٣٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو لیث نے خبر دی' انہیں عقیل نے' انہیں ابن شہاب نے' انہیں سالم نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مہموں کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ (خمس وغیرہ میں سے) اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔

٣١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا

(٣١٣٦) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کی خبر ہمیں ملی' تو ہم یمن میں تھے۔ اس لئے ہم بھی آپ کی خدمت میں مہاجر کی حیثیت سے حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ میں تھا'

مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ - أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ: أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُورُهْم -و إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوْ اثْنَيْنِ وخَمْسِيْنَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً، فَأَلْقِيْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ، فَقَالَ جَعْفَرٌ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَا هُنَا، وَأَمَرَنَا بِالإِقَامَةِ، فَأَقِيْمُوا مَعَنَا. فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيْعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَأَسْهَمَ لَنَا - أَوْ قَالَ: فَأَعْطَانَا - مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلاَّ لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ، إِلاَّ أَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ)).

[أطرافه في: ٣٨٧٦، ٤٢٣٠، ٤٢٣٣].

میرے دو بھائی تھے۔ (میری عمران دونوں سے کم تھی' دونوں بھائیوں میں) ایک ابو بردہؓ تھے اور دوسرے ابو رہم۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ یا یہ کہا ترپن یا باون آدمیوں کے ساتھ (یہ لوگ روانہ ہوئے تھے) ہم کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نجاشی کے ملک حبشہ پہنچ گئی اور وہاں ہمیں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ملے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں یہاں بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم یہیں رہیں۔ اس لئے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ یہیں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ ہم بھی وہیں ٹھہر گئے۔ اور پھر سب ایک ساتھ (مدینہ) حاضر ہوئے' جب ہم خدمت نبوی میں پہنچے' تو آنحضرت ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے (دوسرے مجاہدوں کے ساتھ) ہمارا بھی حصہ مال غنیمت میں لگایا۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ آپ نے غنیمت میں سے ہمیں بھی عطا فرمایا' حالانکہ آپؐ نے کسی ایسے شخص کا غنیمت میں حصہ نہیں لگایا جو لڑائی میں شریک نہ رہا ہو۔ صرف انہی لوگوں کو حصہ ملا تھا' جو لڑائی میں شریک تھے۔ البتہ ہمارے کشتی کے ساتھیوں اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بھی آپ نے غنیمت میں شریک کیا تھا۔ (حالانکہ ہم لوگ لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے)

ظاہر یہ ہے کہ یہ حصہ آپؐ نے مال غنیمت میں سے دلوایا نہ خمس میں سے' پھر باب کی مناسبت کیونکر ہو گی' مگر جب امام کو مال غنیمت میں جو دوسرے مجاہدین کا حق ہے ایسا تصرف کرنا جائز ہوا تو خمس میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا جو خاص امام کے سپرد کیا جاتا ہے۔ پس باب کا مطلب حاصل ہو گیا۔

٣١٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)). فَلَمْ يَجِيءْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا

(۳۱۳۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے محمد بن منکدر نے' اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب بحرین سے وصول ہو کر میرے پاس مال آئے گا تو میں تمہیں اس طرح اس طرح' اس طرح (تین لپ) دوں گا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی اور بحرین کا مال اس وقت تک نہ آیا۔ پھر جب وہاں سے مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے منادی نے اعلان کیا کہ جس کا بھی نبی

جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوبَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَن كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَقَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا. فَحَثَا لِيْ ثَلاثًا. وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُو بِكَفَّيْهِ جَمِيْعًا، ثُمَّ قَالَ لَنَا: هٰكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ. وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ: سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ يُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَل عَنِّي. قَالَ: قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَيَّ، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ)) قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَثَا لِي حَثْيَةً وقَالَ: عُدَّهَا، فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ: فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ: وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ.

کریم ﷺ پر کوئی قرض ہو یا آپ کا کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے دیا۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے (لپ بھرنے کی) کیفیت بتائی پھر ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن منکدر نے بھی ہم سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ اور ایک مرتبہ سفیان نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حاضر ہوا' اور اس مرتبہ بھی مجھے انہوں نے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے مانگا اور آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ دوبارہ مانگا' پھر بھی آپ نے عنایت نہیں فرمایا اور پھر مانگا لیکن آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ اب یا آپ مجھے دیجئے یا پھر میرے بارے میں بخل سے کام لیجئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ میرے معاملے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ حالانکہ تمہیں دینے سے جب بھی میں نے منہ پھیرا تو میرے دل میں یہ بات ہوتی تھی کہ تمہیں کبھی نہ کبھی دینا ضرور ہے۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو نے بیان کیا' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر نے' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا اور فرمایا کہ اسے شمار کر میں نے شمار کیا تو پانچ سو کی تعداد تھی' اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کہ اتنا ہی دو مرتبہ اور لے لے۔ اور ابن المنکدر نے بیان کیا (کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا) بخل سے زیادہ بدترین اور کیا بیماری ہو سکتی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہلی بار میں نہ دینا کسی مصلحت سے تھا تاکہ جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو جائے اس کا دینا کچھ ان پر بطور قرض کے لازم نہیں ہے بلکہ بطور تبرع کے دینا ہے۔

٣١٣٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ

(٣١٣٨) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے قرۃ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص ذوالخویصرہ نے آپ سے کہا'

غَنِيمَةً بِالْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: اعْدِلْ. فَقَالَ لَهُ: ((شَقِيْتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ)).

انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر میں بھی انصاف سے کام نہ لوں تو تو بدبخت ہوا۔

[راجع: ٢٢٩٦]

شقیت کا لفظ دونوں طرح منقول ہے یعنی بصیغہ حاضر اور بصیغہ متکلم' پہلے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ہی غیر عادل ہوں تو پھر تو تو بد نصیب ہوا کیونکہ تو میرا تابع ہے۔ جب مرشد اور متبوع عادل نہ ہو تو مرید کا کیا ٹھکانا اور یہ حدیث آئندہ پورے طور سے مذکور ہو گی۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خمس میں سے اپنی رائے کے موافق کسی کو کم زیادہ دیا ہو گا' جب تو ذوالخویصرہ نے یہ اعتراض کیا' کیونکہ باقی چار حصے تو برابر سب مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر اس کا اعتراض غلط تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی بابت ایسا گمان کیا۔ جب کہ آپؐ سے بڑھ کر بنی نوع انسان میں کوئی عادل منصف پیدا نہیں ہوا' نہ ہو گا۔

١٦- بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الأَسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ

باب آنحضرت ﷺ کا احسان رکھ کر قیدیوں کو مفت چھوڑ دینا' اور خمس وغیرہ نہ نکالنا

باب کا مطلب یہ ہے کہ غنیمت کا مال امام کے اختیار میں ہے۔ اگر چاہے تو تقسیم کرنے سے پہلے وہ کافروں کو پھیر دے۔ یا ان کے قیدی مفت آزاد کر دے۔ تقسیم کے بعد پھر وہ مال مجاہدین کی ملک ہو جاتا ہے۔

٣١٣٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أَسَارَى بَدْرٍ: ((لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلاَءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)).

(٣١٣٩) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں محمد بن جبیر نے اور انہیں ان کے والدؓ نے کہ رسول کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر مطعم بن عدی (جو کفر کی حالت میں مر گئے تھے) زندہ ہوتے اور ان نجس' ناپاک لوگوں کی سفارش کرتے تو میں ان کی سفارش سے انہیں (فدیہ لئے بغیر) چھوڑ دیتا۔

[طرفه في : ٤٠٢٤].

آیت کریمہ انما المشرکون نجس (التوبہ: ٢٨) کی بنا پر ان کو نجس کہا' شرک ایسی ہی نجاست ہے۔ مگر ہزار افسوس کہ آج کتنے نام نہاد مسلمان بھی اس نجاست میں آلودہ ہو رہے ہیں۔

١٧- بَابُ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِلإِمَامِ، وَأَنَّهُ يُعْطِي بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُونَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِي هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ.

قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذَلِكَ وَلَمْ يَخُصَّ قَرِيْبًا دُونَ مَنْ أَحْوَجَ

باب اس کی دلیل کہ خمس میں امام کو اختیار ہے وہ اسے

اپنے بعض (مستحق) رشتہ داروں کو بھی دے سکتا ہے۔ اور جس کو چاہے نہ دے' دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے خمس میں سے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو دیا' (اور دوسرے قریش کو نہ دیا) عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمام رشتہ داروں کو نہیں دیا اور اس کی بھی رعایت نہیں کی کہ جو قریبی رشتہ

إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي أُعْطِيَ لَمَّا يَشْكُوا إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ، وَلَمَّا مَسَّتْهُمْ فِي جَنْبِهِ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَائِهِمْ.

دار ہو اسی کو دیں۔ بلکہ جو زیادہ محتاج ہوتا' آپ اسے عنایت فرماتے' خواہ رشتہ میں وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ آپ نے جن لوگوں کو دیا وہ یہی دیکھ کر وہ محتاجی کا آپ سے شکوہ کرتے تھے اور یہ بھی دیکھ کر کہ آنحضرت ﷺ کی جانبداری اور طرفداری میں ان کو جو نقصان اپنی قوم والوں اور ان کے ہم قسموں سے پہنچا (وہ بہت تھا)

٣١٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا. وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ)). قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ وَزَادَ: ((قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلاَ لِبَنِي نَوْفَلَ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لأُمٍّ. وَأُمُّهُم عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ. وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لأَبِيهِمْ)).

[طرفاه في : ٣٥٠٢، ٤٢٢٩].

(۳۱۴۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابن مسیب نے بیان کیا اور ان سے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ نے بنو مطلب کو تو عنایت فرمایا لیکن ہم کو چھوڑ دیا' حالانکہ ہم کو آپ سے وہی رشتہ ہے جو بنو مطلب کو آپ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی ہے۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور (اس روایت میں) یہ زیادتی کی کہ جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو نہیں دیا تھا' اور ابن اسحاق (صاحب مغازی) نے کہا ہے کہ عبد شمس' ہاشم اور مطلب ایک ماں سے تھے' اور ان کی ماں کا نام عاتکہ بنت مرہ تھا اور نوفل باپ کی طرف سے ان کے بھائی تھے۔ (ان کی ماں دوسری تھیں)

١٨- بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمَّسَ، وَحُكْمُ الإِمَامِ فِيهِ

باب مقتول کے جسم پر جو سامان ہو (کپڑے ہتھیار وغیرہ) وہ سامان تقسیم میں شریک ہو گا نہ اس میں سے خمس لیا جائے گا بلکہ وہ سارا قاتل کو ملے گا اور امام کا ایسا حکم دینے کا بیان

٣١٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوفٍ عَنْ

(۳۱۴۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یوسف بن ماجشون نے' ان سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے صالح کے دادا (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)

أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ : بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِي وَشِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا. فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ: أَلاَ إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ. ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ . فَقَالَ : ((أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟)) قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ. فَقَالَ: ((هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟)) قَالاَ: لاَ. فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ: ((كِلاَكُمَا قَتَلَهُ)). وَسَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ. وَكَانَا مُعَاذَ ابْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ.

[طرفاه في : ٣٩٦٤، ٣٩٨٨].

نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں' میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا' تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے تھے۔ میں نے آرزو کی کاش! میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کیا' اور پوچھا چچا! آپ ابوجہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں! لیکن بیٹے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہو گا' مر نہ جائے' مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے' وہ سامنے (پھرتا ہوا نظر آ رہا) ہے۔ دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی' آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا اپنی تلواریں تم نے صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔ اور اس کا سارا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ محمد نے کہا کہ یوسف نے صالح سے سنا اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سنا۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ معاذ بن عمرو بن جموح نے اس مردود کو بے دم کیا تھا تو اصل قاتل وہی ہوئے' انہی کو آپ نے ابو جہل کا سامان دلایا اور معاذ بن عفراء کا دل خوش کرنے کے لئے آپ نے یوں فرمایا کہ تم دونوں نے مارا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خیال کیا کہ یہ بچے ناتجربہ کار ہیں' معلوم نہیں جنگ کے وقت ٹھہر سکتے ہیں یا نہیں' اگر یہ بھاگے تو معلوم نہیں میرے دل کی

بھی کیا حالت ہو' ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں بیشہ شجاعت کے شیر اور بوڑھوں سے بھی زیادہ دلیر ہیں' ان انصاری بچوں نے لوگوں سے ابو جہل مردود کا حال سنا تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو کیسی کیسی ایذائیں دی تھیں۔ چونکہ یہ مدینہ والے تھے لہٰذا ابو جہل کی صورت نہیں پہچانتے تھے۔ ایمان کا جوش ان کے دلوں میں تھا' انہوں نے یہ چاہا کہ ماریں تو بڑے موذی کو ماریں' اسی مردود کا کام تمام کریں۔ جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بعض روایتوں میں ابو جہل کے قاتل معاذ اور معوذ عفراء کے بیٹے بتلائے گئے ہیں۔ اور ابن مسعودؓ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ احتمال ہے کہ یہ لوگ بھی بعد میں شریک قتل ہو گئے ہوں۔

٣١٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلاَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ؛ فَاسْتَدَبَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ؛ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيْلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)). فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيْلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)) - فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ

(٣١٤٢) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے ابن افلح نے' ان سے ابو قتادہ کے غلام ابو محمد نے اور ان سے ابو قتادہ بنائٹھ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو (ابتدا میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ اس لئے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر تلوار اس کی گردن پر ماری۔ اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا' اور مجھے اتنی زور سے اس نے بھینچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی۔ آخر جب اس کو موت نے آ دبوچا' تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد مجھے عمر بن خطاب بنائٹھ ملے' تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا۔ لیکن مسلمان ہارنے کے بعد پھر مقابلہ پر سنبھل گئے تو نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جس نے بھی کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر وہ گواہ بھی پیش کر دے تو مقتول کا سارا ساز و سامان اسے ہی ملے گا۔ (ابو قتادہؓ نے کہا) میں بھی کھڑا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ لیکن (جب میری طرف سے کوئی نہ اٹھا تو) میں بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (آج) جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس پر اس کی طرف سے کوئی گواہ بھی ہو تو مقتول کا سارا سامان اسے ملے گا۔ اس مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ اور پھر مجھے بیٹھنا پڑا۔

فقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟)) فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللهِ ! وَسَلَبُهُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ عَنِّي. قَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لاَهَا اللهِ، إِذًا لاَ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْكَ سَلَبَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ)). فَأَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرِفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ)).

[راجع: ٢١٠٠]

تیسری مرتبہ پھر آنحضرت ﷺ نے وہی ارشاد دہرایا اور اس مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو آنحضرت ﷺ نے خود ہی دریافت فرمایا' کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہو ابو قتادہ! میں نے آں حضرت ﷺ کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا' تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے بتایا کہ ابو قتادہ سچ کہتے ہیں' یا رسول اللہ! اور اس مقتول کا سامان میرے پاس محفوظ ہے۔ اور میرے حق میں انہیں راضی کر دیجئے (کہ وہ مقتول کا سامان مجھ سے نہ لیں) لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے ایک شیر کے ساتھ' جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے لڑے' آنحضرت ﷺ ایسا نہیں کریں گے کہ ان کا سامان تمہیں دے دیں' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ نے سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ ابو قتادہ نے کہا کہ پھر اس کی زرہ بیچ کر میں نے بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ اور یہ پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد میں نے حاصل کیا تھا۔

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مقتول کافر کا سامان قاتل مجاہد ہی کا حق ہے جو اسے ملنا چاہئے مگر یہ خود امیر لشکر اس کو تحقیق کرنے کے بعد دیں گے۔

١٩- بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ

باب تالیف قلوب کے لئے آنحضرت ﷺ کا بعضے کافروں وغیرہ (نو مسلموں یا پرانے مسلمانوں) کو خمس میں سے دینا'

رَوَاهُ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٣١٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا حَكِيْمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ

اس کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(٣١٤٣) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ روپیہ مانگا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا' پھر دوبارہ میں نے مانگا اور اس مرتبہ بھی آپ نے عطا فرمایا' پھر ارشاد فرمایا' حکیم! یہ مال دیکھنے میں سرسبز بہت میٹھا اور مزیدار ہے لیکن جو شخص اسے دل کی بے طمعی کے ساتھ لے اس کے مال میں تو برکت ہوتی

نَفسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)). قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَدْعُو حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ)).

[راجع: ١٤٧٢]

ہے اور جو شخص اسے لالچ اور حرص کے ساتھ لے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی' بلکہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھائے جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ (دینے والا) نیچے کے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہوتا ہے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اب میں کسی سے کچھ بھی نہیں مانگوں گا' یہاں تک کہ اس دنیا میں سے چلا جاؤں۔ چنانچہ (آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں دینے کے لئے بلاتے' لیکن وہ اس میں سے ایک پیسہ بھی لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ (اپنے زمانہ خلافت میں) انہیں دینے کے لئے بلاتے اور ان سے بھی لینے سے انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر کہا کہ مسلمانو! میں انہیں ان کا حق دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فئے کے مال سے ان کا حصہ مقرر کیا ہے۔ لیکن یہ اسے بھی قبول نہیں کرتے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد انہوں نے کسی سے کوئی چیز نہیں لی

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت حکیم بن حزامؓ نئے نئے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے' آپ نے ان کی تالیف قلب کے لئے ان کو دو دو بار روپیہ دیا۔ بعد میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے تاحیات اپنے وعدے کو نبھایا اور اپنا جائز حق بھی چھوڑ دیا کہ کہیں نفس کو اس طرح مفت خوری کی عادت نہ ہو جائے۔ مردان حق ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو اس دنیا میں کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ آج کی دنیا میں جسے ایسی باتیں کرتا پاؤ اس کے اندر جائزہ لو گے تو معلوم ہو گا کہ یہی خود دنیا کا بد ترین حریص ہے الا ماشاء اللہ۔ یہی حال بہت سے مدعیان تدین کا ہے جو ظاہر میں بڑے حق گو اور اندرون خانہ بد ترین بدمعاملہ ثابت ہوتے ہیں۔ الامن رحمہ اللہ۔

٣١٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِيَ بِهِ. قَالَ: وَأَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ، قَالَ فَمَنَّ رَسُولُ

(٣١٤٤) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت (کفر) میں میں نے ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تھی' تو رسول کریم ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ نافع نے بیان کیا کہ حنین کے قیدیوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ کو دو باندیاں ملی تھیں۔ تو آپ نے انہیں مکہ کے کسی گھر میں رکھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے حنین کے قیدیوں پر

اللهِ ﷺ عَلَى سَبِي حُنَيْنٍ، فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: مَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى السَّبْيِ؛ قَالَ: اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ. قَالَ نَافِعٌ: وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلَى عَبْدِ اللهِ)). [راجع: ٢٠٣٢]

وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ: ((من الْخَمسِ)). وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ ((يَوْمًا)).

احسان کیا (اور سب کو مفت آزاد کر دیا) تو گلیوں میں وہ دوڑنے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے ان پر احسان کیا ہے (اور حنین کے تمام قیدی مفت آزاد کر دیئے گئے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر جا ان دونوں لڑکیوں کو بھی آزاد کر دے۔ نافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام جعرانہ سے عمرہ کا احرام نہیں باندھا تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ ضرور معلوم ہوتا اور جریر بن حازم نے جو ایوب سے روایت کی' انہوں نے نافع سے' انہوں نے ابن عمرؓ سے' اس میں یوں ہے کہ (وہ دونوں باندیاں جو عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تھیں) خمس میں سے تھیں۔ (اعتکاف سے متعلق روایت) معمر نے ایوب سے نقل کی ہے' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نذر کا قصہ جو روایت کیا ہے اس میں ایک دن کا لفظ نہیں ہے۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے خمس میں سے دو لونڈیاں بطور احسان حضرت عمرؓ کو دیں۔ روایت میں آنحضرت ﷺ کا جعرانہ سے عمرہ کا احرام نہ باندھنا مذکور ہے۔ حالانکہ دوسرے بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ آپ جب حنین اور طائف سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا اور اثبات نفی پر مقدم ہے۔ ممکن ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ہو لیکن انہوں نے نافع سے نہ بیان کیا ہو' اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کوئی شخص حالت کفر میں کوئی نیک کام کرنے کی نذر مانے تو اسلام لانے کے بعد وہ نذر پوری کرنی ہو گی۔ حنین کے قیدیوں کو بھی بلا معاوضہ آزاد کر دینا انسانیت پروری کے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر امت مسلمہ ہمیشہ نازاں رہے گی۔

٣١٤٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِيْنَ، فَكَأَنَّهُمْ عَتِبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنَى، مِنْهُمْ

(٣١٤٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' کہا ہم سے حسن بصری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا۔ غالباً جن لوگوں کو آپؐ نے نہیں دیا تھا' ان کو ناگوار ہوا۔ تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا' کہ میں کچھ ایسے لوگوں کو دیتا ہوں کہ مجھے جن کے بگڑ جانے (اسلام سے پھر جانے) اور بے صبری کا ڈر ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن پر میں بھروسہ کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھلائی اور بے

عَمْرُو بْنُ تَغلِبَ))، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغلِبَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ)). زَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: ((حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ - أَوْ بِسَبْيٍ - فَقَسَمَهُ. بِهٰذَا)). [راجع: ٩٢٣]

نیازی رکھی ہے (ان کو میں نہیں دیتا) عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری نسبت یہ جو کلمہ فرمایا اگر اس کے بدلے سرخ اونٹ ملتے تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا۔ ابو عاصم نے جریر سے بیان کیا کہ میں نے حسن بصری سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال یا قیدی آئے تھے اور انہیں کو آپ نے تقسیم فرمایا تھا۔

تشریح حدیث اور باب میں مطابقت یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اموال غنیمت کو اپنی صواب دید کے مطابق تقسیم فرمایا' جس میں اہم ترین اسلامی مصالح شامل تھے' اعتراض کرنے والوں کو بھی آپ نے احسن طریق سے مطمئن فرما دیا۔ ثابت ہوا کہ ایسے مواقع پر خلیفہ اسلام کو کچھ خصوصی اختیارات دیئے گئے ہیں' مگر ان کا فرض ہے کہ کوئی ذاتی غرض فاسد بیچ میں شامل نہ ہو' محض رضائے خدا و رسول و سربلندی اسلام مدنظر ہو' روایت میں مذکور حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ عبدی ہیں۔ قبیلہ عبدالقیس سے ان کا تعلق ہے' مشہور انصاری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

٣١٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ)). [أطرافه في : ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١].

(۳۱۴۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قریش کو میں ان کا دل ملانے کے لئے دیتا ہوں' کیونکہ ان کی جاہلیت (کفر) کا زمانہ ابھی تازہ گزرا ہے۔ (ان کی دلجوئی کرنا ضروری ہے)

٣١٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالاً مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِي

(۳۱۴۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیف قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے۔ آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ (قریش کے لوگوں کو حال ہی میں ہم نے مارا' ان

قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) قَالَ لَهُ فُقَهَاءُهُمْ أَمَّا ذَوُو رَأْيِنَا فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا. وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الأَنْصَارَ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لأُعْطِي رِجَالاً حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللهِ، فَوَ اللهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ)). قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ رَضِينَا. فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ)). قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ)). [راجع: ٣١٤٦]

کے شہر کو ہم ہی نے فتح کیا) انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک ڈیرے میں جمع کیا' ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا۔ جب سب انصاری لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہم میں جو عقل والے ہیں' وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں' ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں' انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کرے' آپؐ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ ابھی گزرا ہے۔ (اور ان کو دے کر ان کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جا رہے ہوں گے' تو تم لوگ اپنے گھروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا بے شک یارسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا' اس وقت تم صبر کرنا' (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملو اور اس کے رسول سے حوض کوثر پر۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' پھر ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

تشریح یہ لوگ قریش کے سردار اور رؤسا تھے جو حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے' آپؐ نے ان کی دلجوئی کے لئے ان کو بہت سامان دیا۔ ان لوگوں کے نام یہ تھے۔ ابو سفیان' معاویہ بن ابی سفیان' حکیم بن حزام' حارث بن حارث' حارث بن ہشام' سہیل بن عمرو' حویطب بن عبدالعزی' علاء بن حارثہ ثقفی' عیینہ بن حصین' صفوان بن امیہ' اقرع بن حابس' مالک بن عوف' ان حضرات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی کچھ دیا اس کا ذکر صرف تاریخ میں باقی رہ گیا' مگر انصار کو آپ نے اپنی ذات گرامی سے جو شرف بخشا وہ رہتی دنیا تک کے لئے درخشاں و تاباں ہے۔ جس شرف کی برکت سے مدینۃ المنورہ کو وہ خاص شرف حاصل ہے جو دنیا میں کسی بھی شہر

کو نصیب نہیں۔

اموال ہوازن کے متعلق جو غنیمت میں حاصل ہوا' صاحب "لمعات" لکھتے ہیں۔ ما افاء الله فی هذا الابهام تفخيم وتكثير لما افاء فان الفئى الحاصل منهم كان عظيمًا كثيرًا مما لايعد ولا يحصى وجاء فى الروايات ستة الاف من السبى واربع وعشرون الفا من الابل واربعة الاف اوقية من الفضة واكثر اربعين الف شاة الخ (حاشیة بخاری کراتشی ج :١/ ص : ٤٤٥) یعنی اموال ہوازن اس قدر حاصل ہوا جس کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ روایات میں قیدیوں کی تعداد چھ ہزار ' اور چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں مذکور ہوئی ہیں۔

٣١٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّه بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلاً مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ بِرَسُولَ اللهِ ﷺ الأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْطُونِي رِدَائِي، فَلَو كَانَ عَدَدُ هَذِهِ العِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لاَ تَجِدُونَنِي بَخِيْلاً وَلاَ كَذُوبًا وَلاَ جَبَانًا)). [راجع: ٢٨٢١]

(۳۱۴۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی کہ میرے باپ محمد بن جبیر نے کہا' اور انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے ساتھ اور بھی صحابہ تھے۔ حنین کے جہاد سے واپسی ہو رہی تھی۔ راستے میں کچھ بدو آپ سے لپٹ گئے۔ (لوٹ کا مال) آپ سے مانگتے تھے۔ وہ آپ سے ایسا لپٹے کہ آپ کو ایک ببول کے درخت کی طرف دھکیل لے گئے۔ آپ کی چادر اس میں اٹک کر رہ گئی۔ اس وقت آپ ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا' (بھائیو) میری چادر تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو وہ بھی تم میں تقسیم کر دیتا۔ تم مجھے بخیل' جھوٹا اور بزدل ہرگز نہیں پاؤ گے۔

ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ امام کو اختیار ہے مال غنیمت جن لوگوں کو چاہے مصلحت کے مطابق تقسیم کر سکتا ہے۔ عینی نے کہا ومطابقة للترجمة تستانس من قوله لقسمة بينكم

٣١٤٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةَ

(۳۱۴۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا' اور زور سے آپ کو کھینچا' میں نے آپ کے شانے کو دیکھا' اس پر چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا۔ ایسا کھینچا۔ پھر کہنے لگا' اللہ کا مال جو آپ کے پاس

الزَّادِ مِن شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ : مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ. فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ)).

[طرفاه في : ٥٨٠٩، ٦٠٨٨].

ہے۔ اس میں سے کچھ مجھ کو دلایئے۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ پھر آپؐ نے اسے دینے کا حکم فرمایا (آخری جملہ میں سے ترجمۃ الباب نکلتا ہے)

٣١٥٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَومُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ : فَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ. وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ. وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَومَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ. قَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ. فَقُلْتُ وَاللهِ لأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: ((فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ؟ رَحِمَ اللهُ مُوسَى. قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

[أطرافه في: ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٢٩١، ٦٣٣٦].

(۳۱۵۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابو وائل نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حنین کی لڑائی کے بعد نبی کریم ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے' اتنے ہی اونٹ عیینہ بن حصین رضی اللہ عنہ کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔ اس پر ایک شخص (معتب بن قشیر منافق) نے کہا' کہ خدا کی قسم! اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔ میں نے کہا کہ واللہ! اس کی خبر میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور آپ کو اس کی خبر دی۔ آنحضرت ﷺ نے سن کر فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھ اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

آپ نے اس منافق کو سزا نہیں دلوائی' کیونکہ وہ اپنے قول سے انکاری ہو گیا ہو گا یا صرف ایک شخص عبداللہ بن مسعودؓ کی گواہی تھی اور ایک کی گواہی پر جرم ثابت نہیں ہو سکتا' یا آپؐ نے اس کا سزا دینا مصلحت نہ سمجھا ہو۔ قال القسطلانی لم ینقل انه صلی الله علیه وسلم عاقبه

وفی المقاصد قال قاضی عیاض حکم الشرع ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم کفر ویقتل ولکنه لم یقتل تالیفا لغیرهم ولئلا یشتهر فی الناس انه صلی الله علیه وسلم یقتل اصحابه فینفروا یعنی آنحضرت ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جس کی سزا شرعاً قتل ہے مگر آپ نے مصلحتاً اس کو نہیں مارا۔

٣١٥١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ:

(۳۱۵۱) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر

أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَه رَسُولُ اللهِ عَلَى رَأْسِي. وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَي فَرْسَخٍ)). وَقَالَ أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيْرِ)).

دی' ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی' میں اس میں سے گٹھلیاں (سوکھی کھجوریں) اپنے سر پر لایا کرتی تھی۔ وہ جگہ میرے گھر سے دو میل فرسخ کی دو تہائی پر تھی۔ ابو ضمرہ نے ہشام سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے (مرسلاً) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو بنی نضیر کی آراضی میں سے ایک زمین مقطعہ کے طور پر دی تھی۔

حافظ نے کہا میں نے اس تعلیق کو موصولاً نہیں پایا' اس کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ابو ضمرہ نے ابو اسامہ کے خلاف اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا ہے نہ کہ موصولاً۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو کچھ جاگیر عنایت فرمائی' اسی سے باب کا مطلب نکلا کہ امام خمس وغیرہ میں سے حسب مصلحت تقسیم کرنے کا مختار ہے۔

٣١٥٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْن سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا. وَكَانَتِ الأَرْضُ - لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا - لِلْيَهُودِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ. فَسَأَلَ الْيَهُودُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا)). فَأُقِرُّوا، حَتَّى أَجْلاَهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ أَوْأَرِيْحَا)). [راجع: ٢٢٨٥]

(٣١٥٢) مجھ سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے نکال کر دوسری جگہ بسا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو آپ کا بھی ارادہ ہوا تھا کہ یہودیوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ جب آپ نے فتح پائی' تو اس وقت وہاں کی کچھ زمین یہودیوں کے قبضے میں ہی تھی۔ اور اکثر زمین پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے قبضے میں تھی۔ لیکن پھر یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی' آپ زمین انہیں کے پاس رہنے دیں۔ وہ (کھیتوں اور باغوں میں) کام کیا کریں گے۔ اور آدھی پیداوار لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اچھا جب تک ہم چاہیں گے اس وقت تک کے لئے تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ وہیں رہے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دور خلافت میں (مسلمانوں کے خلاف ان کے فتنوں اور سازشوں کی وجہ سے یہود خیبر کو) تیماء یا اریحا کی طرف نکال دیا تھا۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں والمراد بقوله لما ظهر عليها فتح اكثرها قبل ان يساله اليهود وان يصالحوه فكانت لليهود كلها صالحهم على ان يسلموا له الارض كانت الارض لله ولرسوله وقال ابن المنير احاديث الباب مطابقة للترجمة الا هذا الاخير

فليس فيه للعطاء ذكر ولكن فيه ذكر جهات قد علم من مكان إخر انها كانت جهات عطاء فبهذا الطريق تدخل تحت الترجمة والله اعلم (فتح الباری) یعنی مراد یہ ہے کہ ارض خیبر کو فتح کرنے کے بعد یہود سے معاہدہ ہو گیا تھا۔ پہلے وہ سب زمینیں ان ہی کی تھیں۔ بعد میں غلبہ اسلام کے بعد وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہو گئی تھیں۔ اس میں ایک طرح سے ان زمینوں کو بطور بخشش دینا بھی مقصود ہے۔ ترجمۃ الباب سے اسی میں مطابقت ہے۔ اس حدیث سے معاملات کے بہت سے مسائل نکلتے ہیں جن کو حضرت امام نے جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔

٢٠- بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

باب اگر کھانے کی چیزیں کافروں کے ملک میں ہاتھ آجائیں

الجمهور على جواز اخذ الغانمين من القوت وما يصلح به وكل طعام يعتاد اكله عمومًا وكذالك علف الدواب سواء كان قبل القسمة او بعدها باذن الامام وبغير اذنه (فتح الباری) یعنی جمہور کا یہی فتویٰ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کو غنیمت پانے والے قبل از تقسیم لے اور کھا سکتے ہیں۔ اسی طرح چارا ہے' اسے بھی اپنے جانوروں کو اسی طرح کھلا پلا سکتے ہیں۔

٣١٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ، فَنَزَوتُ لآخُذَهُ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ)).

(٣١٥٣) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی۔ میں اسے لینے کے لئے لپکا' لیکن مڑ کر جو دیکھا تو پاس ہی نبی کریم ﷺ موجود تھے۔ میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

[طرفاه في: ٤٢٢٤، ٥٥٠٨].

یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

٣١٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ((كُنَّا نُصِيْبُ فِي مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ، فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ)).

(٣١٥٤) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (نبی کریم ﷺ کے زمانے میں) غزوؤں میں ہمیں شہد اور انگور ملتا تھا ہم اسے اسی وقت کھا لیتے۔ (تقسیم کے لئے اٹھا نہ رکھتے)

اس حدیث سے یہ نکلا کہ کھانے پینے کی جو چیزیں رکھنے سے خراب ہوتی ہیں تقسیم سے پہلے ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے ترکاریاں میوے وغیرہ۔

٣١٥٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: ((أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ

(٣١٥٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے شیبانی نے بیان کیا' کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ جنگ خیبر کے موقع پر فاقوں پر فاقے ہونے لگے۔ آخر جس دن خیبر فتح ہوا تو (مال غنیمت میں) گھریلو گدھے

خَيْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الأَهْلِيَةِ فَانْتَحَرْنَاهَا، فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ فَلاَ تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ لأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ. قَالَ: وَقَالَ آخَرُونَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ. وَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ.

[أطرافه في: ٤٢٢٠، ٤٢٢٢، ٤٢٢٤، ٥٥٢٦].

بھی ہمیں ملے۔ چنانچہ انہیں ذبح کر کے (پکانا شروع کر دیا گیا) جب ہانڈیوں میں جوش آنے لگا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں کو الٹ دو اور گھریلو گدھے کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ غالباً آنحضرت ﷺ نے اس لئے روک دیا ہے کہ ابھی تک اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا۔ لیکن بعض دوسرے صحابہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ (شیبانی نے بیان کیا کہ) میں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے قطعی طور پر حرام کر دیا تھا۔

٥٨- كتاب الجزية والموادعة

کتاب جزیہ وغیرہ کے بیان میں

بسم الله الرحمن الرحيم

١- بابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادِعَةِ، مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ

باب جزیہ کا اور کافروں سے ایک مدت تک لڑائی نہ کرنے کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَلاَ بِالْيَومِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ [التوبة: ٢٩] أَذِلاَّءُ. وَمَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالْعَجَمِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لائے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو وہ حرام مانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ دین حق کو انہوں نے قبول کیا (بلکہ الٹے وہ لوگ تم ہی کو مٹانے اور اسلام کو ختم کرنے کے لئے جنگ پر آمادہ ہو گئے)۔ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی (مثلاً یہود و نصاریٰ) یہاں تک (مدافعت کرو) کہ وہ تمہارے غلبہ کی وجہ سے جزیہ دینا قبول کر لیں اور وہ تمہارے مقابلہ پر دب گئے ہوں"۔ (صاغرون کے معنی) اذلاء کے ہیں۔ اور ان

ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ : قُلْتُ لِـمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيْرَ، وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِيْنَارٌ؟ قَالَ: جُعِلَ ذَلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ.

احادیث کا ذکر جن میں یہود' نصاریٰ' مجوس' اور اہل عجم سے جزیہ لینے کا بیان ہوا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا' ان سے ابن ابی نجیح نے کہا کہ میں نے مجاہد سے پوچھا' اس کی کیا وجہ ہے کہ شام کے اہل کتاب پر چار دینار (جزیہ) ہے اور یمن کے اہل کتاب پر صرف ایک دینار! تو انہوں نے کہا کہ شام کے کافر زیادہ مالدار ہیں۔

اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جزیہ کی کمی بیشی کے لئے امام کو اختیار ہے۔ جزیہ کے نام سے حقیری رقم غیر مسلم رعایا پر اسلامی حکومت کی طرف سے ایک حفاظتی ٹیکس ہے جس کی ادائیگی ان غیر مسلموں کی وفاداری کا نشان ہے اور اسلامی حکومت پر ذمہ داری ہے کہ ان کے مال و جان و مذہب کی پورے طور پر حفاظت کی جائے گی۔ اگر اسلامی حکومت اس بارے میں ناکام رہ جائے تو اسے جزیہ لینے کا کوئی حق نہ ہو گا۔ کما لا یخفی۔

(لفظ اذلاء سے آگے بعض نسخوں میں یہ عبارت زائد ہے والمسکنة مصدر المسکین اسکن من فلان احوج منه ولم یذهب الی السکون)

٣١٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ: ((كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةَ سَنَةَ سَبْعِيْنَ - عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ - عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الأَحْنَفِ، فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْـخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ، فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْـمَجُوسِ. وَلَـمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْـجِزْيَةَ مِنَ الْـمَجُوسِ)).

(٣١٥٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان دونوں بزرگوں سے بجالہ نے بیان کیا کہ ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ والوں کے ساتھ حج کیا تھا۔ زمزم کی سیڑھیوں کے پاس انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ تو وفات سے ایک سال پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب ہمارے پاس آیا کہ جس پارسی نے اپنی محرم عورت کو بیوی بنایا ہو تو ان کو جدا کر دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پارسیوں سے جزیہ نہیں لیا تھا۔

٣١٥٧- حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ الْـجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ)).

(٣١٥٧) لیکن جب عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ (تو وہ بھی لینے لگے تھے)

تشریح معلوم ہوا کہ پارسیوں کو بھی حکم اہل کتاب کا سا ہے۔ امام شافعی اور عبدالرزاق نے نکالا کہ پارسی اہل کتاب تھے' پھر ان کے سردار نے بدتمیزی کی' اپنی بہن سے صحبت کی اور دوسرں کو بھی یہ سمجھایا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ آدم علیہ السلام اپنی لڑکیوں کا نکاح اپنے لڑکوں سے کر دیتے تھے۔ لوگوں نے اس کا کہنا مانا اور جنہوں نے انکار کیا' ان کو اس نے مار ڈالا۔ آخر ان

کی کتاب مٹ گئی۔ اور مؤطا میں مرفوع حدیث ہے کہ پارسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سا سلوک کرو۔

۳۱۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الأَنْصَارِيَّ- وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا - أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيهِمُ الْعَلاَءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلاَةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا صَلَّى بِهِمِ الْفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُمْ. وَقَالَ: ((أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ))، قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَ اللهِ لاَ الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)).

(۳۱۵۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے اور انہیں عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبردی۔ وہ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے ان کو خبردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں' یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں خوش خبری ہو' اور اس چیز کے لئے تم پر امید رہو۔ جس سے تمہیں خوشی ہو گی' لیکن خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا کچھ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے' تو ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے جلنے لگو اور یہ جلنا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔

سبحان اللہ! کیا عمدہ نصیحت فرمائی' مسلمانوں کو۔ جتنی دولتیں اور ریاستیں تباہ ہوئیں وہ اسی آپس کے رشک اور حسد اور نااتفاقی کی وجہ سے۔ آج بھی عرب ممالک کو دیکھا جا سکتا ہے کہ یہودی ان کی چھاتیوں پر سوار ہیں اور وہ آپس میں لڑ لڑ کر کمزور ہو رہے ہیں۔

۳۱۵۹- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ

(۳۱۵۹) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن جعفر الرقی نے' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے' کہا ہم سے سعید بن

حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ: ((بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الأَمْصَارِ يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْتَشِيْرُكَ فِي مَغَازِيَّ هَذِهِ. قَالَ: نَعَمْ، مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلاَنِ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلاَنِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسِ. فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلاَنِ وَالرَّأْسُ. وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلاَنِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ. فَالرَّأْسُ كِسْرَى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الآخَرُ فَارِس. فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى. وَقَالَ بَكْرٌ وَزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ : قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ. وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ.حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا، فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ: لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ. فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ. قَالَ : مَا أَنْتُمْ؟ قَالَ : نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلاَءٍ شَدِيْدٍ. نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ. وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعْرَ. وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ. فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ

عبیداللہ ثقفی نے بیان کیا' ان سے بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر ہر دو نے بیان کیا اور ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا کہ کفار سے جنگ کے لئے عمر رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو (فارس کے) بڑے بڑے شہروں کی طرف بھیجا تھا۔ (جب لشکر قادسیہ پہنچا اور لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا) تو ہرمزان (شوستر کا حاکم) اسلام لے آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا' کہ میں تم سے ان (ممالک فارس وغیرہ) پر فوج بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ چاہتا ہوں (کہ پہلے ان تین مقاموں فارس' اصفہان اور آذر بائیجان میں کہاں سے لڑائی شروع کی جائے) اس نے کہا جی ہاں! اس ملک کی مثال اور اس میں رہنے والے اسلام دشمن باشندوں کی مثال ایک پرندے جیسی ہے جس کا سر ہے' دو بازو ہیں۔ اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں پر ایک بازو اور ایک سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں دونوں بازو اور سر سب بے کار رہ جاتا ہے۔ پس سر تو کسریٰ ہے' ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا فارس! اس لئے آپ مسلمانوں کو حکم دے دیں کہ پہلے وہ کسریٰ پر حملہ کریں۔ اور بکر بن عبداللہ اور زیاد بن جبیر دونوں نے بیان کیا کہ ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جہاد کے لئے) بلایا اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر کیا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین (نہاوند) کے قریب پہنچے تو کسریٰ کا ایک افسر چالیس ہزار کا لشکر ساتھ لئے ہوئے ہمارے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ پھر ایک ترجمان نے آکر کہا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص (معاملات پر) گفتگو کرے' مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (مسلمانوں کی نمائندگی کی اور) فرمایا کہ جو تمہارے مطالبات ہوں' انہیں بیان کرو۔ اس نے پوچھا آخر تم لوگ ہو کون؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں' ہم انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھے۔ بھوک کی شدت میں ہم چمڑے' اور گٹھلیاں چوسا کرتے تھے۔ اون اور بال ہماری پوشاک تھی اور پتھروں اور درختوں کی ہم

بَعَثَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِيْنَ - تَعَالَى ذِكْرُهُ وجَلَّتْ عَظَمَتُهُ - إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ. أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ. وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ. وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ)).

[طرفه في : ٧٥٣٠].

عبادت کیا کرتے تھے۔ ہماری مصیبتیں اسی طرح قائم تھیں کہ آسمان اور زمین کے رب نے' جس کا ذکر اپنی تمام عظمت و جلال کے ساتھ بلند ہے۔ ہماری طرف ہماری ہی طرح (کے انسانی عادات و خصائص رکھنے والا) ایک نبی بھیجا۔ ہم اس کے باپ اور ماں کو جانتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں۔ جب تک تم صرف اللہ اکیلے کی عبادت نہ کرنے لگو۔ یا پھر اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جزیہ دینا قبول کرلو اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ (اسلام کے لئے لڑتے ہوئے) جہاد میں ہمارا جو آدمی بھی قتل کیا جائے گا وہ ایسی جنت میں جائے گا' جو اس نے کبھی نہیں دیکھی اور جو لوگ ہم میں سے زندہ باقی رہ جائیں گے وہ (فتح حاصل کر کے) تم پر حاکم بن سکیں گے۔ (مغیرہؓ نے یہ گفتگو تمام کر کے نعمانؓ سے کہا لڑائی شروع کرو)

٣١٦٠- فَقَالَ النُّعْمَانُ : رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللهُ مِثْلَهَا مع النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الأَرْوَاحُ. وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ))

(٣١٦٠) نعمانؓ نے کہا تم کو تو اللہ پاک ایسی کئی لڑائیوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک رکھ چکا ہے۔ اور اس نے (لڑائی میں دیر کرنے پر) تم کو نہ شرمندہ کیا نہ ذلیل کیا اور میں تو آنحضرتؐ کے ساتھ لڑائی میں موجود تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا اگر صبح سویرے لڑائی شروع نہ کرتے اور دن چڑھ جاتا تو اس وقت تک ٹھہرے رہتے کہ سورج ڈھل جائے' ہوائیں چلنے لگیں' نمازوں کا وقت آن پہنچے۔

تشریح ہوا یہ کہ لشکر اسلام حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایران کی طرف چلا۔ جب قادسیہ میں پہنچا تو یزدگرد بادشاہ ایران نے ایک فوج گراں اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی۔ ۱۴ھ میں یہ جنگ واقع ہوئی' جس میں مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا' طلیحہ اسدی اور عمرو بن معدیکرب اور ضرار بن خطاب جیسے اسلامی بہادر شہید ہو گئے۔ بعد میں اللہ پاک نے کافروں پر ایک تیز آندھی بھیجی۔ ان کے ڈیرے خیمے سب اکھڑ گئے' ادھر سے مسلمانوں نے حملہ کیا' وہ بھاگے' ان کا نامی گرامی پہلوان رستم ثانی مارا گیا اور مسلمانی فوج تعاقب کرتی ہوئی مدائن پہنچی' وہاں کا رئیس ہرمزان محصور ہو گیا' آخر اس نے امان چاہی اور خوشی سے مسلمان ہو گیا۔

ابو موسیٰ اشعریؓ جو فوج کے سردار تھے' انہوں نے ان کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے اسکی عزت افزائی فرمائی' اسے عقلمند اور صاحب تدبیر پا کر اسکو مشیر خاص بنایا' چنانچہ ہرمزان نے کسریٰ کے بارے میں صحیح مشورہ دیا۔ ہرچند وہ روم کا بادشاہ تھا مگر اس زمانے میں کسریٰ کا مرتبہ سب بادشاہوں سے زیادہ تھا' اس کا تباہ ہونا ایران اور روم دونوں کے زوال کا سبب بنا' کسریٰ کی فوج کا سردار ذوالجناحین نامی سردار تھا' جو خچر سے گرا اور اسکا پیٹ پھٹ گیا۔ سخت جنگ کے بعد کافروں کو ہزیمت ہوئی' مزید تفصیل آگے

آئے گی۔

٢- بَابُ إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ، هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ؟

٣١٦١- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: ((غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبُوكَ، وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ)).

[راجع: ١٤٨١]

باب اگر بستی کے حاکم سے صلح ہو جائے تو بستی والوں سے بھی صلح سمجھی جائے گی

(۳۱۶۱) ہم سے سہل بن بکار نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے عباس ساعدی نے اور ان سے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہم غزوۂ تبوک میں شریک تھے۔ ایلہ کے حاکم (یوحنا بن روبہ) نے آنحضرت ﷺ کو ایک سفید خچر بھیجا اور آپؐ نے اسے ایک چادر بطور خلعت کے اور ایک تحریر کے ذریعہ اس کے ملک پر اسے ہی حاکم باقی رکھا۔

یہ روایت ابن اسحاق میں یوں ہے کہ جب آپؐ تبوک کو جا رہے تھے' تو یوحنا بن روبہ ایلہ کا حاکم آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا' اور آپ نے اس سے صلح کر کے سند امان لکھ کر دے دی' اس سے ترجمہ باب یوں نکلا کہ آپ نے یوحنا سے صلح کی تو سارے ایلہ والے امن اور صلح میں آ گئے۔

٣- بَابُ الْوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالذِّمَّةُ الْعَهْدِ، وَالإِلُّ الْقَرَابَةِ

باب آنحضرت ﷺ نے جن کافروں کو امان دی (اپنے ذمہ میں لیا) ان کے امان کو قائم رکھنے کی وصیت کرنا

ذمہ کہتے ہیں عہد اور اقرار کو' اور "ال" کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے اس کے معنے رشتہ داری کے ہیں۔

٣١٦٢- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جُوَيْرِيَّةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ: ((سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ: أُوصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللهِ، فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ، وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ)).

[راجع: ١٣٩٢]

(۳۱۶۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو جمرہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے جویریہ بن قدامہ تمیمی سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے سنا تھا' (جب وہ زخمی ہوئے) آپ سے ہم نے عرض کیا تھا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے! تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کی (جو تم نے ذمیوں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں (کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا) کیونکہ وہ تمہارے نبی کا ذمہ ہے اور تمہارے گھر والوں کی روزی ہے (کہ جزیہ کے روپیہ سے تمہارے بال بچوں کی گزران ہوتی ہے)

تشریح امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ وہ عالی شان وصیت ہے جس پر اسلام ہمیشہ نازاں رہے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جہاد کا منشاء غیر مسلم اقوام کو مٹانا یا ستانا ہرگز نہیں ہے۔ پھر بھی کچھ متعصب لوگوں نے جہاد کے سلسلہ میں اسلام کو ہدف ملامت بنایا ہے جن کے جواب میں خطیب الاسلام حضرت مولانا عبدالروف صاحب جھنڈا نگری ناظم جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال نے ایک تفصیلی مقالہ مرحمت فرمایا ہے۔ جسے ہم مولانا کے شکریہ کے ساتھ یہاں درج کرتے ہیں۔ جس کے مطالعہ سے ناظرین بخاری شریف کی معلومات میں بیش از بیش اضافہ ہو گا۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"جہاد کے مفہوم سے بے خبری پر اہل یورپ مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جہاد غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنانے کا نام ہے۔ اگرچہ ان غیر مسلموں نے مسلمانوں پر کوئی زیادتی اور ان کے ساتھ کوئی دشمنی نہ کی ہو' لیکن اہل یورپ سراسر کذب و افتراء سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ ادنیٰ تامل سے یہ اعتراض غلط اور باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ سورۂ انفال و سورۂ بقرہ میں یہ تفصیل موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دین کے اندر زبردستی نہیں ہے۔ اصل میں قرآن کریم میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ جنگ و قتال کی جو آیات ہیں ان سے ناواقفوں کو سرسری مطالعہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ اسلام تمام مذاہب کا دشمن ہے' مگر یہ غلط فہمی ان آیات کے پس منظر سے ناواقفیت کے سبب پیدا ہو گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ جو اسلام اور مسلمانوں کے معاند اور ان کے دشمن ہیں' دوسرے وہ جن کو مسلمانوں سے کوئی مخاصمت اور دشمنی نہیں ہے ان دونوں کے لئے احکام جدا جدا ہیں۔

جو غیر مسلم مسلمانوں کے دشمن اور درپے آزار نہیں ہیں ان کا حکم جدا ہے۔ ان کے ساتھ دنیاوی تعلقات اور حسن سلوک کی ممانعت نہیں ہے۔ ارشاد ہے

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون ط (الممتحنۃ ۸۰۹)

"یعنی جو لوگ تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' ان کے ساتھ احسان و سلوک اور عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تو صرف انہی لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین کے بارے میں تم سے لڑے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے نکالنے میں مخالفوں کی مدد کی' جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے گا' وہ ظالموں میں سے ہو گا"۔

اور جو غیر مسلم مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں اور ان کو مٹانے جلانے اور برباد کرنے کے درپے رہتے ہیں ان سے دوستی قطعاً حرام ہے اوران کے قتل کے جواب میں قتل و قتال کے احکام موجود ہیں۔ لیکن ایسی جنگ میں بھی ظلم و زیادتی کی ممانعت موجود ہے۔

ارشاد ہے۔ ﴿ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدو ان اللہ لا یحب المعتدین ﴾

اور جو تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے راستے میں ان سے لڑو' مگر کسی قسم کی زیادتی نہ کرو' اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

حافظ ابن حجرؒ نے جہاد کے متعلق جو تفصیل لکھی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمن سے جہاد تلوار' اسلحہ کے ذریعہ صرف اسی وقت ضروری ہے جبکہ مسلمانوں پر کفار زیادتی و دشمنی کا کھلم کھلا رویہ اختیار کئے ہوئے ہوں۔

امام ابن تیمیہؒ نے "مجموعہ رسائل تحت قتال الکفار" میں صراحت کی ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ دین میں زبردستی نہیں ہے۔ فلو کان الکافر یقتل حتی یسلم لکان ھذا اعظم الاکراہ علی الدین پس اگر مسئلہ شرعی یہ ہو کہ جب کافر مسلمان نہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے تو مذہب پر جبرو اکراہ کی اس سے بڑی شکل اور کیا ہے ؟

اسلام کا مقصد محض کافروں کو قتل کر ڈالنا اور ان کے اموال و جائداد کو حاصل کر لینا نہیں ہے بلکہ جہاد کا مطلب استیلاء اسلام ہے جو دین حق ہے اور دراصل حقیقتاً دین و دنیا کا اعتدال و توازن اسلام کے نظام میں مضمر ہے۔ اس کو تمام عالم میں عام کرنا مقصود ہے جیسا کہ ارشاد ہے ﴿ الذین اٰمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا ﴾

اسی معنی میں دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۹۳) یعنی اور ان سے جہاد کرو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہ جائے (اور دین اللہ ہی کا ہو جائے) پس اگر وہ باز آ جائیں، تو پھر زیادتی نہیں کرنا ہے مگر ظالموں پر۔

اگر اسلام کا مقصد محض قتال کفار ہوتا تو پھر عورتوں، بچوں، بوڑھوں، معذوروں، اور گوشہ گیر فقیروں کو قتال کے حکم سے کیوں مستثنیٰ کیا جاتا؟ کیونکہ علت کفر تو سب میں مشترک ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے کہ لا تقتلوا ذریة ولا عسیفا ولا شیخا فانیا ولا طفلا صغیراً ولا امراۃ یعنی چھوٹے بچوں، بیگار میں پکڑے ہوئے مزدوروں، کمزور اور بڈھوں، نابالغ لڑکوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔ (السیاسة الشرعیة ص: ۵۱۔ وموطا معہ مسوی جلد ثانی ص ۱۳۲)

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر حضرت اسامہؓ سے فرمایا تھا کہ دیکھو خیانت نہ کرنا، فریب نہ کرنا اور دشمن کا ہاتھ پاؤں مت کاٹنا، چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو کچھ نہ کہنا جنہوں نے اپنی زندگی عبادت گاہوں، گرجا گھروں میں وقف کر دی ہے۔ (صدیق اکبر مؤلفہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی بحوالہ طبری ص ۳۲۹)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر کفر کا اقتدار وجہ فتنہ بن جائے تو فتنہ کو ختم کرنے کے لئے قتال ضروری ہے ورنہ نہیں۔

فرماتے ہیں۔ فمن لم یمنع المسلمین من اقامة الدین الاسلام لم یکن مضرة کفرہ الا علی نفسہ (السیاسة الشرعیة ابن تیمیہ، ص: ۵۹)

جزیہ بھی اسلام کے اقتدار و بالادستی کو تسلیم کرنے کی غرض سے ہے، ورنہ محض تحصیل خراج و جزیہ اسلام کا ہرگز مقصد نہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خراسان کے عامل جراح بن عبداللہ کو اس لئے معطل کر دیا کہ انہوں نے جزیہ کو کم دیکھ کر نو مسلموں سے کہا کہ تم لوگ اس لئے اسلام لے آئے ہو کہ جزیہ سے بچ جاؤ۔ یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز تک پہنچی، تو عامل کو معزول کرتے ہوئے ایک سنہرا مقولہ تحریر فرمایا کہ "حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں دعوت حق کے لئے بھیجے گئے تھے۔ آپ خراج و جزیہ کے محصل بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔" (البدایہ والنہایہ جلد تاسع ص ۱۸۸)

بہر حال اسلام کا مقصد حصول اقتدار و استیلاء صرف اس لئے ہے تاکہ دین و دنیا میں اعتدال و توازن اور امن و امان قائم رہے اور نظام اسلام کے ذریعہ اقوام عالم کو سکون قلب اور امن و استقلال کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع حاصل ہوں"۔

٤- بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ؟

باب آنحضرت ﷺ کا بحرین سے (مجاہدین کو کچھ معاش) دینا اور بحرین کی آمدنی اور جزیہ میں سے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ کرنا اس کا بیان اور اس کا کہ جو مال کافروں سے بن لڑے ہاتھ آئے یا جزیہ وہ کن لوگوں کو تقسیم کیا جائے

٣١٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ

(۳۱۶۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا لاَ وَاللهِ حَتَّى تَكْتُبَ لإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا، فَقَالَ: ((ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ. قَالَ: فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي)).

[راجع: ٢٣٧٦]

کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا' تاکہ بحرین میں ان کے لئے کچھ زمین لکھدیں۔ لیکن انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! خدا کی قسم! (ہمیں اسی وقت وہاں زمین عنایت فرمایئے) جب اتنی زمین ہمارے بھائی قریش (مہاجرین) کے لئے بھی آپ لکھیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک اللہ کو منظور ہے یہ معاش ان کو بھی (یعنی قریش والوں کو) ملتی رہے گی۔ لیکن انصار یہی اصرار کرتے رہے کہ قریش والوں کے لئے بھی سندیں لکھ دیجئے۔ جب آپ نے انصار سے فرمایا' کہ میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی' لیکن تم صبر سے کام لینا' تاآنکہ تم آخر میں مجھ سے آکر ملو۔ (جنگ اور فساد نہ کرنا)

٣١٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِي: ((لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)). فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ كَانَ قَالَ لِي: لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا. فَقَالَ لِي: احْثُهْ. فَحَثَوْتُ حَثْيَةً. فَقَالَ لِي: عُدَّهَا. فَعَدَدْتُهَا، فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ، فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسُمِائَةٍ.

[راجع: ٢٢٩٦]

(٣١٦٤) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے روح بن قاسم نے خبر دی' انہیں محمد بن منکدر نے بیان کیا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بحرین سے روپیہ آیا' تو میں تمہیں اتنا' اتنا' اتنا (تین لپ) دوں گا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد بحرین کا روپیہ آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی سے کوئی دینے کا وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا روپیہ ہمارے یہاں آیا تو میں تمہیں اتنا' اتنا اور اتنا دوں گا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اچھا ایک لپ بھرو' میں نے ایک لپ بھری' تو انہوں نے فرمایا' کہ اسے شمار کرو' میں نے شمار کیا تو پانچ سو تھا' پھر انہوں نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمایا۔

٣١٦٥- وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ((أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ: انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي، إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيْلاً. فَقَالَ خُذْ. فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ، ثُمَّ ذهب يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ: مُرْ بَعْضَهُمْ يرفَعْهُ عَلَيَّ، قَالَ: لاَ. قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لاَ. فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ: فَمُرْهُ بَعْضَهُمْ يَرفَعْهُ عَلَيَّ، قَالَ: لاَ. فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لاَ. فَنَثَرَ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ، فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا، عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ، فَمَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَم)).

[راجع: ٤٢١]

(٣١٦٥) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بحرین سے خراج کا روپیہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو' بحرین کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آ چکے تھے۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی عنایت فرمائیے (میں زیر بار ہوں) کیونکہ میں نے (بدر کے موقع پر) اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیلؓ کا بھی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا لے لیجئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں روپیہ بھر لیا' (لیکن اٹھ نہ سکا) تو اس میں سے کم کرنے لگے۔ لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ اٹھ سکا تو عرض کیا کہ آنحضورؐ کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا' انہوں نے کہا کہ پھر آپ خود ہی اٹھوا دیں۔ فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کیا' لیکن اس پر بھی نہ اٹھا سکے تو کہا کہ کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اٹھا دے' فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا' انہوں نے کہا' پھر آپ ہی اٹھا دیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر اس میں سے انہیں پھر کم کرنا پڑا اور تب کہیں جا کے اسے اپنے کاندھے پر اٹھا سکے اور لے کر جانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک انہیں برابر دیکھتے رہے' جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے۔ ان کے حرص پر آپؐ نے تعجب فرمایا' اور آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا۔

٥- بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

باب کسی ذمی کافر کو ناحق مار ڈالنا کیسا گناہ ہے؟

٣١٦٦- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

(٣١٦٦) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حسن بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مجاہد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن

عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا)). [طرفه في : ٦٩١٤].

عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے۔

٦- بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

باب یہودیوں کو عرب کے ملک سے نکال کر باہر کرنا

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ)).

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے (خیبر کے یہودیوں سے) فرمایا کہ میں تمہیں اس وقت تک یہاں رہنے دوں گا جب تک اللہ تم کو یہاں رکھے۔

٣١٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ))، فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ ((أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الأَرْضَ للهِ وَرَسُولِهِ، إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الأَرْضِ، فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلاَّ فَاعْلَمُوا أَنَّ الأَرْضَ للهِ وَرَسُولِهِ)).

[طرفاه في : ٦٩٤٤، ٧٣٤٨].

(۳۱۶۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ان کے والد (ابو سعید) نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' ہم ابھی مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے' اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب بیت المدراس (یہودیوں کا مدرسہ) پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسلام لاؤ تو سلامتی کے ساتھ رہو گے اور سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس ملک سے نکال دوں' پھر تم میں سے اگر کسی کی جائداد کی قیمت آئے تو اسے بیچ ڈالے۔ اگر تم اس پر تیار نہیں ہو' تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہے۔

رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں یہودیوں کے اخراج کی نیت کر لی تھی' مگر آپ کی وفات ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں ان کی مسلسل غداریوں اور سازشوں کی بنا پر ان کو وہاں سے نکال دیا۔

٣١٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ. ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ

(۳۱۶۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان احول نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے سنا اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے جمعرات کے دن کا ذکر کرتے ہوئے کہا' تمہیں معلوم ہے کہ جمعرات کا دن' ہائے! یہ کون سا دن ہے؟ اس کے بعد وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے

دَمْعُهُ الْحَصَى. قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)). فَتَنَازَعُوا. وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ. فَقَالُوا: مَا لَهُ؟ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوْهُ. فَقَالَ: ذَرُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ. فَأَمَرَهُمْ بِثَلاَثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ، وَالثَّالِثَةِ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا، وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا)) قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ. [راجع: ١١٤]

کنکریاں تر ہو گئیں۔ سعید نے کہا میں نے عرض کیا' یا ابو عباس! جمعرات کے دن سے کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسی دن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف (مرض الوفات) میں شدت پیدا ہوئی تھی اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے (لکھنے کا) ایک کاغذ دے دو تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھ جاؤں' جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اس پر لوگوں کا اختلاف ہو گیا پھر آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں جھگڑنا غیر مناسب ہے' دوسرے لوگ کہنے لگے' بھلا کیا آنحضرت ﷺ بے کار باتیں فرمائیں گے اچھا' پھر پوچھ لو' یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' کیونکہ اس وقت میں جس عالم میں ہوں' وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے تین باتوں کا حکم فرمایا' کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور وفود کے ساتھ اسی طرح خاطر تواضع کا معاملہ کرنا' جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ تیسری بات کچھ بھلی سی تھی' یا تو سعید نے اس کو بیان نہ کیا' یا میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا یہ جملہ (تیسری بات کچھ بھلی سی تھی) سلیمان احول کا کلام ہے۔ اور یہ تھی کہ اسامہ کا لشکر تیار کر دینا' یا نماز کی حفاظت کرنا' یا لونڈی غلاموں سے اچھا سلوک کرنا۔

تشریح اهجر الهمزة للاستفهام الانكارى لان معنى هجر هذى وانما جاء من قائله استفهاما للانكار على من قال لا تكتبوا اى تتركوا امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تجعلوه كامر من هجر فى كلامه لانه صلى الله عليه وسلم لا يهجر الخ كذا فى الطيبى

یعنی یہاں ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ جن لوگوں نے کہا تھا کہ حضور ﷺ کو اب لکھوانے کی تکلیف نہ دو' ان سے کہا گیا کہ حضور ﷺ کو ہذیان نہیں ہو گیا ہے اس لئے آپؐ کو ہذیان والے پر قیاس کر کے ترک نہ کرو۔ آپ سے ہذیان ہو یہ ناممکن ہے۔ اس سلسلہ کی تفصیلی بحث اسی پارہ میں گزر چکی ہے۔

کتاب کے لکھے جانے پر صحابہ کا اختلاف اس وجہ سے ہوا تھا کہ بعض صحابہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو اس شدت تکلیف میں مزید تکلیف نہ دینی چاہیے۔

بعد میں خود آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ کہ اگر لکھوانا فرض ہوتا تو آپ کسی کے کہنے سے یہ فرض ترک نہ کرتے' فقط برائے مصلحت ایک بات ذہن میں آئی تھی' بعد میں آپ نے خود اسے ضروری نہیں سمجھا۔ منقول ہے کہ آپ خلافت صدیقی کے بارے میں قطعی فیصلہ لکھ کر جانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ اسی لئے آپؐ نے خود اپنے مرض الموت میں حضرت صدیق اکبرؓ کے حوالے منبر و محراب کو فرما دیا تھا۔

٧- بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ؟

٣١٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ))، فَجُمِعُوا لَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا نَعَمْ. قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: فُلاَنٌ فَقَالَ: ((كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلاَنٌ)) قَالُوا: صَدَقْتَ. قَالَ: ((فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كِذْبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) قَالُوا: نَكُونُ فِيْهَا يَسِيْرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيْهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اخْسَؤُوا فِيْهَا، وَاللهِ لاَ نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا)). ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. قَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا)) قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلَى

باب اگر کافر مسلمانوں سے دغا کریں تو ان کو معافی دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

(٣١٦٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا یا ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں۔ انہیں میرے پاس جمع کرو' چنانچہ وہ سب آ گئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو' میں تم سے ایک بات پوچھوں گا۔ کیا تم لوگ صحیح صحیح جواب دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں' آپؐ نے دریافت فرمایا' تمہارے باپ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ تم جھوٹ بولتے ہو' تمہارے باپ تو فلاں تھے۔ سب نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کر دو گے؟ سب نے کہا' جی ہاں' اے ابو القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ دوزخ میں جانے والے کون لوگ ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس میں برباد رہو' خدا گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہاں! اے ابو القاسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت تو کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں' آنحضرتؐ نے

ذَلِكَ؟)) قَالُوا أَرَدْنَا : إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيْحُ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرُّكَ)).

[طرفاه في : ٤٢٤٩، ٥٧٧٧].

دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپؐ نے اس یہودی عورت زینب بنت حارث نامی کو جس نے زہر ملایا تھا کچھ سزا نہ دی' بلکہ معاف کر دیا' مگر جب بشر بن براء صحابی رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس گوشت میں سے کچھ کھا لیا تھا' مر گئے تو آپ نے ان کا قصاص لیا' اور اس عورت کو قتل کرا دیا۔

٨ – بَابُ دُعَاءِ الإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا

باب وعدے توڑنے والوں کے حق میں امام کی بد دعا

٣١٧٠– حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا قَالَ ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَالَ: قَبْلَ الرُّكُوعِ. فَقُلْتُ إِنَّ فُلاَنًا يَزْعَمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَقَالَ: كَذَبَ. ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ – يَشُكُّ فِيْهِ – مِنَ الْقُرَّاءِ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَعَرَضَ لَهُمْ هَؤُلاَءِ فَقَتَلُوهُمْ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ، فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ)).

[راجع: ١٠٠١]

(٣١٧٠) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ثابت بن یزید نے بیان کیا' ہم سے عاصم احول نے' کہا کہ میں نے انسؓ سے دعاء قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے ہونی چاہئے' میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب (محمد بن سیرین) تو کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ رکوع کے بعد ہوتی ہے' انس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ پھر انہوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعاء قنوت کی تھی۔ اور آپ نے اس میں قبیلہ بنو سلیم کے قبیلوں کے حق میں بد دعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت ' راوی کو شک تھا' مشرکین کے پاس بھیجی تھی۔ لیکن یہ بنی سلیم کے لوگ (جن کا سردار عامر بن طفیل تھا) ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ تھا۔ (لیکن انہوں نے دغا دی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ تھے۔

تشریح کیونکہ یہ لوگ قاری اور عالم تھے۔ اگر یہ زندہ رہتے تو ان سے ہزار ہا لوگوں کو فائدہ پہنچتا۔ اسی لئے ایک سچے عالم کی موت کو عالم جہان کی موت کہا گیا ہے۔

قنوت قبل الرکوع اور بعد الرکوع کے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا استاذ عبید اللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں۔

ورواه ابن المنذر عن انس بلفظ ان بعض اصحابه النبي صلى الله عليه وسلم قنتوا في صلوة الفجر قبل الركوع وبعضهم بعد الركوع

وهذا كله يدل على اختلاف عمل الصحابة فى محل قنوت المكتوبة فقنت بعضهم قبل الركوع و بعضهم بعده واما النبى صلى الله عليه وسلم فلم يثبت عنه القنوت فى المكتوبة الاعند النازلة يقنت فى النازلة الا بعد الركوع هذا ما تحقق لى و الله اعلم (مرعاة المفاتيح' جلد: ۲/ ص: ۲۲۴) یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو ابن منذر نے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فجر میں قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے' بعض رکوع کے بعد پڑھتے اور ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نمازوں میں محل قنوت کے بارے میں صحابہ میں اختلاف تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازوں میں سوائے قنوت نازلہ کے اور کوئی قنوت ثابت نہیں ہوئی' آپ نے صرف قنوت نازلہ پڑھی اور وہ رکوع کے بعد پڑھی ہے میری تحقیق یہی ہے واللہ اعلم۔

امام نووی استحباب القنوت میں فرماتے ہیں ومحل القنوت بعد رفع الراس فی الرکوع فی الرکعۃ الاخیرہ یعنی قنوت پڑھنے کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔ حدیث ہذا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان متعلق قنوت کا تعلق ان کی اپنی معلومات کی حد تک ہے واللہ اعلم۔

٩- بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ

٣١٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيءٍ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ ابْنَةَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ: ((ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ))، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلاَنُ ابْنُ هُبَيْرَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: وَذَلِكَ ضُحًى. [راجع: ٢٨٠]

باب (مسلمان) عورتیں اگر کسی (غیر مسلم) کو امان اور پناہ دیں؟

(۳۱۷۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں عمر بن عبیداللہ کے غلام ابو النضر نے' انہیں ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابو مرہ نے خبر دی' انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے سنا' آپ بیان کرتی تھیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی (مکہ میں) میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی صاحبزادی پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا' تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کون صاحبہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آؤ اچھی آئیں' ام ہانی! پھر جب آپؐ غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر آٹھ رکعت چاشت کی نماز پڑھی۔ آپؐ صرف ایک کپڑا جسم اطہر پر لپیٹے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ وہ ایک شخص کو جسے میں پناہ دے چکی ہوں' قتل کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ یہ شخص ہبیرہ کا فلاں لڑکا (جعدہ) ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی' اسے ہماری طرف سے بھی پناہ ہے۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ وقت چاشت کا تھا۔

ہبیرہ ام ہانی کے خاوند تھے' جعدہ ان کے بیٹے تھے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت علیؓ اپنے بھانجے کو کیوں مارتے' بعضوں نے کہا

فلاں ابن ہبیرہ سے حارث بن ہشام مخزومی مراد ہیں۔ غرض حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کا پناہ دینا درست ہے۔ ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے۔ بعضوں نے کہا امام کو اختیار ہے۔ چاہے اس امان کو منظور کرے چاہے نہ کرے۔

١٠- بَابُ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ

باب مسلمان سب برابر ہیں اگر ایک ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے تو سب مسلمانوں کو قبول کرنا چاہئے

٣١٧٢- حَدَّثَنِي قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلاَّ كِتَابُ اللهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ، فَقَالَ: فِيْهَا الْجِرَاحَاتُ، وَأَسْنَانُ الإِبِلِ، وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوَى فِيْهَا مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ، وَمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ. وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ)).

[راجع: ١١١]

(٣١٧٢) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو وکیع نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم تیمی نے' ان سے ان کے باپ (یزید بن شریک تیمی) نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا' جس میں فرمایا کہ کتاب اللہ اور اس ورق میں جو کچھ ہے' اس کے سوا اور کوئی کتاب (احکام شریعت کی) ایسی ہمارے پاس نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں' پھر آپ نے فرمایا کہ اس میں زخموں کے قصاص کے احکام ہیں اور دیت میں دیئے جانے والے کی عمر کے احکام ہیں اور یہ کہ مدینہ حرم ہے عیر پہاڑی سے فلاں (احد پہاڑی) تک۔ اس لئے جس شخص نے کوئی نئی بات (شریعت کے اندر داخل کی) یا کسی ایسے شخص کو پناہ دی تو اس پر اللہ' ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے' نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہو گی اور نہ نفل۔ اور یہ بیان ہے جو لونڈی غلام اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کو مالک بنائے اس پر بھی اس طرح (لعنت) ہے۔ اور مسلمان مسلمان سب برابر ہیں ہر ایک کا ذمہ یکساں ہے۔ پس جس شخص نے کسی مسلمان کی پناہ میں (جو کسی کافر کو دی گئی ہو) دخل اندازی کی تو اس پر بھی اسی طرح لعنت ہے۔

تشریح معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی مروجہ قرآن مجید کو پڑھتے تھے' سورتوں کی کچھ تقدیم و تاخیر اور بات ہے۔ اب جو کوئی یہ سمجھے کہ حضرت علیؓ یا دوسرے اہل بیت کے پاس کوئی اور قرآن تھا جو کامل تھا اور مروجہ قرآن مجید ناقص ہے' اس پر بھی اللہ اور فرشتوں اور سارے انبیاء کرام کی طرف سے پھٹکار اور لعنت ہے۔

١١- بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوا أَسْلَمْنَا

باب اگر کافر لڑائی کے وقت گھبرا کر اچھی طرح یوں نہ کہہ سکیں ہم مسلمان ہوئے اور یوں کہنے لگیں ہم نے دین بدل دیا' دین بدل دیا تو کیا حکم ہے؟

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (بنی جذیمہ کی جنگ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مَا صَنَعَ خَالِدٌ)). وَقَالَ عُمَرُ: إِذَا قَالَ مَتْرَس فَقَدْ آمَنَهُ، إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ الأَلْسِنَةَ كُلَّهَا. وَقَالَ: تَكَلَّمْ. لاَ بَأْسَ.

میں) کافروں کو مارنا شروع کر دیا' حالانکہ وہ کہتے جاتے تھے۔ ہم نے دین بدل دیا' ہم نے دین بدل دیا' آنحضرت ﷺ نے جب یہ حال سنا تو فرمایا' یااللہ!! میں تو خالد کے کام سے بیزار ہوں' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' کہا جب کسی (مسلمان) نے (کسی فارسی آدمی سے) کہا کہ مترس (مت ڈرو) تو گویا اس نے اسے امان دے دی' کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کو جانتا ہے اور حضرت عمرؓ نے (ہرمزان سے) کہا (جب اسے مسلمان گرفتار کر کے لائے) کہ جو کچھ کہنا ہو کہو' ڈرو مت۔

تشریح "صابی" کے معنے اپنے پرانے دین سے نکل جانا' مطلب یہ ہے کہ غیر مسلم اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف یہ کہے کہ میں نے اپنے پرانے دین کو چھوڑ دیا' کیونکہ اسے اسلام کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں' اس لئے وہ اتنا نہیں کہہ سکا کہ میں اسلام لایا' تو کیا اسے مسلمان سمجھ لیا جائے گا۔ جبکہ قرینہ بھی موجود ہو کہ اس کی مراد اسلام میں داخل ہونے سے ہی ہے' تو اسے اسلام میں داخل ہی مانا جائے گا۔ مشرکین کا قبیلہ یہ کہنا نہیں جانتا تھا کہ ہم اسلام لائے' اس لئے اس نے صرف یہی کہا کہ ہم صابی ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کے اس لفظ کو دخول اسلام کے بارے میں نہیں سمجھا' اس لئے آپ نے ان کو قتل کیا جیسا کہ شارحین بخاری لکھتے ہیں۔

فجعل خالد ای طفق خالد بن الولید یقتل من کان یقول صبانا حیث ظن ان لفظة صبانا عندالعجز عن التلفظ باسلمنا لا یکفی فی الاخبار عن الاسلام بل لابد من التصریح بالاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی بری مما صنع خالد ولم اکن راضیا بقتلهم کذا فی الکرمانی والخیر الجاری الخ یعنی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے لفظ صبانا کو دخول اسلام کے لئے کافی نہیں جانا' بلکہ ان کے خیال میں "اسلمنا" کہنا ضروری تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خالد کی اس حرکت قتل سے راضی نہیں ہوں۔

معلوم ہوا کہ کوئی ناواقف آدمی کسی اشارہ کنایہ سے بھی اسلام قبول کر لے' تو اس کا اسلام صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے۔ ﴿ وَلاَ تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ﴾ (النساء: ۹۴) یعنی جو تم کو اسلامی ناطہ کے طور پر اسلام علیکم کہے' تم ان کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اسلام ظاہر ہی کا نام ہے جو ظاہر میں اسلام کا دم بھرے اور کلمہ توحید پڑھے اسے ظاہری حیثیت میں مسلمان ہی کہیں گے۔ رہا باطن کا معاملہ وہ اللہ کے حوالہ ہے۔

۱۲- بَابُ الْمُوَادِعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ، وَإِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ

باب مشرکوں سے مال وغیرہ پر صلح کرنا' لڑائی چھوڑ دینا اور جو کوئی عہد پورا نہ کرے اس کا گناہ

وَقَوْلِهِ: ﴿ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾ [الأنفال: ٦١] الآيَةَ.

اور (سورۂ انفال میں) اللہ کا یہ فرمانا کہ "اگر کافر صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا" اخیر آیت تک

٣١٧٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

(۳۱۷۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے بشیر بن یسار

بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلاً، فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) - وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ - فَسَكَتَ، فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: ((أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ)) - أَوْ صَاحِبَكُمْ - قَالُوا: وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ قَالَ: ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ)). فَقَالُوا: كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ)).

[راجع: ۲۷۰۲]

نے اور ان سے سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہما خیبر گئے۔ ان دنوں (خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی) صلح تھی۔ پھر دونوں حضرات (خیبر پہنچ کر اپنے اپنے کاموں کے لئے) جدا ہو گئے۔ اس کے بعد محیصہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خون میں لوٹ رہے ہیں۔ کسی نے ان کو قتل کر ڈالا' خیر محیصہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔ پھر مدینہ آئے' اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سہل (عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' گفتگو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے شروع کی' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ جو تم لوگوں میں عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں۔ عبدالرحمٰن سب سے کم عمر تھے' وہ چپ ہو گئے۔ اور محیصہ اور حویصہ نے بات شروع کی۔ آپ نے دریافت فرمایا' کیا تم لوگ اس پر قسم کھا سکتے ہو' کہ جس شخص کو تم قاتل کہہ رہے ہو اس پر تمہارا حق ثابت ہو سکے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایک ایسے معاملے میں کس طرح قسم کھا سکتے ہیں جس کو ہم نے خود آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کیا یہود تمہارے دعوے سے اپنی برأت اپنی طرف سے پچاس قسمیں کھا کر کے کر دیں؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ کفار کی قسموں کا ہم کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے ان کی دیت ادا کر دی۔

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کر کے خیبر کے یہودیوں سے صلح قائم رکھی' باب کا یہ ترجمہ جو کوئی عہد کو پورا نہ کرے اس کا گناہ حدیث سے نہیں نکلتا۔ شاید حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو اس باب میں کوئی حدیث لکھنی منظور تھی مگر اتفاق نہ ہوا یا اس مضمون کی حدیث ان کو ان کی شرط کے مطابق نہ ملی۔ قاتل پر حق ثابت ہونے سے مقتول کے آدمیوں کو دیت دینی ہو گی۔ وہ قاتل اگر قتل کا اقرار کر لے تو قصاص بھی لیا جا سکتا ہے یہ قسامت کی صورت ہے۔ اس میں مدعی سے پچاس قسمیں لی جاتی ہیں کہ میرا گمان فلاں شخص پر ہے کہ اسی نے مارا ہے۔

اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح جوئی' امن پسند پالیسی' فراخدلی بھی ثابت ہوئی' باوجودیکہ مقتول ایک مسلمان تھا جو یہود کے ماحول میں قتل ہوا' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی اس حرکت کو نظرانداز فرما دیا' تاکہ امن کی فضا قائم رہے۔ اور کوئی طویل فساد نہ کھڑا ہو جائے' آپ نے مسلمان مقتول کے وارثوں کو خود بیت المال سے دیت ادا فرما دی' ایسے واقعات سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو اسلام کو بزور تلوار پھیلانے کا غلط پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ مذاہب کی دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بنی نوع انسان کو

زیادہ سے زیادہ امن دینے کا حامی ہے۔

١٣- بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

باب عہد پورا کرنے کی فضیلت

٣١٧٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تُجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ)).[راجع: ٧]

(٣١٧٤) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی' اور انہیں ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل (فرمانروائے روم) نے انہیں قریش کے قافلے کے ساتھ بلا بھیجا' (یہ لوگ شام اس زمانے میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔) جب آنحضرت ﷺ نے ابو سفیان سے (صلح حدیبیہ میں) قریش کے کافروں کے مقدمہ میں صلح کی تھی۔

یعنی صلح حدیبیہ جو ٦ھ میں ہوئی' یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے۔ اس میں یہ بیان ہے کہ ہرقل نے کہا کہ پیغمبر دغا یعنی عہد شکنی نہیں کرتے' اسی سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ عہد کا پورا کرنا انبیاء کی خصلت ہے جو بڑی فضیلت رکھتی ہے اور عہد توڑنا دغابازی کرنا ہر شریعت میں منع ہے۔

١٤- بَابُ هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ؟

باب اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا تو کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے؟

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ: ((عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ: أَعَلَى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ؟ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ صُنِعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ)).

ابن وہب نے بیان کیا' انہیں یونس نے خبر دی کہ ابن شہاب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا' کیا اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا تو اسے قتل کر دیا جائے؟ انہوں نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اس کی وجہ سے جادو کرنے والے کو قتل نہیں کروایا تھا اور آپ پر جادو کرنے والا اہل کتاب میں سے تھا۔

ظاہراً ابن شہاب کی دلیل پوری نہیں ہوتی' کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے۔ دوسرے اس کے جادو سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا' صرف ذرا تخیل پیدا ہو گیا تھا' کہ آپ کوئی کام نہ کرتے اور خیال آتا کہ کر چکے ہیں۔ اللہ نے اس کی بھی خبر دے کر یہ آفت آپ کے اوپر سے دور کر دی' آپ نے اس جادوگر کو قتل نہیں کرایا' بلکہ معاف فرما دیا۔ اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔

٣١٧٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ:

(٣١٧٥) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا

حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ)). [أطرافه في: ٢٢٦٨، ٣٢٦٨، ٥٧٦٣، ٥٧٦٥، ٥٧٦٦، ٦٠٦٣، ٦٣٩١].

اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ آپ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔

١٥- بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللهُ﴾ الآية [الأنفال: ٦٢]

باب دغابازی کرنا کیسا گناہ ہے؟

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"اور اگر یہ کافر لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں (اے نبی!) تو اللہ آپ کے لئے کافی ہے"۔ آخر آیت تک۔

٣١٧٦- حَدَّثَنِي الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ - وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ - فَقَالَ: ((اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ، فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا)).

(٣١٧٦) مجھ سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن علاء بن زبیر نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بسر بن عبیداللہ سے سنا' انہوں نے ابو ادریس سے سنا' کہا کہ میں نے عوف بن مالک بن‌‌اللہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا' کہ قیام قیامت کی چھ نشانیاں شمار کر لو' میری موت' پھر بیت المقدس کی فتح' پھر ایک وبا جو تم میں شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون پھیل جاتا ہے۔ پھر مال کی کثرت اس درجہ میں ہو گی کہ ایک شخص سو دینار بھی اگر کسی کو دے گا تو اس پر بھی وہ ناراض ہو گا۔ پھر فتنہ اتنا تباہ کن عام ہو گا کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جو اس کی لپیٹ میں نہ آگیا ہو گا۔ پھر صلح جو تمہارے اور بنی الاصفر (نصارائے روم) کے درمیان ہو گی' لیکن وہ دغا کریں گے اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اس میں اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار فوج ہو گی۔ (یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج سے وہ تم پر حملہ آور ہوں گے)

تشریح پہلی دوسری نشانی تو ہو چکی ہے۔ تیسری کہتے ہیں وہ بھی ہو چکی ہے یعنی طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کی خلافت میں آیا تھا۔ جس میں ہزاروں مسلمان مر گئے تھے۔ چوتھی نشانی بھی ہو چکی' مسلمان روم اور ایران کی فتح سے بے حد مالدار ہو گئے تھے۔ پانچویں نشانی کہتے ہیں ہو چکی جس سے بنو امیہ کا فتنہ مراد ہے۔ چھٹی نشانی قیامت کے قریب ہو گی' اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ

نکلا کہ دغابازی کرنا کافروں کا کام ہے اور یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے کہ دغابازی عام ہو جائے گی۔

١٦- بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ؟

باب عہد کیونکر واپس کیا جائے؟

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ﴾ الآية [الأنفال : ٥٨]

اور اللہ پاک نے سورۂ انفال میں فرمایا کہ "اگر آپ کو کسی قوم کی طرف سے دغابازی کا ڈر ہو تو آپ ان کا عہد معقول طور سے ان کو واپس کر دیں آخر آیت تک۔

معقول طریقہ یہ ہے کہ ان کو کہلا بھیجے' بھائی ہمارا تمہارا دوستی کا عہد ٹوٹ گیا' یہ نہیں کہ دفعتاً ان پر حملہ کر بیٹھے۔

٣١٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعَثَنِي أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى: لاَ يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. وَيَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ، وَإِنَّمَا قِيْلَ: ((الأَكْبَرِ)) مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ ((الْحَجُّ الأَصْغَرُ)) فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ، فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مُشْرِكٌ)).

[راجع: ٣٦٩]

(٣١٧٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (حجتہ الوداع سے پہلے والے حج کے موقع پر) دسویں ذی الحجہ کے دن بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مجھے بھی منیٰ میں یہ اعلان کرنے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر نہ کرے اور حج اکبر کا دن دسویں تاریخ ذی الحجہ کا دن ہے۔ اسے حج اکبر اس لئے کہا گیا کہ لوگ (عمرہ کو) حج اصغر کہنے لگے تھے' تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سال مشرکوں سے جو عہد لیا تھا اسے واپس کر دیا' اور دوسرے سال حجتہ الوداع میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو کوئی مشرک شریک نہیں ہوا۔

معلوم ہوا کہ حج اکبر حج ہی کا نام ہے۔ اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ حج ہے جس میں عرفہ کا دن جمعہ کو پڑے' اس بارے میں کوئی صحیح ثبوت نہیں ہے۔

١٧- بابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

باب معاہدہ کرنے کے بعد دغابازی کرنے والے پر گناہ؟

وَقَوْلِهِ: ﴿الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ، وَهُمْ لاَ يَتَّقُوْنَ﴾ [الأنفال : ٥٦]

اور سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "وہ لوگ (یہود) آپ جن سے معاہدہ کرتے ہیں' اور پھر ہر مرتبہ وہ دغابازی کرتے ہیں' اور وہ باز نہیں آتے"۔

٣١٧٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

(٣١٧٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے عبداللہ بن مرہ نے' ان سے مسروق نے' ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم

عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا: مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا)). [راجع: ٣٤]

ﷺ نے فرمایا' چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہے۔ وہ شخص جو بات کرے تو جھوٹ بولے' اور جب وعدہ کرے' تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب معاہدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔ اور جب کسی سے لڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ اور اگر کسی شخص کے اندر ان چاروں عادتوں میں سے ایک ہی عادت ہے' تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔

مقصد یہ ہے کہ وعدہ خلافی کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے وہ وعدہ خواہ کافروں ہی سے کیوں نہ کیا گیا ہو' پھر جو وعدہ اغیار سے سیاسی سطح پر کیا جائے اس کی اور بھی اونچی حیثیت ہے' اسے پورا کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کو پورے طور پر نبھایا' حالانکہ اس میں قریش کی کئی شرطیں سراسر نامعقول تھیں' مگر الکریم اذا وعد وفی مشہور مقولہ ہے۔

٣١٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلاَّ الْقُرْآنَ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلاَ صَرْفٌ. وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ)). [راجع: ١١١]

(۳۱۷۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم تیمی نے' انہیں ان کے باپ (یزید بن شریک تیمی) نے اور ان سے علی رضی اللہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے بس یہی قرآن مجید لکھا اور جو کچھ اس ورق میں ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ عائر پہاڑی اور فلاں (کدیٰ) پہاڑی کے درمیان تک حرم ہے۔ پس جس نے یہاں (دین میں) کوئی نئی چیز داخل کی یا کسی ایسے شخص کو اس کے حدود میں پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ' ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی۔ نہ اس کا کوئی فرض قبول اور نہ نفل قبول ہو گا۔ اور مسلمان مسلمان پناہ دینے میں سب برابر ہیں۔ معمولی سے معمولی مسلمان (عورت یا غلام) کسی کافر کو پناہ دے سکتے ہیں۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کا کیا ہوا عہد توڑ ڈالے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی' نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہو گی اور نہ نفل! اور جس غلام یا لونڈی نے اپنے آقا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنا مالک بنالیا' تو اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی' نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہو گی اور نہ نفل!

٣١٨٠- قَالَ أَبُو مُوسَى: حَدَّثَنَا هَاشِمُ

(۳۱۸۰) ابو موسیٰ (محمد بن مثنیٰ) نے بیان کیا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم

بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا؟ فَقِيْلَ لَهُ: وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِيْ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ قَالُوا : عَمَّ ذَلِكَ؟ قَالَ: تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ ﷺ، فَيَشُدُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ)).

نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن سعید نے بیان کیا' ان سے ان کے والد سعید بن عمرو نے' ان سے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب (جزیہ اور خراج میں سے) نہ تمہیں درہم ملے گا اور نہ دینار !اس پر کسی نے کہا۔ کہ جناب ابو ہریرہؓ تم کیسے سمجھتے ہو کہ ایسا ہو گا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ یہ صادق و مصدوق ﷺ کا فرمان ہے۔ لوگوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیسے ہو جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا' جب کہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد (اسلامی حکومت غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کے بارے میں) توڑا جانے لگے' تو اللہ تعالیٰ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا۔ اور وہ جزیہ دینا بند کر دیں گے۔ (بلکہ لڑنے کو مستعد ہوں گے)

یہاں بھی مقصود باب اس سے حاصل ہوا کہ جب مسلمان ذمی لوگوں سے معاہدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کریں گے اور ذمیوں کو ستانے لگیں گے' تو اللہ پاک ذمیوں کو سخت دل بنا دے گا اور وہ جزیہ بند کر دیں گے۔ معلوم ہوا کہ غیروں سے جو بھی صلح امن کا معاہدہ کیا جائے' آخر وقت تک اس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

١٨- بَابٌ

باب

٣١٨١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الأَعْمَشَ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ: شَهِدْتَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ: اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ، رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلَ وَلَو أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ لَرَدَدْتُهُ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلاَّ أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ أَمْرِنَا هَذَا)). [أطرافه في: ٣١٨٢، ٤١٨٩، ٤٨٤٤، ٧٣٠٨].

(٣١٨١) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی' کہا کہ میں نے اعمش سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا' کیا آپ صفین کی جنگ میں موجود تھے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں (میں تھا) اور میں نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا تھا کہ تم لوگ خود اپنی رائے کو غلط سمجھو' جو آپس میں لڑتے مرتے ہو۔ میں نے اپنے تئیں دیکھا جس دن ابو جندل آیا۔ (یعنی حدیبیہ کے دن) اگر میں آنحضرت ﷺ کا حکم پھیر سکتا تو اس دن پھیر دیتا اور ہم نے جب کسی مصیبت میں ڈر کر تلواریں اپنے کندھوں پر رکھیں تو وہ مصیبت آسان ہو گئی۔ ہم کو اس کا انجام معلوم ہو گیا۔ مگر یہی ایک لڑائی ہے۔ (جو سخت مشکل ہے اس کا انجام بہتر نہیں معلوم ہوتا)

٣١٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ

(٣١٨٢) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے' ان سے یزید بن عبدالعزیز نے' ان سے ان کے باپ عبدالعزیز

عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ: ((كُنَّا بِصَفِّيْنَ، فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالاً لَقَاتَلْنَا، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ فَقَالَ: ((بَلَى)). فَقَالَ: أَلَيْسَ قَتْلاَنَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلاَهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: ((بَلَى)). قَالَ: فَعَلَى مَا نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا؟ أَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمُ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُوْلُ اللهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا)). فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللهُ أَبَدًا. فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ، فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى عُمَرَ إِلَى آخِرِهَا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوَ فَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ٣١٨١]

بن سیاہ نے' ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو وائل نے بیان کیا کہ ہم مقام صفین میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ پھر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم خود اپنی رائے کو غلط سمجھو۔ ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت ضرور لڑتے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس موقع پر آئے (یعنی حدیبیہ میں) اور عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ کیوں نہیں! پھر عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے' اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فیصلہ نہیں کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے' جو نبی کریم ﷺ سے ابھی کر چکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسے آخر تک پڑھ کر سنایا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا یہی فتح ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بلاشک یہی فتح ہے۔

تشریح: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ لڑائی میں کسی طرف بھی شریک نہیں تھے۔ اس لئے دونوں گروہ ان کو الزام دے رہے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں مسلمانوں سے لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ تو خود تمہاری غلطی ہے کہ اپنی ہی تلوار سے اپنے ہی بھائیوں کو قتل کر رہے ہو۔ بہت سے دوسرے صحابہ بھی حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے جھگڑے میں شریک نہیں تھے۔ حضرت سہلؓ کا مطلب یہ تھا کہ جب آنحضرت ﷺ نے کافروں کے مقابلہ میں جنگ میں جلدی نہ کی اور ان سے صلح کرلی تو تم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے کیوں پلے پڑے ہو۔ خوب سوچ لو کہ یہ جنگ جائز ہے یا نہیں' اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ جنگ صفین جب ہوئی تو تمام جہاں کے کافروں نے یہ خبر سن کر شادیانے بجائے کہ اب مسلمانوں کا زور آپس ہی میں خرچ ہونے لگا۔ ہم سب بال بال بچے رہیں گے۔

آج بھی یہی حال ہے کہ مسلمانوں میں سیاسی مذہبی باہمی اتنی لڑائیاں ہیں کہ آج کے دشمنان اسلام دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ حال بد نہ ہوتا تو ان کا قبلہ اول مغضوب قوم یہود کے ہاتھ نہ جاتا۔ عرب اقوام مسلمین کی خانہ جنگی نے آج امت کو

یہ روز بد بھی دکھلایا کہ یہودی آج مسلمانوں کے سر پر سوار ہو رہے ہیں۔

سہلؓ کی حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ جب قریش نے عہد شکنی کی تو اللہ نے ان کو سزا دی اور مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا۔ سہل بن حنیفؓ نے جنگ صفین کے موقع پر جو کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش نے مسلمانوں کی بڑی توہین کی تھی پھر بھی آنحضرت ﷺ نے ان سے لڑنا مناسب نہ جانا اور ہم آپ کے حکم کے تابع رہے' اسی طرح آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں پر ہاتھ اٹھانے سے منع کیا ہے۔ میں کیونکر مسلمانوں کو ماروں' یہ سہلؓ نے اس وقت کہا جب لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ صفین میں مقاتلہ کیوں نہیں کرتے۔ صفین نامی دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں تھا۔ جہاں حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

٣١٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذَا عَاهَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمُدَّتِهِمْ مَعَ أَبِيْهَا، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صِلِيْهَا)).
[راجع: ٢٦٢٠]

(٣١٨٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قریش سے جس زمانہ میں رسول کریم ﷺ نے (حدیبیہ کی) صلح کی تھی' اسی مدت میں میری والدہ (قتیلہ) اپنے باپ (حارث بن مدرک) کو ساتھ لے کر میرے پاس آئیں' وہ اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ (عروہ نے بیان کیا کہ) حضرت اسماءؓ نے اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری والدہ آئی ہوئی ہیں اور مجھ سے رغبت کے ساتھ ملنا چاہتی ہیں' تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ان کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

تشریح: باب سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ ان کی والدہ بھی قریش کے کافروں میں شامل تھیں اور چونکہ ان سے اور آنحضرت ﷺ سے صلح تھی' اس لئے رسول کریم ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ اپنی والدہ سے اچھا سلوک کریں۔

١٩- بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلَى ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ

باب تین دن یا ایک معین مدت کے لئے صلح کرنا

٣١٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ

(٣١٨٤) ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے مکہ میں داخلہ کے لئے مکہ کے لوگوں سے اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا۔ انہوں نے اس شرط کے ساتھ

مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لاَ يُقِيمَ بِهَا إِلاَّ ثَلاَثَ لَيَالٍ، وَلاَ يَدْخُلَهَا إِلاَّ بِجُلُبَّانِ السِّلاَحِ، وَلاَ يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا. قَالَ: فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ. فَقَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ، وَلَكِنْ اكْتُبْ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. فَقَالَ: ((أَنَا وَاللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَنَا وَاللهِ رَسُولُ اللهِ)). قَالَ: وَكَانَ لاَ يَكْتُبُ، قَالَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((امْحَ رَسُولَ اللهِ)). فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللهِ لاَ أَمْحَاهُ أَبَدًا. قَالَ: ((فَأَرِنِيهِ))، قَالَ: فَأَرَاهُ إِيَّاهُ، فَمَحَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ. فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ. فَذَكَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: ((نَعَمْ)). فَارْتَحَلَ.

[راجع: ۱۷۸۱]

(اجازت دی) کہ مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں۔ ہتھیار نیام میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں اور (مکہ کے) کسی آدمی کو اپنے ساتھ (مدینہ) نہ لے جائیں (اگرچہ وہ جانا چاہے) انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان شرائط کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیا اور اس طرح "یہ محمد اللہ کے رسول کے صلح نامہ کی تحریر ہے۔" مکہ والوں نے کہا کہ اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کو روکتے ہی نہیں بلکہ آپ پر ایمان لاتے' اس لئے تمہیں یوں لکھنا چاہئے' "یہ محمد بن عبداللہ کے صلح نامہ کی تحریر ہے"۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ گواہ ہے کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ آنحضرت ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' رسول اللہ ﷺ کا لفظ مٹا دے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! یہ لفظ تو میں کبھی نہ مٹاؤں گا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے دکھلاؤ' راوی نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو وہ لفظ دکھایا۔ اور آپؐ نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ مکہ تشریف لے گئے اور (تین) دن گزر گئے تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اب اپنے ساتھی سے کہو کہ اب یہاں سے چلے جائیں (علیؓ نے بیان کیا کہ) میں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا' تو آپ نے فرمایا کہ ہاں' چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

تشریح حضرت علیؓ کا انکار حکم عدولی اور مخالفت کے طور پر نہ تھا۔ بلکہ آں حضرت ﷺ کی محبت اور خیر خواہی اور جوش ایمان کی وجہ سے تھا۔ اس لئے کوئی گناہ حضرت علیؓ پر نہ ہوا۔ یہاں سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہئے کہ جیسے حضرت علیؓ نے محض محبت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے فرمانے کے خلاف کیا' ویسا ہی حضرت عمرؓ نے بھی قصہ قرطاس میں آنحضرت ﷺ کی تکلیف کے خیال سے لکھے جانے میں مخالفت کی۔ دونوں کی نیت بخیر تھی۔ کار پاکاں از قیاس خود مگیر۔ ایک جگہ حسن ظن کرنا' دوسری جگہ بدظنی صریح انصاف سے بعید ہے۔

۲۰- بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أُقِرُّكُمْ عَلَى مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ))

باب نامعلوم مدت کے لئے صلح کرنا

اور نبی کریم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے فرمایا تھا' میں اس وقت تک تمہیں یہاں رہنے دوں گا' جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے غیر مقررہ مدت کے لئے یہود خیبر سے معاملہ فرمایا۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ تک باقی رہا۔ پھر یہودیوں کی مسلسل شرارتوں اور ناپاک سازشوں کی بنا پر حضرت عمرؓ نے ان کا جلا وطن کر دینا مناسب سمجھا اور ان کو جلا وطن کر دیا۔ صد افسوس! کہ اس چودھویں صدی میں وہی یہودی آج اسلام کے قبلہ اول پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے منہ آ رہے ہیں خذلهم الله (آمین)

٢١- بَابُ طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبِئْرِ، وَلاَ يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ

باب مشرکوں کی لاشوں کو کنویں میں پھینکوا دینا اور انکی لاشوں کی (اگر انکے ورثاء دینا بھی چاہیں تو بھی) قیمت نہ لینا۔

تشریح حضرت امام بخاریؒ نے باب کی حدیث سے دوسرا مطلب اس طرح نکالا کہ اگر آں حضرت ﷺ چاہتے تو بدر کے مقتولین کی لاشیں مکہ کے کافروں کے ہاتھ بیچ سکتے تھے۔ کیونکہ وہ مکہ کے رئیس تھے' اور ان کے اقرباء بہت مالدار تھے' مگر آپ نے ایسا ارادہ نہ کیا اور لاشوں کو اندھے کنویں میں ڈلوا دیا۔ بعضوں نے کہا کہ امام بخاریؒ دوسرے مطلب کی حدیث کو اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لا سکے' لیکن انہوں نے اس طرف اشارہ کر دیا۔ جس کو ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا کہ مشرکین نوفل بن عبداللہ کی لاش کے بدل جو خندق میں گھس آیا تھا اور وہیں مارا گیا' آنحضرت ﷺ کو روپیہ دیتے رہے' لیکن آپؐ نے فرمایا' ہم کو اس کی قیمت درکار نہیں ہے نہ اس کی لاش۔ زہری نے کہا مشرک دس ہزار درہم اس لاش کے بدل معاوضہ دینے پر راضی تھے۔ (وحیدی)

٣١٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلأَ مِنْ قُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ - أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ)) - فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ، غَيْرَ أُمَيَّةَ - أَوْ أُبَيٍّ - فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلاً ضَخْمًا، فَلَمَّا

(٣١٨٥) ہم سے عبدان بن عثمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں ابو اسحاق نے' انہیں عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ میں (شروع اسلام کے زمانہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سجدہ کی حالت میں تھے اور قریب ہی قریش کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی لایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی پیٹھ پر اسے ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھا سکے۔ آخر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے اس اوجھڑی کو ہٹایا' اور جس نے یہ حرکت کی تھی اسے برا بھلا کہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی بددعا کی کہ اے اللہ! قریش کی اس جماعت کو پکڑ۔ اے اللہ! ابو جہل بن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' عقبہ بن ابی معیط' امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کو برباد کر۔ پھر میں نے دیکھا کہ یہ سب بدر کی لڑائی میں قتل کر دیئے گئے۔ اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا۔ سوا امیہ یا ابی کے کہ یہ شخص بہت بھاری بھرکم تھا۔ جب اسے صحابہ نے کھینچا تو کنویں میں ڈالنے سے پہلے ہی اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے۔

جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبِئْرِ)). [راجع: ٢٤٠]

قریب ہی ایک اونٹنی نے بچہ جنا تھا۔ مشرکین اس کی بچہ دانی کا سامان ملبہ اٹھا کر لے آئے اور یہ حرکت کی جس پر آنحضرت ﷺ نے جب پانی سرسے گزر گیا' تو ان کے حق میں یہ بد دعا کی جس کا روایت میں ذکر ہے۔ اور باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ لفظ سلا جزور اضافت کے ساتھ ہے۔ (مراد اونٹنی کا بچہ دان)

٢٢- بَابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وِالْفَاجِرِ

باب دغابازی کرنے والے پر گناہ خواہ وہ کسی نیک آدمی کے ساتھ ہو یا بے عمل کے ساتھ

٣١٨٦، ٣١٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيمَانَ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَن عَبْدِ اللهِ - وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنسٍ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَومَ الْقِيَامَةِ))، قَالَ أَحَدُهُمَا، يُنْصَبُ - وَقَالَ الآخَرُ : يُرَى - يَومَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

(٣١٨٦'٨٧) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان اعمش نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے اور ثابت نے انسؓ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن ہر دغاباز کے لئے ایک جھنڈا ہو گا' ان میں سے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ وہ جھنڈا (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا اور دوسرے صاحب نے بیان کیا کہ اسے قیامت کے دن سب دیکھیں گے' اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ جھنڈا اس کی مقعد پر لگایا جائے گا۔ غرض یہ ہے کہ اس کی دغابازی سے تمام اہل محشر مطلع ہوں گے اور نفرین کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسی بری عادتوں سے بچائے۔ آمین۔

٣١٨٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ لِغَدْرَتِهِ)). [أطرافه في: ٦١٧٧، ٦١٧٨، ٦٩٦٦، ٧١١١].

(٣١٨٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپؐ نے فرمایا کہ ہر دغاباز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی دغابازی کی علامت کے طور پر (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا۔

حضرت امام بخاریؒ کتاب الجہاد کو ختم کرتے ہوئے ان احادیث کو لا کر یہ بتلا رہے ہیں کہ اسلام میں ناحق قتل و غارت' فساد و دغابازی ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان ان حرکتوں کا مرتکب ہو گا تو ان کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ اسلام کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچ سکے گا)

٣١٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ

(٣١٨٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے مجاہد نے' ان سے طاؤس نے

طاوُس عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لاَ هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)). وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلاَّ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلاَّ مَنْ عَرَّفَهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ)). فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِلاَّ الإِذْخِرَ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ. قَالَ: ((إِلاَّ الإِذْخِرَ)). [راجع: ١٣٤٩]

اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا' اب (مکہ سے) ہجرت فرض نہیں رہی' البتہ جہاد کی نیت اور جہاد کا حکم باقی ہے۔ اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے نکالا جائے تو فوراً نکل جاؤ اور آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن یہ بھی فرمایا تھا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے' اسی دن اس شہر (مکہ) کو حرم قرار دے دیا۔ پس یہ شہراللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لئے حرام ہی رہے گا' اور مجھ سے پہلے یہاں کسی کے لئے لڑنا جائز نہیں ہوا۔ اور میرے لئے بھی دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے جائز کیا گیا۔ پس اب یہ مبارک شہراللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لئے حرام ہے' اس کی حدود میں نہ (کسی درخت کا) کانٹا توڑا جائے' نہ یہاں کے شکار کو ستایا جائے' اور کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے سوا اس شخص کے جو (مالک تک چیز کو پہنچانے کے لیے) اعلان کرے اور نہ یہاں کی ہری گھاس کاٹی جائے۔ اس پر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ! اذخر کی اجازت دے دیجئے۔ کیونکہ یہ یہاں کے سناروں اور گھروں کی چھتوں پر ڈالنے کے کام آتی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اذخر کی اجازت ہے۔

تشریح یہ حدیث پہلے بھی کئی بار گزر چکی ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ باوجودیکہ وہ حرمت والا شہر تھا اور وہاں لڑنا اللہ نے کسی کے لئے درست نہیں کیا' مگر چونکہ مکہ والوں نے دغا کی اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو عہد باندھا تھا وہ توڑ دیا' بنو خزاعہ کے مقابلہ پر بنو بکر کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی سزا میں ایسے حرمت والے شہر میں بھی ان کا مارنا اور قتل کرنا اپنے رسول ﷺ کے لئے درست کر دیا۔ اس سے یہ نکلا کہ دغا بازی بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔ باب کا یہی مطلب ہے۔

خاتمہ ! الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج جمعہ کا دن ہے چاشت کا وقت ہے۔ ایسے مبارک دن میں پارہ ۱۲ کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں' یہ طویل پارہ از اول تا آخر کتاب الجہاد پر مشتمل تھا' جس میں بہت سے ضمنی مسائل بھی آ گئے۔ اسلامی جہاد کے مالہ' وما علیہ کو جس تفصیل سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس مبارک کتاب میں قرآن مجید و فرامین سرکار رسالت مآب ﷺ کی روشنی میں پیش فرمایا ہے اس سے زیادہ ناممکن تھا۔ ساتھ ہی اسلامی نظریہ سیاست' اسلامی طرز حکومت' غیر مسلموں سے مسلمانوں کا برتاؤ' آداب جہاد اور بہت سے تمدنی مسائل پر اس قدر تفصیل سے بیانات آ گئے ہیں کہ بغور مطالعہ کرنے والوں کے دل و دماغ روشن ہو جائیں گے اور آج کے بدترین دور میں جبکہ انکار مذہب کی بنیاد پر تہذیب و ترقی کے راگ الاپے جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ' بد میں سارا عالم انسانیت بدامنی و بداخلاقی کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کم از کم نوجوانان اسلام کے لئے جن کو اللہ نے فطرت سلیمہ عطا کی ہے اس مبارک کتاب کے اس پارے کا مطالعہ ان کو بہت کچھ بصیرت عطا کرے گا۔

خادم نے ترجمہ اور تشریحات میں کوشش کی ہے کہ احادیث پاک کے ہر ہر لفظ کو احسن طور پر بامحاورہ اردو میں منتقل کر دیا جائے اور اختصار و ایجاز کے ساتھ کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہ رہے۔ اب یہ ماہرین فن ہی فیصلہ کریں گے کہ میں اس پاکیزہ مقصد میں کہاں تک کامیابی حاصل کر سکا ہوں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مجھ سے کس قدر لغزشیں ہوئی ہوں گی جن کا میں پہلے ہی اعتراف کرتا ہوں اور ان علماء کرام و فضلائے عظام کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھ کو کسی بھی واقعی غلطی پر اطلاع دے کر مجھ کو نظر ثانی کا موقع دیں گے۔ اور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے تحت مجھے معذور سمجھیں گے۔

یا اللہ ! جس طرح تو نے مجھ کو یہاں تک پہنچایا اور ان پاروں کو مکمل کرایا' باقی اجزاء کو بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیو اور میرے جتنے بھی قدر دان ہیں جو اس مبارک کتاب کی خدمت و اشاعت و مطالعہ میں حصہ لے رہے ہیں ان سب کو یا اللہ! جزائے خیر عطا فرمائیو اور اسے ان سب کے لئے قیامت کے دن وسیلہ نجات بنائیو' آمین' ﴿برحمتک یا ارحم الراحمین﴾

ناچیز خادم محمد داؤد راز السلفی الدھلوی

مقیم مسجد اہلحدیث ۱۲۱۴

اجمیری گیٹ دہلی' انڈیا'

۲۱ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیرہواں پارہ

۵۹- کتاب بدء الخلق

کتاب اس بیان میں

کہ مخلوق کی پیدائش کیونکر شروع ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ، وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [الروم : ٢٧]

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيمٍ وَالْحَسَنُ : كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ. وَهَيْنٌ وَهَيِّنٌ : مِثْلُ لَيْنٍ ولَيِّنٍ، ومَيْت ومَيِّت. وضَيْقٍ وَضَيِّقٍ.

﴿ أَفَعَيِينَا ﴾: أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا. حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ.

﴿لُغُوب﴾: النَّصَبُ. ﴿أَطْوَارًا﴾: طَوْرًا كَذَا، وَطَوْرًا كَذَا. عَدَا طَوْرَه : إِي قَدْره.

باب اور اللہ پاک نے (سورۂ روم میں) جو فرمایا اس کی تفسیر کہ اللہ ہی ہے جس نے مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا' اور وہی پھر دوبارہ (موت کے بعد) زندہ کرے گا اور یہ (دوبارہ زندہ کرنا) تو اس پر اور بھی آسان ہے۔

اور ربیع بن خثیم اور امام حسن بصری نے کہا کہ یوں تو دونوں یعنی (پہلی مرتبہ پیدا کرنا پھر دوبارہ زندہ کر دینا) اس کے لئے بالکل آسان ہے۔ (لیکن ایک کو یعنی پیدائش کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کو زیادہ آسان ظاہر کے اعتبار سے کہا) ھَیْنٌ اور ھَیِّنٌ کو لَیْنٌ اور لَیِّنٌ' مَیْتٌ اور مَیِّتٌ' ضَیْقٌ اور ضَیِّقٌ کی طرح (مشدد اور مخفف) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے اور سورۂ قٓ میں جو لفظ اَفَعَیِینَا آیا ہے' اس کے معنی ہیں کہ کیا ہمیں پہلی بار پیدا کرنے نے عاجز کر دیا تھا۔ جب اس خدا نے تم کو پیدا کر دیا تھا اور تمہارے مادے کو پیدا کیا اور اسی سورت میں (اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں) لُغُوبٌ کے معنی تھکن کے ہیں اور سورۂ نوح میں

جو فرمایا أَطْوَارًا اس کے معنی یہ ہیں کہ مختلف صورتوں میں تمہیں پیدا کیا۔ کبھی نطفہ ایسے خون کی پھٹکی پھر گوشت پھر ہڈی پوست۔ عرب لوگ بولا کرتے ہیں عَدَا اطْوَرَهُ یعنی فلاں اپنے مرتبہ سے بڑھ گیا۔ یہاں اطوار کے معنی رتبے کے ہیں۔

قرآن شریف میں سورۂ مریم میں لفظ وَ هُوَ هَيِّنٌ آیا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مناسبت سے اس لفظ کی تشریح کر دی کہ ربیع اور حسن کے قول میں یہ لفظ آیا ہے اور سورۂ ق اور سورۂ نوح کے لفظوں کی تشریح اس لئے کہ ان آیتوں میں آسمان اور زمین اور انسان کی پیدائش کا بیان ہے اور یہ باب بھی اسی بیان میں ہے۔

٣١٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا بَنِي تَمِيمٍ أَبْشِرُوا)). قَالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ. فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْيَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)). قَالُوا: قَبِلْنَا. فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ. فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ. لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ)). [أطرافه في: ٣١٩١، ٤٣٦٥، ٤٣٨٦، ٧٤١٨].

(٣١٩٠) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں جامع بن شداد نے' انہیں صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بنی تمیم کے لوگو! تمہیں بشارت ہو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت جب آپ نے ہم کو دی ہے تو اب ہمیں کچھ مال بھی دیجئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا' پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپ نے ان سے بھی فرمایا کہ اے یمن والو! بنو تمیم کے لوگوں نے تو خوش خبری کو قبول نہیں کیا' اب تم اسے قبول کر لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ مخلوق اور عرش الٰہی کی ابتدا کے بارے میں گفتگو فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک (نامعلوم) شخص آیا اور کہا کہ عمران! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی۔ (عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کاش' میں آپ کی مجلس سے نہ اٹھتا تو بہتر ہوتا۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے بنو تمیم کو اسلام لانے کی وجہ سے آخرت کی بھلائی کی خوش خبری دی تھی۔ بنو تمیم کے لوگوں نے اپنی کم عقلی سے یہ سمجھا کہ آپ دنیا کا مال دولت دینے والے ہیں ان کی اس سوچ سے آپ ﷺ کو دکھ ہوا۔

کہتے ہیں کہ یہ مانگنے والا اقرع بن حابس نامی ایک جنگلی آدمی تھا۔

٣١٩١- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

(٣١٩١) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے جامع بن شداد نے بیان کیا' ان سے صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ. فَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: ((اِقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)). قَالُوا: قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا (مَرَّتَيْنِ). ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اِقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)). قَالُوا : قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالُوا: جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هَذَا الأَمْرِ. قَالَ: ((كَانَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ. وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ. وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ. وَخَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ)). فَنَادَى مُنَادٍ: ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ. فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابَ. فَوَ اللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا)).

[راجع: ٣١٩٠]

حاضر ہوا۔ اور اپنے اونٹ کو میں نے دروازے ہی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! خوش خبری قبول کرو۔ انہوں نے دوبار کہا کہ جب آپ نے ہمیں خوش خبری دی ہے تو اب مال بھی دیجئے۔ پھر یمن کے چند لوگ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ خوش خبری قبول کر لو اے یمن والو! بنو تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی۔ وہ بولے یا رسول اللہ! خوش خبری ہم نے قبول کی۔ پھر وہ کہنے لگے ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ سے اس (عالم کی پیدائش) کا حال پوچھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ازل سے موجود تھا اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ لوح محفوظ میں اس نے ہر چیز کو لکھ لیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ (ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ابن الحصین! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی۔ میں اس کے پیچھے دوڑا۔ دیکھا تو وہ سراب کی آڑ میں ہے (میرے اور اس کے بیچ میں سراب حائل ہے یعنی وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم' میرا دل بہت پچھتایا کہ کاش' میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (اور آں حضرت ﷺ کی حدیث سنی ہوتی)۔

٣١٩٢- وَرَوَى عِيسَى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: ((سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)).

(٣١٩٢) اور عیسیٰ نے رقبہ سے روایت کیا' انہوں نے قیس بن مسلم سے' انہوں نے طارق بن شہاب سے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر ہمیں وعظ فرمایا اور ابتدائے خلق کے بارے میں ہمیں خبر دی۔ یہاں تک کہ جب جنت والے اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم والے اپنے ٹھکانوں کو پہنچ جائیں گے (وہاں تک ساری تفصیل کو آپ نے بیان فرمایا) جسے اس حدیث کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سب چیزیں حادث اور مخلوق ہیں۔ عرش فرش آسمان زمین سب میں اتنی بات ہے کہ عرش اس کا اور سب چیزوں سے پہلے وجود رکھتا تھا۔ مگر حادث اور مخلوق وہ بھی ہے۔ غرض اس حدیث سے حکماء کا مذہب باطل ہوا جو اللہ کے سوا مادے اور ادراک یعنی عقل اور آسمان اور زمین سب چیزوں کو قدیم مانتے ہیں اور ان صوفیہ کا بھی رد ہوا جو روح انسانی کو مخلوق نہیں کہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا' پھر زمین و آسمان وغیرہ وجود میں آئے۔

٣١٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ(أُرَاهُ يَقُولُ اللهُ قَالَ: شَتَمَنِي ابْنُ آدَمَ)). وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتُمَنِي وَيُكَذِّبُنِي وَمَا يَنْبَغِي لَهُ. أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ : إِنَّ لِي وَلَدًا. وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ: لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي)).

(۳۱۹۳) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' ان سے ابو احمد نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے' اور ان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا۔ اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہ تھا۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے' میرا بیٹا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پہلی بار پیدا کیا' دوبارہ (موت کے بعد) وہ مجھے زندہ نہیں کر سکے گا۔

[طرفاه في: ٤٩٧٤، ٤٩٧٥].

تشریح: موت کے بعد اخروی زندگی کا تصور وہ ہے جس پر تمام انبیاء کرام کا اتفاق رہا ہے' تورات' زبور' انجیل' قرآن حتیٰ کہ اس ملک (ہندوستان) کی مذہبی کتب میں بھی مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصور موجود ہے۔ اس کے باوجود کفار نے ہمیشہ اس عقیدے کی تکذیب کی اور اسے ناممکن قرار دیا ہے اور اس پر بہت سے استحالات پیش کرتے چلے آ رہے ہیں جو سب باطل محض اور توہمات فاسدہ ہیں۔ اس حدیث میں اس عقیدہ پر وضاحت کی گئی ہے کہ آخرت کی زندگی کا انکار کرنا اللہ پاک کو جھٹلانا ہے۔ جس اللہ نے انسان کو پہلا وجود عطا فرمایا' اس کے لیے دوبارہ انسان کو پیدا کرنا کیوں مشکل ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی باطل عقیدہ عیسائیوں کا ہے جو اللہ کے لئے ابنیت ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ شان باری تعالیٰ کے اوپر بہت ہی بیہودہ الزام ہے' وہ اللہ ایسے الزامات سے مبرا ہے اور ایسی بے ہودہ بات منہ سے نکالنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دینا بہت ہی بڑا جھوٹ ہے۔ جو سرا سر غلط بعید از عقل و بے ہودگی ہے۔ سچ ہے۔ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ (اخلاص: ۱۔ ۴)

٣١٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوقَ الْعَرْشِ: إِنَّ

(۳۱۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن قرشی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں' جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے' اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے

رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي)). [أطرافه في: ٧٤٠٤، ٧٤١٢، ٢٤٥٣، ٧٥٥٣، ٧٥٥٤].

غصہ پر غالب ہے۔

تشریح (اس حدیث سے بھی ابتدائے خلق پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ صفات الٰہی کے لیے جو الفاظ وارد ہو گئے ہیں ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کرنا اور ظاہر پر بلاچوں و چرا ایمان لانا یہی سلامتی کا راستہ ہے۔

طیبی نے کہا کہ رحمت کے غالب ہونے میں اشارہ ہے کہ رحمت کے مستحقین بھی تعداد کے لحاظ سے غضب کے مستحقین پر غالب رہیں گے' رحمت ایسے لوگوں پر بھی ہو گی جن سے نیکیوں کا صدور ہی نہیں ہوا۔ بر خلاف اس کے غضب ان ہی لوگوں پر ہو گا جن سے گناہوں کا صدور ثابت ہو گا۔ اللھم ارحم علینا یا ارحم الراحمین

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِيْنَ،

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿اللهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ، يَتَنَزَّلُ الأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ١٢]. ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ﴾: السَّمَاءُ. ﴿سَمْكَهَا﴾: بَنَاءُهَا. كَانَ فِيْهَا حَيَوَانٌ ﴿الْحُبُكُ﴾: اسْتِوَاؤُهَا وَحُسنها. ﴿وأَذِنَتْ﴾: سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ. ﴿وَأَلْقَتْ﴾: أَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوتَى. ﴿وَتخلَّتْ﴾ عَنْهُمْ. ﴿طَحَاهَا﴾ دَحَاهَا. ﴿السَّاهِرَةُ﴾: وَجْهَ الأَرْضِ، كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ.

باب سات زمینوں کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا' کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے سات آسمان اور آسمان ہی کی طرح سات زمینیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ان کے درمیان اترتے ہیں۔ یہ اس لئے تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم کے اعتبار سے گھیر رکھا ہے اور سورۂ طور میں والسقف المرفوع سے مراد آسمان ہے اور سورۂ والنازعات میں جو ﴿رفع سمکھا﴾ ہے سمک کے معنی بناء عمارت کے ہیں۔ اور سورۂ والذاریات میں جو حبک کا لفظ آیا ہے اس کے معنی برابر ہونا یعنی ہموار اور خوبصورت ہونا۔ سورۂ اذا السماء انشقت میں جو لفظ اذنت ہے اس کا معنی سن لیا اور مان لیا' اور لفظ القت کا معنی جتنے مردے اس میں تھے ان کو نکال کر باہر ڈال دیا' خالی ہو گئی۔ اور سورہ والیل میں جو لفظ طحاھا ہے اس کے معنی بچھایا۔ اور سورۂ والنازعات میں جو ساھرۃ کا لفظ ہے اس کے معنی روئے زمین کے ہیں' وہیں جاندار رہتے سوتے اور جاگتے ہیں۔

جن کے لیے زمین گویا ایک بچھونا ہے جو اللہ پاک نے خود بچھا دیا ہے۔ جس کے بارے میں یہ ارشاد بھی ہے ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾ (طہ: ۵۵) یعنی ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا' اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیں گے' اور قیامت کے دن قبروں سے تم کو نکال کر میدان قیامت میں حاضر کریں گے۔

نص قرآنی سے سات آسمانوں اور ان ہی کی طرح سات زمینوں کا وجود ثابت ہوا' پس جو ان کا انکار کرے وہ گویا قرآن ہی کا انکار کر رہا ہے۔ اب سات آسمانوں اور سات زمینوں کی بے حد کھوج میں لگنا انسانی حدود اختیارات سے آگے تجاوز کرنا ہے ؎

تو کار زمین رانکو ساختی کہ بآسماں نیز پر داختی

٣١٩٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذَلِكَ - فَقَالَتْ : يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الأَرْضَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ)).[راجع: ٢٤٥٣]

(۳۱۹۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبردی' انہیں علی بن مبارک نے کہا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے' ان کا ایک دوسرے صاحب سے ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے (جواب میں) فرمایا' ابو سلمہ! کسی کی زمین (کے ناحق لینے) سے بچو' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک بالشت کے برابر بھی کسی نے (زمین کے بارے میں) ظلم کیا تو (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔

٣١٩٦- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَومَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِيْنَ)).

[راجع: ٢٤٥٤]

(۳۱۹۶) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' انہیں عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے' انہیں سالم بن عبداللہ بن عمر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ ناحق لے لیا' تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

ان احادیث سے سات زمینوں کا ثبوت حاصل ہوا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں آسمانوں اور زمینوں کا سات سات ہونا ایک اٹل حقیقت ہے۔

٣١٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَومَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ. السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ : ثَلاَثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ - ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ - وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادِي

(۳۱۹۷) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا' ان سے ابوبکرہ کے صاحب زادے (عبدالرحمٰن) نے بیان کیا اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آگیا جیسے اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے' چار مہینے اس میں سے حرمت کے ہیں۔ تین تو پے در پے۔ ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے

وَشَعْبَانَ)). [راجع: ٦٧]

بیچ میں پڑتا ہے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ عربوں کی یہ بھی ایک جہالت تھی کہ وہ کبھی محرم کو صفر کر دیتے۔ کہیں اپنے اغراض فاسدہ کے تحت ذی الحجہ کو محرم بنا دیتے۔ غرض کچھ عجیب خبط مچا رکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ پاک نے صحیح مہینہ بتلا دیا۔ زمانہ کے گھوم آنے سے یہی مطلب ہے کہ جو اصل مہینہ اس دن سے شروع ہوا تھا' جس دن اس نے زمین آسمان پیدا کیے تھے۔ اسی حساب سے اب صحیح مہینہ قائم ہو گیا۔ اس سے قمری مہینوں کی فضیلت بھی ثابت ہوئی' جن سے ماہ و سال کا حساب عین فطرت کے مطابق ہے۔ جس کا دن شام کو ختم ہوتا اور صبح سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا مہینہ کبھی تیس دن کا اور کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ اس کا حساب ہر ملک میں رؤیت ہلال پر موقوف ہے۔

٣١٩٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ: أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى - فِي حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا - إِلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا؟ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ)). قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لِي سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ: ((دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. .)). [راجع: ٢٤٥٢]

(۳۱۹۸) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہ اروی بنت ابی اوس سے ان کا ایک (زمین کے) بارے میں جھگڑا ہوا۔ جس کے متعلق اروی کہتی تھی کہ سعید نے میری زمین چھین لی۔ یہ مقدمہ مروان خلیفہ کے یہاں فیصلہ کے لیے گیا جو مدینہ کا حاکم تھا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا کیا میں ان کا حق دبا لوں گا' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلم سے کسی کی دبا لی تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ ابن ابی الزناد نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا (تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی)

٣- بَابُ فِي النجُومِ

باب ستاروں کا بیان

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ [الملك:٥]: خَلَقَ هَذِهِ النُّجُوم لِثَلاَثٍ: جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِيْنِ، وَعَلاَمَاتٍ يُهْتَدَي بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لاَ عِلْمَ لَهُ بِهِ.

قتادہ نے (قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں) "کہ ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو (تاروں کے) چراغوں سے" کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین فائدوں کے لیے پیدا کیا ہے۔ انہیں آسمان کی زینت بنایا' شیاطین پر مارنے کیلئے بنایا۔ اور (رات کی اندھیریوں میں) انہیں صحیح راستہ پر چلتے رہنے کیلئے نشانات قرار دیا۔ پس جس شخص نے ان کے سوا دوسری باتیں کہیں' اس نے غلطی کی' اپنا حصہ تباہ کیا (اپنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَشِيْمًا﴾ مُتَغَيِّرًا. وَالأَبُّ: مَا يَأْكُلُ الأَنْعَامُ. وَالأَنَامُ الْخَلْقُ. بَرْزَخٌ: حَاجِبٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَلْفَافًا﴾: مُلْتَفَّةً. وَالْغُلْبُ: الْمُلْتَفَّةُ: فِرَاشًا : مِهَادًا. كَقَوْلِهِ: ﴿وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾، ﴿نَكِدًا﴾ : قَلِيْلاً.

وقت ضائع کیا یا اپنا ایمان کھویا) اور جو بات غیب کی معلوم نہیں ہو سکتی اسکو اس نے معلوم کرنا چاہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سورۂ کہف میں لفظ هشیما ہے اس کا معنی بدلا ہوا۔ الاب کے معنی مویشیوں کا چارہ۔ یہ لفظ سورۂ عبس میں ہے اور سورۂ رحمٰن میں لفظ الانام بمعنی مخلوق ہے اور لفظ برزخ بمعنی پردہ ہے۔ اور مجاہد تابعی نے کہا کہ لفظ الفافا بمعنی ملتفة ہے۔ اسکے معنی گھرے لپٹے ہوئے۔ الغلب بھی بمعنی الملتفة اور لفظ فراشا بمعنی مهادا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا۔ ﴿ ولکم فی الارض مستقر ﴾ (مستقر بھی بمعنی مهاد ہے) اور سورۂ اعراف میں جو لفظ نکدا ہے اس کا معنی تھوڑا ہے۔

تشریح حضرت قتادہ کے قول کو عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔ اس سے ستارہ شناسوں کا رد ہوا جو گمان کرتے ہیں کہ ستاروں سے لوگوں پر اثر پڑتا ہے۔ سچ فرمایا کہ کذب المنجمون و رب الکعبه' کعبہ کے رب کی قسم نجومی جھوٹے ہیں جو ستاروں کو جملہ تاثیرات کا مالک بتاتے ہیں۔

٤- بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿بِحُسْبَانٍ﴾

باب سورۂ رحمٰن کی اس آیت کی تفسیر کہ سورج اور چاند دونوں حساب سے چلتے ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحَى. وَقَالَ غَيْرُهُ : بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لاَ يَعْدُوَانِهَا. حُسْبَانٌ: جَمَاعَةُ الْحِسَابِ، مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٍ. ضُحَاهَا: ضَوْؤُهَا. أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ: لاَ يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الآخَرِ، وَلاَ يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ. سَابِقُ النَّهَارِ : يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَانِ. نَسْلَخُ: نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ، وَنُجْرِي كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: وَاهِيَةٌ: وَهْيُهَا وَتَشَقُّقُهَا. أَرْجَائِهَا: مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا، فَهِيَ عَلَى حَافَتَيْهَا كَقَوْلِكَ: عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ. أَغْطَشَ وَجَنَّ: أَظْلَمَ. وَقَالَ الْحَسَنُ: كُوِّرَتْ تُكَوَّرُ حَتَّى يَذْهَبَ ضَوْؤُهَا. وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ:

مجاہد نے کہا یعنی چکی کی طرح گھومتے ہیں اور دوسرے لوگوں نے یوں کہا یعنی حساب سے مقررہ منزلوں میں پھرتے ہیں' زیادہ نہیں بڑھ سکتے۔ لفظ حسبان حساب کی جمع ہے۔ جیسے لفظ شہاب کی جمع شهبان ہے۔ اور سورۂ والشمس میں جو لفظ ضحاها آیا ہے۔ ضحیٰ روشنی کو کہتے ہیں اور سورۂ یٰس میں جو یہ آیا ہے کہ سورج چاند کو نہیں پا سکتا' یعنی ایک کی روشنی دوسرے کو ماند نہیں کر سکتی نہ ان کو یہ بات سزا وار ہے اور اسی سورۃ میں جو الفاظ ولا اللیل سابق النهار ہیں ان کا مطلب یہ کہ دن اور رات ہر ایک دوسرے کے طالب ہو کر لپکے جا رہے ہیں اور اسی سورۃ میں لفظ انسلخ کا معنی یہ ہے کہ دن کو رات سے اور رات کو دن سے ہم نکال لیتے ہیں اور سورۂ حاقہ میں جو واهية کا لفظ ہے۔ وهی کے معنی پھٹ جانا' اور اسی سورۃ میں جو یہ ہے ﴿ والملک علی ارجائها ﴾ یعنی فرشتے آسمانوں کے کناروں پر ہوں گے جب تک وہ پھٹے گا نہیں۔ جیسے کہتے ہیں وہ کنویں کے کنارے پر ہے۔

جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ. اتَّسَقَ : اسْتَوَى. بُرُوجًا: مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ. يُقَالُ : يُولِجُ يُكَوِّرُ وَلِيْجَةً، كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ.

اور سورۂ والنازعات میں جو لفظ اغطش اور سورۂ انعام میں لفظ جَنَّ ہے ان کے معنی اندھیری کے ہیں۔ یعنی اندھیاری کی اور اندھیاری ہوئی اور امام حسن بصری نے کہا کہ سورۂ اذا الشمس میں کورت کا جو لفظ ہے اس کا معنی یہ ہے جب لپیٹ کر تاریک کر دیا جائے گا اور سورۂ انشقت میں جو وما وسق کا لفظ ہے اسکے معنی جو اکٹھا کرے۔ اسی سورۃ میں اتسق کا معنی سیدھا ہوا' اور سورۂ فرقان میں جو بروجا کا لفظ ہے۔ بروج سورج اور چاند کی منزلوں کو کہتے ہیں اور سورۂ فاطر میں جو حرور کا لفظ ہے۔ اسکے معنی دھوپ کی گرمی کے ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا' حرور رات کی گرمی اور سموم دن کی گرمی۔ اور سورۂ فاطر میں جو یولج کا لفظ ہے اس کے معنی لپیٹتا ہے اندر داخل کرتا ہے۔ اور سورۂ توبہ میں جو ولیجۃ کا لفظ ہے اس کے معنی اندر گھسا ہوا یعنی راز دار دوست۔

٣١٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ : ((أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلُ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا: فَيُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا، ذَلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ [يس: ٣٨]. [أطرافه في: ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ٧٤٢٤، ٧٤٣٣].

(۳۱۹۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے ان کے باپ یزید بن شریک نے اور ان سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے' جب سورج غروب ہوا تو ان سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے۔ پھر (دوبارہ آنے کی) اجازت چاہتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ دن بھی قریب ہے' جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی۔ بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا جا۔ چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان" ﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾ (یٰسٓ:۳۸) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تشریح اس حدیث میں منکرین حدیث نے کئی اشکال پیدا کیے ہیں' ایک یہ کہ سورج زمین کے نیچے جاتا ہے نہ عرش کے نیچے۔ اور دوسری روایت میں یہ مضمون موجود ہے تغرب فی عین حمئة دوسرے یہ کہ زمین اور آسمان گول کرے ہیں تو سورج ہر وقت عرش کے نیچے ہے۔ پھر خاص غروب کے وقت جانا کیا معنی؟ تیسرے سورج ایک بے روح اور بے عقل جسم ہے اس کا سجدہ کرنا اور اس کو اجازت ہونے کے کیا معنی؟ چوتھے اکثر حکیموں نے مشاہدہ سے معلوم کیا ہے کہ زمین متحرک اور سورج ساکن ہے تو سورج کے چلنے کے کیا معنے؟

پہلے اشکال کا جواب یہ ہے کہ جب زمین کروی ہوئی تو ہر طرح سے عرش کے نیچے ہوئی اس لیے غروب کے وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج زمین کے نیچے گیا اور عرش کے نیچے گیا۔ دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہر نقطے اور ہر مقام پر سورج عرش کے نیچے ہے اور وہ ہر وقت اپنے مالک کے لیے سجدہ کر رہا ہے اور اس سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے لیکن چونکہ ہر ملک والوں کا مغرب اور مشرق مختلف ہے اس لیے طلوع اور غروب کے وقت کو خاص کیا۔ تیسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ سورج بے جان اور بے عقل ہے۔ بہت سی آیات و احادیث سے سورج اور چاند اور زمین اور آسمان سب کا اپنے اپنے درجہ میں صاحب روح ہونا ثابت ہے۔ چوتھے اشکال کا جواب یہ ہے کہ بہت سے حکیم اس امر کے بھی قائل ہیں کہ زمین ساکن ہے اور سورج اس کے گرد گھومتا ہے اور اس بارے میں طرفین کے دلائل متعارض ہیں۔ اور ظاہر قرآن و حدیث سے تو سورج اور چاند اور تاروں ہی کی حرکت نکلتی ہے۔ (مختصر از وحیدی)

آیت شریفہ ﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّلَّهَا ﴾ (یٰسٓ: ۳۸) میں مستقر سے مراد بقائے عالم کا انقطاع ہے یعنی الی انقطاع بقاء مدة العالم و اما قوله مستقرلها تحت العرش فلا ينكران يكون لها استقراء تحت العرش من حيث لاندركه و لا نشاهده و انما اخبر عن غيب فلا نكذبه و لا نكيفه لان علمنا لا يحيط به. انتهٰى كلام الطيبى.

۳۲۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الدَّانَاجُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(۳۲۰۰) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن فیروز داناج نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں تاریک (بے نور) ہو جائیں گے۔

۳۲۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ

(۳۲۰۱) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ اس لئے جب تم ان کو دیکھو تو نماز

اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا)).

[راجع: ١٠٤٢]

پڑھا کرو۔

٣٢٠٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ)).

(٣٢٠٢) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت و حیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کی یاد میں لگ جایا کرو۔

کیونکہ یہ جملہ انقلابات قدرت الٰہی کے تحت ہوتے رہتے ہیں پس ایسے مواقع پر خصوصیت کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا اور نماز پڑھنا ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

٣٢٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلاً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلاً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الأُوْلَى، ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيْلاً، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ: ((إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى

(٣٢٠٣) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی' اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جس دن سورج گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (مصلے پر) کھڑے ہوئے۔ اللہ اکبر کہا اور بڑی دیر تک قرأت کرتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے رکوع کیا' ایک بہت لمبا رکوع' پھر سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ اس قیام میں بھی لمبی قرأت کی۔ اگرچہ پہلی قرأت سے کم تھی اور پھر رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے' اگرچہ پہلے رکوع سے یہ کم تھا۔ اس کے بعد سجدہ کیا' ایک لمبا سجدہ' دوسری رکعت میں بھی آپؐ نے اسی طرح کیا اور اس کے بعد سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اب آپؐ نے صحابہ کو خطاب فرمایا اور سورج اور چاند گرہن کے متعلق بتلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں اور ان میں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا' اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو فوراً نماز کی طرف لپک جاؤ۔

الصَّلاَةِ)). [راجع: ١٠٤٤]

آج چاند اور سورج کے گرہن کی جو وجہ بیان کی جاتی ہیں وہ بھی شان قدرت ہی کے مظاہر ہیں ' لہٰذا حدیث صحیح اور قرآن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

٣٢٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا)). [راجع: ١٩٤١]

(٣٢٠٤) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل ابی خالد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' سورج اور چاند میں کسی کی موت یا حیات پر گرہن نہیں لگتا۔ بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں اس لئے جب تم ان میں گرہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے چاند اور سورج کا ذکر آیا ہے اس لئے ان کو یہاں نقل کیا گیا۔ ان کے بارے میں جو کچھ زبان رسالت مآب ﷺ سے منقول ہوا اس سے آگے بڑھ کر بولنا مسلمان کے لیے روا نہیں ہے۔ آج کے حالات نے چاند اور سورج کے وجود کو مزید واضح کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ ﴾ الآیۃ (حم السجدہ: ٣٧) یعنی چاند سورج کو سجدہ نہ کرو' یہ تو اللہ پاک کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ سجدہ کرنے کے قابل صرف اللہ ہے جس نے ان سب کو وجود بخشا ہے۔

چاند میں جانے کے دعویداروں نے جو کچھ بتلایا ہے اس سے بھی قرآن پاک کی تصدیق ہوتی ہے کہ چاند بھی دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے وہ کوئی دیوی دیوتا یا مافوق الخلوق کوئی اور چیز نہیں ہے۔

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾ [الأعراف: ٥٧]

باب اللہ پاک کا سورۂ اعراف میں یہ ارشاد کہ "وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔"

قَاصِفًا: تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ. لَوَاقِحَ: مَلاَقِحَ مُلْقِحَةً. إِعْصَارٌ: رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ. صِرٌّ: بَرْدٌ. نُشُرًا: مُتَفَرِّقَةً.

سورۂ بنی اسرائیل میں قاصفا کا جو لفظ ہے اس کے معنی سخت ہوا جو ہر چیز کو روند ڈالے۔ سورۂ حج میں جو لفظ لواقح ہے اس کے معنی ملاقح جو ملقحہ کی جمع ہے یعنی حاملہ کر دینے والی۔ سورۂ بقرہ میں جو اعصار کا لفظ ہے تو اعصار بگولے کو کہتے ہیں جو زمین سے آسمان تک ایک ستون کی طرح ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے۔ سورۂ آل عمران میں جو صِرٌّ کا لفظ ہے اس کے معنی پالا (سردی) نشر کے معنی جدا جدا۔

صحیح یہ ہے کہ لواقح لاقحۃ کی جمع یعنی وہ ہوائیں جو پانی کو اٹھائے چلتی ہیں۔ آیت کریمہ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ﴾ (الاعراف: ٥٧) میں لفظ بشرا کی جگہ نشرا پڑھا ہے یعنی ہر طرف سے جدا چلنے والی ہوائیں۔ لفظ لواقح لاقحہ کی جمع ہے یعنی

وہ ہوائیں جو پانی کو اٹھائے ہوئے چلتی ہیں گویا حاملہ ہیں۔ مولانا جمال الدین افغانی کہتے ہیں کہ حاملہ کرنے والی ہوا کا معنی اصول نباتات کی رو سے ٹھیک ہے کیونکہ علم نباتات میں ثابت ہوا ہے کہ ہوا نر درخت کا مادہ اڑا کر مادہ درخت پر لے جاتی ہے۔ اس وجہ سے درخت خوب پھلتا پھولتا ہے گویا ہوا درختوں کو حاملہ کرتی ہے۔ تحقیقات جدیدہ سے بھی یہی مشاہدہ ہوا ہے۔

٣٢٠٥- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا أُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ))

[راجع: ١٠٣٥]

(٣٢٠٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بادصبا (مشرقی ہوا) کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور قوم عاد بادِ دبور (مغربی ہوا) سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

٣٢٠٦- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ، فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا أَدْرِي! كَمَا قَالَ قَوْمٌ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾)) الآية [الأحقاف : ٢٤].

[طرفه في : ٤٨٢٩].

(٣٢٠٦) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے' ان سے عطاء نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ ابر کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے' کبھی پیچھے جاتے' کبھی گھر کے اندر تشریف لاتے' کبھی باہر آ جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا۔ لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باقی نہ رہتی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے بارے میں قوم عاد نے کہا تھا' جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تھا۔ آخر آیت تک (کہ ان کے لیے رحمت کا بادل آیا ہے' حالانکہ وہ عذاب کا بادل تھا)

تشریح ہوا بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے جو مختلف تاثیر رکھتی ہے اور مخلوقات کی زندگی میں جس کا قدرت نے بڑا دخل رکھا ہے۔ قوم عاد پر اللہ نے قحط کا عذاب نازل کیا۔ انہوں نے اپنے کچھ لوگوں کو مکہ شریف بھیجا کہ وہاں جا کر بارش کی دعا کریں۔ مگر وہاں وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر دعا کرنا بھول گئے ادھر قوم کی بستیوں پر بادل چھائے۔ قوم نے سمجھا کہ یہ ہمارے ان آدمیوں کی دعاؤں کا اثر ہے۔ مگر اس بادل نے عذاب کی شکل اختیار کر کے اس قوم کو تباہ کر دیا۔

٦- بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

باب فرشتوں کا بیان

من جملہ اصول ایمان کے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لائے۔ وہ اللہ کے معزز بندے ہیں۔ ان کے جسم لطیف ہیں وہ ہر شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ وہ سب نیک اور اللہ کے تابعدار بندے ہیں۔ فرشتوں کا انکار کرنا کفر ہے۔ ان کے وجود پر جملہ کتب آسمانی و انبیاء کرام کا اتفاق ہے۔

قال جمهور اهل الكلام من المسلمين : الملائكة اجسام لطيفة اعطيت قدرة على التشكل باشكال مختلفة و مسكنها السموات

وابطل من قال انها الکواکب اوانها الانفس الخیرة التی فارقت اجساد ھا وغیرہ ذالک من الاقوال التی لا یوجد فی الادلة السمعیة شئی منها (فتح الباری)

یعنی جملہ اہل کلام مسلمین کا یہ قول ہے کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں جن کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ (جو ان کو اللہ کی طرف سے ملی ہوئی ہے) ان کا مسکن آسمان ہیں اور جن لوگوں نے کہا کہ فرشتوں سے تارے مراد ہیں یا وہ اچھی ارواح جو اپنے اجسام سے جدا ہو چکی ہیں' مراد ہیں۔ یہ جملہ اقوال باطلہ ہیں جن کی کوئی دلیل کتاب و سنت سے نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جبریل علیہ السلام کو یہودی فرشتوں میں سے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ والصافات میں بیان کیا کہ لنحن الصافون میں مراد ملائکہ ہیں۔

تشریح: یہودی اپنی جہالت سے جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے اور کہتے تھے کہ ہمارے راز کی باتیں وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ جاتا ہے یا یہ کہ یہ ہمیشہ عذاب ہی لے کر اترتا ہے۔ اس اثر کو خود امام بخاری نے باب الھجرۃ میں وصل فرمایا ہے۔ لنحن الصافون فرشتوں کی زبان سے نقل کیا کہ ہم قطار باندھنے والے اللہ کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔ اس اثر کو طبرانی نے وصل کیا ہے۔

٣٢٠٧- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَهِشَامٌ قَالاَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ - وَذَكَرَ يَعْنِي رَجُلاً بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ - فَأَتَيْتُ بِطِسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلِيءَ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا. فَشُقَّ مِنَ النَّحرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ، ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِيءُ حِكْمَةً وَإِيمَانًا. وَأُتِيْتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوقَ الْحِمَارِ الْبُرَاقِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ، حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ. قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ؛ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ.

(٣٢٠٧) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ایک دفعہ بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا' پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان لیٹے ہوئے ایک تیسرے آدمی کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا' جو حکمت اور ایمان سے بھرپور تھا۔ میرے سینے کو پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا۔ پھر میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سواری لائی گئی۔ سفید' خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی یعنی براق' میں اس پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا۔ جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبریل۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟

فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ. قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ. قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسَى وَيَحْيَى، فَقَالَا: مَرْحَبًا بِكَ: مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ. قِيلَ : مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْتُ يُوسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ. فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَدْ

انہوں نے کہا کہ ہاں' اس پر جواب آیا کہ اچھی کشادہ جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں' پھر میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' آؤ پیارے بیٹے اور اچھے نبی۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کہا کہ جبریل' سوال ہوا' آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ سوال ہوا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں۔ اب ادھر سے جواب آیا' اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں' آنے والے کیا ہی مبارک ہیں۔ اس کے بعد میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے ملا' ان حضرات نے بھی خوش آمدید' مرحبا کہا اپنے بھائی اور نبی کو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب ملا جبریل' سوال ہوا' آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد ﷺ' سوال ہوا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں' اب آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے آنے والے کیا ہی صالح ہیں' یہاں یوسف علیہ السلام سے میں ملا اور انہیں سلام کیا' انہوں نے فرمایا' اچھی کشادہ جگہ آئے ہو میرے بھائی اور نبی' یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے اس پر بھی یہی سوال ہوا' کون صاحب' جواب دیا کہ جبریل' سوال ہوا' آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا' جواب دیا کہ ہاں' پھر آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے کیا ہی اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں ادریس علیہ السلام سے ملا اور سلام کیا' انہوں نے فرمایا' مرحبا' بھائی اور نبی۔ یہاں سے ہم پانچویں آسمان پر آئے ۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل' پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ' پوچھا گیا' انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں' آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ آنے والے کیا ہی اچھے ہیں ۔ یہاں ہم ہارون علیہ السلام سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' مبارک' میرے بھائی اور نبی' تم اچھی کشادہ جگہ آئے' یہاں سے ہم

أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ. فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى، فَقِيلَ: مَا أَبْكَاكَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ، هَذَا الْغُلَامُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ. فَرُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: هَذَا بَيْتُ الْمَعْمُورِ، يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ. وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرَ، وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُولِ، فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ. فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: النِّيلُ وَالْفُرَاتُ. ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً. قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ، عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَارْجِعْ

چھٹے آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا' کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل' پوچھا گیا' آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کہا کہ "ہاں محمد ﷺ ہیں" پوچھا گیا' کیا انہیں بلایا گیا تھا کہا ہاں' کہا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں' اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' میرے بھائی اور نبی اچھی کشادہ جگہ آئے' جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا' بزرگوار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا' کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی' اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے' میری امت کے جنت میں داخل ہونے والے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔ اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل' سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ پوچھا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ مرحبا' اچھے آنے والے۔ یہاں میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' میرے بیٹے اور نبی' مبارک' اچھی کشادہ جگہ آئے ہو' اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔ اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھایا گیا' اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان' اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں' دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری' میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں دنیا میں نیل اور فرات ہیں' اس کے بعد مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ میں جب واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو

إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ. فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلَاثِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا. فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا: فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ؟: جَعَلَهَا خَمْسًا. فَقَالَ مِثْلَهُ : قُلْتُ : فَسَلَّمْتُ. فَنُودِيَ: إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي. وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ، وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا)). وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ)).
[أطرافه في: ٣٣٩٣، ٣٤٣٠، ٣٨٨٧].

میں تم سے زیادہ جانتا ہوں' بنی اسرائیل کا مجھے بڑا تجربہ ہو چکا ہے۔ تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی' اس لئے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دو۔ اور کچھ تخفیف کی درخواست کرو۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام اپنی بات (یعنی تخفیف کرانے) پر مصر رہے۔ اس مرتبہ تیس وقت کی رہ گئیں۔ پھر انہوں نے وہی فرمایا تو اب بیس وقت کی اللہ تعالیٰ نے کر دیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اب بھی انہوں نے کم کرانے کے لئے اپنا اصرار جاری رکھا۔ اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا' تو انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دی ہیں۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے کم کرانے کا اصرار کیا۔ میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا۔ پھر آواز آئی۔ میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا۔ اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔ اور ہمام نے کہا' ان سے قتادہ نے کہا' ان سے حسن نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المعمور کے بارے میں الگ روایت کی ہے۔

تشریح: یہ طویل حدیث واقعہ معراج سے متعلق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کو یہاں اس لئے لائے کہ اس میں فرشتوں کا ذکر ہے اور یہ فرشتے بے شمار ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آسمان میں بالشت بھر جگہ خالی نہیں جہاں ایک فرشتہ اللہ کے لئے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

واقعہ معراج کا آغاز حطیم سے ہوا۔ جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے درمیان سوئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آپ کا یہ مبارک سفر براق کے ذریعہ شروع ہوا' جو برق بمعنی بجلی سے مشتق ہے۔ معراج برحق ہے اس کا منکر گمراہ اور خاطی ہے۔ تفصیل کے لئے کتب شروح ملاحظہ ہوں۔

قال القاضي عياض اختلفوا في الاسراء الى السموات فقيل انه في المنام والحق الذى عليه الجمهور انه اسرى بجسده فان قيل بين النائم واليقظان يدل على انه رويا نوم قلنا لا حجه فيه اذقد يكون ذالک حال اول وصول الملک اليه وليس فيه مايدل على كونه نائما في القصته كلها. وقال الحافظ عبد الحق في الجمع بين الصحيحين وماروى شريک عن انس انه كان نائما فهو زيادة مجهولة وقد روى الحفاظ المتقون والائمته المشهورون كابن شهاب وثابت البناني وقتاده عن انس ولم يات احد منهم بها وشريک بالحافظ عنه اهل

الحدیث (فتح الباری) اس طویل عبارت کا خلاصہ یہی ہے کہ معراج جسمانی ہی حق ہے۔

آپؐ کی تشریف آوری پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا اس خوشی کی بنا پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو مختصر عمر دینے کے باوجود اپنی نعمتوں سے کس قدر نوازا اور کیسے کیسے درجات عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ یہ رونا فرحت سے تھا نہ کہ حسد اور بغض سے فان ذالک لا یلیق بصفات الانبیاء والاخلاق الاجلة من الاولیاء قاله الخطابی۔

٣٢٠٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ- وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ - قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ. ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكًا يُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ. ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ. وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[أطرافه في: ٣٣٣٢، ٦٥٩٤، ٧٤٥٤].

(٣٢٠٨) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالاحوص نے' ان سے اعمش نے' ان سے زید بن وہب نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اور فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے۔ اتنے ہی دنوں تک پھر ایک بستہ خون کی صورت میں اختیار کئے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ' گوشت رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل' اس کا رزق' اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک' لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (یاد رکھ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اسکے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) کام کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اسکے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اسکی تقدیر غالب آجاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

تشریح دوسری روایت میں ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرتا ہے تو مرد کا پانی عورت کے ہر رگ و پے میں سما جاتا ہے۔ ساتویں دن اللہ اس کو اکٹھا کر کے اس سے ایک صورت جوڑتا ہے۔ پھر نفس ناطقہ چوتھے چلہ میں یعنی چار مہینے کے بعد اس سے متعلق ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اعتراضا کہتے ہیں کہ چار ماہ سے قبل ہی حمل میں جان پڑ جاتی ہے ان کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں روح سے نفس ناطقہ مدرکہ مراد ہے اسے روح انسانی کہا جاتا ہے اور روح حیوانی پہلے ہی سے بلکہ نطفہ کے اندر بھی موجود رہتی ہے لہٰذا اعتراض باطل ہوا۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اس لئے آدمی کیسے ہی اچھے کام کر رہا ہو پھر بھی خرابی خاتمہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بزرگوں نے تجربہ کیا ہے کہ جو لوگ حدیث شریف سے محبت رکھتے ہیں اور اسی فن شریف میں مشغول رہتے ہیں' اکثر ان کی عمر دراز ہوتی ہے اور خاتمہ بالخیر نصیب ہوتا ہے۔ یا اللہ! اپنے حقیر ناچیز بندے محمد داؤد راز کو بھی حدیث کی یہ برکات عطا فرمائیو اور میرے جملہ معاونین کرام کو جن کی حدیث دوستی نے مجھ کو اس عظیم خدمت کے انجام دینے کے لئے آمادہ کیا۔

اللہ پاک ان سب کو برکات دارین سے نوازیو۔ آمین ثم آمین۔

٣٢٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَتَابَعَهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ. فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ. إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ. ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُول فِي الأَرْضِ)).

[طرفاه في : ٦٠٤٠، ٧٤٨٥].

(٣٢٠٩) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد نے خبردی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی' انہیں نافع نے' انہوں نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اور اس روایت کی متابعت ابوعاصم نے ابن جریج سے کی ہے کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبردی انہیں نافع نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو' چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو پکار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ اس لئے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو' چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد روئے زمین والے بھی اس کو مقبول سمجھتے ہیں۔

تشریح اسماعیل کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے ظاہر کرتا ہے پھر جبریل علیہ السلام اور سارے فرشتے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں یہاں تک روئے زمین پر اس کے لئے برائی پھیل جاتی ہے۔ اس حدیث سے اللہ کے کلام میں آواز اور پکار ثابت ہوئی اور ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں صوت اور حروف نہیں ہیں۔

٣٢١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ - وَهُوَ السَّحَابُ - فَتَذْكُرُ الأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ

(٣٢١٠) ہم سے محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں لیث نے خبردی' ان سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا' ان سے محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ فرشتے عنان میں اترتے ہیں۔ اور عنان سے مراد بادل ہیں۔ یہاں فرشتے ان کاموں کا ذکر کرتے ہیں جن کا فیصلہ آسمان میں ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہیں سے شیاطین کچھ چوری چھپے باتیں اڑا لیتے ہیں۔ پھر کاہنوں کو اس کی خبر کر

فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ)).
[أطرافه في: ٣٢٨٨، ٥٧٦٢، ٦٢١٣، ٧٥٦١].

دیتے ہیں اور یہ کاہن سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر اسے بیان کرتے ہیں۔

٣٢١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلاَئِكَةُ يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمَامُ طَوَوا الصُّحُفَ وَجَاؤُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)). [راجع: ٩٢٩]

(٣٢١١) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ اور اغر نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور پھر اس کے بعد آنے والوں کو نمبروار لکھتے جاتے ہیں۔ پھر جب امام (خطبے کے لئے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر سننے لگ جاتے ہیں (یہ حدیث کتاب الجمعہ میں مذکور ہو چکی ہے یہاں فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے)

٣٢١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ: كُنْتُ أُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَجِبْ عَنِّي، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ؟)) قَالَ: نَعَمْ)).
[راجع: ٤٥٣]

(٣٢١٢) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو حسان رضی اللہ عنہ شعر پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے مسجد میں شعر پڑھنے پر ناپسندیدگی فرمائی تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت یہاں شعر پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر شخص (آنحضرت ﷺ) یہاں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے تم نے نہیں سنا تھا کہ اے حسان! (کفار مکہ کو) میری طرف سے جواب دے۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بے شک (میں نے سنا تھا)

اس سے حمد و نعت کے اشعار پڑھنے اور کہنے کا جواز ثابت ہوا۔

٣٢١٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ

(٣٢١٣) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ ((اهْجُهُمْ -أَوْ هَاجِهِمْ- وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ))

[أطرافه في: ٤١٢٣، ٤١٢٤، ٦١٥٣].

بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا' مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کرو یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو کا جواب دو' جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

تشریح: پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ مشرکین کے دھوئیں اڑ گئے۔ ان کی ساری حقیقت کھول کر رکھ دی۔ ایک شعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ ہے۔ لنا فی کل یوم من معرک سباب اوقتال اوھجاء

"یعنی ہم تو ہر روز سامان کی تیاری میں مشغول ہیں تم سے جنگ کرنے میں یا تم کو جواباً گالی دینے میں یا تمہارے ہجو کرنے میں۔" معلوم ہوا کہ مسجد میں دینی اسلامی اشعار کا پڑھنا جائز ہے۔

٣٢١٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَبُ بْنُ جَرِيْرَ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِي سِكَّةِ بَنِي غَنَمٍ. زَادَ مُوسَى : مَوكَبَ جِبْرِيْلَ)).

(٣٢١٤) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو وہب بن جریر نے خبر دی' ان سے میرے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حمید بن ہلال سے سنا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے وہ غبار میری نظروں کے سامنے ہے۔ موسیٰ نے روایت میں یوں زیادتی کی کہ "حضرت جبریل علیہ السلام کے (ساتھ آنے والے) سوار فرشتوں کی وجہ سے۔" جو غبار خاندان بنو غنم کی گلی میں اٹھا تھا۔

بنو غنم قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے جو انصار میں سے تھے' حضرت ابوایوب انصاری اسی خاندان سے تھے۔

٣٢١٥- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ قَالَ: ((كُلُّ ذَاكَ يَأْتِيْنِي الْمَلَكُ أَحْيَانًا فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، وَيَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ أَحْيَانًا رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي، فَأَعِي مَا يَقُولُ)).

[راجع: ٢]

(٣٢١٥) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ وحی آپ کے پاس کس طرح آتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کئی طرح سے آتی ہے۔ کبھی فرشتہ کے ذریعہ آتی ہے تو وہ گھنٹی بجنے کی آواز کی طرح نازل ہوتی ہے۔ جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو جو کچھ فرشتے نے نازل کیا ہوتا ہے' میں اسے پوری طرح یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ وحی اترنے کی یہ صورت میرے لئے بہت دشوار ہوتی ہے۔ کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آ جاتا ہے وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور جو کچھ کہہ جاتا ہے میں اسے پوری طرح یاد کر لیتا ہوں۔

نزول وحی کی تفصیلات پارہ اول کتاب الوحی میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔

٣٢١٦- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

(٣٢١٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے

قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ: أَيْ فُلُ هَلُمَّ)). فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ ذَاكَ الَّذِي لاَ تَوَى عَلَيْهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)). [راجع: ١٨٩٧]

بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جو شخص کسی چیز کا بھی جوڑا دے' تو جنت کے چوکیدار فرشتے اسے بلائیں گے کہ اے فلاں اس دروازے سے اندر آجا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ تو وہ شخص ہو گا جسے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تو بھی انہیں میں سے ہو گا۔

اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کی جائے وہ جوڑے کی شکل میں زیادہ بہتر ہے جیسے کپڑوں کے دو جوڑے یا دو روپے یا دو قرآن شریف وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہترین صدقہ ہو گا۔ یہاں فرشتوں کا اہل جنت کو بلانا ان کا وجود اور ان کا ہم کلام ہونا ثابت کرنا مقصود ہے۔

٣٢١٧- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((يَا عَائِشَةُ، هَذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ))، فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لاَ أَرَى. تُرِيْدُ النَّبِيَّ ﷺ)).

[أطرافه في: ٣٧٦٨، ٦٢٠١، ٦٢٤٩، ٦٢٥٣].

(٣٢١٧) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا "اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام آئے ہیں' تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا' کہ وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ برکاتہ۔ آپ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھ سکتی' عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

٣٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ. ح. قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ: ((أَلاَ تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّكَ، لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾)) [مريم: ٦٤]. [طرفاه في: ٤٧٣١،

(٣٢١٨) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا' (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے عمر بن ذر نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ایک مرتبہ فرمایا' ہم سے ملاقات کے لیے جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ بیان کیا کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اور ہم نہیں اترتے لیکن تیرے رب کے حکم سے' اسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے" آخر آیت تک۔

[۷٤٥٥].

معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں اور وہ حکم الٰہی کے تابع ہیں۔

٣٢١٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلَى حَرْفٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)).

[طرفه في: ٤٩٩١].

(٣٢١٩) ہم سے اسماعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے' ان سے ابن شہاب زہری نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جبریل علیہ السلام نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی محاورے کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا' لیکن میں اس میں برابر اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا رہا' تا آنکہ عرب کے سات محاوروں پر اس کا نزول ہوا۔

تشریح: قرآن مجید کی سات قراٰتوں پر اشارہ ہے۔ جن کا تفصیلی ثبوت صحیح روایات و احادیث سے ہے۔ جیسا کہ ہر زبان میں مختلف مقامات کی زبان کا اختلاف ہوتا ہے۔ عرب میں ہر قبیلہ ایک الگ دنیا میں رہتا تھا' جن میں محاورے بلکہ زیر' زبر تک کے فرق کو انتہائی درجے میں ملحوظ رکھا جاتا تھا' مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اگرچہ ایک ہی ہے۔ لیکن قرأت کے اعتبار سے خود اللہ پاک نے اس کی سات قرأتیں قرار دی ہیں۔

اس حدیث کے یہاں لانے سے حضرت جبریل علیہ السلام کا وجود اور ان کے مختلف کارنامے بیان کرنا مقصود ہے۔ خاص طور پر وحی لانے کے لئے یہی فرشتہ مقرر ہے۔ جیسا کہ مختلف آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی قرأت سبعہ پر امت کا اتفاق ہے۔ متداول اور مشہور قرأت یہی ہے جو امت میں معمول ہے۔

٣٢٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ. فَلَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ أَجْوَدُ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ)). وَعَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَرَوَى أَبُو

(٣٢٢٠) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان شریف کے مہینے میں اور بڑھ جاتی' جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کے لیے ہر روز آنے لگتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کے لئے آتے اور آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ خصوصاً اس دور میں جب حضرت جبریل علیہ السلام روزانہ آپ سے ملاقات کے لیے آتے تو آپ خیرات و برکات میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے' ان

هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ)).
[راجع: ٦]

سے معمر نے اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح بیان کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا نبی کریم ﷺ سے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔

تشریح: یعنی ہر سال میں ایک بار آتے مگر جس سال میں آپ کی وفات ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے دوبار حاضر خدمت ہو کر دور کیا۔ کہتے ہیں کہ زید بن ثابت کی قرأت آنحضرت ﷺ کے اخیر دور کے موافق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جو روایات مذکور ہوئی ہیں ان کو خود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب علامات النبوۃ اور فضائل القرآن میں وصل کیا ہے۔

٣٢٢١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ : أَمَّا إِنَّ جِبْرِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ)).
[راجع: ٥٢١]

(٣٢٢١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن عصر کی نماز کچھ دیر کر کے پڑھائی۔ اس پر عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے ان سے کہا۔ لیکن جبریل علیہ السلام (نماز کا طریقہ آنحضرت ﷺ کو سکھانے کے لیے) نازل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے آگے ہو کر آپ کو نماز پڑھائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا' عروہ! آپ کو معلوم بھی ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہ نے کہا کہ (اور سن لو) میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا اور انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر (دوسرے وقت کی) ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' اپنی انگلیوں پر آپ نے پانچوں نمازوں کو گن کر بتایا۔

تشریح: حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو عملی طور پر اوقات نماز کی تعلیم دینے آئے تھے۔ چنانچہ اول وقت اور آخر وقت ہر دو میں پانچوں نمازوں کو پڑھ کر آپ کو بتلایا۔ یہاں حدیث میں اس پر اشارہ ہے۔ عروہ بن زبیر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو تاخیر نماز عصر پر ٹوکا اور حدیث مذکور بطور دلیل پیش فرمائی پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے استفسار پر حدیث مع سند بیان کی' جسے سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یقین کامل حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے نماز عصر کا اول وقت پر ادا کرنا بھی ثابت ہوا۔ جیسا کہ جماعت اہل حدیث کا معمول ہے۔ ان لوگوں کا عمل خلاف سنت بھی معلوم ہوا جو عصر کی نماز تاخیر کر کے پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ تو بالکل غروب کے وقت نماز عصر ادا کرنے کے عادی ہیں' ایسے لوگوں کو منافق کہا گیا ہے۔

٣٢٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ

(٣٢٢٢) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے حبیب بن ابی ثابت نے' ان

بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ لِي جِبْرِيْلُ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ. قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ)). [راجع: ۱۲۳۷]

سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو آدمی اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہو گا' تو وہ جنت میں داخل ہو گا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ خواہ اس نے اپنی زندگی میں زنا کیا ہو' خواہ چوری کی ہو۔ اور خواہ زنا اور چوری کرتا ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک چاہے گا تو ان کو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کو گناہوں کی سزا دے کر بعد میں جنت میں داخل کر دے گا۔ بشرطیکہ وہ دنیا میں کبھی شرک کے مرتکب نہ ہوئے ہوں کیونکہ مشرک کے لئے اللہ نے جنت کو قطعاً حرام کر دیا ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان غور کریں جو بزرگوں کے مزارات پر جا کر شرکیہ افعال کا ارتکاب کرتے ہیں' قبروں پر سجدہ اور طواف کرتے ہیں۔ ان کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے' ایسے لوگ ہرگز جنت میں نہ جائیں گے خواہ کتنے ہی نیک کام کرتے ہوں' اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خود فرما دیا ہے۔ ﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الزمر: ۶۵) "اے رسول! اگر آپ بھی شرک کر بیٹھیں تو آپ کی ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے" کرمانی نے کہا کہ روایت میں ایسے گنہگاروں کے دوزخ میں نہ داخل ہونے سے مراد ان کا ہمیشگی کا دخول مراد ہے۔ ویجب التاویل بمثله جمعا بين الايات والاحاديث (کرمانی)

۳۲۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ: مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ - فَيَقُوْلُ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ)).

[راجع: ۵۵۵]

(۳۲۲۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں' کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ دن کے اور یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو تمہارے یہاں رات میں رہے۔ اللہ کے حضور میں جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے --- حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے --- کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا' وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اسی طرح جب ہم ان کے یہاں گئے تھے' جب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح: ان جملہ احادیث کے لانے سے مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض فرشتوں کا وجود ثابت کرنا ہے۔ جن پر ایمان لانا ارکان ایمان سے ہے۔ فرشتوں میں حضرت جبریل' میکائیل' اسرافیل علیہم السلام زیادہ مشہور ہیں۔ باقی ان کی تعداد اتنی ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' وہ سب اللہ کے بندے ہیں' اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اس کی اجازت بغیر وہ دم بھی نہیں مار سکتے نہ وہ

کسی نفع نقصان کے مالک ہیں۔

۷- بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ ((آمین)) وَالْمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

باب اس حدیث کے بیان میں کہ جب ایک تمہارا (جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے ختم پر باآواز بلند) آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آسمان پر (زور سے) آمین کہتے ہیں اور اس طرح دونوں کی زبان سے ایک ساتھ (باآواز بلند) آمین نکلتی ہے تو بندے کے گزرے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

تشریح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین بالجہر یعنی بلند آواز سے آمین بولنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے' امت میں سواد اعظم کا یہی معمول ہے۔ یہاں تک کہ مسالک اربعہ میں سے تینوں مسالک شافعی مالکی حنبلی سب آمین بالجہر کے قائل اور عامل ہیں۔ مگر بہت سے حنفی حضرات نہ صرف اس سنت سے نفرت کرتے ہیں اور اس سنت پر عمل کرنے والوں کو بنگاہ حقارت دیکھتے ہیں بلکہ بعض جگہ اپنی مساجد میں ایسے عاملین بالسنہ کو نماز ادا کرنے سے روکتے ہیں جو بہت ہی زیادہ افسوس ناک حرکت ہے۔ بہت سے منصف مزاج حنفی اکابر علماء نے اس کا سنت ہونا تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے عاملین کو ثواب سنت کا حق دار بتلایا ہے۔ کاش! جملہ برادران ایسے امور مسنونہ پر لڑنا جھگڑنا چھوڑ کر اتفاق و اتحاد ملت پیدا کریں۔ اور امت کو انتشار سے نکالیں۔ آمین بالجہر کا مسنون ہونا اور دلائل مخالفین کا جواب پیچھے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لئے لائے کہ فرشتوں کا وجود اور ان کا کلام کرنا ثابت کیا جائے۔

٣٢٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ كَأَنَّهَا نُمرُقَةٌ، فَجَاءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ، فَقُلْتُ: مَا لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((مَا بَالُ هَذِهِ؟)) وِسَادَةٌ قُلْتُ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا. قَالَ: ((أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُ يَومَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ))

(٣٢٢٤) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن امیہ نے' ان سے نافع نے بیان کیا' ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک تکیہ بھرا' جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ وہ ایسا ہو گیا جیسے نقشی تکیہ ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے کیا غلطی ہوئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا' یہ تو میں نے آپ کے لئے بنایا ہے تاکہ آپ اس پر ٹیک لگا سکیں۔ اس پر آپ نے فرمایا' کیا تمہیں نہیں معلوم کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہوتی ہے اور یہ کہ جو شخص بھی تصویر بنائے گا' قیامت کے دن اسے اس پر عذاب دیا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جس کی مورت تو نے بنائی' اب

[راجع: ۲۱۰۵] اسے زندہ بھی کر کے دکھا۔

جانداروں کی صورت بنانا اس سے ناجائز ہونا ثابت ہوا اور یہی ٹھیک ہے اور فرشتوں کا وجود بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ وہ نیکی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بدی دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں۔

۳۲۲۵- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةُ تَمَاثِيْلَ)).[أطرافه في : ۳۲۲٦، ۳۳۲۲، ٤۰۰۲، ۵۹٤۹، ۵۹٦۸].

(۳۲۲۵) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے' اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے ہوں اور اس میں بھی نہیں جس میں مورت ہو۔

اس سے بھی فرشتوں کا وجود اور نیکی بدی سے ان کا اثر لینا ثابت ہوا۔

۳۲۲٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ - وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدُ اللهِ الْخَوْلاَنِيُّ الَّذِيْ كَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ- حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُورَةٌ)). قَالَ بُسْرٌ: فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلاَنِيِّ: أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: ((إِلاَّ رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ)). أَلاَ سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: بَلَى

(۳۲۲٦) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا ہم کو عمرو بن حارث نے خبردی' ان سے بکیر بن اشج نے بیان کیا' ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبیداللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں' جو کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔ بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیمار پڑے اور ہم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے۔ گھر میں ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا' کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش و نگار ہوں (جاندار کی تصویر نہ ہو) تو وہ اس حکم سے الگ ہے۔ کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا

قَدْ ذَكَرَ.

کہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ فرشتے امور معاصی سے نفرت کرتے ہیں۔ جاندار کی تصویر بنانا بھی عنداللہ معصیت ہے۔ اس لئے جس گھر میں ایسی تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے' وہ گھر رحمت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی میں جو کچھ وارد ہوا وہ برحق ہے۔ اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔ فرشتے روحانی مخلوق ہیں۔ وہ جیسے ہیں ایسے ہی ان کے کارنامے بھی ہیں۔ حضرت زید بن خالد کے گھر میں پردے کے کپڑے پر غیر جاندار کی تصویریں تھیں جو اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

٣٢٢٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: إِنَّا لاَ نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلاَ كَلْبٌ)).
[طرفه في: ٥٩٦٠].

(٣٢٢٧) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمرو نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے جبرئیل علیہ السلام نے آنے کا وعدہ کیا تھا (لیکن نہیں آئے) پھر جب آئے تو آں حضرت ﷺ نے ان سے وجہ پوچھی' انہوں نے کہا کہ ہم کسی بھی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا موجود ہو۔

جو کتے حفاظت کے لئے پالے جائیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں' جیسا کہ دیگر روایات میں وضاحت موجود ہے۔ روایت میں ایک راوی کا نام عمرو نقل ہوا ہے' جو صحیح نہیں ہے۔ صحیح نسخہ میں عمر ہے جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر کے بیٹے ہیں اور یہی درست ہے۔

٣٢٢٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ٧٩٦]

(٣٢٢٨) ہم سے اسماعیل بن ادریس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے سمی نے بیان کیا' ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب (نماز میں) امام کہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہا کرو' اللھم ربنا لک الحمد۔ کیونکہ جس کا ذکر ملائکہ کے ساتھ موافق ہو جاتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

امام کے ساتھ مقتدی کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا پھر اللھم ربنا لک الحمد پڑھنا یا امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مقتدی کا خالی ربنا لک الحمد کہنا ہر دو امور جائز ہیں۔ تفصیل پیچھے مذکور ہو چکی ہے۔

٣٢٢٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ

(٣٢٢٩) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' ان سے میرے باپ نے بیان کیا' ان سے ہلال بن علی نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص نماز کی وجہ سے جب تک

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ تَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ)). [راجع:١٧٦]

کہیں ٹھہرا رہے گا اس کا یہ سارا وقت نماز میں شمار ہوگا اور ملائکہ اس کے لئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما' اور اس پر اپنی رحمت نازل کر (اس وقت تک) جب تک وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ نہ جائے یا بات نہ کرے۔

اس سے فرشتوں کا نیک دعائیں کرنا ثابت ہوا۔

٣٢٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ قَالَ سُفْيَانُ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ: وَنَادَوا يَا مَالِ)).

[طرفاه في : ٣٢٦٦، ٤٨١٩].

(٣٢٣٠) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عطاء بن ابی رباح نے' ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد (یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ منبر پر سورۂ احزاب کی اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے ﴿ ونادوا یا مالک ﴾ اور وہ دوزخی پکاریں گی اے مالک! (یہ داروغہ جہنم کا نام ہے) اور سفیان نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یوں ہے ﴿ ونادوا یا مال ﴾

تشریح پوری آیت یوں ہے ﴿ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴾ (الزخرف : ٧٧) یعنی "دوزخی داروغہ دوزخ مالک کو پکاریں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ وہ ہم کو موت دیدے وہ جواب دے گا کہ تم مرنے والے نہیں ہو' بلکہ سب ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہو گے۔" اس سے بھی فرشتوں کا وجود اور ان کا مختلف خدمات پر مامور ہونا ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لفظ ونادوا یا مال یا مالک کا مخفف ہے۔ مطلب ہر دو کا ایک ہی ہے کہ دوزخی دوزخ کے داروغہ مالک کو پکاریں گے۔ اس سے بھی فرشتوں کا وجود ثابت ہوا۔

٣٢٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَا

(٣٢٣١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے کہا' ان سے عروہ نے کہا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا' کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔

لَيْل بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ. وَأَنَا مَهْمُومٌ، عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلاَّ وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيْلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اللهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذَلِكَ فِيْمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ)). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). [طرفه في : ٧٣٨٩].

لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا' تب مجھ کو کچھ ہوش آیا' میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں' انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے' آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی' انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی' آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی' اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

تشریح یہ طائف کا مشہور واقعہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شفیق چچا ابو طالب کے انتقال کے بعد بغرض تبلیغ اسلام طائف تشریف لے گئے تھے' آپؐ نے وہاں کے سرداروں کو خصوصیت کے ساتھ اسلام کی دعوت دی' مگر وہ لوگ بد تمیزی سے پیش آئے اور آپ کے پیچھے اوباش لڑکوں کو لگا دیا جن کی حرکات سے آپ کو سخت تکلیف کا سامنا ہوا' مگر ان حالات میں بھی آپ نے ان پر عذاب پسند نہیں فرمایا' بلکہ ان کی ہدایت کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لا کر اس سے بھی فرشتوں کا وجود ثابت فرمایا۔ اخشبین سے مراد مکہ کے دو مشہور پہاڑ جبل ابو قبیس اور جبل قعیقعان مراد ہیں۔

لفظ عقبہ جو روایت میں آیا ہے یہ طائف کی طرف ایک گھاٹی کا نام ہے۔ طائف کی طرف آپؐ شوال ۱۰ نبوی میں تشریف لے گئے تھے۔ پہلے وہاں کے لوگوں نے خود آپ کو بلا بھیجا تھا بعد میں وہ مخالف ہو گئے اور انہوں نے آپؐ پر پتھر مارے' ایک پتھر آپ کی ایڑی میں لگا اور آپ زخمی ہو گئے۔ اس قدر ستانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٣٢٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ [النجم: ٩]

(۳۲۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے (سورۂ نجم میں) ارشاد ﴿ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ﴾ کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ آں

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

[طرفاه في: ٤٨٥٦، ٤٨٥٧].

حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا' تو ان کے چھ سو بازو تھے۔

٣٢٣٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ قَالَ: ((رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ)).

[طرفه في: ٤٨٥٨].

(٣٢٣٣) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) ﴿ لقد رای من ایات ربه الکبریٰ ﴾ کے متعلق بتلایا کہ آں حضرت ﷺ نے ایک سبز رنگ کا بچھونا دیکھا تھا جو آسمان میں سارے کناروں کو گھیرے ہوئے تھا۔

اس پر حضرت جبریل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے یا ان کے پر تھے۔

٣٢٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ، وَلَكِنْ قَدْ رَأَى جِبْرِيْلَ فِي صُوْرَتِهِ وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الأُفُقِ)).

[أطرافه في: ٣٢٣٥، ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٣٨٠، ٧٥٣١].

(٣٢٣٤) ہم سے محمد بن عبداللہ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے' کہا ہم کو قاسم نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے بڑی جھوٹی بات زبان سے نکالی' لیکن آپؐ نے جبریل علیہ السلام کو (معراج کی رات میں) ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا۔ ان کے وجود نے آسمان کا کنارہ ڈھانپ لیا تھا۔

٣٢٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ الأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: ((قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَأَيْنَ قَوْلُهُ: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾؟ قَالَتْ: ذَاكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ، وَإِنَّمَا أَتَاهُ هَذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُوْرَتِهِ

(٣٢٣٥) مجھ سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن الاشوع نے' ان سے شعبی نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (ان کے اس کہنے پر کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں تھا) پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ ثم دنی فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ ﴾ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آیت تو جبریل علیہ السلام کے بارے میں ہے' وہ انسانی شکل میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کرتے

الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهُ، فَسَدَّ الأُفُقَ)).
[راجع: ٣٢٣٤]

تھے اور اس مرتبہ اپنی اس شکل میں آئے تھے جو اصلی تھی اور انہوں نے تمام آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

تشریح شب معراج میں آنحضرت ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں' اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا خیال یہی ہے کہ آپ نے اللہ پاک کو نہیں دیکھا۔ بہر حال آیت مذکورہ کے بارے میں حضرت عائشہ ؓ نے ان لوگوں کا رد کیا جو اس سے آپ کا دیدار الٰہی ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آیت میں جس کی قربت کا ذکر ہے۔ اس سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔

و قال النووی الراجح المختار عند اکثر العلماء انه راه ببصره و الله اعلم و التوقف فیها لعدم الدلائل الواضحة علی احدالجانبین خیر۔
یعنی امام نوویؒ نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک یہی راجح ہے کہ آپؐ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا چونکہ کسی خیال کی تائید میں واضح دلائل نہیں ہیں' اس لیے اس مسئلہ میں خاموش رہنا بہتر ہے۔

٣٢٣٦- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رِجَاءَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ قَالاَ : الَّذِيْ يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ، وَأَنَا جِبْرِيْلُ، وَهَذَا مِيْكَائِيْلُ)).
[راجع:٨٤٥]

(٣٢٣٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے ابو رجاء نے بیان کیا' ان سے سمرہ بن جندب ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے آج رات (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے۔ ان دونوں نے مجھے بتایا کہ وہ جو آگ جلا رہا ہے۔ وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی فرشتہ ہے۔ میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جو پارہ نمبر چھ میں گذر چکی ہے۔ یہاں اس سے فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے۔

٣٢٣٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)).تَابَعَهُ شُعْبَةُ وَأَبُو حَمْزَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ.[طرفاه في : ٥١٩٣، ٥١٩٤].

(٣٢٣٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا' لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد اس پر غصہ ہو کر سو گیا' تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اس روایت کی متابعت' ابو حمزہ' ابن داؤد اور ابو معاویہ نے اعمش کے واسطہ سے کی ہے۔

تشریح ابو عوانہ کے ساتھ اس حدیث کو شعبہ اور ابو حمزہ اور عبداللہ بن داؤد اور ابو معاویہ نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔ شعبہ کی روایت خود مؤلف نے کتاب النکاح میں وصل کی ہے اور ابو حمزہ کی روایت موصولاً نہیں ملی اور ابن داؤد کی روایت مسدد نے اپنی بڑی مسند میں وصل کی اور ابو معاویہ کی روایت امام مسلم اور نسائی نے موصولاً نکالی ہے۔
اس حدیث کو یہاں لانے سے فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے کہ وہ ایسی نافرمان عورت پر خدا کے حکم سے رات بھر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد کی اطاعت عورت کے لئے کتنی ضروری ہے۔ مرد کی خواہش کی قدر نہ کرنا عورت

کے لئے بدبختی کا سبب بن سکتا ہے۔ عورت کی زینت یہی ہے کہ بچے سے اس کی گود بھرپور ہو اور بچہ کے لئے مرد سے ملاپ ضروری تھا جس کے لئے عورت نے انکار کر دیا۔ ممکن ہے اسی ملاپ میں اس کو اولاد کی نعمت حاصل ہو جاتی' اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مصالح ہیں جن کی بنا پر عورت کے لئے مرد کی اطاعت ضروری ہے۔ عدم اطاعت کی صورت میں بہت سے فسادات پیدا ہو سکتے ہیں۔

۳۲۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَتْرَةً، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَالرُّجْزُ الأَوْثَانُ)). [راجع: ٤]

(۳۲۳۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو لیث نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا تھا کہ (پہلے غار حراء میں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ کو سورۂ اقراء پڑھا کر گئے تھے اس کے بعد) مجھ پر وحی کا نزول (تین سال) بند رہا۔ ایک بار میں کہیں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان میں سے ایک آواز سنی اور نظر آسمان کی طرف اٹھائی' میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں انہیں دیکھ کر اتنا ڈر گیا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنے گھر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کچھ اڑھا دو' مجھے کچھ اڑھا دو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿ یا ایھا المدثر ﴾ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاھجر" تک۔ ابوسلمہ نے کہا کہ آیت میں الرجز سے بت مراد ہیں۔

اسلام میں بت پرستی ایک گندا عمل ہے۔ اسی لئے بت پرستوں کو ﴿ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ (التوبہ : ۲۸) کہا گیا ہے کہ شرک کرنے والے گندے ہیں۔ وہ بتوں کے پجاری ہوں یا قبروں کے ہر دو کا عنداللہ ایک ہی درجہ ہے۔

۳۲۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ : وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ : قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلاً آدَمَ طُوَالاً جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ،

(۳۲۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن عروبہ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شب معراج میں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ گندمی رنگ' قد لمبا اور بال گھنگھریالے تھے' ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءہ کا کوئی شخص ہو اور

وَرَأَيْتُ عِيْسَى رَجُلاً مَرْبُوعًا، مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللهُ إِيَّاهُ، فَلاَ تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ. قَالَ أَنَسٌ وَأَبُوبَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: تَحْرُسُ الْمَلاَئِكَةُ الْمَدِيْنَةَ مِنَ الدَّجَّالِ)).

[طرفه في : ٣٣٩٦].

میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا۔ درمیانہ قد' میانہ جسم' رنگ سرخی اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی' منجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دکھائی تھیں (سورۂ سجدہ میں اسی کا ذکر ہے کہ) پس (اے نبی!) ان سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی قسم کا شک و شبہ نہ کریں' یعنی موسیٰ علیہ السلام سے ملنے میں۔ انس اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے یوں بیان کیا کہ جب دجال نکلے گا' تو فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے۔

ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاری نے کتاب الحج اور کتاب الفتن میں روایت کیا ہے۔

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب جنت کا بیان اور یہ بیان کہ جنت پیدا ہو چکی ہے

اسی طرح دوزخ دونوں موجود ہیں' جملہ اہل سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ای موجودة الان واشار بذالک الی الرد علی من زعم من المعتزلة انها لا توجد الا یوم القیامة و قد ذکر البخاری فی الباب روایات کثیرة دالة علی ماترجم به فمنها ما یتعلق بکونها موجودة الان و منها ما یتعلق بصفتها واصرح مما ذکره فی ذالک ما اخرجه احمد و ابوداود باسناد قوی عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لما خلق الله الجنه قال لجبرئیل اذهب فانظر الیها ----- الحدیث (فتح الباری)

یعنی جنت اب موجود ہے اور اس میں معتزلہ کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ جنت قیامت ہی کے دن پیدا ہو گی۔ مصنف نے یہاں کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ جن سے جنت کا وجود ثابت ہوتا ہے اور بعض احادیث جنت کی صفات سے متعلق ہیں اور اس بارے میں زیادہ صریح وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللہ پاک نے جنت کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ اور جنت کو دیکھو۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: ﴿مُطَهَّرَةٌ﴾: مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَولِ وَالْبُزَاقِ. ﴿كُلَّمَا رُزِقُوا﴾: أُتُوا بِشَيْءٍ، ثُمَّ أُتُوا بِآخَر. ﴿قَالُوا هَذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾: أُوتِينَا مِنْ قَبْلُ. ﴿وَأُوتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا﴾: يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطُّعُومِ. ﴿قُطُوفُهَا﴾: يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاؤُوا ﴿دَانِيَةٌ﴾: قَرِيْبَةٌ. ﴿الأَرَائِكُ﴾: السُّرُر. وَقَالَ الْحَسَنُ: النَّضْرَةُ فِي

ابوالعالیہ نے کہا (سورۂ بقرہ میں) جو لفظ ازواج مطھرة آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جنت کی حوریں حیض اور پیشاب اور تھوک اور سب گندگیوں سے پاک صاف ہوں گی اور جو یہ آیا ہے کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا آخر آیت تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے پاس ایک میوہ لایا جائے گا پھر دوسرا میوہ تو جنتی کہیں گے یہ تو وہی میوہ ہے جو ہم کو پہلے مل چکا ہے۔ متشابها کے معنی صورت اور رنگ میں ملتے جلتے ہوں گے لیکن مزے میں جدا جدا ہوں گے (سورۂ حاقہ میں) جو لفظ قطوفها دانية آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بہشت کے میوے ایسے نزدیک ہوں گے کہ بہشتی

الْوُجُوهِ، وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿سَلْسَبِيلاً﴾: حَدِيْدَةُ الْجِرْيَةِ. ﴿غَوْلٌ﴾ : وَجَعُ الْبَطْنِ. ﴿يُنزَفُونَ﴾ : لاَ تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿دِهَاقًا﴾ : مُمْتَلِئًا. ﴿كَوَاعِبَ﴾: نَوَاهِدَ. ﴿الرَّحِيْقِ﴾ : الْخَمْرُ. ﴿التَّسْنِيمِ﴾ : يَعْلُو شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. ﴿خِتَامُهُ﴾: طِيْنُهُ. ﴿مِسْكٌ﴾. ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾: فَيَّاضَتَانِ. يُقَالُ: ﴿مَوْضُونَةٌ﴾: مَنْسُوجَةٌ. مِنْهُ ((وَضِيْنُ النَّاقَةِ)). وَ((الْكُوبُ)) مَا لاَ أُذُنَ لَهُ وَلاَ عُرْوَةَ. وَ((الأَبَارِيْقُ)) ذَوَاتُ الآذَانِ وَالْعُرَا. ﴿عُرُبًا﴾ . مُثَقَّلَةً. وَاحِدُهَا عَرُوبٌ، مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ. يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ ((الْعَرِبَةَ)) وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ((الْغَنِجَةَ)) وَأَهْلُ الْعِرَاقِ ((الشَّكِلَةَ)). وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿رَوْحٌ﴾: جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ. ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾: الرِّزْقُ. وَ﴿الْمَنْضُودُ﴾ : الْمَوْزُ. وَ﴿الْمَخْضُودُ﴾: الْمُوقَرُ حَمْلاً، وَيُقَالُ أَيْضًا: لاَ شَوْكَ لَهُ. وَالْعُرُبُ : الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. وَيُقَالُ: ﴿مَسْكُوبٌ﴾: جَارٍ. وَ﴿فُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ﴾ : بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ. ﴿لَغْوًا﴾: بَاطِلاً. ﴿تَأْثِيمًا﴾: كَذِبًا. ﴿أَفْنَانٌ﴾: أَغْصَانٌ. ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾: مَا يُجْتَنَى قَرِيْبٌ. ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ : سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ.

لوگ کھڑے بیٹھے جس طرح چاہیں ان کو توڑ سکیں گے۔ دانیة کا معنی نزدیک کے ہیں' اَرَائِكُ کے معنے تخت کے ہیں' امام حسن بصری نے کہا لفظ نضرة منہ کی تازگی کو اور لفظ سرور دل کی خوشی کو کہتے ہیں۔ اور مجاہد نے کہا سلسبیلا کے معنی تیز بہنے والی' اور لفظ غول کے معنی پیٹ کے درد کے ہیں۔ ینزفون کے معنی یہ کہ ان کی عقل میں فتور نہیں آئے گا (جیسا کہ دنیاوی شراب سے آ جاتا ہے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (سورہ نبا میں) جو دھاقا کا لفظ آیا ہے اس کے معنی لبالب بھرے ہوئے کے ہیں۔ لفظ کواکب کے معنی پستان اٹھے ہوئے کے ہیں۔ لفظ رحیق کے معنی جنت کی شراب' تسنیم وہ عرق جو بہشتیوں کی شراب کے اوپر ڈالا جائے گا۔ بہشتی اس کو پئیں گے۔ اور لفظ ختام (سورۂ مطففین میں) کے معنی مہر کی مٹی (جس سے وہاں کی شراب کی بوتلوں پر مہر لگی ہوئی ہو گی) نضاختان (سورۂ رحمٰن میں) دو جوش مارتے ہوئے چشمے' لفظ موضونة (سورۂ واقعہ میں) کا معنی جڑاؤ بنا ہوا' اسی سے لفظ وضین الناقة نکلا ہے۔ یعنی اونٹنی کی جھول وہ بھی بنی ہوئی ہوتی ہے اور لفظ کوب کا معنی جس کی جمع اکواب (سورۂ واقعہ میں) ہے' کوزہ جس میں نہ کان ہو نہ کنڈا اور لفظ اباریق ابریق کی جمع وہ کوزہ جو کان اور کنڈہ رکھتا ہو۔ اور لفظ عربا (سورۂ واقعہ میں) عروب کی جمع ہے جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے۔ مکہ والے عروب کو عَرِبَةُ اور مدینہ والے غنجہ اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں۔ ان سب سے وہ عورت مراد ہے جو اپنے خاوند کی عاشق ہو۔ اور مجاہد نے کہا لفظ روح (سورۂ واقعہ میں ہے) کا معنی بہشت اور فراخی رزق کے ہیں۔ ریحان کا معنی (جو اسی سورة میں ہے) رزق کے ہیں اور لفظ منضود (سورۂ واقعہ) کا معنی کیلے کے ہیں۔ مخضود وہ بیر جس میں کانٹا نہ ہو میوے کے بوجھ سے جھکا ہوا ہے بعض لوگ کہتے ہیں لفظ عرب (جو سورۂ واقعہ میں ہے) اس کے معنی وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی محبوبہ ہوں' مسکوب کا معنی (جو اسی سورة میں ہے) بہتا ہوا پانی۔ اور لفظ و فرش مرفوعة (سورۂ واقعہ) کا معنی بچھونے اونچے یعنی اوپر تلے بچھے ہوئے۔ لفظ لغوا جو اسی سورة میں ہے۔ اس کے معنی غلط جھوٹ کے ہیں۔ لفظ تاثیما

جو اسی سورۃ میں ہے اس کا معنی بھی جھوٹ کے ہیں۔ لفظ افنان جو سورۃ رحمٰن میں ہے۔ اس کے معنی شاخیں ڈالیاں اور وجنا الجنتین دان کا معنی بہت تازگی اور شادابی کی وجہ سے وہ کالے ہو رہے ہوں گے۔

مجتہد اعظم حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ان اکثر الفاظ کے معانی و مطالب بیان کر دیئے جو جنت کی تعریف میں قرآن مجید میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اللہ پاک لکھنے والے اور پڑھنے والوں کو جنت کی یہ جملہ نعمتیں عطا کرے۔ آمین۔

٣٢٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ)).

[راجع: ١٣٧٩]

(٣٢٤٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جب کوئی شخص مرتا ہے تو (روزانہ) صبح و شام دونوں وقت اس کا ٹھکانا (جہاں وہ آخرت میں رہے گا) اسے دکھلایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ میں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ واضح تر دلیل ہے کہ جنت و دوزخ اس وقت موجود ہیں اور وہ ان کے اہل کو روزانہ دکھلائی جاتی ہیں' پورا دخول قیامت کے دن ہو گا۔

٣٢٤١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)).

[أطرافه في: ٥١٩٨، ٦٤٤٩، ٦٥٤٦].

(٣٢٤١) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی غریبوں کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں زیادتی عورتوں کی نظر آئی۔

جنت میں غریبوں سے موحد' متبع سنت غریب لوگ مراد ہیں جو دیندار اغنیاء سے کتنے ہی برس پہلے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور دوزخ میں زیادہ عورتیں نظر آئیں' جو ناشکری اور لعن طعن کرنے والی آپس میں حسد اور بغض رکھنے والی ہوتی ہیں۔

٣٢٤٢- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

(٣٢٤٢) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا. فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ)).
[أطرافه في : ٣٦٨٠، ٥٢٢٧، ٧٠٢٣، ٧٠٢٥].

بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی' میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے فوراً لوٹ آیا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور کہنے لگے' یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا؟

تشریح: ان جملہ احادیث کو یہاں لانے سے حضرت امام کا مقصد جنت اور اس کی نعمتوں کا ثابت کرنا ہے نیز یہ بھی کہ جنت محض کوئی خواب و خیال کی چیز نہیں ہے بلکہ وہ ایک ثابت اور برحق چیز ہے جس کو اللہ پاک پیدا کر چکا ہے اور اس کی ساری مذکورہ نعمتیں اپنا وجود رکھتی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت امام نے ان مختلف نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے جنت کے مختلف کوائف پر استدلال فرمایا ہے۔ جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود جنت کے بارے میں کسی شیطانی وسوسہ میں گرفتار ہوں' ان کو فوراً توبہ کر کے اللہ اور رسول کی فرمودہ باتوں پر ایمان و یقین رکھنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہشت موجود ہے' پیدا ہو چکی ہے۔ وہاں ہر ایک جنتی کے مکانات اور سامان وغیرہ سب تیار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قطعی جنتی ہونا بھی اس حدیث سے اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رو دیئے اور یہ جو کہا کہ کیا میں آپ پر غیرت کروں گا' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو میرے بزرگ ہیں۔ میرے مربی ہیں۔ میری بیویاں سب آپ کی لونڈیاں ہیں۔ غیرت تو برابر والے سے ہوتی ہے نہ کہ مالک اور مربی سے۔

٣٢٤٣- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلاَثُونَ مِيلاً فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لاَ يَرَاهُمُ الآخَرُونَ)).
قَالَ أَبُوعَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ: ((سِتُّونَ مِيلاً)).
[طرفه في : ٤٨٧٩].

(٣٢٤٣) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عمران جونی سے سنا' ان سے ابو بکر بن عبداللہ بن قیس اشعری نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' (جنتیوں کا) خیمہ کیا ہے؟ ایک موتی ہے خولدار جس کی بلندی اوپر کو تیس میل تک ہے۔ اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہو گی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔

ابو عبدالصمد اور حارث بن عبید نے ابو عمران سے (بجائے تیس میل کے) ساٹھ میل بیان کیا۔

٣٢٤٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَالَ اللهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

[أطرافه في : ٤٧٧٩، ٤٧٨٠، ٧٤٩٨].

(٣٢٤٤) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں' جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا' نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گذرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ "پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔"

یہ آیت سورۂ الم سجدہ میں ہے۔ قیامت کے دن یہ ایمان والوں کے اعمال صالحہ کا بدلہ ہو گا جو بالضرور ان کو ملے گا۔

٣٢٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيْهَا وَلاَ يَمْتَخِطُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ. آنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةِ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ. وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ. لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبِ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا)).

[أطرافه في : ٣٢٤٦، ٣٢٥٤، ٣٣٢٧].

(٣٢٤٥) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ پیشاب' پائخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ کنگھے سونے چاندی کے ہوں گے۔ انگیٹھیوں کا ایندھن عود کا ہو گا۔ پسینہ مشک جیسا خوشبودار ہو گا اور ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی۔ جن کا حسن ایسا ہو گا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا۔ نہ جنتیوں میں آپس میں کوئی اختلاف ہو گا اور نہ بغض و عناد' ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہا کریں گے۔

٣٢٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ

(٣٢٤٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِيْنَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، لِكُلِّ امْرِيءٍ مِنْهُمْ زَوجَتَانِ: كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ. يُسَبِّحُوْنَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا. وَلاَ يَسْقَمُوْنَ، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ وَلاَ يَبْصُقُونَ. آنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ، وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَقُودُ مَجَامِرِهِمُ الأَلُوَّةُ - قَالَ أَبُو الْيَمَانِ: يَعْنِي الْعُودَ - وَرَشْحِهِمُ الْمِسْكُ)). وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ، وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أَنْ تَغْرُبَ.

[راجع: ٣٢٤٥]

فرمایا' جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ جو گروہ اس کے بعد داخل ہو گا ان کے چہرے سب سے زیادہ چمک دار ستارے جیسے روشن ہوں گے۔ ان کے دل ایک ہوں گے کہ کوئی بھی اختلاف ان میں آپس میں نہ ہو گا اور نہ ایک دوسرے سے بغض و حسد ہو گا۔ ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی' ان کی خوبصورتی ایسی ہو گی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا۔ وہ صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے نہ ان کو کوئی بیماری ہو گی' نہ ان کی ناک میں کوئی آلائش آئے گی اور نہ تھوک آئے گا۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے اور کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن الوہ کا ہو گا' ابوالیمان نے بیان کیا کہ الوہ سے عود ہندی مراد ہے۔ اور ان کا پسینہ مشک جیسا ہو گا۔ مجاہد نے کہا کہ ابکار سے مراد اول فجر ہے۔ اور العشی سے مراد سورج کا اتنا ڈھل جانا کہ وہ غروب ہوتا نظر آنے لگے۔

٣٢٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا - أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ - لاَ يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)).

[طرفاه في : ٦٥٤٣، ٦٥٥٤].

(٣٢٤٧) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) سات لاکھ کی ایک جماعت جنت میں ایک ہی وقت میں داخل ہوں گی اور ان سب کے چہرے ایسے چمکیں گے جیسے چودہویں کا چاند چمکتا ہے۔

٣٢٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : ((أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ

(٣٢٤٨) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا' ان سے شیبان نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں سندس (ایک خاص قسم کا

جُبَّة سُنْدس، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيْرِ، فَعجب النَّاسُ منها، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّد بيده. لَمَنادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّة احسن منْ هذا)). [راجع:٢٦١٥]

ریشم) کا ایک جبہ تحفہ میں پیش کیا گیا۔ آپ (مردوں کے لئے) ریشم کے استعمال سے پہلے ہی منع فرما چکے تھے۔ لوگوں نے اس جبے کو بہت ہی پسند کیا' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہوں گے۔

٣٢٤٩- حدثنا مُسدّدٌ قالَ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سعيد عنْ سُفْيان قَالَ حَدَّثني أَبُو إِسْحاق قال: سمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضي الله عنْهما قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثوب مِنْ حرِيْرٍ. فَجَعلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهِ وَلِيْنِه، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لمناديْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا)).

[أطرافه في : ٣٨٠٢، ٥٨٣٦، ٦٦٤٠].

(٣٢٤٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا پیش کیا گیا اس کی خوبصورتی اور نزاکت نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا اشارہ یہ تھا کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت ایک جنتی کے ناک منہ پونچھنے کے رومال سے زیادہ کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔

٣٢٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَوْضِعُ سَوطٍ فِي الْجَنَّة خَيْرٌ مِن الدُّنْيَا وَما فِيْهَا)). [راجع: ٢٧٩٤]

(٣٢٥٠) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے' سب سے بہتر ہے۔

٣٢٥١- حَدَّثَنا رَوْحُ بْنُ عَبْد الْمُؤْمِن قَالَ حَدَّثَنا يزيْدُ بْنُ زرَيْعٍ قَال حدثنا سعيْدٌ عنْ قَتَادةَ قَال حدَّثنا أَنسُ بْنُ مالِكٍ رضيَ الله عَنْهُ عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: ((إنّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لاَ يَقْطَعُهَا)).

(٣٢٥١) ہم سے روح بن عبدالمؤمن نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

سورۂ واقعہ میں اللہ پاک نے جنت کے سائے کے بارے میں فرمایا' ﴿ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴾ (الواقعہ : ٣٠) یعنی وہاں درختوں کا سایہ دور

دراز تک پھیلا ہوا ہو گا۔ یا اللہ ہم سب اس کتاب کے قدر دانوں کو جنت کا وہ سایہ عطا فرمائیو۔

احادیث و آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جنت ایک مجسم حقیقت کا نام ہے جو لوگ جنت کو محض خواب و خیال کی حد تک مانتے ہیں وہ خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ ایسے غلط خیال والوں کے لئے اگر جنت محض ایک خواب نا قابل تعبیر ہی بن کر رہ جائے تو عجب نہیں ہے اللھم لا تجعلنا منھم آمین۔

٣٢٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ، وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾.

[طرفه في: ٤٨٨١].

(٣٢٥٢) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چل سکے گا اور اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ﴿ وظل ممدود ﴾ "اور لمبا سایہ"

٣٢٥٣- ((وَلَقَابُ قَوسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَو تَغْرُب)). [راجع:٢٧٩٣]

(٣٢٥٣) اور کسی شخص کے لیے ایک کمان کے برابر جنت میں جگہ اس پوری دنیا سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

٣٢٥٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلاَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِيْنَ عَلَى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لاَ تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَحَاسُدَ، لِكُلِّ امْرِىءٍ زَوجَتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعِيْنِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ)).

(٣٢٥٤) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا' ان سے ہلال نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا' ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ جو گروہ اس کے بعد داخل ہو گا ان کے چہرے آسمان پر موتی کی طرح چمکنے والے ستاروں میں جو سب سے زیادہ روشن ستارہ ہوتا ہے اس جیسے روشن ہوں گے' سب کے دل ایک جیسے ہوں گے نہ ان میں بغض و فساد ہو گا اور نہ حسد' ہر جنتی کی دو حور عین بیویاں ہوں گی' اتنی حسین کہ ان کی پنڈلی کی ہڈی اور گوشت کے اندر کا گودا بھی دیکھا جا سکے گا۔

٣٢٥٥- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ

(٣٢٥٥) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)).

[راجع: ۱۳۸۲]

بیان کیا' کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے (صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں اسے ایک دودھ پلانے والی انا کے حوالہ کر دیا گیا ہے (جو ان کو دودھ پلاتی ہے)

۳۲۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ)).

[طرفه في: ٦٥٥٦].

(۳۲۵۶) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا' ان سے صفوان بن سلیم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو' آسمان کے کنارے پورب یا پچھم میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔

جو لوگ دنیا میں انبیائی طریق کار پر کاربند رہے اور اسلام قبول کر کے اعمال صالحہ میں زندگی گزاری' یہ محل ان ہی کے ہوں گے۔

(اللهم اجعلنا منهم آمین)

۹- بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

باب جنت کے دروازوں کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ)) فِيْهِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے (اللہ کے راستے میں کسی چیز کا) ایک جوڑا خرچ کیا' اسے جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا اس باب میں عبادہ بن صامت نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

۳۲۵۷- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ

(۳۲۵۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن مطرف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے

أَبْوَابٍ، فِيْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لاَ يَدْخُلُهُ إِلاَّ الصَّائِمُونَ)). [راجع:١٨٩٦]

١٠- بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

﴿غَسَّاقًا﴾: يُقَالُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ. وَيَغْسِقُ الْجَرْحُ. وَكَأَنَّ الْغَسَّاقَ وَالْغَسِيْقَ وَاحِدٌ. ﴿غِسْلِيْنٍ﴾: كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِيْنٌ. فِعْلِيْنَ مِنَ الْغَسْلِ، مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾: حَطَبٌ بِالْحَبَشِيَّةِ: وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿حَاصِبًا﴾: الرِّيْحُ الْعَاصِفُ، وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيْحُ، وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ: يُرمى بِهِ فِي جَهَنَّمَ. هُمْ حَصَبُهَا، وَيُقَالُ: حَصَبَ فِي الأَرْضِ ذَهَبَ، وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنْ حَصْبَاءِ الْحِجَارَةِ. ﴿صَدِيْدٌ﴾: قَيْحٌ وَدَمٌ. ﴿خَبَتْ﴾: طَفِئَتْ. ﴿تُوْرُوْنَ﴾: تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ، أَوْقَدْتُ. ﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾: لِلْمُسَافِرِيْنَ. وَالقِيُّ: الْقَفْرُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿صِرَاطُ الْجَحِيْمِ﴾: سَوَاءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ. ﴿لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ﴾: يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ. ﴿زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ﴾: صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ. ﴿وِرْدًا﴾: عِطَاشًا. ﴿غَيًّا﴾: خُسْرَانًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُسْجَرُوْنَ﴾: تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ. ﴿وَنُحَاسٌ﴾: الصُّفْرُ

کا نام ریان ہے۔ جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے۔

باب دوزخ کا بیان اور یہ بیان کہ دوزخ بن چکی ہے' وہ موجود ہے۔

سورۂ نباء میں جو لفظ غساقا آیا ہے اس کا معنی پیپ لہو' عرب لوگ کہتے ہیں غسقت عینه اس کی آنکھ بہہ رہی ہے یغسق الجرح زخم بہہ رہا ہے۔ غساق اور غسیق دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ غِسْلِین کا لفظ جو سورۂ حاقہ میں ہے اس کا معنی دھوون یعنی کسی چیز کے دھونے میں جیسے آدمی کا زخم ہو یا اونٹ کا جو نکلے فِعْلِیْن کے وزن پر غسل سے مشتق ہے۔ عکرمہ نے کہا حصب کا لفظ جو سورۂ انبیاء میں ہے معنی حطب یعنی ایندھن کے ہیں۔ یہ لفظ حبشی زبان کا ہے دوسروں نے کہا' حاصبا کا معنی جو سورۂ بنی اسرائیل میں ہے تند ہوا' آندھی اور حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو ہوا اڑا کر لائے۔ اسی سے لفظ حصب جھنم نکلا ہے جو سورۂ انبیاء میں ہے۔ یعنی دوزخ میں جھونکے جائیں گے وہ اس کے ایندھن بنیں گے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی الارض یعنی وہ زمین میں چلا گیا۔ حصب حصباء سے نکلا ہے یعنی پتھریلی کنکریاں۔ صدید کا لفظ جو سورۂ ابراہیم میں ہے اس کا معنی پیپ اور لہو کے ہیں۔ خبت کا لفظ جو سورۂ بنی اسرائیل میں ہے اس کا معنی بجھ جائے گی۔ تورون کا لفظ جو سورۂ واقعہ میں ہے اس کا معنی آگ سلگاتے ہو' کہتے ہیں اَرْویت یعنی میں نے آگ سلگائی۔ مقوین کا لفظ جو سورۂ واقعہ میں ہے یہ لفظ قی سے نکلا ہے قی اجاڑ زمین کو کہتے ہیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سواء الجحیم کی تفسیر میں کہا جو سورۂ صافات میں ہے دوزخ کا بیچوں بیچ کا حصہ 'لشوبا من حمیم (جو اسی سورۃ میں ہے) اس کا معنی یہ ہے کہ دوزخیوں کے کھانے میں گرم کھولتا ہوا پانی ملایا جائے گا۔ الفاظ زفیر اور شھیق جو سورۂ ہود میں ہیں ان کے معنی آواز سے رونا اور آہستہ سے رونا' لفظ وردا جو سورۂ مریم میں ہے یعنی پیاسے' لفظ غیا جو اسی سورۃ میں ہے۔ یعنی ٹوٹا نقصان' اور

يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ. ﴿يُقَالُ ذُوقُوا﴾: بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا، وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ. ﴿مَارِجٍ﴾ : خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، مَرَجَ الأَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلاَّهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ. ﴿مَرِيْجٍ﴾: مُلْتَبِسٌ. مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ: اخْتَلَطَ. ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾: مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

مجاہد نے کہا لفظ یسجرون جو سورۂ مؤمن میں ہے' یعنی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ لفظ نحاس جو سورۂ رحمٰن میں ہے اس کا معنی تانبا جو پگھلا کر ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ لفظ ذوقوا جو کئی سورتوں میں آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ عذاب کو دیکھو' منہ سے چکھنا مراد نہیں ہے۔ لفظ مارج جو سورۂ رحمٰن میں ہے یعنی خالص آگ۔ عرب لوگ کہتے ہیں' مرج الامیر رعیته یعنی بادشاہ اپنی رعیت کو چھوڑ بیٹھا' وہ ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں۔ لفظ مریج جو سورۂ ق میں ہے' یعنی ملا ہوا' مشتبہ۔ کہتے ہیں مرج امر الناس اختلط یعنی لوگوں کا معاملہ سب خلط ملط ہو گیا۔ لفظ مرج البحرین جو سورۂ رحمٰن میں ہے مرجتَ دابتک سے نکلا ہے' یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا ہے۔

٣٢٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ : أَبْرِدْ، ثُمَّ قَالَ : أَبْرِدْ، حَتَّى فَاءَ الْفَيْءُ - يَعْنِي لِلتُّلُولِ - ثُمَّ قَالَ: أَبْرِدُوا بِالصَّلاَةِ. فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))

[راجع: ٥٣٥]

(٣٢٥٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے مہاجر ابوالحسن نے بیان کیا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے (جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان دینے اٹھے تو) آپ نے فرمایا کہ وقت ذرا ٹھنڈا ہو لینے دو' پھر دوبارہ (جب وہ اذان کے لئے اٹھے تو پھر) آپ نے انہیں یہی حکم دیا کہ وقت اور ٹھنڈا ہو لینے دو' یہاں تک کہ ٹیلوں کے نیچے سے سایہ ڈھل گیا' اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ نماز ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

٣٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرِدُوا بِالصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

[راجع: ٥٣٨]

(٣٢٥٩) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

٣٢٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو

(٣٢٦٠) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ، فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ فِي الْحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ)). [راجع: ٥٣٧]

عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا کہ میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے بعض کو کھالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی' ایک سانس جاڑے میں اور ایک گرمی میں۔ تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جو ان موسموں میں دیکھتے ہو' اس کا یہی سبب ہے۔

تشریح یہ اسباب باطنی ہیں۔ جن کو جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اسی طرح تسلیم کرلینا اور مزید کرید نہ کرنا ہی اہل ایمان کے لئے ضروری ہے جو لوگ امور باطن کو اپنی محدود عقل کے پیمانے سے ناپنا چاہتے ہیں' ان کو سوائے خسران اور خرابی ایمان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ منکرین حدیث نے اپنی کور باطنی کی بنا پر ایسی احادیث کو خصوصیت سے نشانہ تنقید بنایا ہے وہ اتنا نہیں سمجھ پاتے کہ ایسے استعارات خود قرآن کریم میں بھی بہت جگہ استعمال کئے گئے ہیں جیسے ارشاد ہے ﴿ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ﴾ (بنی اسرائیل : ۴۴) یعنی کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے مگر تم ان کی کیفیت نہیں سمجھ سکتے۔ یا جیسے آیت ﴿ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ﴾ (ق : ۳۰) میں نار دوزخ کا کلام کرنا مذکور ہے۔ منکرین حدیث جو محض قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسے قرآنی استعارات کے بارے میں کیا تنقید کریں گے۔

ثابت ہوا کہ عالم برزخ باطنی' عالم آخرت' عالم دوزخ' عالم جنت ان سب کے لئے جو جو کوائف جن جن لفظوں میں قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی کی حد تک تسلیم کر کے آگے زبان بند کرنا ایمان والوں کی شان ہے یہی لوگ راسخین فی العلم اور یہی لوگ عنداللہ سمجھ دار ہیں۔ جعلنا اللہ منھم امین۔

٣٢٦١- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ: كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ، فَأَخَذَتْنِي الْحُمَّى فَقَالَ: أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءِ زَمْزَمَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ، أَوْ قَالَ: بِمَاءِ زَمْزَمَ. شَكَّ هَمَّامٌ)).

(۳۲۶۱) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عامر عبدالملک عقدی نے بیان کیا ان سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ابو جمرہ نصر بن عمران ضبعی نے بیان کیا کہ میں مکہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا۔ وہاں مجھے بخار آنے لگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس بخار کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کر' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی بھاپ کے اثر سے آتا ہے' اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو یا یہ فرمایا کہ زمزم کے پانی سے۔ یہ شک ہمام راوی کو ہوا ہے۔

صفراوی بخارات میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے۔ آج کل شدید بخار کی حالت میں ڈاکٹر برف کا استعمال کراتے ہیں۔ لہٰذا آب زمزم کے بارے میں جو کہا گیا ہے' وہ بالکل صدق اور صواب ہے۔ بخار کی حرارت بھی ایک حرارت ہے جسے دوزخ کی حرارت کا حصہ قرار دینا بعید از عقل نہیں ہے۔ فافہم۔

٣٢٦٢- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْحُمَّى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ)).

[طرفه في :٥٧٢٣].

(۳۲۶۲) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے' ان سے عبایہ بن رفاعہ نے بیان کیا' کہا مجھ کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا تھا کہ بخار جہنم کے جوش مارنے کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

٣٢٦٣- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)). [طرفه في: ٥٧٢٥].

(۳۲۶۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرا ا کرو۔

٣٢٦٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)). [طرفه في: ٥٧٢٣].

(۳۲۶۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے' ان سے عبید اللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

٣٢٦٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً، قَالَ: فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)).

(۳۲۶۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) سترواں حصہ ہے۔ کسی نے پوچھا' یا رسول اللہ! (کفار اور گنہگاروں کے عذاب کے لیے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر گنا بڑھ کر ہے۔

٣٢٦٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ

(۳۲۶۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے عطاء سے سنا'

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيْهِ: ((سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((وَنَادَوا يَا مَالِكُ)). [راجع: ٣٢٣٠]

٣٢٦٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قِيْلَ لأُسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلاَنًا فَكَلَّمْتَهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ أَنِّي لاَ أُكَلِّمُهُ إِلاَّ أُسْمِعُكُمْ، إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلاَ أَقُولُ لِرَجُلٍ - أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيْرًا - إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلاَنُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيْهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ))، رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ.

[طرفه في: ٧٠٩٨].

انہوں نے صفوان بن یعلیٰ سے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے' انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر اس طرح آیت پڑھتے سنا۔ ﴿ونادوا یامالک﴾ "(اور وہ دوزخی پکاریں گے' اے مالک!)

(۳۲۶۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کے یہاں جا کر ان سے گفتگو کرو تو اچھا ہے (تا کہ وہ یہ فساد دبانے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سنا کر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں' میں تنہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح پر کہ فساد کا دروازہ نہیں کھولتا' میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے میں فساد کا دروازہ کھولوں اور میں آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جو شخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا آنحضرت ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے' اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے نہیں کہتے تھے' اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں' میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا' لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے' انہوں نے اعمش سے روایت کیا ہے۔

١١- بَابُ صِفَةِ إِبْلِيْسَ وَجُنُودِهِ

باب ابلیس اور اس کی فوج کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُقْذَفُونَ﴾: يُرْمُونَ. ﴿دُحُورًا﴾: مَطْرُودِينَ. ﴿وَاصِبٌ﴾: دَائِمٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿مَدْحُورًا﴾ : مَطْرُودًا، يُقَالُ: . ﴿مَرِيدًا﴾: مُتَمَرِّدًا. بَتَّكَهُ: قَطَّعَهُ. ﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾: اسْتَخِفَّ. ﴿بِخَيْلِكَ﴾: الْفُرْسَانِ. وَالرَّجْلِ: الرَّجَّالَةُ، وَاحِدُهَا رَاجِلٌ، مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ. ﴿لأَحْتَنِكَنَّ﴾: لأَسْتَأْصِلَنَّ. ﴿قَرِينٌ﴾ : شَيْطَانٌ.

اور مجاہد نے کہا (سورۂ والصافات میں) لفظ یقذفون کا معنی پھینکے جاتے ہیں (اسی سورۃ میں) دحورا کے معنی دھتکارے ہوئے کے ہیں۔ اسی سورۃ میں لفظ واصب کا معنی ہمیشہ کا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (سورۂ اعراف میں) لفظ مدحورا کا معنی دھتکارا ہوا' مردود (اور سورۂ نساء میں) مریدا کا معنی متمرد و شریر کے ہیں۔ اسی سورۃ میں فلیبتکن بتک سے نکلا ہے یعنی چیرا' کاٹا۔ (سورۂ بنی اسرائیل میں) واستفزز کا معنی ان کو ہلکا کر دے۔ اسی سورۃ میں خیل کا معنی سوار اور رجل یعنی پیادے۔ یعنی رجالہ اس کا مفرد راجل جیسے صحب کا مفرد صاحب اور تجر کا مفرد تاجر اسی سورۃ میں لفظ لا حتنکن کا معنی جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔ سورۂ والصافات میں لفظ قرین کے معنی شیطان کے ہیں۔

تشریح: یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان ملاحدہ کا رد کیا جو شیطان کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا نفس ہی شیطان ہے باقی ابلیس کا علیحدہ کوئی وجود نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا ابلیس ایک شخص ہے روحانی جو آگ سے پیدا ہوا ہے اور وہ جنوں اور شیطانوں کا باپ ہے۔ جیسے آدم آدمیوں کے باپ تھے۔ بعض نے کہا وہ فرشتوں میں سے تھا خدا کی نافرمانی سے مردود ہو گیا اور جنوں کی فہرست میں داخل کیا گیا۔

٣٢٦٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبرنا عِيسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي؟ أَتَانِي رَجُلاَنِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟

(۳۲۶۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر (جب آپ حدیبیہ سے لوٹے تھے) جادو ہوا تھا۔ اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے ہشام نے لکھا تھا' انہوں نے اپنے والد سے سنا تھا اور یاد رکھا تھا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر رہا ہوں حالانکہ آپ اسے نہ کر رہے ہوتے۔ آخر ایک دن آپ نے دعا کی پھر دعا کی کہ اللہ پاک اس جادو کا اثر دفع کرے۔ اس کے بعد آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ تدبیر بتا دی ہے جس میں میری شفا مقدر ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے' ایک تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا' انہیں بیماری کیا ہے؟ دوسرے آدمی

قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الأَعْصَمِ. قَالَ: فِيْمَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفٌّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ. قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ. فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِيْنَ رَجَعَ: نَخلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنِ. فَقُلْتُ: اسْتَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: لاَ. أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِيَ اللهُ، وَخَشِيْتُ أَنْ يُثِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا. ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ)).
[راجع: ٣١٧٥]

نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا' جادو ان پر کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے' پوچھا کہ وہ جادو (ٹونا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کہا کہ کنگھے میں' کتان میں اور کھجور کے خشک خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا' اور یہ چیزیں ہیں کہاں؟ کہا کہ بئر ذروان میں۔ پھر نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور واپس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کی کھوپڑی۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا' وہ ٹونا آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود شفادی اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی جھگڑا کھڑا کردوں۔ اس کے بعد وہ کنواں پاٹ دیا گیا۔

تشریح ایک روایت میں ہے کہ اس جادو کے اثر سے آپ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہیں۔ غرض اس سحر کا اثر آپؐ کے بعض خیالات پر ہوا۔ باقی وحی اور تبلیغ رسالت میں اس کا کوئی اثر نہ ہو سکا۔ اتنا سا جو اثر ہوا اس میں بھی اللہ پاک کی کچھ مصلحت تھی۔

مدینہ میں بنی زریق کے باغ میں ایک کنواں تھا اس کا نام بئر ذروان تھا۔ اگر آپ اس جادو کو نکلواتے تو سب میں یہ خبر اڑ جاتی تو مسلمان لوگ اس یہودی مردود کو مار ڈالتے' معلوم نہیں کیا کیا فسادات کھڑے ہو جاتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو نکلوا کر دیکھا لیکن اس کے کھلوانے کا منتر نہیں کرایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس یہودی نے آنحضرت ﷺ کی مورت موم سے بنا کر اس میں سوئیاں گاڑ دی تھیں اور تانت میں گیارہ گرہیں دی تھیں۔ اللہ نے معوذتین کی سورتیں اتاریں' آپ ان کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تو ایک ایک گرہ کھلتی جاتی۔ اسی طرح جب اس مورت میں سے سوئی نکالتے تو اس کو تکلیف ہوتی' اس کے بعد آرام ہو جاتا (وحیدی)

ہر دو روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اس وقت آپ نے اسے نہیں نکلوایا' بعد میں کسی دوسرے وقت اسے نکلوایا اور اس کی اس تفصیل کو ملاحظہ فرمایا۔

٣٢٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ - إِذَا هُوَ نَامَ - ثَلاَثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ

(٣٢٦٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے سویا ہوا ہوتا ہے' تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے خوب اچھی طرح سے اور ہر گرہ پر یہ افسون پھونک دیتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی

مَكَانَهَا: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فذكر الله انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَهُ كُلُّها فأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفسِ، وَإِلاَّ أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفسِ كَسْلاَنَ)).

[راجع: ١١٤٢]

ہے۔ پڑا سوتا رہ۔ لیکن اگر وہ شخص جاگ کر اللہ کا ذکر شروع کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز فجر پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو خوش مزاج خوش دل رہتا ہے ورنہ بد مزاج سست رہ کر وہ دن گزارتا ہے۔

٣٢٧٠- حدَّثنا عُثمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ، قَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ، أَوْ قَالَ : فِي أُذُنِهِ)). [راجع: ١١٤٤]

(٣٢٧٠) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حاضر خدمت تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا' جو رات بھر دن چڑھے تک پڑا سوتا رہا ہو' آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جس کے کان یا دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

تشریح: یہ حدیث کیا ہے گویا تمام صحت اور فرحت کے نسخوں کا خلاصہ ہے' تجربہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوا ہے' جو لوگ تہجد کے وقت سے یا صبح سویرے سے اٹھ کر طہارت کرتے ہیں' نماز پڑھتے ہیں ان کا سارا دن چین اور آرام اور خوشی سے گزرتا ہے اور جو لوگ صبح کو دن چڑھے تک سوتے پڑے رہتے ہیں وہ اکثر بیمار اور سست مزاج کاہل رہتے ہیں۔ تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ صبح سویرے بیدار ہونا اور صبح کی ہوا خوری کرنا صحت انسانی کے لئے بے حد مفید ہے۔

میں (حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں جو لوگ صبح سویرے اٹھ کر طہارت سے فارغ ہو کر نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ رزق کی وسعت دیتا ہے اور ان کے گھروں میں بے حد برکت اور خوشی رہتی ہے اور جو لوگ صبح کی نماز نہیں پڑھتے' دن چڑھے تک سوتے رہتے ہیں وہ اکثر افلاس اور بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے گھروں میں نحوست پھیل جاتی ہے۔ اگرچہ سب نمازیں فرض ہیں مگر فجر کی نماز کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیے' کیونکہ دنیا کی صحت اور خوشی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ (وحیدی)

٣٢٧١- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ وَقَالَ: بِسْمِ اللهِ: اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَرُزِقَا وَلَدًا، لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ)).

[راجع: ١٤١]

(٣٢٧١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے منصور نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے' ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ ہمیں تو دے (اولاد) اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔" پھر اگر ان کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

یہ اپنی عورت سے جماع کرتے وقت پڑھنے کی دعائے مسنونہ ہے۔ جس کے بہت سے فوائد ہیں جو تجربہ سے معلوم ہوں گے۔

٣٢٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:((إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلاَةَ حَتَّى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلاَةَ حَتَّى تَغِيبَ)). [راجع:٥٠٩]

(٣٢٧٢) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدہ نے خبردی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہ پڑھو جب تک وہ پوری طرح ظاہر نہ ہو جائے اور جب غروب ہونے لگے تب بھی اس وقت تک کے لئے نماز چھوڑ دو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے۔

٣٢٧٣- ((وَلاَ تَحَيَّنُوا بِصَلاَتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلاَ غُرُوبَهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ. أَوِ الشَّيْطَانِ، لاَ أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ هِشَامٌ)).

(٣٢٧٣) اور نماز سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نہ پڑھو' کیونکہ سورج شیطان کے سر کے یا شیطانوں کے سر کے دونوں کونوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔ عبدہ نے کہا میں نہیں جانتا ہشام نے شیطان کا سر کہا یا شیطانوں کا۔

ہونا یہ ہے کہ شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج پر رکھ دیتا ہے کہ سورج کے پوجنے والوں کا سجدہ شیطان کے لیے ہو۔

٣٢٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَمْنَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)).

(٣٢٧٤) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اگر تم میں سے نماز پڑھنے میں کسی شخص کے سامنے سے کوئی گذرے تو اسے گذرنے سے روکے' اگر وہ نہ رکے تو پھر روکے اور اگر اب بھی نہ رکے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے۔

٣٢٧٥- وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ : فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُومِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ- فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ -: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ

(٣٢٧٥) اور عثمان بن ہیثم نے بیان کیا' کہا ہم سے عوف نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت پر مجھے مقرر کیا' ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لپ بھر بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے آخر تک حدیث بیان کی۔ اس (چور) نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو' اس کی برکت

اللهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [راجع: ٢٣١١]

سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب صبح تک نہ آ سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بات تو اس نے سچی کہی ہے اگرچہ وہ خود جھوٹا ہے۔ وہ شیطان تھا۔

٣٢٧٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ)).

(٣٢٧٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی' فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے' شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔

تشریح شیطان یہ وسوسہ اس طرح ڈالتا ہے کہ دنیا میں سب چیزیں علل اور معلولات اور اسباب اور مسببات ہیں یعنی ایک چیز سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے وہ چیز دوسری سے مثلاً بیٹا باپ سے' باپ دادا سے' دادا پردادا سے' اخیر میں انتہا خدا تک ہوتی ہے۔ تو شیطان یہ کہتا ہے پھر خدا کی بھی کوئی علت ہو گی' اس مردود کا جواب اعوذ باللہ پڑھنا ہے۔ اگر خواہ مخواہ عقلی جواب ہی مانگے تو جواب یہ ہے کہ اگر ازل میں برابر علل اور معلولات کا سلسلہ چلا جائے اور کسی علت پر ختم نہ ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ ما بالعرض بغیر ما بالذات کے موجود ہو اور یہ محال ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کی انتہا ایک ایسی ذات مقدس پر ہے جو علت محضہ ہے اور وہ کسی کی معلول نہیں اور وہ موجود بالذات ہے اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہیں۔ وہی ذات مقدس خدا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے عقلی ڈھکوسلوں میں نہ پڑے اور اعوذ باللہ پڑھ کر اپنے مالک حقیقی سے مدد چاہے۔ وہ شیطان کا وسوسہ دور کر دے گا جیسے اس نے خود فرمایا ہے ﴿ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان ﴾ یعنی اے شیطان! میرے خاص بندوں پر تیری کوئی دلیل نہیں چل سکے گی۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ

٣٢٧٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ

(٣٢٧٧) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے تیمیین کے مولیٰ ابن ابی انس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں کس دیا جاتا ہے۔

الشَّيَاطِيْنُ)). [راجع: ١٨٩٨]

٣٢٧٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: حدَّثنا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا. قَالَ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلاَّ الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ. وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ اللهُ بِهِ)).
[راجع: ٧٤]

(۳۲۷۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے' کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا (نوف بکالی کہتا ہے کہ خضر کے پاس جو موسیٰ گئے تھے وہ دوسرے موسیٰ تھے) تو انہوں نے کہا کہ ہم سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سفر (یوشع بن نون) سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لا' اس پر انہوں نے بتایا کہ آپ کو معلوم بھی ہے جب ہم نے چٹان پر پڑاؤ ڈالا تھا تو میں مچھلی وہیں بھول گیا (اور اپنے ساتھ نہ لا سکا) اور مجھے اسے یاد رکھنے سے صرف شیطان نے غافل رکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت تک کوئی تھکن معلوم نہیں کی جب تک اس حد سے نہ گزر لئے' جہاں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

٣٢٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ: هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).
[راجع: ٣١٠٤]

(۳۲۷۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے کہ ہاں! فتنہ اسی طرف سے نکلے گا جہاں سے شیطان کے سر کا کونا نکلتا ہے۔

٣٢٨٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ - أَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ - فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ

(۳۲۸۰) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی' اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رات کا اندھیرا شروع ہونے پر یا رات شروع ہونے پر اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لو' کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی

الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اللهَ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا)). [أطرافه في: ٣٣٠٤، ٣٣١٦، ٥٦٢٣، ٥٦٢٤، ٦٢٩٥، ٦٢٩٦].

گذر جائے تو انہیں چھوڑ دو (چلیں پھریں) پھر اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو' اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا دو' پانی کے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دو' اور دوسرے برتن بھی اللہ کا نام لے کر ڈھک دو' (اور اگر ڈھکن نہ ہو) تو درمیان میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔

زمین پر پھیلنے والے شیطانوں سے مراد یہاں شریر جن ہیں۔ بعض نے کہا سانپ مراد ہیں۔ اکثر سانپ اس وقت اپنے بلوں سے ہوا کھانے کے لئے نکلتے ہیں۔ ظاہر حدیث کی بنا پر شیاطین نکلتے' زمین پر پھیلتے اور بنی آدم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (امنا وصدقنا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

٣٢٨١- حَدَّثَنِي مُحَمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُعْتَكِفًا، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلاً، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي - وَكَانَ سَكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ - فَمَرَّ رَجُلاَنِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) فَقَالاَ: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا. أَوْ قَالَ : شَيْئًا)). [راجع: ٢٠٣٥]

(٣٢٨١) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اور ان سے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے تو میں رات کے وقت آپ سے ملاقات کے لیے (مسجد میں) آئی' میں آپ سے باتیں کرتی رہی' پھر جب واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے چھوڑ آنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مکان اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان ہی میں تھا۔ اسی وقت دو انصاری صحابہ (اسید بن حضیر' عبادہ بن بشیر) گذرے۔ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو تیز چلنے لگے۔ آپ نے ان سے فرمایا' ذرا ٹھہر جاؤ یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ ان دونوں صحابہ نے عرض کیا' سبحان اللہ یا رسول اللہ! (کیا ہم بھی آپ کے بارے میں کوئی شبہ کر سکتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے اس لئے مجھے ڈر لگا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی وسوسہ نہ ڈال دے' یا آپ نے (لفظ سوء کی جگہ) لفظ شیئا فرمایا۔ معنی ایک ہی ہیں۔

معلوم ہوا کہ انسان کو کسی کے لئے ذرا بھی شبہ پیدا کرنے کا موقع نہ دینا چاہیے' آنحضرت ﷺ نے یہی سوچ کر ان کے سامنے اصل معاملہ رکھ دیا' اور ان کو غلط وسوسہ سے بچالیا۔

٣٢٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ

(٣٢٨٢) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ نے' ان سے

عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: ((كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلاَنِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ. قَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: وَهَلْ بِي جُنُونٌ؟)).

[طرفاه في : ٦٠٤٨، ٦١١٥].

اعمش نے' ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور (قریب ہی) دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے کہ ایک شخص کا منہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اگر یہ شخص پڑھ لے۔ (ترجمہ) "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان سے۔" تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ لوگوں نے اس پر اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تمہیں شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے' اس نے کہا' کیا میں کوئی دیوانہ ہوں۔

وہ سمجھا کہ شیطان سے پناہ جب ہی مانگتے ہیں جب آدمی دیوانہ ہو جائے حالانکہ غصہ پن بھی دیوانہ پن یا جنون ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا شاید یہ شخص منافق یا بالکل گنہ گار قسم کا ہو گا۔

٣٢٨٣- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ : اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي، فَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ)). قَالَ: وَحَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. مِثْلَهُ.

[راجع: ١٤١]

(۳۲۸۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی الجعد نے' ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ دعا پڑھ لے۔ "اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو میری اولاد پیدا ہو' اسے بھی شیطان سے دور رکھیو۔" پھر اس صحبت سے اگر کوئی بچہ پیدا ہو تو شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور نہ اس پر تسلط قائم کر سکے گا۔ شعبہ نے بیان کیا اور ہم سے اعمش نے بیان کیا' ان سے سالم نے' ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی ہی روایت کی۔

٣٢٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلاَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ

(۳۲۸۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آ گیا تھا اور نماز تڑوانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں' لیکن

الصَّلاَةَ عَلَيَّ، فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ. فَذَكَرَهُ)). [راجع: ٤٦١]

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غالب کر دیا۔ پھر حدیث کو تفصیل کے ساتھ آخر تک بیان کیا۔

٣٢٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلاَةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ. فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُولُ : اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى لاَ يَدْرِي أَثَلاَثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا، فَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلاَثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ)). [راجع: ٦٠٨]

(٣٢٨٥) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اپنی پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ پھر جب تکبیر ہونے لگتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں وساوس ڈالنے لگتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں بات یاد کر' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ تین رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت' جب یہ یاد نہ رہے تو سہو کے دو سجدے کرے۔

جیسا شیطان ہے ویسا ہی اس کا گوز مارنا بھی ہے۔ اذان سے نفرت کر کے وہ بھاگتا ہے اور اس زور سے بھاگتا ہے کہ اس کا گوز نکلنے لگتا ہے۔ امنا و صدقنا ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے انسان نما شیطان بھی ہیں جو اذان جیسی پیاری آواز سے نفرت کرتے ہیں' اس کے روکنے کے جتن کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بظاہر انسان درحقیقت ذریات شیطان ہیں۔ ﴿ قاتلهم الله انى يوفكون ﴾

٣٢٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِإِصْبَعِهِ حِيْنَ يُولَدُ، غَيْرَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ)). [طرفاه في : ٣٤٣١، ٤٥٤٨].

(٣٢٨٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں ابو الزناد نے' انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' شیطان ہر انسان کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جب انہیں وہ کچوکے لگانے گیا تو پردے پر لگا آیا تھا (جس کے اندر بچہ رہتا ہے۔ اس کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکی' اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی اس حرکت سے محفوظ رکھا)

٣٢٨٧- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ، قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ، قَالَ: ((أَفِيْكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ

(٣٢٨٧) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے مغیرہ نے' ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں شام پہنچا تو لوگوں نے کہا' ابو درداء آئے انہوں نے کہا' کیا تم لوگوں میں وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ)).

کی زبان پر (یعنی آپ کے زمانے سے) شیطان سے بچار کھا ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ: ((الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ، يَعْنِي عَمَّارًا)).

[أطرافه في: ٣٧٤٢، ٣٧٤٣، ٣٧٦١، ٤٩٤٣، ٤٩٤٤، ٦٢٧٨].

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اور ان سے مغیرہ نے یہی حدیث' اس میں یہ ہے' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا تھا' آپ کی مراد حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے تھی۔

مطلب یہ کہ عمار شیطانی اغوا میں نہیں آئیں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ عمار خلیفہ برحق یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور باغیوں میں شریک نہ ہوئے' اس حدیث سے حضرت عمار کی بڑی فضیلت نکلی' وہ خاص آنحضرت ﷺ کے جانثار تھے۔

٣٢٨٨- قَالَ: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْـمَلاَئِكَةُ تَتَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ - وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ - بِالأَمْرِ يَكُوْنُ فِي الأَرْضِ - فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِيْنُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِي أُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ، فَيَزِيْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ)). [راجع: ٣٢١٠]

(٣٢٨٨) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے خالد بن یزید نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی ہلال نے' ان سے ابوالاسود نے' انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' فرشتے ابر میں آپس میں کسی امر میں جو زمین میں ہونے والا ہوتا ہے باتیں کرتے ہیں۔ عنان سے مراد بادل ہے۔ تو شیاطین اس میں سے کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور وہی کاہنوں کے کان میں اس طرح لا کر ڈالتے ہیں جیسے شیشے کا منہ ملا کر اس میں کچھ چھوڑتے ہیں اور وہ کاہن اس میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملاتے ہیں۔

شیشے میں کچھ ڈالنا منظور ہوتا ہے تو اس کا منہ اس طرف سے لگاتے ہیں جس میں عرق پانی وغیرہ کوئی چیز ہوتی ہے تاکہ باہر نہ گرے۔ اسی طرح شیطان کاہنوں کے کان سے منہ لگا کر یہ بات ان کے کان میں چپکے سے پھونک دیتے ہیں۔

٣٢٨٩- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْـمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ)). [طرفاه في: ٦٢٢٣، ٦٢٢٦].

(٣٢٨٩) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔ کیونکہ جب کوئی (جمائی لیتے ہوئے) "ہاہا" کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمائی لیتے وقت حتی الامکان اپنے منہ کو بند کر کے آواز نہ نکلنے دے کیونکہ یہ سستی کی علامت ہے۔

٣٢٩٠- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ : أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ، فَصَاحَ إِبْلِيسُ: أَيْ عِبَادَ اللهِ، أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ، فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللهِ، أَبِي أَبِي. فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ : غَفَرَ اللهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ)).

[أطرافه في : ٣٨٢٤، ٤٠٦٥، ٦٦٦٨، ٦٨٨٣، ٦٨٩٠].

(٣٢٩٠) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا کہ ہشام نے ہمیں اپنے والد عروہ سے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' کہا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین کو شکست ہو گئی تو ابلیس نے چلا کر کہا کہ اے اللہ کے بندو! (یعنی مسلمانو) اپنے پیچھے والوں سے بچو' چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے کی طرف پل پڑے اور پیچھے والوں کو (جو مسلمان ہی تھے) انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ بھی پیچھے تھے۔ انہوں نے بہتیرا کہا کہ اے اللہ کے بندو! یہ میرے والد ہیں' یہ میرے والد ہیں۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ لوگوں نے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا نہ چھوڑا۔ بعد میں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ خیر' اللہ تمہیں معاف کرے۔ (کہ تم نے غلط فہمی سے ایک مسلمان کو مار ڈالا) عروہ نے بیان کیا کہ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے قاتلوں کے لیے برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے۔ تاآنکہ اللہ سے جا ملے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کی دیت آپ دلانے لگے۔ لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ بھی مسلمانوں کو معاف کر دی' سبحان اللہ! صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک ایک نیکی ہماری عمر بھر کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

٣٢٩١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ)).

[راجع: ٧٥١]

(٣٢٩١) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالاحوص نے' ان سے اشعث نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی ایک اچک ہے جو وہ تم میں سے ایک کی نماز میں سے کچھ اچک لیتا ہے۔

٣٢٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا

(٣٢٩٢) (دوسری سند) ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مثل روایت سابقہ کی حدیث بیان کی)

مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان

الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ)). [أطرافه في: ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٨٦، ٦٩٩٥، ٦٩٩٦، ٧٠٠٥].

کیا' کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ اس لئے اگر کوئی برا اور ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھو تھو کرکے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ اس عمل سے شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

٣٢٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلاَّ أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)). [أطرافه في: ٦٤٠٣].

(٣٢٩٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابوبکر کے غلام سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا (ترجمہ) "نہیں ہے کوئی معبود' سوا اللہ تعالیٰ کے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا' مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

یعنی دو سو یا تین سو بار اس کو اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ قسطلانی نے کہا یہ کلمہ ہر روز سو بار پے در پے پڑھے یا تھوڑا تھوڑا کرکے' ہر حال میں وہی ثواب ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ صبح سویرے اور رات ہوتے ہی سو سو بار پڑھے' تاکہ دن اور رات دونوں میں شیطان کے شر سے محفوظ رہے۔

٣٢٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: ((اسْتَأْذَنَ

(٣٢٩٤) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید نے خبر دی' انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر

عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)). قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ. ثُمَّ قَالَ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ، أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قُلْنَ: ((نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ)). قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)).[طرفاه في : ٣٦٨٣، ٦٠٨٥].

ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت چند قریشی عورتیں (خود آپ کی بیویاں) آپ کے پاس بیٹھی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے (خرچ میں) بڑھانے کا سوال کر رہی تھیں۔ خوب آواز بلند کر کے۔ لیکن جو نہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی' وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی' آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ہنستا رکھے' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا ابھی ابھی میرے پاس تھیں' لیکن جب تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' لیکن آپ یا رسول اللہ! زیادہ اس کے مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں' پھر انہوں نے کہا' اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور آنحضرت ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ ازواج مطہرات بولیں کہ واقعہ یہی ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تم سے مل جائے' تو جھٹ وہ یہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

تشریح دوسری روایت میں ہے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ رافضیوں نے اس حدیث کی صحت پر اعتراض کیا ہے جو سرا سر جہالت اور نفسانیت پر مبنی ہے آنحضرت ﷺ بادشاہ وقت رحمۃ للعالمین تھے اور بادشاہوں کا رحم و کرم اس درجہ ہوتا ہے کہ بد معاشوں کو بھی بادشاہ سے فضل و کرم کی توقع ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوتوال کی طرح تھے۔ کوتوال کا اصلی فرض یہی ہوتا ہے کہ بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کو پکڑے اور بد معاش جتنا کوتوال سے ڈرتے ہیں' اتنا بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

٣٢٩٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أُرَاهُ أَحَدُكُمْ - مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ)).

(٣٢٩٥) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے یزید نے' ان سے محمد بن ابراہیم نے' ان سے عیسیٰ بن طلحہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے نتھنے پر بیٹھا رہتا ہے۔ (جس سے آدمی پر سستی غالب آجاتی ہے۔ پس ناک جھاڑنے سے وہ سستی دور ہو جائے گی)

ان جملہ احادیث سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شیاطین کا وجود ثابت فرمایا ہے اور وہ جن جن صورتوں سے بنی آدم کو گمراہ کرتے ہیں' ان میں سے اکثر صورتیں ان احادیث میں مذکور ہو گئی ہیں۔ شیطان کے وجود کا انکار کرنے والے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔ باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٢- بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهِ: ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي -إِلَى قَوْلِهِ- عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾. ﴿بَخْسًا﴾: نَقْصًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾: قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: الْمَلاَئِكَةُ بَنَاتُ اللهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ، قَالَ اللهُ : ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾: سَتُحْضَرُونَ لِلْحِسَابِ. ﴿جُنْدٌ مُحْضَرُونَ﴾: عِنْدَ الْحِسَابِ.

باب جنوں کا بیان اور ان کو ثواب اور عذاب کا ہونا

کیونکہ اللہ نے (سورۂ انعام میں) فرمایا' اے جنو اور آدمیو! کیا تمہارے پاس تمہارے ہی میں سے رسول نہیں آئے؟ جو میری آیتیں تم کو سناتے رہے آخر تک۔ (قرآن مجید میں سورۂ جن میں) بخسا بمعنی نقصان کے ہے۔ مجاہد نے کہا سورۂ الصافات میں جو یہ ہے کہ کافروں نے پروردگار اور جنات میں ناتا ٹھہرایا ہے' قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا' جن جانتے ہیں کہ ان کافروں کو حساب کتاب دینے کے لیے حاضر ہونا پڑے گا (سورۂ یٰس میں جو یہ ہے) ﴿ وهم لهم جند محضرون ﴾ یعنی حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے۔

تشریح نیچریوں اور دہریوں نے جہاں فرشتوں اور شیطان کا انکار کیا ہے' وہاں جنوں کا بھی انکار کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا جنوں کا وجود قرآن مجید اور حدیث اور اجماع امت اور تواتر سے ثابت ہے اور فلاسفہ اور نیچریوں کا انکار قابل اعتبار نہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا' اللہ پاک نے آدم سے دو ہزار برس پہلے جنوں کو پیدا فرمایا تھا۔ (وحیدی)

٣٢٩٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : ((أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ : إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ وَ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلاَةِ فَارْفَعْ صَوتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ إِلاَّ شَهِدَ لَهُ يَومَ

(٣٢٩٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ انصاری نے اور انہیں ان کے والد نے خبردی کہ ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم کو جنگل میں رہ کر بکریاں چرانا بہت پسند ہے۔ اس لیے جب کبھی اپنی بکریوں کے ساتھ تم کسی بیابان میں موجود ہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو تو اذان دیتے ہوئے اپنی آواز خوب بلند کرو' کیونکہ مؤذن کی آواز اذان کو جہاں تک بھی کوئی انسان' جن یا کوئی چیز بھی سنے گی تو قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت ابو

الْقِيَامَةِ. قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)). [راجع: ٦٠٩]

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

حدیث ہذا میں مؤذن کی اذان کی آواز کو جنوں کے بھی سننے کا ذکر ہے۔ اس سے جنوں کا وجود ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جن قیامت کے دن بعض انسانوں کے اعمال خیر مثل اذان پر اللہ کے ہاں اس بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیں گے۔ جنوں کا ذکر آنے سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

١٣- بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ - إِلَى قَوْلِهِ - أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِيْنٍ﴾. ﴿مَصْرِفًا﴾: مَعْدِلاً. ﴿صَرَفْنَا﴾: أَيْ وَجَّهْنَا.

باب اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ جن میں فرمانا "اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کے ایک گروہ کو بھیج دیا' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ اولئک فی ضلال مبین ﴾ تک"

سورۂ کہف میں لفظ مصرفا بمعنی لوٹنے کی جگہ کے ہے۔ سورۂ جن میں لفظ صرفنا کا معنی متوجہ کیا' بھیج دیا۔

اس باب کے ذیل حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف آیت قرآنی کے نقل پر اکتفا کیا' جس میں اشارہ ہے کہ جنوں کا وجود نص قرآنی سے ثابت ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت سے جن آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر مسلمان ہو گئے۔ جن کے حالات بتلانے کے لئے سورۂ جن نازل ہوئی' یہی باب کی آیات سے مطابقت ہے۔

١٤- بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ﴾

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا، يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ: الْجَانُّ وَالأَفَاعِي وَالأَسَاوِدُ. ﴿آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ فِي مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ. يُقَالُ: ﴿صَافَّاتٍ﴾ بُسُطٌ أَجْنِحَتُهُنَّ ﴿يَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ.

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں ارشاد "اور ہم نے زمین پر ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (قرآن مجید میں) لفظ ثعبان نر سانپ کیلئے آیا ہے بعض نے کہا' سانپوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ جان جو سفید باریک ہو' افعی' زہردار سانپ اور اسود کالا ناگ (وغیرہ) سورۂ ہود میں اٰخذ بناصیتها سے مراد یہ ہے کہ ہر جانور کی پیشانی تھامے ہوئے ہے۔ یعنی ہر جانور اسکی ملک اور اسکی حکومت میں ہے۔ لفظ صافات جو سورۂ ملک میں ہے' اسکے معنی اپنے پر پھیلائے ہوئے اور اسی سورۃ میں لفظ یقبضن بمعنی اپنے بازوؤں کو سمیٹے ہوئے کے ہیں۔

٣٢٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ

(٣٢٩٧) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' ان سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

يَخطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ)).

[أطرافه في: ٣٣١٠، ٣٣١٢، ٤٠١٦].

سنا۔ آپ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں اور دم بریدہ سانپ کو بھی' کیونکہ دونوں آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں اور حمل تک گرا دیتے ہیں۔

٣٢٩٨- ((قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لأَقْتُلَهَا، فَنَادَانِي أَبُو لُبَابَةَ : لاَ تَقْتُلْهَا. فَقُلْتُ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ. فَقَالَ : إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ)).

[طرفاه في : ٣٣١١، ٣٣١٣].

(٣٢٩٨) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اسے نہ مارو' میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سانپوں کے مارنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر آنحضرت نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں دفعتاً مار ڈالنے سے منع فرمایا۔

٣٢٩٩- ((وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ: فَرَآنِي أَبُو لُبَابَةَ، أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ. وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ. وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: رَآنِي أَبُو لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ)).

(٣٢٩٩) اور عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو معمر سے روایت کیا' اس میں یوں ہے کہ مجھ کو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یا میرے چچا زید بن خطاب نے اور معمر کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور ابن عیینہ اور اسحاق کلبی اور زبیدہ نے بھی زہری سے روایت کیا اور صالح اور ابن ابی حفصہ اور ابن مجمع نے بھی زہری سے' انہوں نے سالم سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس میں یوں ہے کہ مجھ کو ابولبابہ اور زید بن خطاب (دونوں) نے دیکھا۔

عبدالرزاق کی روایت کو امام مسلم اور امام احمد اور طبرانی نے' اور یونس کی روایت کو مسلم نے اور ابن عیینہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا' اسحاق کی روایت ان کے نسخہ میں موصول ہے' صالح کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ہے۔ ابن ابی حفصہ کی روایت ان کے نسخہ میں موصول ہے' ابن مجمع کی روایت کو بغوی اور ابن السکن نے وصل کیا ہے۔

گھریلو سانپوں کے بارے میں مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے ان کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ تین دن تک ان کو ڈراؤ کہ ہمارے گھر سے چلے جاؤ' اگر پھر بھی وہ نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو' سانپوں میں کالا ناگ سب سے بدتر ہے۔ اس کے زہر سے آدمی دم بھر میں مر جاتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ کی عمر ہزار سال ہوتی ہے۔ ہر سال میں ایک دفعہ کینچلی بدلتا ہے۔

١٥- بَابُ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

باب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو چرانے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھرتا رہے۔

٣٣٠٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ

(٣٣٠٠) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١٩]

مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے' ان سے ان کے والد نے' اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان کا سب سے عمدہ مال اس کی وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کی وادیوں میں لے کر چلا جائے گا تا کہ اس طرح اپنے دین و ایمان کو فتنوں سے بچا لے۔

٣٣٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلاَءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ)). [أطرافه في: ٣٤٩٩، ٤٣٨٨، ٤٣٨٩، ٤٣٩٠].

(٣٣٠١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابو الزناد نے خبر دی' انہیں اعرج نے خبر دی' اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' کفر کی چوٹی مشرق میں ہے اور فخر اور تکبر کرنا گھوڑے والوں' اونٹ والوں اور زمینداروں میں ہوتا ہے جو (عموماً) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں اور بکری والوں میں دل جمعی ہوتی ہے۔

پورب میں کفر کی چوٹی فرمائی' کیوں کہ عرب کے ملک سے ایران' توران یہ سب مشرق میں واقع ہیں اور اس زمانہ میں یہاں کے بادشاہ بڑے مغرور تھے۔ ایران کے بادشاہ نے آپ کا خط پھاڑ ڈالا تھا۔

٣٣٠٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَشَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((الإِيمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا، أَلاَ إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)).

[أطرافه في: ٣٤٩٨، ٤٣٨٧، ٥٣٠٣].

(٣٣٠٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ سے قیس نے بیان کیا اور ان سے عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو ادھر ہے یمن میں! ہاں' اور قساوت اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دمیں پکڑے چلاتے رہتے ہیں۔ جہاں سے شیطان کی چوٹیاں نمودار ہوں گی' یعنی ربیعہ اور مضر کی قوموں میں۔

تشریح یمن والے بغیر جنگ اور بغیر تکلیف کے اپنی رغبت اور خوشی سے مسلمان ہو گئے تھے آنحضرت ﷺ نے ان کی تعریف

فرمائی اور اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ یمن والے قوی الایمان رہیں گے بہ نسبت اور ملک والوں کے۔ یمن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور عاملین بالحدیث گزرے ہیں۔ آخری زمانہ میں علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی حدیث کے بڑے عالم گزرے ہیں۔ ان سے پہلے علامہ محمد بن اسماعیل امیروغیرہ (وحیدی)

٣٣٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا)).

(۳۳۰۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے جعفر بن ربیعہ نے' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو' کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

حافظ نے کہا اس حدیث سے مرغ کی فضیلت نکلی۔ ابوداؤد نے بہ سند صحیح نکالا مرغ کو برا مت کہو وہ نماز کیلئے بلاتا ہے یعنی نماز کے وقت جگا دیتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک لوگوں کی صحبت میں دعا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ قبول ہونے کی امید زیادہ ہوتی ہے۔

٣٣٠٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ - أَوْ أَمْسَيْتُمْ - فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا)). قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ نَحْوَ مَا أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ ((وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ)).

[راجع: ٣٢٨٠]

(۳۳۰۴) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب رات کا اندھیرا شروع ہو یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس روک لیا کرو' کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلتے ہیں۔ البتہ جب ایک گھڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو' اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو' کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا' ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بالکل اسی طرح حدیث سنی تھی جس طرح مجھے عطاء نے خبر دی تھی' البتہ انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ "اللہ کا نام لو۔"

٣٣٠٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ

(۳۳۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ لاَ يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لاَ أَرَاهَا إِلاَّ الْفَأْرَ: إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ)). فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ لِيْ مِرَارًا فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟

نے' ان سے خالد نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بنی اسرائیل میں کچھ لوگ غائب ہو گئے۔ (ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں) میرا تو یہ خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ کیونکہ چوہوں کے سامنے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے (کیونکہ بنی اسرائیل کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا) اور اگر بکری کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔ پھر میں نے یہ حدیث کعب احبار سے بیان کی تو انہوں نے (حیرت سے) پوچھا' کیا واقعی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ کئی مرتبہ انہوں نے یہ سوال کیا۔ اس پر میں نے کہا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تو پھر کس سے) کیا میں توراۃ پڑھا کرتا ہوں؟ (کہ اس سے نقل کر کے بیان کرتا ہوں)

اس میں اختلاف ہے کہ ممسوخ لوگوں کی نسل رہتی ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک نہیں رہتی اور باب کی حدیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ اس وقت تک آپ پر وحی نہ آئی ہو گی' اسی لئے آپ نے گمان کے طور پر فرمایا۔ (وحیدی)

٣٣٠٦- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: ((الْفُوَيْسِقُ)). وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ. وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ)). [راجع: ١٨٣١]

(٣٣٠٦) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' ان سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ (چھپکلی) کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ موذی جانور ہے لیکن میں نے آپ سے اسے مار ڈالنے کا حکم نہیں سنا تھا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بتاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے۔

٣٣٠٧- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بن شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ شُرَيْكٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الأَوْزَاغِ)). [طرفه في : ٣٣٥٩].

(٣٣٠٧) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ام شریک رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے۔

٣٣٠٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلُ قَالَ

(٣٣٠٨) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يَطْمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيْبُ الْحَبَلَ)). تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ : ((أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ)).

[طرفه في: ٣٣٠٩].

نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس سانپ کے سر پر دو نقطے ہوتے ہیں' انہیں مار ڈالا کرو' کیونکہ وہ اندھا بنا دیتے ہیں اور حمل کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

ابو اسامہ کے ساتھ اس کو حماد بن سلمہ نے بھی روایت کیا۔

٣٣٠٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ الأَبْتَرِ وَقَالَ : إِنَّهُ يُصِيْبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ)).

[راجع: ٣٣٠٨]

(۳۳۰۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دم بریدہ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ آنکھوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور حمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

یعنی ان میں زہریلا مادہ اتنا زود اثر ہے کہ اس کی تیز نگاہی اگر کسی کی آنکھ سے ٹکرا جائے تو بصارت کے زائل ہونے کا خوف ہے۔ اسی طرح حاملہ عورتوں کا حمل ساقط کرنے کے لئے بھی ان کی تیز نگاہی خطرناک ہے۔ پھر زہر کس قدر مہلک ہو گا اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

٣٣١٠- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ، ثُمَّ نَهَى قَالَ: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ هَدَمَ حَائِطًا لَهُ فَوَجَدَ فِيْهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ: ((انْظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ: اقْتُلُوهُ))، فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذَلِكَ)).

[راجع: ٣٢٩٧]

(۳۳۱۰) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا ان سے ابو یونس قشیری (حاتم بن ابی صغیرہ) نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں کو پہلے مار ڈالا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں انہیں مارنے سے خود ہی منع کرنے لگے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک دیوار گروائی تو اس میں سے ایک سانپ کی کینچلی نکلی' آپ نے فرمایا کہ دیکھو' وہ سانپ کہاں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے تلاش کیا (اور وہ مل گیا تو) آپ نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو' میں بھی اسی وجہ سے سانپوں کو مار ڈالا کرتا تھا۔

٣٣١١- فَلَقِيْتُ أَبَا لُبَابَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ إِلاَّ كُلَّ أَبْتَرَ ذِي طُفْيَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوهُ)).

[راجع: ٣٢٩٨]

(۳۳۱۱) پھر میری ملاقات ایک دن ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی' تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کہ پتلے یا سفید سانپوں کو نہ مارا کرو۔ البتہ دم کٹے ہوئے سانپ کو جس پر دو سفید دھاریاں ہوتی ہیں اس کو مار ڈالو' کیونکہ یہ اتنا زہریلا ہے کہ حاملہ کے حمل کو گرا دیتا ہے اور آدمی کو اندھا بنا دیتا ہے۔

تشریح پہلے جو حدیث گزری اس میں دھاریوں والے' اور بے دم کے سانپ کے مارنے کا حکم فرمایا۔ یہاں بھی اس کے مارنے کا حکم دیا جس میں یہ دونوں باتیں موجود ہوں وہ اور بھی زیادہ زہریلا ہو گا۔ یہ حدیث اگلی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس سانپ میں ان دونوں میں سے کوئی صفت یا دونوں صفتیں پائی جائیں اس کو مار ڈالو (وحیدی)

٣٣١٢- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ.

[راجع: ٣٢٩٧]

(۳۳۱۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے۔

٣٣١٣- فَحَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ، فَأَمْسَكَ عَنْهَا)). [راجع: ٣٢٩٨]

(۳۳۱۳) پھر ان سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں کے پتلے یا سفید سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے مارنا چھوڑ دیا۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ابھی پیچھے آیت شریفہ ﴿ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ﴾ (البقرہ: ۱۶۴) کے ذیل باب منعقد فرمایا تھا۔ ان جملہ احادیث کا تعلق اسی باب کے ساتھ ہے۔ درمیان میں بکری کا ضمنی طور پر ذکر آ گیا تھا۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے الگ باب باندھنا مناسب جانا۔ پھر بکری کی احادیث کے بعد باب زیر آیت ﴿ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ﴾ (البقرہ: ۱۶۴) کے ذیل ان جملہ احادیث کو لائے جن میں حیوانات کی مختلف قسموں کا ذکر ہوا ہے۔ فتدبر و فقک اللہ

بَاب خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ

باب پانچ بہت ہی برے (انسان کو تکلیف دینے والے) جانور ہیں' جن کو حرم میں بھی مار ڈالنا درست ہے

٣٣١٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

[راجع: ١٨٢٩]

(۳۳۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' پانچ جانور موذی ہیں' انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا ہے (تو حل میں بطریق اولیٰ ان کا مارنا جائز ہو گا) چوہا' بچھو' چیل' کوا اور کاٹ لینے والا کتا۔

صحت انسانی کے لحاظ سے بھی یہ جانور بہت مضر ہیں۔ اگر ان میں سے ہر جانور کو اس کے مضر اثرات کی روشنی میں دیکھا جائے تو حدیث نبوی کا بیان صاف طور پر ذہن نشین ہو جائے گا۔

٣٣١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ

(۳۳۱۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن دینار نے اور انہیں حضرت

عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ: الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ)). [راجع: ١٨٢٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں اگر کوئی شخص حالت احرام میں بھی مار ڈالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بچھو' چوہا' کاٹ لینے والا کتا' کوا اور چیل۔

٣٣١٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَفَعَهُ قَالَ: ((خَمِّرُوا الآنِيَةَ، وَأَوْكُوا الأَسْقِيَةَ، وَأَجِيفُوا الأَبْوَابَ، وَأَكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعَشِيِّ، فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ)). قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَبِيبٌ عَنْ عَطَاءٍ: ((فَإِنَّ لِلشَّيْطَانِ)).[راجع: ٣٢٨٠]

(٣٣١٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے کثیر نے' ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' پانی کے برتنوں کو ڈھک لیا کرو' مشکیزوں (کے منہ) کو باندھ لیا کرو' دروازے بند کر لیا کرو اور اپنے بچوں کو اپنے پاس جمع کر لیا کرو' کیونکہ شام ہوتے ہی جنات (روئے زمین پر) پھیلتے ہیں اور اچکتے پھرتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا لیا کرو' کیونکہ موذی (چوہا) بعض اوقات جلتی بتی کو کھینچ لاتا ہے اور اس طرح سارے گھر کو جلا دیتا ہے۔ ابن جریج اور حبیب نے بھی اس کو عطاء سے روایت کیا' اس میں جنات کے بدل شیاطین مذکور ہیں۔

جنات اور شیاطین بعض دفعہ سانپ کی شکل میں زمین پر پھیل کر خاص طور پر رات میں انسانوں کی تکلیف کا سبب بن جاتے ہیں' حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

٣٣١٧- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَارٍ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالْمُرْسَلاَتِ عُرْفًا﴾ فَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا، فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا، فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا)). وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ

(٣٣١٧) ہم سے عبدہ بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی' انہیں اسرائیل نے' انہیں منصور نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مقام منیٰ میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آیت ﴿ والمرسلات عرفا ﴾ "نازل ہوئی' ابھی ہم آپ کی زبان مبارک سے اسے سن ہی رہے تھے کہ ایک بل میں سے ایک سانپ نکلا۔ ہم اسے مارنے کے لئے جھپٹے' لیکن وہ بھاگ گیا اور اپنے بل میں داخل ہو گیا' (آنحضرت ﷺ نے) اس پر فرمایا' تمہارے ہاتھ سے وہ اسی طرح بچ نکلا' جیسے تم اس کے نشان سے بچ گئے اور یحییٰ نے اسرائیل سے روایت کیا ہے' ان سے اعمش نے' ان

إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ. مِثْلَهُ. قَالَ: ((وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رَطْبَةً)). وَتَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ. وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ.[راجع: ١٨٣٠]

سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کیا اور کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس سورۃ کو تازہ بتازہ سن رہے تھے اور اسرائیل کے ساتھ اس حدیث کو ابوعوانہ نے مغیرہ سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے بھی اعمش سے بیان کیا' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

ابوعوانہ کی روایت کو خود مؤلف نے کتاب التفسیر میں اور حفص کی روایت کو بھی مؤلف نے کتاب الحج میں اور ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا' سلیمان بن قرم کی روایت کو حافظ نے کہا' میں نے موصولاً نہیں پایا۔

٣٣١٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ)). قَالَ: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سَعِيْدٍ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. مِثْلَهُ. [راجع: ٢٣٦٥]

(٣٣١٨) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبردی' انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا' ایک عورت ایک بلی کے سبب سے دوزخ میں گئی۔ اس نے بلی کو باندھ کر رکھا نہ تو اسے کھانا دیا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی جان بچالیتی۔ عبدالاعلیٰ نے کہا اور ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا۔

معلوم ہوا کہ مخلوقات کو قصداً کچھ بھی تکلیف دینا عنداللہ سخت معیوب اور گناہ عظیم ہے۔

٣٣١٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: فَهَلاَّ نَمْلَةً وَاحِدَةً؟)). [راجع: ٣٠١٩]

(٣٣١٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گروہ انبیاء میں سے ایک نبی ایک درخت کے سائے میں اترے' وہاں انہیں کسی ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ تو انہوں نے حکم دیا' ان کا سارا سامان درخت کے تلے سے اٹھا لیا گیا۔ پھر چیونٹیوں کا سارا چھتہ جلوا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ تم کو تو ایک ہی چیونٹی نے کاٹا تھا' فقط اسی کو جلانا تھا۔

غلط ترجمہ کا ایک نمونہ:

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہمارے معزز علماء کرام بخاری شریف کے تراجم کئی عدد نکال رہے ہیں۔ مگر ان کے تراجم اور تشریحات میں لفظی اور معنوی بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جگہ حدیث کا مفہوم کچھ ہوتا ہے اور یہ حضرات اس کے برعکس ترجمہ کر جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہاں بھی موجود ہے۔ حدیث کے الفاظ فاصر بجهازه فاخرج من تحتها کا ترجمہ تفہیم البخاری (دیوبندی) میں یوں کیا گیا ہے۔

"تو انہوں نے اس کے چھتے کو درخت کے نیچے سے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکالا گیا۔" یہ ترجمہ بالکل غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے کیا ہے، جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے۔

١٧- بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الأُخْرَى شِفَاءً

باب اس حدیث کا بیان جب مکھی پانی یا کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے پر میں شفا ہوتی ہے

٣٣٢٠- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالأُخْرَى شِفَاءً)). [طرفه في : ٥٧٨٢].

(٣٣٢٠) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عتبہ بن مسلم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے عبید بن حنین نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب مکھی کسی کے پینے (یا کھانے کی چیز) میں پڑ جائے تو اسے ڈبو دے اور پھر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور اس کے دوسرے (پر) میں شفا ہوتی ہے۔

٣٣٢١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((غُفِرَ لاِمْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ، قَالَ: كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ - فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ، فَغُفِرَ لَهَا بِذَلِكَ)). [طرفه في : ٣٤٦٧].

(٣٣٢١) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا' کہا ہم سے عوف نے بیان کیا' ان سے حسن اور ابن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی' جو ایک کنویں کے قریب کھڑا پیاسا ہانپ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کو پلا دیا' تو اس کی بخشش اسی (نیکی) کی وجہ سے ہو گئی۔

٣٣٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلاَ صُوْرَةٌ)).

[راجع: ٢٣٢٥]

(٣٣٢٢) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زہری سے اس حدیث کو اس طرح یاد رکھا کہ مجھ کو کوئی شک ہی نہیں' جیسے اس میں شک نہیں کہ تو اس جگہ موجود ہے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھے عبیداللہ نے خبر دی' انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور انہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' (رحمت کے) فرشتے ان گھروں میں نہیں داخل ہوتے جن میں کتا یا (جاندار کی) تصویر ہو۔

٣٣٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلاَبِ)).

(٣٣٢٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔

شکار کے لئے یا گھر بار کی رکھوالی کے لئے کتے پالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پاگل یا جو کتے انسانوں کے دشمن ہوں اور کاٹنے کے لئے دوڑتے ہوں انہیں مارنے کا آپ نے حکم دیا ہے آپ کی مراد تمام کتوں سے نہیں۔

٣٣٢٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ، إِلاَّ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ)).

[راجع: ٢٣٢٢]

(٣٣٢٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص کتا پالے' اس کے عمل نیک میں سے روزانہ ایک قیراط (ثواب) کم کر دیا جاتا ہے' کھیت کے لئے یا مویشی کے لیے جو کتے پالے جائیں وہ اس سے الگ ہیں۔

کتے ضرور کبھی نہ کبھی کسی کا کسی بھی قسم کا نقصان ضرور کر دیتے ہیں' اس نقصان کے عوض اس کے پالنے والے پر ذمہ داری ہو گی' حفاظت کے لئے جو کتے پالے جائیں ان پر ضرور مالک کا کنٹرول ہو گا لہٰذا وہ مستثنیٰ کئے گئے۔

٣٣٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيْدُ بْنُ خُصَيفَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ زُهَيْرٍ الشَّنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لاَ

(٣٣٢٥) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یزید بن خصیفہ نے خبر دی' کہا کہ مجھے سائب بن یزید نے خبر دی' انہوں نے سفیان بن ابی زہیر شنوی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا' کہ جس نے کوئی کتا پالا۔ نہ تو پالنے والے کا مقصد کھیت کی حفاظت ہے اور نہ مویشیوں

يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلاَ ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)). فَقَالَ السَّائِبُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِيْ وَرَبِّ هَذِهِ الْقِبْلَةِ. [راجع: ٢٣٢٣]

کی' تو روزانہ اس کے نیک عمل میں سے ایک قیراط (ثواب) کی کمی ہو جاتی ہے۔ سائب نے پوچھا' کیا تم نے خود یہ حدیث رسول کریم ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا' ہاں! اس قبلہ کے رب کی قسم (میں نے خود اس حدیث کو رسول کریم ﷺ سے سنا ہے)

٦٠- كتاب احاديث الانبياء

کتاب انبیاء علیہم السلام کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح الحمد للہ! آج جب کہ دوران سفر جنوبی ہند میں محترم الحاج محمد ابراہیم صاحب ترچناپلی کے ہاں مقیم ہوں' کتاب بدء الخلق پوری ہوئی اور کتاب الانبیاء کا آغاز ہوا۔ جس میں مختلف پیغمبروں کے حالات مذکور ہوں گے۔ باب بدء الخلق میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کئی ایسی احادیث بھی لائے ہیں جن کا بظاہر تعلق ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتا۔ کرمانی نے یہ توجیہ کی ہے کہ اس باب میں بدء الخلق کا ذکر تھا تو امام بخاری نے اس میں بعض مخلوقات کا بھی ذکر کر دیا' جیسے کتا' چوہا وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

مخلوقات میں آسمان و زمین' انسان' حیوان سب ہی داخل ہیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے آپ مختلف قسم کی احادیث اس باب کے ذیل میں لائے' تاکہ فرامین رسول کریم ﷺ کی روشنی میں ہر قسم کی مخلوقات کے کچھ حالات معلوم ہو سکیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے متعلق ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ دنیا میں کل ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ جن میں رسول یعنی صاحب شریعت اور کتابیں تین سو تیرہ ہیں۔ ان سب پیغمبروں کے آخر میں خاتم الرسل ہمارے پیغمبر ﷺ ہیں۔ خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں جو یہ وارد ہے کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ایک پیغمبر ہے تمہارے پیغمبر کی طرح۔ تو اول تو یہ اثر شاذ ہے۔ دوسرے اس آیت کے خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اور زمینوں کے پیغمبر ہمارے پیغمبر علیہ السلام سے پہلے آ چکے ہوں اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام ان کے بھی بعد تشریف لائے ہوں تو وہ سب پیغمبر اپنی اپنی زمینوں کے خاتم الانبیاء ہوئے۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام سب پیغمبروں کے خاتم ہوئے۔

ختم نبوت کا عقیدہ امت کا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر جملہ مکاتب فکر اسلامی کا اتفاق ہے مگر کچھ عرصہ قبل یہاں ہندوستان میں ایک صاحب پیدا ہوئے اور انہوں نے اس عقیدے کو مسخ کرنے کے لئے مختلف قسم کی تاویلات کا جال پھیلا کر بہت سے لوگوں کو اس بارے میں متزلزل کر دیا۔ پھر یہ صاحب خود بھی مدعی نبوت بن بیٹھے اور کتنے لوگوں کو اپنا مرید بنا لیا' ان سے مراد مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی ہیں جو عرصہ قبل وفات پا چکے ہیں۔ مگر ان کے جانشین پوری امت اسلامی سے کٹ کر اپنا ایک علیحدہ دین بنائے ہوئے ہیں۔
جو مسلمان خدا و رسول پر پختہ ایمان رکھتے ہیں ان کو ہرگز ایسے لوگوں کے جال میں نہ آنا چاہئے' ختم نبوت کے خلاف عقیدہ بنا کر نبوت کا دعویٰ کر کے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے تخت نبوت پر قبضہ کرنا ہے۔ جس کا پوری شدت سے مقابلہ کرنا ہر اس مسلمان کا فرض ہے جو اللہ کو معبود برحق اور رسول کریم ﷺ کے رسول برحق اور خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ تفصیلات کے لیے مصنفات حضرت فاتح قادیان مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ جو خاص اسی مشن پر حضرت مولانا مرحوم نے تحریر فرمائی ہیں اور بھی بہت سے علماء نے اس موضوع پر بہت سی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ جزاہم اللہ خیرالجزاء۔
لفظ انبیاء نبی کی جمع ہے جو نبوت سے ہے۔ جس کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ کچھ خاصان الٰہی براہ راست اللہ پاک سے خبر پا کر دنیا کو خبریں دیتے ہیں۔ یہی نبی ہیں۔ والنبوہ نعمه یمن بها الله علی من شاء ولا یبلغها احد بعلمه ولا کشفه ولا یستحقها باستعداد ولایته و وقع فی ذکر عدد الانبیاء حدیث ابی ذر مرفوعا انهم مائة الف واربعة و عشرون الفاالرسل منهم ثلاث مائة و ثلاث عشر۔ صححه ابن حبان (فتح الباری) یعنی اللہ پاک محض اپنے فضل و کرم سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے نبوت کسی کو اس کے علم یا کشف یا استعداد ولایت کی بنا پر نہیں حاصل ہوتی۔ یہ محض اللہ کی طرف سے ایک وہبی نعمت ہے۔ انبیاء کی تعداد کے بارے میں مرفوعاً حدیث ابوذر میں آیا ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ہے جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں اور باقی سب نبی ہیں۔ رسالت کا مقام نبوت سے اور بھی بلند و بالا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

١- بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ

﴿صَلْصَالٌ﴾: طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ، فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ، وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهِ صَلَّ، كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الإِغْلَاقِ، مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ. ﴿فَمَرَّتْ بِهِ﴾ بِهَا اسْتَمَرَّ الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ. ﴿أَنْ لاَ تَسْجُدَ﴾: أَنْ تَسْجُدَ.

باب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کے بیان میں

(سورۂ رحمٰن میں لفظ) صلصال کے معنے ایسے گارے کے ہیں جس میں ریتی ملی ہو اور وہ اس طرح سے بجنے لگے جیسے پکی ہوئی مٹی بجتی ہے۔ بعض نے کہا صلصال کے معنی منتن یعنی بدبودار کے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ صل سے نکلا ہے۔ فاکلمہ مکرر کر دیا یا جیسے صَرْصَرَّ صَرَّ سے۔ عرب لوگ کہتے ہیں صرالباب یا صرصرالباب جب بند کرنے سے دروازے میں سے آواز نکلے جیسے کبکبۃ کب سے نکلا ہے۔ سورۂ اعراف میں لفظ فمرت بہ کا معنی چلتی پھرتی رہی' حمل کی مدت پوری کی' (سورۂ اعراف میں) لفظ ان لا تسجد کا معنی ان تسجد کے ہیں۔ یعنی تجھ کو سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا۔ لا کا لفظ یہاں زائد ہے۔

باب وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا' اے رسول! وہ وقت یاد کر جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں

الأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ [البقرة :٣٠]. ایک (قوم کو) جانشین بنانے والا ہوں

(خلیفہ کے یہ بھی ایک معنی ہیں کہ ان میں سلسلہ وار ایک کے بعد دوسرے ان کے قائم مقام ہوتے رہیں گے)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾: إِلاَّ عَلَيْهَا حَافِظٌ. ﴿فِي كَبَدٍ﴾: فِي شِدَّةِ خَلْقٍ. ﴿وَرِيَاشًا﴾: الْمَالُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ. ﴿مَا تُمْنُونَ﴾: النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ﴾ : النُّطْفَةُ فِي الإِحْلِيْلِ. كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ ﴿شَفْعٌ﴾ : السَّمَاءُ شَفْعٌ. ﴿وَالْوَتْرُ﴾: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. ﴿فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾: فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ، ﴿أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ﴾: إِلاَّ مَنْ آمَنَ. ﴿خُسْرٍ﴾: ضَلاَلٍ، ثُمَّ اسْتَثْنَى إِلاَّ مَنْ آمَنَ. ﴿لاَزِبٌ﴾: لاَزِمٌ. ﴿نُنْشِئَكُمْ﴾: فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ. ﴿نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ﴾: نُعَظِّمُكَ. وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ : ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾: فَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا﴾. ﴿فَأَزَلَّهُمَا﴾: فَاسْتَزَلَّهُمَا. وَ﴿يَتَسَنَّهْ﴾: يَتَغَيَّرْ. ﴿آسِنٍ﴾: مُتَغَيِّرٌ. وَ﴿الْمَسْنُونُ﴾: الْمُتَغَيِّرُ. ﴿حَمَإٍ﴾: جَمْعُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ. ﴿يَخْصِفَانِ﴾: أَخَذَ الْخِصَافَ ﴿مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ. ﴿سَوْآتِهِمَا﴾: كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا. ﴿وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ﴾: هَا هُنَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' سورۂ طارق میں جو لما علیها حافظ کے الفاظ ہیں' یہاں لما الا کے معنے میں ہے۔ یعنی کوئی جان نہیں مگر اس پر اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہے' (سورۂ بلد میں جو) فی کبد کا لفظ آیا ہے کبد کے معنی سختی کے ہیں۔ اور (سورۂ اعراف میں) جو ریشا کا لفظ آیا ہے ریاش اس کی جمع ہے یعنی مال' یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے دوسروں نے کہا' ریاش اور ریش کا ایک ہی معنی ہے یعنی ظاہری لباس اور (سورۂ واقعہ میں) جو تمنون کا لفظ آیا ہے اس کے معنی نطفہ کے ہیں جو تم عورتوں کے رحم میں (جماع کر کے) ڈالتے ہو۔ (اور سورۂ طارق میں ہے) انه علی رجعه لقادر مجاہد نے کہا اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا منی کو پھر ذکر میں لوٹا سکتا ہے (اس کو فریابی نے وصل کیا' اکثر لوگوں نے یہ معنی کئے ہیں کہ وہ خدا آدمی کے لوٹانے یعنی قیامت میں پیدا کرنے پر بھی قادر ہے) (اور سورۂ سجدہ میں) کل شئی خلقه کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز کو اللہ نے جوڑے جوڑے بنایا ہے۔ آسمان زمین کا جوڑ ہے (جن آدمی کا جوڑ ہے' سورج چاند کا جوڑ ہے) اور طاق اللہ کی ذات ہے جس کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ سورۂ تین میں ہے فی احسن تقویم یعنی اچھی صورت اچھی خلقت میں ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ ﴿ اسفل سافلین الا من اٰمن ﴾ یعنی پھر آدمی کو ہم نے پست سے پست تر کر دیا (دوزخی بنا دیا) مگر جو ایمان لایا۔ (سورۂ عصر میں) فی خسر کا معنی گمراہی میں پھر ایمان والوں کو مستثنیٰ کیا۔ (فرمایا الا الذین امنوا) سورۂ والصافات میں لازب کا معنی لازم (یعنی چمٹتی ہوئی لیس دار) سورۂ واقعہ میں الفاظ ﴿ وننشئکم فی ما لا تعلمون ﴾ یعنی جونسی صورت میں ہم چاہیں تم کو بنا دیں۔ (سورۂ بقرہ میں) نسبح بحمدک یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔ ابو العالیہ نے کہا اسی سورۃ میں جو ہے ﴿ فتلقی آدم من

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، الْحِيْنَ عِنْدَ الْعَرَبِ : مِنْ سَاعَةِ إِلَى مَا لاَ يُحْصَى عَدَدُهُ. ﴿قَبِيلُهُ﴾: جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ.

ربه کلمات ﴾ وہ کلمے یہ ہیں۔ ﴿ ربنا ظلمنا انفسنا ﴾ اسی سورۃ میں فازلهما کا معنی یعنی ان کو ڈگا دیا پھسلا دیا۔ (اسی سورۃ میں ہے) لم یتسنه یعنی بگڑا تک نہیں۔ اسی سے (سورۂ محمد میں) لفظ اٰسن ہے یعنی بگڑا ہوا (بدبودار پانی) اسی سے سورۂ حجر میں لفظ مسنون ہے۔ یعنی بدلی ہوئی بدبودار (اسی سورۃ میں) حما کا لفظ ہے جو حماۃ کی جمع ہے یعنی بدبودار کیچڑ (سورۂ اعراف میں) لفظ یخصفان کے معنی یعنی دونوں آدم اور حوا نے بہشت کے پتوں کو جوڑنا شروع کر دیا۔ ایک پر ایک رکھ کر اپنا ستر چھپانے لگے۔ لفظ سوا تھما سے مراد شرم گاہ ہیں۔ لفظ متاع الی حین میں حین سے قیامت مراد ہے' عرب لوگ ایک گھڑی سے لے کر بے انتہا مدت تک کو حین کہتے ہیں۔ قبیلہ سے مراد شیطان کا گروہ جس میں وہ خود ہے۔

حضرت مجتہد مطلق امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق قرآن شریف کی مختلف سورتوں کے مختلف الفاظ کے معانی یہاں واضح فرمائے ہیں۔ ان الفاظ کا ذکر ایسے ایسے مقامات پر آیا ہے جہاں کسی نہ کسی طرح سے اس کتاب الانبیاء سے متعلق کسی نہ کسی طرح سے کچھ مضامین بیان ہوئے ہیں۔ یہاں ان اکثر سورتوں کو بریکٹ میں ہم نے بتلا دیا ہے' وہاں وہ الفاظ تلاش کر کے آیات سیاق و سباق سے پورے مطالب کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ان جملہ آیات اور ان کے مذکورہ بالا الفاظ کی پوری تفصیل طوالت کے خوف سے یہاں ترک کر دی گئی ہے۔

اللہ پاک خیریت کے ساتھ اس پارے کو بھی پورا کرائے کہ وہ ہی مالک و مختار ہے۔ المرقوم بتاریخ ۱۵ شوال ۱۳۹۱ھ ترچناپلی برمکان حاجی محمد ابراہیم صاحب ادام اللہ اقبالھم آمین۔

٣٣٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ. فَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ. فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ

(۳۳۲۶) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا۔ پھر فرمایا کہ جا اور ان ملائکہ کو سلام کر' دیکھنا کن لفظوں میں وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا' السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا' السلام علیک و رحمۃ اللہ۔ انہوں نے و رحمۃ اللہ کا جملہ بڑھا دیا' پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہو گا وہ آدم علیہ السلام کی شکل اور قامت پر داخل ہو گا' آدم علیہ السلام کے بعد انسانوں میں اب تک قد

الْخَلْقُ يَنقُصُ حَتَّى الآنَ)).

چھوٹے ہوتے رہے۔

[طرفه في : ٦٢٢٧].

تشریح چھوٹے ہوتے ہوتے اس حد کو پہنچے جس حد پر یہ امت ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ آدم بے ریش و بروت تھے' گھونگر والے بال اور نہایت خوبصورت تھے۔ قسطلانی نے کہا بہشتی سب ان ہی کی صورت اور حسن و جمال کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور دنیا میں جو رنگ کی سیاہی یا بد صورتی ہے وہ جاتی رہے گی۔ یا اللہ راقم کو بھی بایں صورت جنت کا داخلہ نصیب کیجیو اور ان سب بھائیوں مردوں عورتوں کو بھی جو بخاری شریف کا یہ مقام مطالعہ فرماتے وقت با آواز بلند آمین کہیں۔

٣٣٢٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لاَ يَبُولُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ وَلاَ يَتْفِلُونَ وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، الأَلَنْجُوجُ عُودُ الطِّيبِ، وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِيْنُ عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ)). [راجع: ٣٢٤٥]

(٣٣٢٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے عمارہ نے ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا ان کی صورتیں ایسی روشن ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے' پھر جو لوگ اس کے بعد داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ نہ تو ان لوگوں کو پیشاب کی ضرورت ہو گی نہ ٹٹی کی' نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلائش نکالیں گے۔ ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہو گا۔ ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار عود جلتا ہو گا' یہ نہایت پاکیزہ خوشبو دار عود ہو گا۔ ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی یعنی اپنے والد آدم علیہ السلام کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے۔

ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ یہ حدیث اوپر بھی گزر چکی ہے۔

٣٣٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)). فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ:

(٣٣٢٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے' ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے' ان سے (ام المؤمنین) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا' تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ وہ تری دیکھ لے' ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر ہنسی آ گئی اور فرمانے لگیں' کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟

تَخْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَمَا يُشْبِهُ الْوَلَدُ؟)). [راجع: ١٣٠]

آپ نے فرمایا' (اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر بچے میں (ماں کی) مشابہت کہاں سے آتی ہے۔

٣٣٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلاَمٍ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ نَبِيٌّ، مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ)). قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ. وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ. وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ. ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلاَمِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، وَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ الْبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّ

(٣٣٢٩) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مروان فزاری نے خبر دی۔ انہیں حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ وہ کون سا کھانا ہے جو سب سے پہلے جنتیوں کو کھانے کے لئے دیا جائے گا؟ اور کس چیز کی وجہ سے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے ابھی ابھی مجھے آکر اس کی خبر دی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ میں تو یہی یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظاہر ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی' سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کی دعوت کے لئے پیش کیا جائے گا' وہ مچھلی کی کلیجی پر جو ٹکڑا لٹکا رہتا ہے وہ ہو گا اور بچے کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے تو جب مرد عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی پہل کر جاتی ہے تو بچہ اسی کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ اگر عورت کی منی پہل کر جائے تو پھر بچہ عورت کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" پھر عرض کیا' یا رسول اللہ! یہود انتہا کی جھوٹی قوم ہے۔ اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام قبول کرنے کے بارے میں انہیں علم ہو گیا تو آپؐ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ کچھ یہودی آئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ سارے یہودی کہنے

رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: أَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا وَابْنُ أَخْيَرِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ؟)) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ. فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ. فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا. وَوَقَعُوا فِيهِ)).

[أطرافه في : ٣٩١١، ٣٩٣٨، ٤٤٨٠].

لگے وہ ہم میں سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے صاحب زادے ہیں۔ ہم میں سب سے زیادہ بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے صاحب زادے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا' اگر عبداللہ مسلمان ہو جائیں تو پھر تمہارا کیا خیال ہو گا؟ انہوں نے کہا' اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب وہ سب ان کے متعلق کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بدترین اور سب سے بدترین کا بیٹا ہے' وہیں وہ ان کی برائی کرنے لگے

تشریح حضرت عبداللہ بن سلام یہود کے بڑے عالم تھے جو آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر فوراً ہی صداقت محمدی کے قائل ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یہ جو بعض لوگ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام نے آنحضرت ﷺ سے ہزار سوال کیے تھے' یہ غلط ہے اسی طرح ہزار مسئلہ کا رسالہ بھی مصنوعی ہے۔ تعجب ہے کہ مسلمان ایسے جھوٹے رسالوں کو پڑھیں اور حدیث کی صحیح کتابیں نہ دیکھیں۔ اسی طرح صبح کا ستارہ' دقائق الاخبار اور منبہات اور دلائل الخیرات کی اکثر روایتیں موضوع ہیں۔

آگ سے متعلق ایک روایت یوں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک حجاز میں ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کی روشنی بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن نہ کرے۔ یہ روایت صحیح مسلم اور حاکم میں ہے۔ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ آگ ہمارے زمانے ۶۵۴ھ میں مدینہ میں ظاہر ہوئی اور آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرقی پہلو سے لے کر پہاڑی تک پھیلی ہوئی تھی' اس کا حال شام اور تمام شہروں میں بتواتر معلوم ہوا اور ہم سے اس شخص نے بیان کیا جو اس وقت مدینہ میں موجود تھا۔ ابو شامہ ایک معاصر مصنف کا بیان ہے کہ ہمارے پاس مدینہ سے خطوط آئے جن میں لکھا تھا کہ چہار شنبہ کی رات کو ۳ جمادی الثانی میں مدینہ میں ایک سخت دھماکہ ہوا' پھر بڑا زلزلہ آیا جو ساعت بہ ساعت بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچویں تاریخ کو بہت بڑی آگ پہاڑی میں قریظہ کے محلّہ کے قریب نمودار ہوئی' جس کو ہم مدینہ کے اندر اپنے گھروں سے اس طرح دیکھتے تھے کہ گویا وہ ہمارے قریب ہی ہے۔ ہم اسے دیکھنے کو چڑھے تو دیکھا کہ پہاڑ آگ بن کر بہہ رہے ہیں اور ادھر ادھر شعلے بن کر جا رہے ہیں۔ آگ کے شعلے پہاڑ معلوم ہو رہے تھے۔ محلوں کے برابر چنگاریاں اڑ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ یہ آگ مکہ مکرمہ اور صحرا سے بھی نظر آتی تھی' یہ حالت ایک ماہ سے زیادہ رہی (تاریخ الخلفاء بحوالہ ابو شامہ واقعات ۶۵۴ھ)

علامہ ذہبی نے بھی اس آگ کا ذکر کیا ہے (مختصر تاریخ الاسلام ذہبی' جلد: ۲/ ص: ۱۲۱ حیدر آباد) حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں سے جو بصریٰ میں اس وقت موجود تھے یہ شہادت منقول ہے کہ انہوں نے رات کو اس کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ۶۵۴ھ) خلاصہ از سیرۃ النبی' جلد: ۳/ ص: ۱۲/۷)

٣٣٣٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ

(۳۳۳۰) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا

النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَهُ يَعْنِي ((لَوْ لاَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمَ، وَلَوْلاَ حَوَّاءَ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا)).

(عبدالرزاق کی) روایت کی طرح کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔

تشریح: بنی اسرائیل کو من و سلویٰ بطور انعام الٰہی ملا کرتا تھا اور انہیں اس کے جمع کرنے کی ممانعت کر دی گئی تھی' مگر انہوں نے جمع کرنا شروع کر دیا' سزا کے طور پر سلویٰ کا گوشت سڑا دیا گیا' اسی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔ اسی طرح سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام نے شیطان کی سازش سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کے درخت کے کھانے کی ترغیب دلائی تھی۔ یہی عادت ان کی اولاد میں بھی پیدا ہو گئی۔ خیانت سے یہی مراد ہے۔ اب عورتوں میں عام بے وفائی اسی فطرت کا نتیجہ ہے۔ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے' جیسا کہ درج ذیل حدیث میں مذکور ہے۔

٣٣٣١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُوسَى بْنُ حِزَامٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ الأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ)).

[طرفاه في : ٥١٨٤، ٥١٨٦].

(٣٣٣١) ہم سے ابو کریب اور موسیٰ بن حزام نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے حسین بن علی نے بیان کیا' ان سے زائدہ نے' ان سے میسرہ اشجعی نے' ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا' کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو' عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

٣٣٣٢- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ، وَأَجَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ. ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ

(٣٣٣٢) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا اور آپ سچوں کے سچے تھے کہ انسان کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے۔ پھر وہ اتنے ہی دنوں تک علقہ یعنی غلیظ اور جامد خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے لئے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر (چوتھے چلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے۔ پس وہ فرشتہ اس کے عمل' اس کی مدت

الرُّوحُ. فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ)).

[راجع: ۳۲۰۸]

زندگی' روزی اور یہ کہ وہ نیک ہے یا بد' کو لکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔

۳۳۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ: يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ : يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ؟ فَمَا الأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)).

[راجع: ۳۱۸]

(۳۳۳۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے' اے رب! یہ نطفہ ہے' اے رب! یہ مضغہ ہے۔ اے رب! یہ علقہ ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے' اے رب! یہ مرد ہے یا اے رب! یہ عورت ہے' اے رب! یہ بد ہے یا نیک؟ اس کی روزی کیا ہے؟ اور مدت زندگی کتنی ہے؟ چنانچہ اسی کے مطابق ماں کے پیٹ ہی میں سب کچھ فرشتہ لکھ لیتا ہے۔

بچہ اپنی اسی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آتا رہتا ہے۔

۳۳۳٤- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَرْفَعُهُ: ((إِنَّ اللهَ يَقُولُ لأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لاَ تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلاَّ الشِّرْكَ)).

(۳۳۳۴) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو عمران جونی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب کیا گیا ہو گا۔ اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لئے اسے بدلے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ (روز

[طرفاه في : ٦٥٣٨، ٦٥٥٧].

ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا' لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔

تشریح جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کا اولین پیغام یہی رہا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے' تمام آسمانی کتابیں اس مسئلہ پر اتفاق کامل رکھتی ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں شرک کی تردید بڑے واضح اور مدلل الفاظ میں موجود ہے جن کو نقل کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔ مگر صد افسوس کہ دوسری امتوں کی طرح بہت سے نادان مسلمانوں کو بھی شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں گرفتار کر دیا۔ عقیدت و محبت بزرگان کے نام سے ان کو دھوکا دیا اور وہ بھی مشرکین مکہ کی طرح یہی کہنے لگے۔ ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلاَّ لِیُقَرِّ بُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾ (الزمر: ٣) ہم ان بزرگوں کو صرف اسی لئے مانتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک پہنچا دیں' یہ ہمارے وسیلے ہیں جن کے پوجنے سے خدا ملتا ہے۔ یہ شیطان کا وہ فریب ہے جو ہمیشہ مشرک قوموں کے لیے ضلالت و گمراہی کا سبب بنا ہے۔ آج بہت سے بزرگوں کے مزاروں پر نادان مسلمان وہ سب حرکتیں کرتے ہیں جو ایک بت پرست بت کے سامنے کرتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں' امداد کے لئے ان کی دہائی دیتے ہیں۔ یا غوث یا علی وغیرہ ان کے وظائف بنے ہوئے ہیں۔ جہاں تک قرآن اور سنت کی تشریحات ہیں ایسے لوگ کھلے شرک کے مرتکب ہیں اور مشرکین کے لیے اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ عقیدۂ توحید جو اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہرگز ان خرافات کے لیے درجہ جواز نہیں دیتا۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

٣٣٣٥- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلاَّ كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)).

[طرفاه في : ٦٨٦٧، ٧٣٢١].

(٣٣٣٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن مرہ نے بیان کیا' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ قتل ناحق کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

تشریح انسان کا خون ناحق تمام انبیاء کی شریعتوں میں سنگین جرم قرار دیا گیا ہے' انسان کسی بھی قوم' مذہب' نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کا ناحق قتل ہر شریعت میں خاص طور پر شریعت اسلامی میں گناہ کبیرہ بتلایا گیا ہے۔ تعجب ہے ان معاندین اسلام پر جو واضح تشریحات کے ہوتے ہوئے اسلام پر ناحق خون ریزی کا الزام لگاتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان انفرادی یا اجتماعی طور پر یہ جرم کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔ اسلام کی نگاہ میں وہ سخت مجرم ہے۔ چونکہ قابیل نے اس جرم کا راستہ اولین طور پر اختیار کیا' اب جو بھی یہ راستہ اختیار کرے گا اس کا گناہ قابیل پر بھی برابر ڈالا جائے گا ہر نیکی اور بدی کے لیے یہی اصول ہے۔

٢- بَابُ الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

باب روحوں کے جتھے ہیں جھنڈ کے جھنڈ

٣٣٣٦- قَالَ: وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

(٣٣٣٦) امام بخاری نے کہا کہ لیث بن سعد نے روایت کیا یحییٰ بن سعید انصاری سے' ان سے عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)). وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهٰذَا.

نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ خلاف رہتی ہیں اور یحییٰ بن ایوب نے بھی اس حدیث کو روایت کیا' کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' آخر تک۔

تشریح کتاب الانبیاء کے شروع میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہوا۔ اس سلسلے میں مناسب تھا کہ آدمیت کے کچھ نیک و بد خصائل' اس کی فطرت پر روشنی ڈالی جائے' تاکہ آدمی کی فطرت پڑھنے والوں کے سامنے آسکے۔ اس لیے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث مذکورہ کو یہاں لائے۔

اب حدیث آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر خیر شروع ہوتا ہے جن کو قرآن میں عبد شکور کے نام سے پکارا گیا ہے' آپ رقت قلب سے بکثرت رویا کرتے تھے' اسی لیے لفظ نوح سے مشہور ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

روحیں عالم ازل میں لشکروں کی طرح یکجا تھیں جن روحوں میں وہاں باہمی تعارف ہو گیا ان سے دنیا میں بھی کسی نہ کسی دن ملاپ ہو ہی جاتا ہے اور جن میں باہمی تعارف نہ ہو سکا وہ دنیا میں بھی باہمی طور پر میل نہیں کھاتی ہیں۔ اس کے تحت ہمارے محترم مولانا وحید الزماں صاحب مرحوم نے شرح وحیدی میں ایک مفصل نوٹ تحریر فرمایا ہے جو قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا موجب ہو گا۔ مولانا فرماتے ہیں:

"بغیر مناسبت روحانی کے محبت ہو ہی نہیں سکتی' ایک بزرگ کا قول ہے اگر مومن ایسی مجلس میں جائے جہاں سو منافق بیٹھے ہوں اور ایک مومن ہو تو وہ مومن ہی کے پاس بیٹھے گا اور اگر منافق اسی مجلس میں جائے جہاں سو مومن ہوں اور ایک منافق ہو تو اس کی تسلی منافق ہی کے پاس بیٹھنے سے ہو گی۔ اسی مضمون میں ایک شاعر نے کہا کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز' (وحیدی)

دلی دوستی جو خالصاً للہ بلا غرض ہوتی ہے بغیر اتحاد روحانی کے نہیں ہو سکتی۔ ایک بدعتی کبھی کسی موحد متبع سنت کا دوست اور اسی طرح سخت قسم کا مقلد اہل حدیث کا ہوا خواہ نہیں ہو سکتا ایک مجلس میں اتفاق سے ایک مولوی صاحب جو جہمیہ کے ہم مشرب ہیں مجھ سے ملے اور ایک بے عمل جاہل شخص سے کہنے لگے ہم میں اور تم میں الارواح جنود مجندۃ اسی حدیث کی رو سے اتحاد ہے میں نے ان کا دل لینے کو کہا کیا ہم کو آپ کے ساتھ یہ اتحاد نہیں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ مجھ کو ان کی سچائی پر تعجب ہوا۔ واقعی جہمی اور اہل حدیث میں کسی طرح اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جس دن سے یہ صحیح بخاری مترجم چھپنا شروع ہوئی ہے کیا کہوں بعض لوگوں کے دل پر سانپ لوٹتا ہے اور حدیث کی کتاب اس عمدگی کے ساتھ طبع ہونے سے دیکھ کر آپ ہی آپ جلے مرتے ہیں۔ اتحاد اور اختلاف روحانی کا اثر اسی سے معلوم کر لینا چاہیے حالانکہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حدیث شریف کی اشاعت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ناچیز مترجم پر جھوٹے اتہام دھر کر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ ترجمہ ناتمام رہ جائے۔ ﴿ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (الصف: ۸) (وحیدی)

حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے اپنے زمانے کے حاسدوں کا یہ حال لکھا ہے۔ مگر آج کل بھی معاملہ تقریباً ایسا ہی ہے۔ جو ناچیز (محمد داؤد راز) کے سامنے آ رہا ہے۔ کتنے حاسدین اشاعت بخاری شریف مترجم اردو کا عظیم کام دیکھ کر حسد کی آگ میں جلے جا رہے ہیں۔ اللہ پاک ان کے حسد سے محفوظ رکھے اور اس خدمت کو پورا کرائے۔ آمین۔

۳- بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : باب حضرت نوح علیہ السلام کے بیان میں۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ﴾ [هود ۲۵] سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم

﴿قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَادِيَ الرَّأْيِ﴾: مَا ظَهَرَ لَنَا. ﴿أَقْلِعِي﴾: أَمْسِكِي. ﴿وَفَارَ التَّنُّورُ﴾: نَبَعَ الْمَاءُ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَجْهُ الْأَرْضِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْجُودِيِّ﴾: جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ. ﴿دَأْب﴾ : مِثْلُ حَالٍ.

کے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (قرآن مجید کی اسی سورۂ ہود میں) بادی الرای کے متعلق کہا کہ وہ چیز ہمارے سامنے ظاہر ہو۔ اقلعی یعنی روک لے ٹھہر جا فار التنور یعنی پانی اس تنور میں سے ابل پڑا اور عکرمہ نے کہا کہ (تنور بمعنی) سطح زمین کے ہے اور مجاہد نے کہا کہ الجودی جزیرہ کا ایک پہاڑ ہے۔ دجلہ و فرات کے بیچ میں اور سورۂ مومن میں لفظ داب بمعنی حال ہے۔

٤- بَاب قَوْلُ اللهِ تَعَالَى ﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ [نوح: ١-٢٨].

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَومِهِ يَا قَومِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيْرِي بِآيَاتِ اللهِ -إِلَى قَولِهِ- مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

باب سورۂ نوح میں اللہ کا یہ فرمانا۔ "ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس سے کہا کہ اپنی قوم کو تکلیف کا عذاب آنے سے پہلے ڈرا۔ آخر سورۃ تک اور سورۂ یونس میں فرمانا' اے رسول! نوح کی خبر ان پر تلاوت کر' جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے قوم! اگر میرا یہاں ٹھہرنا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو تمہارے سامنے بیان کرنا تمہیں زیادہ ناگوار گذرتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کے ارشاد من المسلمین تک۔

٣٣٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ : وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي لأُنذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ أَنْذَرَهُ قَومَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَومَهُ، وَلَكِنِّي أَقُولُ لَكُمْ فِيْهِ قَولاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَومِهِ : تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)).

[راجع: ٣٠٥٧]

(٣٣٣٧) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں یونس نے' انہیں زہری نے کہ سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی' اس کی شان کے مطابق ثنا بیان کی' پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہیں دجال کے فتنے سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے بھی اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی' تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔

٣٣٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ

(٣٣٣٨) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' ہم سے شیبان نے بیان کیا'

يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ)).[راجع: ۳۰۵۷]

ان سے یحییٰ نے' ان سے ابو سلمہ نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتادوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی۔ وہ کانا ہو گا اور جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا در حقیقت وہی دوزخ ہو گی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں' جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

تشریح: اللہ پاک اپنے بندوں کو آزمانے کے لیے دجال کو پہلے کچھ کاموں کی طاقت دے دے گا پھر بعد میں اس کی عاجزی ظاہر کر دے گا' ایسی صورت خود بتا دے گی کہ وہ خدا نہیں ہے۔ احادیث میں نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے باب سے یہی مناسبت ہے۔

۳۳۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَجِيْءُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ. فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى : هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ. فَيَقُولُ لأُمَّتِهِ : هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ : لاَ، مَا جَاءَنَا مِنْ نَبِيٍّ. فَيَقُولُ لِنُوحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ ﷺ وَأُمَّتُهُ، فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ، وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ [البقرة: ۱۴۳] وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

[طرفاه في : ۴۴۸۷، ۷۳۴۹].

(۳۳۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' ہم سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا' کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا' اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا' کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں' ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا' اس کے لیے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کا ہے کہ "اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا' تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو۔" اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔

۳۳۴۰- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

(۳۳۴۰) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا' ہم سے ابو حیان یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَتْ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ - وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ. فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. هَلْ تَدْرُونَ بِمَنْ يَجْمَعُ اللهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ. فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيُ، وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: أَلاَ تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيْهِ، إِلَى مَا بَلَغَكُمْ؟ أَلاَ تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: أَبُوكُمْ آدَمُ: فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ. أَلاَ تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلاَ تَرَى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ: رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلاَ يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ. نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِهِ، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ : يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا. أَمَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ أَلاَ تَرَى إِلَى مَا بَلَغَنَا؟ أَلاَ تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ : رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلاَ يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. نَفْسِي نَفْسِي، ائْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيَأْتُونِي، فَأَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ: يَا

ساتھ ایک دعوت میں شریک تھے۔ آپؐ کی خدمت میں دست کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ نے اس دست کی ہڈی کا گوشت دانتوں سے نکال کر کھایا۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام مخلوق کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا؟ اس طرح کہ دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا۔ آواز دینے والے کی آواز ہر جگہ سنی جا سکے گی اور سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ ایک شخص اپنے قریب کے دوسرے شخص سے کہے گا' دیکھتے نہیں کہ سب لوگ کیسی پریشانی میں مبتلا ہیں؟ اور مصیبت کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ کیوں نہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں ہم سب کی شفاعت کے لئے جائے۔ کچھ لوگوں کا مشورہ ہو گا کہ دادا آدم علیہ السلام اس کے لئے مناسب ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے' اے باوا آدم! آپ انسانوں کے دادا ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا' اپنی روح آپ کے اندر پھونکی تھی' ملائکہ کو حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا اور جنت میں آپ کو (پیدا کرنے کے بعد) ٹھہرایا تھا۔ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس درجہ الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ (گناہ گاروں پر) اللہ تعالیٰ آج اس درجہ غضبناک ہے کہ کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور مجھے پہلے ہی درخت (جنت) کے کھانے سے منع کر چکا تھا لیکن میں اس فرمان کو بجا لانے میں کوتاہی کر گیا۔ آج تو مجھے اپنی ہی پڑی ہے۔ (نفسی نفسی) تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں' نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے' اے نوح علیہ السلام! آپ (آدم علیہ السلام کے بعد) روئے زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو "عبد شکور" کہہ کر پکارا ہے۔ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ آج ہم کیسی مصیبت و پریشانی میں

مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : لاَ أَحْفَظُ سَائِرَهُ.

[طرفاه في: ٣٣٦١، ٤٧١٢].

مبتلا ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیجئے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی اس کے بعد اتنا غضبناک ہو گا۔ آج تو مجھے خود اپنی ہی فکر ہے۔ (نفسی نفسی) تم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں (ان کی شفاعت کے لئے) عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر آواز آئے گی' اے محمد! سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہ ساری حدیث میں یاد نہ رکھ سکا۔

٣٣٤١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ : ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ)).

[أطرافه في: ٣٣٤٥، ٣٣٧٦، ٤٨٦٩، ٤٨٧٠، ٤٨٧١، ٤٨٧٢، ٤٨٧٣، ٤٨٧٤].

(۳۳۴۱) ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابو احمد نے خبر دی' انہیں سفیان نے' انہیں ابو اسحاق نے' انہیں اسود بن یزید نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (آیت) ﴿فهل من مدكر﴾ مشہور قرأت کے مطابق (ادغام کے ساتھ) تلاوت فرمائی تھی۔

تشریح بعض نے مذکر ذال کے ساتھ پڑھا ہے۔ چونکہ اس روایت میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح بہت عظیم رسول گزرے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا بیان کئی جگہ آیا ہے۔ (صلی اللہ علیہم اجمعین)

٤- بَابٌ

باب الیاس علیہ السلام پیغمبر کا بیان

﴿ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلاَ تَتَّقُونَ أَتَدْعُونَ بَعْلاً وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اللهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الأَوَّلِيْنَ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ إِلاَّ عِبَادَ اللهِ الْمُخْلَصِيْنَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الآخِرِيْنَ﴾ [الصافات : ٢٣] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يُذْكَرُ بِخَيْرٍ. ﴿سَلاَمٌ عَلَى آلِ

سورۂ صافات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (خدا کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے سے) ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ تم بعل (بت) کی تو عبادت کرتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کی عبادت کو چھوڑتے ہو۔ اللہ ہی تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادوں کا بھی۔ لیکن ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا۔ پس بے شک وہ سب لوگ (عذاب کے لیے) حاضر کئے جائیں گے۔ سوائے اللہ کے ان بندوں کے جو

يَاسِيْنَ، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الصافات: ١٣٠]. يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِدْرِيْسُ.

مخلص تھے اور ہم نے بعد میں آنے والی امتوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑا ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ترکنا علیه فی الاخرین کے متعلق کہا کہ بھلائی کے ساتھ انہیں یاد کیا جاتا رہے گا۔ سلامتی ہو الیاسین پر' بے شک ہم اسی طرح مخلصین کو بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔ ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ الیاس' ادریس علیہ السلام کا نام تھا۔

تشریح: یہ الیاس بن یاسین بن ہارون تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے تھے۔ بعض کے نزدیک الیاس سے حضرت ادریس ہی مراد ہیں۔ مگر امام بخاری نے اس کو صحیح نہیں سمجھا' اس لیے حضرت ادریس کے لیے ذیل کا باب الگ باندھا ہے۔

٥- بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ جَدُّ أَبِي نُوحٍ، وَيُقَالُ جَدُّ نُوحٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

باب حضرت ادریس علیہ السلام کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خود نوح علیہ السلام کے دادا تھے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ "اور ہم نے ان کو بلند مکان (آسمان) پر اٹھالیا تھا۔

٣٣٤٢- قَالَ عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ. قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا جِبْرِيْلُ، قَالَ: مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: مَعِيَ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَافْتَحْ. فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ

(٣٣٤٢) عبدان نے کہا کہ ہمیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی اور انہیں زہری نے' (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عنبسہ نے' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ میرا قیام ان دنوں مکہ میں تھا۔ پھر جبریل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا' اسے میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے کر چلے' جب آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو' پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں جبریل' پھر پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' پوچھا کہ انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں' اب دروازہ کھلا' جب ہم آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی' کچھ انسانی روحیں ان کے دائیں

يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالابْنِ الصَّالِحِ. قُلْتُ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ. فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى. ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ، فَفَتَحَ. قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ إِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ، وَلَمْ يُثْبِتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ. وَقَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ. فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ. ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى. ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: عِيسَى. ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ- قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ

طرف تھیں اور کچھ بائیں طرف' جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو پڑتے۔ انہوں نے کہا خوش آمدید' نیک نبی نیک بیٹے! میں نے پوچھا' جبریل! یہ صاحب کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ انسانی روحیں ان کے دائیں اور بائیں طرف تھیں ان کی اولاد بنی آدم کی روحیں تھیں ان کے جو دائیں طرف تھیں وہ جنتی تھیں اور جو بائیں طرف تھیں وہ دوزخی تھیں' اسی لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے تھے' پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے' اس آسمان کے داروغہ سے بھی انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولو' انہوں نے بھی اسی طرح کے سوالات کیے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے' پھر دروازہ کھولا' انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا' لیکن انہوں نے ان انبیاء کرام کے مقامات کی کوئی تخصیص نہیں کی' صرف اتنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا (پہلے آسمان پر) پایا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے پر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل علیہ السلام ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید' نیک نبی نیک بھائی' میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں' پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا' انہوں نے بھی کہا خوش آمدید نیک نبی نیک بھائی' میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ تو بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا کہ خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے' میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں' ابن شہاب سے زہری نے بیان کیا اور مجھے ایوب بن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحیہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے کر چڑھے اور میں اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا جہاں سے قلم کے لکھنے کی آواز صاف سننے لگی تھی'

وَأَبَا حَيَّةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولاَنِ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ صَرِيْفَ الأَقْلاَمِ. قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرَّ بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى : مَا الَّذِي فُرِضَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلاَةً، قَالَ: فَرَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ، فَرَاجَعْتُ رَبِّي، فَوَضَعَ شَطْرَهَا. فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ : رَاجِعْ رَبَّكَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ : رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ ذَلِكَ، فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ : هِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي. ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى، فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ. ثُمَّ أُدْخِلْتُ فَإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ)).

[راجع: ٣٤٩]

ابوبکر بن حزم نے بیان کیا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں مجھ پر فرض کیں۔ میں اس فریضہ کے ساتھ واپس ہوا اور جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ان پر فرض ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں' کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت نہیں ہے' چنانچہ میں واپس ہوا اور رب العالمین کے دربار میں مراجعت کی' اس کے نتیجے میں اس کا ایک حصہ کم کر دیا گیا' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے پھر مراجعت کریں پھر انہوں نے اپنی تفصیلات کا ذکر کیا کہ رب العالمین نے ایک حصہ کی پھر کمی کر دی' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خبر کی' انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے مراجعت کریں' کیونکہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے' پھر میں واپس ہوا اور اپنے رب سے پھر مراجعت کی' اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ فرمادیا کہ نمازیں پانچ وقت کی کر دی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں ہی کا باقی رکھا گیا' ہمارا قول بدلا نہیں کرتا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اب بھی اسی پر زور دیا کہ اپنے رب سے آپ کو پھر مراجعت کرنی چاہیے۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے اللہ پاک سے بار بار درخواست کرتے ہوئے اب شرم آتی ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لائے جہاں مختلف قسم کے رنگ نظر آئے' جنہوں نے اس درخت کو چھپا رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ موتی کے گنبد بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔

تشریح: اس حدیث شریف میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر خیر آیا۔ اسی مناسبت سے اسے یہاں درج کیا گیا۔ معراج کا واقعہ اپنی جگہ پر بیان کیا جائے گا' ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نوٹ: حدیث معراج میں یہ عقیدہ لازماً رکھنا چاہیے کہ معراج جسمانی برحق ہے اور اس میں سینہ چاک ہونے وغیرہ وغیرہ جتنے بھی

کوائف مذکور ہوئے ہیں اپنے ظاہری معانی کے لحاظ سے سب برحق ہیں۔ ظاہر پر ایمان لانا اور دیگر کوائف اللہ کے حوالہ کرنا ایمان والوں کا شیوہ ہے۔ اس میں مزید کرید کرنا جائز نہیں۔

٦- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ﴾ [هود : ٥٠]

وَقَوْلِهِ : ﴿إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالأَحْقَافِ - إِلَى قَوْلِهِ - كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾ [الأحقاف : ٢١]

فِيهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"اور قوم عاد کی طرف ہم ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر) بھیجا انہوں نے کہا' اے قوم! اللہ کی عبادت کرو"

اور سورۂ احقاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کہ جب ہود نے اپنی قوم کو احقاف یعنی ریت کے میدانوں میں ڈرایا" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوموں کو" تک'

اس باب میں عطاء ابن ابی رباح اور سلیمان بن یسار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

عطاء کی روایت کو مؤلف نے سورۂ احقاف کی تفسیر میں اور سلیمان کی روایت کو مؤلف نے ہی کوصل کیا ہے' احقاف حقف کی جمع ہے' قوم عاد ریت کے اونچے ٹیلوں پر آباد تھی۔ اس لئے ان کی بستیوں کو لفظ احقاف سے موسوم کیا گیا ہے' یمن میں ایک وادی کا نام احقاف تھا جہاں عاد کی قوم رہتی تھی' قتادہ کا قول ہے کہ یمن میں سمندر کے کنارے ریت کے ٹیلوں میں قوم عاد کے لوگ آباد تھے۔ قرآن مجید میں ایک سورۃ احقاف کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں قوم عاد پر جو عذاب آیا اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

باب

قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ﴾ [الحاقة: ٨] شديدةٍ ﴿عَاتِيَةٍ﴾. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا﴾ مُتَتَابِعَةً ﴿فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ أُصُولُهَا، ﴿فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ﴾ بَقِيَّةٍ.

باب :- (اور سورۂ حاقہ میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لیکن قوم عاد' تو انہیں ایک نہایت تیز تند آندھی سے ہلاک کیا گیا' جو بڑی غضبناک تھی۔" ابن عیینہ نے (آیت کے لفظ) عاتیہ کی تشریح میں کہا کہ (ای عتت علی الحزان) یعنی وہ اپنے داروغہ فرشتوں کے قابو سے باہر ہو گئی جسے اللہ نے ان پر متواتر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط کیا (آیت میں) لفظ حسوما بمعنی متتابعۃ ہے۔ یعنی وہ پے در پے چلتی رہی (ایک منٹ بھی نہیں رکی) پس اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو اس قوم کو وہاں یوں گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ کھوکھلی کھجوروں کے تنے پڑے ہیں' سو کیا تجھ کو ان میں سے کوئی بھی بچا ہوا نظر آتا ہے۔"

(عاتیۃ) کا مطلب یہ ہے کہ اس ہوا نے حکم الٰہی سے اپنے داروغہ فرشتے کی بھی ایک نہ سنی اور ایک دم نکل بھاگی۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا' بعض نے کہا ترجمہ یوں ہے کہ وہ قوم عاد پر غالب آ گئی یعنی ان کے روکے سے نہ رک سکی' ہوا کے عذاب اب بھی آتے رہتے ہیں۔

٣٣٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ

(٣٣٤٣) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' ان سے مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)). [راجع: ١٠٣٥]

رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (غزوۂ خندق کے موقع پر) پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کردی گئی تھی۔

٣٣٤٤- قَالَ: قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَرْسَلَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ: الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ. فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ قَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا. قَالَ: ((إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ)). فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ((مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُ؟ أَيَأْمَنِينِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِي؟)) فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ - أَحْسِبُهُ خَالِدُ بْنَ الْوَلِيْدِ - فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا - أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا - قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)).

[أطرافه في: ٣٦١٠، ٤٣٠١، ٤٦٦٧،

(٣٣٤٤) (حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) کہ ابن کثیر نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابن ابی نعیم نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا' اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' زید طائی بنو نبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنو کلاب والے' اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظرانداز کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انہیں دیتا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا' اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں' کلے پھولے ہوئے تھے' پیشانی بھی اٹھی ہوئی' ڈاڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو (ﷺ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی' میرا خیال ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے' لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا' پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپؐ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے' جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے' لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' یہ مسلمانوں کو قتل کریں

٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣١، ٦٩٣٣، ٧٤٣٢، ٥٧٦٢].

گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

تشریح اس حدیث کے آخر میں قوم عاد کے عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے کا ذکر ہے اس مناسبت سے یہ حدیث یہاں درج کی گئی۔ جس بدبخت گروہ کا یہاں ذکر ہوا ہے یہ خارجی تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا ان پر کفر کا فتویٰ لگایا' خود اتباع قرآن کا دعویٰ کیا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ میں یہ لوگ مارے گئے' دینداری کا دعویٰ کرنے اور دوسرے مسلمانوں کو بنظر حقارت دیکھنے والے آج بھی بہت سے لوگ موجود ہیں' لمبے لمبے کرتے پہنے ہوئے ہاتھوں میں تسبیح لٹکائے ہوئے' بغلوں میں قرآن دبائے ہوئے مگر ان کے دلوں کو دیکھو تو بھیڑیے معلوم ہوتے ہیں۔

٣٣٤٥- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾. [راجع: ٣٣٤١]

(۳۳۴۵) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' ان سے اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ آیت فھل من مدکر کی تلاوت فرما رہے تھے

یہ آیت سورۂ قمر میں قوم عاد کے قصہ میں بھی آئی ہے۔ اس مناسبت سے یہ حدیث بیان کی۔

٧- بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

باب یاجوج وماجوج کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ﴾ الكهف: ٩٤

اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں فرمایا وہ لوگ کہنے لگے یاجوج اور ماجوج لوگ ملک میں بہت فساد مچا رہے ہیں۔

تشریح یہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہیں' بعض نے کہا یاجوج ترک لوگ ہیں اور ماجوج ایک دوسرا گروہ ہے۔ قیامت کے قریب یہ لوگ بہت غالب ہوں گے اور ہر طرف سے نکل پڑیں گے' ان کا نکلنا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ جو لوگ یاجوج ماجوج کے وجود میں شبہ کرتے ہیں وہ احمق ہیں' یاجوج ماجوج آدمی ہیں' کوئی عجوبہ نہیں ہیں اور جو روایتیں ان کے قد و قامت کے متعلق منقول ہیں ان کی سندیں صحیح نہیں۔ توراۃ شریف میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے' بعض نے کہا یاجوج روسی لوگ ہیں اور ماجوج تاتاری بعض نے کہا ماجوج انگریز ہیں (وحیدی) صحیح بات یہی ہے کہ حقیقت حال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اہل ایمان کا کام ارشاد الٰہی امنا صدقنا کہنا ہے۔

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ﴾ [الكهف: ٨٣] ﴿قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾: فَأَتْبَعَ سَبَبًا: طَرِيْقًا. إِلَى قَوْلِهِ:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "اور آپ سے (اے رسول) ذوالقرنین (بادشاہ) کے متعلق یہ لوگ پوچھتے ہیں۔ (آپ فرما دیں کہ ان کا قصہ میں ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے اسے زمین کی حکومت دی تھی اور ہم نے اسکو ہر طرح کا سامان عطا فرمایا تھا پھر وہ ایک سمت چل نکلا' اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ" تک۔

﴿آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ﴾ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ الْقِطَعُ ﴿حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ. وَالسُّدَّيْنِ : الْجَبَلَيْنِ. خَرْجًا أَجْرًا. ﴿قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا﴾ أَصْبُبْ عَلَيْهِ رَصَاصًا، وَيُقَالُ الْحَدِيدُ، وَيُقَالُ الصُّفْرُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: النُّحَاسُ، ﴿فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ﴾ يَعْلُوهُ، اِسْتَطَاعَ : اسْتَفْعَلَ مِنْ طَعْتُ لَهُ، فَلِذَلِكَ فُتِحَ اسْطَاعَ يَسْطِيعُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ. ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا. قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي، فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ﴾ أَلْزَقَهُ بِالأَرْضِ. وَنَاقَةٌ دَكَّاءُ : لاَ سَنَامَ لَهَا. وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الأَرْضِ مِثْلُهُ حَتَّى صَلُبَ مِنَ الأَرْضِ وَتَلَبَّدَ. ﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا. وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ، حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: حَدَبٌ أَكَمَةٌ. قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ. قَالَ: ((قَدْ رَأَيْتَهُ)).

زبر کا واحد زبرۃ ہے اور زبرۃ ٹکڑے کو کہتے ہیں "یہاں تک کہ جب اس نے ان دونوں پہاڑوں کے برابر دیوار اٹھادی۔ صدفین سے پہاڑ مراد ہیں۔ ابن عباس ؓ سے (بین الصدفین کی تفسیر میں منقول ہے) اور السدین الصدفین کی دوسری قرأت بھی الجبلین (دو پہاڑ) کے معنی میں ہے' خرجا بمعنی محصول اجرت' ذوالقرنین نے (عملہ سے) کہا کہ اب اس دیوار کو آگ سے دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ بنادیا تو کہا اب میرے پاس پگھلا ہوا سیسہ تانبا لاؤ تو میں اس پر ڈال دوں افرغ علیه قطرا کے معنی ہیں کہ میں اس پر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دوں (قطر کے معنی) بعض نے لوہے (پگھلے ہوئے سے) کئے ہیں اور بعض نے پیتل سے' ابن عباس ؓ نے اس کا معنی تانبا بتایا ہے۔ پھر قوم یاجوج وماجوج کے لوگ (اس سد کے بعد) اس پر چڑھ نہ سکے یظھروہ بمعنی یعلوہ' اطعت له سے استفعال کا صیغہ ہے۔ اسی لیے اسطاع یسطیع' یستطیع بھی پڑھتے ہیں اور یاجوج ماجوج اس میں سوراخ بھی نہ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے پھر جب میرے پروردگار کا مقررہ وعدہ آپہنچے گا تو وہ اس دیوار کو دکا یعنی زمین دوز کر دے گا' عرب کے لوگ اسی سے بولتے ہیں ناقة دکاء جس سے مراد وہ اونٹ ہے جس کی کوہان نہ ہو۔ اور الدکداک من الارض کی مثال وہ زمین جو ہموار ہو کر سخت ہو گئی ہو' اونچی نہ ہو اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے اور اس روز ہم ان کو اس طرح چھوڑ دیں گے کہ بعض ان کا بعض سے گڈمڈ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے دوڑ پڑیں گے۔ قتادہ نے کہا کہ حدب کے معنی ٹیلہ کے ہیں۔ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اس دیوار کو دھاری دار چادر کی طرح دیکھا ہے جس کی ایک دھاری سرخ ہے اور ایک کالی ہے' اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا واقعی تم نے اسکو دیکھا ہے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ دونوں طرف دو اونچے پہاڑ تھے بیچ میں راستہ کھلا ہوا تھا' اس میں سے یاجوج ماجوج کے لوگ گھس آتے اور غریب رعایا کو ستاتے۔ ذوالقرنین نے یہ دیوار لوہے کی بنا کر انکا راستہ ہی بند کر دیا۔ بعض کم عقل لوگ اس قصہ پر اعتراض

کرتے ہیں کہ اگر یہ دیوار بنی ہوتی تو آج کل ضرور اس کا پتہ لگ جاتا کیونکہ دنیا کی چھان بین آج کل بہت ہو چکی ہے اور کوئی ملک اور جزیرہ ایسا باقی نہیں رہا جہاں سیاح نہ پہنچے ہوں' ان کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تو یہ دیوار موجود تھی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا آج یاجوج ماجوج کی سد میں اتنا کھل گیا۔ بعد کے لیے بھی ہمارا عقیدہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ سیاحوں نے سارے عالم کا پتہ لگا لیا ہو جن لوگوں نے دیوار چین کو سد سکندری سمجھا ہے انہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ چین کی دیوار بہت لمبی ہے اور وہ لوہے کی بھی نہیں ہے اسے چین کے ایک بادشاہ نے بنوایا تھا۔ مذکورہ ذوالقرنین سے اسکندر اعظم مراد ہیں۔ جنہوں نے دین ابراہیمی قبول کر لیا تھا اسکندر یونانی مراد نہیں ہے یہ بعد کے زمانہ قبل مسیح میں ہوا ہے۔

٣٣٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ مَا قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)) - وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيْهَا - قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتِ جَحْشٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)).

[أطرافه في: ٣٥٩٨، ٧٠٥٩، ٧١٣٥].

(٣٣٤٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے' ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے' ان سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آ جائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں' آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جب فسق و فجور بڑھ جائے گا (تو یقیناً بربادی ہو گی)

٣٣٤٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَتَحَ اللهُ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ، وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِيْنَ)).

[طرفه في: ٧١٣٦].

(٣٣٤٧) ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے' ان سے ابن طاؤس نے' ان سے ان کے والد طاؤس نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے' پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنا کر بتلایا۔

تشریح عقد انامل میں اس کی صورت یوں ہے کہ خنصر اور بنصر کو بند کرے اور کلمے کی انگلی بند کر دے' انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھے۔ قسطلانی نے کہا اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ اتنا ہی سا کھلا ہے' ایک روایت میں یوں ہے کہ یاجوج ماجوج روز اس کو کھودتے ہیں تھوڑی سی رہ جاتی ہے تو کہتے ہیں کل آ کر توڑ لیں گے' اللہ تعالیٰ شب بھر میں پھر اس کو ویسا ہی مضبوط کر دیتا ہے'

جب ٹوٹنے کا وقت آ پہنچے گا اس روز یوں کہیں گے کل ان شاء اللہ آ کر توڑ ڈالیں گے' اس شب میں وہ دیوار ویسی ہی رہے گی صبح کو توڑ کر نکل پڑیں گے (وحیدی)

۳۳٤٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ. فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ. فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ. قَالَ : وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ. فَعِنْدَهُ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيْدٌ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَيُّنَا ذَلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلاً وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفٌ. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَّرْنَا. فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَّرْنَا. فَقَالَ : أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلاَّ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ)).

[أطرافه في : ٤٧٤١، ٦٥٣٠، ٧٤٨٣].

(۳۳۴۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا' اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں' مستعد ہوں' ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جہنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (کی ہولناکی اور وحشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی۔ اس وقت تم (خوف و دہشت سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھو گے' حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو' وہ ایک آدمی تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار دوزخی یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہو گے۔ پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے آدھے ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال' یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے۔

تشریح ترجمہ باب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی کے مقابل یاجوج ماجوج میں سے ہزار آدمی پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس سے یاجوج ماجوج کی ایسی کثرت نسل معلوم ہوتی ہے کہ امت اسلامیہ ان کافروں کا ہزارواں حصہ ہو گی۔ یاجوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ قیامت کے قریب یہ لوگ بہت غالب ہوں گے اور ہر طرف سے نکل

پڑیں گے۔ ان کا نکلنا قیامت کی ایک نشانی ہے جو لوگ یاجوج ماجوج کے وجود میں شبہ کرتے ہیں وہ خود احمق ہیں۔ حدیث سے امت محمدیہ کا بکثرت جنتی ہونا بھی ثابت ہوا مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں' تعزیوں' جھنڈوں کی پوجا پاٹ میں مشغول ہیں وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کو قطعاً حرام کر دیا ہے جیسا کہ آیت شریفہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ (النساء: ۴۸) سے ظاہر ہے۔

٨- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ [النساء ١٦٥] وَقَوْلِهِ : ﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ﴾ [النحل : ١٢٠] وَقَوْلِهِ: ﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ [التوبة: ١١٤]. وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ: الرَّحِيْمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

باب (سورۂ نساء میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

"اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا" اور (سورۂ نحل میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "بے شک ابراہیم (تمام خوبیوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے خود) ایک امت تھے' اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرماں بردار' ایک طرف ہونے والے اور (سورۂ توبہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "بے شک ابراہیم نہایت نرم طبیعت اور بڑے ہی بردبار تھے۔" ابو میسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا کہ (اواہ) حبشی زبان میں رحیم کے معنی میں ہے۔

٣٣٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ، وَعْدًا عَلَيْنَا، إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ. وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُوْلُ: أُصَيْحَابِي، أُصَيْحَابِي. فَيُقَالُ : إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّيْنَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ - إِلَى قَوْلِهِ - الْحَكِيْمُ﴾.

[أطرافه في : ٣٤٤٧، ٤٦٢٥، ٤٦٢٦، ٤٧٤٠، ٥٦٢٤، ٦٥٢٥، ٦٥٢٦].

(۳۳۴۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' ان سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ "جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ' ہم ایسے ہی لوٹائیں گے۔ یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے (سورۂ انبیاء) اور انبیاء میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں' میرے اصحاب! لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے کہ "جب تک میں ان کے ساتھ تھا۔ ان پر نگران تھا' اللہ تعالیٰ کے ارشاد الحکیم تک۔"

مراد وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا۔ یہ دیہات کے وہ بدوی تھے جو برائے نام اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی پھر مرتد ہو کر اسلام کے خلاف مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے تھے جو یا تو منافق تھے یا اسلام کے غلبہ سے خوف زدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام سے کبھی کوئی دلچسپی سرے سے لی ہی نہیں تھی۔ ان مرتدین نے خلافت اسلامیہ کے خلاف جنگ کی اور شکست کھائی یا قتل کیے گئے۔

٣٣٥٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَلْقَى إِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُوْلُ لَهُ إِبْرَاهِيْمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لاَ تَعْصِنِي؟ فَيَقُوْلُ: فَالْيَوْمَ لاَ أَعْصِيْكَ. فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: ((إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ. ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ، فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ)).

[طرفاه في: ٤٧٦٨، ٤٧٦٩].

(٣٣٥٠) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے بھائی عبدالحمید نے خبر دی' انہیں ابن ابی ذئب نے' انہیں سعید مقبری نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہو گی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہو گا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث سے ان نام نہاد مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اولیاء اللہ کے بارے میں جھوٹی حکایات و کرامات گھڑ گھڑ کر ان کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بڑے پیر جیلانی صاحب نے روحوں کی تھیلی حضرت عزرائیل علیہ السلام سے چھین لی جن میں مومن و کافر سب کی روحیں تھیں وہ سب جنت میں داخل ہو گئے۔ ایسے بہت سے قصے بہت سے بزرگوں کے بارے میں مشرکین نے گھڑ رکھے ہیں۔ جب حضرت خلیل اللہ جیسے پیغمبر قیامت کے دن اپنے باپ کے کام نہ آ سکیں گے تو اور دوسرے کسی کی کیا مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کسی مرید یا شاگرد کو بخشوا سکیں۔

٣٣٥١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

(٣٣٥١) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی' ان سے بکیر نے بیان کیا' ان سے ابن عباس کے مولیٰ کریب نے اور ان سے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ:ﷺ: أَمَّا هُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ، فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ)). [راجع: ۳۹۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت مریم علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں' آپ نے فرمایا کہ قریش کو کیا ہو گیا؟ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں رکھی ہوں' یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے اور وہ بھی پانسہ پھینکتے ہوئے۔

تشریح: عرب کے مشرکوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مورتی بنا کر ان کے ہاتھ میں پانسے کا تیر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر کو پانسہ بنانا' اس سے جوا کھیلنا یا فال نکالنا کسی بھی پیغمبر کی شان نہیں ہو سکتی۔ قسطلانی نے کہا کہ مکہ کے کافر جب سفر وغیرہ پر نکلتے تو ان پانسوں سے فال نکالا کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بطور معبود کسی بت کو پوجا جائے یا کسی نبی اور ولی کی قبر یا مورت کو' شرک ہونے میں ہر دو برابر ہیں۔ جو نادان مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جس شرک کی مذمت ہے وہ کافروں کی بت پرستی مراد ہے۔ ہم مسلمان اولیاء اللہ کو محض بطور وسیلہ پوجتے ہیں۔ ان نادانوں کا یہ کہنا سرا سر فریب نفس ہے۔

۳۳۵۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ. وَرَأَى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِأَيْدِيْهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، وَاللّٰهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْأَزْلَامِ قَطُّ))[راجع: ۳۹۸]

(۳۳۵۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ایوب نے' انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اندر اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک وہ مٹا نہ دی گئیں اور آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں دیکھیں کہ ان کے ہاتھوں میں تیر (پانسے کے) تھے تو آپ نے فرمایا' اللہ ان پر بربادی لائے۔ واللہ ان حضرات نے کبھی تیر نہیں پھینکے۔

یعنی ان بزرگوں نے فال نکالنے کے لئے کبھی تیر استعمال نہیں کئے' وہ ایسی بیہودہ حرکات سے خود ہی بیزار تھے۔ ایسے ہی وہ بزرگ بھی ہیں جن کی قبروں پر ڈھول تاشے بجائے جا رہے ہیں۔

۳۳۵۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَتْقَاهُمْ. فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنُ خَلِيْلِ

(۳۳۵۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم حضور ﷺ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی

اللهِ. قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا)). قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ: ((عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)). [أطرافه في : ٣٣٧٤، ٣٣٨٣، ٣٤٩٠، ٤٦٨٩].

اللہ بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو جو جاہلیت میں شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔ ابو اسامہ اور معتمر نے عبیداللہ سے بیان کیا' ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٣٣٥٤- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا عَوفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيْلٍ لاَ أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولاً، وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ ﷺ)). [راجع: ٨٤٥]

(٣٣٥٤) ہم سے مؤمل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عوف نے' کہا ہم سے ابو رجاء نے' کہا ہم سے سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج کی رات میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے (جبریل و میکائیل علیہما السلام) آئے۔ پھر یہ دونوں فرشتے مجھے ساتھ لے کر ایک لمبے قد کے بزرگ کے پاس گئے' وہ اتنے لمبے تھے کہ ان کا سر میں نہیں دیکھ پاتا تھا اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

٣٣٥٥- حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ أَوْ ك ف ر- قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ، وَلَكِنَّهُ قَالَ : أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ ؛ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُكَبِّرُ)). [راجع: ١٥٥٥]

(٣٣٥٥) ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی' انہیں مجاہد نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ کے سامنے لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہو گا "کافر" یا (یوں لکھا ہوا ہو گا) "ک ف ر" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی۔ البتہ آپ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام (کی شکل و وضع معلوم کرنے) کے لیے تم اپنے صاحب کو دیکھ سکتے ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدن گٹھا ہوا' گندم گوں' ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی نکیل کھجور کی چھال کی تھی۔ جیسے میں انہیں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے وادی میں اتر رہے ہیں۔

صاحب کے لفظ سے یہ اشارہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات مبارک کی طرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

٣٣٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُومِ)).[طرفه في: ٦٢٩٨].

(٣٣٥٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن القرشی نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں بسولے سے ختنہ کیا۔

اسی عمر میں ان کو ختنے کا حکم آیا' استرہ پاس نہ تھا اس لیے حکم الٰہی کی تعمیل میں خود ہی بسولے سے ختنہ کر لیا۔ ابو یعلیٰ کی روایت میں اتنی صراحت ہے۔ بعض منکرین حدیث نے اس حدیث پر بھی اعتراض کیا ہے جو ان کی حماقت کی دلیل ہے۔ جب ایک انسان خود کشی کر سکتا ہے۔ خود اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ سکتا ہے تو حضرت ابراہیم کا خود بسولے سے ختنہ کر لینا کون سا موجب تعجب ہے اور اسی سال کی عمر میں ختنے پر اعتراض کرنا بھی حماقت ہے جب حکم الٰہی ہوا' اس کی تعمیل کی گئی۔ منکرین حدیث محض عقل سے کورے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ وَقَالَ: ((بِالْقَدُومِ)) مُخَفَّفَةً.
تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ. وَتَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' پھر یہی حدیث نقل کی لیکن پہلی روایت میں قدوم بہ تشدید دال ہے اور اس میں قدوم بہ تخفیف دال ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بسولہ (جو بڑھیوں کا ایک مشہور ہتھیار ہوتا ہے اسے بسوہ بھی کہتے ہیں)
شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمان بن اسحاق نے بھی ابوالزناد سے روایت کیا ہے اور عجلان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

تشریح: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی عمر میں ختنے کا حکم آیا' اس وقت استرہ ان کے پاس نہ تھا۔ تاخیر مناسب نہیں سمجھی اور اسی صورت سے حکم الٰہی ادا کیا' ابو یعلیٰ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت کو مسدد نے اپنی مسند میں اور عجلان کی روایت کو امام احمد نے اور محمد بن عمرو کی روایت کو ابو یعلیٰ نے وصل کیا ہے۔

٣٣٥٧- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ

(٣٣٥٧) ہم سے سعید بن تلید رعینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی' کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی' انہیں ایوب سختیانی نے' انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' ابراہیم علیہ السلام نے توریہ تین مرتبہ کے سوا اور کبھی

السَّلاَمُ إِلاَّ ثَلاَثَ كَذْبَاتٍ)). نہیں کیا۔

[راجع: ٢٢١٧]

توریہ کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ کچھ اور ہو لیکن کوئی شخص کسی خاص مصلحت کی وجہ سے اسے دو معانی والے الفاظ کے ساتھ اس انداز میں بیان کرے کہ سننے والا اصل واقعہ کو نہ سمجھ سکے بلکہ اس کا ذہن خلاف واقعہ چیز کی طرف منتقل ہو جائے۔ شریعت نے بعض مخصوص حالات میں اس کی اجازت دی ہے۔

٣٣٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلاَّ ثَلاَثَ كَذَبَاتٍ: ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: قَوْلُهُ: ﴿إِنِّي سَقِيْمٌ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هَذَا﴾ وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ هَا هُنَا رَجُلاً مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي. فَأَتَى سَارَةَ قَالَ: يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي، فَلاَ تُكَذِّبِيْنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ. فَقَالَ: ادْعِي اللهَ لِيْ وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللهَ فَأُطْلِقَ. ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ: ادْعِي اللهَ لِيْ وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ. فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِيْ بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ. فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ. فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ

(٣٣٥٨) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا' دو ان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے تھے۔ ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ "میں بیمار ہوں" اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ "بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ علیہما السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوب صورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور حضرت سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لیے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا' بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو' میں

يُصَلِّي، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ : مَهْيَم؟ قَالَتْ: رَدَّ اللهُ كَيْدَ الْكَافِرِ -أَوِ الْفَاجِرِ- فِي نَحْرِهِ، وَأَخْدَمَ هَاجَرَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ)).

[راجع: ٢٢١٧]

اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہؑ نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو' یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہؑ کے لیے اس نے ہاجرہؑ کو خدمت کے لیے دیا۔ جب سارہ آئیں تو ابراہیم علیہما السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد! یعنی اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہؑ) ہیں۔

تشریح: روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تین جھوٹ کا ذکر ہے جو حقیقت میں جھوٹ نہ تھے۔ کیونکہ لفظ جھوٹ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بہت بعید ہے۔ ایسے جھوٹ کو دوسرے لفظوں میں توریہ کہا جاتا ہے۔ ایک توریہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ انی سقیم میں اپنے دکھ کی وجہ سے چلنے سے مجبور ہوں۔ وہ دکھ قوم کے افعال اور حرکات بد دیکھ کر دل کے دکھی ہونے پر اشارہ تھا۔ انبیاء و مصلحین اپنی قوم کی خرابیوں پر دل سے کڑھتے رہتے ہیں۔ آیت کا یہی مطلب ہے۔ اس کو توریہ کر کے لفظ جھوٹ سے تعبیر کیا گیا۔ دوسرا ظاہری جھوٹ جو اس حدیث میں مذکور ہے حضرت سارہ علیہا السلام کو اس ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچانے کے لیے اپنی بہن قرار دینا۔ یہ دینی اعتبار سے تھا۔ دینی اعتبار سے سارے مومن مرد و عورت بھائی بہن ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہی تھی۔ تیسرا جھوٹ بتوں کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے بت خانے کو اجاڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور دریافت کرنے پر فرمایا تھا کہ یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہو گا' بت پرستوں کی حماقت ظاہر کرنے کے لئے یہ طنز کے طور پر فرمایا تھا۔ بطور توریہ اسے بھی جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بہرحال اس حدیث پر بھی منکرین حدیث کا اعتراض محض حماقت ہے۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔ روایت میں عربوں کو آسمان سے پانی پینے والی قوم کہا گیا ہے کیونکہ اہل عرب کا زیادہ تر گزران بارش ہی پر ہے۔ اگرچہ آج کل وہاں کنویں اور نہریں بنائی جا رہی ہیں اور یہ سعودی حکومت کے کارنامے ہیں۔ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آمین۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس بادشاہ کی بیٹی تھیں جسے اس نے برکت حاصل کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا تھا۔

٣٣٥٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى- أَوِ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ- أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ

(٣٣٥٩) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا یا ابن سلام نے (ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ کے واسطہ سے) انہیں ابن جریج نے خبر دی' انہیں عبد الحمید بن جبیر نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام

كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمِ)).

[۲۳۰۷]

کی آگ پر پھونکتا تھا۔

یعنی اس نے پھونکیں مار کر آگ کو اور بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔ یہ گرگٹ ایک مشہور زہریلا جانور ہے جو ہر آن اپنے رنگ بھی بدلتا رہتا ہے۔ جسے مارنے کا حکم خود حدیث شریف میں ہے اور اسے مارنے پر ثواب بھی ہے۔ روایت میں اس کی حرکت بد کا ذکر ہے' یہ بھی واقعہ بالکل برحق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمادیا اس میں شک و شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

۳۳۶۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا أَبِي الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّنَا لاَ يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ، ﴿لَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ : بِشِرْكٍ. أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لاِبْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللهِ، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾)). [راجع: ۳۲]

(۳۳۶۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم کی ملاوٹ نہ کی" تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہوگا جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعہ وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو "جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی" (میں ظلم سے مراد) شرک ہے کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو یہ نصیحت نہیں سنی کہ "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا' بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

کرمانی نے کہا کہ آیت مذکورہ میں بعد ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ یہی باب سے مناسبت ہے۔ بعض نے کہا کہ آیت ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ (الانعام : ۸۲) حضرت ابراہیم ہی کا مقولہ ہے اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں کے حق میں ہے۔

۹- بَابُ يَزِفُّونَ : النَّسَلاَنُ فِي الْمَشْيِ

باب سورۂ صافات میں جو لفظ یزفون وارد ہوا ہے' اس کے معنی ہیں دوڑ کر چلے

۳۳۶۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بِلَحْمٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفِذُهُمُ الْبَصَرَ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ

(۳۳۶۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ابو حیان نے' ان سے ابو زرعہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو ایک ہموار اور وسیع میدان میں جمع کرے گا' اس طرح کہ پکارنے والا سب کو اپنی بات سنا سکے گا اور دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا (کیونکہ یہ میدان ہموار ہو

مِنْهُمْ - فَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ - فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُونَ : أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيْلِهِ مِنَ الأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ - فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ - نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى)). تَابَعَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ٣٣٤٠]

گا' زمین کی طرح گول نہ ہو گا) اور لوگوں سے سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ پھر آپ نے شفاعت کا ذکر کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ روئے زمین پر اللہ کے نبی اور خلیل ہیں۔ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کیجئے' پھر انہیں اپنے جھوٹ (توریہ) یاد آ جائیں گے اور کہیں گے کہ آج تو مجھے اپنی ہی فکر ہے۔ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے ان جاہل نادان مسلمانوں کی مذمت نکلی جو اپنے مصنوعی اماموں اور پیروں پر بھروسا کیے بیٹھے ہیں کہ قیامت کے دن وہ ان کو بخشوا لیں گے۔ مقلدین ائمہ اربعہ میں سے اکثر جہال کا یہی خیال ہے کہ ان کے امام ان کی بخشش کے ذمہ دار ہیں' ایسے ناقص خیالات سے ہر مسلمان کو بچنا بہت ضروری ہے۔

٣٣٦٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا وَهَبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَيُّوب عن عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((يَرْحَمُ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ، لَوْ لاَ أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا)). [راجع: ٢٣٦٨]

(۳۳۶۲) مجھ سے ابو عبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا' ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' ان سے ان کے والد جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے عبداللہ بن سعید بن جبیر نے' ان سے ان کے والد سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت ہاجرہ) پر رحم کرے' اگر انہوں نے جلدی نہ کی ہوتی (اور زمزم کے پانی کے گرد منڈیر نہ بناتیں) تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

٣٣٦٣- قَالَ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَمَّا كَثِيْرُ بْنُ كَثِيْرٍ فَحَدَّثَنِي قَالَ: ((إِنِّي وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ جُلُوسٌ مَعَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ : مَا هَكَذَا حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ : أَقْبَلَ إِبْرَاهِيْمُ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ - وَهِيَ تُرْضِعُهُ - مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلُ)). [راجع: ٢٣٦٨]

(۳۳۶۳) محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ ہم سے اسی طرح یہ حدیث ابن جریج نے بیان کی لیکن کثیر بن کثیر نے مجھ سے یوں بیان کیا کہ میں اور عثمان بن ابو سلیمان دونوں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث اس طرح بیان نہیں کی بلکہ یوں کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل اور انکی والدہ حضرت ہاجرہ کو لے کر مکہ کی سرزمین کی طرف آئے۔ حضرت ہاجرہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ انکے ساتھ ایک پرانی مشک تھی۔ ابن عباس نے اس حدیث کو مرفوع نہیں کیا۔

تشریح حضرت ابراہیم علیہ السلام وہی مشک بھر پانی حضرت ہاجرہ کو دے کر ان کو اور ان کے شیر خوار بچے کو اس اجاڑ بیابان جنگل میں بے

آب و دانہ محض اللہ کے بھروسے پر چھوڑ کر چلے آئے۔ جب وہ پانی ختم ہو گیا اور بچہ پیاس سے بے قرار ہونے لگا تو حضرت ہاجرہ گھبرا کر پانی کی تلاش میں نکلیں' انہوں نے صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے لیکن پانی کا نشان نہ ملا۔ آخر حضرت جبریل علیہ السلام اترے اور انہوں نے زمین پر اپنا ایک پر مارا جس سے زمزم کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس چشمے کا پانی ایک مینڈ بنا کر روک دیا۔ وہ حوض کی شکل میں ہو گیا۔ آج تک یہ چشمہ قائم ہے جس کو زمزم کہتے ہیں اور اس کا پانی برکت والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے' اللہ پاک اسے پورا کر دیتا ہے۔ حدیث ہذا میں زمزم کے بارے میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ "اگر حضرت ہاجرہ اس پر مینڈ نہ لگاتیں تو لکان عینا معینا وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا" بعض ترجمہ کرنے والوں نے یہاں ترجمہ میں یہ اور اضافہ کر دیا ہے کہ (روئے زمین پر) وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔ روئے زمین سے ترکرنے والوں کی اگر ساری زمین یعنی ربع مسکون مراد ہے تو یہ خود ان کا اضافہ ہے۔ حدیث میں صرف یہی ہے کہ وہ ایک بہتا چشمہ ہوتا۔ ترجمہ میں ایسے اضافات ہی سے منکرین حدیث کو موقع ملا ہے کہ وہ حدیث کے خلاف اپنی ہفوات باطلہ سے عوام کو گمراہ کریں۔ اعاذنا اللہ عنہم آمین۔

٣٣٦٤- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ - يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيْلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ. وَهِيَ تُرْضِعُهُ - حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْد دَوْحَةٍ فَوقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ : يَا إِبْرَاهِيْمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِيْ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ لَهُ : آللهُ الَّذِيْ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ :

(٣٣٦٤) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ایوب سختیانی اور کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ نے۔ یہ دونوں کچھ زیادہ اور کمی کے ساتھ بیان کرتے ہیں' وہ دونوں سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' عورتوں میں کمرپٹہ باندھنے کا رواج اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہؑ) سے چلا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے کمرپٹہ اس لئے باندھا تھا تا کہ سارہؑ ان کا سراغ نہ پائیں (وہ جلد بھاگ جائیں) پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم (علیہ السلام) ساتھ لے کر مکہ میں آئے' اس وقت ابھی وہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک بڑے درخت کے پاس بٹھا دیا جو اس جگہ تھا جہاں اب زمزم ہے مسجد کی بلند جانب میں۔ ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ اس لیے وہاں پانی بھی نہیں تھا۔ ابراہیمؑ نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کے لئے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں پانی رکھ دیا۔ پھر ابراہیمؑ (اپنے گھر کے لئے) روانہ ہوئے۔ اس وقت اسماعیلؑ کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس خشک جنگل میں جہاں کوئی بھی آدمی اور کوئی بھی چیز موجود نہیں' آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کئی دفعہ اس بات کو دہرایا لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے۔ آخر ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں' اس پر ہاجرہؑ بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ

نَعَمْ. قَالَتْ : إِذَنْ لاَ يُضَيِّعُنَا. ثُمَّ رَجَعَتْ. فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لاَ يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ - حَتَّى بَلَغَ - يَشْكُرُونَ﴾. وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى - أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ - فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؛ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ .قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا)). فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَهٍ -تُرِيدُ نَفْسَهَا- ثُمَّ تَسَمَّعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ : قَدْ أَسْمَعْتَ إِن كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ

ہماری حفاظت کرے گا' وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آ گئیں اور ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے جب وہ ثنیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے تو ادھر رخ کیا' جہاں اب کعبہ ہے (جہاں پر ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر آئے تھے) پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب و دانہ میدان میں ٹھہرایا ہے (سورۂ ابراہیم) یشکرون تک۔ ادھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب مشک کا سارا پانی ختم ہو گیا تو وہ پیاسی رہنے لگیں اور ان کے لخت جگر بھی پیاسے رہنے لگے۔ وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا بیٹا (پیاس کی شدت سے) پیچ و تاب کھا رہا ہے یا (کہا کہ) زمین پر لوٹ رہا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئیں کیونکہ اس حالت میں بچے کو دیکھنے سے ان کا دل بے چین ہوتا تھا۔ صفا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔ وہ (پانی کی تلاش میں) اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی انسان نظر نہیں آیا' وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھا لیا (تاکہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لئے دوڑنا اسی وجہ سے مشروع ہوا۔ (ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی' انہوں نے کہا' خاموش! یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہی تھیں اور پھر آواز کی طرف انہوں نے کان لگا دیئے۔ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی۔ اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو۔ کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں اب زمزم (کا کنواں) ہے' وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔ فرشتے نے اپنی ایڑھی سے زمین میں گڑھا کر دیا' یا یہ کہا کہ اپنے بازو سے' جس سے وہاں پانی ابل آیا۔ حضرت ہاجرہ نے اسے حوض کی شکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس

- أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تَحُوضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَرْحَمُ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا)). قَالَ : فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ : لاَ تَخَافُوا الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللهِ يَبْنِي هَذَا الْغُلاَمُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللهَ لاَ يُضِيعُ أَهْلَهُ. وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَالِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ - أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ - مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَاءَ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوا طَائِرًا عَائِفًا، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيْهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ، فَأَقْبَلُوا - قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ - فَقَالُوا: أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لاَ حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ. قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الإِنْسَ))، فَنَزَلُوا، وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ

طرح کر دیا (تا کہ پانی بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں۔ جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ پھر ابل پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ ! ام اسماعیل پر رحم کرے' اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزہ نہ بھرا ہوتا تو زمزم ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت میں ہوتا۔ بیان کیا کہ پھر ہاجرہؑ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔ اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے برباد ہونے کا خوف ہرگز نہ کرنا کیونکہ یہیں خدا کا گھر ہو گا' جسے یہ بچہ اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا' اب جہاں بیت اللہ ہے' اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھیں۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا۔ اس طرح وہاں کے دن و رات گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) قبیلہ جرہم کے چند گھرانے مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے' ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس میدان سے گزرے ہیں یہاں پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے۔ وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا چنانچہ انہوں نے واپس آ کر پانی کی اطلاع دی۔ اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دیں گی۔ ہاجرہؑ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہو گا۔ انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے' فرمایا' اب ام اسماعیل کو پڑوسی مل گئے۔ انسانوں کی موجودگی ان کے لئے دلجمعی کا باعث ہوئی۔ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوا لیا اور وہ سب لوگ بھی یہیں آ کر ٹھہر گئے۔ اس طرح یہاں ان کے کئی گھرانے آ کر آباد ہو گئے اور بچہ

فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ، وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ، وَأَنْفَسَهُم وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ. وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلُ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ. فَشَكَتْ إِلَيْهِ. قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِه. فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ : هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ. قَالَ: فَهَلْ أَوصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ : غَيِّرْ عتبة بَابِكَ. قَالَ: ذَاكِ أَبِي، قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ. فَطَلَّقَهَا، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى. فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا. قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِم وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ. قَالَ فَمَا

(اسماعیل علیہ السلام جرہم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ جوانی میں اسماعیل علیہ السلام ایسے خوبصورت تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے تھے۔ چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کر دی۔ پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہؑ) کا انتقال ہو گیا۔ اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد ابراہیم علیہ السلام یہاں اپنے چھوڑے ہوئے خاندان کو دیکھنے آئے۔ اسماعیلؑ گھر پر نہیں تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے اسماعیلؑ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کی معاش وغیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے' بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے شکایت کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام واپس تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور دریافت فرمایا' کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس اس شکل کے یہاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے' میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر اوقات کا کیا حال ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی سے ہوتی ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور وہ یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کر دوں' اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ چنانچہ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں طلاق دے دی اور بنی جرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا' ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں آئے۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد وہ تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر پر موجود نہیں تھے۔ آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان

شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ : الْمَاءُ. قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ)) وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ، قَالَ: فَهُمَا لاَ يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلاَّ لَمْ يُوَافِقَاهُ. قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عُتْبَةَ بَابِه. فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ : هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ- وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ - فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ. قَالَ : فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلاَمَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عتبةَ بَابِكَ. قَالَ : ذَاكِ أَبِي، وَأَنْتِ الْعتبة، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ. ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلاً لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ. ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ. قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ. قَالَ : وَتُعِينُنِي؟ قَالَ : وَأُعِينُكَ. قَالَ : فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا - وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا- قَالَ : فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي. حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ

سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگوں کا حال کیسا ہے؟ آپ نے ان کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق پوچھا' انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے' بڑی فراخی ہے' انہوں نے اس کے لئے اللہ کی تعریف و ثنا کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت! آپ نے دریافت فرمایا کہ پیتے کیا ہو؟ بتایا کہ پانی! ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی' اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں انہیں اناج میسر نہیں تھا۔ اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ صرف گوشت اور پانی کی خوراک میں ہمیشہ گزارہ کرنا مکہ کے سوا اور کسی زمین پر بھی موافق نہیں پڑتا۔ ابراہیم علیہ السلام نے (جاتے ہوئے) اس سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آ جائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ایک بزرگ' بڑی اچھی شکل و صورت کے آئے تھے۔ بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا (کہ کہاں ہیں؟) اور میں نے بتا دیا' پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کا کیا حال ہے۔ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں' انہوں نے آپ کو سلام کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے' چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔ پھر جتنے دنوں اللہ تعالیٰ کو منظور رہا' کے بعد ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں (جہاں ابراہیم انہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے ہیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہو گئے اور جس طرح

لَهُ، فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ، وَهُمَا يَقُولاَنِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ قَالَ: فَجَعَلاَ يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولاَنِ: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾)).

[راجع: ٢٣٦٨]

ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہی طرز عمل ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا' اسماعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا' آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کریں۔ انہوں نے فرمایا' اور تم بھی میری مدد کر سکو گے؟ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر اللہ کا ایک گھر بناؤں اور آپ نے ایک اور اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے۔ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اسماعیل یہ پتھر لائے اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسے رکھ دیا۔ اب ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے' اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے اور دونوں یہ دعا پڑھتے جاتے تھے۔ ہمارے رب! ہماری یہ خدمت تو قبول کر بے شک تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔" فرمایا کہ یہ دونوں تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے۔ "اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے۔"

٣٣٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيْلَ، وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ

(٣٣٦٥) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عامر عبدالملک بن عمرو نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا' ان سے کثیر بن کثیر نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی (حضرت سارہ) کے درمیان جو کچھ جھگڑا ہونا تھا جب وہ ہوا تو آپ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ (حضرت ہاجرہ) کو لے کر نکلے' ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا۔ جس میں پانی تھا' اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اسی مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ جب ابراہیم مکہ پہنچے تو انہیں ایک بڑے درخت کے پاس ٹھہرا کر اپنے گھر واپس جانے لگے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں۔ جب مقام کداء پر پہنچے تو انہوں نے پیچھے سے آواز دی

إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ : يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ : إِلَى اللهِ. قَالَتْ : رَضِيتُ بِاللهِ. قَالَ : فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا. قَالَ: فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا؟ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا. فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ - تَعْنِي الصَّبِيَّ - فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ لَعَلِّي فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا قَالَتْ لَوْذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ أُحِسُّ أَحَدًا، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا. حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا، وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَانْبَثَقَ الْمَاءُ، فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا))، قَالَ: فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا. قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ من جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِي فَإِذَا هُمْ

کہ اے ابراہیم! ہمیں کس پر چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پر! ہاجرہؑ نے کہا کہ پھر میں اللہ پر خوش ہوں۔ بیان کیا کہ پھر حضرت ہاجرہ اپنی جگہ پر واپس چلی آئیں اور اسی مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں جب پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ ادھر ادھر دیکھنا چاہیے، ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آ جائے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہی سوچ کر وہ صفا (پہاڑی) پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب وادی میں اتریں تو دوڑ کر مروہ تک آئیں۔ اسی طرح کئی چکر لگائے، پھر سوچا کہ چلوں ذرا بچے کو تو دیکھوں کس حالت میں ہے۔ چنانچہ آئیں اور دیکھا تو بچہ اسی حالت میں تھا (جیسے تکلیف کے مارے) موت کے لئے تڑپ رہا ہو۔ یہ حال دیکھ کر ان سے صبر نہ ہو سکا، سوچا چلوں دوبارہ دیکھوں ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آ جائے، آئیں اور صفا پہاڑ پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف نظر پھیر پھیر کر دیکھتی رہیں لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح حضرت ہاجرہؑ نے سات چکر لگائے پھر سوچا، چلوں دیکھوں بچہ کس حالت میں ہے؟ اسی وقت انہیں ایک آواز سنائی دی۔ انہوں نے (آواز سے مخاطب ہو کر) کہا کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو میری مدد کرو۔ وہاں جبرئیل علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے اپنی ایڑی سے یوں کیا (اشارہ کر کے بتایا) اور زمین ایڑی سے کھودی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس عمل کے نتیجے میں وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل ڈریں۔ (کہیں یہ پانی غائب نہ ہو جائے) پھر وہ زمین کھودنے لگیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ پانی کو یوں ہی رہنے دیتیں تو پانی زمین پر بہتا رہتا۔ غرض ہاجرہؑ زمزم کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس کے بعد قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وادی کے نشیب سے گزرے۔ انہیں وہاں پرند نظر آئے۔ انہیں یہ کچھ خلاف عادت معلوم ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ پرندہ تو صرف پانی ہی پر (اس طرح) منڈلا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی وہاں پانی موجود تھا۔ اس نے آ کر اپنے قبیلے والوں کو خبر دی تو یہ سب لوگ یہاں آ گئے اور

بِطَيْرٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَاكَ، وَقَالُوا : مَا يَكُونُ الطَّيْرُ إِلاَّ عَلَى مَاءٍ، فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرَ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ، فَأَتَوا إِلَيْهَا فَقَالُوا : يَا أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكِ، أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ؟ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيهِمْ امْرَأَةً. قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لأَهْلِهِ : إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي. قَالَ : فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ : أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ : ذَهَبَ يَصِيْدُ. قَالَ : قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ : غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ. فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ: أَنْتِ ذَاكِ، فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لأَهْلِهِ: إِنِّي مَطَّلِعٌ تَرِكَتِي. قَالَ فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيْدُ، فَقَالَتْ: أَلاَ تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبُ؟ فَقَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ، وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ - قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيْلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلاً لَهُ، فَقَالَ: يَا إِسْمَاعِيْلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا. قَالَ: أَطِعْ رَبَّكَ. قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِيْنَنِي عَلَيْهِ، قَالَ: إِذَنْ أَفْعَلَ - أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ: فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيْمُ

کہا کہ اے ام اسماعیل! کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی یا (یہ کہا کہ) اپنے ساتھ قیام کرنے کی اجازت دیں گی؟ پھر ان کے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) بالغ ہوئے اور قبیلہ جرہم ہی کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا اور انہوں نے اپنی اہلیہ (حضرت سارہؑ) سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو (مکہ میں) چھوڑ آیا تھا ان کی خبر لینے جاؤں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور سلام کر کے دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں ہو (جسے بدلنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کہہ گئے ہیں) اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ بیان کیا کہ پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہوا اور انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں انہیں دیکھنے جاؤں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ٹھہریئے اور کھانا تناول فرمالیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے پیتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے کھانے اور ان کے پانی میں برکت نازل فرما۔ بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی برکت اب تک چلی آ رہی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر (تیسری بار) ابراہیم علیہ السلام کو ایک مدت کے بعد خیال ہوا اور اپنی اہلیہ سے انہوں نے کہا کہ جن کو میں چھوڑ آیا ہوں ان کی خبر لینے مکہ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس مرتبہ اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جو زمزم کے پیچھے اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا' اے اسماعیل! تمہارے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا ایک گھر بناؤں' بیٹے نے عرض کیا کہ پھر آپ اپنے رب کا حکم بجا لائیے۔ انہوں نے فرمایا اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام

يَبْنِي وَإِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ، وَيَقُولَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾)). قَالَ: حَتَّى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَلَى نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

[راجع: ۲۳٦۸]

میں میری مدد کرو۔ عرض کیا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یا اسی قسم کے اور الفاظ ادا کیے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں باپ بیٹے اٹھے۔ ابراہیم علیہ السلام دیواریں اٹھاتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول کر۔ بے شک تو بڑا سننے والا' بہت جاننے والا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر جب دیوار بلند ہو گئی اور بزرگ (ابراہیم علیہ السلام) کو پتھر (دیوار پر) رکھنے میں دشواری ہوئی تو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے اور ان حضرات کی زبان پر یہ دعا جاری تھی۔ "اے ہمارے رب!۔ ہماری طرف سے اسے قبول فرما لے۔ بے شک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے۔"

تشریح اس طویل حدیث میں بہت سے امور مذکور ہوئے ہیں۔ شروع میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے کمر پٹہ باندھنے کا ذکر ہے جس سے عورت جلد چل پھر کر کام کاج با آسانی کر سکتی ہے۔ بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے' تا کہ اس کمر پٹہ سے اپنے پاؤں کے نشان جو راستے میں پڑتے ہیں وہ مٹاتی جائیں تا کہ حضرت سارہ علیہا السلام ان کا پتہ نہ پا سکیں۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کے کوئی اولاد نہیں تھی (بعد میں ہوئی) اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام جو ایک شاہ مصر کی شاہزادی تھیں اور جسے اس بادشاہ نے اس خاندان کی برکات دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا تھا چنانچہ حضرت ہاجرہ کو حمل رہ گیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام عالم وجود میں آئے۔ حضرت سارہ علیہا السلام کے رشک میں بہت اضافہ ہو گیا' تو اس ڈر سے حضرت ہاجرہ علیہا السلام گھر سے نکلیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی ساتھ لے لیا اور کمر سے پٹہ باندھا تا کہ اس کے ذریعہ اپنے پاؤں کے نشانات کو مٹاتی چلیں۔ اس طرح حضرت سارہ ان کا پتہ نہ پا سکیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو مکہ کی بے آب و گیاہ سرزمین پر لا بسایا جہاں اللہ پاک نے ان کے ہاتھوں اپنا گھر از سر نو تعمیر کرایا۔ جرہم جس کا ذکر روایت میں آیا ہے' یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ یہی قبیلہ حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر یہاں آباد ہوا اور جوان ہونے پر حضرت اسماعیل کی اسی خاندان میں شادی ہو گئی۔ پہلی شادی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پسند نہیں فرمایا جو اشارہ سے طلاق کے لیے کہہ گئے۔ دوسری بیوی کو صابرہ و شاکرہ پا کر ان سے خوشی کا اظہار فرمایا' بے شک ان واقعات میں اہل بصیرت کے لیے بہت سے اسباق ہدایت پوشیدہ ہیں' جن کو سمجھنے کے لئے نظر بصیرت کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک ہر بخاری شریف مطالعہ کرنے والے بھائی کو نظر بصیرت عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۰ - بَابٌ

۳۳٦٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ: يَا رَسُولَ

باب

(۳۳٦٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم تیمی نے' ان سے ان کے والد یزید بن شریک نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے

اللهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ : الْمَسْجِدُ الْحَرَامِ. قَالَ : قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ : الْمَسْجِدُ الأَقْصَى قُلْتُ : كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : أَرْبَعُونَ سَنَةً. ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ)). [طرفه في : ٣٤٢٥].

عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے عرض کیا' ان دونوں کی تعمیر کے درمیان میں کتنا فاصلہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

تشریح منکرین حدیث نے اس روایت کو بھی تختہ مشق بنا کر حدیث نبوی سے مسلمانوں کو بد ظن کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اور یہ شبہ یہاں ظاہر کیا ہے کہ کعبہ کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور مسجد اقصیٰ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا اور ان دونوں میں ہزار سال سے بھی زیادہ کا فاصلہ ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو پہلے پہل نہیں بنایا تھا بلکہ کعبہ کی پہلی بنا حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی ہے تو ممکن ہے کعبہ بننے کے چالیس سال بعد خود حضرت آدم علیہ السلام نے یا ان کی اولاد میں سے کسی نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہر دو بناؤں سے ان مقامات مقدسہ کی تجدید مراد ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں ویرفع الاشکال بان یقال الایة والحدیث لایدلان علی بناء ابراهیم و سلیمان لما بنیا ابتداء وضعهما لهما بل ذالک تجدید لما کان اسسه غیرهما و بداه و قد روی ان اول من بنا البیت ادم و علی هذا فیجوز ان یکون غیره من ولده و ضع بیت المقدس من بعده اربعین انتهی قلت بل ادم هوالذی وضعه ایضا قال الحافظ ابن حجر فی کتابه التیجان لابن هشام ان ادم لما بنی الکعبة امره الله تعالی السیر الی بیت المقدس و ان یبنیه فبناه و نسک فیه (سنن نسائی' جلد : اول / ص : ۱۱۲) یعنی آیت اور حدیث ہر دو کا اشکال یوں رفع کیا جا سکتا ہے کہ ہر دو اس امر پر دلالت نہیں کرتی ہیں کہ ان ہر دو کی ابتدائی بنیاد ان دونوں بزرگوں نے رکھی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو کی ابتدائی بنیاد غیروں کے ہاتھوں کی ہے اور یہ دونوں حضرات ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان ہر دو مقامات کی تجدید کرنے والے ہیں اور مروی ہے کہ شروع میں بیت اللہ کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور اس کی بنیاد پر ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے ان کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ خود آدم علیہ السلام نے اس کی بھی بنیاد رکھی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس جائیں اور اس کی بنیاد رکھیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور بیت المقدس کو بنایا اور وہاں عبادت الٰہی بجا لائے۔

علامہ سندی فرماتے ہیں لیس المراد بناء ابراهیم للمسجد الحرام و بناء سلیمان للمسجد الاقصی فان بینهما مدة طویلة بل المراد البناء سوالهذین البنائین (حوالہ مذکور) یعنی حدیث میں ان ہر دو مساجد کی ابراہیمی اور سلیمانی بنیادیں مراد نہیں ہیں۔ ان کے درمیان تو طویل مدت کا فاصلہ ہے بلکہ ان ہر دو کے سوا ابتدائی بنا مراد ہیں۔ بائیبل تواریخ ۲ باب ۳ آیات ۱۔ ۲ میں مذکور ہے کہ بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد کی پرانی نشانیوں پر تعمیر کیا تھا جس سے بھی واضح ہے کہ بیت المقدس کے بانی اول حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔

٣٣٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ

(۳۳۶۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے مطلب کے آزاد کردہ غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو

عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ : هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا)). رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٧١]

دیکھ کر فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتھریلے علاقے کے درمیانی علاقے کے حصے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔ اس حدیث کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ محبت رکھنا حقیقتاً مراد ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے اپنی ہر مخلوق کو اس کی شان کے مطابق علم و ادراک دیا ہے جیسے کہ آیت ﴿ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴) میں مراد ہے۔ حدیث ہذا سے مدینہ المنورہ کی حرمت بھی مثل مکۃ المکرمہ ثابت ہوئی۔ جو حضرات حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں ان کو اس پر مزید غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے اس لیے اس باب میں لائے۔

٣٣٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ: لَوْ لاَ حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ)). فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أَرَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلاَمَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلاَّ أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ ((عَبْدُ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ)). [راجع: ١٢٦]

(۳۳۶۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ابن ابی بکر نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہیں معلوم نہیں کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ کی (نئی) تعمیر کی تو کعبہ کی ابراہیمی بنیاد کو چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیمی بنیادوں کے مطابق دوبارہ اس کی تعمیر کیوں نہیں کر دیتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا ہی کرتا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے ان دونوں رکنوں کے' جو حجر اسود کے قریب ہیں' بوسہ لینے کو صرف اسی وجہ سے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم کی بنیاد پر نہیں بنا ہے (یہ دونوں رکن آگے ہٹ گئے ہیں) اسماعیل بن ابی اویس نے اس حدیث میں عبداللہ بن محمد بن ابی بکر کہا۔

یعنی عبداللہ کو ابوبکر کا پوتا کہا ہے۔ بعض نسخوں میں عبداللہ بن ابی بکر ہے۔ تو مطلب یہ ہو گا کہ اس روایت میں ان کا نام عبداللہ مذکور ہے اور تنیسی کی روایت میں صرف ابن ابی بکر تھا۔ اسماعیل کی روایت کو خود مؤلف نے تفسیر میں وصل کیا ہے۔

٣٣٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُمْ قَالُوا: ((يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ: إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [طرفه في : ٦٣٦٠].

(٣٣٦٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے' انہیں ان کے والد نے' انہیں عمرو بن سلیم زرقی نے' انہوں نے کہا مجھ کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

آل سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ آپ کے اہل بیت یعنی حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ درود سے مراد یہ ہے کہ آپ کی نسل برکت کے ساتھ دنیا میں ہمیشہ باقی رہے۔

٣٣٧٠- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالاَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو قُرَّةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عِيسَى سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقُلْتُ: بَلَى فَأَهْدِهَا لِيْ، فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّ اللهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ. قَالَ : ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ

(٣٣٧٠) ہم سے قیس بن حفص اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو قرہ مسلم بن سالم ہمدانی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمایئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا تھا یا رسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو "اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل

إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)).

ابراہیم علیہ السلام پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

[طرفاه في : ٤٧٩٧، ٦٣٥٧].

تشریح اہل بیت یعنی حضرت علی و حضرت فاطمہ اور حسنین مراد ہیں۔

٣٣٧١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)).

(۳۳۷۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے منہال نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے مانگا کرتے تھے" میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔

تشریح مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک جس قدر احادیث اس باب کے تحت میں بیان فرمائی ہیں ان سب میں کسی نہ کسی پہلو سے حضرت ابراہم اور آل ابراہیم کا ذکر موجود ہے اور باب اور احادیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔ ضمنی طور پر احادیث میں اور بھی بہت سے مسائل کا ذکر آگیا ہے جو تدبر کرنے سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ درود سے مراد دین و دنیا کی وہ برکتیں جو اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو عطا فرمائیں کہ آج بھی بیشتر اقوام عالم کا نسلی تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اور بلا شک اللہ پاک نے یہی برکات حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کی ہیں کہ آپ کا کلمہ پڑھنے والے آج روئے زمین پر کروڑہا کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں اور روزانہ پنج وقتہ فضائے آسمانی میں آپ کی رسالت حقہ کا اعلان اس شان سے کیا جاتا ہے کہ دنیا کے تمام پیشوایان مذہب میں نظیر نا ممکن ہے۔ اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارك وسلم آمین۔

١١- بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ﴾ الآية [الحجر: ٥١] ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ الآية [البقرة : ٢٦٠]

باب اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر میں فرمایا، اے پیغمبر! ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سنائیے

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا "اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو زندہ کس طرح کرے گا لیکن یہ صرف میں اس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔" تک

تشریح: مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ سوال بارگاہ الٰہی میں کیا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی قدرت میں کوئی شک تھا' معاذ اللہ ادنیٰ مومن کو بھی اس میں شک نہیں ہے تو ابراہیم علیہ السلام تو اللہ کے خاص خلیل تھے' ان کو کیونکر شک ہو سکتا تھا۔ غرض صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے جلائے جانے پر کامل یقین تھا مگر انہوں نے یہ چاہا کہ یہ یقین اور بڑھ جائے یعنی مشاہدہ بھی کر لیں۔ اس لیے کہ عین الیقین کا مرتبہ علم الیقین سے بڑھا ہوا ہے۔ مشہور قول ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال محض مزید در مزید اطمینان قلب کے حصول کے لیے تھا جیسا کہ خود قرآن مجید میں یہ بہ تفصیل موجود ہے۔ روی الطبرانی و ابن ابی حاتم من طریق السدی قال لما اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا استاذنہ ملک الموت ان یبشرہ فاذن لہ فذکرقصۃ معہ فی کیفیۃ قبض روح الکافرو المومن۔ قال فقام ابراھیم یدعوربہ رب ارنی کیف تحیی الموتی حتی اعلم انی خلیلک و من طریق علی بن ابی طلحۃ عنہ لاعلم انک تجبنی اذا دعوتک و الی ھذا جنح القاضی ابوبکر الباقلانی (فتح الباری) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت یہ بشارت دینے کے لئے ان کے پاس آئے اور ساتھ ہی انہوں نے کافر و مومن کی روحوں کو قبض کرنے کی کیفیت بھی سنائی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ پروردگار! مجھ کو بھی دکھلا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ میری یہ دعا قبول کرتا کہ میں جان لوں کہ میں تیرا خلیل ہوں۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ "تاکہ میں جان لوں کہ تو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور میں جب بھی تجھ سے کچھ دعا کروں گا تو ضرور تو اسے قبول کر لے گا۔" مزید تفصیلات کے لیے فتح الباری کے اس مقام کا مطالعہ کیا جائے۔

٣٣٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيْدِ بنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى. قَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ؟ قَالَ : بَلَى وَلَكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾، وَيَرْحَمُ اللهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لأَجَبْتُ الدَّاعِيَ)).

[أطرافه في : ٣٣٧٥، ٣٣٨٧، ٤٥٣٧، ٤٦٩٤، ٦٩٩٢].

(٣٣٧٢) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے' انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا تم ایمان نہیں لائے' انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' لیکن یہ صرف اس لئے تاکہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

تشریح: یعنی قید سے چھوٹنا غنیمت سمجھتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر پر آفرین ہے کہ اتنی مدت تک قید میں رہنے کے بعد بھی اس بلانے والے کے بلاوے پر نہ نکلے جو بادشاہ کی طرف سے آیا تھا اور پہلے اپنی صفائی کے خواہاں ہوئے۔ یہ آنحضرت ﷺ نے تواضع کی راہ سے فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مرتبہ بڑھانے کے لئے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کا صبر و استقلال بھی کچھ کم نہ تھا۔ آنچہ

خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (وحیدی)

۱۲- بَابُ قَولِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ [مريم : ٥٤]

باب (حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بیان) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اور یاد کرو اسماعیل کو کتاب میں بے شک وہ وعدے کے سچے تھے۔''

٣٣٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ. قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا لَكُمْ لاَ تَرْمُوْنَ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)).

[راجع: ٢٨٩٩]

(۳۳۷۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ کیونکہ تمہارے بزرگ دادا بھی تیر انداز تھے اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا بات ہوئی' تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا مقابلہ جاری رکھو' میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

روایت میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ دادا کے اچھے کاموں کو فخر کے ساتھ اپنانا بہتر طریقہ ہے۔

۱۳- بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کا بیان

اس باب میں ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

ان دونوں حدیثوں کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مراد وہ روایت ہے الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب' بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت اسحاق اور ان کے کریم ہونے کا بیان ہے۔

١٤- بَابُ ﴿ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ﴾ الآية [البقرة : ١٣٣]

باب حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یوں فرمانا کہ ''کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کی موت حاضر ہوئی۔ آخر آیت ونحن له مسلمون تک۔

٣٣٧٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَكْرَمُهُمْ أَتْقَاهُمْ. قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللهِ. قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الإِسْلاَمِ إِذَا فَقِهُوا)).

[راجع: ٣٣٥٣]

(٣٣٧٤) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم نے معتمر بن سلیمان سے سنا' انہوں نے عبیداللہ عمری سے' انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا' سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو' وہ سب سے زیادہ شریف ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ (یعقوب) بن نبی اللہ (اسحاق) بن خلیل اللہ (ابراہیم علیہ السلام) تھے صحابہ نے عرض کیا' ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عرب کے شرفاء کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جاہلیت میں جو لوگ شریف اور اچھے عادات و اخلاق کے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف اور اچھے سمجھے جائیں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ بھی حاصل کریں۔

روایت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے یہی وجہ مناسبت باب ہے۔

١٥ - بَابٌ

باب (حضرت لوط علیہ السلام کا بیان) اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نمل میں فرمانا کہ

﴿وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ، أَ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ، بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ. فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلاَّ أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ. فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلاَّ امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِيْنَ، وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ [النمل ٤٥-٥٨]

ہم نے لوط کو بھیجا' انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم جانتے ہوئے بھی کیوں فحش کام کرتے ہو۔ تم آخر کیوں عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت بجھاتے ہو' کچھ نہیں تم محض جاہل لوگ ہو' اس پر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کہ انہوں نے کہا' آل لوط کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔ پس ہم نے لوط کو اور ان کے تابعداروں کو نجات دی۔ سوا ان کی بیوی کے۔ ہم نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ عذاب والوں میں باقی رہنے والی ہو گی اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی۔ پس ڈرائے ہوئے لوگوں پر بارش کا عذاب بڑا ہی سخت تھا۔

٣٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

(٣٣٧٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ

((يَغْفِرُ اللهُ لِلُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ)). [راجع: ٣٣٧٢]

حضرت لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی اللہ) کی پناہ میں گئے تھے۔

تشریح: اس حدیث کے ذیل حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: يغفر الله للوط ان كان لياوى الى (ركن شديد) اى الى الله سبحانه و تعالىٰ يشير الىٰ قوله تعالىٰ لو ان لى بكم قوة اواوىٰ الىٰ ركن شديد و يقال ان قوم لوط لم يكن فيهم احد يجتمع معه فى نسبه لانهم من سدوم و هى عن الشام و كان اصل ابراهيم و لوط من العراق فلما هاجر ابراهيم الى الشام هاجر معه لوط فبعث الله لوطا الى اهل سدوم فقال لو ان لى منعه و اقارب و عشيره لكنت استنصربهم عليكم ليد فعوا عن ضيفانى و لهذا جاء فى بعض طرق هذا الحديث كما اخرجه احمد من طريق محمد بن عمرو عن ابى سلمة عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه و سلم قال قال لوط لوان لى بكم قوة اواوىٰ الى ركن شديد قال فانه كان ياوى الى ركن شديد اى الى عشيرته لكنه لم ياو اليهم واوى الى الله (پارہ: ۱۳ فتح الباری ج ۶ ص: ۲۴۴)

یعنی اللہ پاک لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے۔ ان کا سہارا تو بہت ہی مضبوط تھا یعنی اللہ پاک ان کا سہارا تھا' گویا آنحضرت ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ لو ان لى بكم قوة الاية کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قوم لوط میں کوئی بھی نسبی آدمی لوط سے متعلق نہیں تھا اس لئے کہ اس بستی والے سدوم سے تھے جو شام سے ہے اور ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی اصل نسل عراق والوں سے تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت لوط علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔ پھر اللہ نے حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اسی لئے انہوں نے یہ جملہ کہا کہ اگر میرے بھی مددگار' اقارب و اعزہ اور خاندان والے ہوتے تو میں ان سے تمہارے مقابلے پر مدد حاصل کرتا تاکہ وہ میرے مہمانوں سے تم کو دفع کرتے۔ اسی لئے بعض روایات میں مروی ہے کہ بلاشک حضرت لوط اپنی مدد کے لئے ایک اپنا خاندان رکھتے تھے لیکن انہوں نے ان کی پناہ نہیں لی بلکہ اللہ پاک کی طرف پناہ حاصل کی۔

قوم لوط اور ان کی بد کرداریوں کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ ہوا ہے۔ بد اخلاقی اور بے ایمانی میں یہ قوم بڑھ گئی تھی۔ اللہ پاک نے ان کی بستیوں کو نیست و نابود کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جہاں آج بحیرۂ مردار واقع ہے اسی جگہ اس قوم کی بستیاں تھیں۔ واللہ اعلم۔

١٦- بَابُ ﴿فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ، قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ﴾ [الحجر: ٦٢]، ﴿بِرُكْنِهِ﴾: بِمَنْ مَعَهُ لأَنَّهُمْ قُوَّتُهُ. ﴿تَرْكَنُوا﴾: تَمِيْلُوا. فَأَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ. ﴿يُهْرَعُونَ﴾: يُسْرِعُونَ. ﴿دَابِرٌ﴾: آخِرَ. ﴿صَيْحَةً﴾: هَلَكَةٌ. ﴿لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾: لِلنَّاظِرِيْنَ. ﴿لَبِسَبِيْلٍ﴾: لَبِطَرِيْقٍ.

باب (سورۂ حجر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا) پھر جب آل لوط کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آئے تو لوط نے کہا کہ تم لوگ تو کسی انجان ملک والے معلوم ہوتے ہو" (سورۂ والذاریات میں) موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں " برکنه " سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرعون کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اس کے قوت بازو تھے (سورہ ہود میں) ولا ترکنوا کا معنی مت جھکو (سورۂ ہود میں) انکرهم' نکرهم اور استنکرهم کا ایک ہی معنی ہے (سورۂ ہود میں یهرعون کا معنی دوڑتے ہیں (سورۂ حجر میں) دابر کے معنی آخر دم ہے (سورۂ حجر میں) صیحة کا معنی ہلاکت (سورۂ حجر میں) للمتوسمین کا معنی دیکھنے والوں کے لیے (سورۂ حجر میں) لبسبیل کا معنی راستے کے ہیں (یعنی راستے میں)

تشریح: باب کے ذیل لفظ برکنہ آیا ہے یعنی قوت۔ رکن کے معنی قوت' زور۔ یہ لفظ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں وارد ہوا ہے اور حضرت لوط علیہ السلام کے قصے میں بھی رکن کا لفظ آیا ہے۔ ﴿أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ﴾ (ھود: ۸۰) اس لیے امام بخاری نے

اس کو ذکر کر دیا واستنکرھم کا لفظ ان فرشتوں کے باب میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بطور مہمانوں کے آئے تھے۔ مگر چونکہ یہی فرشتے پھر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے تھے' اس مناسبت کی وجہ سے اس کا بھی ذکر کر دیا۔ بعض نے کہا لوط کے قصے میں بھی ﴿ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴾ (الحجر: ٦٢) وارد ہے اور نکرھم اسی سے ہے۔ لفظ صیحۃ آیت شریفہ ﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴾ (الحجر: ٧٣) میں ہے جو حضرت لوط کی امت کے بارے میں ہے۔ نیز آیت میں جو سورۂ یس میں ہے ﴿ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً ﴾ (یٰسٓ: ٥٣) لفظ صیحۃ مذکور ہے۔

٣٣٧٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ : ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾)).

(٣٣٧٦) ہم سے محمود نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو احمد نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے "فھل من مدکر" پڑھا تھا۔

[راجع: ٣٣٤١]

یہ آیت سورۂ قمر میں حضرت لوط کے قصے میں وارد ہے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب میں بھی ذکر کر دیا ہے۔ جیسے پہلے بھی کئی بار گذر چکی ہے۔

١٧- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ [الأعراف : ٧٣] ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ﴾ [الحجر: ٨٠]. الْحَجَرِ مَوضِعُ ثَمُود. وأَمَّا ﴿حَرْثٌ حِجْرٌ﴾ : حَرَام، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْر، وَمِنْهُ : ((حِجْرٍ مَحْجُورٍ)). وَالْحِجْرُ كُلُّ بِناءٍ بَنَيْتَهُ، وَمَا حَجَرتَ عَلَيْهِ مِنَ الأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ، وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجرًا، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوم، مِثْلُ قَتِيْل من مَقْتُول، وَيُقَالُ للأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ الحجرُ، وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ: حِجر. وحِجىً وأما حِجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ الْمَنْزِلُ.

باب (قوم ثمود اور حضرت صالح علیہ السلام کا بیان) اللہ پاک کا سورۂ اعراف میں فرمانا ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا (سورۂ حجر میں) جو فرمایا' حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ حجر ثمود والوں کا شہر تھا لیکن (سورۂ انعام میں) جو حرث حجر آیا ہے وہاں حجر کے معنی حرام اور ممنوع کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں حجر محجور یعنی حرام و ممنوع اور حجر عمارت کو بھی کہتے ہیں اور جس زمین کو گھیر لیا جائے (دیوار یا باڑ سے) اسی سے خانہ کعبہ کے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حطیم محطوم سے نکلا ہے۔ محطوم کے معنی ٹوٹا ہوا۔ پہلے وہ کعبہ کے اندر تھا۔ اس کو توڑ کر باہر کر دیا اس لیے حطیم کہنے لگے) جیسے قتیل مقتول سے' اور مادیان گھوڑی کو بھی۔ حجر کے معنی عقل کے بھی ہیں جیسے حجی کے معنی بھی عقل کے ہیں (سورۂ فجر میں ہے۔ ﴿ ھل فی ذالک قسم لذی حجر ﴾ اور حجر الیمامہ (حجاز اور یمن کے بیچ میں) ایک مقام کا نام ہے۔

تشریح ثمود عرب کا ایک قبیلہ تھا۔ ان کے دادا کا نام ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح تھا اس لئے ان کو ثمود کہنے لگے۔ اللہ نے حضرت صالح کو پیغمبر بنا کر ان لوگوں کی طرف بھیجا۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

٣٣٧٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

(٣٣٧٧) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ - وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ - قَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ)).

[أطرافه في: ٤٩٤٢، ٥٢٠٤، ٦٠٤٢].

نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا (خطبہ کے دوران) آپ نے اس قوم کا ذکر کیا جنہوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ (خدا کی قسم بھیجی ہوئی) اس (اونٹنی کو) ذبح کرنے والا قوم کا ایک بہت ہی باعزت آدمی (قیدار نامی) تھا' جیسے ہمارے زمانے میں ابو زمعہ (اسود بن مطلب) ہے۔

٣٣٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُوالْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُو زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لاَ يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا وَلاَ يَسْتَقُوا مِنْهَا، فَقَالُوا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ وَيُهْرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ)). وَيُرْوَى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَأَبِي الشُّمُوسِ: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ الطَّعَامِ)). وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنِ اعْتَجَنَ بِمَائِهِ)). [طرفه في: ٣٣٧٩].

(٣٣٧٨) ہم سے محمد بن مسکین ابوالحسن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حسان بن حیان ابو زکریا نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجر (ثمود کی بستی) میں غزوۂ تبوک کے لیے جاتے ہوئے پڑاؤ کیا تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ پینا اور نہ اپنے برتنوں میں ساتھ لینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم نے تو اس سے اپنا آٹا بھی گوندھ لیا ہے اور پانی اپنے برتنوں میں بھی رکھ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ گندھا ہوا آٹا پھینک دیا جائے اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جس نے آٹا اس پانی سے گوندھ لیا ہو (وہ اسے پھینک دے)

تشریح: سبرہ کی حدیث کو طبرانی اور ابو نعیم نے اور ابو الشموس کی روایت کو طبرانی اور ابن مندہ نے اور ابوذر کی روایت کو بزار نے وصل کیا ہے۔ چونکہ اس مقام پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا لہٰذا آپ نے وہاں کے پانی کو استعمال کرنے سے منع فرمایا' ایسا نہ ہو کہ اس سے دل سخت ہو جائیں یا کوئی اور بیماری پیدا ہو جائے۔

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْضَ ثَمُودَ، الْحِجْرَ، وَاسْتَقَوا

(٣٣٧٩) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثمود کی بستی حجر میں پڑاؤ کیا تو وہاں کے کنوؤں کا پانی اپنے برتنوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے

مِنْ بِئْرِهَا وَاعْتَجَنُوا بِهِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُهْرِيْقُوا مَا اسْتَقَوا مِنْ بِئْرِهَا وَأَنْ يَعْلِفُوا الإِبِلَ الْعَجِيْنَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ)).
تَابَعَهُ أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ. [راجع: ٣٣٧٨]

گوندھ لیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتنوں میں بھرلیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلا دیں۔ اس کے بجائے حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ ﷺ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ : ((لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا إِلاَّ أَنْ تَكُونُوا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ. ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ)).
[راجع: ٤٣٣]

(٣٣٨٠) ہم سے محمد نے بیان کیا‘ کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی‘ انہیں معمر نے‘ ان سے زہری نے بیان کیا‘ کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو‘ لیکن اس صورت میں کہ تم روتے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چہرۂ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔

اللہ کے عذاب سے کس قدر ڈرنا چاہئے اور خدا اور رسول ﷺ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والوں سے کتنا بچنا چاہئے‘ یہ مذکورہ حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی بستی کا پانی بھی نہ لینے دیا اور اس پانی سے جو آٹا گوندھ لیا تھا‘ اسے بھی جانوروں کے آگے ڈال دینے کا حکم آپ نے فرمایا۔ اللھم احفظنا۔

٣٣٨١- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهَبٌ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ - إِلاَّ أَنْ تَكُونُوا بَاكِيْنَ - أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَهُمْ)).

(٣٣٨١) مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا‘ کہا ہم سے وہب نے بیان کیا‘ ان سے ان کے والد نے بیان کیا‘ انہوں نے یونس سے سنا‘ انہوں نے زہری سے‘ انہوں نے سالم سے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں ان لوگوں کی بستی سے گزرنا پڑے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو روتے ہوئے گزرو۔ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب آنہ پکڑے جس میں یہ ظالم لوگ گرفتار کئے گئے تھے۔

اگرچہ یہ حدیث تمام مطلق بدکرداروں کو شامل ہے مگر آپ نے یہ حدیث اس وقت فرمائی جب آپ حجر پر سے گزرے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی جیسے پچھلی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

١٨- بَابٌ

﴿أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ

باب حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان‘ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب

الْـمَوتُ﴾ [البقرة : ۱۳۳]

علیہ السلام کی موت حاضر ہوئی

۳۳۸۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ: يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)).[طرفاه في : ۳۳۹۰، ٤٦٨٨].

(۳۳۸۲) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالصمد نے خبردی' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شریف بن شریف بن شریف بن شریف' یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔

اس روایت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر خیر ہوا ہے۔ یہی وجہ مناسبت باب ہے جو پہلے بھی گزر چکا ہے یہاں اختصار کے ساتھ ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کا بیان کرنا مقصود ہے۔

۱۹- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ﴾ [يوسف : ۷]

باب (حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان) اللہ پاک نے فرمایا کہ بیشک یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں پوچھنے والوں کے لیے قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں

۳۳۸۳- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَتْقَاهُمْ لِلهِ. قَالُوا : لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ خَلِيلِ اللهِ. قَالُوا : لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ النَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا))

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ

(۳۳۸۳) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' انہیں سعید بن ابی سعید نے خبر دی اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ شریف آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا' جو اللہ کا خوف سب سے زیادہ رکھتا ہو' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم لوگ عرب کے خانوادوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ دیکھو! لوگوں کی مثال کانوں کی سی ہے (کسی کان میں سے اچھا مال نکلتا ہے کسی میں سے برا) جو لوگ تم میں سے زمانہ جاہلیت میں شریف اور بہتر اخلاق کے تھے وہی اسلام کے بعد بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

اللهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا.[راجع: ٣٣٥٣]

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں عبیداللہ نے' انہیں سعید نے' انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث روایت کی۔

تشریح: معلوم ہوا کہ اسلام میں بنیاد شرافت دینداری اور دین کی سمجھ حاصل کرنا ہے جسے لفظ فقاہت سے یاد کیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر نظر کرم کرتا ہے اسے دین کی فقاہت یعنی سمجھ عطا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں امت کے سامنے زندہ مثالیں محدثین کرام کی ہیں جن کو اللہ پاک نے دینی فقاہت سے نوازا کہ آج اسلام ان ہی کی مساعی جمیلہ سے زندہ ہے کہ سیرت نبوی احادیث صحیحہ کی روشنی میں مکمل طور پر مطالعہ کی جا سکتی ہے۔ اللہ پاک جملہ محدثین کرام و مجتہدین عظام کو امت کی طرف سے ہزاروں ہزار جزائیں عطا فرمائے اور قیامت کے دن سب کو فردوس بریں میں جمع کرے اور مجھ ناچیز حقیر گنہگار ادنیٰ خادم اور میرے قدر دانوں کو باری تعالیٰ حشر کے میدان میں اپنے حبیب پاک اور جملہ بزرگان خاص کی رفاقت عطا فرمائے آمین۔

٣٣٨٤- حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((مُرِي أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)). قَالَتْ: إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيْفٌ، مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ رَقَّ. فَعَادَ، فَعَادَتْ. قَالَ شُعْبَةُ: فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ - أَوِ الرَّابِعَةِ -: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ..)). [راجع: ١٩٨]

(٣٣٨٤) ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا۔ انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ نے (مرض الموت میں) ان سے فرمایا' ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ بہت نرم دل ہیں' آپ کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ حضور ﷺ نے انہیں دوبارہ یہی حکم دیا۔ لیکن انہوں نے بھی دوبارہ یہی عذر بیان کیا' شعبہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔ (ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ) ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو' نماز پڑھائیں۔

٣٣٨٥- حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ - فَقَالَ مِثْلَهُ، فَقَالَتْ مِثْلَهُ - فَقَالَ: مُرُوْهُ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ - فَأَمَّ أَبُوْبَكْرٍ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ)).

(٣٣٨٥) ہم سے ربیع بن یحییٰ بصری نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار پڑے تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل انسان ہیں لیکن حضور ﷺ نے دوبارہ یہی حکم فرمایا اور انہوں نے بھی وہی عذر دہرایا۔ آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ظاہر کچھ باطن کچھ) چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ

وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ ((رَجُلٌ رَقِيقٌ)). [راجع: ٦٧٨]

کی زندگی میں امامت کی اور حسین بن علی جعفی نے زائدہ سے "رجل رقیق" کے الفاظ نقل کئے کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔

یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کو زلیخا نے جمع کیا تھا جنہوں نے بظاہر زلیخا کو اس کی محبت پر ملامت کی تھی مگر دل سے سب حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے متاثر تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس جملہ سے یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری یہ رائے ظاہری طور پر ہے ورنہ دل سے ان کی امامت تسلیم ہے۔

٣٣٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)).

(٣٣٨٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے' اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے' اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے' اے اللہ تمام ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کو سخت گرفت میں پکڑ لے۔ اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی قحط سالی ان (ظالموں) پر نازل فرما۔

٣٣٨٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ابْنِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي لأَجَبْتُهُ)). [راجع: ٣٣٧٢]

(٣٣٨٧) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء ابن اخی جویریہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے مالک نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان کو سعید بن مسیب اور ابوعبیدہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید میں رہتا جتنی یوسف علیہ السلام رہے تھے اور پھر میرے پاس (بادشاہ کا آدمی) بلانے کے لئے آتا تو میں فوراً اس کے ساتھ چلا جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف کے صبر و استقلال کی تعریف بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی برأت کا صاف شاہی اعلان ہوئے بغیر جیل خانہ چھوڑنا پسند نہیں فرمایا۔ ﴿ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ ﴾ (یوسف: ٣٣) آیت سے بھی ان کے مقام رفعت و عظیم مرتبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہم اجمعین۔ آمین۔ اللہ کے پیاروں کی یہی شان ہوتی ہے۔

٣٣٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا

(٣٣٨٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن فضیل

ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ أُمَّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيْلَ فِيْهَا مَا قِيْلَ قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ، إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ: فَعَلَ اللهُ بِفُلاَنٍ وَفَعَلَ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: لِمَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ نَمى ذِكْرَ الْحَدِيْثِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّ حَدِيْثٍ؟ فَأَخْبَرَتْهَا. قَالَتْ: فَسِمِعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا، فَمَا أَفَاقَتْ إِلاَّ وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا لِهَذِهِ؟)) قُلْتُ حُمَّى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهِ. فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ: وَاللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لاَ تُصَدِّقُونَنِي، وَلَئِنِ اعْتَذَرْتُ لاَ تَعْذِرُونَنِي، فَمَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيْهِ، وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ. فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللهُ مَا أَنْزَلَ، فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ: بِحَمْدِ اللهِ لاَ بِحَمْدِ أَحَدٍ)).

[أطرافه في: ٤١٤٣، ٤٦٩١، ٤٧٥١].

نے خبر دی، کہا ہم سے حصین نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح بن اثاثہ) کو تباہ کر دے اور وہ اسے تباہ کر بھی چکا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا، آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اسی نے تو یہ جھوٹ مشہور کیا ہے۔ پھر انصاریہ عورت نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا سارا) واقعہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کونسا واقعہ ہے؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا یہ قصہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ ایک بات ان سے ایسی کہی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے ان کو بخار آ گیا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کہانی سن کر فرمایا تھا کہ) "جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں۔" اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے میں صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کسی اور کا نہیں۔

تشریح حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے ذکر سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف بھی اشارہ کیا ہو جس میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوران گفتگو یوں کہا کہ مجھ کو حضرت یعقوب

علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا تو میں نے یوسف کا باپ کہہ دیا۔

٣٣٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتِ قَولَ اللهِ : ((حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ أَوْ كُذِبُوا، قَالَتْ: بَلْ كَذَّبَهُمْ قَومُهُمْ، فَقُلْتُ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَومَهُمْ كَذَّبُوهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ. فَقَالَتْ: يَا عُرَيَّةُ، لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ، فَقُلْتُ: فَلَعَلَّهَا ((أَوْ كُذِبُوا)) قَالَتْ: مَعَاذَ اللهِ، لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا، وَأَمَّا هَذِهِ الآيَةُ قَالَتْ : هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلاَءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ، حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَومِهِمْ وَظَنُّوا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللهِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: ﴿اسْتَيْأَسُوا﴾ اسْتَفْعَلُوا مِن يَئِسْتُ. ﴿مِنْهُ﴾ مِنْ يُوسُفَ ﴿لاَتَيْأَسُوا مِن رَوْحِ اللهِ﴾ مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ.

[أطرافه في : ٤٥٢٥، ٤٦٩٥، ٤٦٩٦].

(٣٣٨٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کے متعلق پوچھا " حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قدكذبوا" (تشدید کے ساتھ) ہے یا کذبوا (بغیر تشدید کے) یعنی یہاں تک کہ جب انبیاء ناامید ہو گئے اور انہیں خیال گزرنے لگا کہ انہیں جھٹلا دیا گیا تو اللہ کی مدد پہنچی تو انہوں نے کہا کہ (یہ تشدید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ) ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر معنی کیسے بنیں گے' پیغمبروں کو یقین تھا ہی کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر قرآن میں لفظ "ظن" گمان اور خیال کے معنی میں استعمال کیوں کیا گیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چھوٹے سے عروہ! بے شک ان کو تو یقین تھا میں نے کہا تو شاید اس آیت میں بغیر تشدید کے کذبوا ہو گا یعنی پیغمبر یہ سمجھے کہ اللہ نے جو ان کی مدد کا وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذ اللہ! انبیاء اپنے رب کے ساتھ بھلا ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مراد یہ ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار لوگ جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور پیغمبروں کی تصدیق کی تھی ان پر جب مدت تک خدا کی آزمائش رہی اور مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر لوگ اپنی قوم کے جھٹلانے والوں سے نا امید ہو گئے (سمجھے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو لوگ انکے تابعدار بنے ہیں وہ بھی ان کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے' اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ استیاسوا' افتعلوا کے وزن پر ہے جو یئست منه سے نکلا ہے' ای من یوسف (سورۂ یوسف کی آیت کا ایک جملہ ہے یعنی زلیخا یوسف علیہ السلام سے نا امید ہو گئی) ﴿ لَاتَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ﴾ (یوسف: ٨٧) یعنی اللہ سے امید رکھو ناامید نہ ہو۔

٣٣٩٠- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ

(٣٣٩٠) مجھے عبدہ بن عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے

الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)).

[راجع: ٣٣٨٢]

عبدالصمد نے بیان کیا۔ ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ان کے والد عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' شریف بن شریف بن شریف بن شریف یوسف: ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی سلسلے سے یوسف علیہ السلام کا ذکر خیر آیا ہے۔ اسی لئے ان کو اس باب کے ذیل بیان کیا گیا۔

٢٠- بَابُ قَولِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾. ﴿ارْكُضْ﴾: اضْرِبْ. ﴿يَرْكُضُونَ﴾ : يَعْدُونَ.

باب (سورۂ انبیاء میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان

''اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری نے آ گھیرا ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔'' چو (سورۂ ص میں) ﴿ ارکض برجلک ﴾ بمعنی اضرب (یعنی اپنا پاؤں زمین پر مار) یرکضون بمعنی یعدون' (سورۂ انبیاء میں) یعنی دوڑتے ہیں)

٣٣٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَى رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ : بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لاَ غِنَى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ)).

[راجع: ٢٧٩]

(٣٣٩١) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گرنے لگیں۔ وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔ ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ اے ایوب! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو (سونے کی ٹڈیاں) کیا میں نے تمہیں اس سے بے پروا نہیں کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ صحیح ہے' اے رب العزت لیکن تیری برکت سے میں کس طرح بے پروا ہو سکتا ہوں۔

٢١- بَابُ قَولِ اللهِ :

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولاً نَبِيًا. وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾ كَلَّمَهُ. ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ

باب (سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور یاد کرو کتاب

(قرآن مجید) میں موسیٰ علیہ السلام کو کہ وہ چنا ہوا بندہ اور رسول و نبی تھا اور ہم نے طور کی داہنی طرف سے انہیں آواز دی اور سرگوشی کے لئے انہیں نزدیک بلایا اور ان کے لئے اپنی مہربانی سے ہم نے ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا۔ واحد' تثنیہ اور جمع سب کے لئے لفظ نجی بولا

هَارُونَ نَبِيًّا﴾ يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَالاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ : نَجِيٌّ. وَيُقَالُ : خَلَصُوا نَجِيًّا اعْتَزَلُوا نَجِيًّا، وَالْجَمِيْعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ.

جاتا ہے۔ سورۂ یوسف میں ہے خلصوا نجیا یعنی اکیلے میں جا کر مشورہ کرنے لگے (اگر نجی کا لفظ مفرد کے لیے استعمال ہوا ہو تو) اس کی جمع انجیة ہوگی۔ سورۂ مجادلہ میں لفظ یتناجون بھی اسی سے نکلا ہے۔

تشریح: اسرائیلی پیغمبروں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر صاحب شریعت نبی ہیں۔ ان کے ذکر خیر میں قرآن مجید کی بیشتر آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان کی پیدائش اور بعد کی پوری زندگی قدرت الٰہی کا بہترین نمونہ ہے۔ وقت کی ایک جابر حکومت سے ٹکر لینا بلکہ اس کا تختہ الٹ دینا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ اللہ پاک نے ان پر اپنی مقدس کتاب توراۃ نازل فرمائی جس کے بارے میں قرآن مجید کی شہادت ہے ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ﴾ (المائدہ: ۴۴)

٢٢- باب

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهُ - إِلَى - مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ [غافر : ٢٨].

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور فرعون کے خاندان کے ایک مومن مرد (شمعان نامی) نے کہا جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا' اللہ تعالیٰ کے ارشاد مسرف کذاب تک۔

٣٣٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : ((فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ - وَكَانَ رَجُلاً تَنَصَّرَ، يَقْرَأُ الإِنْجِيْلَ بِالْعَرَبِيَّةِ- فَقَالَ وَرَقَةُ: مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى مُوسَى، وَإِنْ أَدْرَكَنِي يَوْمُكَ أَنْصُرُكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا)). النَّامُوسُ: صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي يُطْلِعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهِ.

[راجع: ٣]

(٣٣٩٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (غار حراء سے) ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' وہ نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ ورقہ نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہی ہیں وہ "ناموس" جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری پوری مدد کروں گا۔ ناموس محرم راز کو کہتے ہیں جو ایسے راز سے بھی آگاہ ہو جو آدمی دوسروں سے چھپائے۔

٢٣- بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ :

﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوسَى إِذْ رَأَى نَارًا- إِلَى قوله - بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ [طه : ٩-١٢] ﴿آنَسْتُ﴾ أَبْصَرْتُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ طہٰ) میں فرمانا۔

اے نبی تو نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنا ہے جب انہوں نے آگ دیکھی۔ آخر آیت **بالواد المقدس طوی**' تک۔ انست کا معنی میں نے آگ دیکھی (تم یہاں ٹھہرو) میں اس میں سے ایک چنگاری

﴿نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ﴾ الآية. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمُقَدَّسِ﴾: الْمُبَارَكُ. ﴿طُوًى﴾: اسْمُ الْوَادِي. ﴿سِيرَتَهَا﴾: حَالَتَهَا. ﴿وَالنُّهَى﴾: التُّقَى. ﴿بِمَلْكِنَا﴾: بِأَمْرِنَا. ﴿هَوَى﴾: شَقِيَ. ﴿فَارِغًا﴾: إِلاَّ مِنْ ذِكْرِ مُوسَى. ﴿رِدْءًا﴾: كَيْ يُصَدِّقَنِي، وَيُقَالُ: مُغِيثًا، أَو مُعِينًا. ﴿يَبْطُشُ، وَيَبْطِشُ﴾. ﴿يَأْتَمِرُونَ﴾: يَتَشَاوَرُونَ. وَالْجِذْوَةُ. قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ. ﴿سَنَشُدُّ﴾: سَنُعِينُكَ، كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا. وَقَالَ غَيْرُهُ: كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ، أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ: ﴿عُقْدَةٌ﴾. ﴿أَزْرِي﴾: ظَهْرِي. ﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾: فَيُهْلِكَكُمْ. ﴿الْمُثْلَى﴾: تَأْنِيثُ الأَمْثَلِ، يَقُولُ: بِدِينِكُمْ، يُقَالُ: خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الأَمْثَلَ. ﴿ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا﴾ يُقَالُ: هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ؟ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّي فِيهِ. ﴿فَأَوْجَسَ﴾: أَضْمَرَ خَوْفًا، فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ. ﴿فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾: عَلَى جُذُوعِ. ﴿خَطْبُكَ﴾: بَالُكَ. ﴿مِسَاسَ﴾: مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا. ﴿لَنَنْسِفَنَّهُ﴾: لَنُذْرِيَنَّهُ ﴿الضَّحَاءُ﴾: الْحَرُّ. ﴿قُصِّيهِ﴾: اتَّبِعِي أَثَرَهُ، وَقَدْ يَكُونُ أَنْ تَقُصَّ الْكَلاَمَ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾. ﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ، وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ.

تمہارے پاس لے آؤں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' مقدس کا معنی مبارک۔ طوٰی اس وادی کا نام تھا جہاں اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ سیرتھا یعنی پہلی حالت پر۔ نہیٰ یعنی پرہیزگاری۔ بملکنا یعنی اپنے اختیار سے۔ ھوی یعنی بدبخت ہوا۔ فارغا یعنی موسیٰ کے سوا اور کوئی خیال دل میں نہ رہا۔ رداء یعنی فریاد رس یا مددگار۔ یبطش بضم طا اور یبطش بکسر طا دونوں طرح قرأت ہے۔ یاتمرون یعنی مشورہ کرتے ہیں۔ جذوۃ یعنی لکڑی کا ایک موٹا ٹکڑا جس میں سے آگ کا شعلہ نہ نکلے (صرف اس کے منہ پر آگ روشن ہو) سنشد عضدک یعنی تیری مدد کریں گے۔ جب تو کسی چیز کو زور دے گویا تو نے اس کو عضد بازو دیا۔ (یہ سب تفسیریں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں) اوروں نے کہا عقدۃ کا معنی یہ ہے کہ زبان سے کوئی حرف یہاں تک کہ ت یا ف بھی نہ نکل سکے۔ ازری یعنی پیٹھ فیسحتکم یعنی تم کو ہلاک کرے۔ مثلیٰ' امثل کی مؤنث ہے۔ یعنی تمہارا دین خراب کرنا چاہتے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ خذالمثلی خذالامثل یعنی اچھی روش' اچھا طریقہ سنبھال۔ ثم ائتوا صفا یعنی قطار باندھ کر آؤ۔ عرب لوگ کہتے ہیں آج تو صف میں گیا یا نہیں یعنی نماز کے مقام پر۔ فاوجس یعنی موسیٰ کا دل دھڑکنے لگا خیفۃ کی اصل خوفۃ تھی واؤ کو بوجہ کسرہ ماقبل کے ی سے بدل دیا گیا' فی جذوع النخل یعنی علی جذوع النخل۔ خطبک یعنی تیرا حال۔ مساس مصدر ہے ماسہ مساسا سے۔ لامساس یعنی تجھ کو کوئی نہ چھوئے' نہ تو کسی کو چھوئے۔ لننسفنہ یعنی ہم اس کو راکھ کر کے دریا میں اڑا دیں گے۔ لا تضحی ضحی سے ہے یعنی گرمی۔ قُصِّیۡهِ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا کبھی قص کا معنی کہنا اور بیان کرنا بھی آتا ہے۔ (سورۂ یوسف میں) اسی سے نحن نقص علیک ہے۔ لفظ عن جنب اور عن جنابۃ اور عن اجتناب سب کا معنی ایک ہی ہے یعنی دور سے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا علی قدر یعنی وعدے پر۔ لا تنیا یعنی سستی نہ کرو۔ یبسا یعنی خشک۔ من زینۃ القوم۔ یعنی زیور میں سے

فَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿عَلَى قَدَرٍ﴾: مَوعِدٍ. ﴿لاَ تنيا﴾: لاَ تَضْعُفَا. ﴿يَبَسًا﴾: يَابِسًا. ﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَومِ﴾: الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَونَ. ﴿فَقَذَفْنَهَا﴾: أَلْقَيْتَهَا. ﴿أَلْقى﴾: صَنَعَ ﴿فَنَسِيَ﴾: مُوسَى: هُمْ يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنْ لاَ يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلاً فِي الْعِجْلِ.

جو بنی اسرائیل نے فرعون والوں سے مانگ کر لئے تھے۔ فقذفتھا یعنی میں نے اس کو ڈال دیا۔ القی یعنی بنایا۔ فنسی اس کا مطلب یہ ہے کہ سامری اور اس کے لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے غلطی کی جو اس بچھڑے کو خدا نہ سمجھ کر دوسری جگہ چل دیا۔ ان لا یرجع الیھم قولا۔ یعنی وہ بچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں قرآن مجید کے بہت سے ان الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے جو مختلف آیات میں بہ سلسلہ ذکر موسیٰ علیہ السلام وارد ہوئے ہیں۔ قرآن پاک کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے موقع بہ موقع ان الفاظ کا سمجھنا بھی ضروری ہے اور ایسے شائقین کرام کے لئے بخاری شریف کے اس مقام سے بہترین روشنی مل سکے گی۔ اللہ پاک ہر مسلمان مرد اور عورت کو قرآن پاک اور بخاری شریف کا مطالعہ کرنے اور غور و تدبر کے ساتھ ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ یہ بات ہر بھائی کو یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے سرسری مطالعہ کافی نہیں ہے۔ جو لوگ محض سرسری مطالعہ کر کے ان پاکیزہ علوم کے ماہر بننا چاہتے ہیں وہ ایک خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث کو گہری نگاہ سے بار بار مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سچ ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹) آیت شریفہ کے مذکورہ مجاہدہ میں کتاب و سنت کا بنظر بصیرت گہرا مطالعہ کرنا بھی داخل ہے۔ وباللہ التوفیق۔

۳۳۹۳- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ، حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ)). تَابَعَهُ ثَابِتٌ وَعَبَّادُ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۲۰۷]

(۳۳۹۳) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس رات کے متعلق بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوا کہ جب آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملے۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا' خوش آمدید' صالح بھائی اور صالح نبی۔ اس حدیث کو قتادہ کے ساتھ ثابت بنانی اور عباد بن ابی علی نے بھی انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

بعض نسخوں میں اس مقام پر باب نمبر۲۲ جو گذشتہ صفحات میں گذرا ہے بیان ہوا ہے۔ البتہ اس کے تحت کوئی حدیث ذکر نہیں ہوئی۔

۲۴- بَابُ قَولِ اللهِ تَعَالَى:

باب (سورۂ طٰہٰ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کیا تجھ کو موسیٰ کا

﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى - وَكَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾

واقعہ معلوم ہوا ہے اور (سورۂ نساء میں) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا

اللہ کا کلام کرنا برحق ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔

٣٣٩٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رَأَيْتُ مُوسَى وإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسَى فَإِذَا رَجُلٌ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ، وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ إِبْرَاهِيْمَ بِهِ. ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الآخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ: اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيْلَ: أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ، أَمَّا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ)).

[أطرافه في: ٣٤٣٧، ٤٧٠٩، ٥٥٧٦، ٥٦٠٣].

(۳۳۹۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبردی' کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی کیفیت بیان کی جس میں آپ کو معراج ہوا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا' وہ میانہ قد اور نہایت سرخ و سفید رنگ والے تھے۔ ایسے ترو تازہ اور پاک و صاف کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے' میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (دودھ آدمی کی پیدائشی غذا ہے) اگر اسکے بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپکی امت گمراہ ہو جاتی۔

٣٣٩٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنَ مَتَّي. وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيْهِ)).

[أطرافه في: ٣٤١٣، ٤٦٣٠، ٧٥٣٩].

(۳۳۹۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا اور ان سے تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ان کے والد کی طرف منسوب کر کے لیا۔

٣٣٩٦- وَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ

(۳۳۹۶) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

فَقَالَ: ((مُوسَى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. وَقَالَ: عِيْسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ، وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَذَكَرَ الدَّجَّالَ)). [ر حع: ۳۲۳۹]

موسیٰ علیہ السلام گندم گوں اور دراز قد تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قبیلہ شنوہ کے کوئی صاحب ہوں اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بال والے اور میانہ قد کے تھے اور حضور ﷺ نے داروغہ جہنم مالک کا بھی ذکر فرمایا اور دجال کا بھی۔

۳۳۹۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَهُمْ يَصُوْمُوْنَ يَوْمًا - يَعْنِي عَاشُوْرَاءَ - فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ، وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللهُ فِيْهِ مُوسَى، وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ، فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا لِلّٰهِ. فَقَالَ: أَنَا أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ، فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ)). [راجع: ۲۰۰٤]

(۳۳۹۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر کے صاحبزادے (عبداللہ) نے اپنے والد سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ایک دن یعنی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ ان لوگوں (یہودیوں) نے بتایا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے' اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرق کیا تھا۔ اس کے شکر میں موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کا ان سے زیادہ قریب ہوں۔ چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا۔

ان جملہ مرویات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر وارد ہوا ہے۔ احادیث اور باب میں یہی وجہ مناسبت ہے۔ دیگر امور مذکورہ ضمناً ذکر میں آگئے ہیں۔

۲۵- بَابٌ

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلاَثِيْنَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. وَقَالَ مُوسَى لأَخِيْهِ هَارُوْنَ: اخْلُفْنِي فِي قَوْمِ وَأَصْلِحْ، وَلاَ تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ. وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ: رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ، قَالَ: لَنْ تَرَانِي - إِلَى قَوْلِهِ - وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾. يُقَالُ دَكَّهُ: زَلْزَلَهُ فَدُكَّتَا، فَدُكِكْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ

باب سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا پھر اس میں دس راتوں کا اور اضافہ کر دیا اور اس طرح ان کے رب کی میعاد چالیس راتیں پوری کر دیں۔" اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری غیر موجودگی میں میری قوم میں میرے خلیفہ رہو۔ اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنا اور مفسدوں کے راستے پر مت چلنا۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے ٹھہرائے ہوئے وقت پر (ایک چلہ کے) بعد آئے اور ان کے رب نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے" اللہ تعالیٰ کے آخر ارشاد و انا اول المومنین تک۔ عرب لوگ بولتے ہیں دکۃ یعنی اسے ہلا دیا۔ اسی سے ہے (سورۂ حاقہ میں) فدکتا دکۃ

كَانَتَا رَتْقًا﴾ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا: مُلْتَصِقَتَيْنِ. ﴿أُشْرِبُوا﴾ ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوغٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿انْبَجَسَتْ﴾ انْفَجَرَتْ. ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ : رَفَعْنَا.

واحدة تثنیہ کا صیغہ اس طرح درست ہوا کہ یہاں پہاڑوں کو ایک چیز فرض کیا اور زمین کو ایک چیز' قاعدے کے موافق یوں ہونا تھا فدککن بصیغہ جمع۔ اس کی مثال وہ ہے جو سورۂ انبیاء میں ہے ﴿ ان السموات والارض کانتا رتقا ﴾ اور یوں نہیں فرمایا کن رتقا بہ صیغہ جمع (حالانکہ قیاس یہی چاہتا تھا) رتقا کے معنی جڑے ہوئے ملے ہوئے۔ اشربوا (جو سورۂ بقرہ میں ہے) اس شرب سے نکلا ہے جو رنگنے کے معنوں میں آتا ہے جیسے عرب لوگ کہتے ہیں ثوب مشرب یعنی رنگا ہوا کپڑا (سورۂ اعراف میں) نتقنا کا معنی ہم نے اٹھالیا۔

٣٣٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلاَ أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ)).[راجع: ٢٤١٢]

(٣٣٩٨) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے ان کے والد یحییٰ بن عمارہ نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے' پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ تھامے ہوئے ہیں۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں گے یا (بے ہوش ہی نہیں کئے گئے ہوں گے بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلا ملا ہو گا۔

٣٣٩٩- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ لاَ بَنُو إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)).

(٣٣٩٩) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے (سلویٰ کا گوشت جمع کر کے نہ رکھتے) تو گوشت کبھی نہ سڑتا۔ اور اگر حوا نہ ہوتیں (یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے دغا نہ کرتیں) تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت کبھی نہ کرتی۔

مطلب یہ ہے کہ گوشت کو جمع کرنے کی عادت بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی۔ پس گوشت سڑنا شروع ہو گیا۔ اگر یہ عادت اختیار نہ کی جاتی اور گوشت کو بروقت کھالیا جاتا تو اس کے سڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح حضرت حواء حضرت آدم علیہ السلام سے دغا نہ کرتیں تو ان کی بیٹیوں میں بھی یہ خو پیدا نہ ہوتی۔ اللہ پاک منکرین حدیث کو سمجھ دے کہ فہم حدیث کے لئے وہ عقل سلیم سے کام لیں۔

٢٦- بَابُ طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ: لِلْمَوتِ الْكَثِيْرِ : طُوفَانٌ

باب سورۂ اعراف میں طوفان سے مراد سیلاب کا طوفان ہے بکثرت اموات کو بھی طوفان کہتے ہیں۔

﴿الْقُمَّلُ﴾: الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ. ﴿حَقِيقٌ﴾ حَقٌّ. ﴿سُقِطَ﴾: كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ.

القمل اس چیچڑی کو کہتے ہیں جو چھوٹی جوں کے مشابہ ہوتی ہے۔ حقیق بمعنی حق لازم۔ سقط بمعنی نادم ہوا۔ جو شخص شرمندہ ہوتا ہے اس کے لئے عرب لوگ کہتے ہیں سقط فی یدہ تو (گویا) وہ اپنے ہاتھ میں گر پڑا۔

تشریح: یعنی کبھی ہاتھ کو دانتوں سے شدت غم میں کاٹتا ہے اور کبھی ہاتھ سے دوسری حرکتیں کرتا ہے جو غم و الم کو ظاہر کرتی ہیں۔ سورۂ اعراف کی پوری آیت یہ ہے۔ ﴿ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۳۳) یعنی ہم نے فرعونیوں پر طوفان کا عذاب نازل کیا (ایک ہفتہ برابر پانی برستا رہا) اور ٹڈی دل بھیجا اور جوئیں اور مینڈک بکثرت پیدا ہو گئے اور خون کا عذاب نازل کیا جو ہماری قدرت کے کھلے ہوئے نشانات تھے۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے بھی وہ لوگ متکبر اور مجرم ہی بنے رہے۔ ان عذابوں کا ذکر توراۃ میں بھی آیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ دریائے نیل کا پانی لہو کی طرح ہو گیا تھا اور تمام مچھلیاں مرگئی تھیں (خروج) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر ان ہی سے متعلق چند الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے۔

٢٧- بَابُ حَدِيْثُ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ

باب حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات

٣٤٠٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلَى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ: لاَ. فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى: بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ،

(۳۴۰۰) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حر بن قیس فزاری رضی اللہ عنہ سے صاحب موسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا۔ پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور کہا کہ میرا اپنے ان ساتھی سے صاحب موسیٰ کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے جن سے ملاقات کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پوچھا تھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں' میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا' کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اس تمام زمین پر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ کیوں نہیں' ہمارا بندہ خضر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان تک پہنچنے کا راستہ'

فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيْلَ إِلَيْهِ، فَجُعِلَ لَهُ الْحُوتُ آيَةً، وَقِيْلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، فَكَانَ يَتْبَعُ الْحُوتَ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلاَّ الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ. فَقَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي، فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصاً، فَوَجَدَا خَضِراً، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِيْ قَصَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ)). [راجع: ٧٤]

پوچھا تو انہیں مچھلی کو اس کی نشانی کے طور پر بتایا گیا اور کہا گیا کہ جب مچھلی گم ہو جائے (تو جہاں گم ہوئی ہو وہاں) واپس آ جانا وہیں ان سے ملاقات ہو گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام دریا میں (سفر کے دوران) مچھلی کی برابر نگرانی کرتے رہے۔ پھر ان سے ان کے رفیق سفر نے کہا کہ آپ نے خیال نہیں کیا جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی کے متعلق آپ کو بتانا بھول گیا تھا اور مجھے شیطان نے اسے یاد رکھنے سے غافل رکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی کی تو ہمیں تلاش ہے چنانچہ یہ بزرگ اسی راستے سے پیچھے کی طرف لوٹے اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان دونوں کے ہی وہ حالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

تشریح قرآن مجید کی سورۂ کہف میں حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس ملاقات کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ بہت سے ظاہری امور قابل اعتراض نظر آ جاتے ہیں مگر ان کی حقیقت کھلنے پر ان کا حق ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے فتویٰ دینے میں ہر ہر پہلو پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ پاک علماء و فقہاء سب کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے بصیرت حاصل کریں۔ آمین۔

٣٤٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: ((قُلْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ، إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ، فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ، حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيْبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ : أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا. فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ : بَلَى، لِيَ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ. قَالَ : أَيْ رَبِّ وَمَنْ لِي بِهِ؟ - وَرُبَّمَا قَالَ

(٣٤٠١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ نوف بکالی یہ کہتا ہے کہ موسیٰ' صاحب خضر بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں بلکہ وہ دوسرے موسیٰ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دشمن خدا نے بالکل غلط بات کہی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے کہ ان سے پوچھا گیا کون سا شخص سب سے زیادہ علم والا ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کیوں نہیں میرا ایک بندہ ہے جہاں دو دریا آ کر ملتے ہیں وہاں رہتا ہے اور تم سے زیادہ علم والا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے رب

سُفْيَانُ: أَيْ رَبِّ وَكَيْفَ لِيْ بِهِ؟- قَالَ: تأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ، حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتُ فَهُوَ ثَمَّ - وَرُبَمَّا قَالَ: فَهُوَ ثَـمَّهْ - وَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكتَل ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونِ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا، فَرَقَدَ مُوسَى، وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسقَطَ فِيْ البحرِ، فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا، فَأَمْسَكَ اللهُ عَنِ الْحُوتِ جرِيَةَ الْمَاء فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ - فَقَالَ: هَكَذَا مِثْلُ الطَّاقِ - فَانْطَلَقَا يَمْشِيَان بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيومِهِمَا، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنا غداءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَباً. وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَهُ اللهُ. قَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوتَ، وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلاَّ الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ، وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَباً، فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلَهُمَا عَجَبًا. قَالَ لَهُ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي، فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصاً - رَجَعَا يَقُصَّان آثَارَهُمَا - حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّي بِثَوبٍ، فَسَلَّمَ مُوسَى، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ: وَأَنَّي بِأَرْضِكَ السَّلاَمُ قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا. قَالَ: يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ

العالمین! میں ان سے کس طرح مل سکوں گا؟ سفیان نے (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کئے کہ "اے رب!" "وکیف لی بہ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی پکڑ کر اسے اپنے تھیلے میں رکھ لینا' جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے بس میرا وہ بندہ وہیں تم کو ملے گا۔ بعض دفعہ راوی نے (بجائے فھو ثم کے) فھو ثمہ کہا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے لی اور اسے ایک تھیلے میں رکھ لیا۔ پھر وہ اور ایک ان کے رفیق سفر یوشع بن نون روانہ ہوئے' جب یہ چٹان پر پہنچے تو سر سے ٹیک لگالی' موسیٰ علیہ السلام کو نیند آ گئی اور مچھلی تڑپ کر نکلی اور دریا کے اندر چلی گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور وہ محراب کی طرح ہو گئی' انہوں نے واضح کیا کہ یوں محراب کی طرح۔ پھر یہ دونوں اس دن اور رات کے باقی حصے میں چلتے رہے' جب دوسرا دن آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا کہ اب ہمارا کھانا لاؤ کیونکہ ہم اپنے اس سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت تک کوئی تھکان محسوس نہیں کی تھی جب تک وہ اس مقررہ جگہ سے آگے نہ بڑھ گئے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کے رفیق نے کہا کہ دیکھئے تو سہی جب ہم چٹان پر اترے تھے تو میں مچھلی (کے متعلق کہنا) آپ سے بھول گیا اور مجھے اس کی یاد سے شیطان نے غافل رکھا اور اس مچھلی نے تو وہیں (چٹان کے قریب) دریا میں اپنا راستہ عجیب طور پر بنالیا تھا۔ مچھلی کو تو راستہ مل گیا اور یہ دونوں حیران تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی وہ جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم نکلے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں اسی راستے سے پیچھے کی طرف واپس ہوئے اور جب اس چٹان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ اپنا سارا جسم ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے موجود تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ تمہارے خطے میں سلام کا رواج کہاں سے آ گیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا' بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے وہ

عَلَّمَنِيْهُ اللّٰهُ لاَ تَعْلَمُهُ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لاَ أَعْلَمُهُ. قَالَ: هَلْ أَتَّبِعُكَ؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا، وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا - إِلَى قَوْلِهِ - إِمْرًا. فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ كَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَحْمِلُوْهُمْ، فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ. فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ جَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ، فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ، قَالَ لَهُ الْخَضِرُ : يَا مُوسَى، مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلاَّ مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُوْرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ. إِذْ أَخَذَ الْفَأْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا، فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِلاَّ وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: مَا صَنَعْتَ؟ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا، لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا. قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ: لاَ تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيْتُ، وَلاَ تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا. فَكَانَتِ الْأُوْلَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا. فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَلَعَهُ بِيَدِهِ هٰكَذَا - وَأَوْمَأَ سُفْيَانُ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ كَأَنَّهُ يَقْطِفُ شَيْئًا - فَقَالَ لَهُ مُوسَى: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ؟ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا. قَالَ :

علم نافع سکھا دیں جو آپ کو سکھلایا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے موسیٰ! میرے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم سکھایا ہے اور آپ اس کو نہیں جانتے۔ اسی طرح آپ کے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اسے نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اور واقعی آپ ان کاموں کے بارے میں صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إمراً" تک آخر موسیٰ اور خضر علیہما السلام دریا کے کنارے کنارے چلے۔ پھر ان کے قریب سے ایک کشتی گزری۔ ان حضرات نے کہا کہ انہیں بھی کشتی والے کشتی پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کوئی مزدوری لئے بغیر ان کو سوار کر لیا۔ جب یہ حضرات اس پر سوار ہو گئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے بیٹھ کر اس نے پانی میں اپنی چونچ کو ایک یا دو مرتبہ ڈالا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم کی وجہ سے اللہ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں ہوئی جتنی اس چڑیا کے دریا میں چونچ مارنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوئی ہو گی۔ اتنے میں خضر علیہ السلام نے کلہاڑی اٹھائی اور اس کشتی میں سے ایک تختہ نکال لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جو نظر اٹھائی تو وہ اپنی کلہاڑی سے تختہ نکال چکے تھے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ جن لوگوں نے ہمیں بغیر کسی اجرت کے سوار کر لیا انہیں کی کشتی پر آپ نے بری نظر ڈالی اور اسے چیر دیا کہ سارے کشتی والے ڈوب جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے نہایت ناگوار کام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ (یہ بے صبری اپنے وعدہ کو بھول جانے کی وجہ سے ہوئی، اس لیے) آپ اس چیز کا مجھ سے مؤاخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا اور میرے معاملے میں تنگی نہ فرمائیں۔ یہ پہلی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھول کر ہوئی تھیں پھر

أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ: إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلاَ تُصَاحِبْنِي، قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا. فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا، فَأَبَوا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنقَضَّ﴾ مَائِلاً - أَوْ مَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا، وَأَشَارَ سُفْيَانُ كَأَنَّهُ يَمْسَحُ شَيْئًا إِلَى فَوق، فَلَمْ أَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ ((مَائِلاً)) إِلاَّ مَرَّةً - قَالَ: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا، عَمَدْتَ إِلَى حَائِطِهِمْ ﴿لَوْ شِئْتَ لاَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا. قَالَ: هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ، سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا)). قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَوْ كَانَ صَبَرَ يُقَصُّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)) قَالَ: وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا. وَأَمَّا الْغُلاَمُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ. ثُمَّ قَالَ لِيْ سُفْيَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ. قِيْلَ لِسُفْيَانَ: حَفِظْتَهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو أَوْ تَحَفَّظْتَهُ مِنْ إِنْسَانٍ؟ فَقَالَ: مِمَّنْ أَتَحَفَّظُهُ، وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِي؟ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ)).

جب دریائی سفر ختم ہوا تو ان کا گزر ایک بچے کے پاس سے ہوا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر اپنے ہاتھ سے (دھڑ سے) جدا کر دیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے (جدا کرنے کی کیفیت بتانے کے لیے) اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز توڑ رہے ہوں۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک جان کو ضائع کر دیا۔ کسی دوسری جان کے بدلے میں بھی یہ نہیں تھا۔ بلاشبہ آپ نے ایک برا کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا' کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا' اچھا اس کے بعد اگر میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو پھر آپ مجھے ساتھ نہ لے چلئے گا' بے شک آپ میرے بارے میں حد عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر یہ دونوں آگے بڑھے اور جب ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کہا کہ وہ انہیں اپنا مہمان بنالیں' لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ سفیان نے (کیفیت بتانے کے لیے) اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز اوپر کی طرف پھیر رہے ہوں۔ میں نے سفیان سے "مائلا" کا لفظ صرف ایک مرتبہ سنا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے تھے کہ ہم ان کے یہاں آئے اور انہوں نے ہماری میزبانی سے بھی انکار کیا۔ پھر ان کی دیوار آپ نے ٹھیک کر دی' اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت ان سے لے سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس یہاں سے میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہو گئی جن باتوں پر آپ صبر نہیں کر سکے' میں ان کی تاویل و توجیہ آپ تم پر واضح کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری تو خواہش یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ تکوینی واقعات ہمارے لیے بیان کرتا۔ سفیان نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے' اگر انہوں نے صبر کیا ہوتا تو ان کے (مزید واقعات) ہمیں معلوم ہوتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (جمہور کی قرأت و رانهم

[راجع: ٧٤]

کے بجائے) " امامھم ملک یاخذ کل سفینة غصبا " پڑھا ہے۔ اور وہ بچہ (جس کی حضرت خضر علیہ السلام نے جان لی تھی) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔ پھر مجھ سے سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی اور انہیں سے (سن کر) یاد کی تھی۔ سفیان نے کسی سے پوچھا تھا کہ کیا یہ حدیث آپ نے عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے ہی کسی دوسرے شخص سے سن کر (جس نے عمرو بن دینار سے سنی ہو) یاد کی تھی؟ یا (اس کے بجائے یہ جملہ کہا) " تحفظته من انسان " (شک علی بن عبداللہ کو تھا) تو سفیان نے کہا کہ دوسرے کسی شخص سے سن کر میں یاد کرتا' کیا اس حدیث کو عمرو بن دینار سے میرے سوا کسی اور نے بھی روایت کیا ہے؟ میں نے ان سے یہ حدیث دو یا تین مرتبہ سنی اور انہیں سے سن کر یاد کی۔

٣٤٠٢- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الأَصْبهانيُّ أخبرنَا ابْنُ الْمُبارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عنْ همَّام بْن مُنبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّمَا سُمِّيَ الْخضِرُ لأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ)).

(٣٤٠٢) ہم سے محمد بن سعید اصبہانی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' خضر علیہ السلام کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک سوکھی زمین (جہاں سبزی کا نام بھی نہ تھا) پر بیٹھے۔ لیکن جوں ہی وہ وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

تشریح کہتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلیا بن ملکان بن قانع بن عابہ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔ وہ حضرات ابراہیم علیہ السلام سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے اور بھی مختلف روایات ہیں۔ بقول قسطلانی اکثر علماء و صوفیاء کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اور محققین امت اہل حدیث نے کہا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان کے بیٹھنے سے زمین کا سرسبز ہونا ان کی کرامت تھی۔ اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے بشرطیکہ صحیح طور پر ثابت ہو۔ من گھڑت نہ ہو مگر یہ کرامت محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ فروۃ بیضاء کی تفسیر میں امام ابن حجر لکھتے ہیں۔ الفروة قیل هی جلدة وجه الارض جلس علیها فانبتت و صارت خضرا و جازفی الخضر فتح الخاء و کسرها واختلف فی نبوته قال الثعلبی کان فی زمن ابراهیم الخلیل و قال الاکثرون انه حی موجود الیوم --- الی اخره --- کذا فی الکرمانی قال العینی والمطابقة من حدیث ان الخضر مذکور فیه کذا فی الفتح۔

روایت میں جس شخص نوفل بکالی کا ذکر ہے اہل دمشق سے ایک فاضل تھا اور یہ بھی مروی ہے کہ یہ کعب احبار کا بھتیجا تھا' اس کا خیال تھا کہ صاحب خضر موسیٰ بن میشا ہیں جو توراۃ کی بنا پر رسول ہیں مگر صحیح بات یہی ہے کہ یہ صاحب خضر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔ مجمع البحرین جس کا ذکر ہے وہ جگہ ہے جہاں بحر فارس اور بحر روم ملتے ہیں۔ مچھلی جو ناشتہ کے لئے ساتھ میں بھون کر رکھی گئی تھی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے ہمراہ لے کر صخرہ کے پاس پہنچے تو وہاں آب حیات کا چشمہ تھا جس سے وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں کود گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراضات ظاہری حالات کی بنا پر تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جب حقائق کا اظہار کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہ تھا۔ مزید تفصیلات کتب تفاسیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

٢٨ - بَابٌ

٣٤٠٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قِيْلَ لِبَنِي إِسْرَائِيْلَ: ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ، فَبَدَّلُوا وَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)).

[طرفاه في : ٤٤٧٩، ٤٦٤١].

باب

(٣٤٠٣) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام بن منبہ نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ و رکوع کرتے ہوئے داخل ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ یا اللہ! ہم کو بخش دے۔ لیکن انہوں نے اس کو الٹا کیا اور اپنے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے "حبة فی شعرہ" (یعنی بالیوں میں دانے خوب ہوں) داخل ہوئے۔

پروردگار سے ٹھٹھا کے طور پر یہ کہنا شروع کیا تو خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے۔

٣٤٠٤- حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلاَّ مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ، وَإِمَّا آفَةٌ. وَإِنَّ اللهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ. فَجَعَلَ

(٣٤٠٤) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' ان سے عوف بن ابو جمیلہ نے بیان کیا' ان سے امام حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس بن عمرو نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیا کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے' وہ کیوں باز رہ سکتے تھے' ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لئے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ان کی ہفوات سے پاکی دکھلائے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لئے آئے اور ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لئے بڑھے لیکن پتھر ان

يَقُولُ: ثَوبِي حَجَر، ثَوبِي حَجَر. حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلاٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَ اللهِ إِنَّ بِالْحجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لاَ تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ آذَوا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا : وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيْهًا﴾ [الأحزاب: ٦٩].
[راجع: ٢٧٨]

کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دے دے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا' اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی برأت کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ خدا کی قسم اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی' پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔" میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ باب سے یہی مناسبت ہے۔ قرآن پاک کی آیت ﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى ﴾ (الاحزاب:٦٩) میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

٣٤٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا. فَقَالَ رَجُلٌ : إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ : ((يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى، قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

(٣٤٠٥) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابووائل سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مال تقسیم کیا' ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضاجوئی کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ آپ غصہ ہوئے اور میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے' ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تھی مگر انہوں نے صبر کیا۔

کہنے والا ایک منافق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کی بکواس پر صبر کیا اور اس بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

٢٩- بَابُ ﴿يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ﴾ [الأعراف : ١٣٨]

﴿مُتَبَّرٌ﴾: خُسْرَانٌ. ﴿وَلِيُتَبِّرُوا﴾: يُدَمِّرُوا

باب اللہ پاک کا (سورۂ اعراف میں) فرمانا کہ وہ اپنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے

اور اسی سورت میں متبر کے معنی تباہی' نقصان۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ولیتبروا کا معنی خراب کریں۔ ماعلوا کا معنی

﴿مَا عَلَوا﴾: مَا غَلَبُوا. جس جگہ حکومت پائیں' غالب ہوں۔

سورۂ بنی اسرائیل کا لفظ ولیتبروا گو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے متعلق نہ تھا مگر متبر اور اس کا مادہ ایک ہونے سے اس کو یہاں بیان کر دیا اور لفظ ما علوا' لیتبروا کے بعد سورۂ بنی اسرائیل میں مذکور تھا اس لئے اس کو بھی بیان کر دیا۔

٣٤٠٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَجْنِي الْكَبَاثَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ)). قَالُوا: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ قَالَ: ((وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ رَعَاهَا؟)).

[طرفه في: ٥٤٥٣].

(٣٤٠٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو' کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا' کیا حضور نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

تشریح اس حدیث میں چونکہ سب پیغمبروں کا ذکر ہے تو ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آ گئے بلکہ نسائی کی روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ بکریاں ہر پیغمبر نے اس لئے چرائی ہیں کہ ان کے چرانے کے بعد پھر آدمیوں کے چرانے کا کام ان کو سونپا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس لیے کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ نبوت اور پیغمبری اللہ کی دین ہے جسے وہ اپنے ناتواں بندوں کو دیتا ہے یعنی چرواہوں کو' دنیا کے مغرور لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ قال فی الفتح والمناسب بقصص موسی من جهة عموم قوله و هل من نبی الاوقد رعاها فدخل فیه موسی

٣٠- بَابُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ الآيَة [البقرة: ٦٧].

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں فرمانا' وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو" آخر آیت تک۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا مالدار تھا جس کی لڑکی تھی اور ایک بھتیجا تھا۔ بھتیجے نے ورثہ اور لڑکی سے شادی کی طمع میں اپنے چچا کو قتل کر ڈالا اور لاش کو دوسری جگہ لے جا کر ڈال دیا۔ پھر صبح خود ہی شور و غل' رونا پیٹنا شروع کیا اور جہاں لاش کو ڈالا تھا وہاں کے رہنے والوں کے ذمہ اس خون کو لگایا۔ اہل محلہ اس قصہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ آپ نے یہ حکم فرمایا جو سورۂ بقرہ کی آیات مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں اپنے شرائط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی۔ لہٰذا آیات قرآنی پر اشارہ کرنا کافی سمجھا۔ ان آیات میں مشکل الفاظ کی وضاحت بھی اسی سلسلہ میں ہے۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: الْعَوَانُ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ. ﴿فَاقِعٌ﴾: صَافٍ. ﴿لاَ ذَلُولٌ﴾: لَمْ يُذِلَّهَا الْعَمَلُ ﴿تُثِيرُ

ابوالعالیہ نے کہا کہ (قرآن مجید میں لفظ) العوان نوجوان اور بوڑھے کے درمیان کے معنی میں ہے۔ فاقع بمعنی صاف۔ لا ذلول یعنی جسے کام نے نڈھال اور لاغر نہ کر دیا ہو۔ تثیر الارض یعنی وہ اتنی کمزور نہ

﴿الأَرْضَ﴾: لَيْسَتْ بِذَلُولٍ تُثِيرُ الأَرْضَ وَلاَ تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ. ﴿مُسَلَّمَةٌ﴾: مِنَ الْعُيُوبِ. ﴿لاَ شِيَةَ﴾: بَيَاضٌ. ﴿صَفْرَاءُ﴾: إِنْ شِئْتَ سَوْدَاء وَيُقَالُ صَفْرَاءُ كَقَوْلِهِ: ﴿جِمَالاَتٌ صُفْرٌ﴾. ﴿فَادَّارَأْتُمْ﴾ اخْتَلَفْتُمْ.

ہو کہ زمین نہ جوت سکے اور نہ کھیتی باڑی کے کام کی ہو۔ مسلمة یعنی صحیح سالم اور عیوب سے پاک ہو۔ لاشية یعنی داغی (نہ ہو) صفراء اگر تم چاہو تو اس کے معنی سیاہ کے بھی ہو سکتے ہیں اور زرد کے بھی جیسے جمالة صفر میں ہے۔ فادارأتم بمعنی فاختلفتم تم نے اختلاف کیا۔ مزید معلومات کے لئے ان مقامات قرآن کا مطالعہ ضروری ہے جہاں یہ الفاظ آئے ہیں۔

٣١- بَابُ وَفَاةِ مُوسَى، وَذِكْرِهِ مَا بَعْدَهُ

باب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے بعد کے حالات کا بیان

٣٤٠٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيْدُ الْمَوْتَ. قَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِمَا غَطَتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٍ. قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : ثُمَّ الْمَوْتُ. قَالَ: فَالآنَ. قَالَ : فَسَأَلَ اللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ. قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الأَحْمَرِ)). قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(۳۴۰۷) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن طاؤس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا' جب ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں چانٹا مارا (کیونکہ وہ انسان کی صورت میں آیا تھا) ملک الموت' اللہ رب العزت کی بارگاہ میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ تو نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لئے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوبارہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں' ان کے ہاتھ میں جتنے بال اس کے آ جائیں ان میں سے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا) حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی کیوں نہ آ جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بیت المقدس سے مجھے اتنا قریب کر دیا جائے کہ (جہاں ان کی قبر ہو وہاں سے) اگر کوئی پتھر پھینکنے والا پتھر پھینکے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں

موجود ہوتا تو بیت المقدس میں' میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے کے کنارے پر ہے' ریت کے سرخ ٹیلے سے نیچے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا۔

تشریح ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے تھے۔ لہٰذا آدمی جان کر آپ نے ان کو طمانچہ مارا' یہ چیز عقل سے بعید نہیں ہے۔ مگر منکرین حدیث کو بہانہ چاہیے۔ انہوں نے اس حدیث کو بھی تختہ مشق بنایا ہے جو سرا سر ان کی جہالت ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت معلوم ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں موت ہی کو پسند کیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آخر وقت میں یہی کہا گیا تھا آپ نے بھی رفیق اعلیٰ سے الحاق کے لئے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود بیت المقدس میں دفن ہونے کی دعا اس لئے نہیں فرمائی کہ آپ کو بنی اسرائیل کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ آپ کی قبر کو پوجنے لگ جائیں گے جیسا کہ مشرکین کا حال ہے کہ اپنے انبیاء و صلحاء کے مزارات کو عبادت گاہ بناتے چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کعبہ شریف سے ڈھائی سو میل دور مدینہ طیبہ میں اللہ نے آرام گاہ نصیب فرمائی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمہ میں دفن ہوتے تو امت اسلامیہ کے جہال کی طرف سے بھی یہی خطرہ تھا۔ پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری قبر کو وثن (بت) نہ بنائیو کہ لوگ یہاں آ کر پوجا پاٹ شروع کر دیں۔ الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی اور آج تک مسلمان نما مشرکوں کو وہاں آپ کی قبر کی پوجا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

٣٤٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْعَالَمِيْنَ - فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ - فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِيْنَ. فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ: ((لاَ تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ

(٣٤٠٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمان اور سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا۔ مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا' قسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ کہا۔ اس پر یہودی نے کہا' قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا۔ اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنے اور مسلمان کے جھگڑے کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیئے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور

الْعرْش. فَلاَ أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي. أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ)).

[راجع: ٢٤١١]

مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے یا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے والوں میں ہی نہیں رکھا تھا۔

تشریح یعنی مجھ کو دوسرے نبیوں پر اس طرح فضیلت نہ دو کہ ان کی توہین نکلے۔ یا یہ حکم اس وقت کا ہے جب آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ جملہ پیغمبروں سے افضل ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اپنی رائے سے فضیلت نہ دو جتنا شرع میں وارد ہوا ہے اتنا ہی کہو۔ حشر میں بے ہوش نہ ہونے والوں کا استثنا اس آیت میں ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شَآءَ اللهُ (الزمر: ٦٨) یعنی جس وقت صور پھونکا جائے گا تو سب اہل محشر بے ہوش ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے گا وہ بے ہوش نہ ہو گا ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ بھی اس استثنا میں شامل ہوں۔

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ. فَقَالَ لَهُ آدَمُ : أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالاَتِهِ وَبِكَلاَمِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسى مَرَّتَيْنِ)).[أطرافه في : ٤٧٣٦، ٤٧٣٨، ٦٦١٤، ٧٥١٥].

(٣٤٠٩) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حضرت موسیٰ اور حضرت آدم علیہ السلام نے آپس میں بحث کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ آدم ہیں جنہیں ان کی لغزش نے جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام بولے اور آپ موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا' پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے مقدر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔

اس حدیث میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چن لیا اور پیغمبری عطا فرمائی۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔

٣٤١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيْلَ: هَذَا

(٣٤١٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حصین بن نمیر نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے سامنے تمام امتیں لائی گئیں اور میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت آسمان کے کناروں پر چھائی ہوئی ہے۔ پھر بتایا گیا کہ یہ اپنی قوم کے

مُوسَى فِي قَوْمِهِ)). [أطرافه في : ٥٧٠٥، ٥٧٥٢، ٦٤٧٢، ٦٥٤١].

ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

٣٢- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً لِلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ - إِلَى قَوْلِهِ - وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ﴾ [التحريم : ١١]

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے''

اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وکانت من القانتین'' تک

٣٤١١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمَدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

[أطرافه في : ٣٤٣٣، ٣٧٦٩، ٥٤١٨].

(٣٤١١) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے مرہ ہمدانی نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہما السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی' ہاں عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

تشریح ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو روٹی اور شوربا ملا کر بنایا جاتا ہے۔ کمال سے مراد یہاں وہ کمال ہے جو ولایت سے بڑھ کر نبوت کے قریب پہنچا' مگر نبوت نہ ملی ہو۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ ولی تو بہت سی عورتیں گزری ہیں اور پیغمبر کوئی عورت نہیں گزری۔ اس پر اجماع ہے مگر اشعری نے کہا ہے کہ چھ عورتیں پیغمبر گزری ہیں حوا' سارہ' موسیٰ کی والدہ' ہاجرہ' آسیہ اور مریم۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٣٣- بَابُ ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى﴾ الآية [القصص : ٧٦]

﴿لَتَنُوءُ﴾: لَتثْقُلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُولِي الْقُوَّةِ﴾: لاَ يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ. يُقَالُ: ﴿الْفَرِحِيْنَ﴾: الْمَرِحِيْنَ. ﴿وَيْكَأَنَّ اللهَ﴾ مِثْلُ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ.

باب قارون کا بیان ''بے شک قارون' موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا'' الآیۃ (سورۂ قصص)

(آیت میں) لتنوء بمعنی لتثقل یعنی بھاری ہوتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اولی القوۃ کی تفسیر میں کہا کہ اس کی کنجیوں کو لوگوں کی ایک طاقتور جماعت بھی نہ اٹھا پاتی تھی۔ الفرحین بمعنی المرحین اترانے والے ویکان' الم تران کی طرح ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے

رزق میں فراخی کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔

کہتے ہیں قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا مگر دنیاوی دولت میں مغرور ہو کر کافر ہو گیا۔ حالانکہ توراۃ کا عالم تھا مگر دنیا داری نے اسے اس حد تک گمراہ کر دیا کہ آخر نتیجہ وہ ہوا جو قرآن میں مذکور ہے۔

٣٤- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُم شُعَيْبًا﴾ [الأعراف: ٨٥، هود: ٨٤، العنكبوت: ٣٦] إلى أَهلِ مَدْيَن، لأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ، وَمِثْلُهُ: ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيْرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيْرِ. ﴿وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ لَمْ يَلتَفِتُوا إِلَيْهِ، يُقَالُ إِذَا لَمْ تُقْضَ حَاجَتُهُ: ظَهَرْتَ حَاجَتِي، وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا. قَالَ: الظِّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ. ﴿مَكَانَتُهُمْ﴾ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ. ﴿يَغْنَوا﴾: يَعِيْشُوا. ﴿يَأْيَسُ﴾: يَحْزَنُ ﴿آسَى﴾: أَحْزَنُ. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ يَسْتَهْزِئُونَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَيْكَةُ﴾: الأَيْكَةُ. ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾: إِظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ

باب اس بیان میں کہ "والی مدین اخاھم شعیبا" سے اہل مدین مراد ہیں کیونکہ مدین ایک شہر تھا بحر قلزم پر۔

اس کی مثال جیسے سورۂ یوسف میں فرمایا واسال القریۃ واسال العیر یعنی بستی والوں سے اور قافلہ والوں سے پوچھ لے۔ ظھریا یعنی ادھر ادھر پھر کر نہیں دیکھتے۔ عرب لوگ جب ان کا کام نہ نکلے تو کہتے ہیں ظھرت حاجتی یا جعلتنی ظھریا تو نے میرا کام پس پشت ڈال دیا' یا مجھ کو پس پشت کر دیا۔ ظھری اس جانور یا ظرف کو کہتے ہیں جس کو تو اپنی قوت بڑھانے کے لئے ساتھ رکھے مکانتھم اور مکانھم دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ لم یغنوا زندہ نہیں رہے تھے۔ وہاں بسے ہی نہ تھے (سورۂ مائدہ میں) فلاتاس رنجیدہ نہ ہو (سورہ اعراف میں) اسی رنجیدہ ہوں' غم کروں۔ امام حسن بصری نے کہا (سورۂ ہود میں) کافروں کا جو یہ قول نقل کیا۔ ﴿ انک لانت الحکیم الرشید ﴾ تو یہ کافروں نے ٹھٹھے کے طور پر کہا تھا۔ مجاہد نے کہا سورۂ شعراء میں لیکۃ سے مراد ایکۃ ہے یعنی جھاڑی میں۔ یوم الظلۃ یعنی جس دن عذاب ایک سائبان کی شکل میں نمودار ہوا (ابر میں سے آگ برسی)

٣٥- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ- ﴿وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾ [الصافات: ١٣٩] قال مُجَاهِدٌ: مُذْنِبٌ. الْمَشْحُونُ: الْمُوقَرُ. ﴿فَلَو لاَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ﴾ الآية ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ﴾ بِوَجْهِ الأَرْضِ ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ

باب حضرت یونس علیہ السلام کا بیان

سورۂ صافات میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا "اور بے شک یونس علیہ السلام آخر آیت "وھو ملیم" تک۔ مجاہد نے کہا ملیم گنہگار' المشحون بوجھل بھری ہوئی۔ فلولا انہ کان من المسبحین۔ آخر تک۔ فنبذناہ بالعراء کا معنی روئے زمین یقطین وہ درخت جو اپنی جڑ پر کھڑا نہیں رہتا جیسے کدو وغیرہ۔ و ارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون فامنوا فمتعناھم الی حین (سورہ ن میں فرمایا) مکظوم جو کظیم کے معنی میں ہے یعنی مغموم

شَجَرَة مِنْ يَقْطِيْنٍ﴾ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ أَصْلٍ، الدُّبَاءِ وَنَحْوِهِ. ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيْدُوْنَ، فَآمِنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِيْنٍ﴾. ﴿ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾ [القلم : ٤٨]، ﴿كَظِيْمٌ﴾: وَهُوَ مَغْمُوْمٌ.

رنجیدہ۔

٣٤١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الأَعْمَشُ ح. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ)) زَادَ مُسَدَّدٌ : ((يُونُسَ بْنُ مَتَّي)). [طرفه في : ٤٦٠٣، ٤٨٠٤].

(۳۴۱۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے اعمش نے بیان کیا (دوسری سند) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کہے کہ میں حضرت یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ مسدد نے یونس بن متی علیہ السلام کے لفظ بڑھا کر روایت کیا۔

٣٤١٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى. وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيْهِ)). [راجع: ٣٣٩٥]

(۳۴۱۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔ آپ نے ان کے والد کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

تشریح حضرت یونس علیہ السلام کو قرآن مجید نے ذوالنون یعنی مچھلی والا بھی کہا ہے جنہوں نے مچھلی کے پیٹ میں جا کر آیت کریمہ ﴿ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین ﴾ کا ورد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ان کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ باہر نکال لیا۔ اس آیت کریمہ کے ورد میں اب بھی یہی تاثیر ہے۔

٣٤١٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ،

(۳۴۱۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' ان سے عبدالعزیز بن ابو سلمہ نے' ان سے عبداللہ بن فضل نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں کو ایک یہودی اپنا سامان دکھا رہا تھا لیکن اسے اس کی جو قیمت لگائی گئی اس پر وہ راضی نہ تھا۔ اس لئے کہنے لگا کہ ہرگز نہیں'

فَقَالَ: لَا وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ : تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا؟ فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ : أَبَا الْقَاسِمِ، إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا، فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي؟ فَقَالَ: لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ : ((لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ أُخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ، أَمْ بُعِثَ قَبْلِي)).

[راجع: ٢٤١١]

اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ یہ لفظ ایک انصاری صحابی نے سن لئے اور کھڑے ہو کر انہوں نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ ابھی ہم میں موجود ہیں اور تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ اس پر وہ یہودی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا' اے ابوالقاسم! میرا مسلمانوں کے ساتھ امن اور صلح کا عہد و پیمان ہے۔ پھر فلاں شخص کا کیا حال ہو گا جس نے میرے منہ پر چانٹا مارا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس صحابی سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے منہ پر کیوں چانٹا مارا؟ انہوں نے وجہ بیان کی تو آپ غصے ہو گئے اس قدر کہ غصے کے آثار چہرۂ مبارک پر نمایاں ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں آپس میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو' جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی' سوا ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا' لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہوئے کھڑے ہوں گے' اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ انہیں طور کی بے ہوشی کا بدلا دیا گیا ہو گا یا مجھ سے بھی پہلے ان کی بے ہوشی ختم کر دی گئی ہو گی۔

٣٤١٥- ((وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنَ مَتَّى)). [أطرافه في: ٣٤١٦، ٤٦٠٤، ٤٦٣١، ٤٨٠٥].

(۳۴۱۵) اور میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متی سے بہتر ہے۔

٣٤١٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)). [راجع: ٣٤١٥]

(۳۴۱۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کسی شخص کے لئے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے افضل ہوں۔

تشریح: یعنی اپنی رائے اور عقل سے کیونکہ فضیلت ایک مخفی امر ہے۔ اس کا اللہ کے علم پر چھوڑنا بہتر ہے مگر چونکہ دوسری حدیثوں میں اس کی صراحت آ گئی کہ آنحضرت ﷺ سب انبیاء کے سردار ہیں' اس لئے آپ کو ان سے بہتر کہنا جائز ہوا مگر ادب کے ساتھ کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین نہ ہو (وحیدی)

٣٦- بَابُ ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ﴾ [الأعراف : ١٦٣] :

يَتَعَدَّوْنَ، يَتَجَاوَزُونَ فِي السَّبْتِ ﴿إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعاً﴾ - شَوَارِعَ. إِلَى قَوْلِهِ - ﴿كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾.

باب اللہ پاک کا (سورۂ اعراف میں) یہ فرمانا ان یہودیوں سے اس بستی (ایلہ) کا حال پوچھ جو سمندر کے نزدیک تھی

یہ لوگ ہفتہ کے دن زیادتی کرنے لگے۔ شُرَّعًا یعنی شوارع' پانی پر تیرتی ہوئی۔ آخر آیت ﴿کونوا قردۃ خاسئین﴾ تک۔

ان بستی والوں نے حیلہ سازی سے کام لیا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنا چھوڑا مگر اس دن مچھلیاں بکثرت آتیں اور یہ ان کو روک کر ایک جگہ گھیر رکھتے پھر دوسرے دنوں میں شکار کرتے۔ اسی حرکت کا آیت مذکورہ میں ذکر ہے۔ صد افسوس کہ مسلمانوں میں بھی ایسے فقہائے کرام پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے کتاب الحیل یعنی حیلہ سازی کے مختلف طریقے بتلانے کے لئے کتابیں لکھ ڈالیں اور اس بارے میں یہودیوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اللہ سب کو صراط مستقیم نصیب کرے۔ آمین

٣٧ - بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوراً﴾ [النساء : ١٦٢، الإسراء : ٥٥]

﴿الزُّبُرُ﴾: الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُورٌ. زَبَرْتُ: كَتَبْتُ. ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلاً، يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ﴾ [سبأ : ١٠-١١]. قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِي مَعَهُ. ﴿وَالطَّيْرَ، وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ، أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ﴾ : الدُّرُوعَ ﴿وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ الْمَسَامِيرِ وَالْحَلَقِ، وَلاَ يُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ، وَلاَ تَعْظُمْ فَيَفْصِمَ. ﴿أَفْرِغْ﴾ : أَنْزِلْ. ﴿بَسْطَةً﴾: زِيَادَةً وَفَضْلاً. ﴿وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾.

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور"

الزبر بمعنی الکتب اس کا واحد زبور ہے۔ زبرت بمعنی کتبت میں نے لکھا۔ اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنے پاس سے فضل دیا (اور ہم نے کہا تھا کہ) اے پہاڑ! ان کے ساتھ تسبیح پڑھا کر۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ (اوبی معه) کے معنی سبحی معه ہے اور پرندوں کو بھی ہم نے ان کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا تھا کہ اس سے زرہیں بنائیں۔ سابغات کے معنی دروع کے ہیں یعنی زرہیں۔ وقدر فی السرد کا معنی ہیں' اور بنانے میں ایک خاص انداز رکھ (یعنی زرہ کی) کیلوں اور حلقے کے بنانے میں۔ کیلوں کو اتنا باریک بھی نہ کر کہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ اتنی بڑی ہوں کہ حلقہ ٹوٹ جائے اور اچھے عمل کرو۔ بے شک تم جو بھی عمل کرو گے میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

٣٤١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ

(٣٤١٧) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)) رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کردی گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ اس کی روایت موسیٰ بن عقبہ نے کی' ان سے صفوان نے' ان سے عطاء بن یسار نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

[راجع: ۲۰۷۳]

تشریح اس قدر جلد زبور پڑھ لینا حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ لیکن اب عام مسلمانوں کے لئے قرآن کا ختم تین دن سے پہلے کرنا سنت کے خلاف ہے۔ جس نے قرآن پاک تین دن سے پہلے اور تین دن سے کم میں ختم کیا اس نے قرآن فہمی کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے سب بھائیوں میں پستہ قد تھے اس لئے لوگ ان کو بنظر حقارت دیکھتے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کے بھائیوں پر فضیلت دی اور ان پر زبور نازل فرمائی۔ اس طرح انجیل کا یہ فقرہ صحیح ہوا کہ جس پتھر کو معماروں نے خراب دیکھ کر پھینک دیا تھا' وہی محل کے کونے کا صدر نشین ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوہے کا کام بطور معجزہ عطا فرمایا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا اور وہ ان سے زرہیں اور مختلف سامان بناتے۔ یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ حدیث شریف میں ان کے روزہ کی بھی تعریف کی گئی ہے اور قرآن مجید میں ان کی عبادت و ریاضت اور انابت الی اللہ کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

٣٤١٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ: وَاللهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتَ؟)) قُلْتُ: قَدْ قُلْتُهُ. قَالَ: ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذَلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)).

(۳۴۱۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ میں نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم' جب تک میں زندہ رہوں گا' دن میں روزے رکھوں گا اور رات بھر عبادت کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی قسم جب تک زندہ رہوں گا دن بھر روزے رکھوں گا اور رات بھر عبادت کروں گا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے یہ جملہ کہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے نبھا نہیں سکو گے' اس لئے روزہ بھی رکھا کرو اور بغیر روزے کے بھی رہا کرو اور رات میں عبادت بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو۔ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھا کرو' کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے اس طرح روزہ کا یہ طریقہ بھی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی

فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((فَصُمْ يَوماً وَأَفْطِرْ يَومَيْنِ)). قَالَ: قُلْتُ : إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)). قَالَ : ((فَصُمْ يَوماً وَأَفْطِرْ يَوماً، وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ)). قُلْتُ : إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((لاَ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)).

[راجع: ۱۱۳۱]

بھر کے روزے جیسا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اس سے افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں' اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن بغیر روزے کے رہا کرو۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی افضل طریقے کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن بغیر روزہ کے رہا کرو' حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا طریقہ بھی یہی تھا اور یہی سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں اس سے بھی افضل طریقے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل اور کوئی طریقہ نہیں۔

۳۴۱۹- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ : فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتِ النَّفْسُ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ، أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ. قُلْتُ : إِنِّي أَجِدُ بِي - قَالَ مِسْعَرٌ : يَعْنِي قُوَّةً - قَالَ : فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوماً وَيُفْطِرُ يَوماً، وَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى)).

[راجع: ۱۱۳۱]

(۳۴۱۹) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا' ان سے ابوالعباس نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا میری یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن بھر (روزانہ) روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا لیکن اگر تم اسی طرح کرتے رہے تو تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی اور تمہارا جی اکتا جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو کہ یہی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کا روزہ ہے' یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) زندگی بھر کے روزے کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں محسوس کرتا ہوں' مسعر نے بیان کیا کہ آپ کی مراد قوت سے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کی طرح روزے رکھا کرو۔ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے اور اگر دشمن سے مقابلہ کرتے تو میدان سے بھاگا نہیں کرتے تھے۔

احادیث مذکورہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

۳۸- بَابُ أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ،

باب حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان۔

وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ : كَانَ

سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ نے فرمایا کہ اس کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے پسندیدہ روزہ حضرت

يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ. وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ : وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ : ((مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلاَّ نَائِمًا)).

داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ (ابتدائی) آدھی رات میں سویا کرتے اور ایک تہائی رات میں عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر جب رات کا چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو سویا کرتے۔ اسی طرح ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی کے متعلق کہا تھا کہ جب بھی سحر کے وقت میرے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود رہے تو سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

٣٤٢٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ)). [راجع: ١١٣١]

(۳۴۲۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عمرو بن اوس ثقفی نے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز کا طریقہ تھا' آپ آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے تھے' پھر بقیہ چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ ہمیشہ روزہ رکھنے میں نفس کو روزے کی عادت ہو جاتی ہے اور عادت کی وجہ سے عبادت کے لئے جو مشقت ہونی چاہئے وہ باقی نہیں رہتی۔ حضرت داؤد علیہ السلام آدھی رات کے بعد اٹھ کر تہجد پڑھتے' پھر سو جاتے' پھر صبح کی نماز کے لئے اٹھتے۔ یہ اور زیادہ مشکل اور نفس پر زیادہ شاق ہے۔

٣٩- بَابُ ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ- إِلَى قَوْلِهِ- وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾

باب اللہ پاک کا سورۂ ص میں فرمانا' ہمارے زوردار بندے داؤد کا ذکر کر' وہ خدا کی طرف رجوع ہونے والا تھا

[ص:١٧-٢٠] قَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَهْمُ فِي الْقَضَاءِ. ﴿وَلاَ تُشْطِطْ﴾: لاَ تُسْرِفْ. ﴿وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ. إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً﴾ - يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ : نَعْجَة، وَيُقَالُ لَهَا أَيْضًا : شَاةٌ - ﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ : أَكْفِلْنِيهَا﴾ - مِثْلُ ﴿وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا﴾: ضَمَّهَا -

اللہ تعالیٰ کے ارشاد وفصل الخطاب تک (یعنی فیصلہ کرنے والی تقریر ہم نے انہیں عطا کی تھی) مجاہد نے کہا کہ فصل الخطاب سے مراد فیصلے کی سوجھ بوجھ ہے۔ ولا تشطط یعنی بے انصافی نہ کر اور ہمیں سیدھی راہ بتا' یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے نعجة (دنبیاں) ہیں" عورت کے لئے بھی نعجة کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نعجة بکری کو بھی کہتے ہیں "اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے' سو یہ کہتا ہے وہ بھی مجھ کو دے ڈال" یہ کفلها زکریا کی طرح ہے بمعنی ضمها

﴿وعزّني﴾: غَلَبَنِي، صَارَ أَعَزَّ مِنِّي، أَعْزَزْتُهُ: جَعَلْتُهُ عَزِيْزًا ﴿فِي الْخِطَابِ﴾ يُقَالُ: الْمُحَاوَرَةُ. ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ. وَإِنَّ كَثِيْرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ﴾ الشُّرَكَاءِ ﴿لَيَبْغِي﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿إِنَّمَا فَتَنَّاهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْتَبَرْنَاهُ. وَقَرَأَ عُمَرُ: ﴿فَتَّنَاهُ﴾ - بِتَشْدِيْدِ التَّاءِ - ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾.

"اور گفتگو میں مجھے دباتا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرکے واقعی تجھ پر ظلم کیا اور اکثر ساجھی یوں ہی ایک دوسرے کے اوپر ظلم کیا کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "انما فتناہ" تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (فتناہ کے معنی ہیں) ہم نے ان کا امتحان کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کی قرأت تاء کی تشدید کے ساتھ "فتناہ" کیا کرتے تھے "سو انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے اور رجوع ہوئے۔"

تشریح بعض نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک کم سو بیویاں رکھ کر پھر کسی کی حسین بیوی دیکھی۔ ان کے دل میں اس عورت کو حاصل کرنے کا خیال آیا۔ اللہ پاک نے اس خیال پر بھی ان کو ملامت کی اور دو فرشتوں کو مدعی اور مدعا علیہ بنا کر ان ہی سے فیصلہ کرایا جو حق تھا۔ پہلے تو حضرت داؤد کو خیال نہ آیا' پھر سمجھ گئے کہ یہ سب میرے ہی حسب حال ہے۔ اس وقت خوف خدا سے روئے اور استغفار کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ جو بعض مفسرین نے داستان لکھی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک عورت کے بال کھلے دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے اور اس کے خاوند کو قتل کرا دیا' یہ سب جھوٹ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی یہ قصہ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے کر بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا۔

٣٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَوَّامَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: ((قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ أَسْجُدُ فِي ص؟ فَقَرَأَ: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ - حَتَّى أَتَى - فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ)).

[أطرافه في: ٤٦٣٢، ٤٨٠٦، ٤٨٠٧].

(٣٤٢١) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے سہل بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عوام سے سنا' ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا' کیا میں سورۂ ص میں سجدہ کیا کروں؟ تو انہوں نے آیت ﴿ و من ذریتہ داود و سلیمان ﴾ کی تلاوت کی "﴿ فبھداھم اقتدہ ﴾" تک۔ نیز انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کا حکم تھا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب التفسیر میں بھی نکالا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔ ہمارے رسول کریم ﷺ کو جو اگلے رسولوں کی اقتداء کرنے کا حکم ہوا' اس کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و اصول سب پیغمبروں کے ایک ہیں گو فروعات میں کسی قدر اختلاف ہے۔

٣٤٢٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

(٣٤٢٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سورۂ ص کا سجدہ

((لَيْسَ ص مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا)). [راجع: ١٠٦٩]

ضروری نہیں' لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو اس سورۃ میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

گو حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی مگر سورۂ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان ہے اور اس میں سجدہ بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں ہے' اس مناسبت سے اس کو یہاں بیان کر دیا۔

٤٠- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص : ٣٠] الرَّاجِعُ : الْمُنِيبُ. وَقَوْلُهُ : ﴿ هَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ [ص: ٣٥] وَقَوْلُهُ: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾ [البقرة : ١٠٢]، ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ - أَذَبْنَا لَهُ عَيْنَ الْحَدِيدِ - ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَى مِنْ مَحَارِيبَ﴾ [سبأ: ١٢] قَالَ مُجَاهِدٌ: بُنْيَانٌ مَا دُونَ الْقُصُورِ ﴿وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾ كَالْحِيَاضِ لِلإِبِلِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَالْجَوْبَةِ مِنَ الأَرْضِ ﴿وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ. فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلاَّ دَابَّةُ الأَرْضِ - الأَرَضَةُ - تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾ عَصَاهُ ﴿فَلَمَّا خَرَّ - إِلَى قَوْلِهِ - الْمُهِينِ﴾ [سبأ:١٣-١٤] ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾. فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالأَعْنَاقِ﴾ يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا. ﴿الأَصْفَادِ﴾ الْوَثَاقِ.

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اور ہم نے داؤد کو سلیمان (بیٹا) عطا فرمایا' وہ بہت اچھا بندہ تھا' بہت ہی رجوع ہونے والا اور توجہ کرنے والا۔ سلیمان کا یہ کہنا کہ مالک میرے مجھ کو ایسی بادشاہت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو۔ اور سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو سلیمان کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔" اور سورۂ سبا میں فرمایا "(ہم نے) سلیمانؑ کے لیے ہوا کو (تابع) کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل مہینہ بھر کی ہوتی اور اس کی شام کی منزل مہینہ بھر کی ہوتی اور قطر یعنی ہم نے ان کے لئے لوہے کا چشمہ بہا دیا (و اسلناله عين القطر بمعنى) و اذبناله عين الحديد ہے "اور جنات میں کچھ وہ تھے جو ان کے آگے ان کے پروردگار کے حکم سے خوب کام کرتے تھے۔" آخر آیت من محاریب تک۔ مجاہد نے کہا کہ محاریب وہ عمارتیں جو محلوں سے کم ہوں تماثیل تصویریں اور لگن اور جواب یعنی حوض جیسے اونٹوں کے لئے حوض ہوا کرتے ہیں۔ "اور (بڑی بڑی) جمی ہوئی دیگیں" آیت الشکور تک۔ پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کی موت کا پتہ نہ دیا بجز ایک زمین کے کیڑے (دیمک) کے کہ وہ ان کے عصا کو کھاتا رہا' سو جب وہ گر پڑے تب جنات نے جانا کہ وہ مر گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان المهين " تک "سلیمان علیہ السلام کہنے لگے کہ میں اس مال کی محبت میں پروردگار کی یاد سے غافل ہو گیا" فطفق مسحا الخ یعنی اس نے گھوڑوں کی ایال اور اگاڑی پچھاڑی کی رسیوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ الاصفاد بمعنی الوثاق بیڑیاں زنجیریں۔ مجاہد نے کہا کہ الصافنات' صفن الفرس سے مشتق ہے' اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا ایک پاؤں اٹھا کر کھر کی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الصَّافِنَاتِ﴾: صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ حَتَّى تَكُونَ عَلَى طَرَفِ الْحَافِرِ. ﴿الْجِيَادُ﴾: السِّرَاعُ. ﴿جَسَدًا﴾: شَيْطَانًا. ﴿رُخَاءً﴾: طَيِّبَةً. ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾: حَيْثُ شَاءَ. ﴿فَامْنُنْ﴾: أَعْطِ. ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: بِغَيْرِ حَرَجٍ.

نوک پر کھڑا ہو جائے" الجیاد یعنی دوڑنے میں تیز۔ جسدا بمعنی شیطان' (جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پہن کر ان کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔) رخاء نرمی سے' خوشی سے۔ حیث اصاب یعنی جہاں وہ جانا چاہتے فامنن' اعط کے معنی میں ہے' جس کو چاہے دے۔ بغیر حساب بغیر کسی تکلیف کے' بے حرج۔

تشریح: فطفق الخ کی یہ تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ نے کی ہے کہ وہ گھوڑوں کا ملاحظہ فرمانے لگے۔ اکثر مفسرین نے یہ معنی کئے ہیں کہ ان کے پاؤں اور گردنیں تلوار سے کاٹنے لگے۔ چونکہ ان کے دیکھنے میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔

٣٤٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلاَتِي، فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ، فَأَخَذْتُهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا)). عِفْرِيتٌ: مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ، مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ. [راجع: ٤٦١]

(۳۴۲۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک سرکش جن کل رات میرے سامنے آ گیا تاکہ میری نماز خراب کر دے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں کہ تم سب لوگ بھی دیکھ سکو۔ لیکن مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ "یا اللہ! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو" اس لئے میں نے اسے نامراد واپس کر دیا۔ عفریت سرکش کے معنی میں ہے' خواہ انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے۔

روایت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے' باب سے یہی مناسبت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا آیت رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْکًا لاَّ یَنْبَغِیْ لِاَ حَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ (ص: ۳۵) میں مذکور ہے۔

٣٤٢٤- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ

(۳۴۲۴) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمان نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا

دَاوُدَ : لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِيْنَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ : إِنْ شَاءَ اللهُ. فَلَمْ يَقُلْ، وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلاَّ وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدَ شِقَّيْهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ)). قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ((تِسْعِيْنَ)) وَهُوَ أَصَحُّ.

اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ' لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا' صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ لیتے (تو سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی الزناد نے (بجائے ستر کے) نوے کہا ہے اور یہی بیان زیادہ صحیح ہے۔

٣٤٢٥- حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)). قَالَتْ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْمَسْجِدُ الأَقْصَى)) قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((أَرْبَعُونَ)). ثُمَّ قَالَ : ((حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلاَةُ فَصَلِّ وَالأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ)).[راجع: ٣٣٦]

(٣٤٢٥) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا' یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ فرمایا کہ مسجد حرام! میں نے سوال کیا' اس کے بعد کونسی؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ۔ میں نے سوال کیا اور ان دونوں کی تعمیر کا درمیانی فاصلہ کتنا تھا؟ فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے فوراً نماز پڑھ لو۔ تمہارے لئے تمام روئے زمین مسجد ہے۔

اس کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ اس میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے جس کی بناء اول بہت قدیم ہے مگر بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بنایا۔ کعبہ شریف کی بھی بناء اول بہت قدیم ہے مگر حضرت ابراہیم نے اس کی تجدید فرمائی۔ ہر دو عمارتوں کی پہلی بنیادوں میں چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ اس طرح منکرین حدیث کا اعتراض باد ہوا ہو گیا جو وہ اس حدیث پر وارد کرتے ہیں۔ امت میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہوئے مگر منکرین حدیث نے ان تمام گمراہ فرقوں سے آگے قدم بڑھا کر بنیاد اسلام کو ڈھانے کی کوشش کی ہے۔ ﴿ قاتلهم الله انّى يوفكون ﴾

٣٤٢٦- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ)).

(٣٤٢٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی ہو۔ پھر پروانے اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے ہوں۔

٣٤٢٧- ((وقال : كانت امرأتان معهما ابناهما. جاء الذئب فذهب بابن إحداهما. فقالت صاحبتها إنما ذهب بابنك، وقالت الأخرى: إنما ذهب بابنك. فتحاكمتا إلى داود فقضى به للكبرى، فخرجتا على سليمان بن داود عليهما السلام فأخبرتاه فقال: ائتوني بالسكين أشقه بينهما. فقالت الصغرى: لا تفعل يرحمك الله. هو ابنها، فقضى به للصغرى. قال أبوهريرة رضي الله عنه: والله إن سمعت بالسكين إلا يومئذ، وما كنا نقول إلا المدية)).

[طرفه في : ٦٧٦٩].

(۳۴۲۷) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے ساتھ دونوں کے بچے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھالے گیا۔ ان دونوں میں سے ایک عورت نے کہا بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد کے یہاں آئیں اور انہیں اس جھگڑے کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاؤ۔ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کے درمیان بانٹ دوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ کیجئے' میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے۔ اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سکین کا لفظ اسی دن سنا' ورنہ ہم ہمیشہ (چھری کے لئے) مدیہ کا لفظ بولا کرتے تھے۔

ان جملہ احادیث مذکورہ میں ضمنی طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو یہاں درج کیا گیا۔ باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔ مزید تفصیل کتاب التفسیر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

٤١- باب قول الله تعالى: ﴿ولقد آتينا لقمان الحكمة أن اشكر لله - إلى قوله - إن الله لا يحب كل مختال فخور﴾ [لقمان : ١٢-١٨].

﴿ولا تصعر﴾ : الإعراض بالوجه.

باب حضرت لقمان کا بیان اور سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور بیشک دی تھی ہم نے لقمان کو حکمت یعنی یہ کہا کہ اللہ کا شکر ادا کر

آیت ﴿ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ﴾ تک۔ لا تصعر یعنی اپنا چہرہ نہ پھیر۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے زمانہ کے ایک دانا حکیم تھے' بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا' جمہور کا قول یہی ہے کہ یہ ایک دانا حکیم تھے نبی نہ تھے۔ بعض لوگوں نے ان کو نبی کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٣٤٢٨- حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة عن الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله قال: لما نزلت : ﴿الذين آمنوا ولم يلبسوا إيمانهم بظلم﴾ [الأنعام : ٨٢] قال أصحاب النبي ﷺ: أينا لم

(۳۴۲۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کی ملاوٹ نہیں کی" نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا "ہم میں ایسا

يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللهِ، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ۱۳]. [راجع: ۳۲]

کون ہو گا جس نے اپنے ایمان میں ظلم نہیں کیا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ بے شک شرک ہی ظلم عظیم ہے۔

یہ روایت اوپر گزر چکی ہے۔ اس روایت میں گو حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے مگر چونکہ اس کے بعد والی روایت میں ہے اور یہ آیت حضرت لقمان ؑ ہی کا قول ہے لہٰذا باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

۳۴۲۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ: ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾. [راجع: ۳۲]

(۳۴۲۹) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی" نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا ہم میں کون ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہو گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں' ظلم سے مراد آیت میں شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اسے نصیحت کرتے ہوئے کہ "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا' بے شک شرک بڑا ہی ظلم ہے۔"

٤٢- بَابُ ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ﴾ الآيَة [يس: ۱۳]

باب "اور ان کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان کر" الآیۃ

﴿فَعَزَّزْنَا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: شَدَّدْنَا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَائِرُكُمْ﴾: مَصَائِبُكُمْ

فعززنا کے معنی میں مجاہد نے کہا کہ ہم نے انہیں قوت پہنچائی" عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طائرکم کے معنی "تمہاری مصیبتیں" ہیں۔

سورۂ یٰسٓ کی ان آیات میں جن پیغمبروں کا ذکر ہے' یہ حضرت یحییٰ سے پہلے بھیجے گئے تھے' ان کا نام یوحنا اور بولس تھا' تیسرے کا نام شمعون تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں کوئی حدیث نہ لا سکے۔ کیونکہ اس بارے میں کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہ ملی ہو گی۔ ان پیغمبروں کی توحید و تبلیغ اور شہادت کا تذکرہ سورۂ یٰسٓ میں مفصل موجود ہے۔ قریہ سے مراد شہر انطاکیہ ہے۔

٤٣- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب حضرت زکریا علیہ السلام کا بیان

﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّاءَ، إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا. قَالَ: رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا - إِلَى

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں فرمایا (یہ) تیرے پروردگار کے رحمت (فرمانے) کا تذکرہ ہے اپنے بندے زکریا پر جب انہوں نے اپنے رب کو آہستہ پکارا' کہا اے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر

قولِهِ - ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ [مريم : ٣-٧]. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : مَثَلاً. يُقَالُ : ﴿رَضِيًّا﴾ : مَرْضِيًّا. ﴿عِتِيًّا﴾ : عَصِيًّا، عَتَا يَعْتُو. ﴿قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلاَمٌ - إِلَى قَوْلِهِ - ثَلاَثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ وَيُقَالُ صَحِيْحًا ﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ، فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾. ﴿فَأَوْحَى﴾ : فَأَشَارَ. ﴿يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ - إِلَى قَوْلِهِ - وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾. ﴿حَفِيًّا﴾ : لَطِيفًا. ﴿عَاقِرًا﴾ : الذَّكَرُ وَالأُنْثَى سَوَاءٌ.

میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی ہے۔

آیت ﴿ لم نجعل له من قبل سميا ﴾ تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رضیا' مرضیا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عتیا بمعنی عصیا ہے۔ عتایعتو سے مشتق ہے۔ زکریا علیہ السلام بولے "اے پروردگار! میرے یہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا" آیت "ثلث لیال سویا" تک۔ (سویا بمعنی) صحیحا ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے روبرو حجرہ میں سے برآمد ہوا اور اشارہ کیا کہ اللہ کی پاکی صبح و شام بیان کیا کرو۔ فاوحی بمعنی فاشار ہے۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑ" آیت "و یوم یبعث حیا" تک۔ حفیا بمعنی لطیفا۔ عاقرا' مؤنث اور مذکر دونوں کے لئے آتا ہے۔

اسرائیلی نبیوں میں حضرت زکریا کا مقام بہت بلند ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش ان ہی کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ان کو بطور معجزہ حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند رشید عطا فرمایا' ان آیات میں ان ہی کا ذکر ہے۔ ان آیات کے مشکل الفاظ کی بھی وضاحت یہاں پر کر دی گئی۔ تفصیل کے لئے سورۂ مریم کا مطالعہ کر لیا جائے۔

٣٤٣٠- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ: ((أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ : ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، فَاسْتَفْتَحَ. قِيْلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيَى وَعِيْسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ. قَالَ : هَذَا يَحْيَى وَعِيْسَى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا. فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّا، ثُمَّ قَالاَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَ النَّبِيِّ الصَّالِحِ)). [راجع: ٣٢٠٧]

(٣٤٣٠) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے شب معراج کے متعلق بیان فرمایا کہ پھر آپ اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا' کون ہیں؟ کہا کہ جبریل علیہ السلام۔ پوچھا گیا' آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا' کیا انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ جی ہاں۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام وہاں موجود تھے۔ یہ دونوں نبی آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا' دونوں نے جواب دیا اور کہا خوش آمدید نیک بھائی اور نیک نبی۔

روایت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت ایشاع دونوں ماں جائی بہنیں تھیں جن کی ماں کا حنہ نام ہے۔ مریم سریانی لفظ ہے جس کے معنی خادمہ کے ہیں۔ کرمانی و فتح وغیرہ۔

٤٤- بابُ قولِ اللهِ تعالَى:

﴿وَاذْكُرْ في الْكتاب مرْيَمَ إذِ انْتبذَتْ منْ أهْلها مكانا شرْقيا﴾ [مريم: ١٦]. ﴿إذْ قالت الْملائكةُ يا مرْيمُ إنَّ اللهَ يُبشِّرُكِ بكلمةٍ﴾ [آل عمران: ٤٥]. ﴿إنَّ اللهَ اصْطفى آدم ونوحا وآل إبْراهيم وآلَ عمْران على العالمين - إلى قوْلِه - يرْزُقُ منْ يشاء بغير حِسَابٍ﴾ [آل عمران: ٣٣]. قالَ ابْنُ عبَّاس: ﴿وآلَ عمْرانَ﴾. المُؤمنُون منْ آلِ إبْرَاهِيمَ وَآلِ عِمْران وآل ياسين وَآلِ مُحمَّد ﷺ. يقُولُ: ﴿إنَّ أوْلى النَّاسِ بإبْراهِيمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوهُ﴾ [آل عمران: ٦٨]. وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ. وَيُقَالُ: ﴿آل يَعْقُوبَ﴾ أَهْلُ يَعْقُوبَ. فإذَا صَغَّرُوا: ((آل)) ثُمَّ رَدُّوهُ إلى الأصْل: قالُوا: أُهَيْل.

باب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کا بیان۔

سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں چلی گئیں (اور وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! اللہ تجھ کو خوش خبری دے رہا ہے' اپنی طرف ایک کلمہ کی" بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہاں پر برگزیدہ بنایا۔ آیت "یرزق من یشاء بغیر حساب" تک۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آل عمران سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو عمران کی اولاد میں ہوں جیسے آل ابراہیم اور آل یسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وہی لوگ مراد ہیں جو مومن ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' اللہ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک والے وہی لوگ ہیں جو ان کی راہ پر چلتے ہیں یعنی جو مومن موحد ہیں۔ آل کا لفظ اصل میں اہل تھا۔ آل یعقوب یعنی اہل یعقوب (ھ کو ہمزہ سے بدل دیا) تصغیر میں پھر اصل کی طرف لے جاتے ہیں تب اھیل کہتے ہیں۔

مکانا شرقیا کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم ہیکل چھوڑ کر جہاں ان کی پرورش ہوئی اپنے آبائی وطن ناصرہ چلی گئیں۔ یہ یروشلم کے شمال مشرق میں واقع ہے اور باشندگان یروشلم کے لئے مشرق کا حکم رکھتا ہے۔ انجیل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ وہ اس معاملے کا محل وقوع ناصرہ ہی بتلاتے ہیں۔ دیکھو کتاب لوقا۔

٣٤٣١- حدَّثنا أبو الْيمانِ أخْبرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: حدَّثني سَعِيْدُ بْنُ الْمُسيَّب قالَ: قال أبو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سمعْتُ رسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إلاَّ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ

(۳۴۳۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا' کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے سے زور سے چیختا ہے۔ سوائے مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہما

الشَّيْطَانِ. غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا. ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ [آل عمران: ٣٦].

السلام کے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اس کی وجہ مریم علیہا السلام کی والدہ کی یہ دعا ہے کہ اے اللہ!) میں اسے (مریم کو) اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

٤٥- بَابٌ ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ. يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ. ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ. وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ. وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ [آل عمران ٤٢] يُقَالُ ﴿يَكْفُلُ﴾ يَضُمُّ. كَفَلَهَا ضَمَّهَا مُخَفَّفَةً، لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُونِ وَشِبْهِهَا.

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور (وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے اور پلیدی سے پاک کیا ہے اور تجھ کو دنیا جہاں کی عورتوں کے مقابلہ میں برگزیدہ کیا۔ اے مریم! اپنے رب کی عبادت کرتی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہ' یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم تیرے اوپر وحی کر رہے ہیں اور تو ان لوگوں کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کو پالے اور تو نہ اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ آپس میں اختلاف کر رہے تھے۔ یکفل یضم کے معنی میں بولتے ہیں' یعنی ملالیوے۔ کفلها یعنی ضمها ملالیا (بعض قرائتوں میں) تخفیف کے ساتھ ہے۔ یہ وہ کفالت ہے جو قرضوں وغیرہ میں کی جاتی ہے یعنی ضمانت وہ دوسرا معنی ہے۔

٣٤٣٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)).

[طرفه في: ٣٨١٥].

(۳۴۳۲) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' کہا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ مریم بنت عمران (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون حضرت خدیجہ ہیں (رضی اللہ عنہا)۔

٤٦- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [آل عمران: ٤٥-٤٨]. ﴿يُبَشِّرُكِ﴾: وَيَبْشُرُكِ وَاحِدٌ. ﴿وَجِيهًا﴾: شَرِيفًا. وَقَالَ

باب اللہ پاک کا سورۂ آل عمران میں فرمانا "جب فرشتوں نے کہا اے مریم!

فانما یقول له کن فیکون تک۔ یبشرک اور یبشرک (مزید اور مجرد) دونوں کے ایک معنی ہیں۔ وجیها کا معنی شریف۔ ابراہیم نخعی نے کہا۔ مسیح صدیق کو کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا کہلا کا معنی بردبار۔ اکمه

اِبْرَاهِيْمُ: الْمَسِيْحُ الصِّدِّيْقُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكهل الْحَلِيْم. وَالأَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلاَ يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مَنْ يُولَدُ أَعْمَى.

جو دن کو دیکھے' پر رات کو نہ دیکھے۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔ اوروں نے کہا اکمہ کے معنی مادر زاد اندھے کے ہیں۔

آیات مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے جو بغیر باپ کے محض اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے۔ جن نام نہاد مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کی اس حقیقت سے انکار کیا ہے ان کا قول باطل ہے۔ قرآن پاک میں صاف موجود ہے۔ ﴿ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَاللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ (آل عمران : ۵۹) صدق الله تعالٰى امنابه و صدقنا۔ قوله المسيح الصديق قال الطبرى مراد ابراهيم بذالک ان الله مسحه فطهره من الذنوب فهو فعيل بمعنى مفعول و يقال سمى بذالک لانه كان لا يمسح ذاعاهة الابرى و سمى الدجال به لانه يمسح الارض و قيل لكونه ممسوح العين (فتح البارى)

۳۴۳۳- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ. كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَونَ)). [راجع: ۳۴۱۱]

(۳۴۳۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' انہوں نے کہا کہ میں نے مرہ ہمدانی سے سنا۔ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی۔ مردوں میں سے تو بہت سے کامل ہو گزرے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی۔

۳۴۳۴- وقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عن ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ: أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَده)). يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى إِثْرِ ذلِكَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ. تابعهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ

(۳۴۳۴) اور ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ محبت و شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی سب سے بہتر نگران و محافظ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے تھے کہ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو زہری کے بھتیجے

عَنِ الزُّهْرِيِّ. [طرفاه في: ٥٠٨٢، ٣٦٥ ٥].

اور اسحاق کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

٤٧- بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿يا أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِيْنِكُمْ وَلاَ تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلاَّ الْحَقَّ، إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ، فَآمِنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَلاَ تَقُولُوا ثَلاَثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ، لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ، وَكَفَى بِاللهِ وَكِيْلاً﴾ [النساء: ١٧١].

وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ : ﴿كَلِمَتُهُ﴾ كُنْ فَكَانَ. وَقَالَ غَيْرُهُ : ﴿وَرُوْحٌ مِنْهُ﴾ : أَحْيَاهُ فَجَعَلَهُ رُوحًا ﴿وَلاَ تَقُولُوا ثَلاَثَةٌ﴾.

باب اللہ پاک کا سورۂ مریم میں فرمانا "اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو (سختی اور تشدد) نہ کرو

اور اللہ تعالیٰ کی نسبت وہی بات کہو جو سچ ہے۔ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تو بس اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اس کا ایک کلمہ جسے اللہ نے مریم تک پہنچا دیا اور ایک روح ہے اس کی طرف سے۔ پس اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں' اس سے باز آجاؤ۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ اللہ تو بس ایک ہی معبود ہے' وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے بیٹا ہو۔ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کا کارساز ہونا کافی ہے۔ ابو عبید نے بیان کیا کہ کلمته سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو گیا اور دوسروں نے کہا کہ وروح منه سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے انہیں زندہ کیا اور روح ڈالی اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔

نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کی تردید ہے جو روح القدس اور مریم اور عیسیٰ تینوں کو ملا کر ایک خدا کے قائل ہیں۔ یہ ایسا باطل عقیدہ ہے جس پر عقل اور نقل سے صحیح دلیل پیش نہیں کی جا سکتی مگر عیسائی دنیا آج تک اس عقیدۂ فاسدہ پر جمی ہوئی ہے۔ آیت ولا تقولوا ثلاثة میں اسی عقیدۂ باطلہ کا ذکر ہے۔

٣٤٣٥- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِيءٍ قَالَ : حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيْسَى عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)). قَالَ الْوَلِيْدُ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ

(٣٤٣٥) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' ان سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا اور ان سے عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ وحدہ لا شریک ہے اور یہ ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں' جسے پہنچا دیا تھا اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہو گا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ولید نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن جابر نے بیان کیا' ان سے عمیر نے اور جنادہ نے اور اپنی روایت

جُنَادَةَ وزَاد منْ أَبْوابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيُّها شَاءَ.

میں یہ زیادہ کیا (ایسا شخص) جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے (داخل ہو گا)

٤٨- باب ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذْ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ [مريم : ١٦]. فَنبذْنَاهُ : أَلْقَيْنَاهُ : اعْتَزَلَتْ شَرْقِيًّا: مِمَّا يَلِي الشَّرْقِ. ﴿فَأَجَاءَهَا﴾: أَفعَلْتُ مِن جِئْتُ، وَيُقَالُ: أَلْجَأَهَا اضْطَرَّهَا، ﴿تَسَّاقَطْ﴾ : تَسْقُطْ. ﴿قَصِيًّا﴾ : قَاصِيًا. ﴿فَرِيًّا﴾ عَظِيْمًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿نَسِيًّا﴾ : لَمْ أَكُنْ شَيْئًا. وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسِيُّ : الْحَقِيْر. وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ : عَلمتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَقِيَّ ذُو نُهْبَةٍ حِيْنَ قَالَتْ : ﴿إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾. وَقَالَ وَكِيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ: ﴿سَرِيًّا﴾ نَهْرٌ صَغِيْرٌ بالسُّرْيَانِيَة.

باب سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس) کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر

ایک پورب رخ مکان میں چلی گئی۔ لفظ انتبذت نبذ سے نکلا ہے جیسے حضرت یونس کے قصے میں فرمایا نبذناہ یعنی ہم نے ان کو ڈال دیا۔ شرقیا پورب رخ (یعنی مسجد سے یا ان کے گھر سے پورب کی طرف) فاجاء ھا کے معنی اس کو لاچار اور بے قرار کر دیا۔ تساقط گرے گا۔ قصیا دور۔ فریا بڑا یا برا۔ نسیا ناچیز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کہا۔ دوسروں نے کہا نسی کہتے ہیں حقیر چیز کو (یہ سدی سے منقول ہے) ابو وائل نے کہا کہ مریم یہ سمجھی کہ پرہیزگار وہی ہوتا ہے جو عقل مند ہوتا ہے۔ جب انہوں نے کہا (جبریل علیہ السلام کو ایک جوان مرد کی شکل میں دیکھ کر) اگر تو پرہیز گار ہے اللہ سے ڈرتا ہے۔ وکیع نے اسرائیل سے نقل کیا' انہوں نے ابو اسحاق سے' انہوں نے براء بن عازب سے سریا سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

٣٤٣٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلاَّ ثَلاَثَةٌ: عِيْسَى. وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي، جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ : أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّي؟ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَات، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَومَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا،

(٣٤٣٦) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی۔ اول عیسیٰ علیہ السلام (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے' نام جریج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر) بد دعا کی' اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے)

فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى الْغُلاَمَ فَقَالَ : مَنْ أَبُوكَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمِعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لاَ، إِلاَّ مِنْ طِيْنٍ. وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ إِصْبَعَه، ثُمَّ مَرَّ بِأَمَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ. فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ : اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَهَذِهِ الأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ)).

[راجع: ١٢٠٦]

انکار کیا۔ پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا' انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں۔ پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی' اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں' مٹی ہی کا بنے گا (تیسرا واقعہ) اور ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی' اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزرا' اس عورت نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے لگنے کی کیفیت بتلاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اسکے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

وہ پاک دامن خدا کی نیک بندی تھی۔ ان تینوں بچوں کے کلام کرنے کا تعلق صرف بنی اسرائیل سے ہے۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے بچوں نے بھی بچپن میں کلام کیا ہے۔

٣٤٣٧- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

(٣٤٣٧) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے (دوسری سند) مجھ سے محمود نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' ان سے زہری

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ: لَقِيْتُ مُوسَى، قَالَ: فَنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ. قَالَ: وَلَقِيْتُ عِيْسَى، فَنعتَه النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّما خرج مِنْ دِيْمَاس - يعْنِي الْحَمَّام - وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ. قَالَ: وَأُتِيْتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالآخَرُ فِيْهِ خمْرٌ، فَقِيْلَ لِي: خُذْ أَيَّهما شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيْلَ لِي: هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ - أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ - أَمَّا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ)).

[راجع: ٣٣٩٤]

نے بیان کیا' کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میری معراج ہوئی' میں نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ---- میرا خیال ہے کہ معمر نے کہا--- دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے قبیلہ شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا بھی حلیہ بیان فرمایا کہ درمیانہ قد اور سرخ و سپید تھے' جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملاقات کی تھی اور میں ان کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ جو آپ کا جی چاہے لے لو۔ میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور پی لیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ فطرت کی طرف آپ نے راہ پالی' یا فطرت کو آپ نے پالیا۔ اسکے بجائے اگر آپ شراب کا برتن لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٣٤٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عِيْسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسَى فَأَحْمَرُ جعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوسَى فَآدَمُ جَسِيْمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ)).

(٣٤٣٨) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی' کہا ہم کو عثمان بن مغیرہ نے خبر دی' انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے عیسیٰ' موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نہایت سرخ گھنگریالے بال والے اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام گندم گوں' دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے کوئی قبیلہ زط کا آدمی ہو۔

زط سوڈان کا ایک قبیلہ یا یہود کا' جہاں کے لوگ دبلے پتلے لمبے قد کے ہوتے ہیں۔ زط سے جاٹ کا لفظ بنا ہے جو ہندوستان کی ایک مشہور قوم ہے جو ہندو اور مسلمان ہر دو مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ روایت میں عن مجاھد عن ابن عمر ناقلین کا سہو ہے اصل میں صحیح یہ ہے عن مجاھد عن ابن عباس

٣٤٣٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حدثنا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ نَافِعٍ

(٣٤٣٩) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو ضمرہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' ان سے

قَالَ عَبْدُ اللهِ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَومًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلاَ إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)). [راجع: ٣٠٥٧]

نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہو گا' اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہو گی۔

٣٤٤٠- وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَي رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا : هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلاً وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا : الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ.
تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ.
[أطرافه في : ٣٤٤١، ٥٩٠٢، ٦٩٩٩، ٧٠٢٦، ٧١٢٨].

(۳۴۴۰) اور میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جو گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین و جمیل تھا۔ اس کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے' سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا' سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل میں ملتا ہوا پایا' وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا' یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس روایت کی متابعت عبیداللہ نے نافع سے کی ہے۔

٣٤٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : لاَ وَاللهِ، مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسَى أَحْمَرُ، وَلَكِنْ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً - أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً - فَقُلْتُ : مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ.

(۳۴۴۱) ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا' کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ سرخ تھے بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اپنے کو دیکھا' اس وقت مجھے ایک صاحب نظر آئے جو گندمی رنگ لٹکے ہوئے بال والے تھے' دو آدمیوں کے درمیان ان کا سہارا لئے ہوئے اور سر سے پانی صاف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا

فذهبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنبَةٌ طَافِيَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا الدَّجَّالُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قطنٍ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجع: ٣٤٤٠]

کہ آپ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ اس پر میں نے انہیں غور سے دیکھا تو مجھے ایک اور شخص بھی دکھائی دیا جو سرخ' موٹا' سر کے بال مڑے ہوئے اور داہنی آنکھ سے کانا تھا' اس کی آنکھ ایسی دکھائی دیتی تھی جیسے اٹھا ہوا انگور ہو' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس سے شکل و صورت میں ابن قطن بہت زیادہ مشابہ تھا۔ زہری نے کہا کہ یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا۔

تشریح: جس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جعد کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی گھونگھریالے بال والے نہیں ہیں' ورنہ یہ حدیث اس کے مخالف ہو گی۔ اسی لئے ہم نے جعد کے معنی اس حدیث میں گٹھے ہوئے جسم کے کئے ہیں اور مطابقت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ خفیف گھونگھر بال تیل ڈالنے یا پانی سے بھگونے یا گفتگو کرنے سے سیدھے ہو جاتے ہیں (وحیدی)

٣٤٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالأَنْبِيَاءُ أَوْلاَدُ عَلاَّتٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ)). [طرفه في : ٣٤٤٣].

(٣٤٤٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میں ابن مریم علیہ السلام سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں' انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

تشریح: آپ بھی پیغمبر وہ بھی پیغمبر' آپ کے اور ان کے بیچ میں دوسرا کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ خود حضرت عیسیٰ نے انجیل میں آپ کی بشارت دی کہ میرے بعد تسلی دینے والا آئے گا اور وہ تم کو بہت سی باتیں بتلائے گا جو میں نے نہیں بتلائی کیونکہ وہ بھی وہیں سے علم حاصل کرے گا جہاں سے میں حاصل کرتا ہوں۔ ایک انجیل میں صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکور ہے لیکن نصاریٰ نے اس کو چھپا ڈالا ہے۔ اس شرارت کا کوئی ٹھکانا ہے۔ کہتے ہیں کہ فارقلیط کے معنی بھی سراہا ہوا ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

٣٤٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلاَّتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ)). وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ

(٣٤٤٣) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمان بن ابی عمرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں عیسیٰ بن مریم سے اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور انبیاء علیہم السلام علاتی بھائیوں (کی طرح) ہیں۔ ان کے مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہی ہے۔ اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے

عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. [راجع: ٣٤٤٣]

صفوان بن سلیم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علاتی بھائی وہ جن کا باپ ایک ہو، ماں جدا جدا ہوں۔ اسی طرح جملہ انبیاء کا دین ایک ہے اور فروعی مسائل جدا جدا ہیں۔

٣٤٤٤- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَجُلاً يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلاَّ وَاللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ. فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي)).

(٣٤٤٤) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے دریافت فرمایا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔

تشریح: یعنی مومن جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا جب اس نے قسم کھالی تو معلوم ہوا کہ وہ سچا ہے۔ آنکھ سے غلطی ممکن ہے مثلاً اس کے شبیہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ یا درحقیقت اس کا فعل چوری نہ ہو۔ اس مال میں اس کا کوئی حق متعین ہو۔ بہت سے احتمال ہو سکتے ہیں۔ بعض نے کہا ایسا کہنے سے حضرت عیسیٰ کی مراد یہ تھی کہ مومن کو مومن کی قسم پر ایسا بھروسا ہونا چاہئے جیسے آنکھ سے دیکھنے پر بلکہ اس سے زیادہ۔ بعض نے یہ کہا مطلب یہ تھا کہ قاضی کو اپنے علم اور مشاہدے پر حکم دینا درست نہیں جب تک باقاعدہ جرم کے لئے ثبوت مہیا نہ ہو جائے (وحیدی)

٣٤٤٥- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا : عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)). [راجع: ٢٤٦٢]

(٣٤٤٥) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

تشریح: اللہ کے غلام، اللہ کے حبیب، اللہ کے خلیل، اشرف انبیاء آپ کی تعریف کی حد یہی ہے۔ جب قرآن میں آپ کو اللہ کا بندہ فرمایا یہ آیت اتری ﴿ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللهِ ﴾ (الجن: ١٩) تو آپ نہایت ہی خوش ہوئے اللہ کی عبودیت خالصہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ یہ جاہل کیا جانیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت یہی سمجھ رکھی ہے کہ آپ کو خدا بنا دیں یا خدا سے بھی ایک درجہ آگے چڑھا دیں۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم (وحیدی)

٣٤٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ : فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِيْ أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا آمَنَ بِعِيْسَى ثُمَّ آمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ)). [راجع: ٩٧]

(٣٤٤٦) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' کہا ہم کو صالح بن حیی نے خبردی کہ خراسان کے ایک شخص نے شعبی سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو بردہ نے خبردی اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا' اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو اچھی طرح ادب سکھلائے اور پورے طور پر اسے دین کی تعلیم دے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اسے دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ شخص جو پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا' پھر مجھ پر ایمان لایا تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ غلام جو اپنے رب کا بھی ڈر رکھتا ہے اور اپنے آقا کی بھی اطاعت کرتا ہے تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے۔

تشریح خراسان کے نامعلوم شخص نے شعبی سے کہا کہ ہم لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر آدمی ام ولد کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو ایسا ہے جیسے اپنی قربانی کے جانور پر سوار ہوا' تو امام شعبی نے یہ بیان کیا جو آگے مذکور ہے۔

٣٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً. ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾. فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيْمُ. ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُوْلُ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ : إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّيْنَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ. إِلَى قَوْلِهِ

(٣٤٤٧) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے مغیرہ بن نعمان نے' انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تم لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے' یہ ہماری جانب سے وعدہ ہے اور بیشک ہم اسے کرنے والے ہیں" پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میرے اصحاب کو دائیں (جنت کی) طرف لے جایا جائے گا۔ لیکن کچھ کو بائیں (جہنم کی) طرف لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ جب آپ ان سے جدا ہوئے تو اسی وقت انہوں نے ارتداد اختیار کرلیا تھا۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا تھا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان کی نگرانی کرتا رہا لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان کا

الْعَزِيزُ الْحَكِيمِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ: ذُكِرَ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ: ((هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)). [راجع: ٣٣٤٩]

نگہبان ہے اور تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔" آیت "العزیز الحکیم تک" محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ سے روایت ہے اور ان سے قبیصہ نے بیان کیا کہ یہ وہ مرتدین ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کفر اختیار کیا تھا اور جن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔

اور وہ اہل بدعت بھی دھتکار دیئے جائیں گے جنہوں نے قسم قسم کی بدعات سے اسلام کو مسخ کر ڈالا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کو حوض کوثر سے روک دیا جائے گا۔ خود معلوم ہونے پر آنحضرت ﷺ فرمائیں گے سحقالمن غیر بعدی دینا ان کے لئے دوری ہو جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا۔ ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے ان کو یہاں لایا گیا اور یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

٤٩ - بَابُ نُزُولِ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ

باب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

٣٤٤٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾. [راجع: ٢٢٢٢]

(۳۴۴۸) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے' سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔"

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود و نصاریٰ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانے میں نازل ہوں گے تو اس زمانے کے اہل کتاب ان کے اوپر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی منقول ہے۔

٣٤٤٩- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالأُوزَاعِيُّ.
[راجع: ٢٢٢٢]

(۳۴۴۹) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہو گے) اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔ اس روایت کی متابعت عقیل اور اوزاعی نے کی۔

تشریح: آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔ آیت قرآنی و ان من اهل الکتاب الخ اس عقیدہ پر نص قطعی ہے اور احادیث صحیحہ اس بارے میں موجود ہیں۔ اس زمانہ آخر میں چند نیچری قسم کے لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا اور پنجاب کے ایک شخص مرزا قادیانی نے اس انکار کو بہت کچھ اچھالا اور جملہ مسلمانان سلف و خلف کے خلاف ان کی موت کا عقیدۂ باطلہ مشہور کیا' جو صریح باطل ہے۔ کسی بھی راسخ الایمان مسلمان کو ایسے بد عقیدہ لوگوں کی ہفوات سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

٥٠- بَابُ ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ

باب بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان۔

٣٤٥٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلاَ تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ. وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ. فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يُرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ)). [طرفه في: ٧١٣٠].

(۳۴۵۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک نے بیان کیا' ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہو گا اور لوگوں کو جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہو گی۔ اس لئے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہئے جو آگ ہو گی۔ کیونکہ وہی انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہو گا۔

٣٤٥١- قَالَ حُذَيْفَةُ: ((وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلاً كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ

(۳۴۵۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت ان کی روح قبض کرنے آئے تو ان سے پوچھا گیا کوئی اپنی نیکی تمہیں یاد

خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُ. قِيْلَ لَهُ : أَنْظُر. قَالَ : مَا أَعْلَم شَيْئًا، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا فَأُجَازِيْهِمْ، فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمِعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ)). [راجع: ٢٠٧٧]

ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں پڑتی' ان سے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں' سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا' جو لوگ خوشحال ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) مہلت دیا کرتا تھا اور تنگ ہاتھ والوں کو معاف کر دیا کرتا تھا. اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر جنت میں داخل کیا.

٣٤٥٢- فَقَالَ: ((وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ الْمَوتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَاجْمَعُوا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا أَوقِدُوا فِيْهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتَحَشْتُ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا ثُمَّ انْظُرُوا يَومًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ: فَفَعَلُوا. فَجَمَعَهُ فَقَالَ لَهُ : لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ : مِنْ خَشْيَتِكَ. فَغَفَرَ اللهُ لَهُ)) قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: ((وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ، وَكَانَ نَبَّاشًا)).

[طرفاه في : ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

(٣٤٥٢) اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک شخص کی موت کا جب وقت آ گیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگا دینا. جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہا دینا. اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا. لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے پوچھا ایسا تو نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی. حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ شخص کفن چور تھا.

شخص مذکور بنی اسرائیل سے تھا' باب سے یہی وجہ مناسبت ہے. مردوں کو جلانا ایسے ہی غلط تصورات کا نتیجہ ہے جو خلاف فطرت ہے. انسان کی اصل مٹی سے ہے لہٰذا مرنے کے بعد اسے مٹی میں دفن کرنا فطرت کا تقاضا ہے.

٣٤٥٣، ٣٤٥٤- حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالاَ : لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللهِ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ

(٣٤٥٣، ٥٤) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا مجھ کو معمر اور یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر چہرۂ مبارک پر بار بار ڈال لیتے پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے تھے. حضور ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا تھا'

كَذٰلِكَ: ((لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا)).

[راجع: ٤٣٥، ٤٣٦]

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ آنحضور ﷺ اس امت کو ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

٣٤٥٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَمْسَ سِنِيْنَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيْلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ)). قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ)).

(۳۴۵۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے فرات قزار نے بیان کیا' انہوں نے ابو حازم سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے' جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ آموجود ہوتے' لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرلو' بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

خلفاء کی اطاعت کے ساتھ خلفاء کو بھی ان کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں گے' ان کو اللہ کی عدالت میں سخت ترین رسوائی کا سامنا کرنا ہو گا' آج نام نہاد جمہوریت کے دور میں کرسیوں پر آنے والے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں مگر کتنے کرسی نشین ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سوچتے ہیں' ان کو صرف ووٹ مانگنے کے وقت کچھ یاد آتا ہے بعد میں سب بھول جاتے ہیں الا ماشاء اللہ

٣٤٥٦- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ

(۳۴۵۶) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ پہلی امتوں کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی سانڈے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ!

لَسَلَكْتُمُوهُ. قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللهِ، الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ : فَمَنْ؟)).

کیا آپ کی مراد پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا پھر کون ہو سکتا ہے؟

[طرفه في : ۷۳۲۰].

تشریح: آپ کا مطلب یہ تھا کہ تم اندھا دھند یہود اور نصاریٰ کی تقلید کرنے لگو گے' فکر اور تامل کا مادہ تم سے نکل جائے گا۔ ہمارے زمانے میں مسلمان ایسے ہی اندھے بن گئے ہیں' یہود و نصاریٰ نے جس طرح اپنے دین کو برباد کیا ان سے بھی بڑھ کر مسلمانوں نے بدعات ایجاد کر کے اسلام کا حلیہ مسخ کر دیا ہے' قبر پرستی' امام پرستی مسلمانوں کا شعار بن گئی ہیں' ان میں اس قدر فرقے پیدا ہو گئے کہ یہود و نصاریٰ سے آگے ان کا قدم ہے' شیعہ اور سنی ناموں سے جو تفریق ہوئی وہ تفریق در تفریق ہوتے ہوئے سینکڑوں فرقوں تک نوبت پہنچ چکی ہے' کتاب و سنت کا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔

۳۴۵۷- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، فَأُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الإِقَامَةَ)). [راجع: ٦٠٣]

(۳۴۵۷) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (نماز کے لئے اعلان کے طریقے پر بحث کرتے وقت) صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا' لیکن بعض نے کہا کہ یہ تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ آخر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اذان میں (کلمات) دو دو دفعہ کہیں اور تکبیر میں ایک ایک دفعہ۔

عبادت کے لئے آگ جلا کر یا ناقوس بجا کر لوگوں کو بلانا آج بھی اکثر ادیان کا معمول ہے۔ اسلام نے اس طریقہ کو ناپسند کر کے اذان کا بہترین طریقہ جاری کیا جو پانچ اوقات فضائے آسمانی میں پکار کر کہی جاتی ہے' جس میں عقیدۂ توحید و رسالت کا وجد آور اعلان ہوتا ہے اور بہترین لفظوں میں مسلمانوں کو عبادت کے لئے بلایا جاتا ہے۔ روایت میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔ روایت میں اکہری تکبیر کہنے کا ذکر صاف لفظوں میں موجود ہے' مگر اس زمانہ میں اکثر برادران ملت' اکہری تکبیر سن کر سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں جو ان کی ناواقفیت کی کھلی دلیل ہے' اکہری تکبیر سنت نبوی ہے اس سے انکار ہرگز جائز نہیں ہے' اللہ پاک ہمارے محترم برادران کو توفیق دے کہ وہ ایسا غلط تعصب دلوں سے دور کر دیں۔

۳۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُولُ: إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ)).

تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ.

(۳۴۵۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابو الضحیٰ نے بیان کیا' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اس طرح یہود کرتے ہیں۔

اس روایت کی متابعت شعبہ نے اعمش سے کی ہے۔

کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی عادت یہود کی تھی اور اس سے تکبر کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے ناپسند قرار دیا گیا۔ ضمناً یہود کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

۳۴۵۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ - فِي أَجَلِ مَنْ خَلاَ مِنَ الأُمَمِ - مَا بَيْنَ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ. وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ. ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلاَةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلاَةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ. ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ؟ أَلاَ فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، أَلا لَكُمُ الأَجْرُ مَرَّتَيْنِ. فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ اللهُ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا: لاَ. قَالَ: فَإِنَّهُ فَضْلِي، أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ)).

[راجع: ۵۵۷]

(۳۴۵۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تمہارا زمانہ پچھلی امتوں کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت ہے' تمہاری مثال یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدور لئے اور کہا کہ میرا کام آدھے دن تک کون ایک ایک قیراط کی اجرت پر کرے گا؟ یہود نے آدھے دن تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کام کرنا طے کر لیا۔ پھر اس شخص نے کہا کہ آدھے دن سے عصر کی نماز تک میرا کام کون شخص ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کرے گا۔ اب نصاریٰ ایک ایک قیراط کی مزدوری پر آدھے دن سے عصر کے وقت تک مزدوری کرنے پر تیار ہو گئے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر کون شخص میرا کام کرے گا؟ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ تمہیں لوگ ہو جو دو دو قیراط کی مزدوری پر عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرو گے' تم آگاہ رہو کہ تمہاری مزدوری دگنی ہے۔ یہود و نصاریٰ اس فیصلہ پر غصہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کو کم ملے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہارا حق دینے میں کوئی کمی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے' میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔

تشریح: یہود و نصاریٰ اور مسلمان مذہبی دنیا کی یہ تین عظیم قومیں ہیں' جن کو آسمانی کتابیں دی گئی ہیں' ان کے علاوہ دنیا کی دوسری قوموں میں بھی الہام ربانی کا القاء ہوا ہے مگر اب ان کی تاریخ مستند نہیں ہے۔ بہر حال یہ تین قومیں آج بھی دنیا میں اپنے قدیم دعاوی کے ساتھ موجود ہیں جن میں مسلمان قوم ایک ایسے دین کی علم بردار ہے جو ناسخ الادیان ہونے کا مدعی ہے' ان کو اللہ نے یہ فضیلت بخشی ہے کہ ہر نیک کام پر ان کو نہ صرف دوگنا بلکہ دس گنا تک اجر ملتا ہے۔ حدیث میں یہی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ قیراط چار

جو کے برابر وزن کو کہتے ہیں' بعض اعمال صالحہ کا ثواب دس سے بھی زیادہ کئی سو گنا تک ملتا ہے۔

٣٤٦٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَاتَلَ اللهُ فُلاَنًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَّلُوهَا فَبَاعُوهَا)). تَابَعَهُ جَابِرٌ وَأَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٢٢٢٣]

(۳۴۶۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے طاؤس نے' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فلاں کو تباہ کرے۔ انہیں کیا معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا' یہود پر اللہ کی لعنت ہو' ان کے لئے چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔ اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: فلان سے مراد سمرہ بن جندب ہیں جنہوں نے کافروں سے جزیہ میں شراب وصول کر لی تھی اور اس کو بیچ کر اس کا پیسہ بیت المال کو روانہ کر دیا' سمرہ نے اپنی رائے سے یہ اجتہاد کیا تھا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں' انہوں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی' اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوئی سزا نہیں دی (وحیدی)

٣٤٦١- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلاَ حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

(۳۴۶۱) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی' کہا ہم سے حسان بن عطیہ نے بیان کیا' ان سے ابو کبشہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

واقعات بنی اسرائیل بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس خیال سے کہ نہ انکی تصدیق ہو نہ تکذیب سوا انکے جو صحیح سند سے ثابت ہوں۔

٣٤٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لاَ يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ)).

[طرفه في : ٥٨٩٩].

(۳۴۶۲) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ (ڈاڑھی وغیرہ) میں خضاب نہیں لگاتے' تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

تشریح حدیث میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے مہندی کا خضاب مراد ہے جسے ڈاڑھی اور سر پر لگانا مسنون ہے' اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ یہود و نصاریٰ کی تہذیب کی بجائے اسلامی تہذیب' اسلامی طرز معاشرت اختیار کرنا ضروری ہے اور اندھا دھند ان کے مقلد بن کر انکی بدترین تہذیب کو اختیار کرنا بڑی دنائت ہے مگر افسوس کہ آج بیشتر نام نہاد مسلمان اسی تہذیب کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں' جن روایتوں میں ازالہ شیب یعنی سفید بالوں کے ازالہ کی نہی آئی ہے' وہ نہی سیاہ خضاب سے متعلق ہے جو منع ہے۔ مسلم شریف میں ہے قال النبی غیروہ و جنبوا السواد یعنی سفید بالوں کو متغیر کر دو مگر سیاہ خضاب سے بچو۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ ڈاڑھی بڑھانا اسلئے سنت ہے کہ یہ یہود کی تہذیب کی مخالفت کرنا ہے انکو معلوم ہونا چاہئے کہ بالوں کا سفید ہی رکھنا بھی یہودی تہذیب ہے جیسا کہ یہاں بیان موجود ہے پھر اس تہذیب کی مخالفت میں مہندی کا خضاب کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ڈاڑھی کا بڑھانا ضروری ہے مگر اکثر مسلمان ہیں جو آدھی بات یاد رکھتے ہیں' آدھی کو بھول جاتے ہیں۔ بہر حال اسلامی تہذیب ایک مکمل بہترین تہذیب ہے' آج مغربیت کے فدائی اسلامی تہذیب چھوڑنیوالے شکل و صورت و لباس وغیرہ وغیرہ سے عذاب خداوندی میں گرفتار ہیں جو ایسا لباس اپناتے ہوئے بھی جس کو پہن کر نہ آرام سے کھا سکتے ہیں نہ بیٹھ سکتے ہیں پھر اس لباس پر مگن ہیں۔

٣٤٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، وَمَا نَسِيْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا، وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُوْنَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).
[راجع: ١٣٦٤]

(٣٤٦٣) مجھ سے محمد نے بیان کیا' کہا مجھ سے حجاج نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے حسن نے' کہا ہم سے حضرت جندب بن عبداللہ نے اسی مسجد میں بیان کیا (حسن نے کہا کہ) انہوں نے جب ہم سے بیان کیا ہم اسے بھولے نہیں اور نہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حدیث کی نسبت غلط کی ہو گی' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' پچھلے زمانے میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہو گیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی' آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون بہنے لگا اور اسی سے وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا۔

پچھلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر حدیث میں وارد ہوا' یہی باب سے مناسبت ہے' حدیث سے یہ ظاہر ہوا کہ خود کشی کرنے والے پر جنت حرام ہے' ان جملہ احادیث میں اہل کتاب کا ذکر کسی نہ کسی طور پر بتایا ہے اسی لئے ان کو یہاں درج کیا گیا ہے۔

٥١- بَابُ حَدِيْثُ أَبْرَصَ وَأَعْمَى وَأَقْرَعَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ

باب بنی اسرائیل کے ایک کوڑھی اور ایک نابینا اور ایک گنجے کا بیان

٣٤٦٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ

(٣٤٦٤) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا' ان سے ہمام نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی حمزہ نے بیان کیا اور ان

الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ ثَلاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَعْمَى وَأَقْرَعَ بَدَا اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ. قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا. فَقَالَ : أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الإِبِلُ - أَوْ قَالَ : الْبَقَرُ - هُوَ شَكَّ فِي ذَلِكَ : إِنَّ الأَبْرَصَ وَالأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا : الإِبِلُ، وَقَالَ الآخَرُ: الْبَقَرُ: فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، وَأَتَى الأَقْرَعَ فَقَالَ : أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : شَعَرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ. قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ، وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ. قَالَ: فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلاً، وَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا. وَأَتَى الأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ. قَالَ : فَمَسَحَهُ،

سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا (دوسری سند) اور مجھ سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا' انہیں ہمام نے خبر دی' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا' انہیں عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے' ایک کوڑھی' دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا' اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی چمڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہو گئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہو گیا اور چمڑی بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اونٹ! یا اس نے گائے کہی' اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ کوڑھی اور گنجے دونوں میں سے ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔ چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا' پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے' کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا' کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ گائے! بیان کیا کہ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر اندھے کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس

فَرَدَّ اللهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ : فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : الْغَنَمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا، فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ. فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ تَقَطَّعَتْ بِهِ الْحِبَالُ فِي سَفَرِهِ فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ - بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ وَالْحَسَنَ وَالْمَالَ - بَعِيْرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِيْ. فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيْرَةٌ. فَقَالَ لَهُ : كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ، فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ. فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ. وَأَتَى الأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ. وَأَتَى الأَعْمَى فِي صُورَتِهِ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِهِ الْحِبَالُ فِي سَفَرِهِ، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِيْ. فَقَالَ : قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ بَصَرِي، وَفَقِيْرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ، فَوَ اللهِ لاَ أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ. فَقَالَ : أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ، فَقَدْ

دے دی۔ پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے' یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی' گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین و فقیر آدمی ہوں' سفر کا تمام سامان و اسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں' لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا' ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کو پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا' غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں' کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کھاتے تھے۔ تم ایک فقیر اور قلاش تھے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے' اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا' اپنی اسی پہلی صورت میں اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں' سفر کے تمام سامان ختم ہو چکے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں تمہاری بینائی واپس دی ہے' ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر و محتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو' اللہ کی

رَضِيَ اللهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ)). [طرفه في : ٦٦٥٣].

قسم جب تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے جاؤ' میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو' یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

تشریح: آیت قرآنی ﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾ (ابراہیم :۷) اگر میرا شکر کرو گے تو نعمت زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے' اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے بخوبی واضح ہے۔ روایت کے آخر میں نابینا کے الفاظ لا اجھدک منقول ہیں یعنی تو کتنی بھی بکریاں لے لے میں تجھ سے واپس نہیں مانگوں گا بعض نسخوں میں لا احمدک ہے پھر ترجمہ یوں ہو گا میں تیری تعریف اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک جو تجھے درکار ہے وہ اللہ کے نام پر نہ لے لے گا۔ انسان کی فطرت ہے وہ بہت جلد اپنی پہلی حالت کو بھول جاتا ہے' خاص طور پر مال و دولت والے جو بیشتر غریب ہوتے ہیں پھر وہ دولت مند بن جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ وہ پہلے کیا تھے۔ ایسے لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے جو اللہ دولت دینے پر قادر ہے' وہ واپس لینے پر بھی اسی طرح قادر ہے اور یہ روزانہ ہوتا رہتا ہے دیکھنے کو نظر بصیرت درکار ہے۔

٥٢- بَابٌ ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ ﴿الْكَهْفُ﴾: الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ. ﴿وَالرَّقِيمُ﴾: الْكِتَابُ. ﴿مَرْقُومٌ﴾ : مَكْتُوبٌ، مِنَ الرَّقْمِ. ﴿رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾: أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا. ﴿شَطَطًا﴾ : إِفْرَاطًا. ﴿الْوَصِيدُ﴾: الْفِنَاءُ، وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ، وَيُقَالُ : الْوَصِيدُ الْبَابُ. ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ : مُطْبَقَةٌ، آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ. ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾:أَحْيَيْنَاهُمْ. ﴿أَزْكَى﴾ أَكْثَرُ رَيْعًا. ﴿فَضَرَبَ اللهُ عَلَى آذَانِهِمْ﴾: فَنَامُوا. ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ : لَمْ يَسْتَبِنْ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾: تَتْرُكُهُمْ.

باب اصحاب کہف کے بیان

سورۂ کہف میں اللہ نے فرمایا ہے "اے پیغمبر! کیا تو سمجھا کہ کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں میں عجیب تھے' کہف پہاڑ میں جو درہ ہو' رقیم کے معنی لکھی ہوئی کتاب' مرقوم کے معنی بھی لکھی ہوئی ربطنا علی قلوبھم ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا' شططا ظلم اور زیادتی' وصید کے معنی لگن اور صحن' اس کی جمع وصائد اور وُصد آتی ہے' وصید دروازے کو بھی کہتے ہیں (دہلیز) کو موصدۃ جو سورۂ ہمزہ میں ہے یعنی بند دروازہ لگی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں۔ صد الباب اور اوصد الباب یعنی دروازہ بند کیا' بعثنا ہم نے ان کو زندہ کر دیا۔ ازکی یعنی زیادہ سونے والا یا پاکیزہ خوش مزا یا سست۔ فضرب الله علی اذانھم یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو سلا دیا' رجما بالغیب یعنی بے دلیل (محض گمان اٹکل پچو) مجاہد نے کہا تقرضھم یعنی چھوڑ دیتا ہے' کترا جاتا ہے۔ سورۂ کہف میں ان جوانوں کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

تشریح: اس کا مفصل بیان کتاب التفسیر میں آئے گا' ان شاء اللہ۔ امام بخاری نے اصحاب کہف کے باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کو اپنی شرط پر کوئی حدیث نہیں ملی' عبد بن حمید نے ان کا قصہ طول کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' مگر وہ موقوف ہے۔ رقیم وہ تختہ جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہوئے تھے۔ (الحمد اللہ کہ پارہ نمبر ۱۳ بھی خیریت کے ساتھ ختم ہوا)

بکلما ت افتتاحیة طیبات

فضيلة الشيخ عبد العز يز بن عبداللّٰه بن باز ادام الله فيوضهم
نا ئب رئيس الجا معة الاسلامية بالمدينة المنورة المملكة العربيه السعودية

بسم الله الرحمن الرحيم

من عبد العز يزبن عبد اللّٰه بن بازالیٰ حضر ة الاخ المكرم فضيلة الشيخ محمد داؤد راز حفظه اللّٰه السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبر كا ته ' وبعد فقد وصل الينا كتا بكم الكريم وسرنا ما تضمنه من الافادة عن قيا مكم بترجمة وشرح الجامع الصحيح مع ترجمة رسائلنا الى اللغة الاردوية وانا لنشكركم علیٰ هذا العمل الجليل الطيب ونسأل اللّٰه عز وجل ان يعينكم علیٰ اتمامه وان يضا عف لكم الاجروالمثوبة وان ينفع بالجميع انه خير مسئول واللّٰه يوفقكم ويتولا كم والسلام عليكم ورحمة اللّٰه وبر كاته

نائب رئيس الجامعة الاسلامية
عبد العزيز بن عبد اللّٰه بن باز '
١١ صفر المظفر ١٣٨٩ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

كلمات طيبات فضيلة الشيخ محمد بن سبيل

امام الحرم الشريف مكة المكرمة زادها الله شرفا و كرامة

بسم الله الرحمن الرحيم

اتصل بنا فضيلة الشيخ محمد داؤد راز وقدم لنا ترجمة صحيح البخارى فى لغة الارديه وبناء على قرأة فضيلة الشيخ عبد الحق المدرس بالمسجد الحرام لهذا الكتاب بتلك اللغة وانه اجاد فيه وافاد فانا نشكره علىٰ ذلک ونرجوله بتوفيقه لخدمة العلم والسنة المطهرة فجزاه الله خيرا .

املاه الفقير الى الله

محمد سبيل

امام الحرام الشريف ورئيس المدرسين بمكة ١٣٩٠/١٠/١ھ

اِلرئاسة العامة للاشراف الدينى رئيس المدرِسين والمراقبين